مدرسۂ عالیہ رامپور
کتب خانہ

میخانہ

یعنی

ساقی نامہ ہای متقدّمین و متاخّرین تا سنہ ۱۰۲۸ھ

مع تراجمِ آنہا

تالیف

مُلّا عَبْدُ النّبی فخرُ الزّمانی قزوینی

باعتناء

محمّد شفیع ایم۔ اے

معلّم عربی در کلّیۂ پنجاب لاہور

ولبعی میسرز عطر چند کپور اینڈ سنز پبلشرز انارکلی لاہور

در مطبع کپور آرٹ پرنٹنگ ورکس لاہور و باہتمام بابو گوراندتہ مل کپور طبع شد

سنہ ۱۹۲۶ء

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

38961

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	دیباچہ	ا تا ب
۲	فہرستِ علامات و اختصارات	ج
۳	فہرستِ مضامین	د تا ز
۴	میخانہ	۱ تا ۵۷۹
۵	فہارس	
	دست اوّل - اسمائے رجال وقبایل واُمم وغیرہا	۵۸۱
	" دوم - اسمائے مواضع	۶۲۷
	" سوم - اسمائے کتب	۶۳۷
۶	حواشی	۱
۷	تتمّہ حواشی	۹۸

Marfat.com

Marfat.com

دیباچہ

تذکرۂ میخانہ اور اُسکا مؤلف

یُونتو فارسی میں شعرا کے بہت سے تذکرے لکھے گئے - لیکن تذکرۂ میخانہ کو چند ایسی خصوصیتیں حاصل ہیں جو شاید اس شان کے ساتھ اور کسی تذکرہ میں نہیں ملتیں - تاہم اس تذکرہ اور اس کے مؤلف کو عشر عشیر اس شہرت کا حاصل نہیں ہوا جسکا وہ مستحق ہے ایتھے[1] کو اسکا نام بھی معلوم نہ تھا - یورپ اور ہندوستان کے خزائن مخطوطات کی جسقدر فہرستیں نظر سے گذری ہیں - ان میں سے کسی میں میخانہ کا ذکر تک بھی نہیں آیا - بجز اسکے کہ میونک کی فہرست (صفحہ ۳۷) میں دیوان عرفی کے ایک نسخہ میں "احوال عرفی شیرازی" از "میخانۂ عشاق عبدالنبی" نقل ہوا ہے - کسی تذکرے یا تاریخ میں کتاب یا اسکے مؤلف کا ذکر نہیں ملا - بجز تاریخ محمد شاہی عرف نادرالزمانی کے جس میں چند سطور میں اجمال کے ساتھ مؤلف کا ذکر آیا ہے اور اسکے ساقی نامہ کے دو شعر بھی نقل ہوئے ہیں - (دیکھو حواشی صفحہ ۲۰)

---

[1] ایتھے نے گرونڈرس میں ۱۵ تذکروں اور تاریخوں وغیرہ کے متعلق کو الف بیان کئے ہیں - جن میں شعراء کے حالات درج ہیں ٭

Marfat.com

البتہ خدا جزائے خیر دے مولانا شبلی مرحوم کو کہ انہوں نے غالباً سب سے پہلے شعر العجم کی پہلی جلد میں میخانہ کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی اور خواجہ حافظ اور طالب آملی کا ترجمہ لکھتے وقت اس سے مدد بھی لی[1] ۔ شعر العجم کے توسط سے ہی مرحوم پروفیسر براؤن نے میخانہ کے بعض مضامین پر اطلاع حاصل کی ۔

نظر بدیں حالات نامناسب نہ ہوگا کہ مؤلفِ میخانہ اور میخانہ کی نسبت جو حالات معلوم ہو سکے ہیں ۔ کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کئے جائیں ۔

ملّا عبدالنبی مؤلفِ میخانہ کے سوانح حیات

مؤلف نے اپنا حال میخانہ کے مرتبۂ دوم کے آخر میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور کتاب میں اور بھی بعض مقامات پر اپنے حالات کی طرف اشارہ کیا ہے (دیکھو فہرست اوّل بذیل عبدالنبی) چنانچہ مؤلف کے ان اقوال کی بنا پر اس کی زندگی کے اہم واقعات درج ذیل ہوتے ہیں :-

ملّا عبدالنبی قزوین میں پیدا ہوا ۔ اسکا باپ خلف بیگ قزوین میں تجارت کرتا تھا ۔ اور صوفی مشرب آدمی تھا ۔ حج کر کے واپس آیا تو تارک الدنیا

---

[1] معلوم نہیں ہو سکا کہ مولانا نے میخانہ کا مکمل نسخہ کہاں دیکھا تھا ۔ بعض عبارتیں جو انہوں نے نقل کی ہیں ۔ وہ آر و تر سے جو آگے مذکور ہیں مختلف ہیں ۔ اس سے گمان گذرتا ہے کہ کم سے کم ایک اور نسخہ میخانہ کا مکمل یا نامکمل ہندوستان میں موجود ہے ۔

Marfat.com

ہوکر اسنے درویشی اختیار کر لی - آخر ۱۰۱۵ھ میں قزوین میں طاعون سے مر گیا -
عبدالنبی کا نانا فخرالزمان جو خواجہ عبداللہ انصاری کی اولاد سے تھا فاضل
اور موزون طبع شخص تھا اور قزوین کی قضا اس سے متعلق تھی[1] -
عبدالنبی قزوین ہی میں سن تمیز کو پہنچا - شروع سے اسکو شعر گوئی کا
شوق تھا اور وہ اکثر شعرا کی صحبت میں رہتا تھا - اس زمانہ میں وہ عرفی تخلص کرتا تھا
شعر کیطرح اسکو قصہ خوانی کا شوق بھی بہت تھا - اور حافظہ اسنے ایسا قوی پایا تھا کہ قصہ حمزہ
کو ایکدفعہ سنکر یاد کر لیا - ۱۹ برس کی عمر میں وہ مشہد زیارت کے لئے آیا - اور ایک
ماہ وہاں ٹھہرا رہا - ہندوستان کے آنے جانے والوں نے اس ملک
کی اسقدر تعریف کی کہ اسکو مشتاق بنا دیا - چنانچہ اواخر ۱۰۱۶ھ میں
قندہار کی راہ سے وہ بیمار و نزار لاہور پہنچا (دیکھو خانہ صفحہ ۵۳۸ س ۱۱ اور
چار مہینے وہاں ٹھہر کر ۱۰۱۷ھ میں آگرہ پہنچا - اسکا قرابت ۱۰ میرزا
نظامی اندنوں واقعہ نویس درگاہ تھا - بظاہر اسنے مولف کو اپنا
قصہ خواں مقرر کیا اور قصہ گوئی کی شوق کی وجہ سے اسکو اس فن میں بہت مہارت
پیدا ہو گئی ؛
۱۰۲۲ھ میں اپنے ایک ہمولن کے توسط سے مولف نے اجمیر میں
مہابت خاں کے بیٹے میرزا امان اللہ کی ملازمت اختیار کی - اور چونکہ

---

[1] مولف اپنے نانا کی وجہ سے اپنے تئیں فخرالزمانی لکھتا ہے ۱۲ سے
سے مولف کی پیدائش ۹۹۱ھ کے لگ بھگ ہوگی ۱۳ جہانگیر کے جلوس کو ابھی
قریباً تین ہی سال ہوئے تھے - اس نے دور سے کیا کیا امیدیں ہندوستان کے اندر
اور باہر پیدا نہ کر دی ہونگی ۱۴ خانہ صفحہ ۵۵۵ س ۱۵ ؛

Marfat.com

میرزا[1] کو شعر گوئی کا شوق تھا۔ مؤلف کو بھی دوبارہ شوق شعر گوئی کا پیدا ہوا۔ چونکہ میرزا نے اسکو اپنا کتاب دار مقرر کیا تھا۔ اس لئے مطالعہ کا بھی اسکو خوب موقعہ ملنے لگا۔ اسی زمانہ میں اسنے کتب نظم و نثر سے انتخاب کرکے تین کتابوں کا خاکہ تیار کیا۔ جن کی تفصیل آگے آتی ہے۔ وہ اسی شغل میں تھا کہ ایک رسوا کرنے والی بیماری میں مبتلا ہوا اور بدنامی کے ڈر سے رخصتِ ولایت حاصل کرکے اپنی ناتمام تصانیف کو ہمراہ لے کر فقیروں کے لباس میں لاہور کو روانہ ہوا۔ یہ وسط ۱۰۲۴ھ کا ذکر ہوگا۔ ابتدائے ۱۰۲۵ھ میں وہ لاہور پہنچا۔ لاہور میں ان دنوں طاعون کا زور تھا۔ اسلئے وہ فوراً کشمیر کو روانہ ہوا۔ کیونکہ اس کا عزیز میرزا نظامی ان ایام میں وہاں کا بخشی اور دیوان تھا۔ قیام کشمیر کے زمانہ میں اُسنے اپنی کتاب دستور الفصحا کے مسودے کو کتاب کی صورت دی۔ اواخر ۱۰۲۶ھ میں قریباً دو برس کشمیر میں رہنے کے بعد وہ میرزا نظامی کے ساتھ ماندو آیا۔ اور ایک ماہ وہاں ٹھہرا۔ میرزا کو ماندو سے دیوانِ صوبہ بہار بنا کر بھیجا گیا۔ اور مولف اسکے ہمراہ وہاں گیا اور ۱۰۲۷ھ میں پٹنہ پہنچ کر[2] وہ بظاہر کچھ عرصہ تک میرزا کے پاس مقیم رہا ۱۰۲۸ھ میں وہ پٹنہ ہی میں تھا۔ کہ اسکو سردار[3] خان خواجہ یادگار

---

[1] امان اللہ امانی صاحب دیوان ہے اور اسکا دیوان یورپ کے بعض مشہور کتابخانوں میں موجود ہے۔

[2] دیکھو میخانہ ص۵۷ س۹ [3] یہ خطاب خواجہ کو ۱۰۲۳ھ میں ملا (ترجمہ توزک ۱: ۲۳۷) جہانگیر نے لکھا ہے کہ ۲ خورداد ۱۰۲۸ھ کو خلعت اور ایک ہاتھی اور ایک گھوڑا سردار خان کو عنایت ہوا اور سرکار منگیر جو صوبہ بہار و بنگال میں ہے جاگیر میں ملی۔ اور وہ رخصت ہوا (ترجمہ توزک ۲: ۹۹)

Marfat.com

برادر عبداللہ خان فیروز جنگ کی ملازمت کا موقعہ ملّا عبدالنبی پر خان موصوف نے اسقدر احسان کئے کہ اُسنے میخانہ کو اسکے نام پر ختم کرنا لازم سمجھا۔ اس نے اپنا ساقی نامہ بھی پٹنہ میں سردار خان ہی کے نام پر مکمل کیا۔ ساقی نامہ میں وہ نبی تخلص کرتا ہے۔

۱۰۲۹ھ میں بھی وہ ابھی پٹنہ ہی میں مقیم تھا اور اسی جگہ کے قیام کے دوران میں اسکے گھر میں آگ لگی۔ اور اسکے بعض کاغذات بھی جل[۵۲] گئے۔ اسی سن میں وہ آگرے میں بھی آیا ہے۔ جیسا کہ اسکی کتاب نوادر الحکایات سے معلوم ہوتا ہے۔ اسکے بعد کے حالات کسی اور ماخذ سے نہیں ملتے۔ بجز اسکے کہ ۱۰۴۱ھ میں وہ ابھی زندہ تھا اور اسی سن میں اسنے نوادر الحکایات کا دیباچہ لکھا۔ (فہرست ریو صفحہ ۱۰۴) اپنے ساقی نامہ میں اسنے ایران واپس جانے کی آرزو بہت جوش و خروش سے بیان کی ہے۔ لیکن معلوم نہ ہو سکا کہ یہ آرزو اس کی پوری ہوئی یا نہیں۔

مؤلف کی تاریخ وفات بھی کسی ماخذ میں نہیں ملی ؛

ملا عبدالنبی کی قصہ دانی اور شاعری

ملّا عبدالنبی کی زندگی کا مختصر خاکہ جو اوپر درج ہوا[۵۳]۔ اس سے ظاہر

---

[۵۲] دیکھو میخانہ ۳ سطر آخر [۵۳] خان نے اپنے مذہب کا ذکر نہیں کیا۔ مگر گمان ہوتا ہے کہ وہ شاید مذہب امامیہ رکھتا تھا۔ اسکا آغاز جوانی میں مشہد مقدس کی زیارت کو آنا نیز اسکے ساقی نامہ کے بہت سے اشعار جو حضرت

Marfat.com

ہے کہ اسکو باقاعدہ تعلیم پانے کا موقعہ زیادہ نہ ملا ہوگا - وہ ابھی لڑکا ہی سا تھا - کہ ہندوستان کو روانہ ہوا - اور یہاں پہنچکر ملازمت کی پابندیوں میں پھنس گیا - لیکن اسنے ہم کو یہ بتایا ہے کہ شروع ہی سے اسکا حافظہ غیر معمولی طور پہ قوی تھا - اسی لئے قصہ خوانی میں دسترس پیدا کرکے اسنے ہندوستان کا رخ کیا - اور اسی لیاقت بظاہر قصہ گوئی کو اپنا ذریعہ معاش بنا لیا[1] - اوپر ذکر آچکا ہے کہ علاوہ قصہ خوانی کے مؤلف کو شعر کا بھی بچپن ہی سے شوق تھا - میخانہ میں اسنے اپنا ساقی نامہ قریباً دو سو شعر کا درج کیا ہے - اور اسی کتاب میں اور بھی کہیں کہیں اپنے بیس پچیس شعر نقل کئے ہیں (دیکھو فہرست اول صفحہ ۲۰۸) ان کے علاوہ وہ کہتا ہے کہ ۱۰۲۹ھ تک وہ ۱۵۰۰ شعر اور بھی کہہ چکا ہے - مگر سوائے ان اشعار کے جو میخانہ میں اسکی اپنی کوشش سے محفوظ ہو گئے - اور کسی جگہ اس کے اشعار مجھے نظر نہیں آئے - گو یہ سچ ہے کہ وہ بحیثیت مجموعی ایک معمولی صاف گو شاعر ہے - لیکن کسی نامعلوم وجہ سے عبدالنبی اور اس کی تالیفات و تصنیفات عموماً معرض خفا میں رہی ہیں - جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷) علی اور امام رضا کی تعریف میں ہیں - (دیکھو صفحہ ۱۱۵ ببعد) اور بہت سے قصہ شاعروں کے حضرت علی سے امداد پانے کے جو میخانہ میں جا بجا آئے ہیں (مثلاً صفحہ ۳۷ س ۱۷ اور صفحہ ۳۸ پر) یہ باتیں اس گمان کی تائید کرتی ہیں (دیکھو پوٹ صفحہ ۱۱ ب) لیکن بظاہر مولف تعصب مذہبی کا قایل نہیں ہے - جیسا کہ صفحہ ۳۲ س ۱۸ پر اسکے اندازِ بیان سے مترشح ہوتا ہے ؎

(حاشیہ صفحہ ۷) ۱ صفحہ ۵۲۲ س ۱۸ پر وہ ممدوح کو کہتا ہے ؎

فلک تا در زمانہ خاکدان ✤ تو سرور نژادی و من قصہ خوان

Marfat.com

ہے - اور اسکی منظومات بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں ہیں ' گو ان منظومات کے تلف ہو جانے کی وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ ان کے دیوان کی صورت میں جمع کرنے کی نوبت نہ آئی - کم ازکم خود مؤلف نے کوئی ذکر نہیں کیا ہے - کہ اس کا دیوان مرتب ہوا ؛

ملا عبد النبی کی تصنیف و تالیف کردہ کتابیں

مولف کی زندگی کا نہایت اہم حصہ غالباً - میرزا امان اللہ کی کتابداری سے شروع ہوتا ہے - کیونکہ علاوہ اسکے کہ اسکا شعر گوئی کا شوق میرزا کی صحبت میں جو خود صاحب دیوان شاعر تھا - دوبارہ چمک اٹھا - اسکو کتاب بینی کا بے نظیر موقعہ ملا - اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ اسنے اس موقعہ سے خوب فائدہ اٹھایا[1] - انہی دنوں میں تصنیف و تالیف کا شوق اسنے پیدا کیا - اس کی صحیح قوتِ فیصلہ نے اسکو جلد بتا دیا کہ شعر کے ذریعہ شہرت حاصل کرنا اسکے لئے متعذر ہے اور صرف " اخبار ارباب دوات " اور " اذکار اصحاب طبیعت " اور ان کے کلام کے ذریعہ ہی اسکے لئے شہرت پانا ممکن ہے - چنانچہ اس نے ذیل کی تین کتابوں کا نقش اول انہی دنوں میں تیار کیا -

(۱) **دستور الفصحا** - یہ کتاب اسکے اپنے فن یعنی قصہ گوئی سے تعلق رکھتی تھی - اس میں اسنے قصہ حمزہ اور اس کے آداب پر قصہ خوانوں

[1] صفحہ ۸۴ س ۱۲ پر مؤلف اپنے تئیں " این لب تشنہ وادی معاملہ گفتا ہے ؛

Marfat.com

کے لئے دستور العمل بنایا ہے[1] یہ معلوم ہے کہ اکبر کو داستان امیر حمزہ کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ اسی شوق کے پورا کرنے کے لئے اسنے ایک شاندار البم تیار کرایا[2]۔ عبدالنبی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد جہانگیری میں بھی امرا کو خاصہ شغف اس داستان کے سننے سے تھا۔ دستور الفصحا کے کسی نسخہ کا پتہ نہیں چلا۔

(۲) نوادر الحکایات یا بحر النوادر۔ اس میں مولف نے "حکایات شیریں اور نقل ہائے رنگین" جمع کیں۔ اس کتاب کی تکمیل بظاہر ۱۰۴۱ کے قریب ہوئی۔ برٹش میوزیم میں اسکی ایک جلد ہے (دیکھو ریو صفحہ ۱۰۰ ب)۔ اسکے دیباچہ میں ہے کہ پوری کتاب ۵ جلدوں میں تھی۔

(۳) میخانہ جسمیں اسنے متقدمین و متاخرین کے ساقی نامے مع شعرا کے حالات کے درج کئے۔

اب ہم آخر الذکر کتاب کا حال کسی قدر تفصیل سے بیان کرتے ہیں:۔

میخانہ

مولف نے اپنی مجوزہ کتابوں میں سے میخانہ کی تکمیل کی طرف سب سے

---

[1] میخانہ صفحہ ۵۰۹ پر مؤلف نے اپنی کتاب دستور الفصحا کے اتمام کی تاریخ "دستور بانجام رسیدہ" دی ہے۔ جس سے ۱۰۴۶ بر آمد ہوتا ہے۔ مگر بظاہر قرینۂ عبارت کا تقاضا یہ کہ اتمام دستور ۱۰۲۵ھ یا ۱۰۲۶ھ کا واقعہ ہے۔ اسکے علاوہ ۱۰۲۹ اور ۱۰۴۶ کے درمیان کی اور کسی تاریخ کا ذکر میخانہ میں نہیں ہے اور نسخہ آر میں بھی جو ۱۰۳۹ میں نقل ہوا یہ مادہ اسی طرح درج ہے۔ اسلئے بظاہر اس مادۂ تاریخ میں کسی طرح کی غلطی ہے [2] دیکھو اورینٹل کالج میگزین بابت ماہ نومبر ۱۹۲۵ء و فروری ۱۹۲۶ء،

Marfat.com

پہلے توجہ کی اسلئے کہ اسکے اہل زمانہ کو ساقی ناموں کی طرف بہت رغبت تھی (میخانہ ص۵۰ س ۱۶) ' چنانچہ غالباً ۱۰۲۳ھ یا ۱۰۲۴ھ میں جبکہ وہ اجمیر میں مقیم تھا وہ اس کتاب کی تالیف کی طرف متوجہ ہوا (دیکھو ص۶ س ۳) - ایک مہینے کے اندر پندرہ ساقی نامے مع احوال شعرا اسنے مرتب کرلئے' ابھی اور ساقی نامہ وہ تلاش ہی کر رہا تھا کہ ایک خطرناک بیماری نے اسکو یک لخت کشمیر جانے پر مجبور کر دیا۔

کشمیر میں بظاہر فراہمی مواد کا کام جاری رہا چنانچہ ۱۰۲۸ھ میں وہاں سے پٹنہ پہنچکر اسنے جسقدر مواد پانچ سالوں میں جمع کیا تھا اسکو دو مرتبوں میں ترتیب دیا - اور غالباً اسی سن میں اسنے کتاب کو پٹنہ ہی میں مکمل بھی کر دیا جیسا کہ تاریخ اتمام کتاب (ص۵۷۹) سے نیز اس امر سے معلوم ہوتا ہے کہ سال حال یا ' لغایہ ' کے ساتھ مولف نے عموماً ۱۰۲۸ کا ذکر کیا ہے[1] - لیکن ۱۰۲۹ھ میں مصنف نے کتاب میں دو ساقی نامے اور بڑھا دئے - (دیکھو ص۴۶۴ س ۳ ' نیز دیکھو ص۵۵۹ س ۱۳) اور بظاہر اور مقامات پر بھی کتاب میں تبدیلیاں کیں مثلاً ص۵۰۲ س ۱۳ پر (نسخہ آ میں) وہ کہتا ہے کہ آجکل ۱۰۲۹ھ ہے - دوسرے نسخہ میں یہاں ۱۰۲۸ھ ہے -

مؤلف نے اس کتاب کو جسے وہ 'حاصل عمر' کے نام سے یاد کرتا ہے " مجموعہ اخبار" اور "بیاض سخن" بنانا چاہا ہے (ص۵۷۹)

---

[1] مثلاً دیکھو ص۳۶۹ س۶' ص۴۲۶ س ۱۵ ' ص۴۴۱ س ۸ ' ص۵۶۶ س ۱۷ ' نیز دیکھو ص۵۵۱ س ۹ و ص۵۴۹ حاشیہ ۲ ' [2] دیکھو صفحہ ش

Marfat.com

کل ۱۴۱ تراجم اسکی کتاب میں شامل ہیں - ان شعرا میں سے جنکے ترجمے اس کتاب میں ہیں - دس شاعر جلوس اکبری (یعنی ۹۶۳ھ) سے پہلے فوت ہو چکے تھے - اور ہندوستان کے ساتھ انکو کوئی علاقہ نہیں - مگر باقی ۶۱ شاعر وہ ہیں - جو اکبر یا جہانگیر یا دونو کے معاصر ہیں اور ان میں سے ۳۶ شاعر ایسے ہیں جو ہندوستان میں آئے اور انکو دربار اکبری یا جہانگیری مرای اکبری وجہانگیری یا سلاطین وامرای دکن سے علاقہ رہا اور ۱۱ ایسے ہیں جو ہندوستان کے باشندے تھے - ۸ شاعر مؤلف کے وطن قزوین کے رہنے والے تھے - ان ۱۷ شعرا کو مؤلف نے تین مرتبوں میں بانٹا ہے -

مرتبہ اول میں ۲۶ شعرا ہیں جو ختم تالیف میخانہ کے وقت فوت ہو چکے تھے - سب سے اوّل نظامی گنجوی (المتوفی ۶۱۰ھ) ہے - اور سب سے آخر حکیم غفور گیلانی جو بقول مؤلف ۱۰۲۹ھ میں فوت ہوا '

مولف نے ان شعرا کو انکے سنین وفات کے اعتبار سے ترتیب دیا ہے[۱] - سوائے اسکے کہ پرتوی اسکے نزدیک امیدی کے بعد فوت ہوا مگر کتاب کی ترتیب میں وہ پہلے آگیا ہے - لیکن بعض کے نزدیک پرتوی امیدی سے پہلے فوت ہوا - ان شعرا میں سے صرف شکیبی سے مولف خود ملا ہے

مرتبہ دوم میں بیس شاعر مذکور ہیں - جنہوں نے ساقی نامہ کہے ہیں اور جو تالیف کتاب کے وقت ابھی زندہ تھے - انمیں سے اکثر سے مؤلف خود

---

[۱] اسمیں میخانہ کے دونو معلوم نسخوں کے تراجم شامل ہیں - اسکی تفصیل آگے آتی ہے - اس تعداد میں میرزا جعفر آصف خان اور میر حیدر معمائی شامل نہیں ہیں جنکے تراجم مستقلاً نہیں لکھے گئے بلکہ دوسرے تراجم کی ذیل میں انکے کچھ حالات بیان ہوئے ہیں [۲] دیکھو صفحہ ۲۴۳ س ۱۰ '

Marfat.com

ملا ہے -

مرتبہ سوم میں پچیس شاعر مذکور ہیں -جن میں اکثر سے (شاید سب سے) مؤلف خود ملا ہے اور جنہوں نے بقول مولف (صـ۵۲۴) تالیف کتاب کے وقت تک ساقی نامہ نہ کہے تھے - لیکن حقیقۃ میں تین شاعر انمیں سے ایسے ہیں جنکے ساقی ناموں کا اسنے خود ذکر کیا ہے[1] - اسکے سوا اور بھی بعض آثار ضعف تالیف کے اس مرتبے میں نمایاں ہیں - مثلاً مولف کہتا ہے کہ اس مرتبہ کے شعرا سے اسکی ملاقات ہوئی - لیکن چار شاعر (یعنی نظیری - قدسی - نظر بیگ تمشہ اور باقیا جنکے ترجمے رامپور کے نسخہ میں مرتبۂ سوم میں درج ہیں - ان میں سے سوائے باقیا کے اور کسی سے مؤلف کی ملاقات مذکور نہیں ہے - اس مرتبہ میں جن شعرا کا ذکر آیا انمیں سے تالیفِ کتاب کے وقت بیس زندہ تھے اور پانچ[2] فوت ہو چکے تھے دوسرے اور تیسرے مرتبہ میں تراجم کی ترتیب میں کوئی خاص ملحوظ نظر نہیں ہے *

میخانہ کی امتیازی خصوصیتیں

۱- مؤلف نے شعرا کے حالات اور تذکروں کی نسبت عموماً زیادہ تفصیل سے دئے ہیں - اکثر شاعروں کے ترجموں میں اطلاعات ذیل کا بہم پہنچانا اسکے پیش نظر ہے :

شاعر کا نام و نسب و تخلص اسکے آباو اجداد کے متعلق اطلاعات شاعر کی علمی قابلیت اور اسکے شعر کا مرتبہ - شاعر کی سیاحت و مکن کن

[1] دیکھو صـ۵۴۹ ، صـ۵۷۲ ، صـ۵۷۳ [2] یعنی نظیری - حیاتی گیلانی - حزنی - محوی اور رامی *

Marfat.com

بادشاہوں یا امرا کی خدمت میں رہا۔ مؤلف سے ملاقات ہوئی یا نہیں، اور خود شاعر سے اسکے حالات معلوم ہوئے یا اسکے کسی دوست یا عزیز سے۔ ملاقات مؤلف کے وقت اسکی عمر کیا تھی۔ اور اسکا کلام مرتّب ہوا تھا یا نہیں۔ تفصیل منظومات شاعر مع تعداد ابیات۔ مؤلّف نے شاعر کا کلام دیکھا یا نہیں۔ تاریخ وفات شاعر۔ مدفن۔ شاعر کا ساقی نامہ یا اور کلام کا نمونہ۔ کم ہی تذکروں میں یہ اہتمام احوال شعرا کے ضبط کرنے میں کسی نے کیا ہوگا۔

۲۔ مؤلف نے شاعروں کے حالات صحیح اور مستند ماخذوں سے لئے ہیں۔ مؤلف کو تحقیق کا بہت خیال ہے[1]۔ مرتبہ ثانی کی تمہید میں (ص۳۴۳ پر) وہ کہتا ہے کہ میخانہ کے مرتبہ اول کے شعرا کے حالات اسنے "از روی اسناد ارباب خرد و از قول مردم معتبر" نقل کئے ہیں اور مرتبہ دوم میں جن شعرا کو وہ مل سکا ہے انکے حالات خود انکے اپنے اقوال سے اور جن سے ملاقات نہیں ہوئی انکے حالات انکے عزیزوں اور دوستوں سے لے کر درج کئے ہیں۔ مرتبہ سوم کے اکثر[2] (یا شاید تمام شعرا سے) وہ خود ملا ہے۔ جیسا کہ وہ ص۵۲۴ پر کہتا ہے انکے متعلق بھی فرض کیا جا سکتا ہے کہ خود وہ شعرا ہی حالات مندرجہ کتاب کا ماخذ ہیں۔ کتاب میں اسنے جا بجا اپنے ماخذوں کیطرف اشارہ کیا ہے۔ گو ہر جگہ تصریح موجود نہیں۔ عہد اکبری سے پیشتر کے شعرا کے حالات میں نو مقام پر اسنے میر مختار کی کتاب مخزن اخبار سے مواد حاصل

---

[1] دیکھو میخانہ ص۱۵۳ س۳ جہاں وہ اپنے آپ کو "محقّق اخبار" کہتا ہے۔
[2] مؤلف نے نظیری۔ قدسی اور نظر بیگ کی نسبت صاف لفظوں میں نہیں لکھا کہ انسے ملاقات ہوئی۔ دیکھو

Marfat.com

گیا ہے[1]۔ مگر اس کتاب اور اسکے مؤلف کا حال مجھکو معلوم نہیں ہوسکا۔ بعض عبارتوں کے توافق سے معلوم ہوتا ہے کہ تحفہ سامی مولفہ سام مرزا اور نفائس المآثر مولفہ علاء الدولہ قزوینی ملّا کے سامنے ہیں (دیکھو میخانہ بذریعہ فہرست سوم)۔ اسی طرح تذکرۂ دولت شاہ[2] جواہر الاسرار آذری۔ بہارستان[3] اور نفحات الانس[4] بھی کہیں کہیں استعمال ہوئی ہیں۔

مولف نے دیوانوں کے دیباچوں سے بھی کام لیا ہے۔ مثلاً دیباچہ دیوان عراقی (میخانہ ص۲۹) دیباچۂ غرّۃ الکمال (میخانہ ص۶۱)۔ دیباچۂ دیوان حسین ثنائی (دیکھو میخانہ ص۱۶۲ س ۱۰ مع حواشی متعلقہ بر ص۱۰۱) اور دیباچۂ دیوان فیضی (میخانہ ص۱۹۵ س ۵) سے، بعض جگہ اسنے شعراء کے کلام سے انکے اپنے اور معاصروں کے حالات لئے ہیں۔ مثلاً دیکھو بذیل اقدسی (ص۱۸۷) و میرزا غازی (ص۲۲۸) و صحیفی (ص۲۴۵) وغیرہ وغیرہ، نیز دیکھو ص۳۹۲ و ص۴۲۱ وغیرہا من المواضع۔

شعرائے ذیل کے بعض حالات مولف نے صراحتہً ان سے تحقیق کرکے درج کئے ہیں۔

شکیبی (ص۲۳۶ س ۱) - محمد صوفی (ص۳۴۶ س ۱) شاپور رازی (ص۳۸۱ س ۱۳) - عارف اگہی (ص۴۲۱ س ۱۰) -

---

[1] آخری حوالہ امیدی کے حال میں ہے۔ دیکھو ص۶۴۲ بذیل مخزن اخبار۔ مگر وہاں [illegible] غلطی سے درج ہوا ہے۔ وہ مخزن اخبار کی ذیل میں درج ہونا چاہئے تھا [2] میخانہ ص۱۱ [3] ایضاً ص۲۹ و ص۶۴ ببعد۔ فہرست سوم ص۶۴۳ عمود ۳ میں نفحات کے بعد ۶۴، ۶۵، پڑھنا چاہئے نہ آخر میں۔ یعنی ان صفحات میں نفحات کا ذکر متن کتاب میں ہے ٭

Marfat.com

وصلی (ص۴۳۹ س ۳) ۔ کامل جہرمی (ص۴۶۸ س ۹)
عسکری کاشانی (ص۴۷۹ س ۳) ۔

ان کے علاوہ مولف رکنا اور مرشد کے ساتھ مہابت خان کی ملازمت میں تھا اور ایک برس یا اس سے زیادہ عرصہ تک انکے ہمراہ رہا ۔ اس لیے بآسانی فرض کر سکتے ہیں کہ انکے اور طالب آملی (۳۸۶ ۹) ملکی (میخانہ ۴۶۳ ۸) فرزونی (میخانہ ۴۴۳ ۷) اوجی (میخانہ ۴۹۲ ۱۶) کے حالات نیز مرتبہ سوم کے اکثر یا تمام شعرا کے حالات اسنے انہی شعرا سے حاصل کیئے گئے ہونگے ۔

ذیل کے شعرا کے حالات مؤلف نے انکے قرابت داروں اور یک جہت دوستوں ۔ شاگردوں اور خادموں سے تحقیق کرکے لکھے ہیں: وحشی (میخانہ ۱۵۳ ۳) عرفی (میخانہ ۱۷۶ ۲) ' غیاثا (میخانہ ۲۱۷ ۶) ' سنجر (میخانہ ۲۵۱ ۱۴) ' قمی (میخانہ ۲۶۰ ۲) ' فرقتی (میخانہ ۳۲۴ ۲) ' فغفور (میخانہ ۳۳۲ ۹) ' صوفی (میخانہ ۳۴۶ ۱۵) ' فصیحی (میخانہ ۳۹۰ ۵) ' دوستی سمرقندی (میخانہ ۴۳۱ ۴) ' غروری (میخانہ ۴۵۰ ۵) '

---

[1] مؤلف کے انداز بیان سے جابجا ظاہر ہوتا ہے کہ جن شعرا کے تراجم اسنے لکھے ہیں ۔ ان میں سے اکثر کے کلام کو اس نے کلاً یا جزءً دیکھا ہے ۔ مگر مقامات ذیل پر اسنے صراحتہً لکھا ہے ۔ کہ میں نے ان شعرا کا کلام دیکھا : ص۱۱۲ (دیوان پہلوی ؟) ص۱۲۷ ۵ (امیدی) ' ص۱۳۲ ۷ (نسخہ دیوان شرف جسکو خود شاعر نے درست کیا تھا) ' ص۱۴۴ ۹ (منظومات قاسمی از اول تا آخر) ' ص۱۵۴ ۱ (کلیات وحشی) ' ص۳۹۳ ۱۱ (دیوان ضمیحی) ' ص۴۳۲ ۹ (دیوان دوستی) ' ص۵۳۲ ۳ (دیوان نظیری از اول تا آخر) ' نیز دیکھو ص۱۰۶ ۷ (ہاتفی) و ص۲۵۲ ۸ (سنجر)

Marfat.com

یہاں یہ بھی بیان کرنا چاہیئے کہ مولف کے بیانات جہانگیر کی نقل و حرکت یا امراء جہانگیری کے خاص خاص سنوں میں خاص خاص مقامات میں ہونے کے متعلق توزک جہانگیری سے بہت مطابقت رکھتے ہیں جیسا کہ جا بجا حواشی میں بتایا گیا ہے۔ اس سے مولّف کے بیانات کی عام صحت کے متعلق کافی ثبوت بہم پہنچتا ہے۔

۳۔ مولّف کے بیان کی سلاست۔ مؤلّف نے شعرا کے تراجم کو بہت صاف اور سلیس زبان میں بیان کیا ہے۔ اور انشا پردازوں کے تکلفات سے حیرت ناک طور پر محترز رہا ہے۔

۴۔ مولّف نے ہزارہا فارسی اشعار کو میخانہ میں محفوظ کر دیا ہے

ملاّ نے علاوہ متفرق اشعار کے ۳۲ ساقی ناموں اور ۵ ترجیع یا ترکیب بندوں کا متن تفصیل سے درج کیا ہے۔ اور ۵ ساقی ناموں کے اقتباسات دئے ہیں۔ چونکہ وہ انمیں سے اکثر شعرا سے ملا ہے۔ یا انکا معاصر ہے۔ اسکی بدولت انکے ہزارہا اشعار محفوظ اور صحیح روایت سے محفوظ ہوگئے ہیں۔ اس قول کی صحت اس سے ہوگا کہ متعدد ساقی ناموں کے متون سوائے صفحات میخانہ کے اور کہیں نہیں نظر آتے۔

لہ مولّف نے ساقی ناموں میں سے بعض جگہ سے اشعار حذف کر دیئے ہیں کا ساقی نامہ بقول حاجی خلیفہ (طبع قسطنطنیہ ۱۲۷۴ھ) ۲۸۵ بیت پر مشتمل تھا۔ ملا نے صرف ۲۱۸ بیت دئے ہیں۔ اسکے ہاں ظہوری کے ساقی نامہ کے صرف ۱۰۲ شعر ہیں۔ گو بقول ریو (ص ۶۷۹ ا) یہ ساقی نامہ ۴½ ہزار شعر کا تھا۔ گو حاجی خلیفہ (موضع مذکور)

Marfat.com

۵۔ بعض شعرا کے تراجم مجھ کو بجز میخانہ کے اور کسی جگہ نہیں ملے۔ (بجز دوستی سمرقندی اور درویش جاوید کے کہ ان کے تراجم صرف عرفات احدی میں ہیں اور بجز مولف کے کہ اس کا کچھ حال تاریخ محمد شاہی میں ہے)

دوستی سمرقندی ۔ وصلی ۔ ملکی قزوینی ۔ عسکری کاشی ۔ صفائی تبریزی حریفی مصنف ۔ میر عبد اللہ مژہ ۔ ضیائی موشحی ۔ رامی ۔ درویش جاوید ۔ مولف کم مشہور شعرا کا حال بھی مؤلف نے نسبتہً مفصل دیا ہے ۔ خصوصاً مندرجہ ذیل کا :۔

پرتوی ۔ عنیاتا ۔ شاپور رازی ۔ فزونی استرآبادی ۔ غروری کاشی ۔ کاملی جہرمی ۔ اوجی کشمیری ۔ شراری ہمدانی ۔ موزون الملک (انمیں سے جن ناموں پر خط کھینچا گیا ہے ۔ انکا حال خوشگو نے دو دو چار چار سطروں سے زیادہ نہیں دیا)

۶ ۔ قدردانی شعرا کے متعلق تفصیلات ۔ مؤلف نے اپنے معاصر بادشاہان ہند و ایران و دکن اور انکے امرا کی قدردانی شعر و شعرا پر بالواسطہ اور بلا واسطہ بہت روشنی ڈالی ہے ۔

یہاں یہ بھی لکھنا چاہیئے کہ میخانہ سے واضح ہوتا ہے کہ اس زمانے

(بقیہ حاشیہ صفحہ س) نے اسکے ابیات کی تعداد ۸۰۵ بتائی ہے جو میخانہ کی تعداد سے قریب ہے ۔ زیادہ تفصیل مختلف ساقی ناموں کے نیچے حاشیہ میں درج ہے ۔ وہاں دیکھنا چاہیئے ۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ گو عام طور پر مؤلف نے بعض اشعار کو حذف کر دیا ہے مگر ساقی نامہ حافظ کے ابیات کی تعداد اسکے ہاں حاجی خلیفہ سے زیادہ ہے ۔ یعنی اس نے ۱۴۷ بیت دیئے ہیں ۔ حاجی خلیفہ انکی تعداد ۱۲۹ بتاتا ہے ،

Marfat.com

میں ایرانیوں کو ہندوستان کی طرف کسقدر کشش محسوس ہوتی تھی۔ مولف ص۲۰۱ پر لکھتا ہے :-

"این مثل میان عالمیان اشتہار سرشاری دارد کہ ہرکس یک نوبت گشت ہند نمود و بہرہ ازین ملک فیاض برداشت، وقتی کہ بایران رفت اگر در راہ این سرزمین و این بلاد نمیرد البتہ در آرزوی این خاک مراد می میرد"

مولف خود جب مشہد میں آکر ایک مہینہ ٹھہرا اسوقت کی نسبت لکھتا ہے :-

"در ایام توقف آن آستانہ ہر روز از بسیار و بیمین و از تجار و متردین وصف دارالامان[1] ہندوستان بسیار شنید" (ص۵۰ س ۱۷)۔

جب وہ ایران سے لاہور پہنچا تو اسکو اس ملک کے حالات سے بہت تعجب ہوا وہ لکھتا ہے :-

"عجب ملکی بنظر این حقیر در آمد ارزانی و فراوانی، دیگر کی از خوبہای ہندوستان این کہ ہرکس در ہر محل بہر طریقی کہ زیست کند ہیچ کسی را قدرت آن نیست کہ منع آن امر نماید با خود قرار داد کہ جای توطن تو این ملک است" (ص۲۰۲ س ۳)

عارف اگلی مؤلف کو اپنا حال سناتے ہوئے کہتا ہے کہ جب وہ ہندوستان پہنچا :-

ملکی دیدم بغایت آبادان و معمور و بلادی مشاہدہ کردم از برای آسایش و رفاہیت بی نہایت مطبوع، با خود قرار دادم کہ تمام

[1] مولف نے کتاب میں اکثر ہندوستان کے ساتھ دارالامان کا لفظ لکھا ہے۔

Marfat.com

عمر درین دیار صرف نمایم (صـ۴۲۳ س ۶)

ان خیالات کی تائید اور ماخذوں سے بھی ہوتی ہے۔ ہفت اقلیم میں بذیل کالپی لکھا ہے :-

"ہندوستان مملکتی ست در غایت طول و عرض و معادن و نباتات واقعہ لا تعد و لا تحصی و ایضاً چندان خوبی کہ دران دیار است از ہیچ مملکتی نیست"

پھر عبید اللہ بن سلام کا قول نقل کیا ہے کہ خوشی کے دس جزوں میں سے ہندوستان کو نو ملے اور باقی سارے جہان کو ایک۔ پھر ہندوستان کی بعض خوبیاں گنی ہیں مثلاً یہ کہ مسافر کو زاد لیکر چلنے کی ضرورت نہیں، ہر منزل پر ہر شے ملتی ہے۔ آمد و رفت کا سلسلہ سردیوں میں نہ صرف یہ کہ منقطع نہیں ہوتا بلکہ گرمیوں سے زیادہ سردیوں میں آمد و رفت ہوتی ہے۔ پھر یہ شعر دئے ہیں ؎

ای خوشا فصل دی بہ ہندوستان ، کہ شود خانہ و چمن بستان
نہ کہ از برف پنبہ پشتہ (مشتہ) شود نہ ز سرما شکنج پشت شود
نشود سبزہ کم ز دشت فراخ نہ ز پوشش برہنہ گردد شاخ

پھر لکھتا ہے :-

"دیگر ہر نوع کہ کسی خواہد باشد منعی و تکلیفی نمی باشد[1]"

خوشگو نے فیضی کے حالات میں نقل کیا ہے، کہ بقول صاحب مآثر رحیمی فیضی :-

[1] اسکے بعد یہ بھی لکھتا ہے : و استیفای لذّت نفسانی آنچہ ہوا پرستان و جوانان را در ہند میسر است در ہیچ دیاری نیست،

Marfat.com

ملاذ الفضلا و ملجاء الشعرا بود اکثر مستعدان خراسان بشوق خدمتش
به هند رسیدہ کامیاب باطن و ظاهر شدند[1] - هر کس که در ایران
قدرت گفتن مصرعی و طبع موزونی داشته به هند آمد نتایج طبع
خود را بشرف اصلاح وی رسانید - دران وقت دارالسلطنت
لاهور دار الشعرا گردید"

خالص استرابادی (المتوفی ۱۱۲۲) اگرچه ان لوگوں سے ایک صدی سے کچھ کم بعد لکھ رہا ہے تاہم اسکو اسوقت بھی ان میں سے بعض خوبیاں ہندوستان میں موجود نظر آتی ہیں - وہ کہتا ہے :-

ز خوبیهای هند این خوبیش بس
که هرگز نیست کس را کار با کس[2]

---

[1] ایرانیوں کا سیلاب جو اس دور میں ہندوستان کیطرف امڈ آیا ہے - اسکا سبب اور شعرا وغیرہ کے امرا سے صلات و انعامات پانے کے قصے جو میخانہ اور دیگر تذکروں میں مذکور ہیں انکی اصلیت سمجھنے میں شیخ عبدالحمید لاہوری مولّف شاہجہان نامہ کی عبارت ذیل مدد دیتی ہے:
حاصل ممالک ایران هفت لک تومان است که دو کرور و چهل لکه روپیه باشد و هریکی از دارالخلافه اکبرآباد و دارالملک دهلی و دارالسلطنة لاهور نزدیک بدو کرور و پنجاه لک روپیه حاصل آن است - یافت وزیر ایران که او را درانجا اعتمادالدوله خوانند سالی بطریق علوفه یک لکه روپیه است و بارسم الوزارة که آن زر را پیشکش شاه می نمایند دو لکه ' توپچی باشی ده لکه ' بیگلربیگی خراسان که ازهمه زیاده می یابد قریب ده لکه ' اولکه دیوان دیگر ازین کمتر و خورتمان هر اولکه ' و در دولت صاحبقران ثانی شاه جهان جاگیر هریکی از بندهاکه به منصب

Marfat.com

میخانہ کے مطبوعہ اڈیشن کا متن

میخانہ کا جو متن اس اڈیشن میں پیش کیا گیا ہے وہ دو خطّی نسخوں پر مبنی ہے جنکا تفصیلی حال ذیل میں درج ہے - انکے علاوہ بعض مطبوعہ اور خطّی دیوان اور مثنویاں بھی مقابلہ کے لئے استعمال کی گئی ہیں - جنکی تفصیل فہرست اختصارات سے مُعلوم ہو سکتی ہے جو صفحہ بعد پر درج ہے'

با وجود بہت تلاش کے مجھے میخانہ کے فقط دو نسخے ملے - انکو اختصار کے خیال سے بَیں نے آ اور تآ سے موسوم کیا ہے - متن در اصل آ پر مبنی ہے - جو تراجم - نظمیں یا عبارتیں آ میں نہ تھیں وہ تآ سے لی گئیں - باقی مقامات میں تآ کو مقابلہ کے لئے استعمال کیا گیا ہے - بعض جگہ لفظ لفظ کا اور بعض جگہ صرف مشکوک عبارتوں کا مقابلہ کیا گیا - ذیل کے صفحات کا بالتمام مقابلہ ہوا ہے : ۲۷ تا ۴۰۶ ' ۲۳۴ تا ۲۳۸ ' ۲۴۵ تا ۲۴۹ ' ۳۳۱ تا ۳۴۲ ' ۳۴۴ تا ۳۶۰ ' ۳۸۴ تا ۴۱۴ ' ۴۲۰ تا ۴۳۱ ' ۴۳۹ تا ۴۴۲ ' ۴۵۷ تا آخر کتاب -

اب ہم آ اور تآ کا حال تفصیل سے بیان کرتے ہیں -

(بقیہ حاشیہ صفحہ ق) ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار سرافرازندسی لکہ روپیہ کہ صد ہزار تومان عراق است و محصول تیول یمین الدولہ آصف خان پنجاہ لکہ روپیہ (خزانہ عامرہ صلا۱۱) ' ۲ مثنوی گلستان خیال (اورینٹل کالج میگزین بابت اگست ۱۹۲۶ء صفحہ ۴۰) '

Marfat.com

نسخہ آ

یہ نسخہ میرے کتاب خانہ میں ہے - ورق ۲۹۷، تقطیع $\frac{1}{2}$" ۸ × $\frac{1}{4}$ ۴"، لکھی ہوئی سطح کی تقطیع $\frac{1}{2}$"۵ × $\frac{1}{2}$"۲، سطور ۱۵، خط نستعلیق، سن کتابت ندارد، یہ نسخہ ناقص الاول ہے - نظامی کے ساقی نامہ کے اُس شعر سے شروع ہوتا ہے - جو مطبوعہ نسخہ کے صفحہ ۱۹ س ۱۲ پر دیا ہے - شروع میں فہرست شعرا کسی نے بعد میں لگا دی ہے - پھر تین ورق خالی چھوڑ کر ۳ ورق پر تذکرہ دولت شاہ سے چند عرب شعرا کا حال نقل ہوا ہے - پھر سات ورق خالی ہیں - اسکے بعد میخانہ شروع ہوتا ہے اور پہلے ورق کا عدد ۱۲ دیا ہے - کتاب کے اندر "ساقی نامہ طالب آملی" کے عنوان کے نیچے قریباً ۴ صفحہ کے برابر بیاض ہے - خط ایرانی ہے مگر تاریخ کتابت درج نہیں - حاشیہ نم سے یا کسی اور وجہ سے کسی قدر خستہ اور فرسودہ ہو گیا ہے - بعض جگہ پیوند کاری بھی ہوئی ہے - کہیں کہیں حاشیہ پر لکھی ہوئی عبارتیں[1] ناقص ہو گئی ہیں -

متن کی صحت شروع سے آخر تک باحتیاط کی گئی ہے - اور جابجا حک

---

[1] ذیل کے تراجم سرتاسر حاشیہ پر کاتب متن نے بعد میں لکھے ہیں : فیضی - صحیفی - ملکی قزوینی - رامی، فغفور کا حال متن اور حاشیہ پہ ملا جلا کر لکھا گیا ہے [illegible] علاوہ ساقی نامہ اقدسی کا آخری حصہ بھی حاشیہ پر ہے - اور غیاثا کا وصیت نامہ غیر کاتب کتاب نے حاشیہ پر بڑھایا ہے - انکے علاوہ صحت کتاب کے وقت بعض جملے یا عبارتیں علامت صحت (م یا صح) کے ساتھ حاشیہ پر درج کی گئی ہیں

Marfat.com

و اصلاح اور تصحیح کے آثار اس نسخہ میں موجود ہیں - فارسی مخطوطات کی تصحیح میں یہ سعی بلیغ عام نہیں - تعجب نہیں کہ یہ نسخہ نظر مصنف سے گذرا ہو - عنوان شنجرف سے لکھے گئے ہیں - تیسرے مرتبے میں چار ترجمے یعنی نظیری قدسی - نظر بیگ قمشہ اور باقیا کے حالات اس نسخہ میں نہیں ہیں -

نسخہ مر آ

یہ نسخہ ریاست رامپور کے کتاب خانہ میں ہے - اسکے اوراق ۳۴۱، تقطیع ۷ ۱/۴" × ۴" ہے - جدولیں طلائی اور شنجرفی ہیں - لکھی ہوئی سطح کی تقطیع ۵" × ۲ ۳/۴" ہے - سطور ۱۵ - خط نستعلیق - حروف چھوٹے - پیوندکاری کہیں کہیں ہوئی ہے بعض مقامات پر اسطرح سے کہ عبارت بخوبی پڑھی نہیں جاتی خصوصاً صفحہ اول پر - دیباچۂ کتاب کا ایک آدھ ورق شروع میں نہیں ہے - اور مقامات سے بھی چند اوراق اس نسخہ کے ضایع اور بعض ورق جلد کرنے میں بے ترتیب ہو گئے ہیں - کتاب پر ایک نوٹ ہے - " در ۱۰۲۲ھ تصنیف شد و در ۱۰۳۹ھ بصحت مصنف برای نذر جہانگیر بادشاہ بجدول طلا مرتب گشتہ بدو گذرانید" اس عبارت میں سن تصنیف یقیناً غلط ہے - البتہ اس نسخہ کے آخر میں ۱۰۳۹ھ سن تحریر بیشک دیا ہے - جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ نسخہ مولّف کی زندگی میں لکھا گیا - مگر جہانگیر ۱۰۳۷ھ میں فوت ہوا تھا - اسلئے یہ کتاب ۱۰۳۹ھ میں اسکو پیش نہ ہو سکتی تھی - بظاہر کسی کتاب فروش نے خریداروں کو دھوکا دینے کے لئے یہ عبارت تحریر کردی ایک اور صفحہ پر لکھا ہے :- میخانہ تذکرہ فارسی بخط ولایت ۱۰۲۵ھ، مجموعی طور پر آ کا متن مر کی نسبت زیادہ صحیح ہے - حکیم شفائی کا

Marfat.com

ترجمہ اسمیں نہیں ہے - اور اسکی بجای ½ ۱ ورق خالی ہے - ترتیب میں بھی قدرے فرق ہے یعنی فیضی کا ترجمہ اقدسی سے پہلے - ملکی کا غروری سے پہلے اور شاہ نظر بیگ کا رونقی سے پہلے ہے - اکثر وہ شعر جنکو آ میں نامکمل یا مکمل لکھ کر منسوخ کردیا ہے یا نقاط شک کیساتھ لکھا ہے تہ میں درج نہیں ہیں - آ کے مقابلہ میں یہ نسخہ کم صحیح ہے -

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آ جس متن کو ظاہر کرتا ہے وہ تہ سے قدیم تر ہے - کیونکہ آ میں تراجم کم ہیں[1] اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تہ میں بعض تراجم بعد میں بڑھائے گئے - اسکے علاوہ بعض نامکمل یا مکمل مگر مسخ شدہ یا مشکوک شعر آ میں ہیں اور تہ میں وہ حذف کر دیئے گئے ہیں - اور آ کی صحت میں بھی بہت کوشش کی گئی ہے - اگر تہ کا متن پہلے مرتب ہوا تھا تو بعض تراجم کو آ میں سے حذف کر دینے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی - لیکن آ کی بعض عبارتوں سے یہ ماننا پڑیگا کہ اسکے بعض مقامات مولف کے ترمیم شدہ متن سے لئے گئے ہیں جو تہ سے موخر ہے مثلاً صفحہ ۵۰۲ س ۱۳ پر آ میں ہے کہ اب ۱۰۲۹ھ ہے اور تہ میں وہاں ۱۰۲۸ھ ہے، اسکے علاوہ بعض جگہ

[1] مثلاً دیکھو صفحہ ۲۱۴ س ۱، آ میں مرتبہ سوم میں پہلے ۲۰ ترجمے تھے - پھر رامی کا ترجمہ حاشیہ میں بڑھایا گیا، تہ میں اس مرتبہ میں ۲۵ ترجمے ہیں - نیز دیکھو صفحہ ۳۴۳ س ۹، ظاہر ہے کہ مرتبہ اول میں پہلے ۲۲ ترجمے تھے - پھر فیضی صحیفی - غفور اور ملکی کے ترجمے بعد میں بڑھائے گئے - دیکھو حواشی صفحہ ۶۷ جہاں سطر ۶ میں غفور کے بعد "اور ملکی" پڑھو اور "معلوم نہیں ..... بڑھایا گیا" کو قلمزن کردو -

Marfat.com

آ اور مآ کی عبارتوں کے مقابلہ سے آ میں زیادہ اطلاعات بہم پہنچی ہیں۔ یا بیانات میں زیادہ احتیاط نظر آتی ہے (مثلاً دیکھو ص۵۴۹ س ۱۰ و ص۵۳۳ سطر آخر) خلاصۂ گفتگو یہ کہ میری رائے میں مجموعی طور پہ آ کا متن مآ سے اقدم ہے۔ گو بعض مقامات پر شاید مولّف کی ایسی ترمیمیں بھی اس میں ہیں جو مآ کے متن سے مؤخر ہیں۔ مگر فی الجملہ دونو نسخوں کے متن میں بہت مطابقت ہے۔ اور اصل سے ان میں سے ہر ایک کا بُعد کچھ ایسا زیادہ نہیں ہے ؛

نسخہ آ کی بعض خطّی خصوصیّات

اس نسخہ کا رسم الخط پرانا ہے گ اور ژ کو ہمیشہ ک اور ز اور پ اور چ کو عموماً ب اور ج لکھا گیا ہے۔ مگر کہیں کہیں پ اور چ بھی ہے، اس کے نیچے کہیں کہیں تین نقطے دئے ہیں۔ لیکن بہت سے مقامات میں ہجوں میں عجیب تصرفات کئے گئے ہیں۔ مثالیں

ا بجای الف مقصورہ۔ مثلاً۔ محشا بجای محشی (۲۸۱/۳)

آ یا ۓ بجای ت ۔ مثلاً طراود بجای تراورد (ص۴۳۵ س ۲۰) کین دوز بجای کین توز (ص ۵۰ س ۸)

ز بجای ذ مثلاً تزرو بجای تذرو (۲۹/۴)

ذ بجای ز مثلاً ذکوۃ بجای زکوۃ (۱۹۵/۱۳) ذلال بجای زلال (۲۸۴/۲) اور مرغذار بجای مرغزار (۴۴۶/۱۰)

ل بجای ر مثلاً کنال بجای کنار (۲۶۱/۱۲)

ص یا ث بجای س — ثمور بجای سمور (۳۲۸/۱۴)، صور بجای سور

Marfat.com

(۱۳۸/۴)

س بجای ص مثلاً سلہ بجای صلہ (جا بجا مثلاً ۱۲۶/۱۸ پہ) مسیر بجای مصیر (جا بجا مثلاً ۴۶۲/۷ پہ)

ز یا د بجای ض ـــــ رازی بجای راضی (۱۹۳/۳)، تزمین بجای تضمین (۵۲۳/۱) اور خدر بجای خضر (۲۶۰/۲)،

ت بجای ط ـــــ تبا تبا بجای طبا طبا (۴۳۹/۶)

ذ بجای ظ ـــــ نذیر بجای نظیر (۲۰۱/۱۶)

ق یا گ بجای غ ـــــ قلقل بجای غلغل (۷۱/۴) قربت بجای غربت (۵۱۷/۱۲) فراق بجای فراغ (۲۷۶/۱) اور زگال بجای زغال (۲۴۲/۸)

غ بجای ق ـــــ غلغل بجای قلقل (۲۷۸/۱۵) بغم بجای بقم (۳۲۰/۶، ۳۳۰۰/۱۰) غافلہ بجای قافلہ (۱۳۶/۸، ۳۲۶/۱۶)

ب بجای م مثلاً برہم بجای مرہم (۳۱۸/۳)

ا بجای وا ـــــ خارش بجای خوارش (۵۷۱/۱۰) خان بجای خوان (۲۸۰/۸، ۲۸۲/۹)

ح بجای ہ ـــــ محل بجای مہل (۱۲۰/۱۷)، احتزاز بجای اہتزاز (۲۷۸/۱)

اسی طرح چو بجای چہ اور چہ بجای چو جا بجا اس نسخہ میں نظر آتا ہے (مثلاً دیکھو ۲۸۸/۱۴، ۵۱۶/۱۶ اور ۲۸۸/۱۱، ۳۱۲/۱۴) اور ہمزہ

Marfat.com

کی بجای ماقبل ی میں ی ہی لکھا ہے مثلاً شفایی (بجای شفائی صـ۲۳۳/۱) ضیایی (۵۷۳/۵) نیز دیکھو ۳۲۶/۱۶ ببعد، مگر گاہی گاہی ی لکھکر اوپر ہمزہ بھی دیدیا ہے مثلاً عطایئی (صـ۵۵۲/۱۲)، گاہی اضافت کو ی سے لکھا ہے۔ جیسے غلوی، فراق بجای غلو فراق (۱۱۳/۳)،

مولف کے ہاں بعض عجیب عجیب ترکیبیں بھی ملتی ہیں مثلاً تا لغایہ[1] (جا بجا مثلاً صـ۱۱۱/۶، ۴۹۸/۸، ۵۶۶/۱۶ پر وغیرہا من المواضع) "مخذومی ام" (صـ۵۰۹/۴)، "بہ مقتضی وقت" (صـ۳۴۴/۱) "مشاطہ عروس سخن.... ہاتفی" (صـ۱۰۳/۱۱)، [لیکن دیکھو یہ شعر: یکی نکتہ پرسم کہ جانش تن است / زدھقان کہ مشاط گلشن است (غروری کاشی در مآثر رحیمی)]

ب کا مندرجہ ذیل استعمال بھی قابل ذکر ہے:

وزرای صاحب تدبیر و امرای بشمشیر (صـ۴/۷)، کمان دار بی نظیر و پشتہ سوار بشمشیری بودہ (صـ۲۰۱/۱۶)،

---

[1] راحۃ الصدور (طبع لیدن ۱۹۲۱ء) میں 'للہ را' بمعنی برای خدا آیا ہے (دیکھو صـ۷۷/۲۱) گویا۔ اس قسم کی ترکیبوں میں لام کو زاید سمجھا گیا ہے۔

Marfat.com

ارتقائے ساقی نامہ پر ایک نظر

جاہلی عربوں کے کلام میں وصف خمر عام ہے ۔ مگر انکا طریق عموماً یہ ہے کہ قصیدے کی تشبیب میں دو چار شعر کہ جاتے ہیں اور بس، مثلاً عدی بن زید کہتا ہے[1] :-

ودَعوا بالصَّبوح یوماً فجاءت قینۃٌ فی یمینہا ابریقُ
قدّمتہ علی عُقارٍ کعین الدّیک صَفّیٰ سُلافہا الراووقُ
مُرّۃٌ قبلَ مزجہا فاذا ما مُزجت لذّ طعمُہا من یذوقُ
وطفا فوقہا فقاقعُ کالیا قوتِ حُمرٌ یزینہا التصفیقُ
ثم کان المزاجُ ماءَ سحابٍ لاصَدیً آجنٌ ولا مطروقُ

یا عبید بن الابرص کہتا ہے[2] :-

ولہوۃٍ کرُضابِ المسکِ طالَ بہا فی دنہا کرٌّ حولٍ بعد احوالِ
باکرتہا قبلَ مابدا الصّباحُ لہا فی بیت مُنہمرِ الکفّین مفضالِ

ابتدائی اسلامی زمانہ میں بھی شعر میں وصف خمر جاہلیوں کے طریق پر عام ہے ۔ لیکن حقیقت میں شعرائے عہد عباسیہ نے اس فن میں بہت ترقی کی ۔ مسلم بن الولید نے قصاید کے علاوہ جن میں سے اکثر میں متعدد اشعار اس مضمون کے ملیں گے ۔ کم سے کم تین[3] مستقل

---

[1] شعراء النصرانیہ (بیروت ۱۸۹۰ء) صفحہ ۴۶۷ [2] دیوان عبید (لیڈن ۱۹۱۳ء) صفحہ ۲۵ نیز دیکھو صفحہ ۳۹
[3] دیوان مسلم (لیڈن ۱۸۷۵ء) صفحہ ۲۸ ، صفحہ ۳۸ ، صفحہ ۱۵۷ ،

Marfat.com

نظمیں غزل اور وصف خمر کے مضمونوں کو ملاکر اسطرح سے لکھی ہیں۔ کہ اچھے خاصے ساقی نامے بن گئے ہیں۔ لیکن اس فن میں امامت کا رتبہ اس کے معاصر ابو نواسؔ کو پہنچتا ہے۔ جسنے خمریات میں اسقدر شہرت حاصل کی کہ ابن قتیبہ کہتا ہے:۔ وقد سبق الی معان فی الخمر لم یاتِ بہا غیرہٗ، اسکے اور ابن المعتز عباسی کے دیوان میں خمریات کے مستقل باب ہیں۔ جن میں کوئی پونے تین سو نظمیں ابو نواس کی اور سوا سو سے زیادہ نظمیں ابن المعتز کی ہیں۔

ان شعرا کی نظمیں اگرچہ حسن شعر کے اعتبار سے نہایت مختلف ہیں مگر مضمون کم و بیش یکساں ہیں۔ اکثر نظموں کے مضامین حسب ذیل ہیں:۔ وصف خمر و ظروف خمر۔ وصف ساقی۔ وصف مجالس فتیان۔ ذکر عود و نای وغیرہ، قدرتی یا مصنوعی مناظر جنکے پاس میخوار بیٹھے ہیں، ان عنوانوں کے ماتحت جو مضامین ادا کئے جاتے ہیں انمیں بھی کچھ زیادہ تنوع پایا نہیں جاتا۔

فارسی شعرا میں وصف خمر کے اشعار قدیم زمانے سے ملتے ہیں[3]۔ مگر منوچہری (المتوفی ۴۳۲ یا ۴۳۹) غالباً سب سے پہلا فارسی گو شاعر ہے۔ جسنے بکثرت اشعار اس باب میں کہے ہیں۔

عرب شعرا کی طرح (اسکے ہاں خمریات میں پوری پوری نظمیں ہیں۔

---

[1] ابو نواس کے خمریات میں کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ ۴۸ شعر ہیں (دیکھو دیوان طبع مصر ۱۹۱۸ء

[2] کتاب الشعر لیدن ۱۹۰۲ء صفحہ ۵۱۱

[3] مثلاً دیکھو لغت فرس تصنیف اسدی طوسی (طبع گوٹنگن ۱۸۹۷ء) صفحہ ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۱۰۹،

Marfat.com

اور انہی کی طرح وہ عموماً قصائد کے ابتدا میں خمریات کی طرز پر شعر کہتا ہے اس کے ہاں مسمطات میں بھی ایسے اشعار بکثرت موجود ہیں - اور ایک مسمط جس کا عنوان ہے "مسمّط صبوحیہ در طلب جام و مخاطبہ ساقی سیم اندام و مدح ممدوح" (دیوان ص۲۰) اور متعدد قطعات اسنے ایسے انداز لکھے ہیں کہ گویا ابونواس پھر زندہ ہوگیا ہے اسکا انداز کلام ان اشعار سے کسی قدر معلوم ہو گا - ایک قصیدے کا مطلع ہے :-

ساقی بیا کہ امشب ساقی بکار باشد زان دہ مرا کہ رنگش چون لعلتار باشد

اسی طرح ایک قصیدے ہیں جو بحر متقارب میں ہے اور جسکا مطلع ہے :-

چنین[1] خواندم امروز در دفتری کہ زندست جمشید را دخترے

وہ کہتا ہے :-

یکی قطرۂ بر کفم بر چکید کف دست من گشت چون کوثری
ببوسیدم او را و تاں بوی او بر آمد ز هر موی من عنبری
بسا غلب خویش کردم فراز مرا هر لبی گشت چون شکری

غرض اسطرح کے بیسیوں شعر منوچہری کے ہاں ہیں -

مگر ساقی نامہ کا نام اس نظم کے ساتھ خاص ہے جو مثنوی کی صورت میں ہو - اور بحر متقارب میں لکھی گئی ہو - اسلئے مولف میخانہ نے سب سے پہلا ساقی نامہ شیخ نظامی کے سکندر نامہ سے (جو ۵۹۷ھ کے قریب مکمل ہوا) مرتب کیا ہے - جیسا کہ معلوم ہے شیخ نے سکندر نامہ

---

[1] دیوان منوچہری (پیرس ۱۹۱۸ء) ص۳۱

[2] دیوان منوچہری ص۱۵

Marfat.com

بڑی کی ہر داستان کے آخر میں دو دو شعر ساقی . اور سکندر نامہ بحری میں مغنّی کو مخاطب کرکے لکھے ہیں ۔ بعض داستانوں کے شروع میں اور اور مقامات پر بھی اس قسم کے شعر آئے ہیں جنکو ساقی ناموں کے مضمون سے فی الجملہ مناسبت ہے مولف نے ان سب کو ملا جلا کر ایک ساقی نامہ بنا لیا ہے ۔

خسرو نے سکندر نامہ کے جواب میں آئینۂ سکندری لکھی ۔ اور اسمیں ساقی اور مغنی کو ہر داستان کے آخر میں مخاطب کیا ۔ مؤلف نے ان اشعار سے خسرو کا اور اسی طرح جامی اور ہاتفی کی مثنویوں سے شعر نکال کر انکے ساقی نامے بنا لئے ہیں ۔ لیکن پہلا[1] باقاعدہ ساقی نامہ بظاہر خواجو کرمانی (المتوفی ۷۵۳ھ) نے مثنوی ہمای و ہمایوں میں لکھا ۔ گو وہاں اسکا عنوان "در نکوہش روزگار و طلب روزگار" ہے نہ ساقی نامہ[2] ۔ اس ساقی نامہ میں ایک خصوصیّت ہے جو بعد کے ساقی ناموں میں نہیں ملتی اور وہ یہ ہے کہ شاعر نے اسکو دس دس شعر کے نو بندوں میں لکھا ہے ۔

خواجہ حافظ (المتوفی ۷۹۱) نے اپنا ساقی نامہ ایک مستقل نظم کی صورت میں لکھا ہے ۔ یعنی وہ خواجو کے ساقی نامہ کی طرح کسی بڑی مثنوی کا جزو نہیں ہے ۔ گو دیوان کے پرانے نسخوں میں اس کو دو یا زیادہ

---

[1] کشف الظنون (طبع قسطنطنیہ ۱۳۱۰ھ ج ۲ ص ۱۸) میں ہے کہ نصیر الطوسی نے بھی ساقی نامہ لکھا تھا ۔ بظاہر یہ مشہور خواجہ نصیر الدین (المتوفی ۶۷۲) ہیں اور نظامی کے بعد انکا نمبر ہے ۔ مگر اس ساقی نامہ کا کوئی شعر دیکھا نہیں ،

[2] لیکن حاجی خلیفہ نے موضع مذکور پر اسے ساقی نامہ ہی کہا ہے ،

Marfat.com

مثنویوں کی صورت میں لکھا گیا ہے) اور شاید اسی لئے عبدالنبی نے (میخانہ صـ۸۴) لکھا ہے:-

این لب تشنۂ وادی مطالعہ اکثر دواوین قدما را ابتدا تا انتہا گشت (کذا) از ہیچ دیوانی ساقی نامۂ بسامانی بنظر در نیامد مگر از خواجہ حافظ غالباً دران ایام ساقی نامہ گفتن متعارف نبود۔ مگر بدستوری کہ شیخ نامی گرامی شیخ نظامی و درّ دریای معنوی امیر خسرو دہلوی فرمودہ اند و درین جزو زمان خود شایع شدہ چنانچہ ہمہ کس می گویند

حافظ نے ساقی نامہ کے اکثر حصے میں نظامی اور خسرو کی طرح ساقی اور مغنّی کو مخاطب کر کے دو دو شعر لکھے ہیں۔ مگر چند شعر امیر شاہ منصور کی مدح کے بھی داخل کئے ہیں۔ اس لئے میں بعد کے لوگوں نے اکثر حافظ کے ساقی نامہ کا تتبع کیا ہے'

میخانہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ کے بعد دسویں صدی کے نصف اوّل میں امیدی۔ پرتوی۔ شرف جہان اور قاسمی کے ساقی نامے مشہور ہوئے۔ انہیں سے پرتوی (المتوفی ۹۴۱) نے ساقی نامہ بہت پر زور لکھا چنانچہ مؤلف میخانہ کہتا ہے:

تکلف برطرف کہ در ساقی نامہ داد سخنوری دادہ و آنچہ لازمۂ شعر و شاعری باشد در اشعار آن بجا آوردہ است' با عتقاد این بی بضاعت معلوم نیست تا الغایہ کسی باین خوبی ساقی نامہ بنظم آوردہ' و این ہمہ شعری کہ در میخانہ بر بیاض رفتہ بمثابت مثنوی حکیم مذکور بودہ باشد (میخانہ صـ۱۱)

دسویں صدی کے آخر سے ساقی ناموں کا لکھنا بہت عام ہو گیا خصوصاً

Marfat.com

عہد جہانگیری میں - چنانچہ مولف نے (صـ۵۰۷ س ۱۶) لکھا ہے کہ اس زمانے کے ہنرمندوں کی طبیعت ساقی ناموں کی طرف بہت راغب ہے[1] اور یہ اسی رغبت کی علامت ہے کہ یا تو ابتداءً دو دو شعر میں ساقی کو خطاب کرنے پر قناعت تھی یا اس زمانہ میں طول طویل ساقی نامے لکھے جانے لگے - چنانچہ ظہوری نے ۴½ ہزار بیت کا ساقی نامہ ۹۹۹ھ کے قریب لکھا - ان سب ساقی ناموں میں عام انداز وہی ہے جو حافظ کے ساقی نامے کا ہے - علاوہ ساقی اور مغنّی کو مخاطب کرنے اور وصف مے کے ان میں عموماً کسی ممدوح کی مدح بھی موجود ہے - بلکہ قصیدے کی طرح گریز کے بعد شاعر مدح کی طرف رجوع کرتا ہے - بعض حالتوں میں وہ ممدوح حضرت علی ہیں - جیسے پرتوی کے ساقی نامے میں بعض میں امرا و ملوک اور بعض میں دونو جیسے ملّا عبدالنبی کے ساقی نامہ میں -

خواجو اور حافظ کے انداز میں ناپایداری عالم اور بے ثباتی دنیا اور شکایت اہل دُنیا کے مضامین بھی عام طور پر ساقی ناموں میں موجود ہیں - جس سے عموماً انہیں غم کی جھلک جابجا نظر آتی ہے - گو اسکے پہلو بہ پہلو تخیل کی بلند پروازی بھی تمام اچھے ساقی ناموں میں نمایاں طور پر موجود ہے -

ان ساقی ناموں کے علاوہ جو مثنوی کی صورت میں ہیں مؤلف نے

---

[1] فارسی کے ان ساقی ناموں کی تقلید میں ترکی میں بھی ساقی نامہ لکھے گئے - چنانچہ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون (۲ : ۱۸) میں ۵ ترکی ساقی نامے گنے ہیں جن میں سے مومن کا ساقی نامہ ۲ ہزار بیت کا ہے ۔

Marfat.com

متعدد ترجیع بند اور ترکیب بند بھی درج کئے ہیں جو ساقی نامہ کی طرز پر لکھے گئے ہیں - انمیں سے سب سے پہلا ترجیع بند عراقی (المتوفی ۶۸۶ یا ۶۸۸) کا ہے - اسی سلسلے میں اہلی شیرازی (المتوفی ۹۴۲) کا ذکر بھی کرنا چاہیئے - جسنے رباعیات ساقی نامہ کے طریقے پر لکھیں - (کشف الظنون ۸:۲) گو مولف میخانہ نے اسکا ذکر نہیں کیا ؛

ساقی ناموں کی جمع و تلفیق

برٹش میوزیم میں ابو اسحق ابراہیم المعروف بالرقیق الندیم کی عربی تالیف کی ایک جلد ہے جسکا نام ہے قطب السرور فی اوصاف الخمور - یہ کتاب چوتھی صدی ہجری کی تالیف ہے اور اسمیں مے نوشی کے متعلق اشعار[1] اور حکایات کو جمع کیا گیا ہے (ریو کا تکملہ مخطوطات عربی نمبر ۱۱۰۹)

فارسی میں میخانہ سے پہلے اس قسم کی کسی کتاب کا پتہ نہیں چلا - اور بظاہر ملا عبد النبی پہلا شخص ہے جسنے ساقی ناموں کو جمع کیا - البتہ اسکے بعد اور لوگوں نے بھی ساقی نامے جمع کئے - مثلاً ایک شخص نے جسکا تخلص غالباً کوکب ہے ۱۰۳۵ھ میں مجمع المضامین کے نام سے ایک کتاب تیار کی - اسکے دیباچے میں وہ خود لکھتا ہے کہ سو سے زیادہ مختلف مثنویوں اور دیوانوں کا انتخاب شامل کر کے میں نے اسکو بادشاہ جہانگیر کے نام پر ترتیب دیا ہے - کوکب کے بیان کے مطابق پہلے مختلف مثنویوں سے اشعار توحید و نصایح درج کئے ہیں -

[1] یہ اشعار زیادہ تر ابو نواس - ابن المعتز - بحتری - ابن الرومی اور صنوبری کے ہیں ؛

Marfat.com

"و بعدہٗ ساقی نامہ ہا از ہر شاعری کہ بود یکجا جمع آوردہ فصل میان مثنوی و غزل گردانیدہ" اس کتاب کا ایک نا تمام نسخہ پروفیسر شیرانی کے کتاب خانہ میں ہے۔ جو عجب نہیں کہ مؤلف ہی کا مسودہ ہو۔ اس کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ کتاب کے اندر سوائے ساقی نامہ حافظ اور ساقی نامۂ قاسمی کے اور کوئی ساقی نامہ نہیں۔ ممکن ہے کہ مولف اپنے ارادے کو پورا نہ کر سکا ہو۔

سرخوش نے بذیل ظہوری لکھا ہے کہ ہمّت خان نے ایک سو بیس ساقی نامے سخن سنجان تازہ گو کے جمع کئے۔ کسی کا کلام ظہوری کے برابر نہ نکلا "مگر ساقی نامۂ فقیر سرخوش باری پہلو زد"

یہاں یہ لکھنا بے محل نہ ہوگا کہ ملا عبد النبی نے پرتوی کے ساقی نامہ کو بہترین قرار دیا ہے۔ سرخوش نے ساقی نامۂ ظہوری کو۔ اور خوشگو نے ساقی نامۂ نوعی خبوشانی کو چنانچہ وہ بذیل نوعی لکھتا ہے:۔

"باعتقاد فہم ناقص فقیر خوشگو بر جمیع ساقی نامہ ہا چرب افتادہ"

Marfat.com

علامات واختصارات

حواشی میں بعض علامات و اختصارات استعمال ہوئے ہیں عموماً ان کی تشریح ان مقامات میں کر دی گئی ہے - جہاں وہ پہلی دفعہ استعمال ہوئے ہیں - مگر سہولت مراجعت کیلئے ان علامات وغیرہ کو ذیل میں یکجا کر دیا گیا ہے (← = رجوع کنید) -

فہرست ۱

آس = آئینۂ سکندری مطبوعہ	عق = کلیات عراقی خطّی نسخہ کتابخانۂ پروفیسر شیرانی
خ = ساقی نامۂ ظہوری خطّی	عم = کلیات عراقی مطبوعہ
خآ = خردنامۂ سکندری خطّی	مب = دیوان مرشد بردجردی خطّی
سب = سکندر نامہ برّی مطبوعہ	مع = ساقی نامۂ ظہوری مطبوعہ
سخ = سکندر نامہ بحری مطبوعہ	نق = الہی نامہ خطّی
ش = دیوان شرف خطّی نسخہ کتابخانہ پنجاب یونیورسٹی	ها = ہفت اقلیم خطّی
شر = دیوان شرف خطّی نسخہ کتابخانۂ رام پور،	(ان کتابوں کے متعلق بعض جزئیات فہرست ب میں دیکھئے)

فہرست ب

آتشکدہ (آذر) طبع بمبئی ۱۲۷۷ھ

Marfat.com

آئین اکبری (Bibl. i dica Series) طبع کلکتہ ۱۸۷۲ء

آئینۂ سکندری (خسرو) طبع علی گڈھ ۱۳۳۶ھ

الٰہی نامہ (عطّار) نسخۂ خطّی کتاب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن، بے سرنامہ اور جواہر الذات بھی اس مثنوی کے ساتھ ہیں۔ تاریخ کتابت ندارد۔ مگر نسخہ پرانا نہیں ہے۔ خط نستعلیق، ایک چٹ پر "تصوف ۸۷۴، دوسرے پر '۳۱۰' لکھا ہے۔

انیس العشاق (سندیلوی) اسکا مفصل حال صـ۳۷۴ حاشیہ ۳ میں دیکھو۔

ایلیٹ (یعنی تاریخ ہند انگریزی) ج ۶ لندن ۱۸۷۵ء

بروک ہاؤس۔ دیوان حافظ طبع لیپزک ۱۸۵۴-۵۶ء

بلاکمین ترجمہ آئین اکبری جلد اول کلکتہ ۱۸۷۳ء

بہارستان (خطّی) نسخہ کتاب خانہ نواب محمد عبد السلام خانصاحب رامپوری

تاریخ فرشتہ طبع لکھنؤ ۱۲۸۱ھ

تحفۂ سامی (خطّی) میرا نسخہ ورق ۱۱۰، سطور ۱۵، تقطیع ۸" × ۵½"، خط نستعلیق سن کتابت ۱۱۹۷

تذکرۂ سرخوش۔ (خطّی) مصنّفہ محمد افضل سرخوش ورق ۸۸، سطور ۱۴، تقطیع ۹½" × ۵" سن کتابت ۱۲۵۴ نسخہ کتاب خانہ پروفیسر محمود شیرانی

ترجمۂ توزک جہانگیری از راجرز، ۲ جلد، اورینٹل ٹرانسلیشن فنڈ، ۱۹۰۹ء و ۱۹۱۴ء،

تکملہ نفحات از ملّا عبد الغفور لاری (خطّی) نسخۂ کتاب خانہ پنجاب یونیورسٹی، (ورق ۱۷، سطر ۲۳ پر تقطیع ۱۲" × ۶¼")،

توزک جہانگیری طبع علی گڈھ ۱۸۶۴ء

خردنامۂ اسکندری (خطّی) نسخہ کتاب خانہ پروفیسر آذر۔ دیکھو حاشیہ صـ۹۶،

Marfat.com

خزانہ عامرہ طبع (مطبع منشی نولکشور) کانپور ۱۸۷۱ء

خلاصۃ الاشعار (خطّی) مصنّفہ تقی الدین محمد بن شرف الدین علی الحسینی الکاشانی نسخۂ کتب خانۂ ریاست کپور تھلہ - اس نسخہ میں رکن ثالث اور ضمیمہ کا کچھ حصّہ ہے - رکن ثالث میں سے حافظ سے لے کر برہان الدین آذری تک کے تراجم (= سپرنگر ص۱۹ نمبر ۹۷ تا ۱۰۹) ہیں اور ضمیمہ میں مختشم کاشی سے حیدر طہماسپی تک کے تراجم (= سپرنگر ص۲۳ بعد نمبر ۲۴۷ تا نمبر ۲۹۶ باستثنای ۲۵۶ تا ۲۵۸)

خوشگو = سفینۂ خوشگو

دربار اکبری طبع (مطبع رفاہ عام) لاہور ۱۸۹۸ء

دیوان سنجر (خطّی) نسخہ کتاب خانۂ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال - (ورق ۲۰۸) تقطیع $9\frac{1}{2} \times 5\frac{1}{2}$، خط نسخ، بظاہر بعد میں کسی نے سن کتابت ۱۰۴۲ھ اور محل کتابت "دارالسلطنت بیجاپور" لکھا ہے - نیز دیکھو حاشیہ ص۲۵۲ و ص۲۵۳

دیوان شاپور (خطّی) نسخۂ کتاب خانۂ ریاست رامپور صفحات ۴۴ حال ہی کے زمانہ میں نقل ہوا -

دیوان شرف (۱) نسخہ کتاب خانہ پنجاب یونیورسٹی (۲) نسخۂ کتاب خانہ ریاست رام پور

دیوان طالب آملی (خطّی) نسخۂ کتاب خانہ ریاست رامپور دیکھو ص۲۶۵ حاشیہ ۳ -

دیوان عرفی (خطّی) نسخۂ کتاب خانہ پنجاب یونیورسٹی - دیکھو ص۱۷۵ حاشیہ ۵

دیوان فصیحی (خطّی) نسخۂ کتاب خانہ ریاست رام پور دیکھو حاشیہ ص۲۹۴

دیوان قدسی ایضاً ایضاً

دیوان مرشد بروجردی نسخۂ کتاب خانہ دیوان بہادر راجہ نرندر ناتھ صاحب -

Marfat.com

دیکھو - صفحہ ۴۰۹ حاشیہ ۹

دیوان مشرقی نسخۂ کتاب خانۂ ریاست رام پور - دیکھو حاشیہ صفحہ ۴۰۳

ساقی نامۂ ظہوری " " پروفیسر سراج الدین آذر لاہوری (ورق ۱۰۵، تقطیع ۸½ × ۵"، سطور ۲۱ تا ۲۴، ہر سطر میں تین مصرعے، شہری جدولیں تاریخ کتابت ندارد، گیارھویں صدی کی تحریر ہوگی - متن ۱۲۶۳ھ کے مطبوعہ نسخہ کے ساتھ عموماً متفق ہے -

ساقی نامہ ظہوری مطبوعہ مطبع مصطفائی لکھنو ۱۲۶۳ھ

ساقی نامہ مسیح کاشی عکس نسخۂ برٹش میوزیم Or. 457، اصل میں سن کتابت درج نہیں ہے - مگر ریو (صفحہ ۶۸۶) کا اندازہ ہے کہ غالباً سترھویں صدی عیسوی کی تحریر ہے -

سپہر نگر یعنی فہرست مخطوطات کتاب خانہ ہائے شاہ اودھ، جلد اول، کلکتہ ۱۹۵۱ء

سرو آزاد طبع حیدرآباد ۱۹۱۳ء

سفینۂ خوشگو[1] نسخۂ کتابخانہ پنجاب یونیورسٹی - صرف جلد دوم - اوّل و آخر سے قدرے ناقص ورق ۱۹۴، سطور ۲۳، تقطیع ۱۱½ × ۷¾"

سکندر نامہ بری طبع لکھنو ۱۲۷۰ھ

" " بحری طبع کلکتہ ۱۸۶۹ء

سیر العارفین (خطّی) میرا نسخہ سن کتابت ندارد مگر گیارھویں صدی کا نسخہ معلوم ہوتا ہے - ورق ۱۴۸، سطور ۱۷، تقطیع ۸¾ × ۵½"، خط نستعلیق

شعر العجم (مصنفہ مولانا شبلی) فیض عام علیگڈھ

عالم آرائی عباسی (مصنفہ اسکندر منشی) طبع طہران ۱۳۱۴ھ

فہرست بادلی یعنی فہرست کتاب خانۂ بادلی در آکسفورڈ مرتبہ ایتھے آکسفورڈ ۱۸۸۹ء

[1] یہ نسخہ طباعت کے ختم ہونے کے قریب ملا،

Marfat.com

فہرست (کتابخانۂ) بانکی پور شعرای فارسی - جلد ۱ تا ۳، طبع کلکتہ ۱۹۰۸ء تا ۱۹۱۲ء

فہرست ریو یعنی فہرست مخطوطات فارسی در موزۂ برطانیہ جلد ۱ تا ۳ مع ضمیمہ (سپلیمنٹ)، طبع لنڈن ۱۸۷۹ء تا ۱۸۹۵ء

فہرست سپرنگر ← سپرنگر

کلمات الشعراء ← تذکرۂ سرخوش،

کلیات عراقی (۱) طبع لاہور (۲) نسخہ خطی کتبخانہ پروفیسر محمود شیرانی بخطّ قدیم،

کلیات فیضی نسخہ کتاب خانہ پنجاب یونیورسٹی دیکھو صد ۱۹۵ حاشیہ ۵

کلیات نظیری طبع لکھنو ۱۲۹۱ء

مآثر (یعنی مآثرالامرا مصنفہ شہنواز خان) طبع کلکتہ ۱۸۸۸ء (Bibl. Ind. Series)

مجمع الفصحا ۲ جلد طبع طہران ۱۲۹۵ء

مخزن الغرایب سندیلوی (خطّی) ۱۱۱۸ء کی تالیف ہے - نسخہ کتابخانہ پروفیسر محمود شیرانی، بظاہر لکھنو میں ۱۱۱۹ء میں تحریر ہوا، ورق ۴۴۹، سطور ۲۳ تا ۲۵، تقطیع ۱۵ ½ × ۹" بعض اوراق اس نسخہ کے مختلف مقامات سے ضایع ہو گئے ہیں-

مرآۃ آفتاب نما (خطّی) نسخہ کتاب خانہ پنجاب یونیورسٹی، تاریخ کتابت ندارد - تیرھویں صدی کی تحریر معلوم ہوتی ہے،

مرآۃ الخیال (خطّی) شیر خان لودھی نے اسکو ۱۱۰۲ء میں تصنیف کیا - میرے نسخہ میں جو ۱۱۱۱ء میں تحریر ہوا ۲۳۲ ورق ہیں - فی صفحہ ۱۷ سطر - تقطیع ۱۰" × ۶"، خط شکستہ آمیز

منتخب الاشعار مبتلا (خطّی) مولّفہ محمد علی خان بن محمد مشہدی متخلص بہ مبتلا در ۱۱۶۱ء، نسخہ کتاب خانہ پروفیسر محمود شیرانی جو ۱۱۶۶ء میں مولف کی زندگی میں تحریر ہوا - ورق ۱۶۲، سطور ۱۷، تقطیع ۱۲" × ۶ ¼"،

Marfat.com

منتخب التواریخ بدایونی جلد ۳ (Bibl. Ind. Series.) طبع کلکتہ ۱۸۶۹ء

منوچی یعنی سٹور یا ڈوموگر (داستان مغول) مصنفہ منوچی - مترجمہ ارون (Browne) ۴ جلد، لندن ۱۹۰۷ء،

نشتر عشق (خطی) مصنفہ حسین قلی خان عظیم آبادی متخلص بہ عشق (دیکھو سپرنگر صفحہ ۶۴۴ و فہرست بانکی پور ج ۸ صفحہ ۱۵۷)، نسخۂ پنجاب یونیورسٹی، یہ نسخہ دو جلد میں ہے (اوراق ۶۸۴، سطور مختلف اوسط ۱۳ تا ۲۱، تقطیع $9\frac{3}{4}'' \times 6''$) اور اول و آخر سے قدرے ناقص ہے - شیخ ابو اسمعیل عبد اللہ انصاری کے حالات سے شروع اور واقف بٹالوی کے حالات پر ختم ہوتا ہے - مختلف آدمیوں کی تحریر ہے - غالباً مولانا آزاد مرحوم نے اپنے لئے لکھوایا - بعض صفحے ان کے اپنے خط میں ہیں اور بعض جگہ انکی تصحیح بھی ہے - یہ کتاب اسوقت ملی - جبکہ اکثر حصہ کتاب کا چھپ چکا تھا -

نفائس المآثر (خطی) مصنفہ میرزا علاء الدولہ بن یحیی السیفی الحسنی القزوینی، (نام کتاب تاریخ آغاز ہے یعنی ۹۷۳ھ، خاتمہ کتاب میں اکبر کے حالات پیدائش شہزادہ دانیال (یعنی جمادی الاولے ۹۷۹ھ تک ہیں) نسخۂ کتاب خانۂ پروفیسر سراج الدین آذر، ورق ۳۲۳، سطور ۱۷، خط نستعلیق - تاریخ کتابت ندارد مگر گیارھویں صدی کا نسخہ معلوم ہوتا ہے،

نفحات الانس طبع لکھنو ۱۹۱۵ء

واقعات کشمیر (خطی) محمد اعظم دیدہ مری نے اس کتاب کو ۱۱۴۸ھ میں تصنیف کیا - میرا نسخہ ۱۲۶۴ھ میں تحریر ہوا - ورق ۱۸۹، سطور ۱۷، تقطیع $10\frac{1}{2}'' \times 6''$

ہفت اقلیم امین احمد رازی (خطی) نسخۂ کتاب خانہ پنجاب یونیورسٹی، ورق ۴۲۸ سطور ۲۱، تقطیع $11\frac{1}{2}'' \times 7''$ یہ نسخہ بظاہر کسی کشمیری کاتب نے تحریر کیا - سن کتابت ندارد، تیرھویں صدی کی تحریر

ہما و ہمایون طبع لوہارو ۱۸۷۱ء،

Marfat.com

فہرستِ مضامین

عدد	مضمون	صفحہ
	دیباچۂ مؤلف	۱
	فہرستِ اسامی قایلانِ ساقی نامہا وغیرہ	۷
	(۱) **مرتبۂ اوّل** - در ذکرِ سخنورانی کہ داعیِ حق را لبّیکِ اجابت گفتہ وسر در نقابِ خاکِ تیرہ کشیدہ اند	۹
۱	ذکرِ شیخ نظامی	۹
	حکایت از الٰہی نامۂ شیخ عطّار	۱۲
	ساقی نامۂ شیخ نظامی	۱۹
۲	ذکرِ فخرالدین ابراہیم ہمدانی [عراقی]	۲۷
	من مثنوی فخرالدین ابراہیم ہمدانی	۴۱
	ترجیع بند شیخ عراقی	۴۳
۳	ذکرِ خسرو دہلوی	۵۸
	[ساقی نامہ]	۶۰
۴	ذکرِ خواجوی کرمانی	۶۱
	ساقی نامۂ خواجو کرمانی	
۵	ذکرِ خواجہ حافظ شیرازی	۷۹
	[ساقی نامہ]	۱۵
۶	ذکرِ مولانا عبدالرحمٰن جامی	۹۳
	ساقی نامۂ مولانا جامی	۹۶

Marfat.com

عدد	مضمون	صفحہ
۷	ذکر مولانا عبد اللہ ہاتفی	۱۰۳
	ساقی نامۂ مولانا ہاتفی	۱۰۶
۸	ذکر حکیم پرتوی	۱۱۰
	ساقی نامۂ حکیم پرتوی	۱۱۲
۹	ذکر مولانا امیدی رازی	۱۲۶
	ساقی نامۂ مولانا امیدی	۱۲۸
۱۰	ذکر میرزا اشرف جہان قزوینی	۱۳۲
	ساقی نامۂ میرزا اشرف جہان	۱۳۴
	میرزا جعفر خان در صبوحی کردن شیرین فرموده	۱۴۱
۱۱	ذکر میرزا قاسم گون آبادی	۱۴۱
	ساقی نامۂ میرزا قاسم گونا بادی	۱۴۴
۱۲	ذکر مولانا وحشی یزدی	۱۵۲
	ساقی نامۂ وحشی	۱۵۵
۱۳	ذکر خواجہ حسین ثنائی	۱۶۲
	ساقی نامۂ خواجہ حسین ثنائی	۱۶۶
۱۴	ذکر مولانا عرفی شیرازی	۱۷۵
	قصیدۂ کہ در منقبت امیر المومنین و امام المتقین گفتہ	۱۸۱
	ساقی نامۂ مولانا عرفی	۱۸۳
۱۵	ذکر مولانا اقدسی مشہدی	۱۸۵
	حکایت از مجموعۂ خیال در تعریف اقدسی	۱۸۷

Marfat.com

عدد	مضمون	صفحہ
	ساقی نامۂ اقدسی	۱۸۹
۱۶	ذکر شیخ ابوالفیض فیضی ہندوستانی	۱۹۴
	پنج غزل شیخ فیضی	۱۹۸
۱۷	ذکر مولانا نوعی خبوشانی	۲۰۰
	ساقی نامۂ نوعی	۲۰۲
۱۸	ذکر مولانا غیاثای منصف	۲۱۶
	ساقی نامۂ غیاثای منصف	۲۱۸
۱۹	ذکر میرزا غازی ترخان	۲۲۵
	ساقی نامۂ میرزا غازی	۲۳۰
۲۰	ذکر مولانا شکیبی صفاہانی	۲۳۴
	ساقی نامۂ مولانا شکیبی صفاہانی	۲۳۸
۲۱	ذکر مولانا صحیفی	۲۴۴
	ساقی نامۂ مولانا صحیفی	۲۴۵
۲۲	ذکر سنجر بن میر حیدر معمائی	۲۴۹
	ساقی نامۂ سنجر	۲۵۳
	چند بیت در معذرت بدمستی	۲۵۷
۲۳	ذکر ملک محمد قمی	
	ساقی نامۂ ملک محمد قمی	۲۶۲
۲۴	ذکر مولانا ظہوری	۲۶۷
	ساقی نامۂ مولانا ظہوری	۲۶۹

Marfat.com

عدد	مضمون	صفحه
۲۵	ذکر میرزا ابوتراب بیگ فرقتی	۳۲۲
	ترجیع بند میرزا ابو تراب	۳۲۴
۲۶	ذکر حکیم فغفوری گیلانی	۳۳۱
	ترجیع بند حکیم فغفور	۳۳۶

(۲) مرتبهٔ ثانی

در ذکر شاعرانی که درین ایّام خجسته فرجام در حیاتند و اشتهار سرشاری دارند

		۳۴۳
۱	ذکر مولانا محمد مازندرانی	۳۴۵
	ساقی نامهٔ مولانا محمد صوفی	۳۴۷
۲	ذکر مسیح ثانی رکن الدین مسعود کاشانی	۳۶۰
	ساقی نامهٔ حکیم رکنا	۳۶۹
۳	ذکر حکیم شفائی	۳۷۵
	ترکیب بند حکیم شفائی	۳۷۷
۴	ذکر آقا شاپور رازی	۳۷۹
	قصیده شاپور	۳۸۲
۵	ذکر طالب مازندرانی	۳۸۴
	ساقی نامهٔ طالب آملی	۳۸۹
۶	ذکر میرزا فصیحی	۳۸۹
	ترکیب بند مرزا فصیحی	۳۹۴

Marfat.com

عدد	مضمون	صفحہ
۷	ذکر مولانا ذکی ہمدانی	۳۹۶
	ساقی نامۂ مولانا ذکی ہمدانی	۳۹۷
۸	ذکر میرزا ملک مشرقی	۴۰۱
	ساقی نامۂ میرزا ملک مشرقی	۴۰۴
۹	ذکر مولانا مرشد بروجردی	۴۰۸
	ساقی نامۂ مرشد بروجردی	۴۱۴
۱۰	ذکر حکیم عارف ایگی	۴۲۰
	ساقی نامۂ حکیم عارف	۴۲۷
۱۱	ذکر مولانا دوستی سمرقندی	۴۳۱
	ساقی نامۂ مولانا دوستی	۴۳۲
۱۲	ذکر مولانا وصلی	۴۳۹
	قصیدۂ کہ وصلی در مدح میرزا غازی ترخان گفتہ	۴۴۲
۱۳	ذکر مولانا فزونی استرآبادی	۴۴۳
	ساقی نامۂ مولانا فزونی	۴۴۵
۱۴	ذکر میر غروری کاشانی	۴۵۰
	ساقی نامۂ میر غروری کاشی	۴۵۱
۱۵	ذکر میر ملکی قزوینی	۴۵۶
	ساقی نامۂ میر ملکی قزوینی	۴۶۴
۱۶	ذکر مولانا کامل جہرمی	۴۶۸
	ترجیع بند مولانا کامل کہ بروش ساقی نامہ گفتہ	۴۶۹

Marfat.com

عدد	مضمون	صفحہ
۱۷	ذکر عسکری کاشانی	۴۷۷
	ساقی نامہ میر عسکری کاشی	۴۸۱
۱۸	ذکر مولانا اوجی کشمیری	۴۹۱
	ساقی نامۂ مولانا اوجی کشمیری	۴۹۳
۱۹	ذکر مولانا محبّ علی سندی	۴۹۷
	قطعہ	۴۹۸
۲۰	ذکر مؤلّف کتاب عبد النبی فخر الزمانی	۴۹۸
	ساقی نامۂ مؤلّف کتاب عبد النبی فخر الزمانی	۵۱۰
	(۳) مرتبہ سوم	
	در ذکر فصحای کہ مؤلّفِ کتاب بایشان برخوردہ و با ایشان صحبت داشتہ	۵۲۴
۱	مولانا نظیری	۵۲۴
۲	ذکر مولانا شراری ہمدانی	۵۳۴
۳	حیاتی گیلانی	۵۳۶
۴	ذکر موزون الملک	۵۳۷
۵	قدسی	۵۳۹
۶	رونقی ہمدانی	۵۴۱
۷	ذکر شاہ نظر بیگ قمشہ	۵۴۳
۸	مولانا نادم	۵۴۶
۹	آقا صفی صفاہانی	۵۴۸

Marfat.com

عدد	مضمون	صفحہ
۱۰	ذکر مولانا حیدر خصالی	۵۵۰
۱۱	عطائی جونپوری	۵۵۲
۱۲	اسد بیگ قزوینی	۵۵۴
۱۳	مولانا محوی اردبیلی	۵۵۶
۱۴	باقیا مُصنّف	۵۵۸
۱۵	ذکر کیفی نومسلمان	۵۶۰
۱۶	ذکر مولانا انوری	۵۶۲
۱۷	ذکر محمود بیک ترکمان	۵۶۳
۱۸	ذکر مولانا شرمی قزوینی	۵۶۷
۱۹	ذکر صفائی	۵۶۸
۲۰	ذکر حریفی مُصنّف	۵۷۰
۲۱	ذکر میر عبد اللہ مژہ	۵۷۱
۲۲	ذکر ذہنی کشمیری	۵۷۲
۲۳	ضیائی موشّحی	۵۷۳
۲۴	ذکر مولانا رامی	۵۷۴
۲۵	ذکر درویش جاوید	۵۷۵
	خاتمہ کتاب	۵۷۷

Marfat.com

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحیم

. . . . . .

[[.... که ساقی نامهای متقدمین و متاخرین آنچه بدست آید . . . . . احوال
خیر مآل قایلان آن اشعار بر بیاض برد و نام آن را میخانه . . . . دهد
(کذا)، و دران ایام که اراده نمود رایات جلال جهانگیری خسرو سکندر[شکوه
دارا لوا شاه نورالدین محمد جهانگیر بعزّ و اقبال در قصبه دلپذیر] اجمیر نزول ۵
جلال فرموده وسال هجرت بهزار و بیست و دو رسید[ه]، در ایام دولت
این جهاندار جهانگیر..... مدار که بنای عظمتش بمهابت[1] . . . . وسیاست کامل
ارتفاع یافته و اساس دولتش بحکم نافذ و عقل . . . . استحکام پذیرفته، رعایا
از میامن احسانش پهلوی رفاهیت بر بستر راحت نهاده و لشکریان زبان
دل بدعای ازدیاد عمر و [د و] لت کشاده، قضا قدرتی که از بیم شمشیر آبدارش باد ۱۰
را یارای آن نیست که مخالف راستی وزد، مریخ صلائی که از هیبت سنان[2]
جان ستانِ صاعقه بارش آب را قوت این نه که بر روی خاک کج رود

نظم

جهان را خلعتِ امن آنچنان داد که تیغ از ننگ قربانی شد آزاد

---

[1] در ہ بعد مهابت فقط 'دا' خوانده می شود [2] ہ: سنمان بجای سنان،

Marfat.com

ز عدلش جانِ مظلومان سحرگاه فرامش کرده تیر اندازی آه

دانش پناهی که بفکرِ دقیق و اندیشهٔ توفیق حل مشکلات اربابِ تحقیق .....]
آگاهی که سخن[نا]ن دلپذیر و نصایح بی نظیرش چون [.... قا]طع در دل
مستمعان جامی نماید

بیت

کلامش با کلام حق موافق ضمیرش پیش خیز صبح صادق
عالی همّت و گیوان رفعت که هر ..... [۱] ز ذات مکرمش عقلی مصوّر
و هر موی بر عنصر لطیفش سپاهی ..... ، در هنگامِ بزم صد جمشید
بر یک گاه و صد فریدون در یک [خرگاه ، و ایّام رزم صد کیخسرو در یک
مکان و صد افراسیاب در یک میدان ، گاه شجاعت چون شیر ژیان همه دل ،
و در وقتِ سخاوت چون ا[بر نیسان همه وابل ، آفتاب سارق (؟)
و ماه رایتش چون رایت ماه خافق] ، آیات فتح مبین از حرفهای خنجر ذوالفقار
آثارش مبرهن ، و تفسیر نصر من] الله و فتح قریب از زبان سنان شهاب
پیکر او روشن

لمؤلفه

زسهم سنانش بروز مصاف نهد بر زمین چرخ ازبیم ناف
چو تیغ از میان برکشد روزکین بگیرد چو خورشید روی زمین
چنان گرم گردد گهِ کارزار که چون آتش از وی بریزد شرار
جهان را جوان و هند را دارالامان دیده فرصت غنیمت شمرده شروع ابدین

---

۱ آ: تفکر بجای بفکر ۲ آ: وابل بجای وابل — فقرهٔ ملحقه خیلی ممسوخ است ،

Marfat.com

تالیف نمود، چون در پی سرانجام این مهم شد و قریب به پانزد[ه] ساقی نامه فراهم آورده به ترتیب مرقوم قلم شکسته رقم گردانید از روی شوق به تفحص و تجسّس ساقی نامهای دیگر مقیّد گردید از گردش فلک و اژگونِ دون و نیرنگِ گوناگونِ این گنبد بوقلمون مسوّد اوراق را واقعهٔ دست داد چنانکه زبان خامه اش بسته و دست دلش شکسته گردید و ترس برو بمرتبهٔ غلبه کرد که ننگ فرار را (بر) فخر قرار ترجیح داده از راه نارنول بلاهور و (از) آنجا بدارالعیش کشمیر رفت و چندی درانجا بگشت و سیر مشغول گردید باز[1] بدارالامان هندوستان مراجعت نمود، انشاء الله که شمّه ازان مقدمه درین کتاب در ذکر احوال این شکسته بال مندرج گردد

تمثیل

یحیی معاذ گوید که مسکین آدمی اگر از دوزخ این قدر ترسیدی که از درویشی از هر دو ایمن بودی، و اگر طلب بهشت چنان کردی که دنیا] بهر دو رسیدی، و اگر در باطن چنان ترسیدی از حق جل و علا که د[ر]ظاهر از هر دو سزا (کذا) ایمن بودی [؟]

القصّه

بعد[1] از مراجعت کشمیر . . . . . آبخورد عنان اختیار این بی اختیار را بجانب صوبهٔ بهار که باغ جنان دارا [لا] ما [ن] هندوستان است منعطف گردانید چون بدان سرزمین عشرت گزین رسید از استمداد اختر بلند و معاونت طالع ارجمند در سنه ثمان عشرین و الف در بلدهٔ طیبهٔ پتنه بسعادت ملازمت

---

[1] ن: باز بجای باز [2] در ن بعد کشمیر لفظ 'جاد' را دارد اما بعدش نقطی ساقط شده،

Marfat.com

نواب مستطاب، عالی حضرت سکندر شوکت، تهمتن قدرت، دارا منزلت، کیوان رفعت، مشتری سعادت، بهرام صولت، ثریا مرتبت، عطارد فطنت، ناهید بهجت، آفتاب طلعت، برجیس سعادت، فلک وقار، گردون اقتدار، خورشید اشتهار، فرید[و]ان فر، جمشید شان، شمع دُودمان خاتم پیغمبران

بیت

معدن حلم و مروّت آبروی بحر جُود یادگار خواجهٔ هر دو سرا سرّ آرخان

مستعد گردید، چون در جرگهٔ بساط بوسان آن محفلِ قدسی در آمد خرد[م]ه دلن [د]ر مجلس اول بمطالعه احوال صاحب مجلس و مجلسیان مشغول گشت هنوز سطر از صفحهٔ نخستین اطوار خداوند بزم بانجام نرسانیده جوا[ن] بختی مشاهده نمود که پیرانِ سال خورده آئین و آهنگ وقار از رای جهان آرایش می آموختند و عقلای روزگار سرمایهٔ دانش و افتخار از سلوکِ باتمکین و الفاظ گران سنگش می اندوختند، یوسف طلعتی که روز م[ره] حرف زدنش از دیباچه تا خاتمه بی سهولسان بگوش جان میرسید[ند]، ابراهیم خُلّتی[۱] (؟)، که سخنان دلپذیر و نکات بی نظیرش با جهان جها[ن] معنی و نزاکت از مطلع تا مقطع بسمع مستمعان آمد

انوری

من نمیدانم که این جنس سخن را نام چیست نی نبوّت می توانم گفتنش[۲] نی ساحری

ساقیان لهجهٔ او چون شراب اندر دهند هوش گوید گوش را هان[۳] ساغر ای هان ساغری*

چون از گردش فلک کج روش گردشی بدین راستی ملاحظه شد بخاطر رسانید که پای تردد

---

۱ آ: خلعتی ۲ آ: گفتش ۳ ن: هین ساغری کن ساغری (از نسخه قدیمه کلیات انوری تحریر ۸۲۲ھ که در کتاب خانهٔ پروفیسر شیرانی محفوظ است) * رجوع برای احوالش رجوع کنید به ترجمهٔ مؤلف کتاب در آخر مرتبهٔ دوم

Marfat.com

بی[1] محاصل را باید شکست و کمر محبّت (و) خدمت این خورشید منزلت را بر میان جان بست که گفته اند مصراع

مردی نشوی تا نکنی خدمت مردی

اکنون دست اخلاص از روی اعتقاد در دامن دولت آن سرمایه دانش و خود را داخل فهرست مدّاحان آن فهرست کتاب آفرینش نمود، غاشیه عبودیتش بر دوش دل گرفت و حلقه بندگیش در گوش جان کشید

بیت

اگر مرا بغلامی خود قبول کند بسا کرشمه که بر شاه و شهریار کنم

چون چند روزی در خدمت آن سعادتمند آمد و رفت نمود در اندک ایّامی آن قدر احسان بساکنان صوبهٔ بهار و این بی مقدار فرمود که در حیّز گمان و امکان نیاید و درین جزو زمان دولتمندی که از و این مایه مردمی بمردم رسد بهم نمی رسد، از بسکه این ضعیف شرمندهٔ احسان آن قدردان خردمند شده بود بر خود لازم دانست که کتاب میخانه را بنام نامی آن خا[ن] نکته دان بانصرام رسانده[2] و امیدوارست از ایزد متعال که از یمن همت آن بلند اقبال نام این شکسته بال بر زبانها جاری شود

شعر

گر بهمرهی دگری بدام افتم وگرنه کس نکند قصد صید همچو منی

اگرچه بی اجازت مرتکب این چنین امری شدن کمال جرأت است و لیکن نوازش آن صاحب مهربان بنده را گستاخ کرده برین آورد که غلا[م] یانه از روی

---

[1] بحاصل ؛ [2] آ: رسانید،

Marfat.com

رغبت تسلیم رضای (کذا) خدمت اتمام کتاب میخانه نماید بنابر[ان] درپی تمشیت این کتاب شده چند ساقی نامهای متقدّمین و متاخّرین (که) درمدّت پنج سال فراهم آورده بود همه را با احوال آنها بر بیاض برد وبنای این تالیف بر سه مرتبه نهاد

مرتبهٔ اوّل

در ذکر سخنورانی که داعی حق را لبّیک اجابت گفته و سر در نقاب خاکِ تیره کشیده ا[ند]

مرتبهٔ ثانی

در ذکر شاعرانی که الحال درحیاتند وصحیفه این ایام خجسته فرجام از منظومات ایشان مزیّن می گردد[1] و درمیان این طایفه هرکدام سرشاری دارند وساقی نامه تمام عیاری گفته اند ابیات ساقی نامهٔ ایشان با احوال شان بر بیاض می رود اگر احیاناً یک تن یا دو تن که درین] عصر کمال شهرت دارند وساقی نامهٔ ایشان بنظر فقیر نه رسیده یا . . . . نگفته باشد ترجمی از ان جماعت یا بیتی چند که مناسب بمیخانه باشد [بنا] برضرورت با احوال ایشان درین مرتبه مندرج می نماید

مرتبهٔ سوم

در ذکر فصحائی که مؤلّف کتاب با ایشان برخورد [ه و] با ایشان صحبت داشته ویقین حاصل کرده که تا غایت ملاقات ساقی نامه نگفته اند و اشتهار تمام عیاری دارند

---

[1] آ: می کرد بجای می گردد،

Marfat.com

و اکثر ابیات ایشان برتبهٔ واقع شده است مجملی احوال آنها با یک بیت [د] و بیت که مناسبتی باین کتاب داشته باشد مرقوم قلم شکسته رقم می گرداند،

در تمام این مجموعه هرجا که ذکر بادشاهان عظیم الشان و شاهزادگان جم نشان یا[1] وزرای صاحب تدبیر و امرای بشمشیر کرده می شود اسامی گرامی ایشان از روی اعزاز و اکرام بربیاض می برد چه این شیوه از برای قبول تالیف در نظر دوست و دشمن بر مؤلف از جمله واجبات است، امید از کرم طبیعی [خان][2] عالی شان آن و استدعا از مروّت جبلّی آن صاحب مهربان چنانست که چون مجموعهٔ این اوراق پریشان بنظر مبارکش [رسد][3] شرف قبول بدان ارزانی فرماید،

دراز نفسی از حد گذشت قلم بجانب دُعا بازگشت، ایزد تعالی نشو و نمای آن نهال برومند بستان سیادت را از آسیب افسردگی و پژمردگی در پناهِ ابرِ رحمتِ خود بدارد! ذات ملکی صفات بی بدلش[4] را که باعث نیکیست هموارد از مکاره[5] دوران مصون داشته از عُمر و مزهٔ عمر بهره مند گرداناد!

فهرست اسامی قایلان ساقی نامها وغیره

مرتبهٔ اوّل

شیخ نظامی	شیخ عراقی	امیر خسرو	خواجو کرمانی
خواجه حافظ	حضرت عبدالرحمن جامی	عبدالرحمن هاتفی	حکیم پرتوی
امیدی	مرزا شرف جهان	مرزا قاسم گونابادی	وحشی

[1] آ: با بجای یا [2] آ: جان بجای خان [3] تا: تماماً نوشته شد در آ بجایش افتاد «تمت» نوشته
[4] آ: الی بدشن [5] آ: مکارم،

Marfat.com

خواجہ حسین ثنائی	عرفی	شیخ فیضی	اقدسی
نوعی	غیاثای منصف	میرزا غازی	مولانا شکیبی
صحیفی	میر سنجر	ملک قمی	ظہوری
	مرزا ابوتراب	حکیم فغفور	

مرتبۂ ثانی

۵

ملا محمد صوفی	حکیم رکنا	حکیم شفائی	آقا شاپور
طالب آملی	میرزا فصیحی	ذکی ہمدانی	مرزا ملک مشرقی[۵۱]
ملا مرشد	حکیم عارف	[د] وستی سمرقندی	وصلی شیرازی
فزونی استرآبادی	غروری کا[شا] نی	[میرا ملکی قزوینی[۵۲]	کامل جہرمی
عسکری	اوجی	محب علی سندی	مولف کتاب]

۱۰

مرتبۂ سوم

نظیری[۵۴] نیشاپوری	شراری[۵۴] ہمدانی	حیاتی گیلانی	[م]وزون الملک
قدسی[۵۳] مشہدی	شاہ نظر[۵۵]	رونقی ہمدانی	نادم گیلانی
[آقا] صفی قلندر	حیدر خصالی	عطائی جونپوری	اسد بیگ قزوینی[۵۶]
[م]حوی اردبیلی	باقیار مصنّف[۵۴]	کیفی نومسلمان	انور لاہوری
[محم]ود بیک ترکمان	شرمی قزوینی	صفائی	حریفی
میر عبداللہ مژہ	ذہنی کاشمیری	ضیائی موشّحی	مولانا[۵۷] رامی
	درویش جاوید		

۱۵

[۵۱] آ: افشر [۵۲] آ: قزونی [۵۳] ترجمہ اش در آ ندارد [۵۴] آ: شیرازی [۵۵] آ: نظیر [۵۶] آ: قزونی [۵۷] ترجمہ اش بر حاشیہ آ افزودہ

Marfat.com

مرتبهٔ اوّل

در ذکر سخنورانی که داعی حق را لبّیک اجابت گفته و سر در نقاب خاک تیره کشیده اند

بر ارباب دانش ظاهر است که شعرای ماتقدم ساقی نامه نگفته اند مؤلف این اوراق پریشان چند ساقی نامه از کتب اکابر بنابر میمنت [بد] ر نوشته و ترتیب داده است چنانچه جا بجا بمقتضی وقت ذکر آن [انتخاب خواهد کرد و استمداد از باطن قابلان آن طلبید

ذکر

شیخ نامی حضرت شیخ نظامی علیه الرحمة والمغفره

خامه مشکین شمامه در شرح او صاف حمیده و افعال پسندیدهٔ آن برگزیده باوجود دو زبانی ز[بان] بعجز می کشاید، و قوت ناطقه عالم گیر با مرتبهٔ جهانگیری در تقریر وصفِ اشعارِ آبدارش اقرار و اعتراف بتقصیر[1] می نماید، شاعری دُون مرتبهٔ آن سرآمد ارباب کرامت، در کتب معتبر چنان بنظر رسیده که مولد شریفش از گنجه است فاما والد امجد آن منبع فصاحت و بلاغت از فراهان قم[2] است چنانچه ازین بیت که در سکندر نامه فرموده اند مفهوم می شود

بیت

اگر من چو گنجی بگنجه گمم ولی از فراهان[3] شهر قمم

---

[1] ت: بتقصیری [2] ت، تمت، [3] فهرست یک صفحه کهستان بجای فراهان ۵

Marfat.com

در ایام سلطنت آل بویه بواسطهٔ بعضی از موانع پدر عزیز ایشان از شهر مذکور برآمده
در سنه اربعمائة بدیار اران که دارالاماره اش گنجه است در آمد چون هوای گنجه
موافقت طبیعت آن معدن حقیقت نمود از ادراک (؟) آنجا دختری خواست
و در انجا توطن کرد بنابران تولد شیخ در گنجه واقع شد، اسم شیخ یوسف بن موید است
در اوان جوانی و عنفوان زندگانی اوقات صرف علوم نقلی و عقلی فرموده تا در میل
سالگی باستعداد صحبت حضرت شیخ جمال موصلی مستعد گشت و خدمت آن سرور
اصحاب کرامت کرده در پنجاه سالگی بسلوک مشغول شده و چهل چله داشت تا
رتبهٔ خود را از همت اکسیر ریاضت برتبهٔ ولایت رسانیده اند چنانچه درین
مصرع سکندر (نامه) اشارت بدین معنی فرموده اند مصرع

که چله چهل گشت و خلوت هزار

اما مؤلف مخزن اخبار در تالیف خود آورده که حضرت شیخ هفتاد چله داشته
والعهدة علی الراوی، بهر تقدیر در انزوای چله اسرار غیبی بر ایشان کشف شده و
کرامتهای عجیب از ایشان بظهور آمده چنانچه این مختصر گنجایش آن ندارد و سلاطین
زمان ایشان آن بزرگ دین و مطلع ارباب یقین [را] ملاذ و ملجاء خود می دانسته
اند و خمسه را بنام بادشاهان عصر خود باتمام آورده اول مخزن اسرار را بنام بهرامشاه
والی ارزروم، و لیلی مجنون [را] بنام شاه منوچهر مشهور به خاقان کبیر بادشاه شیروان
بانجام رساند[ه] ا [اند] خسرو شیرین و هفت پیکر را باسم اتابک قزل ارسلان
تمام نموده، و سکندرنامه را باسم شاه طغرل بن ارسلان سلجوقی ختم فرموده اند،
آنقدر لطایف [و] دقایق که در کتاب پنج گنج درج کرده کسی را میسر نیست بلکه مقدور
نوع بشر نیست و هرکه بعد ازان بزرگ دین و مطلع ارباب یقین بی استمداد مرشدی

سله ملاحظه کنید حواشی سلم ر: ازان سلم ب، مد

Marfat.com

ارادهٔ خمسه گفتن کرده و با ایشان بی ادبانه پیش آمده بمطلب نرسیده و بر از عمر نخورده، چنانچه برخردمندان این جزو [زمان] روشن و مبرهن است، و این بیت آن بزرگوار مستشهد گفتار این بیمقدا [رست]

بیت

تیغ زالماس زبان ساختم هرکه پس آمد سرش انداختم

چون سن شریفش بهشاد و چهار رسیده در سنه اثنی وخمسمایه از عالم فنا بعالم بقا خرامیده و مدفن ایشان در بیرون شهر گنجه است، بتحقیق پیوسته که **خاقانی** و **ظهیر فاریابی** و **اثیر اخسیکتی** و **جمال الدین عبد الرزاق** بآن مخزن اسرار الٰهی معاصر بوده اند، بر رای انور دانش پذیران نکته رس و ضمیر ضیا گستر روشن ضمیران صبح نفس پوشیده نماند که افادت پناه میرزا **دولت شاه** در تالیف خود آورده که کتاب ویس و رامین را حضرت شیخ در ایام شباب منظوم ساخته و سوای این خمسه و کتاب مذکور بیست هزار بیت مصنوع و موشح دارد و بعضی می گویند که تصنیف مذکور از مصنفات **نظامی عروضی سمرقندی** ست فاما طرز آن ابیات بروش شیخ نامی گرامی بیشتر می ماند شاید که در بهار زندگانی گفته باشد، درین آن مؤلف سهوی عظیم نموده چرا که افضل الفضلا **مولانا عبد الرحمان** [جامی] که در تتبع همه کس اورا قبول دارند و کمال او زیاده از انست که در [این] صحیفه [گنجد در بهارستان آورده که] **فخر جرجانی** از اماثل و افاضل روزگار است میزان کمال فضل و وقوف شعر وی کتاب ویس رامین است" ازین کلام مولوی بی شک معلوم شود که آن عزیز غلط کرده و دیگر این ضعیف دو دلیل [را]

عه مخزن الاسرار (لندن ۱۹۴۱ء) ص۱۱۷ سطر ۱۰

۱ه غلط است، به بینید حواشی ۲ه تذکرة الشعرا (طبع لیدن) ص۱۳ سطر ۹ (نیز به بینید ص۶۱) ٭

۳ه عبارت دولت شاه این طور است: و دیوان شیخ نظامی ورای خمسه قریب بیست هزار بیت باشد غزلیات مطبوع و موشحات و شعر مصنوع بسیار دارد، ۴ه در تذکرة الشعراء مطبوعه این عبارت موجود نیست ٭

۵ه بهارستان (طبع لکهنؤ ۱۳۲۹ھ) ص۱۱۰: 'بوده' بجای 'است' ٭

Marfat.com

قوی بجہت اثبات این مقدمہ بہم رسانده تا بلا شبہ رفع مظنّہ نفی شود (اوّل) آنکہ حضرت شیخ در اسکندرنامہ خود بتقریبی مضمون یک بیت فخر و تحسین می نماید و می فرماید

بیت

سخن گو سخن سخت پاکیزه راند که مرگِ بانبوه را جشن خواند[۱]

و فخرِ جرجانی در کتاب ویس رامین بمقتضی وقت این معنی را برین نہج ادا کرده است

بیت

روم خود را بیندازم (از) آن کوه که چون جشنی بود مرگ با نبوه[۲]

دوّم این که خزینہ جواہر اسرار حضرت شیخ عطّار در الٰہی نامہ خود بسبب نظم کتاب ویس رامین را بیان می نماید و این تخیف آن حکایت برسبیل تصدیق درین تالیف بر بیاض میبرد تا صدق قول خود بر ارباب دانش ظاہر سازد،

بر رای معنی آرای ارباب دانش و ضمیر بیضا تاثیر اصحاب بینش پوشیده نماند که حضرت شیخ ساقی نامہ بسامانی نگفته، بانی میخانہ عبد النبی فخر الزمانی از آخر[۵۳] ہر (ا) ستان کتاب سکندرنامہ دو بیت دریوزه نموده باچند بیت متفرقہ دیگر که مناسبتی بساقی نامہ داشت ترتیب داده برسبیل تیمّن و تبرک در[ین] اوراق پریشان بر بیاض برد تا از برکت سخن آن سرد فتر اصحاب حقیقت این مختصر در نظر ارباب ہنر مطلوب جلوه گر آید

حکایت از الٰہی نامہ[۵۴] شیخ عطّار برسبیل تصدیق

بگرگان پادشاہی پیش بین بود که نیکو طبع بود و پاک دین بود

---

[۱] رجوع کنید به حواشی

[۲] ویس و رامین طبع کلکته ۱۹۶۵ء صفحہ ۱۹۸، شوم خود را بیندازم از ان کوه الخ ... دراندازم بجای بیندازم، کتابخانہ آصفیہ حیدرآباد دکن موجود است ۔

[۵۳] ت : اجزہ سر

[۵۴] مراد از نسخہ مابعد نسخہ طبع الٰہی نامہ است کہ در

Marfat.com

چو[1] بودش لطف طبع و[2] جاه حرمت
زبان در خدمت[3] او گوش میداشت

غلامی داشت آن شاه زمانه
دو زلفش چون دو ماری بود مشکین
رخش چون ماه و[4] زلفِ او چو[5] ماهی
لب شیرینش چندانی شکر داشت
مگر یک روز آن شاه سرافراز
نشسته بود و[6] شاه و[7] فخر آن روز
بخوبی رهزنی هر جا که جانی
اگر ابروی او چشمی بدیدی
دو نرگس از مژه هم خانهٔ خار
دهانش از چشم سوزن تنگ تر بود
هزاران دل بمژگان در ربوده
کند زلف بر خاک او فگنده

چو دیدش فخر رو[8] بر پیش تن فرو داد
ولی زهره نبود از بیم شاهش
برفته هوش[9] از رو و هوش میداشت

در آمد فخر گرگانش[10] بخدمت
آن شه[11] نیز بس نیکوش میداشت
چو یوسف در نکو رویی یگانه
چه میگویم دو هندو بود دو چین
زماهی تا بماهش پادشاهی
کمی پیش لبش بسته کمر داشت
سپه را خوانه[12] جشنی کرد آغاز
در آمد آن غلام عالم افروز
بشیرینی شکر ریز جهانی
چو ابروی کژش[13] چشمی رسیدی
دو لب هم شیوهٔ یک[14] دانهٔ نار
ازان چشم از دهانش بیخبر بود
بهر یک موی صد جان در ربوده
بلب شوری در افلاک او فگنده

همه جانش برفت و دل بدو داد
که در چشم آورد روی چو ماهش
بمردی چشم خود را گوش میداشت

---

[1] تق: زجود و لطف طبع و الخ؛ تر: چو بودش لطف و طبع جاه حرمت [2] تق: گرگانی ؛
[3] ق: مدحت؛ [4] تق: شهزاده بجای شه نیز [5] تق: بود و زلف [6] تق: شادان
[7] تر: کرش [8] تق: شیره دهم [9] تق: جان [10] تق: روی آن پریزاد
[11] تق: ازوی ؛

Marfat.com

بجای آورد حالی شاه آن راز — ولی پرده نکرد از روی آن باز
چو اهل جشن مست باده گشتند — ازان مستی ز پای افتاده گشتند
دران مجلس ز عشق روی دلدار — به فخر اندر دو مستی شد پدیدار
چنان جانش ز آتش موج زن شد — که جانش در سر آن سوختن شد
میان سوز در شوریده جمعی، — نگه میداشت خود را هم چو شمعی،
شه گرگان فخر یزدا چنان دید — دلش با عشق و آتش در میان دید
غلامی خود بدو بخشید در حال — سخنور گشت از شادی آن لال
ز شور عشق و شرم شاه عالی — بگردیدی عجب صد رنگ حالی
شهش گفتا چه افتادت که مردی — غلام تست دستش گیر و بردی
غلام و فخر هر دو شاد مانه — شدند از مجلس خسرو روانه
اگرچه مست بود و فخر بی خویش — بکار آورد عقل حکمت اندیش
بزرگانی که پیش شاه بودند — همه از نیک و بد آگاه بودند
بایشان گفت امشب شاه مست است — ز مستی این غلام افتاده پست است
گر امشب آن غلام از بر شاه — شوم با خانهٔ خود تا سحرگاه
چو گردد روز دیگر شاه هشیار — اگر باشد پشیمانیش ازین کار
اگر کرده بود بر دل فراموش — وگر از غیرت آید خویش در جوش
غلامش گر بر من بوده باشد — اگر گویم بسی بیهوده باشد

۱ق: زمی وز روی ۲ق: چون آتش وجودش جمله تن ۳تر: سوزیده ۴تر: سور ۵ق بگردیدای عجب
۶تر: برزی ق مثل متن ۷تر: شادیانه ۸تر: بودش فخری خویش،
۹ق: زمن نیزایں ۱۰ق: این غلام از پیش این شاه بم در ۱۱ در
۱۲ق: در ۱۳ق: در بر بجای گر بر

Marfat.com

به تهمت خونش بریزد بی گناهم — به پیش سگ دراندازد به راهم
مرا گوید ندانستی تو جاهل — که نبود مست را گفتار عاقل
چرا یک شب نکردی صبر تا روز — که تا هشیار گردد شاه پیروز
کنون او را نخواهم برد با خویش — که وی مست است نیک و بد بداندیش
همه گفتند رای تو صوابست — که امشب پیش شاهش جای خوابست
بزیر تخت آن شاه معظم — یکی سردابه بود از سنگ محکم
دران سردابه تختی بود زیبا — برو ده دست جامه جمله دیبا
غلام مست را در پیش آن جمع — بخوابانید آنجا با دو سه شمع
باعزازش دو شمع آنجا برافروخت — برون آمد ولی چون شمع میسوخت
در سردابه را آن فخرگرگان — به بست القصه در پیش بزرگان
کلید آنگه بایشان داد تا روز — بران درخفت بر عشق دل افروز
بمی چون شاه دیگر روز بنشست — درآمد فخر و خدمت کرد و بنشست
بزرگان در سخن لب برگشادند — کلید انگه به پیش شه نهادند
ز کار فخر گفتندش که چون کرد — که الحق احتیاط از حد برون کرد
بمستی چونکه شه داد آن غلامش — نگه می داشت الحق احترامش
بشب موقوف کرده پیش ده کس — که تا شاهش چه فرماید ازیں پس
شهش گفت این ادب از وی تمام — ازانِ اوست این خاصه غلام

---

۵ تر: چون ۶ نق: ابیدار ۳ تر: سنگی ۴ تر: زیبا ۵ تر: اسع بجای دو شمع
۶ نق: آن شاه گرگان بجای را آن فخرگرگان ۷ آن فخر ۸ نق: در
۹ نق: زمستی شاه چون از خواب بنشست بجای بی الخ ۱۰ تر: احتیاج ۱۱ نق: چون بداده شه بجای چونکه داد آن
۱۲ نق: تمامست ۱۳ خاصه آن غلامست بجای این خاصه غلام *

Marfat.com

بغایت فخر شد زین شادمانه — دلش می زد ازان شادی زبانه
بآخر چون درِ سرو به بکشاد — زهر چشمی بسی خونابه بکشاد
که[1] دید آن ماه را رخ زشت گشته — زسر تا پای او انگشت گشته*
مگر در جسته بود از شمع آتش — فتاده در لحاف آن پری وش
بیکره سوخته زار[2]ش سر و پای — نه جامه مانده و نه تخت بر جای
زمستی شراب و مستی خواب — شده در آتش سوزنده غرقاب
چو روی دلستانش را چنان دید — جهانی آتش آنجا[3] نقد جان دید
چو در آتش فتاده بود یارش — در آتش او فتاده بود[4] کارش
چگویم من که چون دیوانه دل گشت — بسی دیوانگی بر وی بحل گشت
[د] ران دیوانگی بر دشت افتاد — چو گردون روز و شب در گشت افتاد
چو عشق از حد بشد با درد خود ساخت — حدیث ویس و رامین[5] خود ساخت
[غ]م خود را و انجامی فرو گفت — بنام شاه خود آن غصه[5] او گفت
بصحرا روز و شب می گفت و میگشت — میان خاک و خون می خفت و میگشت
بزنگی می نوشت آن عشق نامه — که خونش می چکد از نوک خامه

ساقی نامهٔ شیخ نظامی

بیا تا[1] زبیداد شویم دست — که بی داد نتوان زبیداد رست

---

[1] نق : چو دید آن ماه رُخ را کشته گشته — زسر تا پای خون آغشته گشته ؛ [2] نق : اورا بجای زارش
[3] نق : از دل بجای آنجا ؛ [4] نق : دید بجای بود ؛
[5] یعنی قصهٔ ، در تا و آق را در بیاض جا بیاض نوشته اند ، در نق مصرع ثانی این طور است :-
اگرچه قصه را بر نام او گفت ، و هر دو بیت لاحق را حذف کرده ، [1] سکندر نامه بری طبع لکهنؤ ۱۲۷۰ھ که در ما بعد بعلامت ب مذکور است)
صفحهٔ ، تا : بشویم زبیداد ؛

Marfat.com

چه بندیم دل در جهان سال و ماه
که هم دیوخانه است و هم غول راه

جهان وام خویش از تو یکسر برد[۱]
بجرعه فرستند لباغر برد

چو باران که یک یک مهیا شود
شود سیل وانگه بدریا شود

بیا تا خوریم آنچه داریم شاد
درم بر درم چند بتوان نهاد

چه باید نهادن برین خاک دل
کز و گنج قارون فرو شد بگل

ازان گنج کاورده قارون بدست
سرانجام در خاک بین چون نشست

وزان خشت زرّین شدّاد عاد
چه آمد بجز مردن نامراد

درین باغ رنگین درختی نرست
که ماند از جفای تبر زن درست

دو[۲] در دارد این باغ آراسته
در و بند از و هر دو بر خاسته

در آ از درِ باغ (و) بنگر تمام
زدیگر درِ باغ بیرون خرام

اگر عاقلی با گلی خو مگیر
که باشد بجا ماندنش ناگزیر

بیا[۳] ساقی از من مرا دور کن
جهان ازمی لعل پر نور کن

بمی ده مرا کو بمنزل برد
همه دل برنداد غم از دل برد

بساز ای مغنی نوای بلند[۴]
باو تار این ارغنون دل پسند*

نوای که از غم رهائی دهد
بتاریک شب روشنائی دهد

بیا[۶] باغبان خرّمی ساز کن
گل آمد درِ باغ را باز کن

نظامی بشهر آمد از شهر بند
بیارای بستان چو چین پرند

---

۱ از روئی سب، آ: توانگر بجائی تو یکسر

۲ سب، ص۱۰۱ - مر: خواسته بجای خانه

۳ سب، ص۱۰۱ ۴ سکندرنامهٔ بمبئی کلکته (۱۸۶۹ء) به تصحیح مولوی احمد علی که در مابعد به علامت صح مذکور است

ص۲۳: ره دلپند * ۵ پایه ازین الخ، صح: براو تار این ارغنون بلند

۶ سب ص۳۷ *

Marfat.com

زجعد بنفشه بر انگیز تاب
سر نرگس مست برکش زخواب

لب غنچه را کاید ش بوی شیر
بکام گل سرخ در دم عبیر

سمن[۱] را درودی ده از ارغوان
روان کن سوی گلبن آب روان

[ابر] سبزی از عشق چون من کسان[۲]
سلامی بهر سبزهٔ میرسان

هوا معتدل بوستان دلکش است
هوای دل دوستان را خوش است

درختان شگفتند بر طرف باغ
بر افروخته هر گلی چون چراغ

[به] مرغ زبان بسته آواز ده
که پرواز پارینه را باز[۳] ده

[یکی] مژده ده سوی بلبل براز
که مهد گل آمد بمیخانه[۴] باز

[ز] سیمای سبزه فرو شوی گرد
که روشن بشستن شود لاجورد

[د] ل لاله را کامد از خون بجوش
فرو مال خوتی بخاکی بپوش[۵]

سرایینده کن نالهٔ چنگ را
در آور برقص این دل سنگ[۶] را

ازان سیمگون سکّهٔ نوبهار
درم ریز کن بر سر جویبار

ریاحین سیراب را دسته بند
بر افشان ببالای سرو بلند

بپیرامن برکهٔ آب گیر
زسوسن[۷] بیفگن بساط حریر

دران بزمگه خسروانی خرام
درافگن می خسروانی بجام

بمن ده که می خوردن آموختم
خورم خاصه کز تشنگی سوختم

بیاد حریفان مجلس گرای
کزایشان نه بینم یکی را بجای

---

۱ مَ: سخن ۲ مَ: نشان بجای کسان - سبزی بجای سبزه
۳ سَب: ساز ۴ ایضاً: به بستان فراز
۵ ایضاً: مپوش ۶ ایضاً: تنگ
۷ مَ مپوش ۸ سَب: بزمه

Marfat.com

چو دوران ما هم نماند بسی، خورد شیر[1] بر یاد ما هر کسی
بیا[2] ساقی آن می که ناز آورد جوانی دهد عمر باز آورد
بمن ده که این هر دو کم کرده ام قناعت بخوناب خم کرده ام
بیا[3] ساقی از می نشان ده مرا ازان داروی بیهشان ده مرا
کزان داروی تلخ بیهش شوم مگر خویشتن را فراموش کنم
مغنی[4] بیار اول صبح جام بزن زخمه بیخته بر عود خام
ازان زخمه کان در دل آب آورد زسودای بیهوده خواب آورد
بیا[5] ساقی آن ارغوانی شراب بمن ده که تا مست گردم خراب
مگر زان خرابی نوائی زنم خرابانیان را صلائی زنم
مغنی بیک[6] نغمه بنمای رود گزاندیشه در معنی افتاد دود
چنان برکش[7] این نغمهٔ نغز را که ساکن کنی در سر این مغز را
(۱۲) مغنی[8] ره پارستانی بزن مغانه نوای مغانی بزن
بسی[9] بی نوا را بآن یک نوا گرامی کن و گرم تر کن هوا
بیا[10] ساقی از خم دهقان پیر می در قدح ریز چون شهد و شیر
نه[11] آن می که آمد بمذهب حرام می کاصل مذهب بدو شد تمام
مغنی بیار آن نوای غریب نوا آمین[12] تر از نالهٔ عندلیب
نوائی که در وی نوائی[13] بود نوائی نه کز وی[14] نوائی بود

[1] ب: نیز [2] ایضاً ص۱۵ [3] ایضاً، ص۱۶ [4] ج، ص۲۶ [5] صبح وشام در مصرع اول در روی جام در مصرع ثانی، [6] ب ص۱۳ [7] ج ص۱۳ [8] ایضاً، من [9] ایضاً: بی نغمه نواز زود مغزم بجای مغز [10] ب، ص۳۷ [11] ایضاً، ص۱۹ [12] ج، ص۴۲: نوائی [13] ایضاً: روائی [14] ایضاً: بی نوائی

Marfat.com

مغنی[۱] بر آهنگ خود ساز گیر
یکی پرده ز آهنگ خود باز گیر

که مارا سر[۲] پردهٔ تنگ نیست
بجز بیّ نوائی[۳] در آهنگ نیست

بیا[۴] ساقی آن شربت جانفزای
بمن ده که دارم غم جان گزای

مگر چون بدان شربت آرم نشاط
غمی چند را در نوردم بساط

مغنی[۵] سماعی برانگیز گرم
سرودی برآور بآواز نرم

(۱۲ب) مگر گرم تر زین شود کار من
گریزد کدی ز بازار من

بیا[۶] ساقی آن می که رومی وشست
بمن ده که طبعم چو زنگی خوشست

مگر با من آن بی محابا پلنگ
چو رومی و زنگی نباشد دو رنگ

مغنی[۷] بیا چنگ را ساز کن
بگفتن گلو را خوش آواز کن

مرا از نوازیدن چنگ خویش
نوازش گری کن بآهنگ خویش

بیا[۸] ساقی از خمّ دوشینه می
که ماند است باقی زکاؤس و کی

بده تا طبیعت سیاوش شود
چو نوشد دمی چند بیهش شود

مغنی بدان ساز تیمار[۹] سوز
بساط[۱۰] مرا یکزمان بر فروز

مگر زان نوای برشم نواز
برشم گشم رود[۱۱] را در طراز

بیا[۱۲] ساقی آن می که فرخ پی است
بمن ده که داروی هر دل می است

می کوست حلوای هر غم کشی
ندیده بجز آفتاب آتشی

مغنی[۱۳] مغان را درآور بجوش
که در باغ بلبل نباشد خموش

۱ح: ص۴۸
۲ ایضاً: سر پردهٔ تنگ
۳ ایضاً: پی فراخی
۴ ب، ص۴۸
۵ ح، ص۵۰
۶ ب: ص۵۱
۷ ح: ص۵۵
۸ ب: ص۶۴
۹ ح: (ص۵۸) بنای
۱۰ ح: نشاط
۱۱ ح: ردم
۱۲ ب: ص۷۲
۱۳ ح (ص۶۶) غنا

Marfat.com

مگر خاطرم را بجوش آوری
مگر گنگ را در خروش آوری

بیا[1] ساقی آن لعل پالوده را
بیاور بشوی این غم آلوده را

فروزنده لعلی که ریحان باغ
ز قندیل او برفروزد چراغ

(۱۱۳) مغنی بیازان[2]* ره پارستان
مرا یاری ده درین داستان

ز دستان گیتی مگر جان برم
بدین داستان ره بپایان برم

بیا[3] ساقی آن جامِ آیینه فام
بمن ده که بر دست شد جای جام

چو زان جام کی خسرو آئین شوم
بدان جامِ روشن جهان بین شوم

مغنی[4] سحرگه بآواز رود
بیاد آور آن پهلوانی سرود

نشاط غنا در من آور پدید
فراغت دهم زانچه نتوان شنید

بیا[5] ساقی آن آتش توبه سوز
بآتشگه مغز من برفروز

بمجلس فروزی دلم خوش بود
که چون شمع بر فرقم آتش بود

مغنی[6] دلم دور گشت از شکیب
سماعی ده امشب مرا دلفریب

سماعی که چون در خروش آورد
زبیهوشیم دل بهوش آورد

بیا[7] ساقی از بهر دفع خمار
دوای دل دردمندان بیار

شرابی بمن ده که مستی کنم
بدان آب آتش پرستی کنم

مغنی[8] مدار از غنا دست باز
که این کار بی ساز ناید بساز

کسی را که این ساز یاری کند
طرب بادش ساز گاری کند

بیا[9] ساقی از باده بردار بند
بپیمای پیمودن باد چند

---

۱ سب (ص۸۰) - آ: ص۸ - فال بجای لعل
۲ سج (ص۷۳): بیار آن
۳ سب، ص۱۰۵: به
۴ سج، ص۹۳
۵ سب، ص۸۸
۶ سج، ص۱۲۰
۷ سب، ص۹۹
۸ سج، ص۱۲۷، آ: عطا
۹ سب، ص۱۰۲

Marfat.com

(۱۳ ب) خرابم کن از بادهٔ جام خاص
مغنی بساز آن دم جانفزا
بیا ساقی آن خونِ رنگین رز
می کز خودم پای لغزی دهد
بیا ساقی از شادی نوش و ناز
به تشنه ده آن شربت دلفریب
بیا ساقی آن آب جوی بهشت
از آن آب و آتش پیچان سرم
چه فرخ کسی کو بهنگام دی
بت نارپستان بدست آورد
(۱۴ ا) ازان نار ون تا بوقت بهار
برون انگه آرد سر از کنج کاخ
بیا ساقی آن شب چراغ مغان
چراغی کزو چشمها روشن است
بیا ساقی آن صرف بیجاده رنگ
مگر چاره سازم درین سنگ ریز
بیا ساقی آن می که محنت براست

مگر زان خرابات گردم خلاص
کلیدی که شد گنج گوهر کشای
از و گنج گوهر پدید آوری
در افگن بمغزم چو آتش بخز
چو صبحم دماغ دو مغزی دهد
یکی شربت آمیز عاشق نواز
که تشنه ز شربت ندارد شکیب
در افگن بدین جام آتش سرشت
بمن ده کزو آب و آتش ترم
هم آتش نهد پیش هم مرغ و می
که در نارستان شکست آورد
گهی نار خواهد گهی آب نار
که آرد برون سر شگوفه ز شاخ
بیاور ز من بر میاور فغان
چراغ تنم را از و روغن است
بمن ده که پایم در آمد بسنگ
چو بیجاده از سنگ یابم گریز
بچون من کسی ده که محنت خور است

۱ب سج (۱۵۲) ا: بیار از ۲ب ایضاً: بدین در
۳ب سب، ص۱۱۵ ۴ب سب، ص۱۲۷ ۵ب سب، ص۱۳۲ ۱۵ سب: کزان آب آتش برم
۶ب سب، ص۱۳۹ ۷ب سب، ص۱۴۳ ۸ب سب، ص۱۴۷

38961

Marfat.com

مگر بوی راحت بجانم دهد — زمحنت زمانی امانم دهد
مغنّی[1] بیاد آر بر یاد من — سرودی باهنگِ فریاد من
بکن شادم از شادی آن سرود — مگر بگذرم زآب این هفت رود
بیا[2] ساقی آن می که جان پرورست — تن خسته را همچو جان درخورست
درین غم که از تشنگی سوختم — بمن ده که می خوردن آموختم
بیا[3] ساقی از باده جامی بیار — زبیجاده گون گل پیامی بیار
رخم را بآن باده چون باده کن — زبیجاده رنگم چو بیجاده کن
(۱۴ب) بیا[4] ساقی ازمی دلم تازه کن — درین ره صبوری باندازه کن
چراغ دلم یافت بی روغنی — بمی ده چراغ مرا روشنی
بیا[5] ساقی آن جام گیخسروی — که نورش دهد دیدها را نوی
لبالب کن از بادهٔ خوشگوار — بنه پیش گیخسروِ روزگار
مغنّی[6] ره راستش آور پدید — که غم شد بپایان و شادی رسید
رونده رهی زن که بر رودِ ساز — چو عمرش آن راه باشد دراز
بیا[7] ساقی آن زرّ بگداخته — که گوگرد سرخست ازو ساخته
بمن ده که تا زو دوائی کنم — مس خویش را کیمیائی کنم
مگر نوکند عمر پژمرده را — بجوش آرد این خون افسرده را
بیا[8] ساقی آزاد کن گردنم — سرشک قدح ریز در دامنم
سرشکی که از صرف پالودگی — فروشوید از دامن آلودگی

---

[1] ح، ص۱۷۵ [2] ب، ص۱۵۲ [3] ایضاً ص۱۲۸
[4] ایضاً ص۱۸۳ [5] ایضاً ص۱۸۸ [6] ح ص۱۹۲
[7] ب، ص۱۹۸ [8] ب ص۲۲۹ [9] ایضاً، ص۲۳۳

Marfat.com

بیا[1] ساقی امشب بمی کن شتاب
که با درد سر واجب آمد گلاب

می کاب در روی کار آورد
نه آن می که در سر خمار آورد

مغنی[2] بدان ساز غمگین نواز
درین سوزش غم مرا چاره ساز

(۱۱۵) مگر کز یک آواز رامش فروز
مرا زین شب محنت آری بروز

بیا[3] ساقی آن بکر پوشیده روی
بمن ده گرش هست پروای شوی

کنم دست شوئی به پاک از پلید
زبکر اینچنین دست شاید کشید

بیا[4] ساقی آن زیبق تافته
بشنگرف کاری عمل یافته

بده تا در ایوان یارش برم
چو شنگرف سوده بکارش برم

بیا[5] ساقی آن خاک ظلمات رنگ
بجوی و بیار آب حیوان بچنگ

بدان آب حیوان نظر کن مرا
ازین زندگی زنده تر کن مرا

مغنی بیک[6] شب* بآواز چنگ
خلاصم ده از رنج این راهِ تنگ

مگر چون شود راه بر من فراخ
برم راه بیرون ازین سنگلاخ

زمستان چو پیدا کند دست برد
فرو بارد از ابر باران خرد

گلو درّد[7] آفاق را از غبار
لعاب زجاجی دهد روزگار

درودشت را شبنم از چرخ کوز
کند ایمن از تف و تاب تموز

جوانمردی باغ پیرایه سنج
شود مفلس[8] از کیمیا های گنج

دهند آب ریحان فروشان دی
سفالینه خم را ز ریحان[9] دمی

خم خان[10] دهقان چو آید بجوش
قصب بفگند پیر پشمینه پوش

---

۱ ب، ص۲۴۰ ۲ ح ص۱۷۳، آ: وزین ۳ ب، ص۲۴۶ ۴ ب ص۲۵۱
۵ ب، ص۲۹۶ ۶ ح (ص۱۷۲): یک امشب ۷ ح: گیرد
۸ ح: ممسک ۹ ح، ریحانِ می ۱۰ ح: خام

Marfat.com

(۱۵ ب) غزالان که در نافه مشک آورند
کباب تر و نقل خشک آورند

بیا[1] ساقی آن رنگ داده عبیر
که رنگش زخون داد دهقان پیر

بده تا جوانی در آید بچنگ
دهد رنگ آتش مرا آب و رنگ

مغنّی دگر باره بنواز رود
بیاد آور[2] آن خفتگانی* سرود

بیین سوز من ساز کن ساز تو
مگر خوش بخسپم بآواز تو

چو گل بر شبیخون کند زمهریر
بطفلی شود شاخ گلبرگ پیر

نشاید شدن مرگ را چاره ساز
در چاره برسر نکردند باز

تب مرگ چون قصد مردم کند
علاج از شناسنده پی کم کند

بیا[3] ساقی آن باده بردار زود
که بی باده شادی نشاید نمود

بیک جرعه زان باده یاریم ده
ز چنگ اجل رستگاریم ده

مغنّی[4] بیار آن دم جانفزای
کلیدی که شد گنج گوهر گشای

بدین در مگر چون کلید آوری
از و گنج و گوهر پدید آوری

(۱۱۶) بیا[5] ساقی آن آب آتش خیال
درانگن باین کهربا گون سفال

گوارنده آبی کزین تیره خاک
بدو شاید اندوه را شست پاک

مغنّی[6] مدار از غنا دست باز
که این کار بی ساز ناید بساز

کسی را که این ساز یاری کند
طرب بادش ساز گاری کند

خوشا نزهت باغ در نو بهار
جوان گشته هم روزگار و هم روزگار

بنفشه طلایه کنان گرد باغ
همان نرگس آورده برگف چراغ

زخون مغز مرغان بجوش آمده
دل از جوش خون در خروش آمده

---

[1] سب صـ ۲۷۶ [2] نسخ (صـ ۱۶۲) : آر ازان خفتگان در [3] سب صـ ۳۰۵
[4] مکرر آمده است ببینید صـ ۲۲ سطر ۲ [5] سب صـ ۲۸۳ [6] مکرر آمده است ببینید صـ ۲۱ سطر ۱۶

Marfat.com

شکم کرده پُر زیر شمشاد (و) سرو
برقص آمده آهوان یک سره
نسیم[۵۲] گل* و نالهٔ فاخته
چه خوشتر باین فصل آوازِ رود
سرایندهٔ تُرک با چشم تنگ
سخنهای برسُخته با بانگ و ساز*
ازو بوسه وز تو غزلهای تر
(۱۶ ب) بیاساقی از خُمّ دهقانِ پیر
ازان می که او دارد ای هوش باد!
تو[۵۵] بیداری ای خضر فرخنده پی
ازان می همه بیخودی خواستم
مرا ساقی از وعدهٔ* ایزدیست
وگرنه بایزد که تا بوده ام
گرازی شدم هرگز آلوده جام
نظامی بخاموش کاری بسیج
بیاموز ازین مهرهٔ لاجورد

خروشان[۵۱] صراحی ز خون تذرو
ز دشت آید آواز آهو بره
چو یاران محرم بهم ساخته
وزان آبِ گل[۵۳] گز گل آید فرود
فرو هشته گیسو بیکسوی[۵۴] چنگ
نوگوئی روان[۵۶] گوید از چنگ باز
یکی چون طبرزد یکی چون شکر
بمن ده یکی ساغر دستگیر
مرا شربت و شاه را نوش باد!
که ازمی مراهست مقصود می
وزان بیخودی مجلس آراستم
صبوح از خرابی می از بیخودیست
بمی دامن لب نیالوده ام
حلال خدا باد[۵۸] بر من* حرام!
بگفتار ناگفتنی در مسپیچ
که با سُرخ سرخست و با زرد زرد

---

۵۱ سح (ص۱۲۸): خردس
۵۲ آ: نسیم دگل
۵۳ سح: مل
۵۴ سح: بگیسوی
۵۵ سح: با بانگ ساز
۵۶ سح: و او گوید
۵۷ سب ص۲۰۹
۵۸ سب (ص۱۹): چه
۵۹ آ: وعده از ساقی
۶۰ سب ۶ بر نظامی

Marfat.com

ذکر[۱]

مطلع انوارِ ربّانی کاشفِ اسرارِ سُبحانی فخرالدّین[۲] ابراہیم ہمدانی

آن گوہر معدن تحقیق و آن لولوء لجّۂ تصدیق عارفی فاضل و عاشقی کامل است، اکثر ارباب طریقت آن کاشف اسرار حقیقت را جوش خم میخانۂ عشق گفتہ اند و قرینۂ حضرت شیخ محی الدین[۳] عربیش خواندہ اند، وصف ذاتش وفضیلت وصفت رتبہ و حالت آن بحر معرفت از کتاب لمعاتش لامع است و آنچنان نسخہ در علم تصوّف کم کسی از ارباب تصوّف (۱۱۷ا) تصنیف نمودہ، مصدریست (مقتدالیست؟) ازبرای راست روی عاشقان، و دلیلیست بجہت راہبری اہل عرفان، ارباب اخبار آوردہ اند کہ مولد آن سوختۂ جمال آلہی و آن تشنۂ وصال نامتناہی از قریۂ کمجان[۴] است، و این موضع از نواحی ہمدان است، آبا و اجداد او عالم و فاضل بودہ اند، گویند کہ یک ماہ پیشتر ازانکہ از کتم عدم بوجود آید پدرش در واقعہ چنان دید کہ حضرت امیر المؤمنین و امام المتقین علی بن ابی طالب علیہ السلام با ائمۂ معصومین صلوات (اللہ) علیہم اجمعین در باغی می خرامند و او دران حدیقہ استادہ ناگاہ شخصی بیامد و طفلی بیاورد و در پیش پای مبارک حضرت امیر بر زمین نہاد، امیر آن کودک را برداشت و او را پیش خود خواند و در کنار او گذاشت و فرمود کہ بگیر عراقی ما را و نیکو محافظت نمای کہ عالم گیر

---

[۱] تشریح علامات عم = کلیات عراقی طبع لاہور، عق = نسخۂ خطی کلیات عراقی از پروفیسر حافظ محمود شیرانی لاہوری

[۲] درگزیدہ نسبش این طور است: فخرالدین ابراہیم بن بزرجمہر بن عبد الغفار الجوالقی، در تذکرہ دولت شاہ (ص۲۱۵) و مراۃ الخیال (خطی) این طور: ابراہیم بن شہریار جمالی او را شیخ فخرالدین محمد شہریاری گوید و بقول او عراقی خواہرزادہ شیخ شہاب الدین سہروردی بود (سیر العارفین)

[۳] آ: اعرابیش

[۴] ت: کمجان، درگزیدہ نام این دیہ کومجان است، بولایت اعلم ہمدان اما در ترجمہ پروفیسر براؤن صفحہ نامش را 'محل' گفتہ

Marfat.com

خواهد شد، هم از پدرش نقل کرده اند که چون عراقی از مادر متولد شد و او را بنزدیک من آوردند کودکی دیدم بهمان صورت که حضرت امیر در خواب بمن عطا فرموده بود،

مؤلف مخزن اخبار در تالیف خود آورده که اسم شیخ عارف ابراهیم است و در ایام سیاحت به بغداد رفته و بسعادت خدمت گوهر دریای معرفت و مهر سپهر مشیخت (۱۷ ب) شیخ شهاب الدین سهروردی مستعد گشته و دست انابت به ایشان داده و مرید آنحضرت شده، آن بزرگ دین و مطلع ارباب یقین عراقی تخلص بشیخ ابراهیم عنایت کرده، عراقی مدتی در خدمت پیر روشن ضمیر خود در بغداد بسر برد، هر وقت که از خدمت مرشد خود فارغ می شد اوقات به بی پروائی و رسوائی می گذراند و با پسران صاحب جمال و امردان نازک نهال عاشقی می نمود تا آنکه روزی در بازار می گردید در عین سیر با پسری سری و با خوب روی نظری بهم رسانید و در دکان او رحل اقامت انداخت، چون این مقدمه بجامع علوم ظاهر و باطن شیخ شهاب الدین سهروردی منکشف شد عراقی را بحضور خود طلبید و اعتراض نمود و فرمود که این قسم بدچشمیها مناسبتی بحال درویشی ندارد، فخر الدین ابراهیم معروض داشت که ای محرم راز الهی! ای واقفِ اسرار نامتناهی! بر شما ظاهر است که غیری درمیان نیست هرگاه همچنین باشد نظارگیان از بهرچه در نظاره بر خود به بندند؟ آن بزرگوار برآشفت ولیکن از کثرت محبتی که بعراقی داشت بر روی او نیاورد و بمراقبه فرو رفت، بعد از اندک زمانی سر برآورد و امر نمود که عراقی ترا بهندوستان باید رفت و در شهر مولتان بشرف (۱۸ ا) خدمت شهاب الدین زکریا که یکی از مریدانِ خاص ماست مشرف شد و چندگاه در آن سرزمین بریاضت مشغول گردید تا ازین اکسیر ریاضت از کورهٔ امتحان صاف و بیغش برآئی، عراقی بفرمودهٔ پیر خود عمل نمود تا بمطلب رسید،

Marfat.com

بر رای انورِ هنرمندان وضمیرِ ضیاگسترِ خردمندان پوشیده نماند که مؤلّف این اوراق پریشان **عبدالنبی فخرالزمانی** بجهت تحقیق احوال شیخ ابراهیم اکثر کتب معتبر ارباب خبر را بنظر درآورد اقوال همه خلاف یکدیگر برآمد خاطر بهیچ قولی از اقوال آنها قرار نگرفت مگر بر قول مولوی (ی) **عبدالرحمان جامی** و برگفتار عزیزی که دیباجهٔ بر دیوان آن کاشف اسرار ربّانی نوشته و این هر دو قول مطابق یکدیگر است بنابران بر بیاض بردَ،

جامع دیوان آن یگانه سلامت و آن نشانهٔ تیر ملامت همچو نقل نموده که در پنج سالگی شیخ را بمکتب دادند در عرض نُه ماه تمام کلام ملک علّام را حفظ نمود[1] و چون سن او بهفده رسید بر جمیع علوم از معقول و منقول مطّلع شده بود و مستفید گشته تا چنان شد که در شهر همدان در مدرسهٔ شهرستان بافادت مشتهر[2] شد، روزی در حلقهٔ درس نشسته بود بافادت، و جمعی در خدمتش باستفادت مشغول بودند، ناگاه جمعی از قلندران های و هوی زنان (۱۸ ب) از درِ مجلسِ آن یگانه در رفتند و سماع آغاز کردند و این غزل برخواندند

نظم

ما رخت ز مسجد بخرابات کشیدیم	خط بر ورق زهد و کرامات کشیدیم
در کوی مغان وصف عنان نشستیم	جام از کف رندان خرابات کشیدیم
از زهد و مقامات گذشتیم که بسیار	کاس تعب از زهد و مقامات کشیدیم

چون قلندران بروش خود این ابیات خواندند شیخ را اضطرابی در درون پدید آمد و

---

[1] بقول صاحب نفحات (طبع لکهنؤ ۱۹۱۵ء صفحه ۳۴۲ سطر ۱) عراقی در سفر بن حفظ قرآن کرده بود بغایت خوش می خوانده چنانکه اهل همدان شیفتهٔ آواز وی بودند [2] بقول جمالی مسکونت عراقی در همدان بود و او در بجامدرسه عالی عمارت فرموده (سیر العارفین، ۴)

Marfat.com

وجد بر و مستولی گشت، نظر کرد درمیان آن قلندران پسری دید که در حسن بنظیر و در بر عاشقان دلپذیر بود، جمالی که اگر نقاشان طرهٔ حسن او دیدندی متحیّر شدندی، شهباز نظرش در پرواز دوم شکسته بال گردید و مرغ دلش در دام عشق گرفتار شد و آتش هوا خرمن عقلش بسوخت، دست کرد و جامه را از تن بدر کرد و عمامه را از سر فروگرفت وبدان قلندران داد و فرمود بیت

چه[1] خوش باشد که دلدارم تو باشی ندیم و مونس و یارم تو باشی

چون زمانی بگذشت قلندران از همدان راهِ اصفهان[2] گرفتند، چون ایشان غایب شدند شوق بر عراقی غالب شد و حال بر و دگرگون گشت کتابها را بدور انداخت و مجرّد وار از عقب اصحاب روان شد، دو میل[3] راه برفت تا بایشان پیوست و این غزل آغاز کرد، بیت

(۱۱۹ ا) پسر اره قلندر بزن ار حریف مائی که[4] دراز و دور دیدم ره کوی پارسائی

قلندران چون او را بدیدند خرّمیها کردند و در حال او را بنشانیدند و موی از سر و روی او دور کردند و همرنگ خودش ساختند و شیخ[5] فخرالدین در صحبت قلندران عراق عرب و عجم را در زیر قدم آورد، پس با همیں دوستان عزم هندوستان کرد، باتفاق آن جماعت، چون بشهر ملتان رسیدند به خانقاه سلطان المحقّقین مولانا بهاء الدین زکریا نزول کردند و بشرف دستبوس شیخ مشرف گشتند، مولانا بهاء الدین دران جمع نظر کرد، فخرالدین عراقی را آشنا دید، با شیخ عماد الدین که مقرب او بود گفت درین جوان استعداد تمام یافتم او را اینجا می باید بودن، و شیخ فخرالدین با اصحاب

---

[1] عمّ (ص۱۵۲) [2] بقول جمالی خراسان بجای اصفهان [3] بقول جمالی یک دو منزل (بجای دو میل)
[4] عمّ (ص۱۴۳): که نماند بیش مارا سر زهد و پارسائی [5] جمالی: تا سیر کنان از نواحی خراسان بحدود ملتان رسیدند ۔

Marfat.com

گفت: برمثال مقناطیس که آهن را کشد شیخ مرا جذب می کند و مقیّد خواهد کرد، از اینجا زود تر می باید رفت، از انجا بطرف دهلی رفتند و مدتی آنجا مقام کردند شیخ فخرالدین با آن قلندران برای خاطر مطلوب مرافقت می نمود و سنگ جفای ایشان بسر میخورد، تا ازان مقام ملول گشتند، عزم سومنات کردند چون پنج روزه راه قطع کردند روز ششم طوفان بادٍ[ع] غلبه کرد (۱۹ ب) و ایشان را از یکدگر تفرقه کرد، هریکی را بطرفی انداخت، شیخ فخرالدین با یک شخص دیگر بجای افتادند و از دیگران جدا ماندند، راه نامعلوم و حال نامفهوم می رفتند و در حسرت قطرات عبرات از دیده گریان و دل بریان می ریختند و شیخ این ابیات دران ساعت فرموده

آن مونس و غمگسار جان کو؟ آن[ل] شاهد روح انس و جان کو؟
آن جان جهان کجاست آخر؟ و آن آرزوی همه جهان کو؟
حیران همه مانده ایم دوّار[ل۲] کان یار لطیف مهربان کو؟

هر دو همه شب برفتند، اثری از آبادانی ندیدند و از اصحاب بوئی نشنیدند، شب تیره راه گم کردند، علی الصباح بدروازه دهلی رسیدند، ناچار و ناکام در شهر رفتند و روزی دو سه درنگ کردند از اصحاب هیچ باب حالی معلوم نشد شیخ فخرالدین باخود تدبیری اندیشید و شحنه تقدیر او را می کشید، آخرالامر باز عازم و جازم شد که بخدمت مولانا بهاء الدین مراجعت کند، با یار قلندر مشورت کرد و از موافقت جست، او کمر مخالفت بست، یکدیگر را وداع کردند، قلندر در دهلی بماند و صدیق راه ملتان پیش گرفت چون باز آن عارف یزدانی و آن صادق همدانی (۲۰ ا) به خدمت عالم ربانی و کامل همدانی بهاء الدین زکریا ملتانی پیوست و کمر ارادت

ل۱ عمّ (ص۱۳۹) و عق: وان بجای آن — جان بجای روح.
ل۲ عمّ: دوال، در عق: صدر اول این طور است: با دل گفتم مرا نگوئی،

ل۵ آ: وباد

Marfat.com

او برمیان جان لبست شیخ فرمود: عراقی: از ما بگریختی؟ وی گفت **بیت**

از تو نگریزد دلِ من یک زمان[1] کالبد را کی بود از جان گزیر

دایهٔ لطفت مرا در بر گرفت[2] داد بیش از مادرم صد گونه شیر

علی الفور شیخ او را بخلوت نشاند و چون فخرالدین عراقی ده روز در چله نشست و در بر روی خلایق ببست روز یازدهم وجدی بر وی مستولی شد و گریه بر وی غالب گشت و این غزل را انشا کرد و بآواز بلند برخواند **مطلع**

نخستین باده کاندر جام کردند زچشم مست ساقی[3] وام کردند

مریدانِ پیر چون این بشنیدند بخندیدند و بخدمت شیخ دویدند و شیخ را از حال ببیاگاهانیدند چه سنّتِ این طائفه سنّتِ سلطان الاولیا شیخ **شهاب الدین سهروردی** قدس سرّهٗ بود و شیخ **بهاء الدین** از جملهٔ مریدان او بود،

وچنین گویند که مولانا **بهاء الدین** پانزده سال بافادت درس مشغول بود و هر روز هفتاد مرد از علما و فضلا ازوی استفادت می کردند و بعد ازان سفر حجاز کرده ببغداد آمد و بخانقاه شیخ **شهاب الدین** نزول کرد (۲۰ ب) و مرید آن بزرگوار شد این منزلت از ان عتبه یافت و سنّت[4] شیخ آن بود که بغیر تلاوت بکاری دیگر مشغول نشوند، منکران شیخ **فخرالدین عراقی** صورت واقعه برسبیل انکار بخدمت شیخ بهاء الدین عرضه داشتند، شیخ فرمود: شما را منع است امّا او را منع نیست، چون روزی چند برین بر آمد یک روز شیخ[5] **عمادالدین** در بازاری گذشت دید و شنید که این غزل را اهل عشرت با ساز و ترانه بازمی گفتند و بدان

---

[1] عمّ (ص۱۱۱) [2] دولت شاه (ص۲۱۶)، این قصه را بطور دیگر بیان نموده، [3] عق: خوبان
[4] نفحات (ص۵۴۲): چه طریقه ایشان در خلوت جز اشتغال بذکر یا مراقبه امری دیگر نمی باشد،
[5] در نفحات (ص۵۴۲ سطر۲۳)، و مراة الخیال نامش مذکور نیست ۵

Marfat.com

چغانه می زدند و بطرف خرابات بگذشت، همیں می خواندند، چون باز بخدمت شیخ آمد
گفت حال بدین موجب است باقی شیخ حاکم است، شیخ سوال کرد: چه شنیدی؟
بازگوی، گفت بدین بیت رسیدم مقطع

چو خود کردند راز خویشتن فاش
عراقی را چرا بدنام کردند

بشیخ فرمود: کار تمام شد، برخاست و بنفس خود بر درِ خلوتِ فخر الدین برفت و
گفت: عراقی مناجات در خرابات می کنی؟ بیرون آی، پس عراقی بیرون آمد
و سر در قدمِ شیخ نهاد و گریه بروی مستولی شد، همچنان روی بر خاک نهاده بسیار
می گریست، شیخ بدستِ مبارک خود سر او را از خاک برداشت، و دیگر او را
بخلوت نگذاشت، و شیخ فخر الدین در آن حال این غزل انشا کرد، بیت

در کوی خرابات کسی را که نیاز است (۱۲۱) هشیاری و مستیش همه عین نماز است

شیخ در حال خرقه از تنِ مبارک خود برکند و در و پوشانید و دخترِ خود را در همان
مجلس در حبالهٔ نکاح او در آورد و در آن شب وصی کردند و شیخ فخر الدین بیست
و پنج سال در خدمت شیخ می بود و از دختر شیخ او را پسری در وجود آمد کبیر الدین
نقبش کردند.

و چون شیخ را وقت در رسید شیخ فخر الدین را بخواند و حل و عقد در تصرف
او نهاد و او را خلیفهٔ خود ساخت و بعد ازان بجوارِ رحمت حق پیوست دیگر مریدان
چون بدیدند که پیر او را ولیعهد و خلیفهٔ خود ساخت حقد و حسد بر ایشان غلبه کرد
اگرچه ظاهر نکردند اما قومی را برگماشتند تا بحضرت سلطان رفتند و عرضه داشتند که

---

(۱۲۱) عم (صد ۵۰)، شه بقول جمالی این دختر در حین حیات پدرش شیخ بهاء الدین بوفات فرمود و شیخ خواست که دختر دیگر که
کهتر از خواهر بود بحبالهٔ او در آورد اما پسر شیخ صدر الدین مصلحت دین کار ندید [illegible]

Marfat.com

که این مردی که شیخ او را خلیفهٔ خود ساخت سنّت شیخ خود را بجا نمی آرد، دایم بشغر مستغرق است وخلوتِ او با امرد انست: سلطان خود بغض این طائفه در دل داشت چون مجال یافت تیغ انتقام از نیام برکشید و در حال کس بطلب آن جماعت فرستاد وازین طرف شیخ فخر الدین حی علی الوداع بر حلقهٔ اجماع زد و ندای رحیل در داد و مفارقت اصحاب در پیش گرفت و ازان معنی که قصد کرده اند غافل، در موافقت و موالنتِ او قومی (۱۲۱ ب) از اخوانِ صفا و خُلّانِ وفا کمر موافقت بستند، چون عزم جزم شد این باتفاق این طائفهٔ بی ریا براه دریا عنان عزیمت[1] برتافتند و بکشتی نشستند و بطرف عدن بیرون رفتند،

این خبر بسلطانِ عدن رسانیدند وسلطان عدن معتقد او بود از سببِ اخبار و اشعار او دران بقعه منتشر شده بود و حالات او معلوم گشته، سلطان استقبالِ او را سعادتِ خود دانست، با جماعتی از اکابر برنشست و شیخ فخر الدین را درمیانِ راه دریافت، بعد از مصافحه و معانقه دست دادن شربتهای معطّر آوردند، شاهِ عدن این طائفه را بدست خود شربت داد جنیبت خاص سلطانی درکشیدند تا شیخ فخر الدین عراقی سوار شد و اصحاب او را نیز سوار گردانیدند و با هزار اعزاز و اکرام ایشان را در شهر آوردند و در خانقاهِ خاص سلطان جا دادند، وخدمتهای مناسب کردند وعلما و صلحا و متصوفه که دران شهر بودند همه بمجلس شیخ حاضر می شدند ونقد خود بر محکِ امتحان می زدند،

چون مدّتی برین گذشت موسمِ زیارتِ کعبه نزدیک شد، شیخ از سلطان رُخصتِ حج طلبید، در ناصیهٔ او اثر رضا ندید، بی اجازتِ او توکّل برحق کرده با متوکّلانِ خود روی در راه آورد، سلطان را معلوم کردند (۱۲۲ ا) که شیخ فخر الدین با اصحاب

[1] ا: صواب بجای عزیمت، تصحیح از روی ش ۲ کذا

Marfat.com

روانه شد، سلطان بنفس خود عقبِ ایشان روان شد، هنگام پا در رکاب کردن از مرکب خطا شد و بیفتاد، اندک زحمتی بپای او رسید، بنا بر شگونِ بد مراجعت کرد و قومی را از اکابر با مال و نعمتِ بی پایان در عقب شیخ روانه کرد و فرمود که چون به فخرالدین رسید صورتِ حالِ مرا باز گویید پس جهد کنید تا مراجعت کند اگر قبول کرد فبها، الّا این نذور تسلیم خادمانِ وی کنید تا زادِ خود و مریدان کند، اصحاب سلطان براهی رفتند و آن قوم براه دیگر منازل قطع می کردند تا بقافلهٔ حاج رسیدند و احرام بستند و زیارت کعبه کردند و حج بگزاردند، گویند عراقی این قصیده را در وقتی که احرام بسته بود انشا کرد ؎

ای جلالت فرشِ عزت جاودان انداخته
گوی در میدانِ وحدت کامران انداخته

و این قصیدهٔ دیگر وقتی گفت که نظرش بر جمالِ کعبه افتاد

تَعالیٰ مَن تَوَحَّدَ بالکَمال — تَقَدَّسَ مَن تَفَرَّدَ بالجَلال
جَمالُ صفحهٔ بیشت مثال — [illegible]

پس از انجا روی بمدینه حضرت رسالت نهادند و از آن سعادت [illegible] چون شیخ فخرالدین بمدینه رسید شب آنجا توقف کرد و این مطلع قصیده منظوم ساخت (۲۲ ب) مطلع قصیده اوّل اینست

عاشقان چون بر در دل عاقبت سودا زنند
آتش سودای جانان در دل شیدا زنند

---

۱ عم (صد): جمالت، ۲ آ: [illegible] (بحذف بل) قصیده اول را [illegible] نعالیٰ من [illegible] نوشته،
۳ عم (صد۳۱): والجمال، آ: بن جلالی، ۴ صد (۳۲)، آ: [illegible] برتر من،
۵ عم صد۶ ÷

Marfat.com

مطلع دوم

شهبازم[۱] و چو صیدِ* جهان نیست در خورم ناگه بود که از کفِ ایّام بر پرم

مطلع سوم

ای رخت مجمعِ خیال[۲] شده مطلعِ نورِ ذوالجلال شده

مطلع چهارم

راه[۳] باریکست و شب تاریک و مرکب لنگ و پیر
ای سعادت رُخ نمای و ای عنایت دستگیر

مطلع پنجم

دل[۴] ترا دوست‌تر ز جان دارد جان ز بهرِ تو در میان دارد

پس روضهٔ مطهّر آن سرور را وداع کرد و ازان جماعت که همراه او بودند سه شخص آنجا مجاور شدند باقی همراه شیخ مراجعت نمودند،

و شیخ فخرالدین عراقی تمامت اقصای روم را طواف کرد تا بخدمت خلاصهٔ اولیا شیخ صدرالدین قونیوی[۵] قدّس اللّٰهُ سرّهُ رسید، جماعتی در خدمتِ شیخ فصوص بحث می کردند و شیخ فخرالدین استماع می کرد و از فصوص مستفید می شد و تمامی فصوص را استماع کرد و فتوحاتِ مکّی را بخواند و شیخ صدرالدین را مجتمع و اعتقادی در حق شیخ فخرالدین بهم رسید و روز بروز مهرِ او نسبت بفخرالدین زیاده ترمی شد و شیخ عراقی در اثنای که فصوص می شنید لمعات را می نوشت چون تمام بنوشت بر شیخ عرض کرد، او تمام بخواند (۱۲۳) پس به بوسید و بر دیده

---

[۱] عم (ص۹)، دشکار [۲] عم (ص۹): جمال [۳] عم (ص۲) [۴] در عم (ص۲) این قصیده را وارد مگر عنوانش این است فی مدح شیخ صدرالدین، اما در حق) وله ایضاً فی مدحه (قصیدهٔ ماقبل بمدح عزّالدین محمد حاجی قدّس سرّهٔ هست)،

[۵] آ: قونوسه، بقول جامی شیخ صدرالدین خلیفهٔ شیخ محی الدین بن عربی بود،

Marfat.com

نهاد و گفت: ای فخرالدین عراقی سرّ سخن مردان آشکارا کردی، و لمعات بحقیقت لُبّ فصوص است،
شیخ فخرالدین اکثر مردم بلادِ روم را مُسخّر کرد و بسیار کس مرید و معتقدِ او گشتند، و از جملهٔ معتقدان شیخ عراقی یکی امیر معین الدین بود که اعتقاد تمام داشت و بارها بشیخ فخرالدین گفت که موضعی اختیار کن تا مقامی بسازیم و خانقاهی پدید آریم، شیخ نهی می نمود و فارغ البال مشغول می بود تا ناگاه در اوقات خانقاهی بساخت[1] گویند روز (ی) امیر معین الدین* بخدمت شیخ آمد و زری[2] چند بیاورد، شیخ قبول نمود و امیر بسبیل عتاب گفت: شیخ! ما را خدمتی نمی فرمائی و التفات نمی نمائی، شیخ بخندید و گفت: ای امیر ما را بزر نمی توان فریفت، بفرست و حسن قوّال را بمارسان، و این حسن قوّال در حُسن بینظیر بود و در لطف دلپذیر، و خلقی داغ عشق او بردل نهاده و بسودای او خان و مان بباد داده بودند، امیر معین الدین چون بشنید که شیخ را خاطر متعلّق حسن الدین قوّال است فی الحال کس بطلب او فرستاد، چون آن شخص پیش حسن قوّال شد و احوال بگفت قریب هزار مرد از عشقان حسن قوّال گرد شدند و دست بسلاح کرده منع نمودند آن شخص که بطلب او رفته بود بتر سید مراجعت کرد و صورت حال (۲۳ ب) با امیر معین الدین عرضه داشت، امیر معین الدین در غضب شد و کس فرستاد که هزار درخت بزنید و آن هزار مرد را بر دار کنید و حسن قوّال را زود فرستید، چون پنج شش درخت بزدند از عاشقان اثر ندیدند و جمله فاسقان بگریختند، پس حسن قوّال را روانه کردند، چون خبر بشیخ رسید که حسن قوّال نزدیک آمد عزم استقبال کرد، تمامت اکابر موافقت

---

[1] در آ حذف شده: صاحب نفحات (ص ۴۳۳ سطر ۱۴) هم گفته است که ... خانقاهی ساخت [2] ه: نقدی

کردند، و امیر معین الدین نیز موافقت نمود، چون میان ایشان ملاقات شد، حسن قوّال و یارانِ او آن عظمت بدیدند متحیّر بماندند، شیخ فخر الدین پیش رفت و برحسن قوّال سلام کرد و او را در کنار گرفت و شربت بخواست و او را و یارانِ او را بدست خود شربت داد و پس حسن قوّال پیش رفت و بر امیر معین الدین سلام کرد و زمین بوس کرد و امیر او را بپرسید و با وی لطفها کرد و گفت: این جماعت استقبال تو کردند، در خاطر تو چیست؟ کجا نزول خواهی کرد؟ گفت: آنجا که شیخ فخر الدین اشارت فرماید، و زمین ببوسید و باز پس رفت، پس از آنجا مراجعت کردند، چون بشهر رسید شیخ در خانقاه موضعی معیّن کرد که حسن قوّال با اصحاب خود آنجا فرود آیند، چون روزی چند بیاسودند سه روز پیاپی سماع کردند، شیخ بسی[1] اشعار خوب درین سه روز انشا فرمود، از انجمله (۱۲۴) یکی این غزل بود ؎

عشق سیمرغیست کورا دام نیست ، در دو عالم زان نشان و نام نیست

و همدران ایّام این غزل نیز انشا فرمود ؎

ساز طرب عشق که داند که چه ساز ست
کز زخمهٔ[2] او نهٔ فلک اندر تگ و تاز ست

روزی جماعتی حاضر بودند که حسن قوّال درآمد و بر آستانهٔ خانه بنشست، چون شیخ فخر الدین نظر کرد او را در آستانه دید او نیز برفت و بر موافقت او آنجا بنشست، امیر نیز موافقت کرد و اکابر نیز غلبه کردند، شیخ دست حسن بگرفت و بجای خود رفت و در جنب خود ش بنشاند، گویند که حسن قوّال مالی بیحد و عدد حاصل کرد

---

[1] ه: بسی، [2] ه عم (ص ۳)، [3] ه عم (ص ۴)،

Marfat.com

وبعد از مدّتی از شیخ اجازت خواست و بمقام خود مراجعت کرد'

آورده اند که یک روز امیر معین الدین در خانقاه آمد' و شیخ را طلب کرد حاضرین گفتند که همین زمان از طرفِ دروازه بدر رفت' امیر نیز از طرف دروازه بدر رفت' ناگاه دید که طفلی چند ریسمان در دهن شیخ کرده بودند و شیخ سرِ ریسمان بدندان محکم گرفته بود و خود را منقاد ایشان ساخته بود' زمانی بر دوش شیخ می نشستند' و ساعتی ازین طرف بدان طرف می دوانیدند' چون کوکبه و عظمت امیر بدیدند بترسیدند و بگریختند' امیر از حسن اعتقادی که داشت منکر نشد اگرچه جماعتی (۲۴ ب) از سرِ حسد طعن کردند' امیر ایشان را برنجانید و باز در خدمت شیخ بخانقاه آمد'

گویند یک روز امیر بر طرفِ میدان می گذشت' دید که شیخ چوگان در دست گرفته و در میانِ پسران ایستاده و دل را گوی خمِ چوگانِ زلف ایشان کرده' امیر بشیخ گفت: ما از کدام طرف باشیم' شیخ گفت ازان طرف' اشاره براه کرد' امیر روان شد و برفت'

و همچنین گویند روزی شیخ بامداد وبگاه از خانقاه بیرون رفت و شب باز نیامد' و روز دویم نیز باز نیامد' امیر و اصحاب متغیّر شدند' همه نواحی شهر گشتند' اثری نیافتند' و هیچ گونه خبری نشنیدند' از هر طرفی مردم دوانیدند' روز سوم خبر رسید که شیخ در دامن فلان کوه میگردد' اصحاب دوان شدند' امیر نیز روان شد' تا بشیخ رسیدند' شیخ را دیدند که کمیتا[۱] پیراهن پوشیده و سر و پا برهنه درمیان برف چرخ می زد و شعر می گفت و عرق کرده بود و این ترجیع را دران روز گفته بود نی نوا[۲] بیت

در جام جهان نمای اوّل شد انقش به جهان مشکل

بعد از زمانی امیر پرسید و او را بر گردانید و بشهر آمدند' اما شیخ همان در جوش بود'

---

[۱] در تا برداخذ کرده [۲] سر یک تا [۳] کم ...

پیاده بازگشت و سوار نشد، امیر نیز پیاده شد، شیخ منع کرد و امیر را روانه کرد و خود پیاده از عقب روان شد و بشهر آمد،

مدّتی حال (۱۲۵) فخرالدین در انجا بدین نمط می گذشت، تا در حضرتِ سلطنت امیر معینالدین را طلب داشتند و دولت بمحنت مبدّل گشت، و امیر دانست که حال دگرگون شد، در شب بخدمتِ شیخ رفت و انباناجه[1] از جواهر* از لعل و یاقوت و پیروزه و دانهای مروارید با خود برد و درخدمت او بنهاد و گفت: آنچه در عهدِ خود از ممالک روم حاصل کرده ام اینست، حالا مرا طلب کرده اند و احوال خود متغیّر می بینم وقت رحلت است، شیخ چشم را پر آب کرد، امیر نیز بگریست و بعد از تضرّع بسیار گفت: شیخ را معلوم است که فرزندِ دلبندِ من در مصر در بند ست اگر شیخ بعد از وفاتِ من بدان طرف گذری کند و در خلاصی او سعی کند و بعضی ازین جواهر صرف کند و اگر ممکن باشد او را خلاص کند و او را یک نفس از خود جُدا نکند و خرقهٔ کهنه در پوشاند و نگذارد که ضائع شود و این امانت را بهرچه که شیخ مصلحت داند صرف کند، شیخ آنرا بطرفی بینداخت، امیر بوسه بر پای شیخ داد و شیخ را وداع کرد و بجایی[3] خود رفت،

روز دیگر امیر معین الدین را ببردند، برفت و باز نیامد، مدّتی بگذشت، حکم یرلیغ بنفاذ پیوست که صاحب معظّم، بانی الخیرات فی العالم، قامع البدعه والقلم (کذا) خواجه شمس الدین صاحب دیوان (۲۵ ب) الجوینی طاب ثراه برود و خرابی و آبادانی رُوم باز بیند وضبط اموال و املاک امیر معین الدین بکند، و مولانای معظّم علّامة[4] العالم شمس الملّة والدّین عبیدی نورالله مضجعه و ممتاز الملوک والسلاطین مولانا همام الدین و سلطان المحققین امین الحق والدین حاجی ملّة[5] قدس الله روحهما[6] در صحبت

[1] آ: انباجه [2] ر: جواهری [3] آ: باجای [4] ر: علاقه [5] آ ر [6] آ ر: روحها

Marfat.com

خواجه بودند،

چون بشهر توقات رسید بیرون شهر فرود آمدند، مولانای معظم امین[ه] الدین عزم شهر کرد و بوقت غروب بخانقاه شیخ رسید، اسپ را بخادم سپرد و پس بزاویهٔ شیخ رفت شیخ باداء نماز مغرب مشغول بود، مولانا امین[ه] نیز بنماز مشغول شد، چون فارغ شدند بر یکدیگر سلام کردند و بعد از مصافحه و معانقه یکدیگر را پرسیدند، همدیگر را شناختند بنشستند و سخن در سیر و سلوک راندند، سخن میان ایشان دراز کشید و بغایتی رسید که چهار دانگ از شب بگذشت ایشان هنوز مشغول بودند، چون از سخن سلوک فارغ شدند شیخ فخر الدین گفت: ما چنان شیفتهٔ لقای تو گشتیم و آشفتهٔ کلام تو شدیم که ما را در خاطر نگذشت که چیزی خوردنی ترتیب بکنیم، مولانا امین الدین گفت: با من از ماکولات چیزی هست، از خادم خرجین بخواست و سرش بگشاد و پارهٔ حلوا و کلیجه درمیان آورد و بذوق تمام بخوردند پس نماز عشا (۱۲۶) بگذاردند و زمانی آسائش کردند، مولانا معین الدین تا سه روز آنجا مقام ساخت، لحظه بلحظه از مکالمه و مشاهدهٔ یکدیگر می آسودند و از دنیا و مافیها فراغت می نمودند،

روز چهارم مولانا امین الدین بخدمت خواجه رفت و خواجه با او گفت: مگر از ما ملول شدی که سه روز است تا غیبت نموده؟ مولانا امین الدین گفت: معاذ الله! اما بخدمت شیخ فخر الدین عراقی رفته بودم و نصیحت او رسیده و از مشرب او شربتها چشیدم و سخنها شنیدم که در عمر خود[ه] از کسی ندیده و نشنیده بودم، اگر نه اشتیاق خواجه و یاران غالب شدی سه روز نه که سه سال بلکه همه عمر در صحبت او بسر بردمی و از و مفارقت نجستمی، خواجه گفت: ما را واجب است بخدمت چنین بزرگی رسیدن، مصلحت چیست تا برویم بخدمت او یا او را طلب کنیم؟ مولانا امین الدین گفت:

[ه] ت: دکرم [ه] ت: امین الدین [ه] ت: هرگز از

Marfat.com

بهتر آن باشد که استری بفرستیم با خلعتی خاص تا او بر استر نشیند و تشریف بیاورد،
همچنان کردند، چون شیخ عراقی بنزدیک ایشان رسید استقبال او را واجب دیدند
چون ملاقات واقع شد مولانا امین الدین در پیش آن جمع بود شیخ بدو فرمود: ان هی
الا فتنتك[1]، اما طریقی باید ساخت که ما را کمتی[2] نیفتد و زودتر مراجعت کنیم و چون
بنشستند و از (۲۶ ب) هر نوع کلمات راندند آخر در بحث سلوک افتادند،
شیخ فخرالدین در سخن گرم شد و بجائی رسید که گریه بر خواجه غالب شد، قطرات اشک
از چشمش روان گردید، شیخ فخرالدین تا نزدیک نماز عصر آنجا بود پس برخاست و مراجعت
کردند[3]،

درخبر است که جمعی از حاسدان بآستان سلطنت نشان رفته بودند و عرضه داشتند
که امیر معین الدین خزائن عالم را بشیخ فخرالدین عراقی سپرده و هرچه بدو منسوب است
از نقد و جنس او می داند و فیغور[4] رای (؟)، در وقت رخصت اول سخنی که با خواجه
گفت سخن عراقی بود و قومی را تعیین کرده بودند تا بگرفتن فخرالدین فرستند، خواجه
پیش از انکه آن قوم بشیخ رسند فرستاد و شیخ را اعلام داد که حال برین صورت عرضه
داشته اند اعراض واجب است و فرار لازم،

شیخ فخرالدین ازان بقعه ملول بود چون ازین نوع مقالات بسمع او رسید
فی الحال برخاست و انبانچه برداشت و دو شخص دیگر از یاران اختیار کرد و بر
همان استر که خواجه داده بود سوار شد و آن دو شخص نیز سوار شدند و بطرف
یثرب روانه شد و از آنجا بمصر رفتند و در خانقاه صالحیه فرود آمدند، سه روز برآسودند
و درمیان شهر تفتیش پسر امیر معین الدین می کردند و در خلاص او تدبیر می جستند،

---

[1] قرآن مجید، (الاعراف): ۱۵۴، [2] آ: کمتی، تر حذف کرده، [3] تر: کرد
[4] تر: فیعورای [5] آ: تر،

Marfat.com

هیچ نوع ممکن ندیدند و روز چهارم شیخ فخرالدین انبانچه را (۲۷ ا) برداشت و بدرسرای سلطان رفت و بارخواست حاجبان در رفتند و سلطان را معلوم کردند، فرمود حالِ او تفتیش کنید اگر سلاح داشته باشد از وجدا کنید و او را در آورید تفحّص کردند و او را از سلاح مجرّد یافتند و او خود مجرّد ازلی بود، پس شیخ را بحضرت سلطان برند،

سلام کرد و انبانچه بنهاد و خود باستاد، سلطان در وی نظر کرد و دانست که مردی بزرگست، او را بنشاند و سوال کرد که این چه انبانچه است، گفت: امانتی است مرا معلوم نیست، سلطان اشارت کرد تا بگشودند و بریختند، خرمن جوهری دید که قیمت آن بهیچ وجه ممکن نبود، سلطان بکرّات در شیخ نظر کرد و در جواهر نظر کرد، احوال بپرسید، گفت: این امانتِ امیر معین الدین است و احوالِ من الله الی آخره تمام بگفت و در درونِ سلطان این فکر می گردید که عجب که این شخص این همه تحفه برداشت و پیش من آورد و بجهت خود نبرد، شیخ فخرالدین از تصفیهٔ باطن دانست که سلطان در چه فکرست، در سخن آمد و در تفسیر قُلْ مَتَاعُ[1] الدُّنیا قلیل والآخرة لِمَنِ اتقی ولا یُظلَمون فتیلا، چندان کلمات براند که سلطان متحیّر شد از مسند بزیر آمد و پیش شیخ فخرالدین بنشست و مستمع کلام او شد

گویند که سلطان آن روز چندان (۲۷ ب) بگریست که در همه عمر خود نه گریسته بود، پس فرزندان امیر معین الدین را بیرون آورد و بنواخت و موضعی شهربند کرد و حکم کرد که دو شخص ملازم او باشند و هر روز صد درم بدو دهند باشد و هر التماسی که داشته باشد عرضه دارد و شیخ فخرالدین را شیخ الشیوخ مصر کرد و فرمود تا همان روز منادی کردند که شیخ الشیوخ شیخ فخرالدین است و بامدادان

[1] قرآن مجید ۴ (سورهٔ نسا): ۷۷،

Marfat.com

اجلاس او خواهد بود، باید که متصوّفه و علما و اکابر بدرگاه حاضر آیند،
بامداد شش هزار صوفی بدرگاه حاضر آمدند، سلطان فرمود تا جنیبت خاص در
کشیدند و شیخ فخرالدین را خلعت در پوشانیدند و طیلسان فروگذاشتند و حکم شد که
بغیر از وکسی سوار نشود، باقی اصحاب از امرا و اکابر پیاده در رکاب بروند، همچنان
کردند، و چون فخرالدین آن عظمت بدید با خود اندیشید که هیچ کس را درین روزگار
اینچنین حالی بوده باشد، نفس بر وی مستولی شد علی الفور خلافِ نفس کرد، دست
کرده طیلسان و دستار از سر فروگرفت و در پیشِ زین نهاد و زمانی بایستاد و
باز بر سر نهاد، حاضران چون آن حال مشاهده کردند بخندیدند و زبانِ طعن برگشیدند
که اینچنین کس چگونه لائق شیخ الشیوخی باشد، قومی گفتند دیوانه است، بعضی گفتند
مسخرهٔ باری باتفاق تحمیل[1] تحمیق (۱۲۸ا) او کردند، وزیر گفت: یا شیخ لما فعلتَ هذا؟ گفت
دانت ما تعرف الحال، مُنهیان این خبر بسمع سلطان رسانیدند، روز دیگر سلطان شیخ
را بخواند و ازان حالت استفسار کرد که موجب چه بود که این چنین کردی، بگفت:
نفس بر من مستولی شده بود، اگر چنین نکردمی خلاص نیافتمی، بلکه در عقوبت بماندمی،
اعتقاد سلطان بدو زیاده تر شد، وظائف او را مضاعف کرد،

و شیخ فخرالدین را همه روزگار آن بودی که در بازارها گردیدی و در هنگامها طوف
کردی، روزی در بازارِ کفشگران می گذشت، نظرش بر کفشگر پسری افتاد، مقید
او شد، پیش رفت و سلام کرد، و از کفشگر سوال کرد که این پسر کیست؟ کفشگر گفت:
پسرِ منست، شیخ دست کرد و لبهای[2] پسر بگرفت[3] گفت: ظلم نباشد که این چنین لب
و دندان با چرمِ خر مصاحب باشد، کفشگر گفت: ما مردم فقیریم و حرفتِ ما

---

[1] ت: حال شده [2] آ: تجهید، ت: بجهد [3] نفحات (ص ۵۴۴ سطر ۵): شیخ لبهای پسر
اشارت کرد،

Marfat.com

ایشست، اگر چرم بدندان نگیریم نان نیابیم که بدندان بخاییم، شیخ سوال کرد از پدرِ او که پسرت هر روز چه مقدار کار کند گفت: هر روز چهار درم، شیخ فرمود که هر روز هشت درم بدهیم و او این کار نکند شیخ هر روز برفتی و بر دکان کفشگر بنشستی و فارغ البال در روی او نظر کردی و اشعار خواندی و گریستی (۲۸ ب) و اشک از دیدهٔ او خالی نبودی، مدّعیان این بسلطان رسانیدند، از ایشان سوال کرد که این پسر را بشب یا بروز با خود می برد یا نه؟ گفتند نه، گفت: با وی در دکان خلوتی می سازد؟ گفتند نی، دوات و قلم خواست و بنوشت که هر روز پنج دینار دیگر از انچه وظیفهٔ شیخ فخرالدین است زیاده بدهند، و بخادمانِ شیخ برسانند، و بقاصدان داد که این بدیوانِ وقف برند،

ایشان بستدند و بتعجیل برفتند و تصوّر ایشان آنکه عزلِ مایه ایست، چون بدیوان رفتند و صورتِ حال بدیدند نومید شدند و دیگر مجال طعن نداشتند، روز دیگر چون بحضرتِ سلطان رسید سلطان او را پرسید و عذرها خواست که چنان استماع افتاد که شیخ را در دکان کفشگر خرجی هست آن محقّر را بجهتِ آن معیّن کردیم، باقی شیخ می داند، اگر خواهد آن پسر را بخانقاه برد، شیخ گفت: ما را منقادِ او می باید بودن، برو حکم نتوانیم کرد،

گویند که شیخ فخرالدین هر وقت خواستی که بحضرت سلطان رود او را راه بودی و سلطان با خادمان مقرر کرده بود که اگر در حرم باشد او را معلوم کنند تا بیرون آید و اگر در خواب باشد بیدارش کنند،

گویند شیخ فخرالدین مدتی آنجا بود پس قصدِ دمشق کرد برخاست و عزم کرد و سلطان را معلوم گردید، (۲۹ ا) شیخ را بخواند و منع کرد، شیخ در کلمات آمد و

---

۱ نفحات (ص ۴۷۴ سطر ۱۰) گوا این کار ۲ آنست: برخواست،

Marfat.com

رضای سلطان حاصل کرد سلطان را وداع کرد و روان شد، سلطان گفت: چندان توقف کن که ترتیبی معیّن کنم، شیخ درنگ نکرد، سلطان گفت: کبوتری روانه کنند تا منزل بمنزل از برای مقدم شیخ نزلی[1] ترتیب کنند، و بملک[2] الامرا نوشت که شیخ فخرالدین می رسد، می باید که جماعتِ علما و مشایخ و اکابرِ دمشق مقدم همایون او را تلقّی نمایند و او را شیخ الشیوخ آن بقعه دانند و محقّری که اینجا بخادمان او می رسید آنجا نیز بهمان قرار بدهند، چون شیخ بنزدیک دمشق رسید ملک الامرا را معلوم شد، منادی فرمود تا جمله امرا و اکابر مشایخ استقبال کنند، تمامتِ اهل شهر بارادتِ خود بیرون رفتند، چون بشیخ فخرالدین رسیدند ملک الامرا را پسری بود پس باجمال و درحسن بدرجهٔ کمال، شیخ را چون نظر بروی افتاد دل از دست بداد و برفت و پیش از همه سر در قدمِ آن پسر نهاد و پسر نیز سر در قدم شیخ نهاد و ملک الامرا نیز با پسر موافقت کرد، آنجا نیز اهل دمشق طعن کردند، امّا مجال نطق نداشتند،

چون شیخ در دمشق مقام کرد و شش ماه بگذشت فرزند او کبیرالدین بیامد، اگرچه او بجای شیخ بهاءالدین زکریا نشسته بود امّا هر روز احوال پدر می پرسید (۲۹ ب) و بارها قصد رفتن کرد، ملازمانش او را منع کردند، تا آن کسان که مانع بودند یک شب مجموع شیخ بهاءالدین را در واقعه دیدند که گفت: کبیرالدین را درین مقام رزق بسر آمد، او را روانه کنید و از رفتن منع مکنید، بامداد جمع شدند و آنچه دیده بودند با یکدیگر بگفتند، و کبیرالدین را اجازت دادند، کبیرالدین ایشان را وداع کرده روان شد، و منازل قطع کرد تا بخدمت پدر رسید و مدّتی با هم بسر بردند،

بعد از مدّتی شیخ فخرالدین را اندک عارضهٔ پیدا شد و بر روی او ماشرا ظاهر

---

[1] م آ: بزلی [2] نفحات ص۵۴۲ سطر۱۸ بملک الامرا، شام

Marfat.com

گشت، پنج روز نخفت، روز ششم بیماری که هشتم شهر ذی قعده بود و ششصد و هشتاد[1] و هشت سال از هجرت حضرت رسالت گذشته و سنّ شریف آن بزرگوار بهشتاد و هشت رسیده که پسر و اصحاب را بخواند و آب در دیده بگردانید و ایشان را وداع کرد و این آیت بخواند که یوم یفرّ المرء من اخیه و من صاحبته و بنیه لکلّ امرء منهم[2] یومئذٍ شانٌ یغنیه و این رُباعی بگفت رُباعی

درسابقه چون قرار عالم دادند — ماناکه نه برمراد آدم دادند
زان قاعده و قرار کانروز افتاد — نه بیش بکس وعده[3] و نه کم دادند

بعد از ادای این دو بیت کلمهٔ طیبهٔ شهادت بر زبان راند و از بقعهٔ فنا بعالم بقا خرامید، مدفن آن بزرگ دین در جبل صالحیهٔ دمشق است و فرزندش (۳۰ ا) کبیر الدین نیز در نزدیک او در جوار شیخ محی الدین عربی[4] آسوده است،

اشعار عاشقانه و ابیات عارفانه آن انگشت نمائی کوی ملامت از قصیده و غزل دو هزار و هفصد بیت است، و سوای این منظومات هزار بیت دیگر مثنوی بطرز حدیقه برشتهٔ نظم درآورده، و دران میان غزل گوئی فرموده، این ضعیف برسم تیمّن و تبرّک چند بیت ازان مثنوی و ترجیعی که آن مست می خانه الٰهی بروش ساقی نامه

---

[1] دولت شاه (ص۲۱۶ سطر ۱۰): و در شهور سنه تسع و سبعمائه در عهد دولت سلطان محمد خدابنده ..... بجوار رحمت حق پیوست، هشتاد و دو سال عمر یافت، اما رجوع کنید بحواشی [2] قرآن مجید ۸۰ (عبس): ۳۴ [3] تر: دادند، عم (ص۱۵۰) دهند بجای وعده، نفحات (ص۵۲۵ سطر ۲) قسمت (بجای وعده که نسخه حاشیه است)، و مرآة الخیال مصرع ثانی این طور است: نی بیش کمش زوعده نی کم دادند، [4] آ تر: اعرابی (بجای عربی)، نفحات (ص۵۴۵ سطر ۳): ... قبر وی در ظاهر دمشق بین جبل صالحیه است ..... و در صالحیهٔ دمشق و قبر فرزند وی کبیر الدین در پهلوی قبر وی رحمة الله، دولت شاه (ص۲۱۶ سطر ۲) و در قدم ..... شیخ محی الدین آسوده است ولیکن جامی می گوید که "قبر او پهلوی حضرت شیخ محی الدین بن عربی است چنانچه این درویش در صالحیهٔ دمشق که مدتها وطن او بود است بزیارت این بزرگان مشرف گشته ام ..... و قبر شیخ اوحدالدین کرمانی نیز همدران بقعه است،

Marfat.com

منظوم ساخته درین اوراق پریشان بریاض برد تا تالیف این کمترین ازمین باطن آن مطلع ارباب یقین منظور نظر اصحاب همّ گردد

من مثنوی کاشفِ اسرارِ سُبحانی عارف [و] عاشقِ ربّانی

فخرالدین ابراهیم همدانی

از عراقی سلام بر عشّاق — آن جگرخستگانِ تیرِ فراق
آن غریبانِ منزلِ دُنیا — آن عزیزانِ جنّتِ المأوی
محرمانِ سراچهٔ قدسی — لوح خوانانِ سرِّ نُه کرسی
ساکنانِ طریقهٔ علیا — راه دارانِ جادهٔ سفلی
زنده جانان مُرده در غمِ یار — مست حالانِ جان و دل هشیار
بادشاهانِ تخت رُوحانی — غوطه خوارانِ بحرِ نورانی
شاه بازانِ در قفس مانده — پیش بینان باز پس مانده
(۳۰ ب) از حدودِ وجود گم گشته — وز عقول و نفوس بگذشته
کسی شان ز دوست پروانه — سوخته چون ز شمع پروانه
همچو پروانه از اشتیاقِ رخش — خویشتن را فگنده در آتش
در رهِ دوست پا ز سر کرده — ابجدِ عشق را ز بر کرده
[چون ز کتّابِ هر حیفه شده] — بر سریرِ صفا خلیفه شده
یارِ خود دیده در پسِ پرده — تن بجان مانده جان فدا کرده

---

۱ غم (صـ۲۰۹) : درد، ۲ در آ و تر نیست، از عق و عم ایزاد کرده شده،
۳ در آ و تر حذف شده است، از عق و عم ایزاد کرده شده،

Marfat.com

مَی نخورده شده ببوئی مست | دوست نادیده دل بدلوه زدست
برهِ[1] یار منتظر مانده | نمکِ شوق بر دل افشانده
بار محنت کشیده چون ایوب | زهرِ فرقت چشیده چون یعقوب
نظرِ جان زجسم بگسسته | صدقِ میعاد باز دانسته
کرده از جان بسوی کویش روی | لَیْسَ فی جُبَّتی سوی اللّٰه گوی
جان انا الحق زنان وتن بردار | فارغ از جنّت وگذشته زنار
عَلَمِ[2] اتحاد برسته | لشکرِ آز وخشم بشکسته
بُنِ[3] وبیخِ خیال برکنده | گشته آزاد وهمچنان بنده

ترجیعِ[4] بندِ شیخ عراقی علیه الرحمة والمغفره

(۱)

در میکده با حریفِ قلّاش | بنشین وشرابِ نوش خوش باش
از خطِّ خوشِ نگار بر خوان | سرِّ دو جهان ولی مکن فاش
(۱۳۱) بر نقشِ نگارِ فتنه گشتم | زان روی نمی رسم بنقّاش
تا باخودم از خودم خبر نیست | با خود نفسی نبودمی کاش
محمور میم بیار ساقی | بُنقُل ومیِ ازان لبِ شکرپاش
در صومعها چو می نگنجد | دُردی کش ومی پرست وقلّاش

[1] عق وعم: بره [2] در عم حذف کرده [3] در عق بعدش ایزاد کرده: جنّت قلب جای ایشانست نور رضوان صفای ایشانست [4] در عق ازین بندها فقط نمره ۱۱ تا ۱۳ هست، نمره ۱۴ را حذف و یک بند دیگر را پیش از نمره ۱۱ افزوده، باقی بندها ازین نسخه ضایع شده، - در عم (ص ۵۷) نیز این بند را که عق افزوده است دارد، اما بند نمره ۱۱ را حذف کرده،

Marfat.com

من نیز بترکِ زهد گفتم | اینک شب و روز همچو او باش
در میکده می کشم سبوئی
باشد که بیابم از تو بوئی

(۲)

ای روی تو شمعِ مجلس افروز | سودای تو آتشِ جگر سوز
رخسارِ خوشِ تو عاشقان را | بهتر ز هزار عید و نوروز
بگشای لبت[۵۱] بخنده بنمای | از لعل تو گوهر شب افروز
زنهار ازان دو چشم مستت[۵۲] | فریاد ازان دو زلف کین توز[۵۳]
چون زلف تو کژ مباد[۵۴] با ما | از قد تو راستی بیاموز
شاقی بده آن می طرب را | بستان زمن این دلِ غم اندوز
آن رفت که رفتی بمسجد | اکنون چو قلندران شب و روز

(۳۱ب) در میکده می کشم سبوئی
باشد که بیابم از تو بوئی

(۳)

ای مطرب عشق ساز بنواز | کان یار نشد هنوز دمساز
دشنام دهد بجای بوسه | وآن نیز بصد کرشمه و ناز
پنهان چه زنم نوای عشقت | کز پرده برون فتاد این راز
در پاش کسی که سر نیفگند[۵۶] | چون طرهٔ او نشد[۵۶] سرافراز

۵۱ عم: لب و ۵۲ عم: خونخوار ایضاً ۵۳ آ: دوز ، ۵۴ عم: مباد، آ: مباز، تا: عیار ، ۵۵ در عم این بیت را حذف کرده ،
۵۶ در عم بیفگند و بشد،

Marfat.com

در بندِ خودم بیار ساقی
آن می که رهاندم زخود باز

عمریست کز آرزوی آن می
چون جام بمانده ام دهن باز

گفتی که بجوی تا بیابی
اینک طلبِ تو کردم آغاز

در میکده می کشم سبوئی
باشد که بیابم از تو بوئی

(۴)

ساقی بده آبِ زندگانی
اکسیرِ حیاتِ جاودانی

می ده که نمی شود میسّر
بی آبِ حیاتِ زندگانی

هم خضر خجل هم آبِ حیوان
چون از خط و لب شکرفشانی

گوشم چو صدف شود گهرچین
آنم که ز لعل دُرچکانی

(۱۳۲) شمشیر مکش بکشتنِ ما
کز ناز و کرشمه درنمانی

هر لحظه کرشمه دگرگن
بفریب مرا چنانکه دانی

در آرزوی لب تو بودم
چون دست نداد کامرانی

در میکده می کشم سبوئی
باشد که بیابم از تو بوئی

(۵)

وقت طرب است ساقیا خیز
ورده قدحی نشاط انگیز

از جورِ تو رستخیز برخاست
بنشان شر و شور فتنه انگیز

بستان دلِ عاشقانِ شیدا
وز طرّهٔ دلربا درآویز

خون دلِ ما بریز و آنگاه
با خاک درت بهم درآمیز

وآن خنجرِ غمزهٔ دل آویز
هر لحظه بخونِ ما کمن تیز

Marfat.com

کردم هوس لبت ندیدم | کامی چو از ان لب شکر ریز
نذری کردم که تا توانم | توبه کنم از صلاح و پرهیز
در میکده می کشم سبوئی
باشد که بیابم از تو بوئی

(۶)

ساقی چکنم بباغ و جام | مستم کن ازان می غم انجام
(۳۲ ب) با یاد لبِ تو عاشقان را | حاجت نبود بباغ و جام
گوشم سخن لب تو بشنید | خشنود شد از لبت بدشنام
دل زلف و رُخِ تو دید ناگاه | افتاد بهوی دانه در دام
سودای دو زلف بیقرارت | بُرد از دل من قرار و آرام
باشد که رسم بکام روزی | در راهِ امید می زنم گام
ور زانکه نشد لبِ تو روزی | دانی چکنم بکام و ناکام
در میکده می کشم سبوئی
باشد که بیابم از تو بوئی

(۷)

دست از دلِ بیقرار شستم | واندر سرِ زلف یار بستم
بیدل شدم و ز جان بیکبار | چون طرّهٔ یار بر شکستم
گویند چگونه؟ چه گویم؟ | هستم ز غمش چنانکه هستم
ساقی قدحی که از می عشق | چون چشم خوشِ تو نیم مستم
در دامِ بلا فتاده بودم، | هم طرّهٔ او گرفت دستم
شد نوبت خویشتن پرستی | آمد گهِ آنکه می پرستم

Marfat.com

فارغ شوم از غم عراقی | از زحمتِ او چو باز رستم
(۳۳ ا) درمیکده میکشم سبوئی
باشد که بیابم از تو بوئی

(۸)

ساقی میِ مهریزه در جام | بنما بشب آفتاب از بام
آن جامِ جهان نما بمن ده | تا بنگرم اندرو سرانجام
بینم مگر آفتابِ رویت | تابان سحری ز مشرقِ جام
جان پیشِ رخ تو برفشانم | گر بنگرم آن رخِ دلآرام
خود ذرّه چو آفتاب بیند | در سایه دلش نگیرد آرام
در بندِ خودم نمی توانم | کآزاد شوم ز بندِ ایام
کو دانه‌ئی؟ که مرغ جانم | یک بار خلاص یابد از دام
تا باز رهم ز بیم و امید | تا پاک شوم ز ننگ و از نام
کی خانهٔ من خراب گردد | تا نهر در آید از در و بام
در صومعه مدّتی نشستم | بر بوی تو چون نیافتم کام
درمیکده می کشم سبوئی
باشد که بیابم از تو بوئی

(۹)

ساقی بنمارخ نکویت | تا جام طرب کشم بروبت
(۳۳ ب) ناخورده شراب مست گردد | نظارگی رخ نکویت
گر صاف نمی دهی که جامم | یاد آر بدُردی سبویت

ا ۵ ترا آو غم: غم انجام، اما در آ در حاشیه تصحیح کرده ۱۲ جمع کنید به حواشی. ۱۳ غم، بیویت،

Marfat.com

گذار ز تشنگی بمیرم | نایافته قطرهٔ ز جویت
آیا بود آنکه جانِ تشنه[1] | سیراب شود ز آب رویت
یا هیچ بود که[2] نا توانی | یابد سحری نسیم کویت
دل جست ترا نیافت افسوس | وا ماند کنون ز جست و جویت
رای تو نکوست با همه کس | با من چه بد اوفتاد خویت
بر بوی تو روزگار بگذشت | از بخت نیافتم چو بویت

در میکده می کشم سبوئی
باشد که ببینم از تو بوئی

(۱۰)

ساقی بده آب زندگانی | پیش آر حیات جاودانی
می ده که کسی[3] نیافت هرگز | بی آبِ حیات زندگانی
در مجلس عشق مفلسی را | پر کن دو سه جام رایگانی
شاید که دمی[4] بدست آری | از ساغر مهر دوستگانی
برخیزم و ترک خویش گیرم | گر هیچ تو با خودم نشانی
(۳۴ ا) در از درِ من غمت درآید | جان پیش کشم ز شادمانی
جان را ز دو دیده دوست دارم | زان رُو که تو در میان جانی
از عاشق سرگران[5] چه گیری | چون با دل و جانش در میانی
از بهر رُخِ تو می کند چشم | از دیده همیشه دیده بانی

---

[1] عم : چشم [2] در عم بعدش افزوده : - از توبه و زهد توبه کردم تا بوکه رسم دمی بکویت
[3] عم : نمی شود میسر ، [4] عم : دمی بدوستداری ،
[5] عم : خودکران (بجای سرگران) ،

Marfat.com

ور آرزوی رُخِ[1] تو بودم | عمری[2] چو نیافتم امانی*
درمیکده می کشم سبوئی
باشد که بیابم از تو بوئی[3]

(۱۱)

ساقی بده آبِ آتش افروز | چون سوخته ام تمام ترسوند
این آتشِ من به آب بنشان | وز آبِ من آتشی بر افروز

۵

[1] عمّ: لب [2] عمّ: چون دست نداد کامرانی [3] در عمّ بعد این بندی را دارد که در آخر حذف کرده است، آن بند را از عمّ برسم الخطِ او و دو شعر اوّل که در دو نبود از عمّ اینجا ثبت می کنیم:-

[ساقی ز شرابخانه نوشش | یک جام بیاور و سبر هوشش
مستم بکن آنچنان که در حال | از هستی خود شوم فراموشش]
وز خود سوی من کنی نگاهی | بی باده شوم خراب و مدهوشش
سرمست شوم چو چشم مستت | گر هیچ بیابم از لبت نوشش
تا بوکی ز لطف دلنوازت | گیرم همه کام دل در آغوشش
دارد چو بلطف تو دلم چشم | می دار تو هم بحال او کوشش
گمکار برهنه ام ز لطفت | در من تو ز مهر خلعتی پوشش
چون نیست مرا کسی خریدار | مولای توام تو نیز مفروشش
دیگ دل من کے نیک خام است | بر آتش شوق نی نهد جوشش
در صومعه جستمت ندیدم | اکنون شب و روز بر سر دوشش

درمیکده می کشم سبوئی
باشد که بیابم از تو بوئی

Marfat.com

می دہ کہ ز بادۂ شبانہ | در سر دارم خمار امروز
در ساغر دل شراب[1] افگن | کز پرتو آن شود شبم روز
گفتی کہ بنال زار ہر شب | ماتم زدہ را تو نوحہ ما موز
چون با منِ خستہ می نسازی | چہ سود[2] ز نالۂ من و سوز
دل را ز تو تا شکست[3] افتاد | بر لشکرِ غم نگشت پیروز
بخشای برین دل جگرخوار | رحمے آر برین تنِ غم اندوز
(۳۴ ب) من می شکنم تو باز می بند | من می درم از کرم تو می دوز
از توبہ و زہد توبہ کردم | اینک چو قلندران شب و روز

در میکدہ می کشم سبوئی
باشد کہ بیابم از تو بوئی

(۱۲)

ساقی سرِ دردِ سر ندارم | بشکن بہ نسیم می خمارم
یک جرعہ ز جامِ می بمن دہ | تا در کشمش[4] کہ خاکسارم
از جامِ تو قانعم بدردی | خاکم کہ بجرعہ سر در آرم
یاد آر مرا بدردی خم | کز خاک درِ تو یادگارم
بگذار کہ بر درت نشینم | آخر نہ ز کوی تو غبارم
از دست مدہ کہ رفتم از دست | دستیم بدہ کہ دوست دارم
زندہ نفسی برای آنم | تا پیش رخ تو جان سپارم
این یک نفسم تو[5] نیز خوش دار | چون با نفسی فتاد کارم
نایافتہ بوئی گلشنِ وصل | در سینہ شکست ہجر خارم

[1] عق: شرابی [2] آ: سوز، عق سوز [3] آ: شکیب [4] عق: بازخورم [5] کذا در عم و آ عق: خوشم ہمی دار،

Marfat.com

درسر دارم که بعد ازین امروز دست ازهمه کارها بدارم
درمیکده می کشم سبوئی
باشد که بیابم از تو بوئی

(۱۳)

(۱۳۵ ا) باقی دوسه دم که هست ساقی در ده مدد حیات باقی
قد فاتنی الصبوح فادرک من قبل فوات الاغتباق
درکیسه ز نقد نیست جز جان بستان قدحی بیار ساقی
کم اصبر قد صبرت حتی روحی بلغت الی التراقی
دردا که بخیره عمر بگذشت نابوده میان ما تلاقی
ما استعذب متمنی حدیثا قد طاب بذکرکم مذاقی
من زان توام تو هم مرا باش خوش باشد عشق اتفاقی
اشتاق الی لقاک فانظر کی وجهک نظرة الاقی
بگذار که بر درت بساشد کمتر سگ درت عراقی
استوطن بابکم عسی ان یحظی نظرا بکم صداقی

درمیکده می کشم سبوئی
باشد که بیابم از تو بوئی

---

۱ درعم 'از' را حذف کرده ۲ ر آ: ساقی ۳ ده ر حذف کرده آ: قامتی عم: فاتنی - آ: قبل فوات الاغتباق
عم: قبل قوات الاعتاق - ۴ آ: بیاد، عق وعم: بیار ۵ ر آ: فاسعدت، عم: ما استندت، ۶ آ: ذ
عم: ما ۷ آ: بذاتی
ل وجهک قطرة الاقی ر: ل وجهک قطرة الاقی، تصحیح قیاسی است، ۹ عق وعم: زسگ (بجای سگ)
۱۰ عق: لحظی، عم: لحظی، در آ همه شعر را مسخ کرده این طور: استوطنی ما بکم عنی ان یحصی قطرا نکم خلاقی
نیز در ر: این طور: [ا]ستوطن ما بکم عنی آن یحفی قطرا نکم خلاقی

Marfat.com

(۱۴)

ساقی[1] قدحی که نیم مستیم
مخمورِ صبوحی الستیم

از صومعه پا برون نهادیم
در میکده معتکف نشستیم

از جورِ تو خرقها دریدیم
وز دستِ تو توبها شکستیم

(۳۵ب) جز جانِ گرو دگر نداریم
بپذیر که نیک تنگ دستیم

ما را برهان ز ما که تا ما
با خویشتنیم بت پرستیم

با هر چه که داشتیم پیوند
از بهرِ تو زان همه گسستیم

بر درگهِ لطفِ تو فتادیم
در رحمتِ تو امید بستیم

گر نیک و بدیم در بد و نیک
هم زانِ تو ئیم هر چه هستیم

در ده قدحی که از عراقی
الّا بشراب وا نرستیم

[در میکده می کشم سبوئی
باشد که بیابم از تو بوئی]

ذکرِ

سرغزل دیوان نکته پروری، و شاه بیت مجموعه سخن گستری، دُرِّ دریای معنوی یمین الدین خسرو دهلوی

عارفی صاحب رتبه و عاشقی بلند مرتبه است اشعار آبدار و ابیات غرّای آن خسروِ خورشید اشتهار مستغنی از تعریف و بی نیاز از توصیفِ ارباب امتیاز و

---

[1] در حق حذف این بند ما حذف کرده
[2] عم: باز رستیم،
[3] در آدم حذف کرده،
[4] آدابین

Marfat.com

اصحابِ اخبار است، منظوماتِ دلاویزِ آن دیباچهٔ فصاحت آتش شوق در جانِ عاشقان و عارفان می زند، و وارداتِ شورانگیزِ آن طوطی شکر مقالِ بوستانِ بلاغت نمک بر جراحت مجروحانِ تیغ عشق می پاشد،

مولوی نامی گرامی عبدالرحمٰن جامی در بهارستان آورده که "امیر خسرو در شعر متفنّن است (۳۶ ا) قصیده و غزل و مثنوی را ورزیده و همه را بکمال رسانیده تتبع خاقانی می کند هرچند در قصیده به وی نه رسیده اما غزل را ازوی گذرانیده و غزلهای امیر بواسطه معانی آشنا که اربابِ عشق و محبت بحسب ذوق و وجدان خود آنرا درمی یابند مقبولِ همه کس افتاده است، و خمسه حضرت شیخ را کسی به ازو تتبع نه کرده، ورای آن مثنویهای دیگر دارد همه مطبوع و مصنوع و زبدة المعانی است، و بدیهٔ سخنوری و کوکبهٔ نظم گستری او از فلک الافلاک گذشته، صرّافانِ کانی و ممیّزانِ معانی را برو دستی نیست و اشعارِ بسیاری ازان منبعِ فیضِ الهی و دُرِّ دریای معرفتِ نامتناهی بر بیاض رفته چنانچه در یکی از رسائل خود بیان فرموده که عدد ابیات من از چهار صد هزار زیاده و پانصد هزار کم است،

و به تحقیق پیوسته که آن خسروِ نکته سنجان و سرورِ خردمندان با وجود فضلِ صوری و معنوی در علم موسیقی مهارتِ تمامی داشته، تصنیفاتِ دلپذیر و نقشهای بی نظیر ترتیب داده، چنانچه در هند الحال نیز مصنّفات او در میان است و مردم را از استماع آن مصنّفات ذوقها دست میدهد، و گویند که روزی مطربی بآن بحرِ معرفت بحث می نماید

۱ه در نسخهٔ ظلی مال نواب عبدالسلام خان صاحب رامپوری و خسرو دهلوی رحمه الله بجای "امیر خسرو"
۲ه از بهارستان، تا "آ" تضمین بجای قصیده، ۳ه تصحیح از بهارستان، در آ و تا جایش افتاد: در قصیده
به وی رسیده و غزل را ازو گذرانیده ۴ه بهارستان: دی ۵ه بهارستان: نظامی ۶ه بهارستان: از وی
جواب ۷ه از بهارستان، محذوف در تا و آ ۸ه در بهارستان محذوف،

Marfat.com

و درعینِ بحث می گوید کہ کسبِ علم موسیقی بمراتب مشکل تر از فن شاعری است و این علم را ہیچ نسبتی بہ نظم گستری نیست (۳۶ ب) امیر خسرو سوال آن مطرب و جواب خود را درین غزل بیان نموده و حقیقتِ الزام دادن آن بی سرانجام را عیان فرموده است، **غزل**

مطربی میگفت با خسرو کہ ای گنجِ سخن
علمِ موسیقی زجنسِ نظم نیکو تر بود

زانکہ آن علمیست کز وقت نیاید در قلم
وین نہ دشوار است کاندر کاغذ و دفتر بود

پاسخش دادم کہ من در ہر دو معنی کاملم
ہر دو را سنجیده بر وزنی کہ آن در خور بود

فرق من گویم میان ہر دو معقول و درست
گر دہد انصاف آن کز ہر دو دانشور بود

نظم را علمی تصوّر کن بنفسِ خود تمام
کو نہ محتاجِ اصول و صوتِ خنیاگر بود

گر کسی بی زیر و بم نظمی فرو خواند رواست
نی بمعنی ہیچ نقصان نی بنظم اندر بود

ور کند مطرب بسی ہین و ہان اندر سرود
از برای نظم محتاجِ سخن گستر بود

نظم را حاصل عروسی دان و نغمہ زیورش
نیست عیبی گر عروس خوب بی زیور بود

ارباب اخبار آورده اند کہ تولّد پدر بزرگوار آن نادرهٔ جہان در شہر کش[1] واقع شده، از مردم ہزارهٔ لاچین است کہ در حدود قرشی می نشسته اند و برادران داشته کہ صاحب قبیله بوده اند فلک بواسطهٔ بعضی امور دنیوی میان برادران طرح جدائی انداخت و امیر محمود با جمعی از خویشان و دوستانِ خود از برادر جدا شد و بسآن چارک کہ در نواحی بلخ واقع است آمد و مدتی در آن زمین (۳۷ ا) مقام کرد و ازانجا نیز بحسب تقدیر دیگر شد با توابع خود کوچ نموده بہ غور بند کہ قصبه از اعمال کابل است آمد و درانجا توطن کرد،

مؤلّف مخزن اخبار در تالیف خود آورده کہ تولد خسرو دران موضع واقع شد،

[1] بہ بنید دولت شاہ صد ۲۲۵ سطر ۱۲،

Marfat.com

امیر محمود نامِ او ابوالحسن کرد و لقب او یمین الدین نهاد و دران سال که او متولّد شد سامانِ بسیاری بدست او آمد، چون پنج سال از عمر یمین الدین گذشت چنگیز خان عنانِ عزیمت بجانب کابل منعطف گردانید، امیر محمود از بهر محافظت جان و بیم تیغ چنگیز خان ننگِ فرار را بر فخرِ قرار ترجیح داده ازان مکان بجانب هند روان شد و باجمعی کثیر آمده بشرف خدمت سلطان محمد تغلق شاه مشرّف شد، آن بادشاهِ جهان پناه قدم او را بر خود مبارک گرفت و نوازش بسیار بدو نمود و او را یکی از امرای عظام ساخت و حکومت کالپی بآن مهتر زاده لاچین مفوض داشت و خطاب او سیف الدین فرمود، بعد از مدّتی سیف الدین در هشتاد و پنج سالگی در غزای کفّار شهید شد، قصیدهٔ که امیر خسرو در مرثیه پدر گفته مطلعش اینست ؎

سیف از سرم گذشت و دلِ من دو نیم ماند
دریای من روان شد و دُرِّ یتیم ماند

بتحقیق پیوسته که یمین الدین در اوّل جوانی به سلطانی تخلّص می کرده، بعد از فوتِ امیر محمود والی دهلی برادرانِ او را (۳۷ ب) و او را خطابها داد، برادر بزرگش علی شاه را باعزّ الدّین[1] ملقب ساخت و برادر دیگرش احمد را بامیر حسام الدین و خودش را بامر خسرو مخاطب گردانید و خسرو را بجد مادریِ او عماد الملک سپرد چنانچه صدقِ این قول از دیباجهٔ غرة الکمال یمین الدین ظاهر می شود و گویند که عماد الملک عالم و فاضل تمام عیاری بوده و هر شعری که امیر خسرو می گفت برو می گذرانده و باصلاح او میرسانده، بعد ازان داخلِ دواوین خود می گردانیده است امّا چون اعز الدین علیشاه عالم فانی را وداع کرد دران ایام سلطان غیاث الدین محمد بلبن والی دهلی بود جای او را بر یمین الدین داد و او را از امرای عظام فرزند ارجمند و خلف سعادتمند خود محمد[2] جون

[1] ت: باعزالدین [2] ت: چون،

Marfat.com

گردانید، خسرو قصائد غرّا در مدح ممدوح خود گفت و نسخهای مرغوب بنام او تمام نمود، این دو بیت از آن ابیاتست که در مدح او گفته است ؎

جهان ازین دو محمد گرفت زینت و جاه یکی محمّد مرسل یکی محمد شاه
نگشته لا بزبان مبارکش هرگز مگر باشهدان لا الٰه الا الله

بعضی گفته اند که این دو بیت در مدح سلطان محمد تغلق شاه گفته است، در مخزن اخبار مسطورست که امیر خسرو را اعتقاد تمامی بشیخ مصلح الدین سعدی بوده، همیشه آرزومندی صحبت ایشان می کرده، در وقتی که محمد بن سلطان غیاث الدین (۱۳۸ ا) محمد بن مولتان را مقرّ سلطنت خود ساخت امیر خسرو بدو عرض نمود که دو کلمه بحضرت شیخ سعدی بنویسید و او را از روی خواهش بطلبید شاید که بتوجه شما سعادت صحبت آن بزرگوار را دریابیم، سلطان از کثرت توجهی که با امیر خسرو داشت زر بسیاری با پارهٔ تحائف هند و دیوانی از امیر خسرو بشیراز فرستاد و از روی ادب طلب شیخ فرمود، آن نقد و جنس وقتی بشیخ سعدی رسید که منزوی شده بود، چون آن امانت بنظر آوردند تمام را بالفقرا و مساکین بخش فرمود و اشعار امیر خسرو را مطالعه فرموده تحسین بسیاری نموده و پارهٔ از اشعار خوب خود بر بیاضی نوشته با مکتوبی ارسال داشت و در انجا اظهار این معنی نمود که باقی عمر از زاویه برنمی آیم مرا معاف دارید؛ شیخ آذری علیه الرحمه در جواهر الاسرار آورده که شیخ مصلح الدین در نهایت پیری برای خاطر یمین الدین از شیراز بهند رفته و با او صحبتها داشته و خسرو را بحضرت شیخ اخلاص تمامیست، چنانچه درین دو بیت اعتقاد خود ظاهر گردانیده است ؎

خسرو سرمست اندر ساغر معنی بریخت
شیره از خمخانهٔ مستی که در شیراز بود

لہ ماخوذ از دولت شاه ص۲۳۹ سطر ۲۰،

Marfat.com

و در جای دیگر می گوید که

جلدِ سخنم وارد شیرازهٔ شیرازی

بر رای ضمیرِ منیرِ بیضا تاثیر اربابِ دانش (۳۸ ب) پوشیده نماند که آنچه مؤلف محزن اخبار بیان کرد در باب ملاقات و اقع نشدن این دو عزیز با قول اکثر ارباب تاریخ موافق است و در اکثر کتب معتبر بنظر این محقر[1] رسیده که شیخ سعدی سی سال پیش از آنکه عالم فانی را وداع کند گوشه نشین شد، اما چون توان گفت که شیخ آذری غلط کرده است زیرا که او یکی از اکابر است و این قسم بزرگان سهو نمی فرمایند، ولیکن آنچه بخاطر مؤلف کتاب میخانه عبدالنبی خان فخرالزمانی می رسد اینست که حضرت مصلح الدین در اوّل جوانی در ایّام سیاحت وقتی که خسرو در صغرسن بود خود را بدو رسانده و با او صحبت داشته[2] ارباب تاریخ رحمهم الله آورده اند که چون بعد از فوت مبارک شاه خلجی نسیم عالم تحقیق بمشامِ جان آن صاحب توفیق و زید دستِ ارادت از آستین جامهٔ ارباب دولت برآورده لباس فخر فقر در بر کرد و خود را بخدمت قطب المحققین قدوة الواصلین نظام الملة والدین شیخ نظام الدین اولیا رسانید[3] و آنچه از مال و منالِ دنیوی که در مدتِ حیات بهم رسانده بود در قدم شیخ بزرگوار نثار کرد و این دو بیت در صفتِ خانقاه او گفت ؎

جدارِ خانقاهِ او بتقدیم — حطیم کعبه را ماند ز تعظیم
ملک گرده بسقفش آشیانه — چو اندر سقفها گنجشک خانه

(۳۹ ا) گویند که آنچه بمبین الدین آنروز در قدمِ شیخ ریخت همه را بمستحقان رسانید و امیر خسرو از روی اخلاص و اعتقادِ تمام آن قدر خدمت پیر روشن ضمیر خود نمود که آن بزرگ دین همیشه زبان به تحسین او می گشود و مکرّر این معنی ادا می نمود که در روز

[1] آن محقر [2] راجع به نفحات ص۵۴۸ [3] نفحات ص۵۴۸

Marfat.com

حشر ہر کس از خلق اللہ بچیزی فخر نمایند و من بسوزِ سینۂ این تُرک فخر کنم و امیدوارم
که ایزد تعالیٰ مرا بدو بخشد، و این رُباعی ازان سلطان المشایخ است که در نوازش
مرید رشید خود امیر خسرو فرموده است

خسرو که بنظم و نثر مثلش کم خاست ملکیت ملکِ سخن آن خسرو راست
این خسرو ماست ناصرِ خسرو نیست زیرا که خدای ناصرِ خسرو ماست

اصحابِ تاریخ ہند آورده اند که حضرت شیخ از کثرت توجہی که بدو داشت مدام او
را تُرک اللہ خواندی و مکرّر فرمودی که "تُرک اللہ منی! از وجودِ خود برنجم از تو
نرنجم" و این دو بیت امیر خسرو در باب نوازش پیر بیان کرده ؎

بر زبانت چونکه نام بنده تُرک اللہ رفت دست ترک اللہ بگیرد هم باللہش سپار
چون منِ مسکین ترا دارم همینم بس بود نیست حاجت خواهش آمرزش آمرزگار

آنحضرت شیخ نظام الدین از اکملِ اولیاست و کشف و کرامات ان بزرگِ دین
و سرِ دفترِ ارباب یقین زیاده ازانست که درین مختصر شمه ازان بگنجد و آن بزرگوار
مرید شیخ فرید شکر گنج است و او بچند واسطه دست انابت بحضرت خواجه معین الدین
چشتی می رساند،

افضل الفضلا حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی در نفحات[۵۲] آورده که امیر خسرو
بامرِ پیرِ خود بسعادت خدمت (۱۲۹) حضرت خضر علی نبینا و علیه السلام مستسعد
گردید و از وی استدعا نمود که آب دهن مبارک خود در دهن من بیندازد تا از برکت
آن در سخنوری صاحب رتبه شوم، خضر علیه السلام فرمود که این دولت را سعدی برد،
خسرو از استماع این کلام شکسته خاطر گردید و بخدمت پیر آمد و حقیقتِ حال باز نمود
آن بزرگوار آب دهن مبارک خود بعوض آب دهن خضر علیه السلام در دهان

[۵۱] مستفاد از دولت شاه صـ۲۲۹ سطر ۱۷ [۵۲] نفحات صـ۵۴۳،

Marfat.com

یمین الدین انداخت تا برکات آن ظاهر شد چنانچه از سخنان او چاشنی آن حلاوت ظاهر است،

و آن بلبل هزار داستانِ فصاحت مصنفات تمام عمر خود را منقسم بچهار قسم نموده هر قسمی را نامی کرده است، اشعار اول جوانی و بهار زندگانی را تحفة الصغر نام نموده، و ابیات هنگام شباب و میانه عمر را بواسطة الحیات موسوم فرموده ومنظومات ابتدائی سلوک را غرة الکمال لقب نهاده، و ارادت زمان کهولت وتکمیل را بقیة النقیه خطاب داده است،

در کتاب مذکور مسطور است که خسرو را روزی در خاطر رسید که چه بودی اگر نام من خسرو نبودی و بدین اسم اشتهار نیافتی که ازین نام بوی سلطنت آید، مرا نامی خوش می آید که ازان درویشی و فقیری ظاهر شود تا در روز حشر بدان نام فخر کنم و این معنی را بعرض (۴۰ ا) پیر خود رسانید، آن روشن ضمیر جواب فرمود که در وقت صالحی برای تو نامی از درگاه آلهی خواسته شود، بعد از چند روز به یمین الدین گفت که ترا در روز قیامت محمد کاسه لیس خوانند و بدین اسمت مسمی گردانند،

بصحت رسیده که امیر خسرو هفتاد و چهار سال عمر کرده و در شب جمعه وفات حیات بموکلان قضا و قدر سپرده است، مدفن آن نادرهٔ جهان در حضرت دهلی است مؤلف این تالیف بسعادت زیارت آن صاحب سعادت مستسعد گردید، تحت اقدام پیر خود آسوده است و بر لوح مزارش تاریخ فوت او طوطی هند وعدیم المثل نوشته اند، الحق که هر دو تاریخ را خوب یافته اند،

بر رای عقده کشای ارباب دانش پوشیده نماند که امیر خسرو دهلوی بسا اوقات منظوم نساخته مگر بر وشی که حضرت شیخ نامی گرامی شیخ نظامی (؟)، این ضعیف سبب بر

لہ یعنی نفحات، بہ جلد صفحہ ۵۲۰ سہ نفحات صفحہ ۵۲۱

Marfat.com

میمنت از سکندر[1] نامهٔ آن بزرگوار پارهٔ اشعار بدر نوشته و ساقی نامهٔ ترتیب
داده امید که آن انتخاب منظور نظر دشوارپسندان این ایّام گردد، بحق الحق،

بیا تا بشادی و فرخندگی
بهم صحبتان دوستگانی[2] دهیم
(۴۰ ب) اگر بازکاویم بنیاد را
چو غم را کرانه پدیدار نیست
کسانی که رخت از جهان برده اند
همه کس طلبگار عمر ند و بس
بقا را چو تنگ است جای درنگ
یک امروز در خوشدلی رونهیم
دل امروز در بند فردا مان
بعمری که نقدست و از غم تهی ست
چو خواهی غم و شادمانی گذاشت
بمی تازه گردان دل ریش را
بیا ساقی[3] آن جام شادی فزای
بمن ده که راحت بجانم دهد
بیا مطرب آن بربط خوش نوا
بزن تا چو بر باید از مغز هوش
بیا ساقی آن چشمهٔ زندگی

بر آریم با هم دمی زندگی
نشینیم و دادِ جوانی دهیم
بنا بر غم است آدمی زاد را
به از شاد بودن دگر کار نیست
همه در غم زیستن مرده اند
کسی را بمردن نباید هوس
چه داریم بیهوده دل نیز تنگ
غم دی و فردا بیک سو نهیم،
نگر تا بفردا نیابی امان
غم عمر نسیه خوری ابلهیست
جهان خوش گذار ار توانی گذاشت
رها کن حساب کم و بیش را
که بنیادِ غم را درآرد ز پای
ز خونابهٔ دهر امانم دهد
که بی مغز یش مغز را شد دوا
بدل جانِ نو ریزد از راه گوش
که یابد از و عمر پایندگی

---

[1] یعنی آئینهٔ سکندری [2] آئینهٔ سکندری طبع علیگڑھ سنہ ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۷ء (که در مابعد بعلامت آس مذکور است): صفحہ ۱۲۵،
[3] آس: دوستگانی [4] آس صفحہ ۲۶

Marfat.com

مرا ده که من خضرِ پنهانیم
شناگوی اسکندرِ ثانیم

بیا مطرب آن[1] نغمه زن در سرود
که از وی آبِ جیحون در آید برود

برآور بدانگونه بانگِ رباب
که اسکندرِ خفته خیزد زخواب

بیا ساقی[2] اندر قدح پی به پی
بعاشق نوازی فرو ریز می

می کو بعشق آشنائی دهد
ز تشویش خویشم رهائی دهد

بیا مطرب آن پرده های کلیم
که گوگشت پوشیده عقلِ سلیم

نوازش چنان کن که جانِ نژند
شود رسته زین عقلِ ناسودمند

بیا ساقیا درده آن خوب[3] جام
که شد قرة العین مستانش نام

چنان گوش من پرکن از بانگ نوش
که بیرون رود پندِ دانا ز گوش

بیا مطرب آن جرّهٔ طفل وش
چو طفلان بپر گیر و بنواز خوش

نوای که تعلیم کرد از نخست
بزن چوب تا باز گوید درست

بیا ساقی[4] آن بادهٔ تلخ فام
که شیرینیِ عیش ریزد بکام

بده تا به شیرینی آرم بکار
که تلخی بسی دیدم از روزگار

بیا مطربا برکش آوازِ تر[5]
دماغِ مرا تر کن از سازِ تر[6]

روان کن که خشکست رودِ رباب
ازان دست چون ابر بارانش آب[7]

(۱۴ب) بیا ساقیِ آن شربتِ خوشگوار
که گلزردِ من زو شود ارغوان

بده تا چو در تن درآرد توان
بدین ارغنون ساز طنبور نام

بیا مطرب اسباب می کن تمام

---

۱ آس (ص۲۰)، آ: این ۲ آس ص۲۱، ۳ آس (ص۴۰) خونِ خام،
۴ تا: جهو ۵ آس ص۵۶ ۶ تا: تیز ۷ آس (ص۸۵) بارانِ آب،
۸ آس ص۱۰۳، ۹ ... حرم،

Marfat.com

که گر چون عروسانش در برنهی
بیاساقی آن گنجدان نشاط
بده[۴] تا بساطِ سخن نو کنم
بیامطربا ساز کن چنگ را
رهی گیر کز ذوق[۳] آوازِ* وی
بیاساقی[۴] آن بادهٔ* دلنواز
می صاف کاید چو ما را بتن
بیامطربا نغمهٔ خوش برآر
بزن زان زمان[۵] راهِ بامی[۶]* در نگ
خوشا خرکهٔ گرم در ماه دی
می روشن و ساقی چون شکر
کبابی و نقلی و همخوابهٔ*
(۱۴۲) کسی کین تماشا همه بود
مشو ابله ای مرد عشرت پسند
بکف گیر جام درفشنده[۸] را
بیاساقی[۹] آن ارمغانی* شراب

می نوش[۱] و هم از کدوی تهی،
که اندیشه را در نوردد بساط
وزد مجلس آرای خسرو کنم
بنالش درآر آن ترانهٔ را
حریفان نگردند محتاج می
دل آهنین من آئینه ساز
توان دید جان آشکارا بتن
بزاری یکی قول دلکش برآر
که شد راه زن همچو تیغ فرنگ
هم از تاب آتش هم از آب[۷] می
بریشم زنی ساده زان خوبتر
که جانی ستاند بهر لابهٔ
اگر بیش ازین جوید ابله بود
ز عشرت دمی چند شو بهره مند
در و ریز یاقوت رخشنده را
که محراب زردشتیان شد خراب[۱۰]

---

۱ آ: بده ... ۲ در آ این بیت را حذف کرده و در آ مسوخ آورده این طور ه
بده با بساط سخن نو کنم وزد مجلس آرای خوشبو کنم، تصحیح از ردی آس، ص ۱۴۰، ۳ آ: ذوق و آواز ۴ آس:
(ص ۱۵۸): ساقیا ان می ۵ آس: زبان ۶ آ: دانی، تصحیح از آس ۷ آس: تاب،
۸ آ: درخشنده، تصحیح از روی آس، ۹ آس (ص ۱۶۸): ساقیا،
۱۰ آس: زباب،

Marfat.com

بده تا بستی کنم خوابِ خوش
گشایم آتشِ غم بدان آب خوش

بیا مطرب آن زخمه[1] کز یک فغان
کشد زاهدان را بکوی مغان

چنان زن که آتش زند سینه را
ز سر نو کند داغِ دیرینه را

بیا[2] ساقی آن ساغرِ دلکشای
که صورت نمایست و معنی فزای

بده تا دل از وی مصفّا کنیم
دو دریاء معنی بیک جا کنیم

بیا[3] مطرب آن نای را کن بدست
کز و ارغنونهای یونان شکست

چنان لیلیش کن که عشقای روم
ازان زاغ[4] گوید بهر مرز و بوم

بیا ساقی آن سلسبیل حیات
که شوید همه تیرگیها ز ذات

بده تا چو منزل بخاکم کنند[5]
ز آلایشِ خاک پاکم کنند[6]

بیا مطرب آن علمِ باریک را
که روشن کند جانِ تاریک را

فرو گوی ازان گونه سوزان وتر
که دستار عالم رُبائی ز سر[7]

(۴۲ ب) بیا ساقی آن کیمیای وجود
که نی همتان را در آرد بجود

بمن ده که تا شادمانی کنم
ز گنجِ سخن دُرفشانی کنم

بیا مُطربا مو بمو باز جوی
زموی کمانچه نوائی چو موی

که تا چون بمستان رسد[8] سازِ او
گوارا شود می بر آواز او

گر آسائشی دارمی[9] از روزگار
جمال عزیزان غنیمت شمار

دل از روی هم صحبتان شاد کن
بنُقل و بمی مجلس آباد کن

بجمعیتِ دوستان روی نه
پراگندگی را بهم سوی نه

ز بادِ بهاری هوا مشکبوست[10]
عروسِ چمن از آب گل شسته روست

---

[1] آس: چنته [2] آس: کند [3] آس: ندارد [4] آس: بلبل [5] آس: رسد [6] آس: خواهی [7] آس: مشکبوی [8] آس: روی

Marfat.com

شده جلوه‌گر نازنینانِ باغ
رخ آراسته هرکی چون چراغ

بساطِ گل از سبزه گلشن شده
چراغِ گل از باد روشن شده

شده مشکبو غنچه در زیرِ پوست
چو تعویذِ مشکین بیازوی دوست

بنفشه سرِ زلف را خم زده
گره در دلِ غنچه غم زده

کشاده[۲] گلِ لعل جلبابِ نور
نظاره کنان چشمِ نرگس ز دور

زبس تریِ اندامِ زیبای گل
شده لرز[۳] لرزان سراپای گل

شده سرخ گل مفرشِ بوستان
بصحرا برون آمده دوستان

(۴۳ ر) برون کرده سوسن زبانِ خموش
همی کرد هر دم تقاضای نوش،

هوا بر سرِ سبزه می‌ریخت سیم
مراغه همی کرد بر گل نسیم

بهر چشمه منقارِ بط آب گیر
چو مقراضِ زرین بقطعِ حریر

بهر شاخ مرغ ارغنون ساخته
بهر نغمه گلبن سر انداخته

ازان نغمه کو غارتِ هوش کرد
مغنّیِ ترنّم فراموش کرد

غزل خوانیِ بلبلِ صبح خیز
ترنّایِ میخوارگان کرده تیز

ز آوازِ دُرّاج و رقصِ تذرو
سبک گشته درخاستن پایِ سرو

ز نالیدنِ قمریِ خوش نوا
کبوترِ معلّق زنان در هوا

بیا ساقیِ آن جامِ دریا درون
کز و گوهرِ مردم آید برون

بده تا نشاط[۴] درون آردم
برد سنگ و گوهر برون آردم

بیا مطربِ آن مایهٔ دلخوشی
که صوفی کند زو ملامت کشی

بده تا دمی خرقه بازی کنیم
بیِ دلقِ خود را نمازی کنیم

---

۱ آس: محکم ۲ در تا محذوف ۳ تا: لرزه لرزان، آس: پاره پاره،
۴ آس (ص۲۶۶) نشاطی برون،

Marfat.com

بیا ساقی آن بادهٔ بی‌خما
فروشوی ازین جان خاکی غبا

که چون گم شود جانِ غمناکِ ما
نریزد کسی جرعه بر خاکِ ما

بیا مطرب آواز برکش بلند
برون کن غم از سینهای نژند

(۴۳ ب) زمرنو کن آئین عشاق را
بقلقل[1] درآر این کهن طاق را

بیا[2] ساقی آن می که کام منست
بمن ده که درخوردِ جام منست

مرا با حریفانِ من نوش باد
حریفانِ بد را فراموش باد

بیا مطربا ساز کن پرده را
بسوزاین دلِ عشق پرورده را

رسید از بتان جان خسرو بکام
بیک زخم کن کارِ او را تمام

ذکر

نخلبندِ بستانِ نکته دانی افضل الدین خواجوی کرمانی

سخنوری بینظیر و نکته پروری دلپذیر است، منظوماتِ آن سپهر سریر نکته دانی و واردات آن مسند نشینِ محفلِ سخندانی اکثر رنگین و متین واقع شده، معاصران سرآمدِ آن یگانهٔ زمان او را نخلبند شعرا گفته اند و بعد ازو نیز ارباب امتیاز هر زمانی این خطاب بر و مسلم داشته اند،

از اکثر کتب معتبر چنان بنظر این محقر[3] رسیده که پدرِ او یکی از اکابر کرمان بوده و نام فرزند خود افضل الدین نموده ولیکن بر سبیل اشفاق و مهربانی او را خواجو می خوانده چنانچه رسم پدر و مادر است که اطفال را نوازشی می نمایند و نام نازی بر ایشان می

[1] آس (ص۲۶۹)، ببلغل [2] آس: (ص۲۱۲) [3] آ: مختصر،

Marfat.com

گذارند و انجماعه را بدین اسم می نوازند و مهربانی می فرمایند، اما چون افضل الدین بن رشد و تمیز رسید پدرش داعی حق را لبیک اجابت گفت خواجو (۴۴۱) در اوّل جوانی و آغاز نوبهار زندگانی در مقام انتظام نظم شده و بنابر لقب والدین تخلص خود خواجه قرار داد و دران فن جدّ و جهدی تمام نمود تا در اندک زمانی در سخنوری صاحب رتبه شد، بعد از شناختِ مرتبهٔ خود هوای سیر و سفر در سر او جلوه گر شد به سیاحت مشغول گردید و در عین مسافرت به بغداد رسید و کتاب همای و همایون را در آنجا منظوم ساخت عدد ابیات آن نظم هفت هزار بیت است، و این ضعیف ساقی نامهٔ او را از ان کتاب برآورده درین اوراق پریشان بربیاض برد، تکلف برطرف که دران مثنوی داد سخنوری داده و کمال شاعری بجا آورده، و می گویند که خمسه حضرت نامی گرامی شیخ نظامی را تتبع کرده[1] ولی آن اشتهار نیافته و بر روی کار نیامده مگر روضة الانوار که در برابر مخزن اسرار منظوم ساخته، این چند بیت ازان کتاب است[2]

عقل درین ره همه دانی ندید[3] | آن همه دانست که عقل آفرید
هر شجری را ثمری داده اند | هر صدفی را گهری داده اند
اهل معانی که سخن پرورند | هر یک ازین گنج نصیبی برند
آنکه درِ گلشن معنی گشاد | برگِ گلی بیش به خواجو نداد
صبح ازل تا بابد یک دم است[4] | فیض بقا تا بفنا یک نم است[5]
ساحل دریای الهی که دید؟ | ماهی این چشمه کماهی که دید؟
عقل مفسّر بود از درکِ خویش | بر عقلا فرض بود ترکِ خویش
غرّه بدانش مشو ار عاقلی | دانشِ مغرور بود جاهلی

[1] رجوع کنید به حواشی
[2] تر بعدش اینها دارد: من روضة الانوار [3] تر بپید [4] از تر، در آ اینجا بیاض است ۰
[5] تر: فنا تا به بقا ۰ [6] از تر، در آ اینجا بیاض است ۰

Marfat.com

شرحِ فصاحت زخموشان شنو　　مدحِ خموشان زمهروشان شنو
هرکس ازین خوان قدری یافتند　　در رهِ دانش خبری یافتند

دیوانش مشتمل بر قصاید غرّا و ابیات مصنوع و غزلیات خوب و مقطّعات مرغوب است و آن همگی بمیت هزار بیت باشد،

به تحقیق پیوسته که آن نادرهٔ عصر خود در هنگام سیّاری بسعادت خدمت مقرّب بارگاه صمدانی شیخ علاء الدوله سمنانی مستعد گردیده و دست انابت بآن بزرگ دین وسر دفتر ارباب یقین داده و کمر خدمتش از دل برمیان جان بسته و مدّتی در بندگی (۴۴ ب) اوگذرانیده و وارداتِ شیخ خود را جمع کرده، و این رباعی از خواجوست که در مدحِ پیرِ خود گفته است رُباعی

هرکو به رهِ عمل عمرانی شد　　چون خضر به[1] مترِ چشمهٔ حیوانی شد
از وسوسه و غارتِ شیطان[2] ارست　　مانند علاء الدوله[3] سمنانی شد

بعد از مدّتی مدید و عهدی بعید مقرّب بارگاهِ صمدانی شیخ علاء الدوله سمنانی خواجوی کرمانی را بوطن مرخّص فرمود، افضل الدین از ملازمت پیر مفارقت نموده به کرمان آمد و در آنجا خانقاهی ساخت، بقیهٔ عمر دران خانقاه با درویشان دیگر بخدای پرستی مشغول گردید،

مؤلّفِ خزن الاخبار در تالیف خود آورده که افضل الدین قصاید غرّا در منقبت امیر مومنان شاه مردان دارد و دو نوبت از حضرت امیر المؤمنین و امام المتّقین مظهر عجایب و غرایب علی بن ابی طالب صله یافته، یک مرتبه در بیداری و یک بار در خواب،

و بصحت رسیده که خواجو شصت و دو سال عمر گذرانده و در کرمان در سنهٔ[4] اثنی و

---

[1] تا: سر　[2] در تا محذوف　[3] آ: الدوله، ترا: الدین　[4] این تاریخ غالباً از دولت شاه ماخوذ

Marfat.com

اربعین وسبعمائہ شش سال بعد ازان کہ پیر روشن ضمیرش از عالم فانی بعالم باقی خرامد بناچار سفر آخرت اختیار کردہ است بیت

اگر صد سال مانی در یکی روز بباید رفت ازین کاخ دل افروز

ساقی نامۂ خواجو کرمانی

۱ بیا تا خرد را قلم در کشیم ازمستی بعالم علم در کشیم
(۴۵ ا) زجام ومادم دمی دم زنیم بمی آب بر آتش غم زنیم
دمی خوش برآریم با همدمی غمی باز گوئیم با محرمی
یک امروز با همدمی می خوریم چو فرصت نباشد دگر کی خوریم
که آنها که بزم طرب ساختند بسیزم طرب هم نپرداختند
ازین دامگه دیر تا رخت می برفتند و بروند حسرت بخاک
برین تخت پیروزه پیروزبخت درین طاق شش روزه بهروز بخت
سبک باش ورطل گرانم بده شب تیره رخشنده جانم بده

(بقیہ حاشیہ صد ۷۳) است و ظاہرا قابل قبول نیست، بہ بینید فہرست کتابخانہ باکی پور (شعرای ایران ج اول ص ۲۱۴)،

۱ در ہمای وہمایون طبع لوہارو ۱۸۵۱ء (ص ۱۹ تا ص ۲۵) این ساقی نامہ در ده بند و ہر بند مشتمل بر نہ بیت است و فی الجملہ نو بیت دارد یعنی در میخانہ سہ بیت را حذف کردہ، اولش این بیت است :-

بدہ ساقی آن بین آب حیات کہ دوران گیتی ندارد ثبات، ہمین ساقی نامہ با بعض تغییرات در دیوان حافظ (طبع لکھنؤ ۱۸۹۳ء ص ۳۲۹ ببعد) موجود است، ۲ ہما: بر ۳ تا و ہما: یکدگر،

۴ ہما: خاکی ۵ در تا محذوف ۶ از ہما، تا آ: فیروز — در ہما بعدش افزودہ:

دریغا جوانی کہ برباد شد۔ خنک آنکہ از عالم آزاد شد ؛ بدہ ساقی آن جام جمشید را۔ شب تیرہ رخشندہ خورشید را

۷ ہما: سبک باش ورطل گرانم بدہ اگر فاش نتوان نہانم بدہ ؛

Marfat.com

که این چرخ زن چرخهٔ آبنوس[1]
بسی یاد دارد چو رستم و طوس*

کسی کو زدی کوس بر پشتِ پیل
زوندش بناگاه[2] کوسِ رحیل

نباشیرِ صبح از تتقهای[3] نور
بگوش آیدم هر دم از لفظِ حور

که ای خوش نوا مرغ شیرین نفس
بجنبان[4] پر و بال و بشکن قفس

بر ایوان آن سبز منظر نشین
بمنزلگهِ جان نشین گزین

تو در ششدر خانه شش دری
از و نگذری[5] تا از و نگذری

برو طی کن آن هفت طومار را
قلم درکش آن هفت پرکار را

۲ بده ساقی آن آب آتش فشان
ازان پیش کز ما نیابی نشان

(۴۵ ب) که در آتش است این دلِ درد و شتم
همانا که آبی بر آتش زنم

شنیدم که در عهدِ بوذرجمهر
زفیروز[6] روزی منوچهر چهر

نوشتند بر جام نوشیروان
که بفزاید از جام نوشین روان

زمن بشنو این پند آموزگار
مکن تکیه بر گردشِ روزگار

اگر پور زالی ازین[7] پیر زال
بدستان بمانی شوی پایمال،

چو این منزل درد و جای غمست
درین دا که شادمانی کمست

بدین شادمانیم کز درد و غم
ندارم غم گر ندارم کم،

جز او مرکز هفت پرکار نیست
کزین هفت پرکار پرکار کیست

روان[8] در دهٔ آن عین آب روان
نه آب روان کآفتابِ روان

۳ بده ساقی آن لعلِ یاقوت رنگ
که بُرداز رُخِ لعل و یاقوت رنگ

---

[1] تصحیح از روی ها، آ: خرقهٔ [2] ها: بناکام [3] ها: طبقهای، آ: از روی ها، تا: نخجیان
[4] تا: بگذری [5] ها: به ـــ حاشیه های: مهراد و فیروز منوچهر نمای نوشیروان،
[6] ها: دگر ـــ نمانی، [7] در ها این بیت ما بعد بیت لاحق آمده است

که آنها که بنیاد نانشستند شاد
برفتند و از ما نکردند یاد

کدامست جام جم و جم کجاست
سلیمان کجا رفت و خاتم کجاست

که میداند از فیلسوفانِ حی
که جمشید کی بود و کاوس و کی

چو سوی عدم گام برداشتند
درین بقعه جز نام نگذاشتند

چه بندی دل اندر سپنجی سرای
که چون بگذری باز مانی بجای

(۴۶ا) دربستنِ دل زدیوانگی است
بدو آشنائی ز بیگانگی است

درین دار ششدر نیابی بکام
مجالِ مجال و مقامِ مقام

۴ بده ساقی آن آب آتش خواص
کزان آب یابم ز آتش خلاص

درین سقف نُه پایهٔ شش رواق
توان زد بیک جام می چار طاق

بده پیرِ ده[1] امی به پیرانِ ده
بمیرا ز جهان همچو میرانِ ده

قدح در ده اکنون که دُر در دهیم
سرت گی دهیم ار چه ما سر دهیم

درین ده گروهِ[2] سیاوش و شند
که پیرانِ ده را در آتش کشند

تو گر عاقلی خیز و دیوانه شو
سرِ خود خاکِ میخانه شو

دم از دل زنی[3] دُردی دَردکش*
دلِ گرم داری دمِ سردکش

پی کاروانان[4] بی کار* زن
درِ دُرد نوشانِ خمّار زن

مشو خاکِ این دیر خاکی نهاد
که ناگه دهد همچو خاکت بباد

مرا از قدح بادهٔ سرمدیست
وزان باده مقصودِ ما بیخودیست

۵ بده ساقی آن خسروانی قدح
که دل را بیفزاید از وی فرح

---

۱ همآ: باهم ۲ همآ: پدیده
۳ همآ: تا ۴ هما: گروهی ٭
۵ هما: ز بی دردی دردکش ٭
۶ هما: کاروانان پی کار ٭

Marfat.com

که بر بام نُه قبهٔ بی ستون
تو[1] خود درگذر تا رسی در خدا

(۴۶ ب) چو[2] بُردی ازین تنگ بیغوله رخت
جوانی چو برقِ یمانی گذشت

برو ترک این دار شش در بگوی
سرِ و زر درین ره روان برفشان

چو[3] عیسی درین کهنه دیر جهان
برآی از روان تا بیابی روان*

[4] بده ساقی آن جوهرِ روح را
که دوران چو جام از کفِ جم ربود

چو بنیاد عمرست نا استوار
چو[5] بر بیژن اینست بیژن کجاست

که[6] فیروز بر تخت پیروز شد
که مانند فیروز فیروزه بخت

کسی را که دستت دهد دستگیر
شه[7] دادگستر سیامک بمرد

تو نیز آنچه کاری همان بدروی
[8] بده ساقی آن آب افشرده[9] را

توان شد گر از خود توان شد برون
که گر در فنائی شوی در بقا

چه بر پشت خاک و چه بر روی تخت
چو بادِ صبا زندگانی گذشت

بیا دست ازین مار نُه سر بشوی
ور از ره روانی روان برفشان

برآی از روان تا بیابی روان*
دوای دلِ ریش مجروح را

که داند که جمشید[10] بُد یا* نه بُود
بنقد این نفس را غنیمت شمار

چو بر بهمن اینست بهمن کجاست
و یا خرّم از بخت فیروز شد*

نیفگند[11] چرخش ز پیروز تخت[12]
که فردا همان با شدت دستگیر

به بین ای برادر که با خود چه بُرد
چنان کامدی باز بیرون شوی

بمی زنده گردان دلِ مرده را

---

[1] ہا: ز [2] آ: جو بر و ندازان بغلول رخت، چه در تخت خاک الخ، تصحیح از روی ہما، و تا این بیت با حذف کرده، [3] در تر محذوف، ہما: آسمان آشیان بجای کهنه دیر جهان، برآئی بجای بیابی [4] ہما: بودا، تا بودا
[5] ہا بجای چو بر چو در مصرعهٔ اول و تر او در مصرعهٔ ثانی [6] در تر محذوف،
[7] ہا: فیروز [8] ہا: بیفگند [9] تر: بخت [10] ہما: فریدون ؛
[11] آ تر: افسرده ؛

Marfat.com

(۴۷ ا) که دارا که دارای آفاق بود
بدارندگی در جهان طاق بود

چو زین دار[۱] شد بر برون برد رخت
ندارد بجز دار تابوت تخت

بدین حقهٔ سبز چندین مناز
که هم مُهره و زدست و هم مُهره باز

رهائی نیابد کس از شستِ[۲] خاک
که بر خاک پستند[۳] از دستِ خاک

هر آن پاره خشتی که بر منظر است
سر کیقبادی و اسکندر است

هر آن شاخ عرعر که در گلشنی است
نمودار[۴] از قد سیمین تنی است

بهر[۵] گل که در گلستانی بود
سمن عارضِ دلستانی بود

بده[۶] ساقی آن تلخ شیرین گوار
که شیرین بود خاصه[۷] از دست یار

بجز خون شاهان درین دشت نیست
بجز خاک خوبان درین دشت نیست

بیا تا نشینیم و ساغر کشیم
دم از دل برآریم و دم در کشیم

بده باده تا خون دل کم خوریم
که خاکیم و از خاک ره کمتریم

نشنیدم ز شوریدهٔ می پرست
بخمخانهٔ کوزهٔ می بدست

که هر کس که در دورِ گردون بود
زند بر فلک خیمه گردون بود

که دونست گردون و دون پرورست
ازو شادتر هر که نادان ترست

که یابد ازین قرص زرّین سه نان
برین سفره بیرون زدونان دونان

(۴۷ ب) بشو چون خضر دست ز آبِ حیات
چو عیسی تبرا کن از کاینات

کسی در خور تخت فیروز[۸] گشت
که مستغنی از بختِ پیروز[۹] گشت

که چون بگذرد عمر و[۱۰] چون بگذری
ازین باز مانی و حسرت خوری

---

۱ هما: نبودش ۲ هما: دست ۳ هما: نشیند ۴ آ: نمودار ۵
۵ هما: هران ـ در هما بعد این بیت ۹ را آورده است ـ
۶ هما: باد ۷ ترا: فیروزه ۸ ترا: پیروزه ـ در هما بعد این بیت بند ۹ را آورده است ۱۰ هما: خود

Marfat.com

۹ بده ساقی آن کانِ جانِ روان
می آتشین، آب حیوانِ جان

اگر هوشمندی برومست شو
قدح گیر و در نیستی هست شو

که هر دم که مطرب برآرد خروش
ندا در دهد سوی جانم سروش

که این طغرل آبنوسی قفس
نیفتد بدین دانه در دام کس

رهِ خاک روبان میخانه روب
درِ می[1] فروشانِ فرزانه کوب

مگر آبِ آتش خواصت دهند
بمستی ز هستی خلاصت دهند

بجامی برون آورندت ز خویش
بنوشی رهائی دهندت ز نیش

که خواجوک در عالم جان رسید
چو از خود برون شد بجانان رسید

ذکر

عندلیب دلفریب انجمن سخنوری، و بلبل دستان سرای چمن نکته پروری، قطب مرکز فصاحت و بلاغت، مقبول طبع اصحاب ارادت، طوطی بوستان سخن پردازی خواجه حافظ شیرازی

قلم مشکین رقم را چه جرأت آنکه صفری از اوصافش رقم کند (۴۸ ا) و زبان معجزبیان را چه یارای این که شمهٔ از وصفش بیان نماید خسرو اندیشه با آن همه دانش بیتی از دیوانِ کمال او تضمین نمی تواند نمود و خرد خورده دان با آن نور بینش گر هی از تعریف رشتهٔ جواهر نظمش نمی تواند کشود، واردات او همیشه ورد زبان ارباب طریقت هر عصری شده و اصحاب حقیقت هر آیامی معتقد کلام آن سخن آفرین بوده

[1] ہما: دُرد نوشان ؛

Marfat.com

و اورا لسان الغیب خوانده اند،

آورده اند که جدّ عالی تبار ایشان از کوهپای[۱ه] اصفهانست بجهت بعضی از موانع در ایام سلطنت آنا بکیه از انجا بشیراز آمده توطن نموده اند، اسم والد امجد حافظ خواجه بهاء الدین است، مدار معیشت او به تجارت میگذشته و همیشه سلسلهٔ ایشان صاحب[۲ه] مکنت بوده اند، نام اصل آن شاه بیت مجموعه و سخن گستری شمس الدین محمد است و والده اش گازرونیست و خانهٔ ایشان در دروازهٔ گازرون بوده،

در کتب معتبر چنان بنظر رسیده که بعد از فوت پدرش بهاء الدین سه پسر از و مانده و کوچک همه شمس الدین محمد بوده است چندانی که اموال و اسباب ایشان* باقی بود همگی چون پروین جمع بودند، وقتی که پراگندگی در سامان ایشان بهم رسید همچو بنات النعش پراگنده شدند و برادران هر یک (۴۸ ب) بطرفی رفتند حافظ مع والده در وطن ماند گویند که آن صالحه از کثرت پریشانی پسر خود را در صغر سن بیکی از اهل محله سپرد تا هر آن حال او شود و فکری در بارهٔ او کند، خواجه چون خود را شناخت اوضاع آن مردش خوش نیامد بکسب خمیرگری مشغول گشت و اکثر شب ها از نیم شب تا سفیدهٔ صبح بآن امر مامور می بود و همیشه در سحرخیزی بر صبح صادق سبقت می گرفت، آورده اند که حوالی دکّان ایشان مکتب خانهٔ بود و اکثر اطفال ارباب حال دران مسجد بدرس خواندن اشتغالی داشتند و عبور خواجه حافظ هر روز بران سمت واقع می شد، روزی بخاطرش رسید که درس خواندن و سواد بهم رسانیدن موجب خداشناسی می شود مرا باید که باین کار رجوعی کنم شاید که از عنایت بی نهایت الهی ازین فیض بهره بردارم، فی الحال در آن کار خیر بی استخاره شروع نمود و آنچه از کسب او بهم می رسید بچهار بخش می کرد یک بخش بوالده و یک حصه بمعلم می داد و یک قسمت بفقرا

[۱ه] تا: کوپای [۲ه] در تا حذف کرده است (از 'صاحب' تا 'ایشان')

Marfat.com

و یک رُبع صرفِ خود می کرد تا در اندک زمانی به توفیق ایزد بیچون و عنایت گونا گونِ خالق کُن فیکون حافظِ قرآن و سواد خوان شد،

در اخبار آمده که در جوارِ دکّانِ استاد ایشان دکّان بزّازی بوده و جوان فصیحی و بلیغی صاحبِ (۴۹ ا) آن دکّان بوده و اکثر مردمِ اهل بدیدن او می آمده و با او صحبت می داشته اند، حافظ را اطوار آن مردم خوش آمده با خود می گفته که بهترین طوایف این طائفه اند و همیشه آرزومند آن بوده که از زمرهٔ سخنوران باشد و گاه گاه در مقامِ انتظام سخن می شده، چون در ان فن مهارتی نداشته اند اکثر ناموزون می گفته و بر یاران خود می خوانده اند مصاحبانش با او از روی ضحک و تمسخر پیش می آمده اند تا آنکه در شهر بناموزونی اشتهار می یابند و سال علی الاتّصال خلق او را پیش داشته مضحکه می نموده اند و ایشان اصلا از شعر گفتن ناموزون خود و آزارِ مردم دلگیر نمی شده اند تا آنکه روزی از روزهای رمضان المبارک آزار بسیاری از ظرفای شهر می یابند بمرتبهٔ که از اوضاع خود و مشعر گفتنهای ناموزون بغایت دلگیر و مایوس می گردند و در عالم یاس روی بآستانهٔ متبرکه بابا کوهی می گذارند، چون بمطلب می رسند سه شب در انجا افطار نمی کنند و هر روز و هر شب زبان بتضرّع و زاری می کشایند و از حضرت عزت باری نشاة[1] فیض مسئلت می نمایند در شب بیست و سیوم در عین تضرّع و ابتهال خوابش می برد و در نوم بوی خوشی بمشام جان آن نیک سرانجام می رسد و شاهسواری بنظرش در می آید (۴۹ ب) که از نعلِ مرکبِ او تا ساقِ عرش نور بلند می شده روی مبارک بایشان می نماید و می گوید که ای حافظ! برخیز که مراد تو بر آوردیم، و لقمهٔ در کمال سفیدی از دهن مبارک خود برآورده بدهن حافظ می دهد و می فرماید: فرو بر این لقمه را که ابواب

[1] آ: نثار.

Marfat.com

علوم بر تو کشاده گشت، در فصاحت و بلاغت نادرهٔ زمانه شوی انشاء الله تعالی، اشعار
ترا دست بدست تحفه خواهند برد و تا انقراض عالم در هر ملکی بر صفحهٔ روزگار یادگار خواهد
ماند، آورده اند که خواجه می فرموده که هرگز بآن لذت لقمه نخورده و از هیچ لذتی آن قسم
ذوقی نیافته بودم که ازان لقمه دران وقت، آن خورشید تابان خواست که غایب شود
من پیش دویدم تا احوال از و معلوم کنم، پیر روشن ضمیر می بنظرم در آمد ازو استفسار
نمودم که این نیر اعظم از کدام طرف طالع شد و اسم مبارکش چیست؛ فرمود: ویحک
نمی شناسی؛ این محرم سرّ اسرار سرور و ساقی شراب طهور است، این آنکسی که حضرت
رسالت در شان او فرموده که انا مدینة العلم و علیٌّ بابُها من ازشوق برخاستم که خود را
بقدوم آن سرور رسانم و سر و جان نثار قدم امیر مردان گردانم، آواز بانگ مؤذن
بگوشم رسید از خواب بیدار شدم دل خود را از دیدار فایض الانوار آن بزرگوار
منجلی یافتم، دران سفیدهٔ صبح بحر (۱۵۰) دلم بموج در آمد و این غزل که هر
مصراعش رشته جواهر قیمتی است بر کنار افتاد ؎

دوشم وقتِ سحر از غصّه نجاتم دادند وندران ظلمت شب آبحیاتم دادند
الغصّه چون روز شد بشهر آمدم و نزد یاران خود رفتم ایشان ازمن از روی ضحک
و استهزا شعر طلبیدند، من این غزل خواندن گرفتم، چون تمام شد همگی گفتند این شعر
تو نیست باعتقادِ ما معلوم نیست که درین جزو زمان کسی باین خوبی شعر بگوید چون از
تو قبول کنیم، گفتم غزل طرح کنید، غزلی طرح کردند بتوفیق فیّاض علی الاطلاق خوب
گفتم و هرچه در میان می آوردند همچو می گفتم که به ازان نتوان گفت، همیشه بر گرد
خاطرم این می گشت که ان الله علی کل شیئ قدیر، ملخّص سخن آن که در اندک زمانی
از برکت توجّه امیر المومنین و قاتل الکفرة و المشرکین نادرهٔ جهان و یگانهٔ زمان گشت

---

۱ بروک ہوس نمبر ۲۱۸ ۔

Marfat.com

و برتبهٔ مطلوب خاص و عام شد که از نزدیک و دور در سنین و شهور مردم می آمدند و اشعار او را تحفه می بردند چنانچه الحال صدق این مقال اظهر من الشمس است،

ارباب خبر آورده اند که یکی از اکابر بخواجه فرموده که چون از سعادت قرآن دانی و فرقان خوانی مستفید و بهره ور شده اید باید که تخلص خود حافظ نمائید شمس الدین بنابر گفتار آن بزرگوار تخلص خود حافظ نمود، دیوان ایشان (۵۰ ب) در عرض دو سال بر بیاض رفته است،

و خدمت سه بادشاه کرده اند اول شاه ابوالحق انجو، بعد ازان شاه شجاع مظفری و شاه منصور برادر زادهٔ او، دیگر بتحقیق پیوسته که بخدمت امیر کبیر امیر تیمور رسیده اند و امیر را با ایشان التفات بی نهایت بوده، اکثر بادشاهان ذی شان تحف از اطراف و اکناف بجهت خواجه می فرستاده اند و آرزوی صحبت ایشان داشته اند انواع ظرافت و مطایبه از ایشان سر می زده، یکی ازان جمله بسبیل تحفه درین مختصر درج نمود، گویند که زن شاه شجاع شعر را بغایت خوب می گفته و همیشه شاه را به تنگ می آورده که میل دارم که با خواجه شعر بگویم هر چند شاه امتناع زن خود درین معنی می نموده بجای نمی رسیده، از کثرت محبتی که شاه را بزوجهٔ خود بود ردّ سخن مطلوب ننمود، حافظ را بعقب پرده طلبید، یک جانب پرده شاه با زن خود نشست، یک طرف دیگر خواجه قرار گرفت، بعد از مکالمهٔ طرفین زن فرمود مصراع

حافظا مطلعی بفرمائید

خواجه می فرمایند که ..... شمس الدین بعد از مبالغه این مطلع می خواند مطلع

دوش[1] دیدم که ملایک درِ میخانه زدند گِل آدم بسرشتند و به پیمانه زدند

زن شاه بعد از استماع این بیت باخواجه از روی ضحک و تمسخر پیش آمد و گفت

[1] بروک هاوس نمره ۲۲۲ ۰

Marfat.com

(۱۵۱) حافظا شما آنجا تشریف داشتید که آدم را از گل ساختند؟ گفت: بلی با نو، گفت که آن گل کاه داشت یا نه؟ شمس الدین فرمود که نداشت، گفت: بچه نشان؟ خواجه فرمود دلیل اینکه اگر کاه می داشت رخنه . . . . . بهم نمی رسید، شاه شجاع بغایت آزرده شد و زن کمال شرمندگی در پیش شوهر کشید، چون حافظ را صاحب نشان می دانستند هیچ نگفتند و بر ایشان ظاهر شد که با اکابر بی ادبانه پیش نباید آمد،

آورده اند که آن سرغزل دیوان ارباب یقین از شیراز کم بر آمده اند مگر این که یک نوبت از انجا به یزد رفته و از یزد باز بشهر مذکور آمده آرام گرفته اند، در شصت و پنج سالگی رخت بر بسته و دل از جهان برداشته سفر آخرت اختیار نموده اند،

خاک مصلی تاریخ فوت ایشانست،

791

بر رای معنی آرای بلبلان گلستان فصاحت و عندلیبان بوستان بلاغت پوشیده نماند که این لب تشنهٔ وادی مطالعه اکثر دواوین قدما از ابتدا تا انتها گشت از هیچ دیوانی ساقی نامهٔ بسامانی بنظر در نیاورد مگر از خواجه حافظ، غالباً در آن ایام ساقی نامه گفتن متعارف نبوده مگر بدستوری که شیخ نامی گرامی شیخ نظامی و دُرّ دریای معنوی امیر خسرو دهلوی فرموده اند و درین جزو زمان خود شایع شده چنانچه همه کس می گویند، امید از باطن (۱۵۱ ب) انبیا و اولیا آنکه این تحفهٔ حقیر منظور نظر صغیر و کبیر گردد انشاء الله تعالیٰ

لہ در بروک هاؤس نمره ۶۸۶ و دیوان حافظ طبع لکهنو بعضی از ابیات ساقی نامه خواجو هم شامل ساقی نامه حافظ کرده اند، در نسخه عتیقه دیوان حافظ تحریر ۸۵۵ھ که من دارم ساقی نامه فقط ۱۷ بیت را دارد و شش تا از ابیاتش در میخانه نیست، در ما بعد این نسخه را بعلامت حَ یاد کرده ام، و ابیات را که درین نسخه و میخانه مشترک است به علامت (ر) نشان داده مگر ترتیب ابیات حَ از میخانه مختلف است، یک نسخه خطی تحریر سلطان علی مشهدی در کتاب خانه نواب محمد عبدالسلام خان رامپوری محفوظ است، با آن نسخه هم مقابله کرده شد، ابیات ساقی نامه دران نسخه مختصر به ۵۵ است فی الجمله متفق

Marfat.com

سرِ فتنه دارد دگر روزگار — من و مستی و فتنهٔ چشم یار
فریبِ جهان قصهٔ روشن است — بهین تا چه زاید شبِ آبستن است
دگر همچو زند آتشی می زند، — ندانم چراغ که بر می کند
همی بینم از دور گردون شگفت — ولی نیست بر وی مجال گرفت
درین خونفشان عرصهٔ رستخیز — تو خون صراحی بساغر بریز
بمستی گذر زین میان بگذریم — وگرنه کجا جان ازین غم بریم
باقبال دارای دیهیم و تخت — بهین میوهٔ خسروانی درخت
پناهِ زمین پادشاه زمان — مه برج دولت شه کامران
که تمکین او رنگ شاهی ازوست — تن آسانی مرغ و ماهی ازوست
فروغِ دل و دیدهٔ مقبلان، — ولی نعمتِ جملهٔ صاحبدلان
جهاندار دین پرور و تاجور — که گردبخت گشتست بازیب و فر
الا ای همای همایون اثر — فرخنده سروش مبارک خبر
چگونه دهم شرحِ آثارِ تو — که عقلست حیران در اطوارِ تو
چو قدرِ تو از حدّ وصفست بیش — سراندازم از عجز و تشویر پیش
(۱۵۲) برآرم باخلاص دستِ دعا — کنم روی در حضرتِ کبریا
که یارب بالای و نعمای تو — باسرار اسمای حسنای تو

(بقیه حاشیه صـ۸۴) مطابقتی به نسخهٔ من دارد، امّا بعض ابیات را حذف کرده، رجوع کنید به حواشی
۵۱ بروک هاؤس نمره ۶۸۷ شعر ۲۵ ۵۲ در آ برحاشیه افزوده بزرگی را قلم زن کند کردگار یکی را دهد تیغ در کارزار،
۵۳ ح و بروک هاؤس شعر ۳۶: ندانم کرا خاک خواهد گرفت ۵۴ ایضاً: و ساغر؛
۵۵ ح: باقبال دیهیم و امداد بخت ۵۶ ح: خدیو ۵۷ ح: الا ای ؛ ۵۸ ح: جان
۵۹ بروک هاؤس (نمره ۶۸۷ شعر ۱۱۴): دادگر، ۶۰ ایضاً: تخت کی گشت،
۶۱ ح: نتر ۶۲ آ: چه ؛

Marfat.com

بحقِّ کلامت که آمد قدیم
که شاهِ جهان باد فیروز بخت
زمین تا بود مظهرِ عدل و جور
خدیوِ جهان شاه منصور باد
بحمدالله ای خسرو جم نگین
بمنصوریت شد در آفاق نام
فریدون شکوهی در ایوانِ بزم
فلک را گهر[۵۱] در صدف چون تو نیست
نه تنها خراجت دهند از فرنگ
اگر ترک هندست اگر روم چین
زحل کمترین بنده[۵۴] است در ریتاق*
همائیست چترِ[۵۵] همایون اثر
سکندر صفت روم و ماچین تراست
(۵۲ب) بجای سکندر بمان سالها
چو دریای مدحت[۵۶] ندارد کنار
ز[۵۸] نظم نظامی که چرخ بلند
بیارم بتضمین سه بیتِ متین
ازان پیشتر کاوری در ضمیر

بحقِّ رسول و بحقِّ[۵۱] کریم،
باقبالش آراسته تاج و تخت
فلک تا بود مرجع[۵۲] جدی و ثور
غبارِ غم از خاطرش دور باد
شجاعی بمیدانِ دنیا و دین
که منصور باشی باعدا مدام
تهمتن نبردی بمیدانِ رزم
منوچهر و جم را خلف چون تو نیست
که مهراج باجت فرستد ز زنگ
چو جم جمله داری بزیرِ نگین
سپهرت غلامِ مرصّع نطاق
که دارد بسیط زمین زیرِ پر
گر او داشت آئینه، آئین تراست
بدانا دلی کشف کن حالها
ثنا را[۵۳] کنم بر دعا اختصار
ندید آنچنان گوهر سودمند
که نزد خرد به ز دُرِّ ثمین
ولایت ستان باش و آفاق گیر

۵۱ بروک هاؤس: بخلق عظیم، ۵۲ بروک هاؤس: مرتع، ۵۳ ح: پسر ذی شرف ح و بروک هاؤس: فریدون بجای منوچهر ۵۴ ایضاً: هندویت در رواق ۵۵ ایضاً: چترت ۵۶ ایضاً: وصفت ۵۸ ایضاً: مدحیت ۵۳ آ: نه ٭

Marfat.com

زمان تا زمان از سپهرِ بلند
[از آن می که جان داروی هوش باد
بیا ساقی از من برو پیش شاه
دلِ بی نوایان مسکین بجوی
بیا ساقی آن جامِ گیتی‌نمای
غم این جهان کاندران نیست نفع
بیا ساقی اکنون که شد چون بهشت
خذ الجام لا تخش فیه الجُناح
بیا ساقی از می ندارم گریز
که از دور گردون بجان آمدم
(۵۳ ا) بیا ساقی آن می کزان جامِ جم
بمن ده که گردم بستائید جام
بیا ساقی آن بادهٔ ذوق بخش
بده وین نصیحت ز من گوش کن
بیا ساقی از بیوفائی عمر
که می عمر باقی بیفزایدت
بیا ساقی از می بنه مجلسی
حباب میت آرد این نکته یاد
بیا ساقی از می طلب کامِ دل

بفتحی دگر باش فیروزمند
مرا شربتِ وشاه را نوش باد]
بگو این سخن کای شه جم پناه
پس آنگاه جام جهان بین بجوی
بمن ده که از غم ضعیفم قوی
بمی می توان کردن از خویش دفع
ز روی تو این بزم عنبر سرشت
که در باغ جنت بود می مباح
بیک جام باقی مرا دست گیر
روان سوی دیر مغان آمدم
ز دلاف بینائی اندر عدم
چو جم آگه از سرِّ عالم مدام
که بر دل کشاید درِ وقتِ خوش
جهان جمله نیش است می نوش کن
بترس و زمی کن گدائی عمر
دری هر دم از غیب بگشایدت
که دنیا ندارد وفا با کسی
که چون باد بُرد افسرِ کیقباد
که بی می ندیدم من آرامِ دل

---

۱ از بروک هاؤس نمره ۶۸۰ شعر ۳۸؛ محذوف مدت و آ، ۲ ایضاً نمره ۶۹۶ شعر ۱۰۷،
۳ ایضاً شعر ۵۲ ۴ ایضاً شعر ۳۰ ۵ ایضاً شعر ۳۲ ٭

Marfat.com

گر از وصلِ تن جان صبوری کند
دل از مَی تواند که دوری کند

بیا ساقی آن جام پرکن زمَی
که گویم ترا حال کسری و کَی

✓ بمستی توان دُرِ اسرار سُفت
که در بیخودی راز نتوان نهفت

بیا ساقی ایمن چه باشی که دهر
برانگیزد از تو رستخیز

چو ناکام خیزد ز تو رستخیز
تو در کامِ جان خون ساغر بریز

بیا ساقی از ما مکن سرکشی
که از خاکی آخر نه از آتشی

(۵۳ ب) قدح پُرکن از مَی که مَی خوشبو بود
خصوصاً که صافی و بیغش بود

بیا ساقی آن جامِ ریحان نسیم
بمن ده که نه زر بماند نه سیم

زری را که بیشک تلف در پی است
بمی ده که درمان دلهاوی است

بیا ساقی آن بادهٔ لعل صاف
بده تا کی از زهد و تزویر لاف

ز تزویر خرقه ملولم تمام
بمی رهنِ کن هر دو را والسّلام

بیا ساقی از گنجِ دیرِ مغان
مشو دور کانجاست گنجِ روان

ورت شیخ گوید مرو سوی دیر
جوابش چنین گوی شامت بخیر

بیا ساقی آن جامِ صافی صفت
که بر جان کشاید درِ معرفت

بده تا صفا در درون آردم
دمی از کدورت برون آردم

بیا ساقی از بادهای کهن
بجامی بپیمای مرا مست کن

چو مستم کنی از مَی بیخشت
بمستی بگویم سرودِ خوشت

بیا ساقی آن مَی که حال آورد
کرامت فزاید کمال آورد

بمن ده که بس بیدل افتاده ام
وزین هر دو بیحاصل افتاده ام

---

۱ ایضاً شعر ۲۸ ۲ ایضاً شعر ۴۱: بشید ۳ ایضاً شعر ۴۲: زتسبیح ۴ ایضاً (۴۴) کس ۵ ایضاً: چه
۶ ایضاً: بگوشب، ۷ ایضاً شعر ۵۰ ۸ بروک هاؤس نمره ۶۸۶ شعرا

Marfat.com

بیا ساقی آن آب آتش خواص — بمن ده مگر یابم از غم خلاص
فریدون صفت کاویانی علم — برافرازم از پشتی جام جم
(۵۴ و) بیا ساقی آن ارغوانی قدح — که دل زو فرح یابد و جان فرح
بمن ده که از غم خلاصم دهد — نشان ره بزم خاصم دهد
بیا ساقی آن کیمیای فتوح — که با گنج قارون دهد عمر نوح
بده تا برویت گشایند باز — در کامرانی و عمر دراز
بیا ساقی آن جام چون سلسبیل — که دل را بفردوس باشد دلیل
بمن ده که طنبور خوش گفت و نی — که یک جرعه می به ز دیهیم کی
بیا ساقی آن آب اندیشه سوز — که گر شیر نوشد شود بیشه سوز
بده تا روم بر فلک شیر گیر — بهم برزنم دام این گرگ پیر
بیا ساقی آن می که حور بهشت — عبیر ملائک دران می سرشت
بده تا نجوری بر آتش کنم — مشام خرد تا ابد خوش کنم
بیا ساقی آن می که شاهی دهد — به پاکی او دل گواهی دهد
بمن ده که سلطان دل بوده ام — کنون دودم از دی که آلوده ام
بیا ساقی آن جام یاقوت رنگ — کز آئینه دل برد نقش زنگ
بمن ده که تا گردم از عیب پاک — برآرم بعشرت سر از این مغاک
بیا ساقی آن آب آتش نهاد — که خاک خرد زو بر آید بباد
(۵۴ ب) بمن ده که تا چهره صافی کنم — زمان گذشته تلافی کنم

[1] ایضاً شعر ۲۳ کز ان آب یابم ز آتش — [2] ایضاً شعر ۱۱ : خسروانی ارغوانی — [3] ایضاً شعر ۳ تا بجای با
[4] ایضاً شعر ۱۱ ' در ' بعد این شعر دیگر ' بیا ساقی این نکته جستو زنی که یک جرعه بهتر از لو — [5] ایضاً شعر ۱۵ "
[6] ایضاً شعر ۲۲ — [7] ایضاً شعر ۸ ' آب — که بوده از سرخ لعل و یاقوت رنگ — [8] ایضاً شعر ۲۴ اگر ستم این

زمان

Marfat.com

بیا[1] ساقی آن بکرِ مستور مست — که اندر خرابات دارد نشست
بمن ده که بدنام خواهم شدن — مریدِ[2] می و جام خواهم شدن
بیا ساقی آن می که تیزی کند — بباغِ دلم مشکبیزی کند
بده تا بنوشم بیادِ کسی — که از وی بود در دلم خون بسی
بیا[3] ساقی آن می که جان پرورست — دلِ خسته را همچو جان درخورست
بده کز جهان خیمه بیرون زنم — سرا پرده بالای گردون زنم
بیا[4] ساقی آن آتشِ آبناک — که زردشت می جویدش زیر خاک
بمن ده که در کیشِ رندان مست — چه آتش پرست و چه دنیا پرست
بیا[5] ساقی آن مَی که عکسش زجام — به کیخسرو و جم فرستد پیام
بده تا بگویم بآوازِ نی — که جمشید کی بود کاوس کی
بیا[6] ساقی آن جامِ جم ده مرا — تعلّل مکن دم بدم ده مرا
که خوش گفت جمشید با تاج و گنج — که یک جو نیرزند سرای سپنج
بیا[7] ساقی آن جام چون مهر و ماه — بده تا زنم بر فلک بارگاه
چو شد باغ روحانیان مسکنم — در اینجا چرا تخته بندِ تنم
(۵۵ل) من آنم که چون جام گیرم بدست — به بینم در آن آینه هرچه هست
بمستی درِ پارسائی زنم — دمِ خسروی در گدائی زنم
شرابم ده و روی دولت به بین — خرابم کن و گنج حکمت به بین
دم از سرِّ[8] این دیر دیرینه زن — صلای بشاهانِ پیشینه زن

(بقیه حاشیه صد ۸۹) از فکرتِ هولناک ح: ازان می مگر الخ — خرامم بعشرت سرازین مغاک

[1] ایضاً شعر ۱۳ [3] ایضاً شعر ۴۷ [4] ایضاً شعره [5] ایضاً شعر ۱۹ :
[6] ایضاً شعره [7] ایضاً شعر ۴۹ [8] ح: سیر- بیاران بجای بشاهان [8] ایضاً غزه ۶۸، شعر ۲۷

[2] ایضاً خراب ندآ: مریدی،

Marfat.com

همان مرحلست این بیابان دور — که گم شد در و لشکر رستم و تور
همان منزلست این جهان خراب — که دیدست ایوان افراسیاب
کجا رای پیران لشکر کش — کجا شیدهٔ ترک خنجر کش
ولا ول منه بر جهان زینهار — که کس بر سر پل نگیرد قرار
بیا ساقی از باده پر کن بطی — مغنی کجائی بزن بربطی
بستان نوید سرودی فرست — بیاران رفته درودی فرست
مغنی نوائی بگلبانگ رود — بیاد آور آن خسروانی سرود
روان بزرگان خود شاد کن — ز پرویز و از بارهد یاد کن
مغنی کجائی نوائی بزن — بینائی او دو تائی بزن
چنان برکش آهنگ خنیاگری — که ناهید چنگی برقص آوری
مغنی بیار آن نوآئین سرود — بگو با حریفان به آواز رود
(ادب) کزان آسمان مژدهٔ نصرت است — مرا بر عدو غالبت نصرت است
مغنی نوائی طرب ساز کن — بقول غزل نغمه آغاز کن
که بار غم بر زمین دوخت پای — بغرب شوم بر آورد نابای
مغنی از این پرده نقشی بیار — بدین تا چه گفت از حریم پرده دار
درین پرده چون عقل را بازیست — بجز مستی و بیخودی کار نیست
مغنی دف و چنگ را ساز ده — بیاران خوش نغمه آواز ده

---

۱ ایضاً نزهة ۲ ایضاً شعر ۳ ۴ آن دیبای ۵ ایضاً شعر ۶ ۷ بروک باوس نزهة ۸ شعر ۹ ۱۰ ایضاً شعر

۱۱ ایضاً شعر ۱۲ مغنی کجائی نوائی بزن ۱۳ ایضاً شعر ۱۴ ایضاً شعر ۱۵ ایضاً شعر
و مصرع اول رقعات بجای نوائی و درشانی کجائی بجای رقعات ۱۶ ایضاً شعر
بجای خنیاگری ۱۷ بیت شعر ۱۸ بیاز بجای بیار ۱۹ ۲۰ بیت شعر ۲۱ بیت شعر
غزل تحفه ۲۲ بروک باوس و تحفه ازان ۲۳ بروک باوس شعر ۲۴

Marfat.com

رہی زن کہ صوفی بحالت رود
بمستی وصلت[1] حوالت رود

مغنی بیا با منت جنگ نیست
کفی بر دفی زن گرت چنگ نیست

شنیدم کہ چون غم رساند گزند
خروشیدن دف بود سودمند

مغنی بزن چنگ در ارغنون
ببر از دلم فکر دنیای دون

کنان خاطرم یاد آسایشی
نباشد[2] زغم با وی آلایشی

مغنی کجائی کہ وقت گل است
ز لبل چمنہا پر از غلغل است

ہمان بہ کہ خونم بجوش آوری
دمی چنگ را در خروش آوری

مغنی بیا عود را[3] ساز کن
نو آئین نوای نو آغاز کن

بیک نغمہ دردِ مرا چارہ ساز
دلم نیز چون خرقہ صد پارہ ساز

(۱۵۶) مغنی چہ باشد کہ لطفی کنی
بہ نی[4] بازم آتش بسر بر زنی

بدون آری از فکر خود یک دمم
بہم بر زنی خان و مان غمم

مغنی کجائی نوائی بزن
خرابا تیان را صلای بزن

چو خواہد شدن عالم از ماہی
گدائی بسی بہ کہ شاہنشہی

مغنی بگو قول و بردار ساز
کہ بیچارگان را تو ئی چارہ ساز

تو بنواز راہِ عراقم برود
کہ بنمایم از دیدہ ہا[5] زندہ رود

مغنی بیا بشنو و کار بند
ز قول من این پند دانا پسند

چو غم لشکر آرد بیارا صفی
بچنگ و رباب و بنای و دفی

مغنی تو سِرّم را محرمی
زمانی بہ نی زن دمِ ہمدمی

بمی دور کن کر دلت راغمی ست
دمی در نی دم کہ عالم دمی ست

مغنی ز اشعار من یک غزل
با ہنگِ چنگ آور اندر عمل

---

[1] ایضاً: وصالش بمستی [2] ایضاً شعر ۱۱ [3] ایضاً شعر ۹ [4] ایضاً: چو نبود [5] ایضاً شعر ۱۳
[6] ایضاً شعر ۱۵ ابر [7] ایضاً: ز [8] ایضاً: با بی نوایان [9] ایضاً: من

Marfat.com

که تا وجد را کارسازی کنیم | برقص آیم و خرقه بازی کنیم
که حافظ چو مستانه سازد سرود | ز چرخش دهد رود زهره درود

ذکر

اعلم العلما افضل الفضلا مولوی نامی گرامی نورالدین عبدالرحمان

جامی

جامع علوم ظاهر و باطن بوده اند و از غایتِ علوِ فطرت (۵۶ ب) و نهایتِ حدتِ طبع احتیاج به تقریر حال و تحریر مقال ندارند، چه پرتو فضایل ایشان از شرق تا غرب رسیده، و خوانِ نوالِ افضالِ جنابِ شان کران تا کران کشیده است ؎

نه دیوان شعر است این بلکه جامی | کشیده است خوانی برسمِ کریمان
ز الوانِ نعمت ورو هر چه خواهی | بیابی مگر مدح و ذمِ لئیمان

در اخبار آمده که جدّ بزرگوار آن معدنِ علوم از شهر صفاهانست، و در ایّام سلطنت خوارزمشاهیه جلای وطن گزیده بخراسان آمده در قصبه خرجردِ جام توطن نمودند، قاضی اسحاق که پرسش دارالقضا، موضع مذکور متعلق باو بود سه دختر داشت، دختر خرد خود را در حبالهٔ نکاح جدّ مولوی قوام الدین حسن درآورد از ان دختر پسر عبدالرحمان بوجود آمد، چون بسن رشد و تمیز رسید فتوای شهر باو تفویض داشتند، بعد از مدتها بجهت امر ضروری از انجا بهرات آمد، گویند که هنگام مراجعت ایشان بشهر مذکور تولد مولوی واقع شده بود و به سن پنج سالگی رسیده، اسم او را نورالدین کرده همراه گرفته به هری آورده بودند چون آن معدنِ فضیلت را در هرات استقراری

بهم رسید (۱۵۷) نورالدین بدرس خواندن مشغول شد از پنج سالگی تا پانزده آنقدر کسب کمال نموده که شرح آن باعثِ طولِ کلام می شود، بتحقیق پیوسته که اوّل در خدمتِ مولانا جنید اصولی صرف ونحو معانی وبیان خوانده بعد ازان در مدرسه نظامیه بدرس مولانا علی سمرقندی که شاگرد اعلم میر سیّد الشریف علّامه بوده حاضر می شده، اکثر علوم عقلی را در خدمت ایشان می گذرانیده اند، در اندک ایّامی از عنایتِ بی غایتِ ایزدِ سُبحان والطافِ بی نهایتِ خدای جهان استعداد ایشان بمرتبه رسید که مافوقی بران متصوّر نباشد، بعد از چندگاه آن معدن علوم عقلی ونقلی را هوای سیر سمرقند در سر افتاد، عازم آنجانب شد، چون بمطلب رسید خود را بتقریبی در مجلس درس مولانا فتح الله تبریزی که استاد میرزا الغ بیگ بود رسانید، بعد از صحبت وشناخت استاد میرزا را بایشان محبّت تمامی پیدا شد، زبان به تحسین آن یگانهٔ زمان کشود واز روی ادب بآن نادرهٔ جهان پیش آمد غلغله در شهر سمرقند افتاد که این قسم جوانی باین شهر آمده در هیچ زمان این نوع جوان مستعدی ازخراسان برنخاسته وباین جانب کسی باین استعداد نیامده، اکثر علما را ذوق دیدن ایشان شد قاضی زاده روم بدیدن آن سرو جویبار فضیلت آمد بعد از ملاقات سخنان مشکل ازیشان پرسید، هرچه استفسار نمود جواب شافی شنید القصّه علمای سمرقند همگی معتقد مولوی شدند، واین مقدمه را بمیرزا الغ بیگ رسانیدند میرزا ایشان را طلبیده وصحبتها داشت وعالم عالم فیض از صحبت آن قطب مرکز فضیلت کسب نمود،

درخبر آمده که عبد الرحمان جامی نُه سال درسمرقند استقرار گرفته اند بعد از تمام این مدّت از انجام اجابت نموده در ایّام سلطنت حسین میرزا بایقرا دیگرباره بهرات آمدند فضلای شهر را از آمدنِ مولوی جانی جدید بتن وروحی تازه وربدن آمد گویند که باردیگر در مدرسه میرزا شاهرخ بدرس وبحث اشتغال نمود میرزا را

Marfat.com

میل دیدن ایشان بهم رسید خود برخاسته در مدرسه بدیدن عبد الرحمان آمد بعد از واقع شدنِ ملاقات میرزا را محبتِ تمامی بآن منبع فصاحت بهم رسید در مقام تربیت ایشان شد همیشه از روی رغبت ایشان را بمجلس بهشت آئین خود می طلبید و صحبت می داشت، امیر علی شیر که سپه سالار لشکر ظفر اثر میرزا بود در بندگی و خدمتگاری نور الدین مبالغه بیحدی می نمود خود را از مخلصان آن یگانهٔ زمان می شمرد، در هر علمی آن بحر دانش را قدرت تمام عیاری بوده (۱۵۸ ر) چنانچه تصنیفات دلپذیر و تالیفاتِ بینظیر در هر باب از ایشان یادگار بر صفحهٔ روزگار مانده بتخصیص در علم تصوّف که اهل تمیز ایشان را قرینهٔ شیخ محی الدین عربی[1] می خوانند و علمای ماوراء النهر او را درین علم از شیخ مذکور بهتر می دانند، شرح فصوص و نقد فصوص و لوایح را دران علم نوشته اند تا لغایت کسی کتابی بآن رعونت در تصوّف تصنیف نکرده، در علم نحو مثل شرح کافیه کتابی مشهور بشرح ملّا مرقوم نموده اند، در هر علمی ازان بزرگوار تصنیف دلپذیری یادگار مانده است، در عصر خود اعلم العلما شده اند، و سلطان حسین میرزا با اولاد و اتباع بوجود ایشان می نازیده اند، در شعر گفتن سر آمد روزگار خویش گشته اند اشعار ایشان همگی از قصاید و غزل و مقطّعات و مثنوی و رباعیات قریب بصد هزار بیت میشود، چند کتاب مرغوب از منظومات ایشان درمیان است چون سلسلة الذهب که در راه مکّهٔ معظّمه بنام سلطان بایزید بادشاه روم تمام کرده اند، تحفه و سبحه و یوسف زلیخا که الحال اشتهار سرشاری دارد،

چون سن شریف آن مطلعِ فضلا (کذا) بشصت و چهار می رسد عزم زیارت بیت الله و مدینه رسول الله جزم می نمایند بعد از (۵۸ ب) سعادت دریافت کعبهٔ مقصود از راه شام و مصر عازم عراق می شوند، در راه سلطان بایزید بادشاه

[1] آ: اعرابی،

Marfat.com

روم و قایتبای چرکس بادشاه مصر و شام کمال حرمت و عزت ایشان بجا آورده اند و خود را از جمله مخلصان آن یگانهٔ دهر شمرده اند، چون از انجا بعراقین می رسند سلاطین آن صوب همگی در مقام خدمت و مردمی می شوند و بتخصیص امیر حسین بیگ ترکمان که بادشاه عراقین و آذربایجان بود آنچه لازمهٔ بزرگی باشد با ایشان بجامی آورده، القصه مولوی بعد از سیاحت دیگر باره بهرات آمد سلطان حسین میرزا و میر علی شیر از آمدن ایشان مسرور و مبتهج گردیدند چون سن شریفش بهفتاد و چهار رسید در سنه ثمان و تسعین و ثمانمایه ودیعت حیات بموکلان قضا و قدر سپرد، مدفنش در شهر هرات است ساقی نامه بسامانی از مولوی بنظر در نیامد، بانی میخانه از مثنوی ایشان اشعاری که مناسبتی بساقی نامه دانست بدر نوشت و به ترتیب بر بیاض برد امید که در نظر ارباب هنر خارج ننماید انشاء الله تعالی

ساقی نامه مولانا عبدالرحمن جامی

دلا دیدهٔ دوربین برکشای — درین دیر دیرینهٔ دیر پای
به بین دور[1] غور شباروز بین — بخورشید و مه عالم افروز بین
(۱۵۹) نگویم قدیمش[3] ز آغاز کار — که باشد قدم خاصهٔ روزگار[4]
حدوث ارچه شد سکهٔ نام او — ندانند کس آغاز و[5] انجام او
شب و روز او چون دو یغمائی اند — دو پیمانهٔ عهد پیمائی اند
دو طرار هشیار و تو خفته مست — پی کیسه بر بدنت[6] تیز دست

---

[1] یعنی خردنامهٔ اسکندری، برای مقابله نسخهٔ خطی مملوکهٔ پروفیسر آذر (اسلامیه کالج لاهور) بکار برده شد کاتب این نسخه سید علی لکهنوی و تاریخ کتابت ۱۵ صفر ۱۲۰۵ه است، تقطیع کلان سطور ۲۴ بیک صفحه، در هر مصراع دو بیت، بحروف خرد بخط نستعلیق، در مابعد این نسخه را بعلامت خا نشان داده شد، [2] خا: تر، خا: غور و دور
[3] خا: قدیمست از، [4] خا: کردکار، [5] از تر و خا، در آ حذف است، [6] خا: بر بدنت،

Marfat.com

ز نقد امانی ترا کیسه پُر
بجانِ تو[1] ہم کیسه ہم کیسه بُر*

چو کیسه بسیم و زر آگنده است
دلِ کیسه داران پراگنده است

یکی جمع شو زین پراگندگی
تہی کُن دل از کیسه آگندگی

بعبرت نظر کن که گردون چه کرد
فریدون کجا رفت و قارون چه کرد

پی گنج بردند بسیار رنج
کنون خاک ریزند بر سر چو گنج

ازین[2] سفره بنگر که در مرگ و زیست
نصیب تو با[3] این همه خلق چیست

نصیب تو زان میت یک لقمه بیش
منه بہر آن رنج بر جانِ خویش

طلب را نگویم که انکار کُن
طلب کن ولی[4] خود بهنجار کن*

بمردار جوئی چو کرگس مباش
گرفتار هر ناکس و کس مباش

پی لقمه چون سگ تملّق مکن
بفتراک دونان تعلّق مکن

میامیز چون آب با هر خسی
میاویز چون باد با هر کسی

(۵۹ ب) خوش آن کو درین[5] لاجوردی رواق
ز آمیزشِ جفت طاقست طاق

بیا ساقیا زان می دلپسند
که از دولتِ شه بکاوس کی

که گردد ازو سفله همّت بلند

فرو ریز یک جُرعه در جامِ من
که دولت زند قرعه بر نامِ من

بیا مُطربا زان نوا آئین[6] سرود
که بر روی کار آورَم[7] بزم و رود*

درین کاخ زنگار افگن خروش
فرو بند از پند شاهیم گوش

§ بیا ساقیا برگ عشرت بساز
مکُن در بروی حریفان فراز

که از دولتِ شه بکاوس کی
بگیریم جام و بنوشیم می

---

۱ خا: دشمن کیسه پر کیسه بر ۲ خا: ازان ۳ خا: و ۴ خا: ولیکن ۵ خا: بس کزین
۶ این علامت ظهر است که اشعار مابعد تا علامت دیگر بترتیب از کیسه موقع خن نما خوانده است ۷ خا: بتاب و
۸ ز: نوائی ۹ خا: آرد و هم زند رود ۱۰ خا: کوس

Marfat.com

(صحیح البیاض) . . . . . .

بیا مطربا مرحبائی بزن
که طبعِ شه از هر غمم آزاد باد
§ بیا ساقیا ساغرِ می بیار
ازان می که آسایش دل دهد
بیا مطربا عود بنهاده گوش
خروشی که دل را بهوش آورد
§ بده ساقی آن بادهٔ عیب شوی
بده تا دمی عیب شوئی کنم
(۱۶۰ا) بیا مطربا پردهٔ خویش ساز
که تا گردم از عیب جوئی خموش
§ بیا ساقی آن جامِ غفلت زدای
بده تا ز حال خود آگه شوم
[بیا مطربا نغمه آغاز کن
که تا این شترهای کاهل خرام
§ بیا ساقی آبی چو آتش بیار
بمن ده که تا کیمیائی کند

دعائی بگو ای نوائی بزن
بعدش همه عالم آباد باد
فلک وار دورِ پیاپی بیار
خلاصی ز آلایش گل دهد
بیک جرعه می آورش درخورش
به دانا پیام سروش آورد
که از خم فتاده بدستِ سبوی
درون فارغ از عیب جوئی کنم
وزان پرده بر چشم عیبم فراز
شوم بر سر عیبها پرده پوش
بدل روزنِ هوشمندی گشای
بآخر خبردار در ره شوم
شترهای ما را حدی ساز کن]
شوند اندرین مرحله تیز گام
نه می بلکه گیریت احمر بیار
بنقد خرد رهنمائی کند

---

۱ خآ: جام ۲ تر: جرعه می آورد خآ: گوشمالش کمن ۳ خآ: مطرب و
۴ خآ: خوش به ۵ بیاض باصل، تر: خبردار، خآ: سفر روی
۶ ازخآ نقل شد، در تر و آ محذوف است، ۷ خآ: تا آن، تر آ: چون این،
۸ خآ: آذر ۹ خآ: که برس ما ۱۰ خآ: براه،

Marfat.com

§ بیا مطرب آغاز کن زیر و بم
پی خلق[1] این مرغ ناگشته رام
§ بیا ساقیا فکرِ آن باده کن
بیک جرعه ام ساز ازان شیر گیر
بیا مطربا نقشی از نو به بند
که اینست رسم این گذرگاه را
§ بیا ساقیا درده آن جامِ صاف
بهر جا که اندازد آن می[2] فروغ
(۶۰ ب) بیا مطربا زانکه وقتِ نواست
که کج جز گرفتار خواری مباد
§ بیا ساقی آن جامِ گیتی فروز
بده تا ز فکر[3] آورانِ جهان
بیا مطربا همچو دانا حکیم
ببند بر رگِ چنگ انگشت خویش
§ بیا ساقیا درده آن جامِ خاص
بیا مطربا درفنی افگن خروش
کشد شاید م جز به آن پیام

که کرد از دلم مرغِ آرام رم
ز ابریشم حلقه کن چنگ و[4] دام
که دل پر[5] بود از حیل ساده کن
خلاصی ده از مکرِ روباهِ پیر
بزن این نوا را ببانگِ بلند
که از سر کشد پوست روباه را
که شوید ز دل رنگ و بوی گذاف
بفرسنگها رخت بندد دروغ،
بزن این نوا را درین چنگ[6] راست
بجز راست[7] از رستگاری مباد
که شب را نهد راز بر روی روز
نماند ز ما هیچ فکری[8] نهان
که می داند از نبضِ[9] عالم سقیم
بدان دردِ پنهانِ این[10] سینه ریش
که سازد مرا یکدم از من خلاص[11]
که باشد خروشش پیامِ[12] سروش
ازین دون نشیمن بعالی مقام

[1] آ تر خا: خلق [2] آ تر: دام [3] خا: را [4] خا: افتد [5] خا: تنگ
[6] کذا در آ تر خا: را [7] خا: کژ [8] خا: کژی [9] خا: خال [10] خا: ـ
[11] بعدش در خا این بیت است: ـ بپرد ز من نسبت آب و گل با ارواح قدسم کند متصل
[12] از خا، تر آ: ز مرام

Marfat.com

§ بیا ساقی آن می که سیری دهد
درین بیشه ام زور شیری دهد

بده تا درآیم چو شیر ژیان
بهم بر زنم کار سود و زیان

§ بیا ساقی ای یار بیچارگان
ازان می که در چشم خوارگان

درین زرکش آئینهٔ نقره کوب
ازو بد نماید بدو خوب خوب

بیار مطربا زخمهٔ زخمه درشت
بزن بر رگِ پیرِ خم گشته پشت

که هر حرف دشوار و آسان که هست
رساند بگوش من آن سان که هست

§ (۶۱ر) بیا ساقی آن آتشین می بیار
که سوزد زما آنچه ناید بکار

زرناب ما گردد افروخته
شود هرچه بی زر بود سوخته

§ بیا ساقیا آن جام مردانه ده
بزن جام بر سنگ و پیمانه ده

زن آمد جهان مسخره زن مباش
برای زن ابنای فروتن مباش

بیا مطربا زیر و بم ساز جفت
بیار آشکارا این نوا از نهفت

که بر بخرد این نکته روشن بود
که مامورِ زن کمتر از زن بود

§ بیا ساقیا دردِه آن جامِ عدل
که فیروز آمد سرانجام عدل

§ بیا ساقیا آن بلورینه جام
که از روشنی دارد آئینه نام

بده تا علی رغمِ آن خود نما
نماید خرد عیب ما را به ما

§ بیا مطربا در نوا موشگاف
وزان موکه بشگافتی پرده باف

که تا پرده بر چشم خود گستریم
چو چشم حریفان بخود بنگریم

بیا ساقیا تا کی این بخردی
بنه بر کفم مایهٔ بیخودی

---

۱ تر: وزان، خا: ده آن ۲ از تر و خا، آ: وزو ۳ خا: مطرب از زخمه زخم
۴ خا: رخ ۵ خا: نی ۶ خا، سخره، آ: مسخرهٔ ۷ خا، مطرب و ۸ آ: بیا خا: بین
۹ خا: نوای ۱۰ خا، ہر ۱۱ نسخه حاشیه آ: متن آ: خود، تر: با خود، خا: خودبین

Marfat.com

چنان فارغم کن ز ملک و ملک
که سر در نیارم بچرخ و فلک

بیا مطربا کز غم افسرده ام
ز پژمردگی گو بیا مرده ام

چنان گرم کن در سماعم دماغ
که بخشد ز دور سپهرم فراغ

§ (۶۱ب) بیا ساقیا می روان تر بده
سبک باش و جام گران تر بده

بکف باده در ساغر زر، درآی
چو یه داری از یه به بهتر گرای

§ بیا مطربا زخمهٔ سر تراش
رگ چنگ را ازین نبوده خراش

که سرمایهٔ زندگانی بسوخت
هر آنکس که باقی بفانی بسوخت

§ بیا ساقیا زان می ناوکی
که صید طرب را کند ناوکی

بده تا درین دام دل باشکیب
به بندیم گوش از صفیر فریب

بیا مطربا آن نی فارسی
که بر رخش عشرت کند فارسی

بزن تا بهمراهی آن سوار
کنیم از بیابان محنت گذار

§ بیا ساقیا می بکشتی فگن
کزین موج زن بحر کشتی شکن

سلامت کشم رخت خود برکنار
وزین بیقراریم یابم قرار

بیا مطربا زخمه بر چنگ زن
وزان پرده این دلکش آهنگ زن

§ زخود هر که خالی شود چون حباب
سزد گر نهد پای بر روی آب

رهد هر که باشد سبک روچو کف
درین قلزم از بیم موج تلف

بیا ساقیا رطل رنگین بیار
که سازد سبکبار را بردبار

برخسار امید رنگ آورد
بعمر شتابان درنگ آورد

---

۱ الف: از خا محذوف در آخر ۲ خا: داری ۳ خا: بر ۴ تر: رازی
۵ خا: نواره ۶ خا: راد کی ۷ تر: تا، خا: تا ۸ تر: قریب
۹ خا: وان ۱۰ خا: آن ۱۱ خا: زاید ۱۲ خا: رده
۱۳ آمد: رهد خا: رود، تصحیح قیاسی است، ۱۴ خا: رنگین ۱۵ خا: بردبار،

Marfat.com

(۱۶۲) بیا مطربا برنی انگشت نه
ز تو هر کشادش که خواهد فتاد

§ بیا ساقیا باده می پرده کی*
زنیم آتش از آه هنگامه را

بیا مطربا کز صدای نفیر
§ خوش آنکس که کارش نکوئی بود
چه در وقت مردن چه در زندگی

§ بیا ساقیا کانکه فرزانه است
چو آرد غم مرگ بر دل شکست

§ بیا مطربا تا ز چنگ سپهر
که آخر اجل تیغ خواهد کشید
یکی می رسد وان دگر می رود
ازین رفتن و آمدن چاره نیست
رباط ارچه باشد سراسر سرور
چو گردد مسافر مقیم رباط
(۱۶۲ ب) ره زیرک ای آخر اندیش گیر
ز آدم نزادی درین دیولاخ
کسانی که پیش تو گشتند باغ

زکارش بانگشت بکشا گره
نباشد جز آن کار ما را کشاد
کنم از میان قاصد و نامه طی
بسوزیم هم خامه هم نامه را
به بندیم بر خامه صوت صریر
به نیک و بدش نیک خوئی بود
رود روزگارش بفرخندگی
زده دست در دست پیمانه است
نگیرد کسی غیر پیمانه دست
ببریم چون بخرد این تار مهر
بناخواست این رشته خواهد برید*
ولیکن بخون جگر می رود
دل کیست زین غم که صد پاره نیست
اقامت در و باشد از راه دور
چسان در وطن گسترانند بساط
ز اول طریق وطن پیش گیر
عمارت مکن باغ و ایوان و کاخ*
که نشنیدش بر کلوخش کلاخ

۲ ازخا، آ: بیکانه ۳ ازخا، آ: نفع ۴ ازخا، آ: بازخواهد رسید، ت: بار الخ، ۵ درخا ماقبلش اینست ـ
رباطیست گیتی دو در ساخته پی ره روان بگذر ساخته ۶ در آ زیرک را به اصل مبدل کرده ۷ ازخا، آ: گلشن باغ و ایوان کاخ
در ت ـ جمله این بیت را حذف کرده ۸ در ت این بیت را هم حذف کرده، خا: کسانی که کشتند پیش از تو باغ برشان زبرایشان
مکر [نگر؟] باغ را کشته [گشته؟] داغ، در آ بنشیندش بجای نشنیدش،
۱ ت: نامی و برده کی، حا: تا بمی برده پی،

Marfat.com

§ بیا ساقیا تا جگر خون کنیم
که غمدیده را آه و زاری به است
بیا مطربا کز طرب بگذریم
زچنگ طرب* تا نشاید گریخت
§ بیا ساقیا جام دلکش بیار
که تا لب بران جام دلکش نهیم
بیا مطربا ترک کن چنگ را
که تا پنبه از گوش دل برکشیم

ازین می قدح را فروگرگون کنیم
جگرخواری از می گساری به است
زچنگ طرب تارها برد ریم
زچنگ طرب* باید م خود گسیخت
می گرم و روشن چو آتش بیار
همه کلک و دفتر بر آتش نهیم
بلندی وه از زخمه آهنگ را
همه گوش گردیم و دم درکشیم

ذکر

مشاطهٔ عروس سخن و زینت دهندهٔ اخبار نو وکهن مولانا عبدالله هاتفی

بعد از مولوی نامی گرامی عبدالرحمان جامی کسی بر تبهٔ آن زبدهٔ امثال (و) اقرانِ خود شعر نگفته است مؤلف مخزن اخبار در تالیف خود آورده که پدر ایشان از خواجهای صاحب جاه خرگرد است (۹۶۳ھ) فاما تولد هاتفی در جام واقع شده، والدهٔ او همشیرهٔ مولانا عبدالرحمان جامیست، در بهارِ زندگانی و اوانِ جوانی از وطن خروج نموده سیر عراق و آذربایجان باتفاق میرهمایون تبریزی کرده اند، در اخبار آمده که عبدالله مرد بلند بالا و قوی هیکل بوده، مولوی نامی گرامی حضرت عبدالرحمان جامی بایشان

* خا: جگر * خا: چنگ طرب، — و خا در مصرعهٔ اول بجای طرب، اجل است * خا: تا رابد * خا: آخا: نیز

Marfat.com

توجهی تمام داشته وعبدالله هر بار ازجام که بهرات می آمده سلطان حسین میرزا و میر علی شیر که وزیر اعظم وسپه سالار ایشان بود عزت بسیاری هاتفی را می کرده اند، و مظفر حسین میرزا و میرزا کیبک و ملا آصفی را با مولوی نهایت اتحاد و یگانگی بوده، همیشه تعظیم و تکریم آن نکته سنج متین بجا می آورده اند و اکثر اوقات بمنزل او می رفته صحبت می داشته اند، بتحقیق پیوسته که تمر نامه را حسب الحکم میرزا بدیع الزمان نظم نموده، الحق دران مثنوی شاعری کرده، و آنچه لازمهٔ سخنوریست دقیقه فروگذاشت ننموده، درین جزو زمان مقبول طبع خاص و عام عراق و خراسان و ترکستان است، آورده اند که آن طوطی شکرستان بلاغت اصلا طمع از حکام نمی کرده، اوقات خود بزراعت و عمارت می گذرانیده و همیشه بیلی در دست گرفته مشغول (۶۳ ب) بدرخت نشاندن و تخم افشاندن می شده و هر سال مبلغهای کلی محصول زراعت و باغات ایشان می بوده همگی آن حاصل را صرف فقرا و مساکین می کرده، اهل طبع ازو بهرها یافته اند، دیگر آن سرد فتر ارباب یقین یک آن از ذکر ایزد سبحان و آفریندهٔ جهان و جهانیان غافل نمی بوده، بیعت بسلسلهٔ کبرویه داشته در جوار منزل خود خانقاهی ساخته جمعی درویشان با ایشان دران مکان لیل و نهار بعبادت پروردگار مشغول بوده اند چون سن آن عندلیب گلزار نکته پروری به نود و چهار رسید مسند نشین بارگاه عظمت و اجلال، شهریار جوان بخت بلند اقبال، زینت دهندهٔ تخت و اورنگ، تهمتن روز هیجا و جنگ، دُر صدف شرف نبوی، شاه اسمٰعیل حسینی صفوی دران سال رایات جلال بفر و اقبال در ملک خراسان افراشت و از مساعدت بخت بلند استمداد طالع ارجمند شیبک خان ازبک را بقتل رسانیده تسخیر ممالک خراسان نموده بعراق معاودت فرمود چون عبور ایشان بجام واقع شد نزدیکان آنحضرت بعرض اقدس رسانیدند که هاتفی یکی از مقبولان روزگار است، دیدن آن

Marfat.com

بزرگوار از واجباتست، شاه از کثرت تعریفِ اکابر درگاه آن سر (۱۶۴ ا) دفترِ ارباب یقین را مجلس خواند، گویندهاتفی قصیدهٔ در مدح شاه گفته روز دیگر بکرباسِ گردون اساس حاضر گردیده گذرانید، جهان پناه را صعبت او بغایت خوش آمد، مرحمتِ بسیاری بایشان نمود، بعد از دو سه روز دیگر شهریار گردون اقتدار ذرّه پروری فرموده بخانهٔ آن ذرّه بیمقدار تشریف شریف ارزانی داشتند و از غرّهٔ بام تا طرّهٔ شام در باغ مولوی بصحبت و عشرت گذرانیدند و بدست خود بغرا انداختند، در اخبار آمده که هاتفی دران مجلس درخواست گناه هرکس که نمود شاه از سر جرم او درگذشت و مشایخ جام که اولاد شیخ احمد جام باشند بواسطه تستّن و اهمهٔ تمامی داشتند استدعای بخشش ایشان نیز نمود، جمجاهِ انجم سپاه ملتمس او را مبذول داشت، هنگامِ وداع آنقدر التفات و احسان بآن نادرهٔ جهان فرمود که در حیّز گمان و امکان نیاید، گویند که دران روز آنحضرت طالبِ شعر مولوی شدند مولانا چند بیت از اشعار خود خواندند جمجاهِ انجم سپاه تحسین نمودند و او را بنظمِ فتوحاتِ شاهی دلالت فرمودند، مولوی انگشت قبول بر دیده نهاد و هزار بیت ازان کتاب بنظم آورد، اما باتمامِ آن توفیق نیافت، الحق (۶۴ ب) اگر آن مثنوی تمام می شد ناسخ مثنویات او می گردید، این چند بیت در مدحِ آن بادشاهِ ستاره سپاه ازان کتابست:

مثنوی

برو ختم شد منصبِ سروری — چو بر جدش آئین پیغمبری
مثل در زمانه بفرزانگی — سرشته ز مردی و مردانگی
چه مردی که هرکس که نامش شنود — دگر زن نیامد ازو در وجود
نمی آورد تاب بذلش درم — درم منتهی، بی نهایت کرم

Marfat.com

بهم دستِ کونین اگر ضم بود | ز اندازهٔ بذل او کم بود
همه بادشاهان شده پستِ او | چو شاهانِ شطرنج در دستِ او
ز شاهانِ شطرنجِ او بی شکی | بود شاه بهرام چوبین یکی

چون سن عبد الله بصد رسید در سنه اربع عشر و تسعمائة داعی اجل را لبیک اجابت گفت، مزارش در جام است،

پوشیده نماند که بانی میخانه **عبد النبی** فخر الزمانی بطرقی که از کتب اکابر دیگر ساقی نامهای بسامان ترتیب داده بود از ایشان نیز مرتب ساخته بر بیاض برد، اشعار دلپذیر آن بزرگ بینظیر سوای هفت منظری که در برابر هفت پیکر شیخ گفته و بنظر این ضعیف در نیامده قریب پانزده هزار بیت باشد، **تمر نامه** چهار هزار، و **لیلی مجنون** (۶۵ ؤ) چهار هزار، **خسرو شیرین** دو هزار، و قصاید و غزلیات و مقطعاتش و رباعیات همگی پنجهزار بوده باشد والعلم عند الله

ساقی نامهٔ مولانا هاتفی

بنام[1] خدای که فکر و خرد | نیارد که با کُنهِ او پی برد
بساط زمین و بسیط فلک | بر آراست از آدمی و ملک
می عشق او در خُم آورد جوش | ز جبّه بر آورد صوفی خروش
گِل[2] دیر و مسجد بهم ساخته[3] | چلیپا و محراب پرداخته
مؤذّن فرستِ مناجاتیان | مغنّی رسانِ خراباتیان
دل زاهدان را بمحراب بست | دو ابروی ساقی دلِ می پرست

[1] شعر اوّل از ابتدای تیمور نامه است، و بعدش از جایهای مختلف آن کتاب انتخاب کرده است [2] آ: کل و دیر، از روی تیمور نامه (نسخهٔ قدیمهٔ خطی که مال من است)، و آ تصحیح شد [3] آ: ساختند — پرداختند،

[4] آ: لبیک را اجابت، تصحیح قیاسی ست

Marfat.com

برحمت کند سوی نیکان نگاه
بلطفش امید سیاه وسفید
کند عاصیان را بعصیاں دلیر
بود لطفِ عامش پناهِ همه
همه ساز او بند بالا و پست
بد و نیک چیزی درین دیر نیست
دهنده بود او، ستاننده هم
(۶۵ب) ازو هاتفی سوی او راه جوی
مغنّی بیار آن نوآئین نوا
نوای که در مغز جوشش آورد
مغنّی بیا بر لب آور سرود
که من هم بتو هم زبانی کنم
بیا ای مغنّی که هستم ملول
که دفعِ ملالم کند آن سرود
بیا ای مغنّی که دل مرده ام
بیک نغمهٔ سوز ناکم بسوز
دلا ساقیی جو که جوشم دهد
که خمخانه ها دارم از باده پُر

زنیکان غنی وز بدان بی نیاز
وزو نیست ابلیس هم ناامید
که رحمت فرستد ز بالا بزیر
بامّید عفوش گناهِ همه
همه طالب او چه هشیار و مست
که صد گونه در ضمنِ آن خیر نیست
برنده جزا دانی، رساننده هم
گرت ره نماید بسر راه پوی
دلِ دردمندِ مرا ده دوا
بیک نغمه ام در خروش آورد
سرودی که باشد سراسر درود
ز نعتِ نبی دُرفشانی کنم
بر آور سرودی ز نعتِ رسول
منش هم فرستم هزاران درود
ز افسردگان خاطر افسرده ام
چراغِ فروزِ مرده را بر فروز
نه هوشم برد بلکه هوشم دهد
در اطراف بستان سرای نمّ

---

۱ تیمورنامه: بعد بدان نیز بخشد گناه ۲ این بیت در نسخهٔ من یافت نشد ۳ مذ یخا مذ آخر هر عنوان در شعر عموماً علی الترتیب گرفته است، الا بعضی را حذف کرده، کم کم مقدم و سوّ هم آمده، و هشت بیت را مذ آخر کتاب (از عنوان) شدن صاحب قرانی بملک سمرقند مد آخر ضم کرده، ۴ ایضاً: ده کر نوشم

Marfat.com

بیا ساقیا راهِ میخانه پُرس
زمن قصّهٔ جام و پیمانه پُرس

ازان رِاح راحت بمن ده نخست
که باشد باو دین و ملّت درست

بیا ساقیا جامِ رخشان بیار
درخشنده لعلِ بدخشان بیار

بجام پی اندر پیم شاد کن
زاندیشهٔ عقلم آزاد کن

(۱۶۶) بیا ساقی آن شربتِ زندگی
که بخشد بیک جُرعه پایندگی

بمن ده که پاینده دارد مرا
چوخضر از دمی زنده دارد مرا

بیا ساقی آن آبِ جان بخش را
فراغت فزای روان بخش را

بمن ده که آرام جانم شود
غذا بخش روح روانم شود

بده ساقی آن آتشین آب را
گرانمایه بیجادهٔ ناب را

که آسودگی باد ما غنم[*] دهد
ز سودای عالم فراغم دهد

بیا ساقی آن می که باشد حلال
وزو نیست در هیچ مذهب وبال

بمن ده که مدهوش و مستم کند
بلندی دهد، غم چو پستم کند

زمانی سوی من بیا ساقیا
که مستست[۲] ازان می به دل[*] کیمیا

بمن ده که اکسیرِ جانم شود
دوای دلِ ناتوانم شود

بیا ساقی آن بادهٔ لعل گون
که از رشکِ آن شد دلِ لعل خون

بمن ده که رنجِ خمارم بود
برنجی[۳] چنان دستیارم[*] شود

بیا[۴] ساقی آن می حیاتِ ابد
که مشعل دلست و چراغِ جسد

بمن ده که باشد فراغِ دلم
شود لالهٔ طرفِ باغِ دلم

بیا ساقی آن می که آرد[۵] فراغ
بود روشنی بخش همچون چراغ

---

۱ تصحیح از روی تیمورنامه آ: کز آسودگی دماغم، تا: کز آسودگی دماغم — تا شود بجای دهد در مصرعهٔ ثانی،
۲ تیمورنامه: مستست ازان بی بدل
۳ تیمورنامه: برنج چنان هجر بارم، تا: برنجی جنان هجر بارم
۴ این بیت در تیمورنامه نیست،
۵ کذا در تیمورنامه، آ و تا، ازغم،

Marfat.com

(۶۶ب) بمن ده که ازغم فراغم دهد
بیا ساقی آن آبِ سوزنده را
بمن ده که از قیدِ هستی[1] رهم
بیا ساقی آن مَی که غم می برد
بیا ای برشیم زن طرفه روی[2]
بیک نغمهٔ دلکشم بنده کن
بیا ساقی آن لعل گون باده را[4]
بمن ده که مدهوش و مستم کند
بیا ساقیا دعوی زهد چند
بمن ده یکی جامِ می آشکار
مغنّی[6] بیا بنده گردان مرا
کرم کن بیک نغمهٔ دلفریب
مغنّی بیا نغمه ساز کن
بجان در زن آتش که سوزم دمی
بیا ساقی آن ساغرِ زهرخند
بمن ده که پاینده دارد مرا (۶۷ و)
بیا مطربا ساز کن چنگ را
ز دل ماندگیها جدا کن مرا
بیا ساقی آن مجلس افروز می
بمن ده که مخمورِ دیرینه ام

دریں ظلمتِ شب چرا غم دهد
مروّق می دل فروزنده را
ز اندیشهٔ خود پرستی رهم
فرح می رساند الم می برد
که هم طرفه رویی و هم طرفه گوی
ز چشم بکش و زلبت زنده کن[3]
که بشکست بازارِ سجّاده را
خراباتی و مَی پرستم کند
چو ساغر برین زهد آلوده خند
کن این پردهٔ زرق را بر کنار*[5]
چو عیسیٰ بدم زنده گردان مرا
ببر از دلم صبر و از جان شکیب
برویم در بیخودی باز کن
وزان سوز در چشم آور نمی
که در زهر پرورده جلّاب قند
چو آبِ خضر زنده دارد مرا
بنغمه در آر آن خوش آهنگ را
بوا رستگان آشنا کن مرا
که باشد گلِ سرخ در ماهِ دی
بر افروز ازان نورِ دل سینه ام

[1] از روی تیمورنامه، و آ: هستی [2] آ: روی [3] گ: و آ: ب: ۵ تیمورنامه: زنده کن
[4] آ: باده را [5] تیمورنامه: زرنگار [6] آ: مغنّی

Marfat.com

بیا ای مغنّی خاطر فریب
غزل را بآوازه ده حسن و زیب[1]

ز اندیشه ام ده زمانی فراغ
که دارد خیالم پریشان دماغ

همان منزلست این منقّش رباط
که گسترد آنجا فریدون بساط

همانست این کهنه[2] نو عروس
که زد در عروسیش کاؤس کوس

عروسِ[3] جهانست نا اعتمید
ازان سُست پیمان چه داری امید

دران دلربا دل نه بندد کسی
که هر دم بود غمگسارِ کسی

همانست این برکشیده رواق
که بنشست داراش در زیر طاق

همان عرصه است این کهن گون را
که دیده خدایی فرعون را

کجایند آن چند انگشترین[4]
که روی زمین بودشان در نگین

کجا رفت آیا جم و جامِ او
چه شد حال آغاز و انجامِ او

(۶۷ ب) ندیده کسی تا ابد زندگی
خدایی جهان راست پایندگی

نماند بکس این جهان پایدار
خدای جهانست بر یک قرار

بیا ساقی آن آب کرده عقیق
که در خون بود زو بهشتی رحیق

بمن ده که فارغ کند از غمم
رهاند ز اندیشهٔ عالمم

ذکر

غوّاص بحر معنوی حکیم پرتوی

بر رای معنی آرای دانش پذیرانِ نکته رس، و ضمیرِ مهر تنویرِ روشن ضمیرانِ صبح نفس

---

[1] تیمورنامه: ده ازحسن آواز [2] تیمورنامه: نزد تو [3] این بیت و بیت بلاحق در نسخه ام نیست،
[4] آنر: انگشت کین [5] ازروی تیموریه نامه و تمآ: روزی،

Marfat.com

پوشیده نماند که دو پرتوی هم عصر در اوّل سلطنتِ خسرو سکندر شکوه دارالوا، بادشاهِ جان بخش جهانگشا شمع دودمان نبوی، وچراغ خاندان مرتضوی شاه طهماسب حسینی صفوی گذشته اند یکی اش از ولایت استر ابین خراسان بوده شعرش طرز و قوّت پُر اشتهاری ندارد فاما صاحبِ ساقی نامه حکیم پرتوی است، تکلّف برطرف که در ساقی نامه دادِ سخنوری داده و آنچه لازمهٔ شعر و شاعری باشد در اشعارِ آن بجا آورده است، باعتقادِ این بی بضاعت معلوم نیست تا لغایة کسی باین خوبی ساقی نامه منظم آورده، و این همه شعری که در میخانه بر بیاض رفته بمتانت مثنوی حکیم مذکور بوده باشد، گروهی میگویند که فردوسی در اوّل تخلّص خود پرتوی می کرده و این (۱۶۸) ساقی نامه ازوست فاما پیش محققانِ اخبار این خبر مطلق اعتبار ندارد، و می گویند ازبسکه این مثنوی را پرتوی خوب گفته مردمان حمل بر شعر دانای طوس کرده اند، ملخّص سخن این که ابیات این ساقی نامه بلا شبه از حکیم پرتوی است و مولد آن مطلع انوار سخنوری از لاهیجان گیلانست، با شهیدی قمی و ملّا اهلی شیرازی معاصر بوده، در ایّامِ جوانی و هنگام نشو نمای زندگانی از وطن خروج نموده بشیراز آمد و شاگردی ملّا جلال الدین محمد دوّانی اختیار فرموده از برکت خدمت آن صاحب سعادت مولیتش بمرتبهٔ اعلی رسیده و در هر علمی صاحب قدرت شده بتخصیص در علم تصوّف و طریقت مهارتی تمام بهم رسانده،

در اخبار آمده که از غرّهٔ جوانی تا سلخ زندگانی اوقاتش صرفِ عاشقی و می کشی و قلندری گذشته، با این حال خالی از درویشی نبوده در آخرهای عمر توفیق الهی مانع روسیاهی او گردیده تا ترک مناهی نمود و زبان بتضرّع و زاری گشوده از حضرت باری بتوبه و انابت مغفرت مسئلت می نمود، و در ایّام صلاحیّت مثنوی بطرز حدیقه گفته الحال درمیان مردم چندان اشتهاری ندارد، مؤلف مخزن اخبار

Marfat.com

میر مختار در تالیف (۶۸ ب) خود آورده که حکیم پرتوی مکرّر سفر عربستان و حجاز کرده، و دیوانش بنظر من در آمده قریب بچهار هزار بیت است، چون سن آن افصح الفصحا بهفتاد و یک رسید در سنه احدی و اربعین و تسعمایه در بغداد سفر آخرت اختیار کرد، مدفنش در همانجاست

ساقی نامه حکیم پرتوی

دلا پرده بردار از روی کار — بستی بدر پردهٔ روزگار
بستی چو گل چاک زن پیرهن — که نتوان زدن دست و پا در کفن
چنان پردهٔ این دغا را بدر — که اسرارش از پرده افتد بدر
بکن ناخوشِ دهر بر خویش خوش — بستی ازو انتقامی بکش
بکش پردهٔ چرخِ انجم نما — که بر روی کارش[1] فتد نخیه ها
ز بیداد چرخِ مرقع لباس — علم وار دارم بگردن پلاس
ندارد بقا مهر و افسوسِ چرخ — تبه کرده این بیضه طاؤسِ چرخ
صدا هر دم آید ز دیوار و در — کزین خاکدان الحذر الحذر
ز هر در در آید غم سینه سوز — در شادمانی شده میخ دوز
درین خاکدان پریشان نهاد — که گلبرگِ دانش همه بُرده باد
نه بینی بَری بر درختانِ دهر — بجز میوهٔ جهل[2] و آلوده زهر
(۶۹ ا) حلاوت نماندست در شهدِ عمر — همه طفل جهلند[3] در مهد عمر
نه دانشوران را ز دانش بری — نه تقوی وران را بتقوی سری
عجب روزگاری گران محنت است — که بر مرده ها زنده را حسرت است

[1] ت: کار افتدش [2] آ: جل [3] آ: زهر است،

Marfat.com

مه زندگی را شده غرّه سلخ
بکام انگبینِ حیاتست تلخ،

جهان چون دلِ عاشقانِ حزین
بیکبار زیر و زبر شد چنین

ز قحط وصال و غلوی فراق
کند کارِ زهر انگبین در مذاق

بلا ریز گردیده گردون دون
شده کار دین همچو دنیا زبون

چه شاه و گدا و چه نیک و چه بد
فرومانده گانند در کار خود

چو زلفِ بتان عالم آشفته است
بهر دل سیه مارِ غم خفته است

چو در عالم هوش نبود سکون
من و عالم بیخودی و جنون

دهم همچو چشم سیه مست یار
سر و کارِ خود را بمستی قرار

بمستی ز دنیا و دین وا رهم
که این هر دو کوهند سدِّ رهم

می از نقشِ هستی کند ساده ام
رهاند ز زنگِ ریا باده ام

شرابم[1] کند از ریا صاف و بس
شرابِ آتشست و ریا خار و خس

شراب ریا سوز هستی گداز
گدا را ز شاهان کند بی نیاز

(۶۹ ب) بده می که در مذهب و کیش دل
چه کعبه چه بتخانه در پیشِ دل

بزن شیشهٔ کفر و ایمان بسنگ
بنه خشتِ خم بر سرِ صلح و جنگ

غرض را چو یکسو نهد بوالهوس
سرِ صلح و جنگش نماند بکس

مشو پای بند گلِ کفر و دین
بمستی فشان دست بر آن و این

سوی عالمِ بیخودی کن گذر
که از کفر و ایمان نماند اثر

درین بیشه پا برکش از آب و گل
که هم شیر مردی و هم شیر دل

سمندِ طبیعت فلک تاز نیست
تذروِ هوس عرش پرواز نیست

بهویی چو از شاخسارِ بقا
هما گیر خواهد شدن مرغِ ما

---

[1] آ: کند کار ت: کشد کار [2] در ت محذوف [3] انیس العشاق، غم،

Marfat.com

بزن عندلیبانه زین گلستان
صفیری بمرغانِ قدس آشیان

بکن خیمهٔ قید ازین کهنه فرش
سرا پرده برکش ازان سوی عرش

بعصفور کن دام و دانه رها
باوجِ فراغت برآ چون هما

پر و بالِ طاؤسِ بازیب و فر
بسوزد برآورچو سیمرغ پر

بکن همچو غنچه ازین باغ دل
فرو چون درختان مبر پا بگل

مشو پهن دراین چمن همچو آب
چو بادِ صبا کن برفتن شتاب

چو گل خیمه زن زین میان برکنار
که پامال شد سبزه در ره گذار

(۱۷۰) زمیخانه کن کسبِ آبِ هوا
میندار خود را ز نشو و نما

مکن دامن آلوده و دل سیاه
چو لاله درین دامگه بزمگاه

فروغی نباشد دران تیره باغ
که زاغش بود گوهرِ شب چراغ

بگوش حریفان هرزه درای
چه صوت حمار و چه گلبانگِ نای

بدنیاکسانی[1] که دین باختند
زخرمهره فیروزه نشناختند

بیاساقی ازمی مرا وارهان
که دربیخودی گردم از آگهان

بدستم ده آن آبِ آتش مزاج
که اینست افسردگان را علاج

زتحریکِ این صیقلِ غم زدا
مگر گردد آئینه ام رونما

بآبی بشویم سیه نامه را
دگرگون کنم گردشِ خامه را

بهنگامهٔ حشر با صد امید
درآیم سیه مست و نامه سفید

درِ خلوت دل به بندم زغیر
شوم عرش پرداز و لاهوت سیر

خوش آن دل که چون جام می باصفاست
محبت فزای و کدورت زداست

محبت می بیغش و دل خم است
درین بحر صد عرش و کرسی گم است

بده ساقی ان آب کوثر سرشت
کزو بشنود روح بوی بهشت

[1] بعد ازین در انیس افزوده: بده ساقی آن تلخ شیرین گوار که دارد بادجان شیرین قرار،

Marfat.com

نه آبی که نبود درو قال و قیل
سبیلِ رهِ او بود سلسبیل

(۷۰ب) بیک جام می پخته کن خامیم
به بین بعد ازان دوزخ آشامیم

بده می که طومارِ غم طی کنم
دمی پیک اندیشه را پی کنم

زرِ خویشتن را زنم بر محک
بشویم بآبِ یقین نقش شک

زری را که زد سکّهٔ پیر مغان
بکوی خرابات گردد روان

بده ساقی آن بادهٔ بُت شکن
فرو ریز در جامم آن دُردِ دَن

که بر کوه اگر زان می بی خمار
بریزی بریزد ز هم چون غبار

بذرّات اگر بر رسد زین شراب
کند ذرّه کارِ صد آفتاب

نمی گر کشد بحر ازین دُردِ درد
برآید بچرخ از تهِ بحر گرد

انا الحق ز ماهی رسد تا بماه
ز خورد و بزرگ و سفید و سیاه

وگر بحر بوی برد زین شراب
کند قطره اش کارِ صد آفتاب

بده ساقی آن آتشِ سینه سوز
که سازد شبِ تیره روشن چو روز

بیارای بزمی چو باغ ارم
عیان کن دران بزم بحرِ کرم

که مخمور و لب تشنه و مفلس ایم
سیه بخت و بی یار و بی مونس ایم

سرِ گنج یاقوت را باز کن
وزان قوتِ روحم سر افراز کن

بیا ساقی از روی علم و عمل
بِه تیزابِ[۲] می مشکلم ساز حل

(۱۷۱و) باکسیرمی گر مسم زر شود
دلِ مفلس من توانگر شود

پس آنگاه در کورهٔ[۳] امتحان
نهم تا عیاری بگیرم ازان

اگر پاک آن زر[۴] بر آید ز گاه
کند[۵] حلقه در گوش خورشید و ماه

اگر در عیارش قصوریست باز
من و بوتهٔ درد[۶] و سوز و گداز

---

۱ تر: به ۲ انیس: یک جام ۳ تر، بوته ۴ انیس: می ۵ ایضاً: کنم ۶ ایضاً: کرم ،

Marfat.com

بیا ساقی آن آب تلخ ظهور،
کزو ظلمتِ ما شود جمله نور

بمن ده ز دنیا و دین هرچه هست
که یکجرعه از دین و دنیا به است

می از نیک و بد وا رهاند ترا
ز دنیا و دین بگذراند ترا

بده ساقی آن بادهٔ لاله گون
که آرد بجوش از دل سنگ خون

چو گُل بگذرم از کف منه جام مُل
که فصلِ بهار آمد و وقتِ گُل

که تا هی زنی در ریاضِ بقا
نه گل برگ دارد نه بلبل نوا

مزن حرفِ خارج درین دایره
همه سامعه باش یا باصره[ع]

غنیمت شمر صحبتِ دوستان
که گل پنج روزیست[1] در بوستان

مهل تا بیفتد بصحبت خلل
که چون عمر صحبت بود بی بدل

مهل کاسه را بی می دُردناک[2]
که خواهد شدن کاسه در زیرِ خاک[3]

بصحبت ضروریست ای دل ادب
سخن تا نپرسند مکشای لب

(۱۷ ب) کدورت کن ازمی که این چرخِ پیر
کدورت کند آخر آماجِ تیر

مهل شیشه را بی می لعل رنگ
که ناگه زند چرخ بر شیشه سنگ

قدح نوش دایم که گردونِ دون
کند عاقبت کاسه ات سرنگون

بده ساقی آن لعلِ رخشانِ پاک
که دارد نسب از بدخشانِ پاک

گر از دستبردِ اجل واقفی
منه جام از دست اگر عارفی

وگر چون صراحیت چشمت بسر
دمی بر مگیر از پیاله نظر

که تا چشم برهم زنی چون حباب
زخود غایبی در جهانِ خراب

می کز کدورت بود بی نشان
بخارش بود ابرِ گوهر فشان

مریدی و جام باش و سبو
گهی دست این بوس و گه پای او

---

[1] تر: روزست [2] تر: زردناب [3] تر: ات زردناب، [ع] آ: ہما

Marfat.com

جز اینها مرا نیست فریاد رس
بجمورم این سه یارست و بس

بود حالِ امروز فردا همه
ز آئینهٔ جام پیدا همه

ز خطِّ لبِ جام برخوان تمام
سرانجامِ احوال خود والسّلام

زمی قوّتِ دل دهد و قوّتِ روح
درین بحر انداز کشتی چو نوح

بنورِ چراغِ می لاله رنگ
توان رفت زین دیرِ تاریک و تنگ

بده ساقی آن آب نیروی بخش
که تازم بمیدانِ افلاک رخش

(۷۲ ر) ازین خاکدان دامن افشان شوم
به نه چرخ دست و گریبان شوم

کنم سرنگون حقهٔ مکر و آز
ز سر برکشم دلقِ این حقّه باز

کنم ناخنِ ماهِ نو را زبُن
ز سر پنجهٔ این پلنگِ کهن

زمی شیرمردی که شد شیرگیر
زند شیر را همچو روباهِ پیر

وگر ترکند شیر ازین باده کام
زند بر زمین گاوِ گردون خرام

زمین را اگر برخراشد ز کین
کشد تسمه از پشت گاو زمین

وگر پشّه گردد ازین باده مست
کند پیل را در تهِ پای پست

درین بیشه مورِ شکسته کمر
کند پنجه در پنجهٔ شیرِ نر

ازین باده یک قطره و زر ما هزار
جهانی توان سوخت از یک شرار

بیا ساقی آن بادهٔ بی گزند
که زاهد فریبست و دانا پسند

بده می که این آتشِ شرک سوز
شبِ تیره بختان کند همچو روز

غنیمت شمر پنج روزه حیات
که دنیا نبخشد بقا و ثبات

شد افسرده صحبت حرارت نماند
فنا گشت سود و تجارت نماند

دریغا که ایّام فرصت گذشت
همه عمر در خوابِ غفلت گذشت

ندارم کنون غیرِ شرمندگی
ز پیرِ مغان[1] آه ازین زندگی!

[1] انیس، راه،

Marfat.com

(۱۷۲ب) سرِ خجلتِ خویش تا زنده ام
من مست درپیش افگنده ام

مگر لطفِ ساقی کند کارِ خویش
سرِ خجلتم را بر آرد زپیش

بیا ساقی و دل بدریا فگن
بدریای می کشتی ما فگن

بمی وارهان جانم از قیدِ تن
که در تنگم از صحبتِ اهرمن

بده می که سرخوش درآیم بعرش
کنم عرش را در تهِ پای فرش

وزانجا سرا پرده بالا زنم
قدم بر سرِ لا و الّا زنم

رساند مگر بادهٔ لاله رنگ
بسر حدِّ بی رنگیم بی درنگ

بدلدارِ خود قوّتِ[1] جانی خوشست
نشان دادنِ بی نشانی خوشست

رسد هر که یاقوتِ می کرد قوت
بمعنی حیّ الذی لا یموت

چو فانوس سازند از شمع دور
شود روشن از سرّ اللهُ نور

بده ساقی آن جوهرِ بی غرض[2]
که از دل غرض شوید از تن مرض

شرابی[3] که در جوهرش نیست لون
کند قطرهٔ حلّ و عقدِ دو کون

غرض[4] میکند غافل از جوهرت
غرض می برد قیمتِ گوهرت

فرو رو بدریای می چون حباب
که یابی مگر زآن[5] دُرِ کس میاب*

بده ساقی آن تلخِ شیرین گوار
که دارد باو جانِ شیرین قرار

(۱۷۳ا) می لاله گون دل ربود از برم
بدریای آتش فتاد اخگرم

بده ساقی آن جامِ[6] عنبر سرشت
که دارد شرف بر رحیقِ بهشت

بده می که از خود شدم[7] گوشه گیر
هیولای من نیست صورت پذیر

کز و گلخنِ خویش گلشن کنم
چراغِ دلِ مرده روشن کنم

غلامم کند آن می سرمدی
ز رنگِ[8] خودی بخشدم بیخودی

[1] انیس: قرب [2] از انیس، آ: غرض [3] و آ انیس: عرض [4] آ، در: گوهر کامیاب [5] انیس: آب ریاض (بجای رحیق) [6] ایضاً؛ شوم [7] ایضاً؛ ننگ

Marfat.com

سرِ کبر بیخود بپای صنم
سگِ درگهِ بت پرستانِ مست
بیک ساغر از خود رهائیم ده
شکستِ مرا کن بجا می درست
بیا چارهٔ کن که بیچاره ام
دریغا که این ره بسر رفته اند
کسی کز سرِ خویشتن بگذرد
بیا ساقی آزادیم ده ز غم
مگر رهنمای درین تنگنای
بشو گرد غم را بآب طرب
چو گشتی خراباتی و می پرست
(۳۷ ب) که این شرحِ عیاری کردگم
بیا ساقی از می امان ده مرا
بران گم شده گوهرِ شب چراغ
وگر زو نخواهی نشان دادنم
بده ساقی آن لعلِ رُمّانیم
منم در رهِ دین غباری تباه
وگر نیستم درخور این نثار
بیا ساقی از موج خیزِ قدم
که بی باده درخواب تابم نماند

به از طاعتِ رسمیان در حرم
بفتوی پاکان به از خود پرست
شکسته دلم، مومیائیم ده
مکن رشتهٔ عهد پیشینه سُست
زیار و دیارِ خود آواره ام
پی خویش از خلق گم کرده اند
بسر حدِّ او کس کجا پی برد
بریز این طلسماتِ خاکی ز هم
باین قوم گردد مرا رهنمای
که در این طلسمت گنجی عجب
مده چون سبو دامنِ خُم ز دست
فرو برده سر در گریبانِ خُم
وزان لعل رخشان نشان ده مرا
چه سان پی برم وز کِه جویم سراغ
نشان ده بدریای دُردِ دَنم
درخشنده کن زان درخشانیم
غبارم بدین آب بنشان ز راه
بزن آتش و دُود از من برآر
به بخشش در آور محیطِ کرم
ازین بیش کشتی بخشکی کِه راند

۱ه در تا: این بیت بعد بیت ثانی آمده است ۲ه تا: کنج عجم ۳ه تا: شرح عیاری کرده ام ۴ه من؛ ۵ه انیس: حریفان

۱ه انیس: بسر حده اند ۲ه ایضاً نگذرد — بسر حدِّ پاکان الخ ۳ه از انیس، آ: بخواهی ۴ه انیس: برخشانیم،

Marfat.com

بده می که در حشر کوهِ گناه
بمیزانِ عشقت کمتر ز کاه

زدوزخ چرا کس هراسان شود
که دوزخ بمستان گلستان شود

من ار آه گرمی ز دل برکشم
گریزان شود دوزخ از آتشم

ز اشکِ ندامت بروزِ جزا
دهم دوزخِ خود بسیل فنا

چو گریان شوم مست و خانه خراب
برد صد هزار آتشِ دوزخ آب

بده ساقی آن خوشگوارِ[1] بسیط
که دارم ز مرکز هوای بسیط

(۱۷۴ا) چنان ساز لایعقل و بیخودم
که یابم وجودِ دو عالم عدم

ز برقی دگر آتشم برفروز
شعور وجودِ دو عالم بسوز

گر از تفرقه دل بیابد حضور
شود نور ظلمات و ظلمات نور

بکن دیدهٔ احول کج نظر
بانگشتِ توحید هر دم ز سر

مشو غافل از حالِ ساقی دمی[2]
ز ساقی و می بر تو توحید دمی[3]

بده ساقی آن آتشِ شرک سوز
بمژگان درِ غیر کن میخ دوز

حریفان که سرِّ مگو[4] گفته اند
بالماسِ می این گهر سفته اند

چسان پرده پوشم بعیب ای پسر
که مژگانِ ساقی بود پرده در

بده ساقی آن طرفه پیمانه ام
ببرمست ازین کهنه ویرانه ام

که دیگرم از این مکدّر[5] سرا
بطرحِ مجدّد کن این را بنا

مهل[6] بیند این بادهٔ[7] خاکِ مرا
به پرور بمی جانِ پاک مرا[8]

کفن چاک و تر دامن و خشک لب
در آیم بحشر بشکلی عجب

نه بیم ز دوزخ نه ذوق بهشت
نه میلم بخوب و نه پروای زشت

نه جنت کنم جا نه دوزخ مقام
که این هر دو آمد بمستان حرام

---

[1] آ: خشک دار [2] ہ دمی [3] ہ دمی در آ محذوف در انیس مصراع ثانی این طور است: کز یشان بری سوی توحیدی،
[4] ہ و انیس: نکو [5] از انیس، آ: مکرر [6] از انیس، آ: محل [7] ہ: آب و [8] بعد این بیت در انیس: فزود:

که چون لاله گر خیزم از خاک مست هنوزم بود کاسهٔ می بدست،

Marfat.com

نه دل را ز خوبی بود مایه
(۴، ب) نه از قصر و جاهش دلم خرّمست
نه شیرم تمنّاست نه انگبین
ز میخانه آنرا که هست آنچنان
نظر بستن اولی ز غلمان و حور
بده ساقی آن لعلِ محلول را
می آن کار بر جانِ مستان کند
کشد باده برقع ز سیمای دوست
دلم را ز عشق آتشی در دل است
دلم می برد لطفِ ساقی ز دست
شرابِ خرد پرور جهل سوز
بده ساقی آن دلگزِ جان خراش
سخن چند در پرده گفتن توان
وگر منعِ من می کنی زین سخن
وگر رفت بدمستی در کلام
(۱۷۵) بیا ساقی آخر سخن شد بلند
بده می که از حرفِ هر بی ادب
مغنّی بزن نغمهٔ نو بتار
که تا هی زنی تار و پودِ حیات
نه ثابت گذارد نه سیّار را

نه جان را تمنّا از و سایه
که جای دگر کهنگلم در نمست
دها نرا نیالایم از آن و این
ز آب و هوای بهشت آنچنان
که اینها ست در بت پرستی قصور
دوا کن بمی جانِ معلول را
که آبِ روان باگلستان کند
می آرد برون مغزها را ز پوست
که عشق استخوان سوز در دلست
که دیدست معشوقِ عاشق پرست
چو رخسارِ ساقیست عالم فروز
که سازم نهانِ نهان فاش فاش
کجا مهرِ تابان نهفتن توان
بخالِ لب خود بهم مهر کن
بدندان بکش از لبم انتقام
فرو ماند از وی و هم کوته کمند
به بیهوشی می به بستند لب
رگ مردهٔ ما بجنبش در آر
به بُرّد رگ و ریشهٔ کائنات
فرو پیچد این کهنه طومار را

---

۱ آ: فقر و جاهش، آنیز: فقر و کاهش ۲ آنیس: این ۳ ایضاً: با
۴ آ: اجل ۵ آ: از

مغنّی شبی را بما روز کن
شبِ تار ما روزِ نوروز کن

سرانگشتِ مستانه بر پرده زن
صفیری بدلهای افسرده زن

حریفی که مدخل کند خواب را
بزن بر رگش نیشِ مضراب را

مغنّی بمستان هم آهنگ باش
برآور خروشی و دل می خراش

مغنّی ز هوئی ببر هوشِ من
بکش پنبهٔ غفلت از گوشِ من

بصوتِ حزین نکتهٔ چند ساز
بگوشم کن از حلقهٔ اهلِ راز

زمستی رهِ خانه گم کرده ام
نشان ده رهِ آن سراپرده ام

که انجامِ کارِ منِ نا بکار
چه باشد بدیوانِ روزِ شمار

وگر ختمِ کارم به بخشایش است
مرا هم ز امّید آسایش است

مغنّی درین پردهٔ دردناک
بکن یاد پرده نشینانِ خاک

بسا دانهٔ خالِ مشکین که مور
برون آورد هر دم از خاکِ گور

دل از خالِ مشکینِ خوبان ببر
که مور خانهٔ خاکست ازین دانه پر

بساسر و گلچهرهٔ لاله رنگ
که خاکش کشیده در آغوشِ تنگ

بساعقد دندانِ گوهر فشان
که در درجِ خاکست چون درِ نهان

بساعنبرین موی گردونِ دون
کشد موکشان از جهانش برون

بساجرعه نوشانِ خرگه نشین
که گشتند چون درد خمِ ته نشین

چه سرکز فنا کرد چون خاک پست
چه گردن کشان را ز گردن شکست

بساشه که از روی تخت بلند
بزندان تابوت شد تخته بند

بیک حمله هر لحظه صد سر زتن
فروماند آه ازین اهرمن!

۱: ره ما جز پرده ۲ آ: نه خاکست الخ، تر: نان خاکت ازین خانه پر،
۳ در آ، چه محذوف ۴ ما: کو ۵ آ: چو ۶ آ: انیس دگر، مه بعدش در انیق

افزوده: صدای حزین درچنین مرحله بود خضر پس مانده از قافله مه انیس: نشان،

Marfat.com

بیا ساقی این گفتگو تا بچند
چو از دست خواهد شدن هرچه هست
من و آن می بیغش سینه سوز
ازان بحر آنکو بود دُردکش
ازان بزم آثارِ هستی کجاست
بود ساقی خاص هر دو جهان
(۱۷۶) می بی خمار آن می احمرست
چه ساقی کوثر چه بدر منیر
وصیِّ نبی شرع رازیب و زین
بخنگِ فلک دلدلش را شرف
غباری بود نه فلک از درش
زماهی بماه ازسما تا سمک
ملایک که بر بامِ این منظرند
گدائی کنان چرخِ دریوزه گر
طوافِ درِ او کند چار عرش
برآمد شهِ اختران سروش
چو خورشید آفاق زیر نگین
ازان دم که شد کینتش بو تراب
نبی کرد ازان نسبت او را بخاک
بداند اهل زمین و زمان

بجامی من مست را لب به بند
تو باری مده جام می را ز دست
که سازد فروغش شب تیره روز
زند همچنان العطش العطش
همه نیستی و فنا در فناست
امیر و امامِ زمین و زمان
که سرچشمه اش ساقی کوثر است
چه لاهوت سیر ولایت سریر
سپهرِ کرم مطلع شرمدین
زمامِ زمین و زمانش بکف
زُحل کمترین بندهٔ قنبرش
هوادارِ خاک رهش یک بیک
ببال و پرِ او همه می پرند
بگردِ درش گشته دایم بسر
در انگشت او بسته پرکارِ عرش
دلش چون سپهر نقابت بجوش
فشانده دو عالم بیک آستین
بود خاک را فخر بر آفتاب
که پیدا بود رتبهٔ خاکِ پاک
که در خاک مخفیست گنجِ نهان

---

۱ در تا محذوف ۲ انداختن ف در آ ، ۳ تر: در سروش ـ این بیت در آ مشکوک و در آئین محذوف است

۴ از نفیس آ از زمین

Marfat.com

همه سرمه سازندازان خاکدر
(۷۶ب) بخاک درش بنده را پا بگل
نهالی زباغش عصای کلیم
زمین و زمان هردو درمشتِ او
الٰہی بحق نبی بشر
بہ پیرِ مغان وخراباتِ او
بخاک درحضرت می فروش
بمستانِ نشینان آن بارگاه
بآن خال مشکین که هرصبح خور
بجوش وخروش دل صاف خم
بخشتِ سرخم که باشد مدام
به پیمانِ پیمانهٔ مشک بو
بجمعیتِ خوشهٔ بکرِ تاک
بنوری که رخشان ز ساغر بود
بصبح جبین صبوحی کشان
بطاق و رواق فلک سای دیر
(۷۷ا) برندان یک رنگ واقع نما
بپاکان آلوده دامان مست
بمخمورِ قلّاشِ رندِ غریب
بنورِ دعای مناجاتیان

چه خیل ملایک چه خیل بشر
صدش عرشِ کرسی بهرِ گنجِ دل
دم عیسی از گلشنش یک نسیم
کلیدِ دو عالم در انگشتِ او
بعالی نژادانِ اثنی عشر
به بیت الحرام و مقاماتِ او
که بوی خوشش آورد خون بجوش
که برعرش سایند طرفِ کلاه
برو بد غبارش بجاروب زر
بمعراجِ رندان پی کرده گم
باو چار رکن جهان را قیام
بعهدی که بستم بدست سبو
که شد وقف برعاشقِ سینه چاک
بناری که در تاک مضمر بود
بانفاسِ مخمورِ آتش فشان،
به گلخن نشینانِ لاهوت سیر
که صافند و پاک از نفاق و ریا
که دارند در جیب نه چرخ دست
که در دین و دنیا بود بی نصیب
بسوزِ نیازِ خراباتیان

سه تر: کلیم سه۲ تر: بحق کرامات / سه۳ انیس: بعالی مقامات آ تر: الکرام، سه۴ در انیس ابیات نابعد را حذف کرده،

سه۵ در انیس بعدش افزوده: زهی عرش پرواز خاکی نهاد برآرنده شاهی و عدل و داد،

Marfat.com

برغول خوبان بی‌کبر و ناز
بسازندگان ملایم نواز

بهنجار بربط بگیسوی چنگ
بزنّار کافردلان فرنگ

بقانون و رگهای نالان او
به پهلوی بسیار پیکان او

به نقش و نگار دف پوست پوش
که آمد ز سر تا بپا چشم و گوش

بستر دلِ نی که با صد نوا
شد از پردهٔ غیب پرده سرا

بطنبور رسوای پرده نشین
بآن نغمهٔ دلخراشش حزین

بسرهنگی و سرگرانی عود
که از روی دست او چه دلها ربود

بزخار نورانی شمع جمع
به بربط که پروانه دارد ز شمع*

بجنی[۳] که از دامن پاک او
بود هر صباح آفتاب آب او (کذا)

بدان گردش نرگس فتنه بار
که سرگشته هر دم کند صد هزار

بزلفِ کج او که شد راست بین
کند راست او کار دنیا و دین

(۷۷ ب) بحق وفا و جفای بتان
بران شیوه جانی ده و جانستان

بخال سیه مست لبهای یار
که شد مردم دیده‌اش داغدار

بطاقین محراب ابروی دوست
که روی دل هر دو عالم بدوست

برعنائی آن بهشتی نهال
که شد سدرهٔ طوبیش پایمال

که در بزم ساقی کوثر مرا
طفیل حریفان مهل بی نوا

بگیسوی مشکین آن ماه بدر
که در سایهٔ اوست شبهای قدر

ازان می چنان کن مرا بی‌خبر
که با خویش هرگز نیایم دگر

ازان آتش بادهٔ سینه سوز
چراغ دل پرتوی بر فروز

ز خاکِ رهِ اهل بیت نبی
دلم را چو آیینه کن منجلی

---

۱ تا: سرفرازی ۲ تا: بشمع. ۳ منسوخ در آ،

Marfat.com

که گردِ گلیمی ز آلِ عبا
کند رو سفیدم بهر دو سرا

باندک نمی زان سحابِ امید
گلیم سیاه مرا کن سفید

دو عالم ازان پنج دارد نظام
بخمس المبارک سخن شد تمام

توانگر دلم کن ازین پنج گنج
مرا جز بمیزان ایشان مسنج

کتب خانهٔ دین و ایمان ما
ازین خمسه دارد رواج و بقا

ببازوی این پنج قدسی مآب
توان تافتن پنجهٔ آفتاب

ذکر

عندلیب گلستان نکته پردازی مولانا امیدی رازی

از اکابر زادهای طهرانست، اسم ایشان خواجه ارجاسپ[1] ابن خواجه شیخ علی طهرانی است اباً عن جدٍ ارباب و اکابر ولایت خود بوده اند، در بهار عمر از وطن خروج نموده بشیراز آمد و بسعادت خدمت افضل الفضلا جلال الدین محمد دوانی مستسعد گشته و شاگردی او اختیار فرموده اند، درخبر است که در اندک ایامی از توجه مولوی از شاگردان ارشد ایشان شد و در جمیع علوم صاحب قدرت گردید چنانچه زبان از توصیف مولویت آن افصح المتکلمین عاجز و بیان از تعریف موزونیش قاصر است ولیکن در علم طب آنقدر مهارت بهم رسانید که هیچ یک از شاگردان مولوی مذکور را دران فن میسر نشد و استادش نام او مسعود[2] نهاد و تخلص امیدی قرار داد گویند که جاه و سامانی که لازمهٔ اکابر است با ایشان بوده و اوقات خود همگی بصحبت و عشرت گذرانیده و همیشه فصحا و شعرا ازیشان صله می یافته اند و مردم اهل را بطریقی

[1] تحفه سامی، پدرش رئیس و کدخدای آنجا (یعنی طهران) بود، [2] بیان صاحب نفائس المآثر مویدان قول است

[1] برادرش لهراسپ و دیگری گشتاسپ نام داشت، لهراسپ بسیار خوش طبع بوده اشعار جد و هزل بسیار دارد و مناظره ترک و کبک و چندر نامه از و مشهور است (تقاویس)،

Marfat.com

رعایت می فرموده که خاطرخواه ایشان بوده باشد شاعری دون مرتبه خود می دانسته چون طبیعت عالی داشته گاهی ارادهٔ شعر گفتن می کرده هرچه می گفته خوب می گفته است،

(۸۷ب) آورده اند که اتحاد تمامی به نجم ثانی و میر عبدالباقی یزدی و خواجه حبیب الله ساوجی داشته، قصیدهٔ چند در مدح ایشان فرموده الحق که در آن قصاید آنچه لازمهٔ شعر و شاعریست بجا آورده، اشعار آبدار آن یگانهٔ روزگار بمطالعهٔ این ذرهٔ بیمقدار رسیده منظومات ایشان منشیانه است و بطرز ظهیر فاریابی حرف زده اند اگرچه بروش سلمان ساوجی نزدیکست فاما به ازو سخن کرده چرا که در شعر سلمان ساختگی بسیار است و در اشعار ایشان مطلق ساختگی نیست[۱] و ازان زبدة المتاخرین زیاده از هفده قصیده و سه غزل و یازده رباعی و ساقی نامه بر صفحه روزگار یادگار نمانده است،

مؤلف مخزن اخبار در تالیف خود آورده که میانهٔ مولانا امیدی و شاه قوام الدین نوربخشی زمانه طرح دشمنی انداخته و آن دو عزیز را بی تقصیری با یکدیگر ساخته بود چنانچه بخون یکدیگر تشنه شده بودند بتخصیص شاه قوام الدین کمر قتل مولوی بر میان جان بسته بود همیشه مترصد فرصت آن می بود و مولانا امیدی در قصیده که در مدح میر عبدالباقی صدر گفته است درین چند بیت اظهار این معنی نموده است،

اشعارِ کنایه نسبتِ شاه قوام الدین نوربخشی

(۱۷۹) مدحیم چو طی شد بشنو حکایت از ری
دیوانه که تدبیر در وی نکرد تاثیر
دیوانه که افسون سازد جنونش افزون
دیوانه ایست پرفن دیرینه دشمن من
قتلش بچار مذهب جایز چو قتل افعی

دیرانه ایست در وی دیوانه ایست عاقل
دیوانه که زنجیر او را نساخت عاقل
دیوانه که مجنون شاگرد اوست حاصل
از وی مباش ایمن وز من مباش غافل
دفعش بهفت ملت واجب چو دفع صایل

[۱] تقابل الماثر: از دوست اسفزاری که از خوش طبعان روزگار است مشهور است که می گفته که اگر قصاید او را درمیان قصاید خواجه سلمان بنویسند اگر کسی انتخاب نماید اشعار مولانا را نقل خواهد کرد،

Marfat.com

بتحقیق پیوسته که آن عندلیب گلستان نکته دانی در سلخ زندگانی در وطن خود طهران متوطن شد و در انجا باغی طرح انداخت و در پرداخت آن حدیقهٔ کمال لسعی بجا آورد و باغ امید نام آن بوستان نهاد، امّا هنوز نهال امیدش بار و رنگشته بود که شاه قوام الدین[1] نوربخشی فرصت یافته بنابر کینه دیرینه به جمعی از نوربخشیان اشاره نمود تا غافل بر سر او ریختند و بدرجهٔ شهادتش رسانیدند عمر آن دیباچهٔ دیوان نکته پروری از شصت و پنج تجاوز نکرده بود که ودیعت حیات بموکلان قضا و قدر سپرد. افضل[2] نامی تاریخ فوت آن مرحوم اینچنین یافته و در سلک نظم کشیده که این ضعیف درین اوراق پریشان بریاض برد

تاریخ فوت مولانا امیدی

نادر العصر امیدی مظلوم — که[3] بناحق شهید شد ناگاه
(۹ب) شب بخواب من آمد و فرمود — کای ز شرّ[4] درون من آگاه
سال تاریخ فوت من باشد* — آه از خون ناحق من آه

۹ ۲ ۵

شاقی[5] نامه مولانا امیدی

حریفی که این نیلگون خم ازوست — شراب طهور و سقاهم ازوست

(بقیه حاشیه صفحه ۱۲۷) [1] ر: واجب [2] آ ر: ضایل ،

(حاشیه صفحه ۱۲۸) [1] تحفه سامی: شبی جمعی بر سر او ریخته بقتلش رسانیدند بعضی مردم نسبت این امر شنیع بنوربخشیه کردند ،
[2] آتشکده (صفحه ۲۰۰): "افضل طهرانی که از تلامذه او (یعنی امیدی) ست" از تحفه سامی مستفاد می شود که نامی تخلص اوست [3] آتشکده و تحفه سامی و نفایس المآثر: حال [4] ایضاً: بهر تاریخ قتل من بنویس [5] آتشکده: ساقی نامه گفته هرچند بسیار مختصر است، امّا اشعار بلند متین دارد" [6] نفایس: کو ،

Marfat.com

درین بزم ساقی گلچهره ایست
که هر ساغری را ازو بهره ایست

شرابی که ساقی سرمست داد
بهر دست جامی که بایست داد

رحیقی که ساقی خود کام ریخت
باندازهٔ کام در جام ریخت

بیا ساقی آن رشحهٔ سلسبیل
که نور کلیمست و نار خلیل

بده تا فروغش علم بر زند
بهشتی من آتش اندر زند

مغنّی تو هم بر کران گیر عود
که این آتش از من برآورد دود

توکین ساز پرسوز دلکش زنی
توانی که آبی بر آتش زنی

بیا ساقی آن تلخ شیرین گوار
که شیرین کند تلخی روزگار

بمن ده که تلخست ایّام من
ز ایّام من تلخ تر کام من

نشاید کشیدن درین تنگنای
باندازهٔ آرزو دست و پای

نشاید نهادن درین سنگلاخ
بکام دل خویش گامی فراخ

بیا ساقی آن جام گیتی نما
که از جم رسیدست دورش بما

(۱۸۰) بمن ده که دوران گیتی مدام
زدستی بدستی رود همچو جام

بیا ساقی آن مومیائی خاص
که یک قطره دارد ازو صد خواص

بمن ده که از ایّام گردون دون
فتادم درین خاکدان سرنگون

بیا ساقی آن آفت عقل و هوش
بیا ساقی آن لعبت لعل پوش

بمن ده که بیهوشیم آرزوست
بیکران هم آغوشیم آرزوست

بیا ساقی آن آتش توبه سوز
چراغ گناه مرا بر فروز

که این آتش آنجا که روشن شود
خرابات وادی ایمن شود

بیا ساقی آخر بیاسا دمی
دمی زیستن بهتر از عالمی

---

۱ آتش (۲۰۲) ۲ از آن یکی قطره اکسیر صد خواص

Marfat.com

بیا تا قدحهای پر می کشیم — لبالب کنیم و بپایی کشیم
بیا ساقی آن بکر بیکساله را — گرانمایه یاقوت سیّاله را
بده گرچه در کیش هشیار و مست — نشاید کشمدن بیکساله دست
بیا ساقی آن رطل پیمان شکن — که با وی درستست پیمان من
بمن ده که از توبهٔ ناقبول — ملولم ملولم ملولم ملول،
بده[۱] ساقی آن چشمهٔ لعل ناب — که بیمین زمین است و زرّین حباب
روان کن که بر[۲] جویبار روان — بروید گل و بشفگد ارغوان
(۸۰ ب) بیا ساقی آن آفتاب منیر — که در سایه پرورد دهقان پیر
برآور ز برج خم لعل فام — که عمر آفتابیست بر طرف بام
بیا ساقی امشب که رندان مست — شکستند در میکده هرچه هست
لبالب کن آن لب شکسته سفال — که خورشید را جا دهی در هلال
بیا ساقی آن جام گیتی فروز — چراغ شب و روشنائی روز
بمن ده که شد روزگارم سیاه — خلاصم کن از گردش مهر و ماه
بیا ساقی آن راح راحت فزا — که کیفش نباشد کم از کیمیا
بمن ده که چون نشأ انگبخت می — کم از کیمیا کی بود کیف وی
بیا ساقی آن گوهر ناب را — گرانمایه یاقوت سیراب را
بمن ده که چون گیرمش در دهن — شود کهربایم عقیق یمن
بیا ساقی آن آب یاقوت فام — ملامت گر اهل ناموس و نام
بمن ده بگلبانگ رود و سرود — که نتوان ازین بیش شرب الیهود
بیا ساقی آن طرفه دُرج بلور — که یابد ازو ستر دلها ظهور

۱ آ: سیّاله ۲ ایضاً: بیا ۳ ایضاً: در ۴ آتشکده: اتباه

Marfat.com

بنه بر کفم، فالِ فیروز گیر
که روشن شود بر تو ما فی الضمیر

بیا ساقی آن جام لب ریز را
که رسوا کند اهل پرهیز را

(۱۸۱ا) بمن ده که تا کاسه بازی کنم
کهن دلق خود را نمازی کنم

بیا ساقی آن کیمیای بقا
که قارون بیکدم شود زر و گدا

به چون من گدای دهِ آن[1] سو بهین*
درم ریزی دستِ بی آستین

بیا ساقیا آن سهیل یمن
که گردد ازان سرخ رو انجمن

بیا ساقی آن نوشدارو که دوش
تو نوشیدی و شد زمن عقل و هوش

بیا ساقی آن تلخ بسیار شور
بآشوب نزدیک و آرام دور

بیاور که یک سر فتاد اتّفاق
طلوعِ سهیلِ یمن در عراق

سهیلی که آفاق خرّم ازوست
نشاطِ دلِ اهلِ عالم ازوست

فغان کاندرین لاجوردی قفس
چو من بلبلی را گرفته نفس

دریغا که درصحن این کهنه باغ
چه[2] آوازِ قمری چه آوازِ زاغ*

خصوصاً درین خانهٔ پرفسوس
چه گلبانگ بلبل چه بانگ خروس

چو شد یاوهٔ یاوه گویان بلند
امیدی لب از نکته سنجی به بند

خروسِ سحر چون بر آرد خروش
چرا بلبلِ مست گردد خموش

سقاک الله ای ساقیِ سیم ساق
لبا لب زمی کرده زرّین ایاق

بیاور آن جامِ آئینه گون
که روشن شود زو درون و برون

(۱۸۱ب) سزاوارِ بزمِ جهان داورست
که آئینه آئینِ اسکندرست

جهان گرچه پر آدمی و پریست
سلیمان سزاوارِ انگشتریست

---

[1] آ: اندم به بین، [2] ایضاً: چو آوای قمری چو غوغای زاغ،

Marfat.com

ذکر

میرزا اشرف جهان قزوینی

آن شمع دودمان مصطفی، و آن نهال بوستان آل عبا ولد ارجمند و خلف سعادتمند قاضی جهان است، و این قاضی جهان میر نورالهدی نام داشته و یکی از اکابر دارالموحدین قزوین بوده است، در عهد فریدون حشمت جمشید جاه، سکندر شکوه دارا سپاه، شمع دودمان نبوی، چراغ خاندان مرتضوی، شاه طهماسب حسینی صفوی وزیر اعظم ایران شد و خطاب قاضی جهانی از ان جمجاه فلک بارگاه یافت، در اندک ایامی نسبت بندگیش در خدمت آن بادشاه فلک قدرت خورشید منزلت بجای رسید که بین السطور بر فرامین عالی ایشان می نوشت، گویند که یک نوبت شاه عالم پناه منع آن جرأت فرمود، قاضی جهان از استماع این امتناع پای استغنا در دامن صبر پیچیده ترک وزارت نمود، چون دو سه روز برین مقدمه گذشت شاه دانست که محتاج بخدمت اوست و مهام سرکار بی وجود (۱۸۲) او سرانجام نمی گیرد دیگر باره آن زیبندهٔ مسند وزارت و زینت دهندهٔ سریر وکالت را بالطاف بادشاهانه وعنایات خسروانه مفتخر و سرافراز گردانیده رخصت داد که هرچه بخاطر آن یگانهٔ زمان رسد در فرمان عالی شان درج نماید، امّا چون قرة العیون قاضی جهان بس رشد و تمیز رسید جمعی از معاندان بعرض اشرف اقدس فرمان روای ایران زمین رسانیدند که آن نوباوهٔ بستان سیادت یکی از ارباب تعصّب اهل تسنّن است، شاه بعد از استماع این خبر بنا بر تعصّبی که آن سلسله را در مذهب خود می باشد ازان منبع فصاحت و بلاغت بغایت مکدّر شد، و از نظر کیمیا اثرش انداخت، بهر تقدیر در حین حیات و بعد از ممات والد خود از سعادت ملازمت بادشاهی و تفاخر بندگی

Marfat.com

شاهنشاهی بی بهره ماند، چون سن شریفش بچهل و دو رسید در روز عرفه در سنه احدی وستین وتسعمائه ودیعت حیات را بموکلان قضا وقدر سپرد،

برای عقده کشای نکته پردازان انجمن سخنوری وبلبلان گلبن نشین گلستان نکته پروری پوشیده نماند که هنگام تحریر ذکر مرزا اشرف جهان سرگردانِ عدمِ اشعارِ دیوانِ آن یگانه زمان بود از عنایت بی غایت ایزد سبحان (۸۲ ب) و الطاف بی نهایت ملک منّان این ضعیف را باعزیزی که صادق القول بود ملاقات واقع شد، چون بر مقدمهٔ تحریر این حقیر اطلاع یافت اعلام نمود که من دیوان ایشان را دارم و آن نسخه ایست که میرزا اشرف خود بران گذشته و تصحیح داده است، فی الفور آن ابیات را بنظر این محقر[1] درآورد، عدد آن سوای ساقی نامه که درین تالیف بر بیاض می رود هشتصد و پنجاه و پنج بیت برآمد[2]، و همان عزیز نقل کرد که این دیوان را میرزا جعفر در قزوین از من گرفت در اندک ایامی غزل بغزل تتبع نمود، و روزی بمکتب خانهٔ مولانا خلیل قاری که یکی از قاریان مشهور قزوین است آمد، دران روز میرزا احسابی و ضمیری اصفهانی نیز دران مسجد تشریف داشتند بدیشان اعلام نمود که دیوان میرزای مرحوم را تتبع نموده ام، پاره از اشعار خود بران خردمندان خواند و گوش هوش آن فصحای عصر خود را از دُرر آبدار خویش گرانبار گردانید، آن سه عزیز بعد از استماع ابیات رنگین آن سخن آفرین آواز تحسین باوج علّیین رسانیدند، مولانا ضمیری بعد از استحسان یاران دُرّ از دریای دل برلب آورده سفتن آغاز کرد و گفت در مقابلهٔ این فرد میرزا اشرف جهان (۱۸۳ ا) چه فرموده آید؟ جعفر بیگ گفت: کدام؟ او این بیت خواند بیت

---

[1] ت آ: مختصر [2] بقول آتشکده ص۲۱۴ مصنف دیوان هزار بیت ترتیب داده بحساب عبدالنبی خان صد ابیاتش بشمولیت ساقی نامه ۹۶۷ بیت است، [3] مذکوره تحفه سامی در صحیفه پنجم،

Marfat.com

اوراق گل زحرف وفا ساده یافتم بر حال بلبلان چمن خون گریستم

چون جعفر بیگ بر متانت این بیت مطّلع شد از گفتهای خود پشیمان شده در ساعت اوراق اشعار خود را در آب آن حوض که با عزیزان مذکور بر کنار آن نشسته بود شست و ازین کمال انصاف بود که آن منصف طبیعی بهندوستان صاحب سیف و قلم شد و رتبه اش در بندگی فرمان روای بحر و بر، شهریار فریدون فر، سکندر ظفر، جلال الدین اکبر بادشاه غازی بمرتبه اعلی رسید و خطاب آصف خانی یافت و بعد از ارتحال و انتقال آن بادشاه ستاره سپاه بسعادت بندگی صاحب اقبال سکندری، نور مردم دیدهٔ اکبری، شایسته سریر کشورستانی، چمن آرای گلشن صاحبقرانی، خسرو فلک قدرت، خورشید کلاه، شاه **نور الدین محمد جهانگیر** بادشاه، مستسعد گردید، و در بندگی آنحضرت بمرتبهٔ بزرگ و صاحب جاه شد که کم کسی از مردم ایران را در هندوستان تا آن زمان آن حالت دست داده بود و در ایام دولت شعرهای خوب گفت، عدد ابیات ایشان سوای اشعار ایران قریب بسه هزار بیت باشد که در (۸۳ ب) هند الحال در میان مردم است و از انجمله دو هزار بیت مثنوی ست که در برابر خسرو شیرین گفته و آنرا نورنامه نام کرده است تکلّف بر طرف که دران مثنوی کمال نزاکت بکار برده و شاعری کرده است، چند بیت ازان کتاب که مناسبتی بسیاق این کلام داشته باشد درین اوراق بر بیاض می برد تا صدق قول خود بر همگنان ظاهر سازد،

ساقی نامه میرزا شرف جهان

عجب مانده ام زین خم نیلگون که صد[1] گونه رنگ آمد از وی برون

[1] دیوان شرف کتابخانه پنجاب یونیورسٹی (نمره 18/ . ۱۱ i م **Marfat.com** بعد علامتش شب است هر دم صدای غم آرد،

خفایس، صد گونه رلک از وی آید،

Marfat.com

جهان راست آئین ناداشتی
فلک زود خشمیست دیر آشتی

درین باغ کش خار شد دلخراش
منه دل تماشاگر باغ باش

گذر کن ازین منزل پُرستیز
تو برخیز ازو تا نگویند خیز

اگر رفت سرمایهٔ گل ز دست
غنیمت شمر پنج روزی که هست

چه گوئی ز عمرو ز ایّام او
میر با چنین کوتهی نام او

فزون[1] جست عمر از دگر سروران
سکندر که کم زیست از دیگران

بگیتی کسی یافت عمر دو بار
کزو ماند نام نکو یادگار

بود کوشش ما ز روی قیاس
چو پیمودن راهِ گاهِ خراس

که گردد سحرگاه تا وقت شام
در[2] اوّل قدم شامگاهش مقام

(۱۸۴) نه بینی[3] درین تنگنا همدمی
که بردارد از خاطرِ من غمی

دریغا ز[4] یاران صاحب نظر
که بودیم یک چند با یکدگر

دریغا ز یاران خاکی نهاد
که رفتند زین خاکدان همچو باد

بصحبت همه شمع مجلس فروز
چو انجم شب آورده باهم بروز

همه روز در بوستان یارِ هم
چو گلها شکفته بدیارِ هم

دریغا که این دیدهٔ خونفشان
نه بیند[5] کنون هیچ* ازیشان نشان

دمی چند گفتند و خامش شدند
زیادِ حریفان فراموش شدند

یکی نیست زان غمگساران همه
من و غم که رفتند یاران همه

ببالین چسان سر نهم تو بتاک
حریفان همه کرده بالین خاک

کند کنج تنهاییم دل هوس
ندارم سرِ همدمان بیش و کم

اگر راست پرسی سرِ خویش هم

---

[1] کذا در آ و ب و ش و دیوان شرف کتابخانهٔ رامپور (علامتش در مابعد شرف) ، نفایس و مز افزود شب : به نفایس: بر
[2] نفایس: شب : نبینیم اکنون

---

[3] نفایس: دریغا که بینی
[4] نفایس: دریغا که از
[5] نفایس: دریغا که بینیم اکنون

Marfat.com

دریغا که پرده نشینانِ راز
نرفتند جای که آیند باز

ز آشفتگی چون بران خاکِ[1] درد
فتادم چو خاک و نشستم چو گرد

بران خاک فریاد کردم بسی
بگوشم نیامد جوابِ کسی[2]

بسا نو که کهنه شده در جهان
همان کهنه پیر جهان نوجوان

(۸۴ب) ولا عبرتی گیر از حالشان
فروشو زمانی در احوالشان

بگیر آتشی از سفالینه جام
زن آتش در اوراقِ دفتر تمام

منه دفتر شعر زین پس به پیش
مکن همچو دفتر سیه روی خویش

چه خسپیم ایمن درین مرحله
که ماندیم تنها و شد قافله[3]

نماند درین مرحله هیچ کس
تفاوت بود لیک در پیش و پس

گذشته چنان شد که گویی نبود
رود نیز آینده چون رفته زود

پس و پیش این راه چون[4] اندکیست
رونده اگر پیش گر پس یکیست

ز یاران دو گامی اگر واپسیم
نه بس دیر مانیم بدیشان رسیم

ندانیم زینجا کجا می رویم
چرا آمدیم و چرا میرویم

دریغا که نا برده راهی بجا
بناکام باید شدن زین سرا

ندانسته[5] راز جهان می رویم
چنان کامدیم آن چنان می رویم

ز اندیشه خون شد جگرها بسی
ولی حل نه کرد این معما کسی

کس از سرِّ این پرده آگه نشد
خرد را بدانش بدو ره نشد

(بقیه حاشیه صد ۱۳۵) آتشکده (صد ۲۱۵) و نفایس: نمی بینید اکنون ۴ه ایضاً: ندارم،

(حاشیه صد ۱۳۶) ۱ه ایضاً: فرش ۲ه آ: نافذ ۳ه آتشکده، آ: رفت، ۴ه شر: کر، شپ: چون

۵ه ترسیر، آ: سیرش، شر: دیگر پس، شپ: وریس، آتشکده: اگر پس،

۶ه شپ: راه ۷ه شپ، آ: چرا آمدیم و چرا می رویم، نفایس: مثل متن

۸ه نفایس دارد بعد از بیت ۶ تا ۱۴ محذوف در نفایس،

Marfat.com

شرف تا کی از نا امیدی سخن
زامید گوی و دلم تازه کن

سخن چند گوئی زاندوه و درد
سخن بشنو این طرز را در نورد

(۱۸۵) مجو رهنمائی ز پندار عقل
که این کار عشق است نی کار عقل

مجو غیر عشق و ره عقل پوی
همه عشق را باش و از عقل گوی

چو با عشق گردد دلت آشنا
شود از صفا جام گیتی نما

اگر رخت در کوی پستی بری
ازین نیستی ره بهستی بری

چه خوش گفت پیر خرابات دوش
گرت محنتی هست جامی بنوش

بنه بر کف آئینهٔ جام را
که در وی به بینی سرانجام را

همان به که افتی به میخانه مست
بشوئی بمی دست از هرچه هست

بیا ساقی بزم مستان بیا
بیا قبلهٔ می پرستان بیا

بیا وین دم نقد فرصت شمر
مباوا که فرصت نیابی دگر

بده می که عمرم بغفلت گذشت
بده انتظارم که فرصت گذشت

بمستی دمی آشنایم ده
وزین خود پرستی رهایم ده

بده ساقی آن آب آتش وشم
بریز آتشی بر سر آتشم

که چون کوزهٔ نو بر آرم خروش
می[۱] از گرمی من در آید بجوش

می همچو روح از کثافت بری
بنور مه و تابش مشتری

عقیقی شرابی چو لعل مذاب
که باشد جگر گوشهٔ آفتاب

(۱۸۵ ب) چو بر دست ساقی درخشان شود
از و سینه چون شاخ مرجان شود

چو عکس افگند بر فلک نور آن
فتد از دو خورشید دل در گمان

ز شیشه فروزنده آن[۲] محض نور
چو یاقوت رخشان ز درج بلور

[۱] قیاساً 'آ: استاد، تا، بیداد شر، بیداد شب: سد، ۲ شب هن ۳ شب: چون عکس' عدد بیت ۱ تا ۶ در نفایس

[۲] بعد بیت در نفایس افزوده: بر آور بروبم در بن جای تنگ بخشت سرخم در نام و ننگ

Marfat.com

زمین گر چشد زان می خوشگوار
زمستی شود چون فلک بیقرار

رسد[۱] قطرهٔ گر بچرخ برین
فتد تا ابد بیخبر بر زمین

شرابی که جان را بود سازگار
نه دردِ سر آرد نه رنج خمار

می بی خمار آن می احمر است
که سرچشمه اش ساقی کوثر است

ازین[۲] می که مجلس بر آراستیم*
ولای علی ولی خواستیم[۳]

بیا ساقی آن آب یاقوت رنگ
کزو لعل گردد بفرسنگ سنگ

بده تیرگی از دلم دور کن
دلِ تیره ام را پُر از نور کن

بیا ساقی آن تند[۴] سرکش بیار
کمیتی که داری بمیدان در آر

چوگلگون می سوی میدان شود
دو اسپه غم از دل گریزان شود

بیا ساقی آن زعفرانی شراب
که جامش سزد ساغر آفتاب

چو[۵] ریزی بجام آن می زرد فام
تراود چو کاه در سهٔ زر ز جام*

بیا ساقی آن خون رنگین تاک
که خون غم و غصه ریزد بخاک

(۸۶ر) بمن ده که در[۶] دور گیتی مدام
درین بزم خون می خورم همچو جام (۸۶ر)

برافروز از بادهٔ لعل جام
که شد صحن باغ از خزان لعل فام

بده[۷] ساقیا تا بجوشم چو می
برقصم چو دیوانه بی چنگ و نی

بیا ساقی آن بزم مستور[۸] را
همان مایهٔ شادی و سور را

بمن ده که عقلش بکابین دهم
وزین پشت کوز جهان وا رهم[۹]

بده باده و ترک اندیشه کن
خرد را که دیوست درشیشه کن

بزن راهی ای مطرب دلربا[۱۰]
که افتادگان را در آرد ز جا[۱۱]

---

۵ نفایس: جکد — جون زمین ۵۲ تا: ازین جاز خورشیدی خواستم ۵۳ بیت در نفایس نیست ۵۴ نفایس: نور ۵۵ از خنروشب د نفایس، در آ فقط چو ریزم بجام و مابعدش را حذف کرده و در تا جلد اش محذوف ۵۶ شب و نفایس: از ۵۷ در نفایس بعدش افزوده ـه مگر خون به را کمیدست نا ـه کاشنه رخش سرخ یاقوت وار ۵۸ از بیجا بقدر یک ورق نسخهٔ راسپور ناقص است،

۵۹ شب، سرسور، آتشکده و نفایس: بشور، ۶۰ شب و آتشکده و نفایس: بیاساقی آن مست مستور را، و صور بجای سور)
۶۱ بعدش در نفایس افزوده: ازان پیش کین چرخ آیینه رنگ زند شیشهٔ هستی ما بسنگ ۶۲ شب و نفایس. خوش زمانه ۶۳ شب: پا ۰

Marfat.com

چه خسپی بزن نغمهٔ دلنواز
که در پیش داریم خوابِ دراز

درین هفت قلعه که زندان ماست
زشش سو ستاره نگهبان ماست

برون آرم از دم صفیری بلند
که یابم نجاتی ازین هفت بند

پیاله ز جائی خبر می دهد
که نی ز آشنائی خبر می دهد

بیا و زمانه فراموش کن
بیا و زمانی زنی گوش کن

نوائی به راز کهن می کند
اگر گوش داری سخن می کند

سرودِ مغنّی به آواز نرم
بجوش آورد خون دلهای گرم

(۸۶ ب) بیا ساقی آن آب رنگین حباب
که باشد حبابی ازو آفتاب

بمن ده درین کاخ فیروزه رنگ
بفیروزی شاه فیروز جنگ

زهی شیر دل اردشیر جهان
کزو تازه شد عدل نوشیروان

چو در بزم جوید می لعل فام
سزد ماه ساقی و خورشید جام

ز نوردش نیم تاب آفتاب
زبحر کفش نه فلک یک حباب

حبابش ز رفعت عدیل سپهر
ضمیرش جلا بخش مرآت مهر

بچوگان چو او ترک تازی کند
بگوی سر خصم بازی کند

همای که از همتش یافت فر
کشد بیضهٔ آسمان زیر پر

بود نقد اقبال در مشت او
کلید در فتح انگشت او

بریدی بود ماه در راه او
فلک پرده داری بدرگاه او

قضا ناوک انداز از شست او
گریبان اقبال در دست او

۱ب شپ: برآر از دم لے (نی) / ۲ب درشپ ترتیب این دو مصراع بعکس متن است ۳ب زمانی زنی نغمه
۴ب شپ، سه: مار نور (نه ایاز نور ؟) شر: را بجا براز ۵ب شر شپ، آ: سرودی ۶ب در شپ
بعدش این شر آورده سه عدد بند طهماسپ بمرسخای خدیو فلک ساه خورسند رای ۷ب شپ، نه
۸ب نفایس، راه ۹ب بیت ۶ تا ۹ محذوف در نفایس، همین طور ابیات مدح را از زهی شیر دل الخ (سطر ۱۲)
تا آخر ساقی نامه قلم انداز کرده است.

Marfat.com

مه اندر شبستانِ او یک چراغ
فلک از افق تا افق نیم ایاغ

اساس کرم آنچنان کرد پی
که حاتم بساط کرم کرد طی

کف خود چو در بزم خود برگشاد
همان حاصلِ کون بر باد داد

بعزّت سلاطین گردون شکوه
به پیش کمر بسته مانند کوه

شده درگهت بوسه گاه سپهر
غبار درت سرمهٔ ماه و مهر

(۱۸۷) سرشتت از عدل وجودت وجود
زهی صورتِ معنی عدل وجود

بفرّاش تو از علوّ جناب
دهد خیمه گردون طناب از طناب

مه و خور تقابل چو پیدا کنند
دو گل میخ زرّین هویدا کنند

همه گشته حیرانِ تصویر تو
شده موی از فکر تقریر تو

چو کلکت نهد دانهٔ مشک فام
همه طائر معنی آرد بدام

بشیرین کلامی تو آن خسروی
که طرز کهن یافت از تو نوی

ز گفتار سعدی شیرین سخن
دو بیت مناسب زمن گوش کن

منم آن کهن بندهٔ بادشاه
که جز سایهٔ او ندارم پناه

چرا باید از ضعفِ جانم گریست
که من گر ضعیفم پناهم قویست

شرف طی کن اظهارِ افگندگی
چو جوزا کمر بند در بندگی

برین در بود بنده صد آفتاب
که از ذرّه چون تو گیرد حساب

فراتر منه از حدِ خویش پای
بر آور باخلاص دستِ دعای

ترا باد یارب بحقّ قدیر
مبارک چو هر عید عید غدیر

---

۱ شپ: بحر ۲ شپ: زهی ۳ شپ: چشم ۴ آ: حساب، شپ: حباب ۵ آ: کل تقابل، شپ: خور تفاوت ۶ شپ، آ: ز، بعد این بیت در تا و شپ این بیت است ـ
چه صورت کشیدی که صورت گران چو صورت بمانند حیران دران ۷ شپ: نصر (تغییر؟)،
۸ شپ: بارگاه ۹ شپ، تو ۱۰ شپ: خاتم ـ در شپ اشعار مابعد را حذف کرده،

Marfat.com

میرزا جعفر آصف خان در صبوحی کردن شیرین فرموده

صباحی از سعادت بسته آئین — چو بختِ خسرو و رخسارِ شیرین
(۸۷ب) درود دل برمرادِ خویش پیروز — به شیرین عید و بر پرویز نوروز
چو صبحِ عارضِ خورشید بی شب — چو مه جام از پی نورش لبالب
گذشته در گلستان برصنم شب — اثر از شبنم می بر گلِ لب
شبش بالین و بستر بوده از گل — بخوابش گرده از افسانه بلبل
لبش از می رخش از حسن سیراب — صبوحی کرده گویا در شکرخواب
زده در چشم بندی نرگسش دست — نموده هم خمار آلوده هم مست
نسیم از روی مهرش کرده بیدار — که دریابد صفای صبح و گلزار
ز نوشین جامِ شب در چشم ساقی — اثر از میَ چو می در شیشه باقی
نمازی کز صراحی شب قضا شد — بوقتِ صبح از گردن ادا شد

ذکر

والی وادی آزادی میرزا قاسم گون آبادی

آن دیباچهٔ دیوان نکته دانی و آن بلبل گلبن نشین معانی بشرف حسب و نسب آراسته و بمزید علم و ادب پیراسته بوده و در فهم و فراست در عهد خود عدیل نداشته در شعر و عروض و معما سرآمد عصر خویش گشته، اسم او محمد قاسم است، بحسب جاه و نیوی بمیرزا قاسم اشتهار یافته و تخلص خود قاسمی نموده، مولد آن عندلیب

[1] از اینجا تا ص ۱۴۲ س ۸ منقول از تحفهٔ سامی با اندک تغییر، در شمار و ترتیب مصنفات گونا بادی هم تتبع او کرده آما احوال این مصنفات از غیر اوست و بیشتر که از خود مؤلف میخانه باشد،

Marfat.com

گلستان نکته پروری از جنابدا ست واز اولاد امیر سید (۸۸ و) جنابدیست که پیشوا
ومقتدای آن ولایت بوده وهمین جنابدا ست که الحال درخراسان بگون آباد
مشهور شده، بتحقیق پیوسته که برادر میرزا قاسم امیر ابوالفتح دران ایام باوجود
علوشان بمضمون بلاغت مشحون الفقر فخری عمل کرده بطریق ائمه کرام علیه السلام
اوقات می گذرانیده، ودرویش نهادی وخوش اعتقادی او زیاده ازانست
که به تحریر راست آید، وقاسمی نیز باوجود تقرب شاهی وعنایت شاهنشاهی
گوشهٔ فقر از دست نمی داده وهر قسم شعر می گفته وهمه را خوب می گفته، بتخصیص
در مثنوی گفتن فرید زمان ونادرهٔ دوران خود گردیده ودر بحر شاهنامه حسب الحکم
جمجاه انجم سپاه شمع دودمان نبوی شاه طهماسب حسینی صفوی شهنشاه نامه نظم کرده
است تکلف برطرف که دران مثنوی داد سخنوری داده واشعار معاصران خود
برطاق نسیان نهاده است، عدد ابیات آن کتاب نه هزار بیت است که در دو
دفتر مرقوم قلم مشکین رقم خود فرموده است، دفتر اول آن چهار هزار ودوم پنجهزار
بیت است، چنانچه صدق این مقال ازین چند بیت که در دفتر اول وثانی
مثنوی بیان کرده با (۸۸ ب) تاریخ اتمام آن نظم ظاهری شود نظم (۸۸)

چو در نامه کردم علم خامه را — رقم بر دو دفتر زدم نامه را
پس از مدتی کاخترم داد کام — یکی زان دو صیدم در آمد بدام
چنان خواهم از فضل پروردگار — کزان دیگری کردم امیدوار
کشم نقشی از کلک مانی پسند — کزان صورت چین شود بهره مند
نکوتر کشم زانکه نقاش چین — کشد نقش آخر به از اولین
بود عقد این گوهر آبدار — ز روی عدد چار باره هزار

۱ب تر: میر، ۲ب عبارت تحفه این است: اولاد امیر سید.... مقتدای آن ولایت بوده، حالا نیز برادر او امیر ابوالفتح در شهر خود بران کار مشغول است اما میر مذکور (یعنی قاسمی) باوجود علوشان.... اوقات می گذراند، حاصل اینکه مرجع کلام قاسمی ست نه ابوالفتح، ۳ب رجوع کنید بحواشی.

Marfat.com

بلطف از سر نظم اگر بگذری | | روان پی بتاریخ آن آوری

در دفتر دوم چنین ادا کرده :-

گهرها که آورده ام در شما | | شمارش بود پنج باره هزار
بود در سوادم ز نیک اختری | | طلب سال تاریخش از مشتری

دیگر از منظومات آن بلبل بوستان سیادت کتاب لیلی و مجنون است که آن را نیز بنام فرمان روای ایران شاه طهماسب بهادر خان باتمام رسانده ، عدد ابیات آن نظم دو هزار و پانصد و چهل است ، چنانچه در آخر آن کتاب این معنی را با تاریخ بدین طریق ادا می نماید نظم

چون یافت تمام این معمّا | | کاسمیت نموده بی مسمّا
(۸۹۹) تاریخ دی از ره معانی | | نظم از لیست گر بدانی (؟)
عقد گهرم که گشت حاصل | | باشد دو هزار و پانصد و چل

دیگر از تصنیفات آن شاه بیت مجموعه سخن گستری کتاب کارنامه است که آن را نیز در بحر لیلی و مجنون حسب الامر شاه گیتی پناه طهماسب شاه نظم ساخته و عدد اشعار آن نسخه بهزار و پانصد رسیده ، آن را در عرض سه هفته بر بیاض برده ، چنانچه دران کتاب می گوید نظم

این نامه که از زبان خامه | | کردم لقبش نگارنامه[1]
چون ماه دو هفته اش در ایام | | در عرض سه هفته دادم اتمام
این عقد گهر که شد سر آمد | | باشد عددش هزار و پانصد
تاریخ تمام این معانی | | ظل ابدیست تا بدانی

دیگر کتاب خسرو شیرین ترتیب داده و آن نظم را بنام خلف ارجمند و ولد سعادتمند دُرّ صدف شرف رسول رتب جلیل شاهزاده تهماسب بن شاه اسمٰعیل باتمام رسانیده

[1] کاتب آن "کارنامه" را حک کرده به نگارنامه مبدل ساخته است

Marfat.com

است و عدد ابیات آن کتاب سه هزار بیت است چنانچه در آخر آن بدستور کتابهای دیگر اظهار این معنی نموده و تاریخ ختم آن بیان فرموده است، نظم

گهرهایم که زاد از بحر توفیق | سه بار آمد هزار از روی تحقیق
چو سر زد از قلم این فیض جان بخش | (۸۹ ب) که چون آبحیات آمد روان بخش
ز غیب آمد ندا حدیثی بر زبانها | که شد تاریخ سالش فیض جانها

سوای این کتابها اشعار متفرقه از قصیده و غزل بسیار دارد که آنها همه مطلوب و مرغوب اهل دانش گردیده است،

بر رای گیتی آرای دقیقه شناسان سپهر سخنوری و ضمیر بیضا تاثیر قافیه سنجان ردیف نظم گستری پوشیده نماند که بانی میخانه عبد النبی فخر الزمانی تمام منظومات میرزا قاسم از اول تا آخر ملاحظه کرده ازان کتب دو ساقی نامه بسامان از شهنشاه نامه او بنظر درآورد که یکی از انها در مثنوی خود بنام شاه ستاره سپاه در دفتر اول مرتب ساخته و دیگر در دفتر ثانی باسم خواجه حبیب الله وزیر پرداخته بود، ساقی نامه را که بنام جمجاه دین پناه تمام کرده بود مناسب بسیاق این کلام دانسته درین اوراق پریشان ثبت نمود،

ساقی نامه میرزا قاسم گوناباوی

دلاگر نسیم خزان شد وزان | بهارست و میخوارگان در زمان (کذا)
(۱۹۰ ا) چمن از خزان پر نقش و نگار | خزانی چنین بهتر از صد بهار (۱۹۰ ب)
درختان ز باد خزان جلوه ساز | چو طاؤس رعنا بجولان ناز
چمن سرخ و زرد از ورقهای شاخ | چو از پرتو تابدان صحن کاخ

۱ آ: نظم،

Marfat.com

چه غم گر خزانست و از پی دی است
که دی را بهار دگر در پی است

چو نرگس بتان در تماشای باغ
بروی چو گل جمله چشم و چراغ

بهار و خطِ گل رُخان مشکبار
خزانیست سرمایهٔ صد بهار

خزانست و برگ و زان سرخ و زرد
رُخِ زرد باید بمی سرخ کرد

نظر کن[۱۲] که تا نرگسِ می پرست
کشادست چشم از شرابست و بس

ز زهدِ ریائی پریشان دلم
پریشان دل از زهدِ بیحاصلم

دلم هر دم از آرزوی شراب
خورد غوطه در بحرِ خون چون حباب

بجویم نشاط دل از دور دون
می عیش ازین ساغرِ سرنگون

دل آمد بسوی قدح مایلم
دعای قدح حرزِ جانِ دلم

چرا جامِ صهبا نگیرم بدست
چو نرگس کنم صرفِ می هرچه هست

دلم را بمی چاره سازی کنم
دران دلقِ تقوی نمازی کنم

نهم زیرِ شاخِ خزان جام پیش
در آئینه بینم رخِ زردِ خویش

(۹۰ ب) بیا ساقی آن نوخط گلعذار
بسبزه بر آراسته لاله زار

خزانست و می ده مرا پیش ازان
که همچون بهاران نماند خزان

ز جو برده برگِ خزان تاب را
زده صیقل آئینهٔ آب را

تو هم کن ازان آب گلگون کرم
کز آئینهٔ دل برد زنگ غم

بیا مطربا زان نی هفت بند
برآوازه کن هفت چرخ بلند

بلب نه دمی در دمِ[۱۳] بنده ساز
بدم چون مسیحی[۱۴] مرا بنده* ساز

خزانست ز ایام گل یاد کن
چو بلبل می نغمه بنیاد کن

نی خشک کو نغمهٔ تر دهد
نهالیست کاندر خزان بر دهد

---

۱۲ مصراع ثانی را در آ به نقاط اشک و زده است ۱۳ در آ محذوف و در آ مشکوک ۱۴ آ: دم مسیحا مرا زنده

Marfat.com

بیا ساقی آن راحت روح را
مداوای دلهای مجروح را

بمن ده که رنجورم و ناتوان
گل زردِ من کن بمی زعفران

خزانی چنین، فرصت از روزگار
بهار و جوانی غنیمت شمار

بغفلت مده زندگانی بباد
مکن بر خزان و بهار اعتماد

مغنّی کجائی نوائی رسان
دلم را ز قانون شفائی رسان

چه قانون که تقویمی از فتح باب
بر و هر طرف جدول از سیم ناب

بود صفحهٔ اهل دل را ندیم
نشانهاء مسطر بر و تار سیم

(۱۹۱) قلم گشت مضراب و آتش زمار
چه نالی که نالد چو نی زار زار

بیا ساقیا باده آماده کن
ز لعلِ لبت نقلِ آن باده کن

ازان نقل و می (دور از اغیار) ده
ولی می کم و نقل بسیار ده

ازان می به برگردِ غم از دلم
وزین نقل کن مست و لایعقلم

بزهر شرابم سرافگنده کن
ببرجان ز نقلم ولی زنده کن

چو می طرفه شمعی فروزان زباد
چه بادی که آتش زند در نهاد

چو نی چهرهٔ از دَم افروختی
مرا مغز در استخوان سوختی

بدل داغها دارم از روزگار
ننالم چرا همچو نی زار زار

بیا ساقیا ز آب حیوان بگوی
زلالی ز سر چشمهٔ جان بجوی

چه حاصل مرا ز آب نایاب خضر
مرا دُرد جامست به ز آب خضر

مرا کام ده زان لبِ آبدار
که هم نقل و هم می بود در شمار

که جان پیشِ لعل تو آسان دهم
زلالِ خضر بینم و جان دهم

بیا مطرب آن چنگ همچون کمان
چو ابروی خوبان بلای زمان

---

(۱۹۱) این بیت را در آ به نقاط شک آورده است — تہ و ابار بجای زار ۲ تہ، چه (بجای جو) ۳ تہ، ہر ۴ تہ، دان،

Marfat.com

چو زلف خودش پایه[1] ناز کن
دو صد تارش از زلف خود[2] ساز کن

کمانی بصد زه در آور بکار
که تیرش بود نغمهٔ جان شکار

(۹۱ب) چه تیرش که ناکرده جان را خبر
کند در دلِ بی نوایان اثر

بیا ساقی و پُر می آور قدح
که از دل برد غم فزاید فرح

قدح چیست چشم و چراغِ دلم
گلِ سایه پرورد باغِ دلم

قدح باشد آن عینکم در نظر
که باشد در و باده نورِ بصر

دعای[3] قدح بر لبم در فرح
منم چون دعا بر لبم آن قدح

ز قانون دمادم دلم می بری
که دارد نشانی ز بالِ پری

ببالی چنین عزم پرواز کن
بسویم گذر از سرِ ناز کن

بیا ساقیا کز تو ام می پرست
دلم برده سودای لعلت ز دست

لبت نوش داد از طریقِ عتاب
مرا داروی بیهوشی در شراب

بجامست بود جان و دل مایلم
خطِ جام شد حرزِ جان و دلم

گر خطّ جام آیتِ سجده بود
کرمی کرد پیشش صراحی سجود

معنّی مرادف بود دوستی
در و نغمه مغز یست در پوستی

چه دف؟ ماهِ رخسار آزاده ایست
دو صد نقش دارد ولی ساده ایست

ز دستش منه همچو انگشترین
که یک خاتم است و هزاران نگین

مرا[4] بی دفت چون گلِ دف بباغ
بهین سینه چاک و جگر داغ داغ

(۹۲ا) بیا ساقی آن ارغوانی قدح
که لبهاش[5] ناید* همه از فرح

ز لب گیر بازو بمن ده بناز
مرا کن ز آب خضر بی نیاز

دلم چون صراحی بی پُر درست[6]
که در سجده افتم بشکرانه چست[7]

---

[1] ترجمه: پایه باز [2] ترجمه: ساز [3] ابیات محذوف است
[4] ... [5] ... [6] ... [7] ...

Marfat.com

بمیخانه پُر ساز پیمانه ام
به برست ازین کهنه خمخانه ام

مغنّی بدل کن به نی سازِ عود
که عودِ تو از من برآورد دود

چو مجمر مرا بر فلک دود آه
ز دودِ دلم عالمی شد سیاه

ز عودِ تو چون مجمر افروختم
بجانم فتاد آتش و سوختم

زن آتش ز بادِ نی‌ام در نهاد
وزان باد خاکسترم ده بباد

بیا ساقی ای خضرِ راهِ نجاد[1]
سکندر بدانش سلیمان بداد[2]

ثریّا سریرِ فلک بارگاه
گلِ باغ اقبال طهماس شاه

فلک پای تختش ز اقبال و بخت
گدایانِ او صاحبِ تاج و تخت

قباد احترام فریدون حشم
سفالِ سگانِ درش جامِ جم

درش کعبهٔ حاجتِ اهلِ دل
ولی طوفِ دلها کند متّصل

ز اربابِ حاجت بلطفِ عمیم
حجش بر درِ خانه باشد مقیم[3]

برحمت بر اهلِ زمین و زمان
بود آیت رحمتی ز آسمان

(۹۲ ب) ز خلقش رسد گر به بستان نوید
همه نافه بار آورد خشک بید[4]

بملکِ دل آنکس بود بادشاه
که او را بود خیلِ دلها سپاه

بدورانِ او نیست در روزگار
کسی مردم آزار جز چشمِ یار

ز عدلش چو کارِ جهان گشت راست
بجز شمع دود از دلی برنخاست

بدورش[5] ازین گنبدِ آبنوس
نتالد ز دستِ کسی غیر کوس

که نوبت زن از وی برآرد خروش
ز بس مژدهٔ فتح آید بگوش

کسی را جز اندیشهٔ خطِّ یار
نباشد بر آئینهٔ دل غبار

بچشمِ کم از باز آئین ستیز
نظر در کبوتر کند تیز تیز

---

[1] ر: نژاد [2] ر آ: نهاد [3] ر: نقش [4] آ: مشک [5] این بیت در ر محذوف و در آ به نقاط مشکوک آمده است

Marfat.com

کبوتر زنم کرده منقار باز | چو نرگس کند حلقهٔ چشم باز
همای بود چتر وی سایه سای | دران سایه مهر فلک کرده جای
کسی کندرین سایه گیرد پناه | شود ایمن از گرمی حشرگاه
جمالش که جان را تسلّی دهد | نشان از فروغ تجلّی دهد
بدورش بجز نرگس بی بصر | فرو ناورد هیچ پس سر بزر
چو خورشید بخشد گهر بی عرض | دران خواهد از لطف بیچون غرض
چو مه سیم پنهان دهد شب بسی | که ممنونِ لطفش نباشد کسی
(۱۹۳) کفش را مخوان جز صدف در کرم | که یعنی نگردد سیه از درم
اگر سیم فرساید از مشتِ او | چو سیماب ریزد در انگشتِ او
بجود و کرم در جهان سرفراز | چو خورشید دستِ نوالش دراز
چو خورشید کو آسمان را گرفت | بشمشیرِ احسان جهان را گرفت
بود سایهٔ لطفِ حق در حساب | دران سایه گم صد هزار آفتاب
چنین سایه بر زمین از خدای | چه حاجت همایش پر سایه سای(؟)
چنین بادشاهی بدانش سمر | نبود و نباشد بعالم دگر
نظیرش ز آب ار شود کامیاب | سپهر افگند سرنگونش در آب
بدوران عدلش ز بیداد و کین | فلک دست کوتاه کرد از زمین
بود فتنه ز آواز تیغش بخواب | که خواب آورد بیشگاه آواز آب
بخاک ار کند تیغ خونریز پاک | دمد لاله تا روز محشر ز خاک
اگر وصفِ تیغش نگارد بنِ قلم | زند از قلم آتش اندر علم
چو سازد زره بر بدن استوار | نظیرش نیاورده در چشمه سار

لہ این بیت در نسخهٔ نیست و در آن به نقاط شک آورده است لہ در متن ندارد.

Marfat.com

مه رایتش ز آسمان کامیاب
کند پنجه در پنجهٔ آفتاب

به تیغ از سرکی[1] کند پوست باز
که سازد ز خود زرش طبل باز

(۹۳ب) به تیغ و سنانش که چون آذر است
خلیلست و آتش کلیم و عصاست

اتاقه بسر بهر پیرایه اش
هلالیست[2] خورشید در سایه اش

همای[3] که در سایه اش یافت بار
بود سایهٔ سایهٔ کردگار

ز بیداری بخت این جم جناب
بود فتنه چون چشم خوبان بخواب

جوان و جوان دولت و ارجمند
بدانش بزرگ و بهمت بلند

سزد گر فلک حرف عدلش روان
کند نقش بر طاق نوشیروان

باطلاق او عدل شد سربلند
که بودی بزنجیرها پای بند

می بزم او خرمی را دلیل
بهشت و سر چشمه سلسبیل

چو شد مطرب بزم وی نغمه ساز
چو ساغر گرفت از سر عیش و ناز

فگند از ادب زهره دف را ز دست
ز قوس قزح چنبرش را شکست

فلک کرد مینای خود سرنگون
که گشت از شفق دامنش لاله گون

الهی ز دوران ملالش مبادا!
کمالی که دارد زوالش مبادا!

بیا ساقی آن بادهٔ لعل فام
که در شیخ ملت نباشد حرام (کذا)

بمن ده که دوران آن سرور است
که پی بر پی شرع پیغمبر است

ازین پیش اگر شیشه در تاب بود
دلی پر ز خون از می ناب بود

(۱۹۴ا) بدوران وی کرد خالی دلش[5]
دران[6] گشت حل عقدهٔ مشکلش

بیا ساقی از کف بنه جام ناب
که نشنیدم آتش دلی را ز آب

---

۱ تر: کین، ۲ تر: هلالست، ۳ ده تر محذوف، ۴ تر: در
۵ تر: دلش ۶ تر: وزان،

Marfat.com

مرا آرزوی لبت در سر است — بده می که نقل از میم خوشتر است
بیا مطرب ای ماهِ چین و چگل — که بس ابروت[۱] طاقِ محرابِ دل
مکن چنگ ساز از برای دلم — بمحراب دیگر مکن مایلم
بیا ساقی اکنون که دل بی غمست — مده[۲] می که نوشین لبی[۳] همدمست
لبش بین و دیگر مگو از شراب — مده پیشِ آبِ خضر زهرِ ناب
مغنّی دلم در نظر نغز نیست — که در پوستش بهره از مغز نیست
مدارش چو آئینه در نغمه پیش — میوشان زمن ماهِ رخسارِ خویش
بیا ساقی از می فراموش کن — زلعلِ لبت غارتِ هوش کن
چه حاجت مرا بادهٔ خوشگوار — که مستیِ لعلت ندارد[۴] خمار
مغنّی زمضرابم از جا مبر — مزن بر رگِ جانِ من نیشتر
زگیسوی چنگم پریشان مدار — مده یادم از تارِ گیسوی یار
بیا ساقی ای[۵] از دو لب نوشِ دل — بزهر شرابم مبر هوشِ دل
مرا کز غمت ناتوان شد مزاج — زعنّابِ لعلت مرا کن علاج
(۹۴ب) مغنّی منه لب به نی دمبدم — که می آیدم جان بلب زین الم
نخواهم بسوی خودت لطف و ناز — که صد چشم دارد بروی تو باز
بیا ساقی از بادهٔ لعل فام — مکن[۶] چون دمم بیش ازین تلخ کام
دلم برده عنّابِ لعلت ز دست — تو از باده مستی من از نقل مست
مغنّی زچنگ از توانی مگوی[۷] — زپیرانِ نشاطِ جوانی مجوی
چه پیری که در کارِ او صد شکست — زهر تار دارد عصائی بدست
بیا ساقیا زان لبِ دلنواز — مرا ساز از نقل و می بی نیاز

۵۱ آ: ابروت ۵۲ تر: بده ۵۳ آ بسر (بسر) ۵۴ تر: نیارد ۵۵ تر: از دو لبت ۵۶ تر: بکن چون دلم ۵۷ تر: بگوی ۵۸ در آ: نی

Marfat.com

که پیشِ لبِ چون می لعلِ فام
بود نقل و می بر حریفان حرام

مغنّی ز زلفت گره باز کن
ز تاری چنین دلبری ساز کن

نخواهم که بوسد لبت را نیاز
بود بهر نظّاره ات چشم باز

مغنّی ز قانون ملالم مپرس
پریشانی و شرحِ حالم مپرس

کنارِ من از دیده دریا نثار
که قانون چرایت بود در کنار

بیا قاسمی ختم کن بر دُعا
که حاصل شود از دعا مُدّعا

الا تا بود نوبهار و خزان
نسیم صبا در گلستان وزان

جهان بادشاهِ جهان را بکام
چو دورِ فلک دولتش مستدام

(۱۹۵) فزون تر شود هر دمش اقتدار
بدینسانکه ایّامِ فصلِ بهار

بر اندیش را نخلِ جاه و جلال
چو روزِ خزان رُو نهد در زوال

ذکر

نادر العصری مولانا وحشی یزدی

شاعری متین و نکته پردازی رنگین است، اشعارش اکثر بطرز وقوعست الحق که این فن را خوب ورزیده و هرچه گفته تا خنی بر دل می زند، مولدش از بافق است و این بافق دهی از اعمال یزد است، در اوّلِ جوانی و عنفوانِ زندگانی که هنوز واردات غیبی ریشه فیضی باندیشهٔ او نداده و از سرچشمهٔ فیضِ نامتناهی الهی لبی تر نکرده بود از وطن خروج نموده بکاشان آمد و در انجا بکتب داری مشغول

Marfat.com

شد، گویند که دران وقت محمد سلطان نام شخصی حاکم شهر مذکور بوده در ایام حکومت او اهل نظم رعایت بسیاری می یافته اند و شعر و شاعری در شهر مذکور رواج تمام داشته است، عزیزی که گفتار او نزد این محقق اخبار اعتبار تمام داشت باین لب تشنه وادی خبر نقل کرد که من قریب بیک سال علی الاتصال در عین نشو و نمای وحشی در خدمت او می بودم، روزی بتقریبی ازان عندلیب شاخسار بوستان فصاحت و بلبل هزار دستان انجمن بلاغت پرسیدم که اسم شما چیست (۹۵ ب) و باعث وحشی تخلص نمودن خدام کیست، آن مربم نهٔ جراحت عشاق و تسکین ده خاطر ارباب فراق در جواب این تحقیق گفت که اسم من شمس الدین محمد است دران ایامی که من در کاشان بکتب اری اشتغال داشتم شعر نمی گفتم فاما برادرم قبل از من شعری گفت و هنوز مبتدی بود که از عالم رفت، چون در سواد مذکور دیدم که موزونیت اعتبار سرشاری دارد در مقام انتظام نظم شدم و اول بیتی که گفتم و بدان اشتهار یافتم این بود شعر

اگرچه هیچ ندارم بجز سر گلی دارم چو شب شود ز سر خویش شعلی دارم

القصه این بیت رفته رفته بسلطان مذکور رسید همین تقریب مرا بحضور طلبید، چون بملازمت او رسیدم بار اول که چشم برمن زرد حقیر نظرش در آمدم گفت این وحشی شعر می تواند گفت، حضار مجلس گفتند: بلی آن بیت از ین وحشی است چون برادرم قبل ازین وحشی تخلص می کرد و درحضور سلطان نیز همین خطاب مخاطب شدم بنابران وحشی تخلص کردم و آنچه اشعار برادرم بود همه را داخل دیوان خود نمودم تا بنظر هرکس برسد بداند که اشعار بی تخلص از برادرم و با تخلص ازمن است،

---

۱ ر: شاق ۲ در آ محذوف

Marfat.com

کلیات اشعار وحشی بنظر این محقّر[۱] درآمده، کتاب فرهاد شیرین که در برابر (۹۶) خسرو شیرین شیخ نامی گرامی گفته است قریب به دو هزار بیت است[۲] و خلد برین که در مقابله مخزن اسرار نظم کرده قریب پانصد بیت باشد فاما هیچکدام را بانجام نرسانده است، دیوانش قریب بچهار هزار بیت است ترجیعی که بروش ساقی نامه گفته درین میخانه بعوض مثنوی بر بیاض برد امید که در نظر اهل هنر خارج ننماید،

بتحقیق پیوسته که این غزل در حالت نزع گفته الحال بر لوح مزار او که از سنگ رخام است نقش کرده اند[۳] غزل[۴]

کردیم نام زد تو نابود و بود خویش | گشتیم هیچکاره ملک وجود خویش
من بودم و نمودی باقی خیال دوست | رفتم که پرده بکشم از نمود خویش
غماز در کمین کهر های راز بود | قفلی زدیم بر در گفت و شنود خویش
گو جان و سر بره غرض ما خیال تست | حاشا که ما زیان تو خواهیم و سود خویش

درین پنجاه و دو ولیعت حیات را بموکلان قضا و قدر سپرده، مدفنش در محلهٔ سربرج یزد در برابر زیارت شاهزاده فاضل که برادر امام الجن و الانس امام رضا علیه السلام است واقع شده ملا قطب شده باف بجهت تاریخ فوت او این قطعه گفته

تاریخ فوت

وحشی آن وستان سرای معنوی | گشته خاموش و بهم پیوسته لب
از غم لب بستن وحشی کشاد | در پی افسوس گفتن بسته لب
(۹۶ ب) سال تاریخش چو جستم از خرد | در جواب من کشود آهسته لب
دست بسرای دریغا گفت و گفت | بلبل گلزار معنی بسته لب

۹۹۱

[۱] محقر: صاحب مخزن الغرایب قریباً ممدیت این مثنوی را در کتاب خود درج فرموده است و انتخابی بر یک مثنوی دیگر هم زده که نامش ناظر و منظورات و از همین وحشی ست، [۲] رجوع کنید بحواشی ۵ مخزن: بود و نبود ۵ آ: ساقی [۳] مخزن: رضای ۵ آ: فاضل،

Marfat.com

یکی[۱] از اکابر نیز فرموده :- نظامی ز پا فتاده*

۹۹۱

ساقی نامه وحشی

ساقی بده آن باده که اکسیر وجودست | شوینده آلایش هر بود و نبودست
بی زیبق و گوگرد که اصل[۲] زر کانست* | مفتاح در گنج طلاخانه جودست*
بی گردش خورشید کم[۳] و بیش جوازت* | کان زر از و هر چه فرازست و فرودست
قرعی نه و انبیقی حلی نه و عقدی | در بوته گداز زر و نی نار و نه دودست
سیماب در و عقد وفا بسته با آتش | وز هر دو عجب این که نه بود و نه نمودست
هم عهد در و سود و زیان همه عالم | وین طرفه که در وی نه زیانست و نه سودست
در عالم مستی[۴] که ز هستی* بدر آیم | ما را چه زیان از عدم و از وجود ست

ما گوشه نشینان خرابات الستیم
تا بوی میی هست درین میکده مستیم

مطرب بنوای تو ره بیخبران زن | ما جامه دران ره جامه دران زن
آورد خمی ساقی و پیمانه بران[۵] زد | تو نیز بجو ساز خود و زخمه بران زن
آن زخمه که بی حوصله از شحنه هراسد | خنجر کش و زخمش بدل بی جگران زن
(۱۹۷) این نغمه برآور که فتد مرغ هوائی | زان رشته گره بر پر بی بهره پران زن
بانگی که کلاه از سر عیوق در افتد | بر طنطنه کوکبه تاجوران زن
این میکده بقفست و سبلیت شرابش | برهم زن صلابی زکران تاکیان زن
بگذار که ما بیخود و بدهوش بغلتیم | این نغمه مستانه بگوش دگران زن

---

[۱] در ت : محذوف [۲] ت : زر و کالنست [۳] ت : خانه وجود [۴] تا الستیم خرابات
[۵] و این بیت در ت محذوف [۶] هستی که ز صورت [۷] تا ره ما [۸] ت : دران

Marfat.com

ماگوشه‌نشینانِ خراباتِ الستیم
تا بوی میی هست درین میکده مستیم

ساقی بده آن می که زجان شور برآرد | بردارِ انا الحق سرِ منصور برآرد
آن می که فروغش شده خضر رهِ موسی | آتش زنهادِ شجرِ طور برآرد
آن می که افق چون شودش دامن ساغر | خورشید زحیلت شب دیجور برآرد
آن می که چو نه مانده فشانند زخاکش | صد مرده سرمست سر از گور برآرد
آن می که گر آهنگ کند بر درِ ماتم | ماتم زشغف زمزمهٔ سور برآرد
آن می که چو تفسنده کند طبع فسرده | صد العطش از سینهٔ کافور برآرد
آن می مگسی ده که بمیخانه نرفتست | تا آن میش از مست زمستور برآرد

ماگوشه‌نشینانِ خراباتِ الستیم
تا بوی میی هست درین میکده مستیم

(۱۰۹ب) کو مطرب خوش نغمه که آتش اثر آید | کان نغمه برآرد که زجان شور برآید
آن نغمه که سرمی و میخانه کند فاش | تا زاهد پیمانه شکن شیشه گر آید
آن نغمه که چون شعله فروزد بدرِ گوش | زراه نفس بوی کباب جگر آید
آن نغمه که چون کام نهد برگذرِ هوش | جان رقص کنان برسرِ آن رهگذر آید
آن نغمهٔ شیرین که برد روح بپرواز | مانند مگس کو بسلام شکر آید
آن نغمه بحال که درکوی خموشان | هر ناله اش از عهدهٔ صد جان بدر آید
زان نغمه خبر ده بمناجاتی مسجد | نه آنکه چو ما از دو جهان بیخبر آید

ماگوشه‌نشینانِ خراباتِ الستیم
تا بوی میی هست درین میکده مستیم

---

۵ ۱۰ ۱۵ ۲۰

۵ ۱۰ ۱۵ ۲۰

۵ ۱۰ ۱۵ ۲۰

دیریست که ما معتکفِ دیرِ مغانیم — رندیم و خراباتی و فارغ زجهانیم
لای تهِ خُمِ سندلِ سرساخته یعنی — ایمن شده از دورِ سر کون و مکانیم
چون کاسه شکستیم نه پُر ماند و نه خالی — بی کیسهٔ بازارچهٔ سود و زیانیم
ما هیچ بها بنده کم از هیچ نیرزیم — اینست که اندر گرو رطلِ گرانیم
شیریم سر از زحمتِ ساطور کشیده — قصّاب غرض را نه سگ پی دکانیم
پروانه از شعلهٔ ما داغ ندارد — هر چند که چون شمع سراپای زبانیم
(۱۹۸) هشیار شود هر که درین میکده مست است — ما گر اینند چنین ما نه چنانیم

ما گوشه نشینانِ خراباتِ الستیم
تا بوی میی هست درین میکده هستیم

رندان خرابات سر و زر نشناسند — چیزی بجز از باده و ساغر نشناسند
بیخود شده و برده وجود و عدم از یاد — در ویش ندانند و توانگر نشناسند
رطلی که بغلطنده[۱] نشناسند دگر هیچ — دَور فلک و گردش اختر[۲] نشناسند
یا بند که در ظلمتِ میخانه حیاتیست — آن چشمه که دیدست سکندر نشناسند
یاران که از ار نظر بسته زصیدند — غیر از نی چون خون کبوتر نشناسند
دشنام و دعا را بر ایشان دمیی نیست — شادی زغم و زهر زشکر نشناسند
هستند شناسای می و میکده چون ما — فردوس ندانسته و کوثر نشناسند

ما گوشه نشینانِ خراباتِ الستیم
تا بوی میی هست درین میکده هستیم

تا راه نمودند بما دیرِ مغان را — خوش میگذرانیم جهانِ گذران را
از مغبچگان بس که درو غلغل شادیست — نشنیده کسی آوازهٔ اندوهِ جهان را

[۱] ت: بقلطنه، [۲] ت: اخطر،

Marfat.com

دیری نه، بهشتی زمی[1] و مغبچه دروی
(۹۸ ب) آن دیر که هر مست که آنجا گذر اندا[خت]
دیری که سر از سجدهٔ بت باز نیاورد
مسجد نه که در وی می و میخانه نگنجد

از کوثر و از جام فراغت دل و جان را
خود گم شد و گم کرد ز خود نام و نشان را
هر کس که در و خورد یکی رطل گران را
صد جوش درین راه همین آب و همان را

ما گوشه نشینان خراباتِ الستیم
تا بوی میی هست درین میکده مستیم

ترسا بچه کز می و جامش خبرم نیست
کافر شدم از بس کنمش سجدهٔ بت پیش
ناقوس نوازم که مناجاتِ بت اینست
آنجا که خیالیست نمودار سر دار
گر خدمت خنزیر کند امر چه تدبیر
شیخی پس صد چله پی دختر ترسا
ترسا بچه گو باده ازین مست ترم کن

خواهم برمش نام ولی آن جگرم نیست
اینست که زناری ازو در کمرم نیست
در حلقهٔ تسبیح شماران گذرم نیست
پایم شد و گم گشت و سر اغی ز سرم نیست
گیرم رهِ خدمت که طریق دگرم نیست
آن کرد ازو غیرت دین بیشترم نیست
تا بستن زنار بگویم خبرم نیست

ما گوشه نشینان خراباتِ الستیم
تا بوی میی هست درین میکده مستیم

(۹۹) گر عشق کند امر که زنار به بندیم
صد بوسه بهر تار نهیم[2] از سر تعظیم
گر صومعه داران مقلد نه پسندند
در صدق محبت بود این پیشه وگرنه
بر لب تری باده و خشک از نم او حلق

از زنار مغان بر سر بازار به بندیم
تسبیح ملک بر سر هر تار به بندیم
هر چند کشایند دگر بار به[3] بندیم
آن به که ز دعوی در گفتار به بندیم
پیداست چه طرف از درِ خمار به بندیم

[1] ت: و [2] ت: نهم [3] ت: نه

Marfat.com

آن باده خوش آید که جوآید بدرِ گوش | راهِ سخن مردمِ هشیار نه بندیم
ما گوشه نشینانِ خراباتِ الستیم
تا بوی میی هست درین میکده مستیم

خواهیم که شب جمعه ز خانهٔ خمّار | آییم بدرِ صومعهٔ زاهد دین دار
در بشکنم و ازپسِ هر پردهٔ زرقی | بیرون فگنم از درِ او صدبت پندار
تا خلق بدانند که او را صنمی هست | آیاتِ کلامِ صمدش بر در و دیوار
مردانِ خدا زخت کشیده بکنارند | چیزی بمیان نیست مگر جبّه و دستار
این صومعه داران ریائی همه زرقند | بس تجربه کردیم همه رند قدح خوار
می خوردنِ ما عذر گنه کردن ما خواست | برمست نگیرند سخن مردمِ هشیار
ما گوشه نشینانِ خراباتِ الستیم
تا بوی میی هست درین میکده مستیم

(۹۹ ب) رفتم بدرِ مدرسه و گوش کشیدم | حرفی که به انجام برم پی نشنیدم
صد اصل سخن رفت دلیلش همه مدخول | از شک و گمانی به یقینی نرسیدم
بس عقده که حل گشت بر و هیچ نبسته | یک در نکشودند ز صد قفل و کلیدم
گفتند درون آی و به بین ماحصلِ کار | غیر از ورقی چند سیه کرده ندیدم
گفتند که در هیچ کتابی نه نوشتست | هر مسئله عشق ز ایشان طلبیدم
جستم می منصور و سر حلقهٔ مجلس | آن می طلبی گفت که هرگز نچشیدم
دیدم که درو دردسری بود و گر هیچ | با دُردکشان باز میخانه دویدم
ما گوشه نشینانِ خراباتِ الستیم
تا بوی میی هست درین میکده مستیم

---

۱ منقول از ریاض العارفین ۲ ت: بیت الصنمی ۳ ر آ: همان ۴ ت: ز،

Marfat.com

المنّت للّه که ندارم ز رو سیمی
کز بخل خسیسی شوم، از حرص لئیمی

شغلی نه که با غیر برد مائدهٔ خلد
باید ز پی جان خود افروخت جحیمی،

نه عامل دیوان و نه پا در گل زندان
نه بستهٔ امیدی و نه خستهٔ بیمی[1]

مائیم همین خلقی و پوشیدن دلقی
یک گوشهٔ نان بس بود و پارهٔ گلیمی

بهر شکمی گوست پی مزبله مزدور
در یوزهٔ هر سفله بود عیب عظیمی

آنجا که بود سیری چشم و دل قانع
ده روز بسازم نه به قرصی که به نیمی

(۱۰۰ ا) گر روح غذا کرده ازان باده که ما راست
صد سال توان بود به تحریک نسیمی

ما گوشه نشینان خرابات الستیم
تا بوی میی هست درین میکده مستیم

دارم بزبان شکوهٔ از اهل زمانه
کو مطرب سازی که بگویم ترانه[2]

خواهم که سرآوازهٔ از باده بسازم[3]
کارند بیازار به آواز چغانه

سر کندن و انداختنش را چه توان گفت
مرغی که نه آبی طلبیدست نه دانه

در عهد که بود دست و که یکبار شنود دست
تاریخ زمان هست فسانه به فسانه

بلبل هدف تیر نمودن که پسندند
خاصه که بود بلبل مشهور زمانه

جز عشق و محبّت گنهم چیست که کردم؟
ای تیر غمت را دل عشّاق نشانه!

ساقی سخن مست درازست بده می
تا در دهد سر شکوه کشد پا زمیانه[4]

ما گوشه نشینان خرابات الستیم
تا بوی میی هست درین میکده مستیم

گر شکوه آمد بزبان، بزم شرابست
باید که بشویند ز دل، عالم آبست

زینش نتوان سوخت که از خویش ببالد
آن مرغ که در روغن خود گشته کبابست

---

[1] تر: لیمی آ: سیمی، [2] تر: بترانه [3] تر: سلام [4] نسخه حاشیه آ: کرانه،

Marfat.com

گر قهقهه‌اش نیست مخوان مرغ ملولش — آن کبک که آرامگهش جای عقابست
(۱۰۰ ب) ابری برسد روزی و جانش بتن آید — آن ماهی تفسیده که در آب سرابست
پا در گلم و مقصد من دور و خرم لنگ — تا چون برسم؟ زانکه رهم جمله خلابست
وین طرفه که بارم همه شیشست و پر از می — وقتی که شود شیشه تهی کار خرابست
گو خضر که تا باز کند چشم و به بیند — میخانه و خمها که پر از بادهٔ نابست

ما گوشه‌نشینانِ خراباتِ الستیم
تا بوی میی هست درین میکده مستیم

میخانه که پرورده‌ام از لای خم او — باد است سر من خاک کف پای خم او
حیفست بزیر سر من بر سر من نه — آن خشت که بودست سیلای خم او
در خدمتم آنجا که برای گل تسبیح — خاکی مگر آرم بکف از لای خم او
سوری وچه سوریست[1] که در عقد من آمد — بنت العنب آن بکر طرب‌زای خم او
جای بنمایم بتو چون بحر محیطی — با خود ببرمت گر بتماشای خم او
طوفان چه کند کشتی نوحش چه نماید — آبی که زند موج ز دریای خم او
در زردی خورشید قیامت بخود آیم — ما را که صبوحیست ز صهبای خم او

ما گوشه‌نشینانِ خراباتِ الستیم
تا بوی میی هست درین میکده مستیم

(۱۰۱ ا) وحشی مگر آن رمز ز آهنگ برآید — کز عهدهٔ شکری و ساقی بدر آید
آن ساقی باقی که پی جرعه کش او — خورشید قدح ساز و فلک شیشه گر آید
آن دُرد که در میکدهٔ او بصفایت — لطفیست که گر دانست جم جام بر آید
خواهد ز سبوی می او تاج سر خویش — آنکس که صدش بندهٔ زرّین کمر آید

[1] سورست

---

[1] سورست [2] تر آ: بیت [3] تر آ: بیت تر: طرف [4] آ، ور [5] تر: چه [6] آ: تر: کز

[2] در آ این بیت را به نقاط شک آورده است،

Marfat.com

در کوچهٔ میخانهٔ او گر فگنی راه
بس خضر سبوکش که ترا در نظر آید
گر در بزنی صد قدمت پیش دوانند
آن وقت که آواز خروس سحر آید
ما گوشه نشینانِ خراباتِ الستیم
تا بوی مییِ هست درین میکده هستیم

ذکر
عندلیب گلستان نکته سرائی خواجه حسین ثنائی

فصیحی نادره گو و سخنوری پُر رنگ و بوست، اشعار آبدار آن سخن آفرین بغایت رنگین و واردات پرکار آن معنی گزین بی نهایت متین است، در عصرِ خود در ایران و هند اشتهار تمام عیاری یافته، بتحقیق پیوسته که مولد آن مطلع دیوان معنی آرایی از مشهد مقدّس است، پدرش غیاث الدین علی نام داشته، در شهر مذکور اوقات خود به بزّازی می گذرانیده تا دران پیشه سامان بسیاری بهم رسانیده است، (۱۰۱ ب)
بتحقیق پیوسته که خواجه حسین ولد غیاث الدین علی در اوّل جوانی شعر می گفته و من العجایب آنکه شبی از شبهای بهار زندگانی در واقعه می بیند که شمشیری برهنه در دست دارد و بجای میرود، ناگاه در اثنای رفتنها بسنگی بزرگ می رسد و تیغ خود را بدان سنگ امتحان می نماید، تصوّر می کند که شمشیر او آن حجر را همچو پنیر می تراشد و دران وقت از خواب بیدار می شود بجهت تعبیر این واقعه متفکر و متردد می گردد و مدّتها در تفحّص تعبیر این اوقات صرف می نماید تا آنکه روزی بمزارِ یکی از صلحا که در نواحی مشهدِ مقدّس واقع بوده روانه می شود، چون بمطلب می رسد می بیند که کودکی چند ورق ابتر آورده بر

سر قبر آن بزرگ ریخته برگشت، القصّه خواجه حسین داعیهٔ مطالعهٔ آن اوراق کرد، چون آن ورقها را برداشت دید بر یکی از ان اوراق مسطور است که شیخ حسن بصری قدّس سرّهٔ در اوان طفولیت شبی بخواب دید که بمسجدی در آمد کاردی در دست و بآن کارد احجار مسجد را سوراخ می کند و بهر جا که نوک آن کارد بند میکند زود دران فرو می رود، روز دیگر صورت این واقعه[1] به پدر و مادر خود نقل کرد، ایشان او را برداشته بخدمت ابن سیرین که استاد معبّرین[2] (۱۰۲ ل) بود بردند و کیفیت خواب را بدو اعلام نمودند، ابن سیرین رُو بحسن بصری کرد و در تعبیر او گفت: تو شیخی صاحب سلوک خواهی شد و سخنان تو در دلها بغایت موثر خواهد افتاد و خواجه حسین این صورت واقعه را بعینه مطابق خود دانسته و بدان تفاءل نموده در مقام انتظام نظم شد و بیقین دانست که در این فیض از مبدأ فیاض بروی اوگشوده شده بشعر گفتن مشغول گردید و هرچه میگفت خالی از حالتی و رتبه نبود، در اندک ایّامی از عنایت ایزد بیچون و رحمت خالق کن فیکون اشتهار سرشاری یافت تا آنکه خسرو گیتی پناه جمجاه انجم سپاه شمع دودمان نبوی شاه طهماسب حسینی صفوی نقاوهٔ دودمان آل عبا، شاهزاده خورشید لقا، سلطان ابراهیم میرزا را بحکومت مشهد مقدّس مفتخر گردانید، چون آن مجموعه دانش مطلب رسید و بمسند حکومت نشست اکثر ارباب طبع آن دیار را بحضور خود طلبیده احسان بسیار بدیشان فرمود، خواجه حسین حسب الامر آن قدردان هنرمند بمجلس عالی ایشان حاضر شد و ساقی نامهٔ خود را بر سبیل ره آورد در مرتبهٔ اوّل گذرانید مرضی طبع دشوارپسند آن محفل قدسی شد و بعنایات و التفات آن ممدوح باستحقاق سرافراز گردید، چون مدّتی برین آمد در سنهٔ[3] در نواحی نیشاپور روزی سلطان ابراهیم میرزا بحضرت

[1] آ: واقعهٔ. [2] آ: معتبرین. [3] بیاض در آ و ا.

Marfat.com

کنگاشی بجهت رفع کردن قزاق خان و گروه بی شکوه تکلو منعقد ساخت امرای آن سرحد همگی در محفل او حاضر شدند بعد از استخاره و استشارهٔ تمام آخر رای ایشان در خدمت شاهزاده بدین قرار یافت که سیادت و نقابت پناه، عزت و معالی دستگاه، معصوم بیگ بدفع و رفع آن طایفه متوجه شود، همدران روز بعد از قرار و مدار امور ملکی آن شاهزادهٔ خردمند و آن والاگهر هنرمند با شعر البصحبت مشغول شد و بخواجه حسین ثنائی فرمود که این قصیده که مطلعش بر بیاض می برد تتبع نماید مطلع

می رسم از گرد راه رقص کنان چون صبا | با دِ جنون در دماغ، عاشق و سر در هوا

چون خواجه حسین آن قصیده را حسب الحکم میرزای عالی جاه منظوم ساخته از نظر ممدوح خود گذرانید بغایت مستحسن افتاد، همدران مجلس او را انیس خاص ساختند و ندیمی مجالس خویش بدو مفوض داشتند و حکم فرمودند که همیشه در خلا و ملا او را کس مانع نیاید، مطلع آن قصیده اینست ؎

در روشِ حسن و ناز هست بسی خوش نما
غمزه بطرزِ ستم عشوه برنگِ جفا

تا آن میرزای خورشید (۱۰۳۱ ل) لقا در حیات بود، خواجه حسین همه جا در سفر و حضر در خدمتِ او بسر برد تا آنکه بموجب کریمهٔ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ سلطان ابراهیم میرزا شربتِ مرگ چشیده عالم فانی را وداع کرد و دران ایام فرزند رسول ربانی، شاه اسمعیل ثانی از قید برآمده بجای پدر بر سریر سلطنت نشسته بود، خواجه حسین خود را بخدمت آن بادشاهِ ستاره سپاه رسانید و قصیدهٔ برسبیل تهنیتِ جلوس وره آورد به استادگانِ آستانِ او گذرانید این سه بیت ازان قصیده است نظم

۱ب: دشکام ۲ب از روی فهرست سپرنگر صد ۵۷۹ و فهرست بانکی پور ۲: ۱۸۵ آ: حسن و نازنیت ۳ب قرآن مجید ۲: ۱۸۲ و ۲۱: ۳۵ و ۲۹: ۵۷

Marfat.com

بر تخت جم سکندر گیتی ستان نشست — یوسف ز چه برآمد و بر آستان نشست
شاها اگر ز اختر بد مهر مدّتی — در سنگ خارهٔ ذات تو فولادسان نشست
با این سپهر مصلحتی داشت زانکه تیغ[۱] — برّنده تر شود چو بسنگ[۲] فسان نشست

این قصیده را بغایت خوب گفته است ولیکن از گردش فلک کجرو مرضیِ طبع آن بادشاه نشد و فرمود که نام من درین قصیده نیست البته ثنائی این قصیده را برای سلطان ابراهیم میرزا گفته[۳] بود که الحال بمن میگذراند ازو درخشم شد، بنابران خواجه حسین از بیم جان تنگِ فرار بر فخر قرار ترجیح داده از ایران بدار الامان هندوستان آمد و بسعادتِ بندگیِ بادشاهِ ستاره سپاه، خورشید کلاه، آسمان بارگاه، فرمان روای بحر و بر، جلال الدّین[۴] اکبر غازی مستعد گردید (۱۰۳ ب) و مدتها ی مدید در خدمت آن بادشاه بسر برد تا آنکه در سنه خمس تسعین و الف* در لاهور رختِ حیات برسته سفر آخرت اختیار نمود، کالبدِ او را نزدیکان او برسبیل امانت بخاک سپردند، بعد از مدتی خویشانش استخوانهای آن غریب را از هند باستانه متبرکه منوّره مقدّسه مطهّرهٔ امام الانس والجنّ امام رضا علیه التحیّه والثنا که وطن او بود برّدند،

(بقیه حاشیه صد ۱۶۴) [۴] در سنه ۹۸۵ھ (مجمع الفصحا ج ۱ ص ۲۰۲ سطر ۲۱)، مبلوس شاه اسمٰعیل ثانی در سنه ۹۸۴ھ واقع شد (لین پول ص ۲۵۹) تقی کاشی (سپرنگر ص ۱۲) وفات ابراهیم مرزا را در ۹۸۹ھ و صاحب فهرست بانکی پور (۲: ۱۸۴) در سنه ۹۷۹ھ ضبط کرده، ولی قول صاحب مجمع الفصحا از بیان عبد النبی خان قریب تر است،

(حاشیه ۱۶۵) [۱] منقول از آ، ساقط شده در [۲] آ: بسنگی، [۳] آ: بوده [۴] اکبر شاه از [illegible] تا سنه ۱۰۱۴ھ فرمان روای هند بود [۵] ر: خمسین و تسعمائه، هر دو تاریخ خیال است صاحب مفتاح الفتوح سهواً بجای تسعمائه درج شده، و مصنف از سنه ۹۹۳ھ به دهلی رسیده، اما صاحب خزینه جاویده بهار را تالیف سنه ۱۱۲۶ھ است، "سخنور نیک" را تاریخ وفاتش یافته (سپرنگر ص ۱۲)، و سپرنگر همین تاریخ (۹۹۶) را اختیار کرده است (ص ۵۷۹)

Marfat.com

عددِ اشعار دیوانِ آن بلبلِ خوش الحان که الحال درمیان مردم اشتهار دارد سه هزار بیت است و سکندر نامه[1] که در بحر مثنوی سوای ساقی نامه گفته عدد ابیات آن زیاده از هفصد و پنجاه بیت، بنظر این ضعیف درنیامده است،

ساقی نامه خواجه حسین ثنائی

بیا دل بمیخانهٔ اهل راز — بکش جامِ معنی صورت گداز
چنان خویش را کن ز صورت بری — که از دیده گردی نهان چون پری
مگر شوقِ آن رهنمایت شود — بکویِ خرابات جایت شود
جهانی بیابی لبالب ز شوق — درو دشت او آفریده ز ذوق
چو عارف نبرده بهستی گمان — چو همّت ندیده ز پستی نشان
نه دست تصرّف فلک ابران — نه پای تردّد ملک را دران
(۱۰۴ا) نرفته درو فکرِ امید و بیم — درو گشته شخص توکّل مقیم
ز کبر و منی دور پیرامنش — نیاز از عدم زاده در دامنش
نرفته دعا زو بچرخِ برین — بلا نامده هم درو بر زمین
گرفته وطن عشق چون جان درو — بدل کرده با کفر ایمان درو
زمینش چو آئینه صافی ضمیر — ز عکسِ جنان گشته صورت پذیر
هوایش موافق نه بر طبعِ غم — ز زلالِ حیاتش بروگشته ضم
هوایش مبرّا ز گردِ ملال — کمالش ندیده چو نقصان زوال
ندیده رخِ زهدِ زاهد بخواب — چو چشمِ جنان روی اهلِ عذاب

[1] این کر مصنّف فهرست بانکی پور (۲ : ۱۹۶) گفته که اسکندر نامه و مثنوی که بیت اولش بیا دل بمیخانهٔ اهل راز است (یعنی ساقی نامه که درج متن است) یکی است درست نیست ساقی نامه را شکیبی نام ابراهیم مرزا نوشته بود (مراد بصفحهٔ ۱۸) و در هیچ مذکور اکبر نیست،

[2] بدایونی ۳ : ۲۱۰ (نقلاً از نفایس المآثر)

Marfat.com

گروهی دران دور از خشم و کین
بمی دست شسته ز دنیا و دین

همه فارغ از ننگ و ناموس و نام
برسوائی خویش در اهتمام

همه همچو خورشید عریان بدن
لباس بدن کرده از نورِ تن

نکرده چو آئینه در خود نظر
دران گشته آئینهٔ یک دگر

بروں[1] کرده از منظرِ غیب سر
ولی همچو خورشید عینِ هنر

گروهی بوارستگی چون فنا
بصورت چو درد و بمعنی دوا

(۱۰۴ ب) درو چشمهٔ جام مهر و سپهر
زلالش جهانگیر چون نورِ مهر

بصورت حقیر و بمعنی چنان
که اندیشه از وی نه بیند گران

درو گنج داین عالمِ آب و گل
چو اندیشه آفرینش به دل

وگر بروی افتد خیالِ سُها
ازو نه فلک را توان داد جا

درو شیشه آئینهٔ جان شده
تهی از خود و پُر ز جانان شده

بهر راز آگه تر از گوش غیب
ولی پنبه در گوش از حرفِ عیب

بهر گوشهٔ او ز اهل نیاز
شده مجمعی از پی درسِ راز

درو کرده تعلیم شخصِ سبو
چو اشراقیان علم لی گفت گو

دلِ روشنش از سرِ اندیشه پاک
زده دست بر سر چو اندیشه ناک

ز دریای اندیشه همچون حکیم
وما دم کشاید زلالِ نعیم

بود هر خمش عالمی نی گداف
زمین و سپهرش ز دُرد و زصاف

ازان گوشه دان فراخیِ جود
وزین پایه اوج چرخ کبود

بوسعت ندیده چو امکان مثال
چو اندیشه زو تنگ میدان خیال

ز یاقوت قصری درو هر حباب
مهیا بهشتی به اهل عذاب

[1] در تمام یک ورق از اینجا ضایع شده تا ۵ ز آتش دلی لطف جو الخ

Marfat.com

مَیش چون ز ساغر شود دادخواه
(۱۰۵ ا) می گر خورد جرعه زان شخص کور
وگر دیده شوید ازان رو چو آب
شود پردگی گر چو نورِ بصر
مبرّا بود خلقتش ز آب و خاک
گنه باوجودش چنان خوش نمود
بپشتی او سینه در رزم غم
مَی خرّمی بخش چون دردِ عشق
درونش پُر از راز مانندِ گوش
می سربسر شوق همچون هوس
مثل عکس اگر جرعهٔ زان چشد
که از قیدِ آهن جهد چون شرار
می همچو جان مایهٔ زندگی
گرفته گنه جا بپیرامنش
ز آتش دلی لطف جوید چو آب
وگر شپّرش نیز بیند بخواب
(۱۰۵ ب) بیا ساقی آن شمعِ خلوت نشین
بدَم ده و روشم ساز دست
بیا ساقی آن آتشِ عقل و هوش
بمن ده که خونم بجوش آورد

تو گوئی که یوسف بر آمد ز چاه
بدو زد به تیرِ نظر چشمِ مور
شبیخون برد [بر] سرِ آفتاب
ز صد پرده یابش بیرون اثر
شده چون پری خلق از نارِ پاک
که در برقعِ شعله رُخسارِ دود
برو مین تنی کرده خود را علم
ز هر هستی پاک چون مردِ عشق
بهر نیک و بد چون حیا دیده پوش
که کونین را نوزدست یک جرعه بس
چنان جذبِ عشقش گریبان کشد
نهد روی بر پای آیینه دار
که زو نیستی راست پایندگی
زده دستِ امید در دامنش
ز اقلیمِ غم بخیر همچو خواب
نه بیند دگر زان مجالِ حجاب
که چون دستِ موسی ست در آستین
که از وی کشایم باعجاز دست
که دل را ز گرمی در آرد بجوش
ز مستی عقلم بهوش آورد

---

۵ آ: جمال، تصحیح از روی ۲ آ: است ۳ بدایونی: ۲۱۰ ۴ بدایونی ونفایس: ور،

Marfat.com

بیا ساقی از بهرِ رندانِ مست
بفصّادی شیشه بگشای دست

نگه کن بدور و مترس از زوال
که در قحط خون خوردن آمد حلال

بیا ساقی آن کهربای وجود
که از جذبِ طبعش بنالم صعود

زنم خیمه بیرون ازین جای پست
چو همّت کنم زیرِ پا هرچه هست

بیا ساقی آن خنجرِ آب دار
روان از نیامِ صراحی برآر

بمن ده که بر رغمِ اهلِ ریا
کنم توبه را از بدن سرحدا

مغنّی بچنگ آر آن طرفه دف
که بر صفِّ آیینه ها بسته صف

که تا هر دلی در خورِ ذوقِ خویش
به بیند درو چهرهٔ شوقِ خویش

بیا ساقی آن جامِ هستی فروز
که شد شعلهٔ عشق ازو خانه سوز

بمن ده کزو چون برافروزیم
کند آزو خان و مان سوزیم

بیا ساقی آن آبِ آتش لباس
که بر تن بسوزد لباسِ هراس

(۱۰۶/ا) بمن ده کزو برفروزم چو مهر
نبرد آزمائی کنم با سپهر

مغنّی ز عود آتشی برفروز
ز گرمی دل آنچنانم بسوز

که از سوزشم شعله چون آفتاب
زند شعلهٔ از عرق بر تنم افتاب

بیا ساقی آن بادهٔ گرم خون
که در دل نماید محبت فزون

بده تا کنم آشنائی بدوست
ز مهرش شود پاره پاره تنم پوست

مغنّی دف پُر جلاجل کجاست
که هر یک ازو چنگ ها بشکاست

بکف نه کزان چشم خونابه بار
پر خون گردد از رشک پرگار

زبان را به بینم رخِ خرّمی
زنم همچو می نیشتر بر غمی

بیا ساقی آن لذّت آمیز عشق
چو حسن بتان فتنه انگیز عشق

بمن ده که شوقش غنا فرکند
ز هر پرده صد نغمه حاجت کند

لله بایونی: محمّد ۲ه بدایونی: مپرس، نغایین: ترس ۳ه ایضاً: بده ۴ه رجوع کنید به حواشی،

Marfat.com

مگر یک دم از قید هستی رهم
چو آیینه از خود پرستی رهم

مغنّی ز قانون جهانسوز شو
بمژگانِ او غمزه آموز شو

که بی غمزه ناید خدنگِ نظر
ز چشمِ نکویان بدل کارگر

بیا ساقی آن خازنِ می بیار
روان ز آستینش کلیدی برآر

که از وی گشایم درِ گنج را
ز گنجِ دو عالم شوم بی نیاز

(۱۰۶ ب) بیا ساقی آن بادهٔ پرفنون
که شد پرده در همچو دستِ جنون

که رسوائیم را شود پرده دار
بعهدِ علاجِ شه کامگار

علی ولی کز شرابِ الست
ازین بزمگه کس چو او نیست مست

ببیخانهٔ قدرِ او لامکان
بدُردی کشی داد خود را نشان

زهی جم غلامی که جامِ وجود
دران بزم خوردی که عالم نبود

زبان گر کند کلکت از باده تر
شود سهو از باده مستی دگر

بشوید حُسامت گر از باده دست
گه گریه خون ریزد از دیده مست

بزمی که زد شخص جودت قدم
بشوید درو باده دست از کرم

کند تیغت ار جانبِ می نگاه
برد رنگ از روی شخصِ گناه

ز حفظات هنر دگر نیاید برون
دگر مستی از بادهٔ لاله گون

شود عدلت ار ساقیِ می گسار
بیکجا کند عقل و مستی قرار

گر از جامِ حلمت شود پشّه مست
کمر بشکند فیل را از نشست

وگر باده باسِ تو بیند بخواب
ز مستی زند بر رخِ خواب آب

ز عفوِ تو آید که در عرصه گاه
خجالت بود توبه را از گناه

کند خشمت از کمین نظر گر در آب
چو می برفروزد جمالش ز تاب

---

۱ ت: از (مصحّفاً)، ۲ این بیت را در آ به نقاط شک درج کرده است.

Marfat.com

(۱۰۷ ا) درآندم که عفو تو آمد پدید
دگر توبه خود را سلامت ندید

بدان گونه طبعت کجی را بکاست
که مستی رود بعد ازین راهِ راست

خلافت کند گر سوی می نگاه
نیاید دگر در دلِ شیشه راه

دهد خشمت[۱] ار آب کین خاک را
کند همچو برق آتشین تاک را

رود آنکه از جام خشمت[۲] بتاب
بمحشر شود سایه جو[۳] زآفتاب

مگر شیشه خواهد بعهدت عدم
که کرد ست انگشتِ ایمان علم

درآمد[۴] زبان شیشه را در سخن
گرش خاطر تو کشاید دهن

شود[۵] بی نیاز ار دهی می ز دست
بگاه طلب سایل از کف مست

شود دولتت گر زمی[۶] رونمای
نیفتد دگر مستی ز پای

کریما! بعزم بین و شریادرس
که غیر از تو نبود کسی دادرس

چنان کرد پشتم سپهر برین
که عیشی کند بعد ازینم زمین

بافتادگیها مرا گیر دست
بکش بر سپهرم ازین جای پست

مرم در ره همّتت ساز فرش
کمرهتی عزّت نشاند چو عرش

چو افتاد این گوهرِ شاه وار
ز دریای اندیشه ام بر کنار

چنین خواست این در دریا شناس
که گردم ز بهرش مهندس شناس

(۱۰۷ ب) شوم ازپی فضل اهل هنر
چو اندیشه آرزو ور بهر

کنا گه شدم آرزو ره نما
بزم گرامی بجوی سخا

شمّی خلیل آنکه گلزارِ جود
ز ابر کفش یافت برگ و نمود

---

۱ ر: خشمت (مصحفاً) ۲ ر: خشمت رباب (مصحفاً) ۳ ر: خور (مصحفاً) ۴ ر: [illegible]

حاشیه نشان نسخه (ب) ثبت است که در این نسخه جا به جا ابیات مضطرب الروایت و رکیک است و این [illegible]

۵ ر: زمین (مصحفاً) ۶ یعنی ابراهیم پسر [illegible]

Marfat.com

محیطی چو معنی لبالب گهر
جهانی بدانش، چو اندیشه فرد
چو فکرِ مهندس بهر کار چست
زلطفش حسد برده جان بر بدن
دلِ کج در انعامِ او در هراس
سعادت زنیکوئیش کرد شرم
چو رحمت نیارد گهر زنظر
بروزِ فرو ماندگی چون علاج
باو زنده دانش چو جان از بدن
زهی ذاتت آئینهٔ مردمی
فلک سدّهٔ همّتت را درم
ولت از سخا همّت اندوزتر
(۱۱۰۸) بعهدت هراسان طمع از سخا
لبت چاشنی بخشِ جامِ امید
درت سوده سر بر سپهرِ دوم
نباتت زکلکِ جواهر نثار
بعهدت نیاسوده امیدِ کس
چنان شد دعای تو ای دادرس
شهادل گرفت از زبانِ منت
یکی پیشرو آنهی هیچ هوش

از موجِ هنر سود بر اوجِ سر
سراسر نکوئی چو اطوارِ مرد
مبرّا ز نقصان چو عهدِ درست
باو لطف نازنده چون جان بتن
درود شکرگویان لبِ ناسپاس
مروّت ازو دیده بازارِ گرم
ز طبع مروّت جوان مرد تر
چو زر خانه ویران کن احتیاج
ازو زاده معنی چو لفظ از سخن
کفِ جودت آوازهٔ عالمی (؟)
جهان نطفهٔ منّتت را شکم
گفت از کرم بخشش آموزتر
چو زاندیشه نالان دلِ مبتلا
وزو هر دو عالم بکامِ امید
زبس ریخته بوسه بر روی هم
کشد نیل در دیدهٔ انتظار
چو در خاطرِ اهلِ نعمت هوس
که آید ز دل بی طلب چون نفس
بنازم بچولانگهِ توسنت
چو کالای جان مانده بکر از خروش

لـه آ: باسپاس، تصحیح قیاسی ۲ـه تر: آوازه ۳ـه آ: طبع، تصحیح قیاسی ۴ـه تر: نیازم (نیازمی ۵ـه تر: خروس ۱۱ خروش

Marfat.com

برفتن نکوتر ز لشکر درست
بسبقت گرفتن چو روز نخست

گه پویه میدان و سعیش چو لاف
پر از سعی و کوشش چو روز مصاف

بسانِ سلامت بوقت سکون
که جنگ بی باک تر از جنون

بمنزل بریدن چو شمشیر برق
بجولان فریبنده مانند زرق

سرشته وجودش چو سیماب ناب
چو نقشش متن کرده جان اضطراب

بود دست و پایش بسانِ قلم
ولی صفحهٔ خاک از و بی رقم

ازان بر زمین سایه اندر خیال
که از سیر خویشش خبر ساختی

(۱۰۸ ب) بفرمان بری چون عنانِ لحظ
بهر کار اندیشه سان رهبر

چو هستی به پیشش یکی گام و در
بسیکن ز هوشش خبر بیشتر

چو کیفیت از جا چنان قدرت است
که شد نیست هر کس که در وهم نیست

بمیدانِ او مانده بر جا خیال
چو اندیشه در تنگنای مجال

بعزم ار نشینی بران دیو زاد
جهان گوید اینک سلیمان و باد

برفتن همه عضو او راشتاب
ز هر موی پاکرده چون آفتاب

ازان گردد از نعل آتش فگن
که سوزد بگیتی سایه خویشتن

خیالش اگر در دل آید بخواب
در آرد ز خواب خوش اندر شتاب

رود زیر و بالا بر آید چنان
که بیند نظر در نشیب و آسمان

گه دیدنش دیده بگراز حجاب
بچشمش یکی ذره و آفتاب

چو جودت ز تنگی این سنگلاخ
بگامش بیفگنده گامی فراخ

جهان بادشاها بدین گوش باش
بمستی و دردم نمی هوش باش

که آیم بجوشش و کشایم زبان
نمایم بت عرض حال نهان

Marfat.com

اگر دور گشتم ز گفت و شنید
چو آیینه‌ام بی تصوّر که دید؟

ضمیرم پُر از صورتِ معنویست
که رشکِ صنمخانهٔ مانویست

(۱۰۹ا) ولی طالع بدمرا هر زمان
نهد مُهرِ خاموشی بر دهان

اگر لطفِ شاهم کشاید زبان
جواهر فشانم جهان در جهان

چنان در فشانی کنم در سخن
که جانِ نظامی درآرم بتن

کشایم دهانِ مخزنِ فکر را
سلیمم بتو معنی بکر را

ثنائی درین خود نمائی میای
بگرفِ ازین خوبتر لب گشای

نبردت فرستم شها یک عروس
که عنّی ازو نیست قانع بپوس

ز وصلِ بتان لذّت آمیزتر
ز طبعِ هوس رغبت انگیزتر

سفارش ز من خواهد این طرفه حور
که نزدِ تو می آید از راهِ دور

برآ راستم بود جی از سخن
درو کردمش جای چون جانِ تن

بپستم درِ هودج از قفلِ بکر
کلیدش فگندم بدریای فکر

گر از میلِ خاطر کشی در برش
به تندی مکن اشتلم بر درش

بدستِ خودت بند ازو باز کن
پس انگه با و عشرت آغاز کن

بیابی یکی باغِ نیکو سرشت
ز زشتی[1] بسی دورتر از بهشت

چو جنّت درو ناز و نعمت فراخ
نه بر خاکِ ره بل بسرهای شاخ

زاندیشه کن مایهٔ خود بلند
ستان کام ازان نعمتِ دلپسند

(۱۰۹ب) درین باغ چون خوش نشستی بکام
به برگی مرا یاد کن والسّلام

---

[1] ت: بزشتی

ذکر

شاهبازِ بلند پروازِ گلشنِ نکته پردازی مولانا عرفی شیرازی

افصح الفصحا و املح الشعرای عصر خود بوده، اشعار او همه خوش لفظ و معنی واقع شده، در شیوه استعاره کردن ممتاز و در فن تازه گوئی بی انباز است تکلّف برطرف که اصنافِ منظوماتِ امثال و اقرانِ خود برطاقِ نسیان نهاده و عروسِ مضمون را از لباسِ الفاظِ مرغوب زینت و آرائشِ دیگر داده، درین جزو زمان هم کسی بروشِ او به از و حرف نمی تواند زد، لیکن در ساقی نامه چندانی کار نساخته و به تمام نرسانده، یک قصیده از قصاید او که در مدحِ ساقی گوثر برشته نظم در آورده، بتلافی ساقی نامه درین تالیف بر بیاض برد،

بتحقیق پیوسته که آن مطلع دیوانِ نکته پروری در ایام حیات خود دیوان ترتیب نداده فاما بعد از فوت او یکی از دوستان یک جهتی او این دیوانی که الحال درمیان مردم است مرتّب ساخته است و عدد ابیات آن هم از قصیده و غزل و مثنوی وغیره قریب بدوازده هزار و پانصد بیت است و شش هزار بیت دیگر از ابیات مرغوب عرفی در آب افتاده چنانچه (۱۱۱۰) درین چند بیت اشاره بدان معنی نموده است شعر

عمر در شعر بسر برده و در باخته‌ام[1] — عمر در باخته را با دگر باخته‌ام
قصدِ شرع همه چون نشود محو کزن — شش هزار آیتِ احکام نپرداخته‌ام
العطش می زند از تشنه لبی سر دیم — کز قدحهای پر از خونِ جگر باخته‌ام

[1] دیوان عرفی (نسخه خطی) که در کتابخانه پنجاب یونیورسٹی محفوظ است، علامتش در مابعد "دیوان" است صفحه ۱۹۹ ب: کرده

Marfat.com

گفته گر شد ز کفم شکر که ناگفته بجاست از دو صد گنج یکی مشت گهر باخته ام

حقیقت حال آن عندلیب گلستانِ نکته پردازی از خالوی او شمس الانام شیرازی استماع نموده درین اوراق پریشان تحریر نمود، امّا چون این ضعیف مآل حال آن طوطیِ شکر مقال از او استفسار نمود گفت: نام پدر عرفی خواجه ملوی شیرازی ست ومولد خودش نیز در انجا واقع شده و این خواجه ملوی در شهر مذکور در دفتر خانهای شاهی بشغلی از اشغال حکام آنجا اشتغال داشت، و نام پسرش محمد حسین بود، در صغر سن در میان مردم بمولانا صیدی ملقّب گردید و در اوّل جوانی بوادی شعر گفتن افتاد و هرچه از و سر میزد خالی از تتبع نبود، یاران اهل شیراز با و عرفی تخلّص دادند وسبب برآمدن او از شیراز ازین رگذرست که در سن چهارده و پانزده حسن و قبول تمام عیاری بهم رسانده بود و آبله نکشیده، چون سال عمرش به بیست رسید آبله سرشاری برآورد (۱۱۰ ب) بعد از انقضا راشتداد و استخلاص آن مرض تغیّری در چهرهٔ او بهم رسید چنانچه هرکس که او را میدید از و تنفّری می کرد و مولوی ازین مقدمه بغایت آزرده و درهم بود و بخاطر نمی رسانید [که]

مصراع

چنان نماند و چنین نیز هم نخواهد ماند

از غرور جهلی که داشت بنابران از وطن خروج کرده بهندوستان که خانهٔ نشو و نمای نکته سنجان و دار العیار خردمندانست آمد، و بسعادت خدمت افلاطون ثانی حکیم ابو الفتح گیلانی که یکی از ارکانِ دولت قاهرهٔ شهریار گردون اقتدار، بادشاه فلک قدر خورشید اشتهار جلال الدین اکبر بادشاه غازی بود مستسعد گردید، از فیضِ تربیت آن صاحب عیارِ دانش از حضیضِ پستی بمقام اوجِ بلندی رسید، و اشعارِ آبدار او چون دُرِ مکنون قیمت [کذا] خریدار بهم رسانیده و قصاید غرّا در

(بقیه حاشیه صفحه ۱۷۵) ۲ دیوان: سع وهز ۳ دیوان: تر ۴ تر: مخزن [مخزان] صادق دار الفضل شراز [شیراز] ٭

Marfat.com

مدح مربّی خود گفت، چون میانهٔ حکیم مذکور و نواب سپه سالار خان خانان اخلاص و اتحاد روز بروز در تزاید و تضاعف بود به عربی فرمود تا قصیده در مدح خانِ جم نشان گفته به دکن فرستد، مولوی بفرمودهٔ مخدوم عمل نموده قصیدهٔ غرّائی در مدح خانِ سپه سالار منظوم ساخته بدان ملک فرستاد وقتی که آن دُرَر آبدار زیبِ گوش خانِ ممدوح گردید (۱۱۱۱) صلهٔ لایقی از انجا بجهتِ مادحِ فرستاد الحق که آن قصیده را بغایت خوب گفته، این چند بیت متفرّقه از ان قصیده بجهت استشهادِ مقدّماتی که درین تالیف مؤلف کتاب عبدالنبی فخر الزمانی مندرج نموده بر بیاض برد تا هنگامِ مطالعهٔ این نسخه صدقِ قولِ او بر خردمندان ظاهر گردد،

مطلع و حسنِ مطلعِ ثانی آن قصیده است

زهی[۱] وفای تو همسایهٔ پشیمانی | نگاه گرمِ تو تکلیفِ نامسلمانی
کسی که تشنه لبِ نازِ تست میداند | که موج آبِ حیات است بینِ پیشانی

در اظهار مولد خود گوید ؎

زبسکه[۲] لعل فشاندم بنزدِ اهلِ قیاس | یکیست نسبتِ شیرازی و بدخشانی
بعهدِ جلوهٔ حسنِ کلامِ من اندوخت | قبولِ شاهدِ نظم کمالِ نقصانی
کنون که یافت چو من سرمه سای در شیراز | خرد بدیده کشد سرمهٔ صفاهانی

در اظهار اخلاص حکیم ابوالفتح و خان په سالار گوید

ازان[۳] مدیحه ثنا گویست که می بینم | ترا و او را یک تن ز پیشه و جانی

---

۱ آ: صلهٔ ۲ دیوان صفحهٔ ۳۲ ب ۳ دیوان [illegible] ۴ ... شعر ۵ دیوان.
(نسخهٔ حاشیه: بدیده آنش) و دیوان (حاشیه دیوان) ۶ دیوان صفحهٔ ۳۶ ۷ یعنی ابوالفتح و خانخانان (حاشیه دیوان)

Marfat.com

دلیلِ وحدتم این بسکه مدحِ خود میجوا[۱]ست
مرا بمدحِ تو[۲] فرمود گوهر افشانی

تو چون گذر کنی آنجا بنظمِ رنگینم
که مصرعش چمنی کرده بیت بستانی

ضمیرِ وی بمن اینجا نشان دهد هر جای
که ناخنی[۳] بزنی یا سری بجنبانی

برای (۱۱۱ ب) انورِ خردمندان روشن، وضمیرِ ضیاگسترِ دانشمندان مبرهن است که مولانا عرفی هیچ عیبی بغیر از بی ادبی نداشته چنانچه حضرت شیخ نامی گرامی شیخ نظامی را بد یاد می نموده وسخنان ایشان را بنظر درنمی آورده وبا آن همه دانش این بی دانشی بجای آورده، آری غرورِ غفلت او را ازین معنی غافل کرده بود که [ع]

تکیه بر جای بزرگان نتوان زد بگزاف

ونسبت به اکابر بمانندِ بدمستان بی حوصلگی نباید کرد که خمارِ آن دردِ سری بی عاقبتی می آورد تا دید از خود آنچه دید که هنوز سنش بچهل نرسیده بود که در لاهور در سنه اثنی والف* عالم فانی را بی عاقبانه[۴] وداع کرد، روزی[۵] از روزها بتقریبی از وزارت پناه، عزت ومعالی دستگاه، میرزا نظام قزوینی که بخشی و دیوان دارالعیش کشمیر بود شنیدم که گفت: در وقتی که خبر بیماری عرفی بسمعِ مبارکِ جمجاه، انجم سپاه، جلال الدین اکبر بادشاه رسید بمن حکم فرمود تا من ببالین او رفته بر مآل حوالش اطلاع یابم وحقیقتِ مردن وزیستن او را بعد از ملاحظه بعرض رسانم، چون نزدیک او شدم دیدم که کار بر و دشوار شده ونفسش به شماره افتاده پرسیدم که چه حال داری؟ جواب داد که دو شش، شش و پنج، هر چه از و (۱۱۲ ا)

---

[۱] یعنی خانخانان (منه)، [۲] یعنی ابوالفتح (منه)، [۳] یعنی عجب بینی یا قول کنی (منه) [۴] در آ: اینجا بیاض بود و بقلم دیگر در ما بعد کسی اولاً اثنی عشرین والف نوشته باز عشرین را حک کرده، در تا هم اثنی والف دارد، [۵] تا: غافلانه [۵] از: روزی تا محروم مانده، در تا نیست، بجایش فقط این بیت است:

شعر هر جوانی که بی ادب باشد گر به پیری رسد عجب باشد

Marfat.com

پرسیدم همین جواب گفت، برگشته حقیقت حالِ آن شکسته پر و بال را بعرض ایستادگان بارگاه وجلال رسانیدم، بادشاه و اعیان دولت قاهره از استماع این مقدّمه تعجّب بسیار نمودند، مولّف کتاب میخانه عبدالنبی فخر الزمانی بعرض رسانید که معتقدانِ ارباب ولایت می رساند که باطن حضرت شیخ نامی گرامی نگذاشته که عرفی در وقت رحلت با ایمان از عالم فانی بعالم باقی رود چرا که در دم واپسین بجای کلمهٔ شهادت آن مزخرفات بر زبانش جاری شده و از سعادت ایمان عرض کردن که سرمایهٔ مسلمانی است و با خود بآخرت بردن محروم مانده، اگرچه تحریر این مقدمه بعضی از اعزّه را که معتقد سخنان عرفی اند خوش نخواهد آمد فاما فقیر معذور است چرا که باطن اولیا این ضعیف را بر سر بیانِ این فقره آورد، ملخّص سخن آنکه هنگام تسوید ذکر مولوی مغفور عزیزی[1] که خالی از حالتی نبود مثنوی مولوی در دست به کلبهٔ احزان کمترین دردمندان آمد و بنا آنکه بر شغل بنده اطلاع یابد مثنوی گشود و این چند بیت ازان کتاب خواند بیت

از ادب پر نور گشت این فلک	و ز ادب معصوم و پاک آمد ملک
بد ز گستاخی کسوف آفتاب	(۱۱۲ ب) شد عزازیل ز حرات رو مآب
از خدا خواهیم توفیق ادب	بی ادب محروم ماند از لطف رب

چون این سه بیت مثنوی از زبان آن درویش بگوش این فقیر رسید بخاطر رسانید که این اشاره ایست از جانب الله بنابر سرزنش غیبی از روی خفت شبه از بلند پروازی او مرقوم قلم شکسته گردانید، والّا باین کمینه این قصور چرا آن نکته دانِ سخن آفرینی چیز نسبتی نداشت اگر آن سه بیت [illegible]

[1] عزیزی درویش نام [illegible]

Marfat.com

نکته دانی که در مقطع زندگانی از روی انصاف گفته و بوی بازگشتی ازان می آید در سلکِ تحریر می کشد چرا که مناسبتِ آن ابیات بسیاقِ این کلام با عتقادِ خود بیشتر ازکنایات او که با کابردار دمی داند شعر

بازوِ همتم آن روز چو قیمت بشکست	که بتابیدن سرپنجهٔ مردان رفتم
من چه بودم حلبی شیشهٔ صهبا لیکن*	پای کوبان بکجا بر سر سندان رفتم
چون صبا رخصت گشت چمنم بود دلیک	چون تماشائی خلیف بخیابان رفتم

چون مکرر نعتِ سید المرسلین و منقبتِ امیر المومنین گفته و در سلخ حیات از بلند پروازی خود پشیمان شده و چند بیتی بزبان او جاری گردیده که دلالت بر معذرت او می کند یقین حاصل است که ایزد تعالیٰ او را به تصدق (۱۱۳ ا) محمد مصطفیٰ و بحبیتِ علی مرتضیٰ از رشحاتِ سحابِ فیض و قطراتِ غمامِ فضل خود محروم نخواهد ساخت، بر رایِ انورِ ارباب هنر پوشیده نماند که هنگامِ تحریر بتحقیق پیوست که ملک الشعرای خراسان میرزا فصیحی در

(بقیه حاشیه صفحه ۱۷۹) رو باین ضعیف نموده باین عبارت بی کم و بیش گفت: "ای فخر الزمان! هیچ میدانی که من چه مایه پشیمانی از پریشانی خود می کشتم بخصوص از بی ادبیها که نسبت بحضرت شیخ گرامی نظامی از من سری زد؟ گفتم: "نه" گفت: "بخدا که در حیز گمان و امکان نمی آید. بر تو پوشیده نماند که ایزد تعالیٰ مرا از برای مداحی امیر برحقِ مومنان، و امام متقیان، مظهر عجایب مصمد غرایب، علی ابن ابی طالب آمرزید، اولیای سخن نیز از تقصیرم گذشتند، بتخصیص شیخ بزرگوار نظامی، بصلهٔ قصیدهٔ نان و خیار که در منقبت امیر المومنین حیدر کرار گفته ام، لیکن من از خجالتِ عفو تا قیامت برنمی آیم، آنچه در ظلمان روز این درویشِ خیراندیش در باب بی ادبی من از شعر مولوی معنوی بر تو خواند حق بر طرفِ او بود، اکنون این آزاد مرد نیز از لطف ایزد سبحانه مهربان شده فردا بتو خواهد گفت"

چون شاه بازِ هوش نکته پردازی مولانا عرفی شیرازی در عالمِ واقعه سر رشته کلام بدینجا رسانید حصار باغی درون آن سرزمین بنظر این کمترین در آمد که در آن باز بود و درونش گلهای الوان بر فرازِ شاخهای درختان و جنب لباس برگهای زمردی و نگاری بجلوه در آمده و مرغانِ خوش الحان بر منابرِ غصنبان [قضبان] بنغمه سرائی مشغول گشته بیت

درو هر مرغ را عیشِ فراخی — نشستی سال از شاخی بشاخی

عرفی بدرون آن باغ در آمد و، در آن حدیقه را چنان محکم بسته که این محقر از صدای در پیدا [ر] شد،

و در میان دو نماز روز آینده آن شب همان مردِ جهان گرد نزد من آمد و کیفیت واقعه را بطریقی که بنده دیده بود بیان کرد و پس

Marfat.com

سنه هزار و بیست و هفت[۱] شخصی از هرات بلاهور فرستاده بود که استخوانِ مولوی
مغفور را[۲] به مشهد مقدّس برند، ده روز قبل از انکه کس میرزا[۳] فصیحی بلاهور رسد میر
صابر صفاهانی که یکی از یارانِ اهلِ این خجسته[۴] فرجام* است استخوانِ عرفی را به نجفِ
اشرف روانه ساخته[۵] بود*، سبحان الله نتیجهٔ این بیت او بظهور رسید ؎

بکاوش مژه از گور تا نجف بروم
اگر بهند بمیرانیم وگر به تتار

قصیدهٔ که در منقبت امیر المومنین و امام المتّقین گفته اینست

این بارگاهِ کیست که گویند بی هراس
کای اوج عرش سطح حضیضِ ترا مماس

منقار[۶] بند کرده ز سستی هزار جا
تا اولین دریچهٔ آن طایرِ قیاس[۷]

آورد گوشوارِ مرصّع بر شوه عرش
کز وی علوّ شان بستاند بالتماس

بقیه حاشیه صفحه ۱۷۹) ازان گفت که ای فخر الزمان! من بعد با خود عهد کردم که هرگز باب معانی را بدیاد نکنم و بر اصحاب سخن حجت نگیرم، سخن هرچه باشد و قایل هرکه باشد، اکنون این ضعیف این ابیات را بسیاقِ این اوراق با عتقاد خود بهتر از کتاب او که با اکابر دارد رسیده اند این ابیات اینست ؛

(حاشیه صفحه ۱۸۰) ۱ دیوان صفحه ۳۵۶ : مرجان ۲ ت : نقل صهبا ' دیوان : لعل صهبا ۳ از "بر ای انهم تا "بتتار" در ت بر حاشیه افزوده ' ۴ ت : هنگام اختتام تحریر احوال مولوی '
۵ ت : فصیحی انصاری ؛

(حاشیه صفحه ۱۸۱) ۱ در ت بعدش لفظ 'بجهت' ایزاد کرده '
۲ ت : را از لاهور '
۳ ت : میرزای مذکور ببلده مذبور '
۴ منقول از ت - این لفظ از حاشیه آ ساقط شده '
۵ دیوان صفحه ۱۱ ب ؛
۶ دیوان (نسخهٔ حاشیه) باز ؛ ۷ آ : قیاس ؛

Marfat.com

فی سایه اش لباس ببر کرده از علوّ
فی کرده نور مهر زر اندودی لباس

ازبس که نور بارد ازو در حوالیش
خورشید روشنی کند از سایه اقتباس

گر بشنود نسیم هوای حریم او[۱]
بر مغز نوبهار هجوم آورد عطاس

گفت آسمان مرا که بگو این چه منظر است
گر رفعتش نه وهم نشان داد نی قیاس

گفتم که عرش نیست ز جاجت ولب گزید
اگفتا نعوذ بالله ازین طبع دون اساس

شرمی بکن چه عرش چه کرسی نه بارها
گفتم بصرفه حرف زن ای پایه ناشناس

این قصر جای واسطه آفرینش است
یعنی علی جهان معانی امام ناس[۳]

آنجا که لطف او عمل کیمیا کند
زر دارد التماس طلایت[۴] از نحاس

معجونی از بلاهت خصم و شعور اوست
کیفیتی که کرده قضا نام او نعاس

ای از شمیم جعد عروسان خلق تو
پیچیده در مشام نسیم[۵] صبا عطاس

(۱۱۳ ب) نه اطلس فلک نشود عطف دامنش
برقد کبریای تو دوزند اگر لباس

دشمن چو یافت حزم ترا گفت با رحل[۶]
چون بخت من بخواب که فارغ شدی زپاس

با صیقل ضمیر تو چون عکس آیینه
مرئی شود ز ظل بدن صورت حواس

نیل و نهار نسبت شان منعکس شود
گر مه ضیا کند ز ضمیر تو اقتباس

زلفین مهوشان نپذیرند صید دل
خوف تو دام سازد اگر منع احتباس

حفظ تو گر ندای امان در دهد به بحر
شاید که سطح آبشه و شعله را لماس

گر مایه جهان جلال ترا بود
از مهر و ماه جام و ز هفتم سپهر طاس

جاه ترا سپهر سمندی بود که هست
از آفتاب شعشعه[۸] در گردنش قطاس[۹]

---

۱ ازدیوان، آ: حریم هوای ۲ ت: ولست ۳ دیوان: معالی ۴ ت: طلای است، آ: طلای است ۵ دیوان: نسیم وصبا ۶ ت: بارجل ۷ آ: گرمایه ۸ دیوان - آفتاب وشعشعه ۹ یعنی مگس ران (حاشیه دیوان)

Marfat.com

شبا منم که چون فرش جمع زرین کنم
فرزندی ندارشته چون من جهان نشنم
عزیز کار خویش چنین روشن کجا
در شعر من چه کار کند آهن حسود
نظم حسود و شعر مرا در میان بود
عمرش بس ست بیهده بهر دعا برآر
هیهات جام حیات موافقت
چندانکه دانه آرد شود در زبان آس

اگیرد بدوش غاشیهٔ عجز بوفراس*
وین حرف با ظهیر توان گفت بی هراس
انفاس را سبق نشمارد ز نوع ناس
تا هست گرد دور دوان این دوار گوهر
بیت

ساقی نامه مولانا عزتی است

بیا ساقی این تشنگی را بسنج
که مستیم و ترک ادب می کنیم
بیا ساقی آن شاهد خانه سوز
زنی زین بساط و شمع
بیا ساقی آبی بشستم ز سر
که گردد پس از شستن دستم روان
بیا ساقی آن آتش تیز کن
بیا ساقی آن شاهد خانه سوز

پس از آرزوی دل ما مرنج
ز جام تو بوسی طلب می کنیم
عمارت بیت آشوب سامان سوز
که خمیازه گیرد ز ره شمع
بیا ساقی آبی بشستم ز سر
که گردد پس از شستن دستم روان
بیا ساقی آن آتش تیز کن
بیا ساقی آن شاهد خانه سوز

Marfat.com

بیا ساقی آن می که حور بهشت
شرابا طهوراً بنامش نوشت

بمن ده که تفسیر آیت کنم
جگرتشنگان را هدایت کنم

بیا ساقی از لجّهٔ شیشه نام
برانگیز ابری کش از فیض عام

(۱۱۴ ب) گهر سنج کفر و عمل دار دین
برآیند ز آلایش آن و این

بیا ساقی آن ابروی کرم
بده تا بریزم بدیر و حرم

بهم کفر و دین آشنائی کنند
زهم جذب دلها گدائی کنند

بیا ساقی آن چشمهٔ آفتاب
که روی دو عالم ازو یافت آب

بده تا بشویم در و بام دل
در آغاز بینم سرانجام دل

بیا ساقی آن مست تر چرعه نوش
ببر تا سر کوچهٔ می فروش

که چون کعبه در سجده کرده گرم
بسازد خراباتی از خشت خم

بیا ساقی آن مشک[1] پرور گلاب
که بر لعل عیسی زند آفتاب

بکام دل داغ داغم فشان
چو بیخود شوم بر دماغم فشان

بیا ساقی آن لعلی سومنات
میندیش ازین عصمت بی ثبات

که پیمان عصمت در آب و گلم
شکسته پدید آمده چون دلم

بیا ساقی آن آتشین خوی مست
که بر تارک توبه ساغر شکست

بمن ده که رنجور و دل خسته ام
بهر موی در دی فرو بسته ام

بیا ساقی آن شمع قندیل روح
که روشن ترش کرد طوفان نوح

بمن ده که تا من که سیر دلم
شود روشنم کعبهٔ دیر دل

(۱۱۵ ا) بیا ساقی آن مست فیروزجنگ
که مه را نهد در دهان پلنگ (۳۵)

بده تا در آرم قدح در رکاب
بفتراک بندم سر آفتاب

[1] ت: خشک،

Marfat.com

بیا ساقی آن دلفریبِ نصوح — که همشیرِ لعل است و همزادِ روح
بمن ده که در عقدِ خویش آرمش — دو صد بوسهٔ نقد پیش آرمش
بیا ساقی آن شیرِ امّ الفرح — بدورت لبالب کن از وی قدح
که طفل[1] ایست هر تو به امّ گریه ناک — لبِ هر یک از تشنگی چاک چاک
بیا ساقی آن چشمهٔ زهرخند — که تلخیش ریزد حلاوت بلقند
بمن ده که کام و لبِ شادیم — تبسّم بجوشد که قنّادیم
بیا ساقی آن شیشهٔ صاف دیش — که نیمی ز وی ماند و رفتم زهوش
بیا و بده ساغرِ متصل — کز اندیشهٔ آن دو نیمم است دل
برآر از تهِ شیشه هاروت را — که سحرش کند تشنه یاقوت را
بیا ساقی آن دُرّةُ التاجِ لعل — که بخشید رنگش بگل تاجِ لعل
که سیراب سازم لبِ خامه را — گلستان کنم معصیت نامه را[2]
بیا ساقی آن شمعِ فانوسِ دل — که پروانهٔ اوست ناموسِ دل
۱۵۱ب) بده تا برقص آورم جانِ مست — که پروانه بینیم سوزیم مست

ذکرِ
مولانا اقدسی مشهدی

شاعری رنگین و سخنوری شیرین بوده، هرچه گفته است ناخنی بر دل می زده[3]

---

[1] ز. وی آن، که طفل است به تو به امّ [2] ه. ... ابوالفضل ... آورده است

بیا ساقی آن باطلِ سرخوش ... گزو ساغری کرده ... لوش ... [کذا]

[3] ه. در آخر این بیت را به نقاط شک آورده است،

Marfat.com

از ساقی نامه اش معلوم می شود که پایهٔ نظم او تا کجاست، تولّد آن بلبل گلزار معانی در شهر سبزوار واقع شده ولیکن در مشهد مقدّس بسن[1] رشد و تمیز* رسیده و در ایّام شباب از شهر مذکور خروج نموده بسیاری مشغول گردیده است، و در ایّام سیاحت بسعادت زیارت شاهِ کربلا مستعد گردیده، قصیدهٔ در مدح شاه شهیدان برشتهٔ نظم درآورده از کربلا به نجف اشرف رفته و قصیدهٔ در مدح امیر المومنین و قاتل الکفرة والمشرکین برسبیل راه آورد گفته و از روی اعتقاد در برابر مرقد منوّر آنحضرت ایستاده بر آستان شاهِ مردان و شیر یزدان خوانده، بعد ازان طوافِ مزارِ فایض الانوارِ آن شهریار کرده است این چند بیت ازان قصیده است ابیات

والی ملکِ ولایت، علیِ عالی قدر — دُرِ دریای نجف، کانِ کرم، کوهِ وقار
گر شود دائره سازِ فلکِ رفعت او — عقلِ اوّل که بود مصدرِ این هفت و چهار
وسعتِ مرکزِ او را چو در آرد بخیال — از سرِ عجز بدُور افگند از کف پرکار
(۱۱۱۶) ای امیری که از انسوی فلک چون گردد — قصرِ اجلالِ ترا فکرِ هندس معمار
کمترین پارهٔ[2] خشتی که برو نصب کنند — کسب پهن آوری ازوی کند این سبز حصار
گر شود دستِ تو با نامیه چون دست کلیم[3] — پنجه در پنجهٔ خورشید کند برگِ چنار
از ضمیرِ تو اگر نور برد شمسِ منیر — ور کند کسب سخاوت ز کفت ابرِ بهار
پس ازان ذرّه شود مشعله افروز نجوم[4] — بعد ازان قطره شود مکرمت آموزِ بهار

بعد از زیارتِ آن درگاهِ والا از انجا بدار الموحدین قزوین آمد، نسیم فضل و هزار عندلیب گلستانِ فصاحت و بلاغت بمشامِ جانِ مجلسیانِ خسرو جمشید شان، فریدون نشان، کیوان مکان، ملایک آشیان، کیخسرو دستگاه، کیومرث بارگاه، آسمان خرگاه، انجم سپاه، عالمیان پناه ظلّ الله (فی) الارضین، قهرمان السمار والطین، اشرف اولاد

[1] آ: سن و رشد تمیز [2] آ: باره [3] آ: کلم، از تا این لفظ ساقط شده [4] تا: ازین،

Marfat.com

سیّد المرسلین شاه عبّاس حسینی صفوی رسید، همگی بدیدن او رفتند و از صحبت کثیر البهجت او مبتهج و مسرور گشتند و بمقتضی وقت بعزّ عرض بار یافتگانِ خسروِ فلک مرتبت، خورشید منزلت رسانیدند که عزیزی اقدسی تخلص از خراسان آمده، شاه بمجرّد شنیدنِ این خبر آن سرد فتر ارباب هنر را بحضور طلبیده بالطافِ خسروانه و اعطافِ بادشاهانه مفتخر و سرفراز فرمود،

بر خاطرِ مهر آئین نکته سنجانِ متین و ضمیر منیر خورشید تزیین فصحا سخن آفرین پوشیده نماند که بانی میخانه عبد النبی فخر الزمانی از عهده توصیف شعر و شاعری مولوی مذکور بر نمی آید و بر احوال او هم چندانی اطلاع ندارد، بنا بران از کتاب مجموعه خیال افلاطون ثانی حکیم رکن الدین مسعود کاشانی حکایت نظمی که منحصر است بتعریف اقدسی و تقرب او در بندگی شهریار گردون اقتدار با تاریخ فوتش در یوزه نموده درین تالیف بیاض برد تا بتازگی فصاحت و بلاغت او بر عالمیان ظاهر گردد، سن شریف آن افصح المتکلمین بسی و شش رسیده بوده که از عالم فنا بعالم بقا می خرامید و مزارش در دار السلطنت القزوین است

حکایت از مجموعهٔ[1] خیال در تعریف اقدسی

سخندان اقدسی آن بلبل مست — که بودش چون زبان بر هر سخن دست
بیانش در فصاحت جان دیدی — ز طبعش بر جگر پیکان دیدی
خیال بکر بر طبعش مسلّم — ز ناید بر آری غیر او هم
در فیض سحر بر روی مفتوح — که با دِ صبحدم بودی از آن سبکتاز
مزاج صبح با نطقش موافق — نفیرش پیش خیز صبح صادق

[1] مجموعهٔ الخیال للشیخ ثانی — برای معرفت این کتاب رجوع کنید بصفحهٔ ۳۶۲ ببعد

Marfat.com

خیالِ او بر آوردی گل از بید
لباسِ نور بخشیدی بخورشید

(۱۱۷ ا) فضای فکرتش ابری جهانگیر
که در جوفش فلک ماندی چو تدویر

زبحرِ فکر خوردی جامِ آتش
کشودی آبِ خضر از کامِ آتش

زسوزِ سینه اش دل ناله کردی
لبش وقتِ سخن تبخاله کردی

زفکرِ او فلک را دست کوتاه
که بستی زور فکرش بر فلک راه

بهار از فیضِ لطفش سبز و خرّم
صبا بودی اگر بودی مجسّم

طراوت از سخن بر لاله بستی
ز دورِ مهر* بر مه هاله بستی

ضمیرش چون خیالِ اوج کردی
چو بحرِ آفرینش موج کردی

فلک یک چند سرگردان نشاندش
میانِ خاک و خون چون جان فشاندش

ولی آخر بکامِ دل رساندش
ببزمِ شاهِ عالم گیر خواندش

زلطفِ خسروی جانش بیاسود
بمرهم داغِ پنهانش بیاسود

درین گلشن سرا کامی بر آورد
چو بلبل در چمن نامی بر آورد

زبحرِ فکرِ آن طبعِ فسون ساز
چه میگویم چه افسون عینِ اعجاز

جهانی را بافسون بنده می کرد
اجل پنهان بروحد خنده می کرد

که ای بیچاره کامِ خود گرفتی
درین میخانه جامِ خود گرفتی

زبس کآورد مضمون بکر در بکر
تنش بگداخت چون موز آتشِ فکر

(۱۱۷ ب) زدق شد پیکرِ زارش هلالی
سراپای وجودش چون خیالی

بنوعی ضعف کرد آخر زبونش
که پیدا بود از بیرون درونش

درین بیماریش بر رسمِ عادت
دمی رفتم بآئینِ عیادت

چه دیدم بیدلی از پا فتاده
عنانِ عافیت از دست داده

---

۵ کذا ۲ یعنی شاه عباس اول که مسیح مجموعه خیال را بنامش نوشته ۳ آ: جنده،

Marfat.com

فلک هر نوش بر وی نیش کرده
نسیم گل تنش بر ریش کرده

دوا در پیکرِ او درد گشته
زبانِ خویشتن دل سرد گشته

نمش تیرِ ملامت را نشانه
برای تلخیش شکر بهانه

عیان از سینه اش صد چاکِ غربت
نهان در استخوانش خاکِ غربت

نشسته گردِ غربت بر جبینش
روان صد جوی اشک از آستینش

در آبِ چشم خود بی گفت گوی
فتاده چون بدریا تار موی

ربوده بادِ مهجوری تنش را
گرفته خاکِ غربت دامنش را

مسیح و خضر عاجز از علاجش
زهم پاشیده اصلِ امتزاجش

پی تاریخ او گر بنگری رفت
روان گفتم ز عالم اقدسی رفت

چو ملکِ همتش زرّین لوا بود
سگی از آستانِ شاهِ دین بود

بنوعی شد ضعیف از تب تنِ او
که جان نمودی از پیراهنِ او

(۱۱۸ ا) فلک گویا ز ضعفش باز نشناخت
وگرنه بر سماکِ شه نمی تاخت

خداوندا بحقِّ آن غریبان
که همچون بید نالان مانندِ فانوس

بحقِ آه آن بیمارِ مایوس
همین شمع از برایش اشک ریزد

ز کس در مرگِ او آهی نخیزد
ز عصیانش بعفو آزاد داری

که روحِ اقدسی را شاد داری

ساقی نامه اقدسی

دلا صبح شد خیز و بشکن خمار
چو زلف سرا از خواب نیزار

ز عشرت دلی پرستان شگفت
گل باده بر روی مستان شگفت

۱ بقول تقی کاشی اسپگ ۱۰۰۰ ه : ۱۶۲۲ تاریخ وفات اقدسی است

Marfat.com

خروشیدنِ چنگ و گلبانگِ عود — گره از دلِ شیشه می‌کشود

تو هم لحظهٔ بیخبر باش و مست — مده دامنِ بزمِ عشرت ز دست

پیِ سرّ وحدت بهر سو مدَوَ — بیا رازِ سربستهٔ خم مشنو

× شرابی بلب نِه که صد آفتاب — بچرخ آمده بر سرش چون حباب

شرابی بگرمی چو خوی بتان — بهر قطره دریای آتش نهان

شرابی کز و کفر ایمان شود — اگر مور نوشد سلیمان شود

× اگر بر فلک پرتو افگن شود — فلک همچو قندیل روشن شود

وگر عکسش افتد بچرخِ برین — بسوزد پر و بالِ روح الامین

× (۱۱۸ ب) زکف ساقی از بهرِ این تلخکام — اگر افشرد لای خم را بجام

× چو جوشد برون باده از مشتِ او — چکد آفتاب از سر انگشتِ او

شد از گرمیِ آن می بی‌خمار — چو شعله سراپای خم بیقرار

ازین می بخاری بر افلاک شد — ز سیّاره رویش عرقناک شد

شده خاکِ میخانه چون مشک ازو — لبِ هفت دریا شده خشک ازو

ز تاثیرِ این باده بعد از بلاک — ز خاکم تراوش کند جانِ پاک

خمِ باده بکری ست مریم نهاد — که مر طفلِ عشرت ازو می‌زاد

ز بس چشمه او بوده از باده سیر — نخوردی ز پستان خورشید شیر

× چنین بادهٔ گر ترا آرزوست — برون آی چون غنچه یکدم ز پوست

× بهر می قدم نه که صد جبرئیل — کنند خونِ خود را بمستان سبیل

در و ساقیان با دلِ پرنشاط — بزلف طرب رفته گرد از بساط

۱ه هفت بیت ازین ساقی نامه صاحب هفتِ اقلیم در کتابِ خود درج کرده است آن ابیات را بخط صلیبی (×) نشان کرده ام ۲ه هفت اقلیم: به ۳ه از ت، آ: جسم او بودی،

Marfat.com

کند دودِ شمعش بصد پیچ و تاب
چو زلفِ بتان تکیه بر آفتاب

دران بزم هر دل که محرم شود
ز دوشِ فلک گوی عنبر شود

غبارِ کدورت ز دلهای تنگ
کند پاک[1] مطرب بگیسوی چنگ

× ز ذوقِ تماشای آن بزمگاه
در آغوشِ مژگان نگنجد نگاه

(۱۱۹ا) در آن انجمن ساقیِ جلوه گر
که لب گردد از نامِ او پرشکر

نگاری خطش غیرتِ مشکِ چین
رخ و زلفش آرایشِ کفر و دین

چو درخنده آید لبش از فرح
نگنجد می از خرمی در قدح

می از حسرتِ آن لبِ کام ده
شده در گلوی صراحی گره

ازان روی نازک ز تابِ شراب
بجای عرق می چکد آفتاب

چراغِ طرب روشن از روی او
شبستان معطّر ز گیسوی او

ز شادیِ آن مجلسِ جان فزا
لبِ جام از خنده ناید بهم

ز یوسف عذارانِ آن انجمن
جهان گشته بر من چو بیت الحزن

دران بزم جامِ پیاپی خوش است
ز دستِ چنین ساقیی نی خوش است

بیا ساقی از بهرِ دفعِ خمار
قدحهای گلگونِ پر دُرد و آر

ز رازِ دلِ خم بر افگن نقاب
چه در رنگل پنهان کرده آفتاب

مرا از می و شیشه جان در تنست
بیادِ قدح چشمِ من روشنست

دلم گشته در سینه از اضطراب
خروشان و جوشان چو دُرد شراب

همین آرزو باشد اندر سرم
که چون ریزد از بیدگر پیکرم

گلِ تربتِ من شود ساغری
گر لب نهد بر لبِ دلبری

(۱۱۹ب) بیا ساقی آن آبِ آتش فروز
که سازد شبم را بیک شعله روز

[1] از روی ترادر آمدن «کند پاک» دارد و بر حاشیه بدلش «بر دست» نوشته ۵۲ به بیند ص ۱۹۳ حاشیه نمره ۱

Marfat.com

چو سوزد دران شعله پا تا سرم
نگردد نمک گرد جان نشترم (؟)

درین باغ پر حیرت دلپذیر
شکسته دلم همچو مرغ اسیر

چو بهر ترنم بر آرم نفس
جهد خونِ گرم از شگافِ قفس

بیا ساقی آن آب گلفام را
چراغِ دلِ شیشه و جام را

بده تا زتن خرقه دُور افگنم
چو خورشید بر خلق نور افگنم

سرشتِ گلِ آدم از باده بود
که گردند پیشش ملایک سجود

اگر این بُوَد نشاءِ لای خُم
بسی سر شود سوده در پای خُم

بیا ساقی آن جامِ گیتی نما
که آئینه‌ام یابد از وی جلا

بده تا نمایم در آفاق سیر
شوم آگه از رازِ این کهنه دیر

کرت هست با آب حیوان سری
زخمخانهٔ ما بکش ساغری

چو در وَیرانه یابد مناجاتِ ما
کند کعبه طوفِ خراباتِ ما

نفس گر ندارم در سینه پاس
بسوزم چون شعله بر تن لباس

چو احیای این عمرِ باقی کنم
سر اندر سرِ زلف ساقی کنم

ز سرمستی چشمِ شهلای او
بیفتم چون زلف در پای او

(۱۱۲۰) ندارم بمحرابِ طاعت سری
بده می که بر لب نهم ساغری

ز مسجد بمیخانه آرم پناه
بمی شویم از چهره گردِ گناه

قدح پُر کن از بهرِ رندانِ مست
که مُهرِ لب روزه داران شکست

ملک صف زده گردِ این برزنگاه
شده جامِ می رشکِ خورشید و ماه

بود پیشِ مستانِ بزمِ شهود
صراحی انا الحق زنان در سجود

دلِ قدسیان بهر دفعِ گزند
در آتش برقص آمده چون سپند

بعذرِ گنه جنگ و نی در خروش
خُمِ می چو دریای رحمت بجوش

Marfat.com

بپایش نشسته شهِ دادگر — که باشد گلِ باغِ خیرالبشر*
فلک قدر، جمجاه، عباس شاه — که دوشِ ملک باشدش تکیه گاه
جهان را ضیی از ابرِ انعام اوست — سرِ چرخ در گردش از جامِ اوست
زسمِّ سمندش چو خیزد غبار — نشیند بتان را چو خط بر عذار
فلک بهرِ چوگانِ او هر سحر — برون افگند از بغل گوی زر
چو مستانِ بزمش گه گیر و دار — در آیند در عرصهٔ کارزار
شهان را به امدادِ بختِ بلند — در آرند با طوقِ زر در کمند
بهر سو که مرکب دوانیده مست — برای دعا از زمین رسته دست
کرم خاصِ دست جهان بخشِ او — فلاک مهرهٔ از دُمِ رخشِ او
نه ماه نواست این که روی سپهر — نهاده لبش بر لبِ او بمهر
بود عکسِ جامِ زرِ اندودِ شاه — که افتاده در سقفِ این بزمگاه
درین بارگه پرده دارانِ عرش — فگنده بهر گوشه شاهانه فرش
بود این طرب گه لبالب ز نور — تو در روی خرامان چو موسی بطور
درین بزم هر سو هزاران چراغ — درخشد چو در سینهٔ گلهای داغ

---

۱ تا: نشسته دران بزم شاه ظفر ؛ گل باغ اقبال خیرالبشر ؛ در تا: این جا پانزده بیت را بر صفحهٔ ۱۹۱ بعد س ۱۲ آورده است؛ باشنای س ۳، و بتقدیم و تاخیر س ۴ و ۵ و با اضافهٔ این دو بیت ؎

شهانی چنان مجلسی همنشین — خداوند مجلس شناسد چنین
ز رخ ساقی گل دران بزمگاه — زده آتش شمع در جامها

در آ از س ۳ تا ص ۱۹۴ س ۶ بخط نیاکاتب اصل بر حاشیه افزوده است
۲ از تا: آه فلک ؛ ۳ آ: رازی ؛ ۴ تا: آرند ؛ ۵ این افتاده از حاشیهٔ سا ط شده بود از تا نقل کرده شد ؛ ۶ تا: در روشنه خواهد

Marfat.com

همان[1] به[*] که در وی نشینی[2] به کام
چو لعل بتان باده ریزی[3] بجام[4]

شها! تا نظر کرده سوی من
کند سجده پیشم زمین و زمن

بهر ذره پرتو فگندی ز دور
کند قرص خاور ازو کسب نور

بهر کس دلت گرم اشفاق شد
چو خورشید مشهور آفاق شد

بلی در کفت سنگ گوهر شود
بخاک ار توجّه کنی زر شود

کیم من شها! خاک درگاه تو
سری دارم افتاده در راه تو

تنم چون بفرساید از روزگار
نشیند برین آستان چون غبار

[بجز درگه شاه انجم سپاه
کجا رو کنم؟ وز که جویم پناه؟]

بانشاء مدحت در این انجمن
تراوش که می ریزد از کلک من

کند هر سحر زهره و مشتری
بجا روب خورشید گرد آوری

[ذکر[6]

قافله سالار وادی[7] —— * شیخ ابو الفیض[8] فیضی هندوستانی

شرح کمالات آن زبدة المتاخرین و وصف فضایل آن افصح[9] المتکلمین را کتابی علیحده

[بقیه ۱۲۰ ا]

۵

۱۰

[۱]

---

[1] این الفاظ از حاشیه و ساقط شده بود از تر نقل کرده شد [2] تر: بنشینی. [3] تر: ریزد [4] تر بعد این دو بیت افزوده است:

می ده که گردم من از خویش گم
کنم حال دل را بیان پیش شاه
که شکر عطایش نباشد گناه

[5] در آ نیست، از تر نقل شد، [6] در آ ترجمه شیخ فیضی را بر حاشیه کتاب ثبت کرده است،
[7] تر: ملک الشعراء عهد جلال الدین اکبر عرش آشیانی —— در آ بعد 'وادی'، بقدر یک لفظ بیاض است،
[8] در تر حذف کرده،
[9] از 'وی' تا در آ از حاشیه ساقط شده،

Marfat.com

باید و از جملهٔ تصنیفاتِ[1] دلپذیر و مصنّفاتِ عالم‌گیر او یکی اینست که تفسیرِ نقطی بر کلامِ ملکِ علّام نوشته است، تکلّف برطرف که فیضی در عهدِ خویش فضیلت را بمعراج رسانیده و در سخنوریِ منظوماتِ امثال و اقران خود بر طاق نسیان نهاده است، از هر قسم اشعار بسیار و[2] از هر جنس* مثنوی [وغیره[3]] ابیات بیشمار دارد و در دیوانی که در حینِ حیاتِ خود ترتیب داده و دیباچهٔ بر آن نوشته بآیران فرستاده است حقیقتِ نشو و نمای خود باین عبارت بیان می نماید که:

قادری (۱۲۰ ب) که زبان را چاشنیِ سخن داده گواه است که هرگز دست بدامنهٔ همگنان دراز و دهن بلقمهٔ زنگیران باز نکرده ام، بر راتبهٔ مقرّر و وظیفهٔ معهود که از دیوان مبدأ فیّاض بموجب قسمت می رسید خرسند بوده ام، ولیّ نعمتِ من پدرِ حقیقی و خدای مجازی منست که از ریعانِ ریحانِ طفولیت که عقل هیولانی داشتم صور معانی بمن وامی نمود و قریحهٔ جامده را به بلندی راهنمون می شد، وقتی که نصاب می خواندم آن قدر از گنجِ الهی نصیب برده بودم که بگرسنه چشمان سخن زکوة[4] می دادم، خواستم خود را بپایهٔ سریر شاهی رسانم و ظلمت ردای ستارهٔ بخت شوم، ناگاه منشورِ التفات حضرت شاهنشاه عالم فرمان روای اعظم مظهرِ قدرتِ الهی موردِ کرامتِ نامتناهی یگانهٔ درگاهِ صمدیت، مقرّبِ بارگاهِ احدیت، گوهرِ معدنِ شاهنشاهیِ افسرِ خاتمِ یدِ الٰهی، فروغِ خاندانِ گورگانی، چراغِ دودمانِ صاحبقرانی [غرّه] ناصیهٔ صبحِ هدایت، قرّهٔ باصرهٔ آفتابِ ولایت، انتخابِ مجموعهٔ قضا و قدر، مقدّمهٔ جنودِ فتح و ظفر، رفعت بخشِ افسرِ اورنگ، عقده کشایِ دانش و

---

[1] از روی ۵ و آن از حاشیه ساقط شده [2] ۵ و از [3] ۵ درج افزوده [4] ۵ این زکوة [5] ۵ در کلیات فیضی فیضی

اکتاب خانهٔ پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور بجای بارگاه لفظ نساط دارد [6] ۵ ابیات [7] ۵ آنرا

Marfat.com

فرهنگ چشمِ جهان جود و افضال، خالِ رخسارِ سلطنت و اقبال، فروزندهٔ گوهرِ بختِ[1] تختیاری، فرازندهٔ پایهٔ تختِ تاجداری، قدردانِ جوهرِ خردمندان، قیمت[2] شناسِ گوهرِ همّت بلندان، گره‌کشای کارِ فروبستگان، مرهم‌بندِ ناسورِ دلخستگان، صاحبدلِ روشن رای، جان‌بخشِ جهان پیرای، روحِ مصوّر و عقلِ مجسّم، عالم (۱۱۲۱) جان و جانِ عالم نظم[3]

شمعِ شش‌طاق و شاهِ نه‌خرگاه | پادشاهِ زمانه اکبرشاه
کز رخش روی[4] بخت روشن باد | وز بهارش زمانه گلشن باد

رسید، در زاویهٔ فقر و فنا گنجیده بدو پای دیده شتافتم، و به تقبیل پایهٔ اورنگِ والا سربلندی یافتم. نظری که آفتاب بخاکِ چمن اندازد و سهیل بسنگِ یمن کند کرد. عنایتِ پادشاهی چون نعمای الهی بیحساب دیدم، درخشنده رقمی که از لوحهٔ سرنوشتِ من روزگار خواند و منّت ازل و ابد بر من نهاد، نقشِ سعادتِ استادیِ شاهزادهٔ کامگار به کام بخش بود که بشاگردیِ بخت فرخنده بخدمتِ تعلیم این مستعدانِ انتظامِ سلسلهٔ کونی و الهی ممتاز شدم به بزرگی عقل طفل‌وار با بجدخوانیِ دبستانِ اقبال نشستم، القصّه بمدرقهٔ تربیتش سلوک در مدارج صورت و معنی نمودم، و پست و بلند بوادی ظاهر و باطن پیمودم، رفته رفته در بندگی فاش شدم و بسعادتِ ابدخواجه تاش گشتم، هم در حساب امرا در آمدم و هم خطاب ملک الشعرا گرفتم، اگرچه شمشیر برمیان بسته ام امّا کز لک مجبره ام کارگر تر ست، اگرچه تیر به کمان می نهم امّا قلم در بنانم راست تر[5] می رود، زهی پادشاهِ بنده نواز که قطرهٔ بی وجود را چنین موج داد و ذرّهٔ نابود را چندین باوج برد، چون همّتِ من والا بود کارِ من بالا

[1] کلیات: تخت، [2] کلیات: قدر، [3] کلیات: افراد، [4] ایضاً: روز، [5] ت: بنان [از ا] ن راستر، آ: بنانم راستر،

Marfat.com

گرفت، سخن بی تکلفانه می گفتم نظم

فیضی اگر محرمِ این پرده | قوتِ دل از مغزِ سخن کرده
دیده فرو بند ز ردّ و قبول | نیست خوش آینده گدای فضول
(۱۲۱ب) پای بدامن مکش و سر بجیب | تا چه رسد ما حضر از خوانِ غیب
باده و خون هر دو بخوانِ تو باد | منّتِ آن بر دل و جانِ تو باد

چون من دشوار پسندی بر خود نپسندیده ام پسندیده آنست که بزرگانِ سخن هم این بار بر من نه بندند و این کار بر من نپسندند، و این رطب و یابس که برطبقِ عرض نهاده ام نه هزار بیت و کسریست منونهٔ از اقسامِ شعرِ من که اختلافِ طبایع و تفاوت امزجهٔ شعرشناسان منظور داشته اختیار کرده ام، و اگر نه سیاهی لشکرِ سخنم نسخهٔ سوادِ هندوستانست و سوادِ شعرِ معانیم سنبلستانِ این کهن بوستان

قطعه

صد آفرین بخامهٔ فیضی که بر نفش | هر موی جلوه میکند این آتشین کلک
از بهر باز کردنِ گوشِ گران سران | کوسی بنه فلک زده زین نه هزار تک

به تحقیق پیوسته که اسم آن افصح الفصحا شیخ ابوالفیض بوده، در اوّل فیضی و در آخر فیاضی تخلص کرده و با اهل فضل بغایت خوب پیش می آمده و رعایت بسیاری بشعرا می کرده، گویند در آن وقتی که شیخ فیضی تفسیری بنقط ترتیب داد بلبلِ گلزارِ نکته سرائی میر حیدر معمائی بجهتِ تاریخِ اتمامِ آن تفسیر سورهٔ اخلاص پیدا نمود و بدان نادره زمان اعلام کرده و آن منصف بانصاف از زبانِ تحسین بسیار و از جان آفرین

---

۱ ر: آن ۲ ر از تر و کلیات ۳ ر در تر بعدش افزوده: ـ چنانچه خود می فرماید نظم

زین پیش کز سکاه سخن بود | فیضی لقب نگین سخن بود
اکنون که شد مبشق [مرتاض] | فیاض فیاضیم از [محیط فیاض] [الفاظی که بخطوط قوسی محدود

کرده ام از تر ساقط شده، از آئین ۱: ۲۳۵ نقل کرده ام] ۴ بقول امین احمد رازی (هفت اقلیم ۱۹۹ و خزانه ۲۳۲) میر حیدر ده هزار روپیه صله این تاریخ از فیضی حاصل کرد،

Marfat.com

بمیر (۱۱۲۲ ا) مذکور فرمود و پنجهزار روپیه بجایزهٔ آن تاریخ بدو داد،

مولدِ آن عندلیب گلستانِ خیال از دار الخلافه آگره است و در لاهور در چهل و پنج سالگی در سنه اربع و الف از دست ساقی اجل شربتِ مرگ چشیده و تیغ زبان در نیام کام بنا کام کشیده است، نزدیکانش کالبدِ وی را بعد از فوتش باگره آورده در مقبرهٔ که برادرش شیخ ابوالفضل در حینِ حیاتِ خود ترتیب داده مدفون ساخته اند،

بر رای انور ارباب هنر پوشیده نماند که از وارداتِ شیخ فیضی ساقی نامه بنظرِ این محقّر در نیامد بنا بر ضرورت پنج غزل از منظوماتِ آن نادرهٔ عصر که مناسبتی بسیاق این اوراق پریشان داشت بر بیاض برد امید که مرضی طبع دشوار پسندانِ این ایام گردد،

غزلِ اوّل

ساقی و جام می و گوشهٔ دیر است اینجا — لله الحمد که احوال بخیر است اینجا
نکتهٔ عشق مپرسید که هوشم با قیست — سخن از یار مگویید که غیر است اینجا
آبِ این میکده جان بخش تر از آبِ بقاست — پرس ای خضر که سر منزلِ سیر است اینجا
باده در جلوه و مرغانِ چمن می جوشند — گو سلیمان که همه منطق طیر است اینجا
فیضی افسانهٔ عیسی نفسانم هوست — چه سر قصهٔ موسی و عذیر است اینجا

وله ۲

این چه مستی ست که بی باده و جام ست اینجا — باده[ل] گر جام بنوشند[ل] حرام ست اینجا
زاهدا[ل] منتظرِ چشمهٔ کوثر منشین — که بیک جرعهٔ می کار تمام ست اینجا

ل آ: باد ل۲ آ: ننوشند ل۳ بجایش در ر و کلیات این شعر را دارد:
ای که از بادیهٔ عشق خبر می پرسی ❊ پای بردار که کونین دوگام است اینجا

عه درست نیست زیرا که ولادت فیضی در سنهٔ ۹۵۴ھ بوده (آئین ۲: صه۲۸)

Marfat.com

هیچکس نیست که در دائرهٔ حیرت نیست | صیدگاهیست که جبریل بدامست اینجا
(۱۲۲ب) راز سربستهٔ خم پیش خرد مکشاید | سخن از عشق* مگویید که خامست اینجا
نام و ناموس ز ما خاک نشینان مطلب | این مقامیست که ناموس ز نامست اینجا
چون شدی معتکف میکدهٔ فیضی شدآ | کز دم پیر مغان فیض مدامست اینجا

ولہ ۳

ساقی بده آن دشمن هوش و خرد ما | کامد ز ازل عشق و جنون نامزد ما
غافل مشو از کسوت ما خاک نشینان | کاینه خورشید بود در نمد ما
رسوائی و دیوانگی و شور ملامت | در مملکت عشق بود چار حد ما
گلزار دل آراست بشرطی که خرامد | نسرین بدن لاله رخ سرو قد ما
ما را منگر زیر زمین خفته که پنهان | راهی سوی فردوس رود از لحد ما
ما خود به نبردیم درین معرکه فیضی | وقتست که همت برساند مدد ما

ولہ ۴

مطرب بلند ساز کن امشب ترانه را | در شعر من بخوان غزل عاشقانه را
روغن بر آتشم زن و همدست شیشه کن | با شعر تر ترانهٔ چنگ و چغانه را
آن چنگ بشکنم که ببستار بر حسین | بر تو سن خرد نزند تازیانه را
ای کام دل بیا که بصد حسرت دراز | فرصت وداع می کند امشب بهانه را
گل گل شگفته زن دو از شگفتگی | در گل گرفته در و دیوار خانه را
روزی که گنج گنج نهادند آرزو | عشرت بدست داد کلید خزانه را

---

۱ ه: و کلیات: پنجه ۲ ه: ز: سوی ۳ ه: کلیات: ما ۴ ه: ت: عشقم

Marfat.com

فیضی تو خامشی و حریفان در انتظار تا آتشِ نهفته بر آرد زبانه را

وله ۵

[حاشیه ۱۲۳ و]

شبِ عید است ساقی چرخ ده جامِ هلالی را
صلای باده زن دُردی کشانِ لا اُبالی را

تفاوتهاست در مستان نگه کن باده کم ده
ببد مستی که از صدمی برد بی اعتدالی را

حریفانِ مسیحا مشربم کز ساغرِ عشرت
بتر سازاده نوشد شرابِ پرتگالی را

زُلالِ خضر بر خاکِ سیه ریزم چو اسکندر
که می افزاید این آبِ اندهِ پیرانه سالی را

تعالی الله چه عید است اینکه در دوران نمی یابم
دلی از شوق محروم و سری از ذوق خالی را

بتان در جلوهٔ نازند نازم بر خداوندی
کنی بخشد بر عنایان چنین نازک نهالی را

خوشا اقبالِ سرمستانِ دریادل که چون فیضی
ز بزمِ اکبری دارند فیضِ لایزالی را

[بقیه ۱۲۰ و]

ذکرِ

عندلیبِ گلزارِ معانی مولانا نوعی خبوشانی

شاعری مرغوب و نکته پردازی باسلوب است، اکثر اشعار او ناخنی بر دل می زند، نام او محمد رضا است و مولدش از خبوشان است، و این خبوشان متعلق به نسا و باورد خراسان است.

---

۱ بعدش در تر دکلیات افزوده: غنیمت دان بدورِ خسروِ اکبر جلال الدین ☆ نشاطِ عید اسفندارمذ ماه جلالی را
امّا در کلیات "و الا" بجای "اکبر" و "عهد" بجای "عید" است،

۲ بعدش در تر افزوده: الهی چون جهان آسوده شد در سایهٔ چترش ☆ کنی همدوش با خورشید چتر این ظلّ عالی را
— در آ بعدش نوشته: بعد ازین احوال نوعی باید خواند [در تر فلفل عای، نوشته بجای ظل عالی، تصحیح از روی کلیات است

که مصرعه ثانی را چنین نوشته: کنی ممدود تا خورشید چتر این ظلّ عالی را]

Marfat.com

به تحقیق پیوسته که در صغر سن همراه پدرِ خود شیخ محمود از وطن بهند آمده (۱۲۰ ب) و لبعزم
دیدنِ خواجه ابوالقاسم سیری که نسبتِ خویشی بایشان داشته بگجرات رفته و خواجهٔ مذکور
در گجرات صاحبِ سامان بوده، پدرِ او را فراخور حال امدادی نموده بوطن روانه ساختند،
چون محمد رضا در خدمتِ پدر به مشهدِ مقدّس می رسد پدرش در انجا بقیهٔ عمر بخدا پرستی
مشغول می شود و می گویند که خیلی صاحبِ حالت شده و از اکسیرِ ریاضت بمرتبهٔ ولایت
رسیده بود که عالمِ فانی را وداع کرده بعالم باقی می خرامد، بعد از فوت پدر پسر در مشهد مقدّس
در مقامِ انتظام نظم می شود و میراثِ پدر در اندک زمانی با مردم اهل خوش طبعانه صرف
می نماید، بعد از اتمام آن سامان بار دیگر ارادهٔ سیرِ هند می کند، این مثال میان عالمیان
اشتهارِ بسزایی دارد که هر کس یک نوبت گشت هند نموده و بهره ازین ملکِ فیاض
برداشت وقتی که بایران رفت اگر در راهِ این سرزمین و این بادیه نمیرد البته در آرزوی
این خاکِ مراد می میرد، بهر تقدیر محمد رضا بار دیگر از خراسان با هور آمده از گردِ راه در جرگهٔ
ملازمانِ خان عالی شان میرزا یوسف خان در آمد و بهمراهیِ آن خانِ جم نشان به دار العیش
کشمیر رفت از فیضِ آب و هوای آن گلشنِ همیشه بهار طبیعتِ او رنگ و بوی دیگر بهم
رسانید چنانچه اشعارِ او دلپذیر (۱۲۱ ا) و سخنانِ او مقبولِ طبع صغیر و کبیر شد و تخلص خود
آنجا نوعی قرار داد،

گویند کمانِ داری بی نظیر و پشته سوارِ شمشیری بوده، یک روز پنج مرتبه در حضور
میرزا یوسف خان هدف را به تیر ربوده، چون رتبهٔ موزونیت و مرتبهٔ ادبیت او معروف
و مشهور گشت رفته رفته به تقریبی به سمعِ مبارک شاهزاده عالی جاه شاهزاده [illegible]
رسید، آن قدردانِ نکته سنجان از روی خواهشِ نوعی را از میرزا یوسف خان گرفته
داخلِ بساطِ بوسانِ محفل حشمت و شوکت خود گردانید، آری نسیمِ فضل و هنر اطراف

۱ ب: استمدادی ۲ آ: تقریبی ۳ ب: علمای [illegible]

Marfat.com

چمنِ ایّام را چون گلِ معطّر می سازد و نافهٔ مشک افشانِ مناقبِ سخن گستر حواشیِ انجمنِ عالم خجسته فرجام را چون عنبر تر معنبر می نماید، **قطعه**

هنر چو مشک بود مشک اگر نهان دارند | ز فیض رایحهٔ او مشام را خبر است
نمی توان بگل اندود چشمهٔ خورشید | زمان زمان اثرِ نور او زیاده تر است

چون داخل مدّاحانِ آن شهزادهٔ عالی مقدار گردید قصاید غرّا در مدحِ آن جوان بختِ عالی تبار گفت، دیوانش قریب به چهار هزار بیت است و سوای ساقی نامه مثنوی دیگر در بحرِ خسرو و شیرین حضرت شیخ گرامی گفته و آن را سوز و گداز نام نهاده قریب به پانصد بیت باشد و این دو بیت (۱۲۱ ب) از آن کتاب است **قطعه**

جوانی چون نسیم نوبهار است | ولی بر رنگ و بوی گل سوار است
اگر دریافتی بر دانگشت بوس | وگر غافل شدی افسوس افسوس

بعد از حیات شاهزاده و آنیال باقی عمر خود صرف خدمت نوّاب سپه سالار خانخانان کرد و در سن چهل و نه در برهانپور در سنه ثمان عشر و الف پیمانهٔ عمرش پُر شد، قدم در ملکِ خموشان نهاد، **بیت**

درین دنیا که بوی خرّمی نیست | گیاهی بیوفاتر ز آدمی نیست

ساقی نامه نوعی[1]

تویی اوّلین پیر میخانها | بیادِ تو شبگیر پیمانها
ز نامت که رنگِ لب و آبروست | لبِ لعلِ پیمانه گیتیک گوست
بیابوسِ نامِ تو در انجمن | کند شیشه را می زبان در دهن
ز نامت که پیمانه هر لبست | صراحی ز می پای تا سر لبست
بخوری که منظورِ هر محفلست | ز بزمِ تو بوی کباب دلست

[1] بقول خوشگو «بیست بادلی عمود ۲۲۴ نمره ۳۹۱» ساقی نامه نوعی مشتمل است بر هفصد بیت، ازین جمله صاحب میخانه فقط ۲۶۹ بیت را آورده است.

Marfat.com

صبوحِ چمن کآفرینِ خوانِ تست
شکرخندهٔ بزمِ مستانِ تست

توئی مجلس آرای هشیارِ دوست
چو گل بر سرو هم چو ساغر بدست

ز بزمت که شد صبح دل شامِ او
چرا غیرت خورد گل نامِ او

گل و باده انشاگرِ رازِ تست
شب و روز زیر و بم سازِ تست

(۱۲۲ا) توئی نغمه آموزِ منقارها
گل خارها* نغمه زنِ تارها

برت آهی از نکبتِ عود به
صفیری ز الحانِ داؤد به

قفس کرده در محفلت بسمری
بجوشش نفسهای بیسلیفری

نفسهای پرورده در خونِ دل
همه بازِ دستآهیینِ بجل

نوائی چو از پردهٔ دل کشند
سراپردهٔ زهره در گل کشند

توئی منبعِ نقشهای شگفت
که گر نگرفت کس بر شگفتت گرفت

ز کنهِ تو دانشورِ آگاه نیست
که صنعت ز صنعت گر آگاه نیست

خسی را که بر موج باشد گذر
کجا یابد از قعرِ دریا خبر

درین پرده کآسیبِ غم راه نیست
نفس محرمِ نکهت از نیست

ز شیخِ حرم تا برهمانِ دیر
در اسرار ازین پرده غیرند غیر

درین پرده ره انبیا کرده اند
دل نقشِ بستی ز دل برده اند

فصیحِ عرب چون درآمد بگفت
بجز ناعرفناک دفتر نسفت

خدا آگهان را دو ره راه نیست
چه جای کز خود آگاه نیست

کیم من که با این تنک مایگی
بمیخانه ظرف آزمائی کنم

دلیرانه یزدان ستائی کنم
(۱۲۲ب) همانا که دزدم زبان ایام

کز آموختن ۲ آموختم ۳ همان ۴ که دزدم

Marfat.com

سخن گرچه از هر چه برتر بود
خموشی شکوهِ سخنور بود

بیا ساقی! ای گلشنِ رازِ دل
که بادِ نفس گشت غمّازِ دل

زپیمانه ام مُهرِ نه بردهن
که ناید بردن نکهتِ این چمن

زبیم رهِ بال فرسای من
چو منزل گره شد سرِ پای من

کسی را که منزل بود سنگِ راه
چه آگاهی از قطعِ فرسنگِ راه

گرم نامدی دامنِ دل بچنگ
بماندی سرم[1] سبزه وش زیرِ سنگ

مرا این گلین اسب[2] جادو فریب
به از کاغذین بالِ[3] بازو فریب

نه تنها گلین اسب[4] طفلانست دل
که شبدیزِ خورشیدِ جولانست دل

تذروِ چمن زارِ بینش دلست
جگرگوشه آفرینش دلست

دلست آنکه فیضش در آهن سرشت
که آهن شد آئینهٔ خوب و زشت

یکی طرفه گل، چشمِ هر مجلسی
درو آسمان دستهٔ نرگسی

نگهبانِ گنجِ الهیست دل
سلیمانِ اورنگِ شاهیست دل

ازین دل مرادِ آن مقدس دلست
که عرشش کهن پرده محمل است

دلی، ساز و برگِ الهی درو
بجز آرزو هر چه خواهی درو

(۱۱۲۳) دلی عرش پروازِ شاه رسل
که شد برزخِ جامعِ جزو و کل

کسی را درو جز خدا راه نیست
دران آسمان جز خدا ماه نیست

گرانمایه دُرجی لبالب ز دُر
نهی گشته از غیر و از دوست پُر

بصدق و بعدل و بحلم و بجود
برآراست ارکانِ قصرِ وجود

وزان دل قلم نقطه نقشِ بست
که آن نقطه شد مصدرِ هر چه هست

وزین نقطه اندیشه سر در گم است
که هر ذرّه یک قطره صد قلزم است

[1] ت ۱ سری [2] ت ۲: است [3] ت ۳: بای [4] ت ۴: دل

Marfat.com

از آن پیش کین نقطه ناگشته حرف
سزد گر لب این نقطه در دل برم
بیا ساقی! ای رازدارِ سخن
بده می که پیش سخن هر نفس
زبان گردد از فیضِ دل حق‌شناس
حسد هر کرا سایه بر دل فگند
اگر شعلهٔ شمعِ محفل بود
دلِ آئینهٔ دستِ اسکندریست
(۲۳ب) سرِ گنجِ دل را لبِ نکته‌سنج
کلیدِ زبان قفلِ دارِ دل است
نفس ابرِ و معنی چو باران درو
نفس کان نه از محملِ دل بود
سخن در میانِ نفسهای سرد
کسی تا کی از راهِ فرزانگی
بده ساقی آن دشمنِ خانه‌سوز
که بی می دو غم داد عمرم بباد
الهی بباد چمن زادِ صبح
به بیداری شبنم و خوابِ گل
بمنقارِ بلبل کش آید صفیر
بمضرابِ مطرب که از خارِ چنگ

تگرد دیده این قطره دریای ژرف
وزین قطره کشتی بساحل برم
گفت چون زبان دست یارِ سخن
خلد در زبانم چو در دیده خس
کند مه ز خورشید نور اقتباس
ز نیلوفر شخم در گل فگند
چو سوسن زبانش سیه دل بود
زبان تختهٔ مشقِ پیغمبریست
دو لختی دری دان نگهبانِ گنج
که بر قفل بیرون بیچون ز دست
سخنهار روشن تر از جان درو
بخاریست افسرده کز گل بود
چو شمعیست همخانهٔ بادِ گرد
کند زیست با دشمنِ خانگی
می آشنا سوزِ بیگانه سوز
غمِ خانه و دشمنِ خانه زاد
که شب خفتگان را دهد باد صبح
به آمیزش آتش و آبِ گل
ز هر پرده بیرون چو آب از مَنیر
گلِ تر دمانَد ز تارِ چنگ

۱ه آ: دار، ی: دار ۲ه آ: آب و گل ۳ه آ: ... تا دمانید

بآن باده کز شعله چابک تراست — ز نامش زبان پنبه و آذرست
چو نامش ستایم ز بیم گزند — بلب خاک پاشم بجای سپند
که طفلان چو بر دست اخگر نهند — بکف خاک و بر خاک آذر نهند
(۱۲۴ ا) بآن نغمه کز لب چو تازد بگوش — چو مرغان بسمل کند عقل و هوش
بچاک گریبان نا بُرده دست — که چون شیشه بی سنگ بر خود شکست
که تقصیر مستان بساقی ببخش — به ته جرعهٔ جام باقی ببخش
لبم را که چون باغ بی شبنمست — دل بی غم و داغ و بی مرهمست؟
بپابوس میراث کوثر فرست — بگلگشت آن دست و ساغر فرست
کف دست گاه بدا للهیش — پرستنده از ماه تا ماهیش
سبیل کفش آب صد سلسبیل — خس روی آبش کف جبرئیل
گهرگر به بحر و بچرخ اختر است — سپند کف ساقی کوثر است
کفی مهچه رایت کردگار — بران مهچه انّا فتحنا نگار
ز شرمش چو عکس مه نو در آب — شود مرتعش پنجهٔ آفتاب
چه دستی که کونین سرمست اوست — لب خار و گل چشم بر دست اوست
لب خشک نوعی که خرّم باد — چو ساغر بآن دست محشور باد
بیا ساقی آن جانشین کسی — که ماه نو آمد ز راهش بسی
به بین دست تو نایب دست کیست؟ — چنین دست در آستین بهر چیست؟
برآ ای سلیمان ساغر نگین — کفی چون گل از غنچهٔ آستین
(۱۲۴ ب) بآن کف بساغر درودی فرست — ز پیشانی دل سجودی فرست
تبسّم گه شیشه را باز کن — شکر خندهٔ صبح گو ناز کن

ا ۱ در آ نقاط شک دارد ۲ در حاشیه آ (نسخهٔ دیگر) : پر

Marfat.com

چه شیشه سهی سردِ باغِ بهشت
تذروی مرصّع ز باغِ بهشت

شرابِ گل و سبزه پیرایه اش
سحابِ چمن خفته در سایه اش

بده ساقی آن می که دل جامِ اوست
لبِ تشنه پروانهٔ نامِ اوست

شرابی که از دل برد بدهوس
فروغش کند شعلهٔ جاروبِ خس

هُماسایه در نورِ آن گم کند
چو شپّر که روز آشیان گم کند

دِل از غم لبِ از تو به زنگار بست
خمارم برخ رنگِ هستی شکست

رُخی را که رنگش چو مه شد دو نیم
باعجازِ می وصل کن ای کریم

بیا ساقی! آن ابر گوهر فروش
بسیلابِ ساغر ده این عقل و هوش

بموجِ قدح شانه کن موی غم
خمِ موج کن چینِ ابروی غم

ز تاریکی شیشه روزم شبست
شب از عکسِ روزم سیه کوکبست

برافروز از نورِ می سینه ام
چو فانوس کن دلقِ پشمینه ام

بیا ساقی آن گوهرِ شب چراغ
که در شب چراغست و در روز باغ

بده تا چمن را چراغان کنم
شبِ تیره را باغِ زاغان کنم

بده ساقی آن خونِ افراسیاب
که گنجورِ دل شد از غم کباب

کسی کش پدر کشتگی باغمست
اگر خونِ غم را بنوشد کمست

(۱۱۲۵ ا) بیا ساقی آن مستِ بیدار دل
چو نرگس گران خواب و بیدار دل

شب است و صراحی ز غلغل خموش
گل از خنده و ز ناله بلبل خموش

می نغمه در جامِ منقار کن
شکر خنده خفته بیدار کن

که ای خنده و ناله شبها تراه
دو صد پرنیان پرست در بر بهوشیار

---

۱ آب ۲ آزاغ، تصحیح از روی آ ۳ [illegible] آزاغ
۴ آ [illegible] کشتگی ۵ [illegible]

Marfat.com

صراحی بساقی و صهبا قسم
بفرق دل و خاکِ آن باقسم

که گر بگسلی دستم از دامنت
کند خونِ من دست در گردنت

گلی باده در غنچهٔ شیشه چند
ازین گل تهی باغ اندیشه چند

بران گل بصد دیده باید گریست
که در ماتم خنده بایدش زیست

بیا ساقی ای نوبهارِ هوس
گفت و چمنها گل پیش رس

ازان گل که در شانِ حسن آیتیست
جنون در سرم تشنه نکهتیست

بهار آمد و دشت و گلشن شگفت
دمیدن دمید و شگفتن شگفت

یکی تخم نارسته در گل نماند
زمین را گره در رگِ دل نماند

مگر تخم همّت که در گل فسرد
که زر داد و در خاک و در خاک مرد

بیا ساقی ای ابرِ نیسانِ جود
برین تخم و گل ریز بارانِ جود

برویان باعجازِ پیغمبری
گل جعفری از زر جعفری

(۱۲۵ب) یکی مرغ بیمار نازک دلم
به تحریکِ بادِ چمن بسملم

بفضلِ گل آن جادوِ چشم بند
رسانیده از چشم بندم گزند

چنان در دم از مردمک برده هوش
که نشناسم از هم گل و گلفروش

بروزم زگشتِ چمن بی نصیب
چو گوران شده در وطنها غریب

بود شبنم آغشته بادِ سحر
بچشتم[1] نمک پاش لخت جگر

ز پشه ترم تا دلِ دردناک
نظر لخت لخت و نفس چاک چاک

ز دردم بچشمانِ نادیده خواب
شود سرمه چون مو در آتش کباب

بود پیکرم چون قفس چاک چاک
بهر چاک صد نالهٔ دردناک

نهی گوش گر بر شگافِ قفس
خراشیده آید بگوشت نفس

[1] بچشم ؟

Marfat.com

خروشِ نفس از خراشِ دلست — که بر مرغِ بسمل نوا بسمل است
بمنقارِ خونی چو گل البصر — کشم ناله در دیده شب تا سحر
بکنج قفس بهرِ دفع گزند — سرِ خود بر آتش نهم چون سپند
ز گل دست و دستارِ دهقان نگار — مرا خار در چشم و گل در کنار
بده ساقی آن توتیای نظر — که چون چشم بختم گدای نظر
برین چشم دیرینه مخمورِ می — نگاهی کرامت کن از نورِ می
(۱۲۶ا) فشرد آنچنان غم سراپای من — که گشت استخوان خون در رهضای من
ز غم بس که در دل شکستم سنان — شدم پیکرِ آهنین استخوان
بدیوار رویم چنان یار شد — که مژگان من کاهِ دیوار شد
سر از غم چنان گشت زانو نشین — که زانو نگین دان شد و سر نگین
نگین با نگین دان چنان در سرشت — که نقشِ نگین شد خطِ سر نوشت
ز بس بار غم قامتم شد کمان — عصا در کفم چله شد بی گمان
کمانی که مورش ببازو کشد — چو پای ملخ سوی هر کو کشد
شبی خوش نیامد ببالین سرم — که ماری نزد حلقه بر بسترم
من از بیمِ جان در جگر کاستن — نه یارای رفتن نه برخاستن
همه شب با فسونگری تا سحر — نفس بایدم زد ز راهِ جگر
مرا دل ز بیداریِ شب دو نیم — ز من مار را خواب بی ترس و بیم
مگر بسترم دخمهٔ کافر است — که مارش همه شب بهٔ بستر است
ولی من ز کافر سبق برده ام — که در زندگی کافر مرده ام
بیا ساقی آن جرأت افزای دل — بشو زنگِ هشت از سیمای دل
بده می که در چشمِ شب زنده دار — بهان تیره تر شد ز سوراخِ مار

Marfat.com

(۲۶ ب) شنیدم که ابرِ کرم بهرِ زیست
چهل سال بر خاکِ آدم گریست

ولی بر من آن ابرِ دریا نورد
چهل سال بارید بارانِ درد

بده ساقی آن ارغوانی نبید
که دورِ جوانی بپایان رسید

چمن مایه طبعِ جوان پیر شد
می لاله گون در قدح شیر شد

خزان در چمن طبلِ بیداد زد
سلیمانِ گل خیمه بر باد زد

زغم خاک بر سر کن ای باغبان
که شد باعثِ ترکِ تازی خزان

چو خرمن گهِ سفله عریان زمین
نه مرغ از وی آسوده نی خوشه چین

بیا ساقی از عمر چیزی نماند
وزان گنج بر کف پشیزی نماند

بگردان ازو عمر بگذشته را
چو شاهِ نجف روزِ شب گشته را

بیا ساقی آن بدرِ ناکاسته
که خورشید از و چون سُها کاسته

بمن ده که اندر لگدکوبِ درد
سراپا بلاکم[1] چو دشتِ نبرد

سپهر ابلس است این صف آراستن
ز دلها ربی کینه کین خواستن

حذر کن که این آهِ آماده جنگ
بر آئینه زنگ است و بر سینه سنگ

حریفِ تو چون من نخیفی بس است
که ضحّاک[2] و جمشید آتش خس است

چو مرد آزمائی کند در دِ من
چه بیژن چه بهمن هم آورد دِ من

(۲۷ ا) برآرم بیک قطرهٔ اشک سیل
دمار از عیارت چو فرعون و نیل (۲۷)

مرا خود شکیبائی از جنگ نیست
که خون ریختن تیغ را ننگ نیست

ترا صرفهٔ جنگ با من کم است
که زخمِ ترا تیغِ من مرهم است

بیا تا برآریم خفتانِ جنگ
بپوشیم دلق می رنگ رنگ

جبینهای آغشته در خاک و خون
بشوئیم از بادهٔ لاله گون

---

[1] ا: هلالم، تصحیح قیاسی ست،
[2] تصحیح قیاسی ست، آ: ضحاک جمشید و آتش **۵۳** ت: آب.

Marfat.com

بی سینه از کینه صافی کنم
بدی را به نیکی تلافی کنم

بده ساقی آن آبِ آتش منش
که بر آب و آتش کند مرزنش

که بی باده (آن مایهٔ صلح و جنگ)
دل از جنگ با صلح آید به تنگ

مغنّی دلم تشنهٔ سازِ تست
که آبِ خضر دُردِ آوازِ تست

شرابی که دُردش فزاید حیات
خوش آن دل که بر صافش آرد برات

مغنّی سر از خوابِ مستی برآر
بناخن رگِ خفتگان را بخار

فروکن بهر دل سرِ ناخنی
چو دهقان بگل در نشان گلبنی

چه[1] گلبن؟ گلش مستی بی خمار
چه[1] گل؟ خارِ او نغمهٔ آبدار

مغنّی صبوحیت بیدار شو
فروزندهٔ ناخن و تار شو

بمی تارِ طنبورِ را آب ده
غبارم بسیلابِ مضراب ده

(۱۲۷ب) کزین تنگنا رخت بالا برم
درین سیل راهی بدریا برم

مغنّی یکی زخمه بر تار زن
بچشمی که خوابش برد خار زن

بمضراب تر کن رگِ خشک ساز
چو ترکانِ عارف ز اشکِ نیاز

مغنّی شبم تیره از خوابِ تست
کلید درِ صبح مضرابِ تست

برین چشمِ ناخفته هر اختری
نماید چو قفلِ درِ خیبری

باعجازِ انگشت خیبر گشا
سرِ شب چو قفلی ازین در گشا

مغنّی ز پیشینیان یاد کن
یکی پیشرو روحِ شان شاد کن

درافگن ز هر شعبه تازه
بهر گوشهٔ محفل آوازه

مغنّی ست جبریل و وحیش سرود
که در شانِ صاحب دلی آمد فرود

گرت گوشِ دل محرمِ راز اوست
دو آمد چو ریشه در مغز و پوست

[1] ت: چه، آ: چو و چه هر دو نوشته، این طور: چو

[2] آ: شان را

Marfat.com

ورت سنگ شد پنبهٔ هوش گوش
خورد نغمه چون شیشه بر سنگ گوش

دران دم که مطرب شود نغمه زن
سراپا چو نی گوش باید شدن

بود چشم آیینهٔ گوش و هوش
به پوشیدن چشم بکشای گوش

چو پوشی نظر نغمه عریان شود
چو اختر که در شب فروزان شود

مغنّی بیا کانتظارم بکشت
خمار می نغمه زارم بکشت

(۱۱۲۸) فگن سایهٔ نغمه در گوش من
که در سر برقص آورد هوش من

بیا ساقی آهنگ اعجاز کن
بناخن رگ شیشه را باز کن

که ناخن گر از خون او تر شود
چو منقار طوطی سخنور شود

بیا ساقی آن چشمه سار کرم
دم خضر دم ده تو از جام جم

بجام می تازه کن کام من
که موجش زند سکّه بر نام من

منم نوعی آن خضر جمشید بخت
که دارم ز لوح و قلم تاج و تخت

خرد نوجوان بخت جمشیدیم
سخن بی کران عمر جاویدیم

خرد تاج و دل درّة التّاج من
سخن تخت و معنی معراج من

قلم در کفم چون عصای کلیم
کلید طلسمات امید و بیم

بهر در گذشتم برویم گشاد
بسان در موج بر روی باد

نماند این کلید ولایت ستان
در بسته در زیر هفت آسمان

مغنّی گر از غم دهد دوریم
چو خسرو نوازد دلش پوریم

برآرم به نیرنگ دستان دل
یکی لعبت از لعبتان چگل

که از غیرتش لعبت خاوری
کند چهره و جامه نیلوفری

بیا ساقی از خود رهائیم ده
شکیبائی از خودستائیم ده

---

۱ تر: چوزد ۲ تی: تر، آ: پر ۳ در تی حذف کرده،

Marfat.com

(۱۲۸ب) خودی خضرِ سرِ چشمهٔ بخردیست
بده می که مرگِ خودی بیخودیست

مغنّی بیا ای جهان نو ز تو
غم آباد دل بزم خسرو ز تو

نکیسا صفت نغمه پردازِ شو
بنا هیدِ کلکم هم آواز شو

برآمیز در پردهٔ زیر و بم
صریرِ قلم با صفیرِ قلم

که بلبل نوائی کند تا ابد
ببزمی که خسرو سزد باربد

بیا ساقی آن ماهِ گلگون نقاب
درخشنده تر در شفق آفتاب

شرابی که خون در بدن گل کند
بتن مُو چو منقارِ بلبل کند

بمن ده که مستانه با صد زبان
شوم نغمه پردازِ این بوستان

بحمدالله این خامهٔ نقشبند
یکی نقشِ فرخنده زد بر پرند

که مُو از سرِ کلک شاپور رست
ز لوحِ نظر نقشِ شیرین نشست

بنگاری که یوسف خریدارِ اوست
ز لیخا کهن زالِ بازارِ اوست

تنش چون تجمل و پیرهن بوی اوست
نسیمِ چمن مرحبا گوی اوست

ز بس پیرهنِ صاف و نازک بدن
نظر بر تن افتد نه بر پیرهن

چو هندوی زلفش کند عزمِ خواب
نهد پای در دامنِ آفتاب

نگنجد خیالش در آغوشِ کس
که آتش نگنجد در آغوشِ خس

(۱۲۹ا) خدایا تو این بکرِ بی عیب را
که آئینه شد صورتِ غیب را

ز چشمِ قبولش حسد دور دار
ز نیک اختران چشمِ بد دور دار

ختن مایه مشکِ جگر بخیتم
بگلگونِ گلابِ دل آغشتم

بدانسان که بارانِ اردی بهشت
بیک اربعین خاکِ آدم سرشت

چهل شب سرِ خامه در خون نشست
که این نقش بر پرنیان نقش بست

---

۱۰ د ۱۵ ۲۰

لہ ازین جا سه بیت در متن محذوف و در آخر حاشیه افزوده است.

Marfat.com

بهر سحر معجز بر آمیختم
کز ینسان نگاری بر انگیختم*

ولی حیف ازین لعبتِ حور زاد
که چون عطرِ گل زاد بر شد بباد

دلِ[1] دیر و طبعِ چمن داغ شد
که تاریخ این بادهٔ[2] باغ شد

چو شمعِ مزارِ غریبان فسرد
سیه بخت زاد و سیه بخت مرد

نشد تهمت آلوده اش مغز و پوست
نه نفرینِ دشمن نه تحسینِ دوست

گل و باده گرید بران نوعروس
که کابینِ او شد دریغ و فسوس

حریفانِ این بزم بی ساز و برگ
چو اصحاب کهفند در خوابِ مرگ

کفِ دستها بر زنخ بسته اند
ز افسردگی جمله یخ بسته اند

چو صورت لب دخل و تحسین خموش
شنیدن بلبها و تحسین بگوش

بتحسین لب از گوش افگنده تر
زلیخانِ بی شیر شرمنده تر

درِ گوشِ شان در سخن نیم باز
چو باغِ لئیمان بر اهلِ نیاز

لبِ دخل چون زخمِ خونین جواب
تبسم به لب چون نمک در شراب

دل از سختی سینه چون سُم گره
برابر ویشان چین چو در دُم گره

(۱۲۹ ب) ز حدِ رسائی نه یارای دخل
که دستِ بریده است کوته ز نخل

ز شرم و حسد آستین بر جبین
ز دندان همه سنگ در آستین

چو از کینِ من لب بدندان گزند
همی سنگ بر شیشهٔ خود زنند

خدایا ازین قومِ نا اهل دل
که بوذر[3] زبانند و بوجهل دل

مصون دار این تازه ابیات را
که شرح اند انجیل و تورات را

دلِ صاف را بادهٔ صاف ده
دلِ تیره را نورِ انصاف ده

معنّی درین برگ ریزِ سخن
توئی مرغِ بلبل تمیزِ سخن

---

[1] تا: دلی دیر ملیح [2] کذا در تا و آ، ـ ۱۰۱۵ھ؟ [3] تا آ: بوزر،

Marfat.com

برین گل که در موسمِ دی شگفت
زبادِ نی و شبنم می شگفت

به گلبانگِ تحسین نوایی بزن
به بلبل نوایانِ صلایی بزن

که از سدره ناهیدِ بلبل سرود
بدهقانِ این گل فرستد درود

بیا ساقی [آن] داورِ داد رس
چو مرهم بهر زخم فریاد رس

که طبعِ شرابِ سخن گشت مست
ز بد مستیم شیشه بر لب شکست

خراشی که از سینه بر لب رسد
هم از قبّهٔ سینه مرهم سزد

لبم آتش افروزِ پیمانه شد
ز بتخانه[1] تسبیح صد دانه شد

که در سلکِ این سبحهٔ ناشمار
کشم از دعا گوهری بی شمار

(۱۱۳۰) الٰهی ببستانِ صهبای فیض
نهنگ آشنایانِ دریای فیض

بشادابیِ جامِ گوهر نثار
که شبنم نگارِ گلست و بهار

بآزادیِ دستِ ساغر بدست
که هرگز در فیض بر کس نه بست

بسر گرمیِ پای میخانه سیر
ز سودای آن کنج ویرانه سیر

بزخمارهٔ زردِ اربابِ درد
که چون آفتابست در زیر گرد

بشب زنده دارانِ ناموسِ دل
که بر عرش بستند فانوسِ دل

کزین دیرِ دلگیر نادلکشای
بمیخانهٔ وحدتم ره نمای

بزخم زشورابهٔ آب و گل
که در هم برآمیخت با خونِ دل

ز تلخیِ آن زهرِ کم برتن است
چو بادیست کز زهر[2] آبستن است

ز لب طعمِ زهرِ هلاهل بشوی
پر و بالِ این مرغِ بسمل بشوی

جگر خشکِ شورابهٔ کشتم
نفس ترکن از بادهٔ وحدتم

به آن آبِ پاک ای خداوندِ پاک
بشو دامن و لقمه از حیضِ تاک

---

[1] آ: بتخانه، تر: بتخانه [2] تر: زهره

چو اعرابی گویم و آب شور | که در یوزه دارم شراب طهور
صدف وارم آغوش بر ابر باز | چو آغوشِ خمیازه بر می فراز
لبم را بیک قطره شرمنده کن | بیک جرعه خمیازه ام خنده کن

ذکر

مولانا غیاثای منصف

خردمندی منصف و نکته سنجی بی تکلف است، اشعار او هموار و کم استعاره واقع شده، شعر را خوب می فهمیده، تمیز را از روی انصاف می کرده است، چنانچه اگر کسی دخل حسابی در شعر او می نمود فی الحال قبول می کرد و کج بحثی بر خود لازم نمی ساخت، گویا ازان ره گذر است که تخلّصِ خود منصف قرار داده، نامِ او غیاث الدین علی است ولیکن در هند بغیاثا اشتهار یافته است، مولدش از اصفهان است و در صغرسن از وطن بشیراز رفته و دران شهر سنِ رشد و تمیز رسید و پاره کسب فضیلت کرد و طبیعت را از صیقل صحبتِ خوش طبعان شیراز بمرتبهٔ موزونیت رسانیده، و در سن بیست و سه از ایران بهندوستان آمده خود را بشرفِ خدمت خان نکته دان میرزا جعفر آصف خان مشرف گردانید و آن خان جم نشان در تربیتِ او کوشید تا بتوجه او در هند نشو و نما یافت، بعد ازمدّتی مدید از مخدومِ خود مرخص شده بدکن رفت، ملازمت نواب نامداری میرزا رستم قندهاری اختیار کرد و میرزای مذکور در رعایتِ خاطر منصف کمال مهربانی بجای آورده و وکالتِ سرکار خود باو مقرر فرمود، چندی در خدمتِ آن سلاله دودمان (۱۳۱ر) رسالت و ولایت بآن امر مشغول بود تا آنکه زیاده طلبی کار بر و دشوار (۲۱)

Marfat.com

کرد و راه سفر در پیشِ او نهاد، از صاحب خود جدا گردیده بگل کنده رفت و در انجا پارهٔ
ماند فاما نقش بمدعای او ننشست، جم جاه انجم سپاه محمد قلی قطب شاه مطابق مطلب او بحالِ
او نپرداخت، آن منصف با انصاف دانست که بدکرده که از خدمتِ میرزا رستم
مفارقت گزیده، دیگر بار ببرهانپور به بندگی میرزا [ی] مذکور عود نمود باز آن دُرِّ صدف
شرفِ نبوی در مراعاتِ خاطرِ او کوشیده او را در بندگی خود نگاه داشت،
بر رای انور ارباب هنر پوشیده نماند که عزیزی از دوستان و یک جهتان غیاثا باین
ضعیف برخورد و نقل کرد که در سنه تسع عشر و الف در دکن منصف بیمار شد و من بر بالین
او بودم دران ایّام اشعار خود فراهم آورد همگی از قصیده و غزل وغیره پنج هزار دو بیست
بیت شد، دیوان ترتیب داد و بعزیزی از دوستان ملجیت خود سپرد و وصیت کرد که این
مجموعهٔ مرا بایران برسان، دو روز بعد ازین وصیّت از جهانِ فنا بدار الملکِ بقا ارتحال نمود،
[وصیّت نامهٔ آن منصفِ زمانه بخطِ خودش بنظر این ضعیف در آمد، بدین عبارت مرقوم
قلم مشکین رقم گردانیده بود که حیران این کارخانه هیچ ندانست بچه مصلحت آمد و رفت.
غیاثا باری باحتمالِ اینکه شاید تجرّدِ نفس باعثِ کمی خشت و عصیان گردد مرگ را معشوقی از
خدا مسئلت نمود، نهایت دید، درین کارخانه خود را بیکار دیدن و بچشم اعتبار در دنیا دیدنی
الهی هیچکس را با خلق کار نباشد، در جنبِ عنایتِ خالق معصیتِ بسیار را سهل انگاشتن
آسانست، خدا کریم است، این عاصی را وصیّتِ آن که بسر راه تیمورنی مکانِ
تدفین بجهت او تعیین نمایند و اسپِ ابلقِ آقا جعفر را که بسیار خوش قدم است باو باز
پس دهند، و دیوان و واردات این بنده را به نظر بیگ سپارند، شاید بولایت

---

۱ این عبارت را در آنجط غیر کاتب اصل بر حاشیه افزوده اند اما در تر شامل متن است ۲ در تر ندارد ۳ تر: بخط خویش
بین ۴ تر: بن کم و بیش مرقوم ساخته بود ۵ تر: جست ۶ آ: نادیدنست ۷ منقول از تر، در
آ از حاشیه ساقط شده ۸ تر: تیموری، رک به حواشی

Marfat.com

دیگر خدا بخشاید، مگر عنایتِ الٰہی کاری کند وگرنہ کار مشکل افتادست]

ساقی نامہ غیاثای منصف

دلا کہنہ شد دور، نو شد خمار
بیی تازہ کن چہرۂ روزگار

(۱۳۱ ب) چو دارو زمان از جہان کینہ بیش
بیی خوارگی صرف کن عمرِ خویش

جہان چیست؟ یک مشتِ خاکِ غرور
کز و دیدۂ شاد ما نیست کور

زمان چیست؟ بیہودہ گردی چنان
بسر آورِ روزِ عمر کسان

بگیتی ندیدم دماغِ تری
برغم فلک ساقیا! ساغری!

فلک چیست؟ نلگونہ بر سراب
کہ از جوی او کس نخورد است آب

فزون از دو صد رہ درین دیر غم
کہ گل کعبہ گردیدہ باشد صنم

فلک ہیچ ازین سیر سیریش نیست
جوانی بسر برد، پیریش نیست

زمان اوّلِ خود ندارد بیاد
ولی در جہان مُرد ہر کس کہ زاد

ہمی خاک آبِ رخِ قیصر است
ہمی خاک آبِ رہِ حیدر است

زمان از غم ما چہ پروا کند
با نہا چہ کردہ کہ با ما کند

بگشتیم سر تا سرِ خاک و آب
ندیدیم جای کہ نبود خراب

بکشتیِ دنیا نگردی سوار
کہ بحرش چو موجت ناپایدار

دو روزی بقای جہان بیش نیست
زمانِ گل از گلستان بیش نیست

حبابیست گردون و بادی دروست
ترا خود گمان اینکہ ہستی ازوست

بقائی ترا راست زانجم زیاد
چرا غیست خورشید در راہِ باد*

(۱۳۲ ا) کہ جان را ز دستِ اجل برد راست
مگر آنکہ در زندگی مردہ است

---

۱ ـ ۵ ترـ: واگرنہ ۲ ـ ۵ مشکوک در آ، محذوف در ترـ ۳ ـ ۵ محذوف در ترـ.

Marfat.com

چو هستند در کارِ خود جمله ماست
نجوئی مرادِ خود از ممکنات

بممکن بود پای هستی ستم
وجود آن بود کو ندارد عدم

باین مایه هستی مزن گر حکیم
چو نادان ندارد جهان را قدیم

بزندانِ گیتی نسازی مقر
که این خانه را نیست راهی بدر

درین باغ تعمیز بیجا مکن
بزورِ نفس غنچهٔ وا مکن

بباغی که آبش ز خونِ دلست
چه حظ باشد آن را که یار در گلست

برون رو تو چون باد ازین خاکدان
چو آتش مخور آب ازین گلستان

مشو سبزه وش فرش در این چمن
چو گل بر سرِ خاک منما وطن

کنی همچو نادان بخود دشمنی
اگر کارِ امروز فردا کنی

مخور غم که فردا کسی زنده نیست
منه دل بچیزی که پاینده نیست

چو در خاکدانِ مصیبت نهاد
که کس را در و زندگانی مباد

بهر گوشه اش مرده خفته است
ز شادی بر و بوم او رفته است

بیا تا کنیم از می خوشگوار
زمین را بهشتی زمان را بهار

(۱۴۲ ب) ازان می که نامش کنی جان جهان
سخن مست آید برون از دهان

ازان[1] می که تا بوی او دیده ام
نگه بیخود افتاده در دیده ام

بده[2] ساقی آن زیورِ نو بهار
سحابِ صراحی ببارش در آر

ازان می که آبش بود آب رو
بود نورِ خورشید مهتاب او

جهان تا بود باغِ ما خرم است
شب جمعه در هفته ما کم است

مرا خود غم این جهان هیچ نیست
بر من هم این و هم آن هیچ نیست

تو هم قیدِ هستی ز خود دور کن
چو زور آوری دستی زور کن

[1] برحاشیه آنوشته است این بیت را مولانا مرشد تواند زده است بینید صفحه ۴۱۴ س ۱۲ [2] ساقی بیا ۳ ساقی بیافت در نسخه

ازان می که سرمایهٔ خرّمی است — یکی از بدیهای او بیغمی است
زمانِ گل از دستِ ما می رود — ندانم که ساقی کجا می رود
چه ساقی که می مستِ دیدار اوست — خرد همچو مستان پرستارِ اوست
ندارد سرِ باده سرمستِ او — بود باده خونین دل از دستِ او
نیاید برِ او شدن باده فاش — اگر ساقی اینست می گو مباش
دلم را هوای شرابی بود — که هر قطره زو آفتابی بود
کجائی تو ای ساقیِ گلعذار — که هستی گلستان ما را بهار
ازان آبِ کآتش بباد داد باج — بده تا کنم تشنگی را علاج
می نشّه‌اش مایهٔ دردِ عشق — هوس گردد از دیدنش مردِ عشق
(۱۳۳۱) شرابی کزو بخل همّت شود — عداوت بیاید محبّت شود
بیا ساقیا فکرِ نوروز کن — شبِ عیدِ ما را بمی روز کن
ازان می که رستم کند زال را — کند عیدِ سر تا سری سال را
بده ساقی آن بادهٔ شعله خو — که بتوان بدوزخ شدن بهرِ او
شود تا بکی آبِ دریا و جوی — بیک جرعه گردد تعیّن بشوی
ازان می که بینا کند کور را — کند خونِ دل آتشِ طور را
می کآفتابش کند ساغری — گلِ جرعهٔ او کند کوثری
زند برق چون عکسِ خورشید ز آب — اگر ساغرِ او شود آفتاب
اگر می نباشد جهان گو مباش — وگر نغمه باشد فغان گو مباش
مغنّی کجائی بمی ساز کن — بهوشِ ز خود رفته آواز کن
دمی با غمِ دهر هم خاش کن — دو عالم بیک نغمه شاباش کن
مغنّی دمی چنگ در چنگ زن — فلک گو سرِ خویش بر سنگ زن

Marfat.com

مکن ریش زخمِ نمک سود را
مغنّی بعادت بزن عود را

گر ازمی ترا هست جانی بتن
ز قانونِ مستی ست قانون زدن

مغنّی ز یک نغمهٔ ارغنون
برون کن ز دل فکرِ دنیای دون

(۱۳۳ب) اگر شوقکی هست در انجمن
نباشد کم از دف زدن کف زدن

مغنّی ز عشّاق رنجش چراست
اگر می نوازی نوا را بجاست

مغنّی ز طنبور شو پرده در
برای خدا پردهٔ ما مدر

اگر ضرب و نطقت بود ای فضول
چو رقصندمستان نگهدار اصول

اگر مست باشی اگر هوشیار
با هنگِ مستان اصولی بیار

مغنّی ز غیچک دلی ساز شاد
که سازِ تو بی کوک هرگز مباد

گر از نغمه گوشت شنیده است بوی
چو سازی نوازد حرفی بگوی

مغنّی بکوریِ ایمانِ من
که از کفر دستی بناقوس زن

بمی صرف شد روزگاری مرا
بقول و عمل نیست کاری مرا

مغنّی صلای بدستان بزن
دمی همرهِ می پرستان بزن

چه حظ یارب از حسن دارد گلی
که نبود بگلزارِ[1] او بلبلی

نه تنها گلِ باده را بلبلم
که از فیضِ می غیرتِ صد گلم

بیا ساقیا وعده تا کی بود
می ده که نقلش هم از وی بود

عبث راه پرخوفِ عقبیٰ مپوی
چو مشرب نداری ز مذهب مگوی

دلا تا بمیخانه یک گام کن
سراغِ می و زخم آشام کن

(۱۳۴ا) شوی تا که از خلد هم بی نیاز
عبیر کفن خاک میخانه ساز

چه میخانه؟ خلدی پر از آفتاب
که شب را در و کس ندیده بخواب

[1] آ: بگلزار

Marfat.com

شود آبِ سیر چشمه‌اش چون شراب
بود خاکِ او نیز لعلِ مذاب

درانجا تجمّل تجمّل بود
اگر گل بآنجا رسد گل بود

دران قبله جا بر کسی تنگ نیست
بهم کفر و اسلام را جنگ نیست

نباشد بهر جا که باشد شراب
نه امیدِ عفو و نه بیمِ عذاب

بیا ساقی آن راحتِ روح را
بطوفانِ غم کشتیِ نوح را

بده تا کنم پست افلاک را
رسانم بگردون سرِ خاک را

چه حاجت بتعریفِ دیگر بود
می را که ساقیش حیدر بود

چو فردای محشر توئی عذرخواه
کم از حظِّ طاعت نباشد گناه

جهان خود ز روی تو شرمنده است
ندانم فلک بی تو چون زنده است

فلک برگِ سبزی ز بستانِ او
جهان مشتِ خاکی ز میدانِ او

چه شادی که در بزمش آماده نیست
سفالی ز رو خالی از باده نیست

بود خاکِ او آبروی جهان
تنِ خاک را جسمِ او داد جان

نیارد دگر کس بخورشید رو
نگردد اگر چرخ برگردِ او

(۱۳۴ ب) بمجرم ازو بس که احسان شده
شفاعت پرستارِ عصیان شده (۴)

ندارم چو دارم ترا ای کریم
نه امیدِ خلد و نه بیمِ جحیم

فلک چون نجوید بخاکش پناه
که خاکِ رهِ اوست عباسِ شاه

سلیمان شکوهی، فریدون فری،
محمّد نژادی، علی گوهری

عجب گر نگردد که در مدحِ شاه
فتد لفظ از بارِ معنی دوتاه

شرابِ ترا نیست رنجِ خمار
بود روزگارت سراسر بهار

همی غم بعهدِ تو غمگین بود
جهان بی تو چون کفر بی دین بود

بنزدِ تو یکسان بود بزم و رزم
قضا بی تو عزمی نکرد است جزم

Marfat.com

نہ پیچد قدر سر ز فرمانِ تو
نباشد فلک مردِ میدانِ تو

بدوزی تو از تیر چشمِ زره
گشاید سنانت ز دلها گره

عدو[1] تیغ خو کرده پیشت سپر
دهم توشهٔ آب دل را جگر*

سمندِ تو کافلاک پیما بود
بری نامِ هر جا همانجا بود

سپهرت زمین و کواکب سپاه
مسلّم بود بر تو دیهیم و گاه

کمین بنده ات بادشاهی گرفت
شکوهت زمه تا بماهی گرفت

ولی نعمتِ مرغ و ماهی توئی
سزاوارِ اورنگِ شاهی توئی

(۱۳۵ا) گدایِ زمانِ تو قارون بود
بعهدِ تو مفلس کسی چون بود

بروی تو گر مست پشتِ ظفر
بود وصفت از حدِّ امکان بدر

چو حقِّ مدیح تو ناید ز من
روم بر دعا ختم سازم سخن

جهان را بغیر از تو داور مباد!
بدستِ عدوی تو ساغر مباد!

مبیناد چشمِ تو روی گزند!
بزمِ تو خورشید بادا سپند!

تا بود دانش و خاک و باد
فلک گوی میدانِ قدرِ تو باد!

دمی ساقیا ساغر از کف منه
ز احوالِ دردی کشان شرح ده

بهر جا که باشد خریدارِ کس
گلِ[2] ما نباشد کم از خارِ* کس

کسی درد ما را نداند علاج
بجز شاکها میدهد شعله تاج

غم درد گویم بود ما حصر
مزد بادهٔ من ز خونِ جگر

اگر بادہ از بهرِ رفعِ غم است
صراحی چه باشد که خمّم کم است

بدشمن کس ار دوست باشد منم
بود دشمنِ جانِ خود دشمنم

همین بس گلی را که خارِ منست
بود یارِ خود هر که یارِ منست

---

[1] مشکوک در آ، در ت 'بوسه' بجای 'توشه' [2] آ 'گل ما نباشد کم از خاک' (تصحیح قیاسی است)

Marfat.com

کسی را که دیدم دگر دوستم — نرنجم اگر برکند پوستم
برِ هر که بینا بود روشنست — که انکار من نفی خود کردنست
(۱۳۵ب) یکی گشته در پیش من بود و باخت — بمن هر که شد خصم کاری نساخت
زبانم بخواهش نگردیده است — لبم عرضِ حاجت نفهمیده است
بهر سایلی خان و مان را دهم — بدشمن توانم که جان را دهم
ازین بی نیازی هویدا بود — که حاتم گدای درِ ما بود
سزاوارِ افسر نباشد سرم — اگر سر بگردون نسرود آورم
فلک روز و شب در شکستِ منست — ندانَد که مرگش بدست منست
بدانش فلاطونِ عصر خودم — بشعر ارچه اعجاز باشد بدم
که چون من گلی از حسب دیده است — زبلبل نسب کس نپرسیده است
کنم بندگی زانکه آزاده ام — خرد عقل آموز از باده ام
بمستی ز بس هوشم افزون بود — دلِ باده از دستِ من خون بود
شده[۱] است از زرِ داغ قارون تهم — بدینسان منم تا[۲] که من منم*
ز حسرتِ دلم گرچه نومید نیست — مرا خود امیدی بامّید نیست
نماندست همّت بشاه و گدا — کرم گیمیا گشته در عهدِ ما
خرد گرچه باشد پرستارِ من — بجان می خرد دهر آزارِ من
(۱۳۶ا) ازان دم که من در جهان می زیم — زمین آتش و من سپند ویم
چنانم درین دیرِ پُر درد و غم — که در دستِ اعمی بود جامِ جم
کشد آتشِ ما زبونی زدود — مگر کوکبِ ما ندارد صعود
کسی در جهانِ پُر افسوس نیست — که در گنبدِ چرخ محبوس نیست

[۱] این بیت در آ مشکوک است و در مصرعِ ثانیه 'تا که من میم' نوشته تصحیح قیاسی ست' ا: که من میم'

Marfat.com

مرا کز غلامان بود عقلِ کُل
زمین است کنده سپهر است غُل

چه خون کین فلک در دلِ ما نکرد
بپایانِ ما سر ببالا نکرد

ازان باخوشِ این جهان ناخوشم
که اکسیرم و مفلسی می‌کشم

چو من از غنایم غنی تر بسی
مرا مرد مرا چون بر آرد کسی؟

نصیبم شود بر نفس ماتمی
بجز مرگ چیزی اگر خواهمی

اگر منصف اینست شادی و غم
خوشا آنکه ناید برون از قدم

کنم خلق را تا به کی بندگی
بسی مرگ بهتر ازین زندگی

بر از مرگ این زندگی بیش نیست
تو می نوش کایام بی نیش نیست

بیا ساقی آن آتشِ نام و ننگ
بده تا رَهَد ایم ز آئینه رنگ

مغنّی تو هم لحظه گوش شو
زنیک و بدِ دهر خاموش شو

(۱۳۶ ب) خدایا بنورِ صراحی و جام
بآن می که خصم است با ننگ و نام

باشکی که باشد ز خونابِ دل[1]
بخونی که ریزند و باشد بگل

که شادیِ ما از غمِ خویش کن
ز عصیان ما مغفرت بیش کن

مکن ذوقِ می از سرِ ما بدر
مرا همچو ساغر مکن در بدر

ذکر

مربّی هنرمندان میرزا غازی ترخان[2]

جوان خوشخوی خوش روی کریمی بوده و اکثر پاسِ خاطر ارباب معنی داشته و با آن

[1] خونناب!
[2] به بینید تذکرهٔ احوالش در توزک بابری و تاریخ طبقات علی گڈھ ۱۹۶۴ء، جلد ۱، و آئین اکبری در ترجمهٔ عالمیان ۳۰۳ و ۳۰۴ و ماثر الامراء ۳ : ۴۴۴ ۔

[1] و شبیهش در "انڈین فرائنگز" تالیف سی سٹینلی کلارک پلیٹ ۱۱ لندن ۱۹۲۲ء

Marfat.com

جماعت بی تکلّفانه سلوک می کرده، مروّتش بمرتبهٔ خوب وسخاوتش بحدّی مطلوب بوده که کمالِ این هر دو شیوهٔ بزرگی ازین قصّه که درین تالیف عبدالنبی فخرالزمانی بریاض برد اظهر من الشمس می شود

حکایت

در ایّامی که آن قدردانِ نکته سنجان حاکم باستقلال قندهار بود دران ایّام یکی از بادفروشانِ هندی بعزمِ سفرِ خراسان از هندوستان برآمده بآن جانب روانه شده بود، چون بقندهار رسید افلاس او را دامن گیر گردید چنانچه نه قدرت رفتنِ ایران و نه قوّتِ برگشتن هندوستان ماند، چند روزی در قندهار توقف کرد که شاید به تقریبی سعادتِ ملازمتِ میرزای بلند همّت را دریابد و از کرم طبیعی او بهره بردارد، بمقتضی این (۱۱۳۷) حدیث حضرت ختمی پناه که "الامورُ مرهونة باوقاتها" میسّرش نشد، چرا که موقوف بوقتِ دیگر بود، القصّه از استیلای اندوه و ملال خردِ آن شکسته پر و بال پا از حدّ اعتدال بیرون نهاد و تا چند بیت بزبانِ هندی در مذمّتِ میرزای ترخان گفت و از شهر قندهار بزیارت باباحسن ابدال که برکوهی که ببلدهٔ قندهار اتّصال دارد رفت، دران زیارت گاه دو سه بادفروشِ دیگر باو برخوردند و نشانِ آشنائی از جانبین بیکدگر دادند تا آشنا برآمدند و این بادفروش اشعاری که مذکور شد شروع درخواندن کرد تا همکارانش بشنوند و چشم برعیب و هنر آن بکشایند، درحین خواندن آن مزخرفات یکی از مقربان میرزای عالی جاه که خطاب شهبازخانی یافته بود رسید، برحالِ حالِ آن جماعه اطلاع یافت بنوکران خود اشاره فرمود تا کتک مستوفائی[1] برآن بادفروشان زدند و خود برگشت و این راز مخفی داشت که لایقِ فاش نمودن نبود، فاما آن بادفروش که لت خورده بود برسرِ راهِ شکارگاه میرزای دانش پناه از دست خانِ مذکور بفریاد آمد و عرض نمود که مرا فلانی بی تقریب آزار داده است، خاطر شریفِ آن

[1] تا: مستوفی:

Marfat.com

خورشید ذرّه پرور از (۱۳۷ ب) استماعِ این خبر چنان مکدّر شد که فی الفور شهباز خان را طلبید و اظهارِ آشفتگی فرمود و اعتراضی بسیار بدو نمود، چون آن مقرّب حضرت میرزائی دید که پریشانیِ دماغ صاحبش از حد گذشت لاعلاج گردیده وجهِ آزارِ آن مردم معروض داشت، ایشان فرمودند چرا در آن وقت که بدِ ما از زبانِ این بدگوی شنیدی زبانش در دم نبریدی تا دیگر باد فروشان را عبرت شود، پس آن باد فروش را به یکی از نزدیکان خود سپرد و حکم کرد که این را فردا بدیوان بیاور تا قطع زبان کنیم که دیگر مردم این قسم جرأتی ننمایند و بدزبانان متنبّه شوند، القصّه آن ذمّ کننده را آن شخص آن شب در خانهٔ خود برد و با او کمال مهربانی بجای آورد، روزِ دیگر که خورشید خاوری جهان ظلمانی را نورانی ساخت آن باد فروش را حاضر ساختند، رنگ از رویش پریده و دست و پایش فرومرده بود، تماشائیان از هر طرف بمانند اعدادِ نجوم از طرفین هجوم آوردند تا ملاحظه کنند که چه بر سرِ هجو کننده خواهند آورد، به یکبار دیدند که پیلی آوردند، مردم نظّارگی را گمان این شد که مگر او را در تهِ پای پیل پست خواهند کرد، چون نیک ملاحظه نمودند دیدند که بر بالای (۱۳۸ ا) پیل بلند شده و شخصی در عقب او نشسته سر و پای درد می پوشانید و یک خریطهٔ زر که در آن هزار روپیه بود بکنارِ او نهاد و گفت این نقد و پیل بتو تعلّق دارد بهر جا که خواهی ببر و برو، و از عقب باد فروش خود را از فیل بر زمین گرفت، آری بزرگانِ دانشمند و سردارانِ همّت بلند زبانِ بدگویان را به تیغ احسان قطع می نمایند تا نامِ نیک ایشان بر صفحهٔ روزگار همیشه پایدار نماند، درین جزو زمان این قسم مروّت و همّتی از کسی سر نزده،

بر رای انور هنرمندان و ضمیر ضیا گستر خردمندان پوشیده نماند که میرزای ترخان جامع الفضایل والکمالات بوده، شعرش کم از شعرای این جزو زمان نیست چنانچه ازین دو سه بیت معلوم می توان کرد،

Marfat.com

ابیات متفرقهٔ میرزا غازی

در عهدِ تو ما را همه با غیر خطاب است | سرپنجهٔ مژگان و گریبانِ عتاب است
شاخ مژه ام سبز نشد و غنچهٔ خون کرد | این[1] ها همه از تربیتِ چشمِ پُرآب است

وله

با محرمانِ زلف تو ام سینه صاف نیست | تا قتل هم هم چه نسیم و چه شانه را

وله

گریه ام گر سببِ خندهٔ او شد چه عجب | ابر چون[2] گریه نماید لبِ گلشن خندد

در نغمه شناختن و طنبور نواختن هم خیلی کار ساخته چنانچه هنگام طنبور نواختن همیشه مضراب دست او (۱۳۸ ب) ناخنی بر دل می زد، مرشد بر وجودی درین دو رباعی مدحِ او گفته اظهارِ این معنی نموده:

رُباعیاتِ مولانا مرشد

گر نغمهٔ سازت بسکون می آید | رمزیست بگویمت که چون می آید
از بس که بگردِ زخمه ات می گردد | پیچیده ز طنبور برون می آید[3]

وله

دل می سوزد ترنّم پُرشورت[4] | جان می بخشد نوای نیشابورت[5]
در سیم کشی عمر بسر برد شهاب | ناری نکشید[6] در خورِ طنبورت

دیوانِ آن بلند همّت نکته پرواز (از) قصیده و غزل و غیره هگی پنجهزار بیت است

---

[1] تصحیح از روی آ، آ: این هم [2] مجمع الفصحا (۱: ۶۲): هرچند بگرید رخ [3] رباعی در دیوان مرشد (= مب) فاقد است متن
[4] آ: پرسوزت، در دیوان جای مثل متن و جای "پرسورت"، [5] نوا مقامیست از جمله دوازده مقام موسیقی و نیشاپور شعبهٔ ایست (از موسیقی) مشهور به نیشاپورک برهان، مصرعهٔ ثانی در دیوان مثل متن [6] مب: کشید.

Marfat.com

وتخلص او وقاری است و این تخلص را در قندهار از شاعری که صاحب همین تخلص بوده
بمبلغ هزار روپیه خریده و او را تسلّی نموده که این تخلص را بمن واگذار که مرا خوش آمده
است، آن شخص هم مفت خود دانسته زر گرفته و تخلّص خود را فروخته،
اکثر اعزّه و اهل دانش در خدمتِ آن قدردانِ اصحابِ هنر بوده اند مثل
مرشد بروجردی و ملّا اسد قصّه[خوان] وطالب آملی و میر نعمت الله وصلی که پسر خواندهٔ
مرشد است وخیلی در سخنوری رتبه دارد و بزمی کوزه دیگر مردم ازین عالم بسیار با ایشان
بوده اند، باوجودیکه در قندهار اندک زمانی حکومت کرده فاما آثارِ خوب ازو بسیار مانده،
عجب چیزی ست که از نرم و درشتِ عالمیان هرکه از کتمِ عدم قدم در حیز بروزِ این عالم
نهاد دستِ (۱۳۹ا) قضا هنگام هجتن آنچه نرم و هموار تر ست اوّل از روزنهای آن
می گذراند تا رفته رفته نوبت به سبوس رسد، وازین سبوس هم هرچه درشتی اش بیشتر بقای
او درین پرده زیاده تر است، بنابران میرزا ی ترخان در سن بیست و پنج که ایام شباب
جوانی و ابتدای نوبهار زندگانی ست در قندهار در سنه عشرین و الف از ساغرِ مرگ
مدهوش شد و چراغ عمرش خاموش گردید بیت

برداشت ز خاک عالمی را | بر خاک نهاد روزگارش

---

۱ آ: قصه (نیز بر صفحه ۱۹۲ ب) اما رجوع کنید به صفحه ۲۳۲ ب، ۲ تا ندارد
۳ تا: و در سخنوری خیلی رتبه ۴ مثلاً حکیم فغفور گیلانی به بینید صفحه ۱۹۲ و (و آئین اکبری ترجمه بلاکمن ص ۳۶۴)
۵ آ: ابروزین، یعنی پرویزن، و بر بان قاطع پروزان را مخفف پرویزن نوشته است ۶ همذا مکرر آ بر صفحه ۳۸۶
۷ تا در ریو (ص ۱۵۴ ب) بحوالهٔ مقالات الشعرا و تذکرة الامرا (تصنیف کیول رام) و [illegible]
محمدی (تصنیف محمد بن رستم) و در سرو آزاد ص ۳۰۰،
جهانگیر اخبر فوتش در ۲۵ اردی بهشت (هفته دوم ماه ربیع الاول) سنه ۱۰۳۷ رسید (تزوک ص ۱۰۹)، قول صاحب
مآثر که میرزا در سنه ۱۰۱۸ برد غالباً درست نیست، ۸ تا: عالمی، آ: عالم،

Marfat.com

ساقی نامه میرزا غازی

بباغ ار فتد عکس از روی یار — شود نوک هر خار رشکِ بهار
وگر بر فلک چهره تابان کند — خور از شرم او چهره پنهان کند
وگر سوی آتش بتازد سمند — وگر شعله ز آتش نگردد بلند
رسد بوی او گر ببادِ بهار — همه کوه و صحرا شود مشک بار
به آب ار بشوید دو زلف سیاه — به تاثیر سنبل شود هر گیاه
کشد حسن او گر سوِ خاک خیل — زمین را نماند بآرام میل
وگر سوی میخانه تازان شود — می از چادر شیشه عریان شود
ازان می که گر ریزیش در ایاغ — ایاغت فروزان شود چون چراغ
(۱۳۹ب) ازان می که جان عکسی از نور اوست — ادیبِ خرد پاک دستورِ اوست
می لعل چون چهرهٔ دلبران — رسنده تر از دستِ خنیاگران
می کو چو در جام گردان شود — چراغِ دلِ می پرستان شود
حرارت فزایِ فسرده دلان — کدورت زدایِ فرو ماندگان
اگر یاد آن می رسد در ضمیر — شود چهرهٔ دل بدانسان منیر
که آئینه آسا همی زان نبید — در و چهرهٔ جان توانند دید
بمن ده که تا باز هوی زنم — سرا پرده بالای جوی زنم
که در این چنین فصل و این نوبهار — نشاید ز شادی بدن برکنار
بهاران و فصل گل و بوی یار — می خواه کان می بود بی خمار
پری چهره ساقی بهنگامِ گل — کدورت زدای از دل ما بگل
مرا پای شادی همی در گلست — گریبان و اندوه و دستِ دلست

Marfat.com

گر از دردِ خود شمّه سر کنم — نیوشنده را گوشِ جان کر کنم
اگر نسخهٔ سوی هامون کنم — دو دو دام را دیده پرخون کنم
وگر بوی او سوی گردون شود — وگر گردش از یادِ گردون رود
مگر این غم از خاطرم بی‌کمی — توان شُست با نالهٔ چنگ و نی
(۱۴۰ا) بده ساقی آن نوش‌داروی روح — برغمِ دلِ زاهدان در صبوح
که تا چهرهٔ خویش گلگون کنم — ز حسرت دلِ لاله را خون کنم
به بستان درآیم به آوازِ چنگ — ز روی گلستان برم آب و رنگ
هم آوای مرغِ بستان شوم — وز انجا سوی می‌پرستان شوم
درآیم بی خانه با نای و نوش — چنان کم نماند بدل جای هوش
بپای خم افتم چنان بی‌خبر — که در رگ نماند ز خونم اثر
بروزش بوم بیخود و درکشش — گهی پای خم بوسم و گه لبش
کشم از لبش شربتِ زندگی — نویسم بخود خطِ بندگی
که تا زنده باشم مقیمش بوم — چو خورشید خشتِ حریمش بوم
حریمی به پاکیزگی چون ارم — ز بیدادِ او دور زشت الم
صفاخانه زادِ در و بامِ او — می خرّمی جرعهٔ جامِ او
گروهی در و پای برجا چو حلقه — غم اندر تهِ خشتِ شان گشته گم
همه از لباسِ تعلّق نفور — برون و درون شان چو خورشید نور
بیک جرعه داده کم و بیش را — بیک جامِ می باخته خویش را
ز خمخانه برداشته توشهٔ — ز چرخ فلک رفته در کوشهٔ
(۱۴۰ب) ز ساقی یکی جامِ می خواستم — زبان را بخوانش بیاراستم

---

۱۰ بروزش بوم بیخود و درکشش
۱۵ می خرّمی جرعهٔ جامِ او
۲۰ زبان را بخوانش بیاراستم

لا تا: آواز ؛ ۲ کذا، خشت ؟

Marfat.com

بگفتا که این نیست درخورد تو
به بوی برد بر هوا گرد تو

چو گفتار او جای کردم بگوش
دریدم به تن جامهٔ صبر و هوش

جگر ریش گشته به تیغ خمار
گشیدم ز جان ناله زهردار

خمارش چو تیغ جفا بر گشید
ز دام دل آهوی عشرت رمید

پیاله چو دید آن تگ پوی من
گلاب می افشاند بر روی من

گلابی ز پاکیزگی همچو روح
از و باد در دست طوفان نوح

اگر نام او را نگارد قلم
زبانش نگردد بحرف الم

درون پیاله همان نور بود
که گاهی تجلّی بموسی نمود

ز طور خم آن نور شد آشکار
که موسیٰ همی جستش از هر کنار

ز عکش جهان نور شد سر بسر
تو گوئی ز خورشید بُد مایه ور

ازان می اگر جرعهٔ دیدمی
گل عیش از خار غم چیدمی

شرابی ز تلخی چو پند پدر
بآخر همه نیکوئی سر بسر

شرابی ز پاکیزگی چون روان
بیک شعله آتش زن قیروان

بچرخ ار فتد پرتوی زان شراب
کشد میل در دیدهٔ آفتاب

(۱۴۱ و) بخاک ار فتد قطرهٔ زان شراب
کند خاک کحل بصر آفتاب

وگر صبحگاهی در آید بجام
کند نیّر اعظم او را سلام

شرارش ز تیزی چو خوی بتان
زده پنجه در پنجهٔ آسمان

شعاعش ز پاکیزگی داغ روح
روان بخش بیچارگان در صبوح

فرح بخش چون چهرهٔ دلبران
جگر سوز چون نالهٔ عاشقان

نباشد شراب آنکه اندر دنست
تو گوئی بروح الله آبستن است

کسی گر نگاهی کند سوی او
اگر آشکارا شود بوی او

Marfat.com

دماغش شود مشک (و) عنبر دگر
نگاهش گلستان شود در بصر

بروی زمین پرتو آن شراب
نگارد همه صورتِ آفتاب

اگر قطرهٔ زو بگردون شود
دگر چرخ برچیده دامن رود

صراحی اگر بشنود نامِ او
دگر آفتاب آید از کامِ او

اگر هوشمندی و پاکیزه رای
بمیخانه شو زین سپنجی سرای

که تا هَی زنی این سرای فسوس
کند روزِ عیش ترا آبنوس

فلک پیر زالیست بی آبروی
ازو آب و رنگِ جوانی مجوی

ازو گر تمنّا کنی مردمی
زند سنگ بر شیشهٔ خرّمی

(۱۴۱ ب) امید نکوئی ازو داشتن
بود تخم در رهگذر کاشتن

بسوی خرابات گامی بزن
زدستِ سبو چند جامی بزن

که تا دیدهٔ عیش روشن کنی
چو مستان بمیخانه مسکن کنی

درافگن بجام آن عقیقی شراب
کند باده در ساغرِ آفتاب

کنم گر روانی او را بیان
زبانم شود آب اندر دهان

جگرتشنگان را صلائی بده
بیک جرعهٔ می صفائی بده

دوای جگرخستگان کیست؟ مَی
دوای دل عاشقان چیست؟ نَی

میست آنکه آباد سازد ترا
زبندِ غم آزاد سازد ترا

طلسمِ غم بیکرانست مَی
تنِ بی روان را روانست مَی

چنان دان که می گوهری بهاست
که خورشید در جنبِ نورش سُهاست

اگر تیغِ این گوهرت آرزوست
اگر جان دهی در بهایش نکوست

که گر جان یکی باشد از بوی او
شود صد اگر بیشتر سوی او

نه می بلکه عیشِ جوانی بود
کلیدِ درِ زندگانی بود

Marfat.com

هر آن زندگی کین کلیدش بود | شود عیش، باقی امیدش بود
بتابد اگر پرتوش بر جهان | شود چشمهٔ زندگی هر سنان
(۱۴۲ ا) شرارش اگر سوی دوزخ رود | زبانه چو بلبل خوش الحان شود
وگر جانب آسمان بگذرد | ملک جامهٔ زهد بر تن درد
وگر سوی چارم فلک رو نهد | به خورشید صهبای خجلت دهد
خدایا بجامم می بیدلان | که سرخوش ازان جام شد آسمان
کزین می که گفتم مرادم دهد | مگر از می وحدتِ کردگار

دیباچه

دیباچه دیوانِ نکته دانی مولانا شکیبی صفاهانی

تتبّع بسیار نموده بود و سخنانِ خوب بیشمار بخاطر داشت، مجلس آرای شیرین و نقّالی رنگین بود، و باعتقادِ اکثر اربابِ امتیازِ این جزوِ زمان که دیوانِ او را مطالعه کرده وصحبتش را دیده اند صحبتِ او را به از شعرِ او ادراک کرده اند، مؤلّف کتاب میخانه عبد النبی فخر الزمانی نیز مکرّر بخدمتِ آن محفل آرای سلاطینِ نامدار رسیده و از مجالستِ او فایز و بهره ور گردیده، از بس که مولوی را شیرینِ کلام و رنگین دریافته تصدیق بر قولِ اهل تمیز می نماید و الّا شعرِ او هیچ یکی از[1] شاعرانِ این عصر ندارد [بلکه سرآمدِ همه است[2]] دیوانی که از ایشان الحال در میان مردم است چهار هزار بیت است وسوای دیوان مثنوی دیگر در بحرِ خسرو شیرین ساخته، آن مثنوی ابیات

[1] آ: از اشعار، [2] بر حاشیه آ افزوده است، "

Marfat.com

(۱۴۲ ب) خوب دارد، این دو بیت از آن کتابست

در توحید گوید

لبِ بی ذکرِ او جوئیست بی آب ‌ سرِ بی فکرِ او پائیست در خواب

ایضاً

بمالَ از نالہ گوشِ آسمان را ‌ کہ داند گوشمالِ عاشقان را

و این سہ رباعی نیز از وارداتِ طبیعت اوست

رُباعیات

آنانکہ زراہِ عقل[1] دورند زبیم ‌ گر نورِ نظر شوند کورند زبیم
مانند دو نخ کہ تابشان[2] مختلف است ‌ پیچیدہ بہم ولی نفورند زبیم

و لہ

این نادرہ دوستان شرابی نخورند ‌ کز سینہ یکدگر کبابی نخورند
صحبت بنفاق و مہربانی بدروغ ‌ آبی گوشہ چشمی دم آبی نخورند

و لہ

نی نام ز زخم بی نشان از دلِ من ‌ نی داغ ز عشق بی فغان از دلِ من
زان شاخ گلم زبس بدل خار شکست ‌ بلبل نشناسد آشیان از دلِ من[3]

نام او محمد رضاست و مولدش از صفاہانست[4] و لقب سلسلہ ایشان نامی شفتی

---

[1] خزانہ (صـ۲۶۹) : طمع [2] ایضاً : رنگ [3] چند ابیات دیگر ... (صـ۲۶۹) [4] در ہفصد و شصت و چہار بقول خودش کہ در خزانہ (صـ۲۶۹) بکوالہ خوش مزمومی ... است (صـ۵۲۱)
نامۂ دارا یونی (صـ۲۳۲) و ہفت اقلیم و آئین اکبری (طبع کلکتہ ۱۸۷۳ء صـ۲۴۱)
[5] در سفینۂ خوشگو ... فہرست کتابخانۂ بادلی صـ۲۳۷ ... ۵۱، و مآثر رحیمی (ترجمۂ آئین اکبری از بلاخمین صـ۵۲۱)

Marfat.com

این کمتر خود از و شنیده و بخط او [بظهر مکاتیبی که بیاران اهل نوشته][1] دیده در اوّل[2] جوانی دل
از حُبّ یار و دیار برداشته بهندوستان آمده و خود را داخل جرگهٔ ملازمان نواب سپه سالار
خانخانان ساخته آن خان عالی شان در صدد[3] تربیت او شده تا او را نشو و نما داده در حلقهٔ
حامدان خود درآورد و در تتمه هژده[4] هزار روپیه بصیغهٔ ساقی نامه بدو داد' (۱۱۴۳)
جاه و سامان شکیبی از یمن دولت خان سپه سالار بمرتبهٔ اعلیٰ رسید چون استعداد خود مستعد
دید از خان عالی شان رخصت مکّهٔ معظّمه استدعا نمود' آن بزرگ قاعده دان مولوی را
بسامان و سرانجام تمام عیار روانهٔ بیت الله کرد' چون محمد رضا کعبهٔ مقصود را دریافت
بعد از مراجعت [از][5] دریا کشتی او از صرصر حوادث بحری* بملک عدن افتاد' آنچه مال و
اسباب با او بود عدنیان بغارت بردند' مولوی جان شیرین خود بصد تلخی از چنگ آن
جماعه بسلامت برآورده باجهان جهان محنت در کمال فلاکت و عسرت خویش را بهند
دکن رسانید و خانخانان را ملازمت کرد[6] فامّا این بار چندانی میان ایشان صحبت راست
نیامد بنابران شکیبی از برهان پور بدار الخلافه اگره آمد و بتاریخ بیست و هفتم ربیع الاول
سنه هزار و نوزده باستمداد[7] رکن السلطنة القاهره [عضد الدوله الباهره][8] خان جم نشان*

(بقیه حاشیه صفحه ۲۳۵) نام پدرش ظهیر الدین عبد الله امامی اصفهانی ست ، حاشیه صفحه هذا

[1] این عبارت را در آ افزوده است [2] "در عمر سی و چهار سالگی هوای سیر هندوستان شور در سر انداخت از اصفهان براه لار بهرمز آمد و از انجا در کشتی بندر چیول نشسته خود را بساحل کشید (خزانه) قبل از ورود هند" برخی علوم در شیراز و لختی در اصفهان کسب نمود" (منه) شاگرد امیر تقی الدین محمد شیرازی بود (بلاکمین بحواله مآثر رحیمی) بقول صاحب آئین اکبری "از سال دمه در سمی علوم لختی آگاه و از پاکی گوهر بوارستگی آشنا" [3] آ: سدد [4] هفت اقلیم و خزانه عامره ده هزار (امّا به بینید بلاکمین ص۵۷۶) [5] آ: بسله [6] در آ افزوده است [7] ر: طلاطم امواج بحر عمان ،

* بعض جزئیات احوال این سفر در خزانه عامره مذکور است، در سنه ۱۰۱۲ شکیبی بزیارت حرمین شریفین رفت" و بعد سه سال
رخت معاودت بر ساحل بندر سورت انداخت'

[9] کذا در مرآة العالم (به بینید بلاکمین ص۵۷۶) امّا قول صاحب خزانه این است در سال ۱۰۱۸ التماس انزوا کرد خانخانان
برای او از درگاه جهانگیری صدارت صوبه دیلی و سیوستای (سیوستان؟) گرفته رخصت آرام گزینی داد، [10] آ: عالی شان زمانه بیک

[11] در آ افزوده ،

Marfat.com

مهابت خان بسعادت خدمتِ بادشاه کامگار، نامدار، گردون اقتدار، خورشید اشتهار، خدیو جهان گیر، کشور کشای، شاه نورالدین محمد جهانگیر بادشاه مستعد گردید و قصیدهٔ بر سبیل ره آورد گذرانید، این سه بیت از ان قصیده است

ابیاتِ سرِ قصیده اینست

قتاد بر سرِ هم از هجوم نقشِ جباه | بر آستانِ جهانگیر شاهِ اکبر شاه
(۱۴۳ ب) چه رفعتست تعالی الله آستانش را | که از بلندی آن پر بریخت مرغِ نگاه
زبسکه ناصیهٔ خویش سوده اند ملک | نگارخانهٔ چین گشته خاکِ آن درگاه

این ابیات مرضی طبع مبارک چمن آرای گلشن صاحبقرانی گردید، لیکن مولوی توقع از ایستادگان آن آستان ملک آشیان آن داشت که همان شب او را بغسل خانه طلبند و با او کمال مهربانی فرمایند این خود از مجلس اول و دوم میسّر نگردید، بعد از چند روز اولیای دولت قاهره را بران داشت که رخصت او را از ان پادشاه عالمیان پناه بگیرند تا به ایران رود، چون اعیانِ آن درگاه بمقتضی وقت معروض داشتند که حضرت شکیبی را مرخص فرمایند تا به ایران رود آن پادشاه قدردان و آن مربّی هنرمندان رو بمولوی فرمودند که مولانا شکیبی! بایستی که روزی چند بموجب تخلّص خود می شکیبیدید و از ما نمی کبیدید! شکیبی ازین الطافِ خسروانه و اعطافِ پادشاه ناصیهٔ عبودیت بر زمین سود و زبان بشکر آن عطیه کشود و شبی دیگر این رباعی را در معذرت مقدّمهٔ مذکور معروض داشت، رباعی

گفتی شکیبی که ز ما کبیدی[1] | یعنی که ز قبلهٔ دعا کبیدی
حد نیست مرا که گویم این بهتان است | گویند سگ که از وفا کبیدی

(۱۴۴ ا) طبع دشوار پسند حضرت از استماعِ این دو بیت بغایت شگفته شد، روی بقابل رباعی کرده فرمود که: مولوی ما این رباعی شما را بخطّ خاص خود بر بیاضِ خویش نوشته ایم،

[1] آ: کبیدی؛ ہر سه موضع تر: کبیدی (دو موضع اول و ثالث)، و کبیدی (در ثانی)۔

Marfat.com

رُباعی

نزدیست جہان کہ برونش باختن است | زآدی آن[1] بداوکم* ساختن است
دنیا بمثال[2] کعبتین و نرد* است | برداشتنش برای انداختن است

القصّہ بعد از چندگاہ کہ از شرفِ آستان بوسی آن درگاہِ عرش اشتباہ جہان جہان فخر کسب نمود خسروِ سکندر شکوہ، دارالوا، پادشاہِ جمشید فر، خورشید لقا، صدارت حضرت دہلی باو مرحمت فرمودہ او را بآن طرف مرخّص ساختند، مولانا شکیبی تتمّہ عمر خود را در دہلی بسر برد و نقد حیات خود در سن شصت[3] و ہفت در انجا باقی گردانید، شکیبی[4] رفت تاریخ فوتِ اوست

۱۰۲۲

ساقی نامہ مولانا شکیبی صفاہانی

بیا[5] تا ز میخانہ بستان کنیم | بویرانہ گشتِ گلستان کنیم
خرد را گلِ بادہ بر سر زنیم | چو گل[6] تا دمی ہست ساغر زنیم
گلی را کہ بلبل بود شیشہ اش | نشانیم در باغ دل[7] ریشہ اش
نشینیم درخت گلی پرور یم | کہ بر ہر گلی بلبلی پرور یم
دمِ صبح از غنچہ اش خندہ[8] را | بہار بہشتش پرستندہ را
(۱۴۴ ب) بیاشیشہ بردار ساقی بیا | بیا چشمہ عمرِ باقی بیا

---

[1] تہ: آن راکم بدوا، آئین: بنقشِ کم، [2] آئین: بمثل چو کعبتین نرد، [3] بقول بلاکمین عمرش ۶۷ سال بود، امّا اگر بقول خود او چنانکہ مذکور شد ولادتش در ۹۶۴ بود و وفاتش بقول صاحب خزانہ در ۱۰۲۳ سنش قریب بہ ۵۹ بودہ، [4] در خزانہ تاریخ فوتش: صدر دہلی رفت (۱۰۲۲) و "واویلا وا مصیبتا واشوقاہ" (۱۰۲۲) از سرخوش و سراج (سپہر گلشن ص۱۵۱) ہم ہمین سنہ منقول است [5] جنوصالحی ازین ساقی نامہ در ہفت اقلیم (= ھآ) منقول است
[6] ھآ: گل [7] ھآ: ندارد،
[8] آ: نشار، تہ: خندہ، ـــ تہ: لبش را (بجای بہشتش)

Marfat.com

بهارِ دلِ می‌پرستان بیار
طرب را کلیدِ[1] گلستان بیار

که بیخود مرا تا گلستان برد
منش جان دهم، او غمِ جان[2] خورد

مغنّی! دمِ صبح شد نیٔ کجاست
بلب گیر تا گویمت می کجاست

درآور بزلفِ نوا تاب را
ز چشمِ صراحی ببر خواب را

بسوزان غمِ خانِ مهجور را
بزن نشتر این زخمِ ناسور را

چه می بود ساقی؟ ز جامِ که بود؟
بیاد[3] که خوردیم؟ نامِ که بود؟*

که وقفِ خرابات شد خانه ام
سبیلِ شرابست پیمانه ام

بجز[4] محفل و می نجوید دلم
چو شمعِ سحر کشتهٔ محفلم

مغنّی! رهِ آشنایی بزن
ز مرغی نه کم، نوایی بزن

بزن عندلیبانهٔ صبحِ پگاه
صفیری بمرغانِ این دام‌گاه

که سرها بر آرند از زیرِ پر
درین دام پیچند بارِ دگر

بیا ساقیِ من ایاغی بیار
شبِ غربتم را چراغی بیار

بود ره درین شب بجایی برم
که سر بر درِ آشنایی زنم

ازو پرسم افسانهٔ خویش را
سراغی کنم خانهٔ خویش را

(۱۴۵ا) مغنّی! ز غربت به تنگ آمدم
درین حبست وجو پا بسنگ آمدم

مقامی کزان ره بمنزل برم
رخِ تازه بر درِ دل برم

بیا ساقیِ آن لاله‌گون می بده
طرب نامهٔ[5] آذر[6] و دی بده

کمن تکیه چون سبزه بر جو بیار
که نه سرو ماند، نه گل، نه بهار

بجنبید آید چو باد خزان
ز گل برگ ریزد ز بلبل زبان

---

[1] اندری ها آ: کلیدی [2] ایضاً: از جان برد [3] ایضاً: مغنی کمفتن بکام که بود، [4] درها ازین موضع تا بیت را حذف کرده [5] آ: آذر، [6] از روی ها آ: ریزد ؛

Marfat.com

مغنّی! سرِ این مقامم نماند — می بُود در خورد جامم نماند!
فزون کن ز آهنگ خود پرده را — که خالی کند قلبِ آزرده را
ندانم که آخر کدامم، بگوی — ز صافِ خم یا ز دُردِ سبوی
بیا ساقیِ تشنه چشمان مرو! — مرو! ای سرِ زود خشمان مرو!
شبم را به تِ جُرعهٔ ساز روز — ز خاشاکِ من آتشی برفروز
که تسبیحِ صد دانه را طی کنم — سپندِ سرِ آتشی می کنم
مغنّی! ز خود بی خبر کُن مرا — بیک نغمه زیر و زبر کُن مرا
برآشفتگی خاطرِ من خوشت — که پروانه ام، جای من آتش است
دلم را بهر پردهٔ راز هاست — درین پرده گوشم بر آواز هاست
بهار است ساقی! بده ساغری — که هر شاخ را غنچه شد خاوری
(۱۴۵ ب) زمین جرعه چین شد، هوا می فروش — چو گل مغزِ بلبل در آمد بجوش
چمن را چنان شوری در سر است — که هر شاخ دستی و صد ساغر است
مغنّی! بخاشاکِ من آتشی — برون آور از پرده لیلی وشی
بمجنون گذاری[1] علم گشته — بلیلی قدم بر قدم گشته
ز رازِ دلِ عاشقان باخبر — همه رمز و ایما ز پا تا بسر
بیا ساقی![2] آن آبِ حیوان بده — ز سرچشمهٔ خانخانان بده
بده صاف یا دُرد ازان جُرعهٔ — که بر نامِ دولت زنم قرعهٔ
سکندر[3] طلب کرد لیکن نیافت — که در هند بود و بظلمت شتافت

[1] ها: بر — پرده (بجای پرده را) — دل دل آزردهٔ (بجای قلب آزرده را) [2] ازین موضع سیزده بیت را در ها قلم انداز کرده،
[3] کذا در آ، گدازی؟ [4] مذکور در خزانه عامره صـ۲۶۸ ،
[5] ها خزانه: او ،

Marfat.com

مغنّی[۱] بنوای طرب ساز کن
نوایی[۲] که جان را بجانان برد
ز دوری دلم خانه گرد دست
بیا ساقی آن آبِ آتش[۴] نژاد
بده تا درد[۵] پردهٔ شرم را
بگستاخ[۶] گوئی علم برکشم
کرشد کار[۷] از بی زبانی خراب
(۱۴۶ا) بگو[۸] هر کنی سر دهم تیشه را
نهان خانهٔ خاطرم پُر ز حور
عروسانِ خلوت سرای الست
ز مشکل پسندی و بی شوهری
درِ حجله[۹] بستند بر روی خود
نه مشّاطه[۱۰] را ازیشان خبر
سر افگنده هر یک چو ابروی خویش
گره کرده دامان بدامانِ صبر
نفس[۱۱] بر نیارد تمنای شان
برآنم که اقبال یاری دهد
بدلالگی خامه[۱۲] سر کنم

زفردوس بر دل دری باز کن
مرا بر در خانخانان[۲] برد
بهر ذره رستخیزی[۳] لُمست
که پنداری از آتشِ طور زاد*
قلم بشکنم حرفِ آزرم را
بمستی خرد را قلم درکشم*
برون آرم از زیرِ آن آفتاب
درِ گنج بگشایم اندیشه را
که نه سایه شان دیده هرگز نه نور
منزّه ز آسیبِ شهوت پرست
همه پیر گشتند در دخترِی
نشستند هر یک به پهلوی خود
نه دلّالهٔ سوی شان راهبر
نشسته پراگنده[۱۰] چون موی خویش
چو بر دامن کوه دامانِ ابر
که بیند کسا دست کالای شان*
فلک ترکِ ناسازگاری دهد
بمشاطگی کارِ آذر کنم

۱ه منقول در خزانهٔ عامره ص۲۹۹ ۲ه ها: میرزا خان ا خزانه: میرزا رحمان ۳ه ها: ذرّه ام
۴ه ها: آتش شرار ـ که با عقل دارد سر کارزار ۵ه نسخهٔ حاشیه آ، متن آ بود ـ تش (آتش) ا: برآتش نهم
۶ه در حاشیهٔ ۵ه ها: کام زیر آفتاب (زیر ابر آفتاب) ۷ه آ: ا بگو هر کشی ها: بگو هر کنی ۸ه در ها ندارد ۹ه ها: سیه بخت
۱۰ه ا: عرض بر نیارد منای شاه که بیند کشا دست کالای شاه ها: نفس بر نیارد تمنای شان، چو بیند کسا دست: ای شان

۱۲ه ها: خامه را

Marfat.com

نمایم[1] هر شبم شمع پروانه
برآشفته مویان دهم شانه

کشایم[2] در حجرهٔ فکر را
بیک شو دهم این همه بکر را

بدادی صاحب روزگار
نهم تاج بر تارک افتخار

محل خوش کنم شغل پیوند را
بدریا سپارم دُری چند را

(۴۶ ب) عراقی نژادان جادو زبان
سپارم بدارای هندوستان

سکندر نژادی، فریدون فری
باقبال و شمشیر اسکندری

چو گل نغمه فرمای هر بلبلی است
درین باغ هم بلبل و هم گل است

به بزمش رخ آرزو لاله گون
برزمش دل آسمان پرخون

اگر می دهد تو به پیمانه است
وگر کین کند کعبه بتخانه است

بوقت غضب شعله در خارزار
گر لطف گلستان در نوبهار

بمجلس چو باد خزان برگ ریز
بمیدان چو خورشید در رستخیز

بمردی سپه دار شاه اکبر است
سر تیغ او آسمان را ورست

نهال و برش یافت نشو و نما
چو اقبال در خدمت پادشا

در اخلاص از صبح صادق تر است
بخورشید از ذرّه عاشق تر است

بلند اختر! فتح کار تو باد
سر کام دل در کنار تو باد

بگیتی کست هم ترازوی نیست
جهان آب تیغ ترا جوی نیست

بسی سال دُر سفتن آموختم
نثار تو شد آنچه اندوختم

---

[1] درها اندارد

[2] مصراع ثانی تواردزده است بمصراع صیفی رجوع کنید به صفحه ۲۱۶ ص ۱۶

درها بعدش افزوده: زتلکش که چون ابر گوهر کش است — عطارد سپند سر آتش است،

[3] ها: شد [4] آ: کلذار [5] ها: نهالی [6] بعدش درها افزوده:—

درست بازار فضل و هنر ✣ نگاه تو معیار فضل و هنر ✣ نظر کن بجنس کرا نایه ام ✣ فزون کن بقدر هنر پایه ام
زگوهر فروشان منم یادگار ✣ درم را به نرخ خذف برمدار
کم از هیچکس نیستم در سخن ✣ نترسم ز نکس این من ای (این ها) تمن

Marfat.com

ز گو سر تهی کردم افلاک را
غنی ساختم سدّهٔ خاک را*

قیامت پدیدار از خامه ام
که حشر معانیست در نامه ام*

(۱۴۷ ا) پی بزم تو محفلی ساختم
در و گنج اندیشه پرداختم

چه محفل یکی جام گوهر نگار
می لعل آن چهرهٔ شهریار

نهادم اساس طرب خانه
بهاری برآوردم از دانه ۵

که تا حشر در وی نشست آوری
گهی جام و گه دل بدست آوری

در و آب و آتش در آغوش هم
زمین و صبا دست بر دوش هم*

خرد این عمارت چو بنیاد کرد
خطابش فلک عشرت آباد کرد

می و مطرب و ساقی هوشمند
نمی بایدش هیچ غیر از پسند*

بیا ساقی این بزم را تازه کن
چو گل دفتر لهو شیرازه کن ۱۰

برون کن حریفان افسرده را
ز گلبن بسر شاخ پژمرده را

بمجموعهٔ بزم نظّاره کن
ورقهای بیهوده را پاره کن

چو می گوش بر حرف ادراک کن
ز ابیات بد صفحه را پاک کن

طلب کن رفیقان آزاده را
حریفان هم بزم و هم باده را

صبوحی کشان را برآور ز خواب
که آید ز مشرق برون آفتاب ۱۵

---

۱ ورها ندارد

۲ ورها بعدش افزوده:

اساسی نه کش چرخ برهم زند
خرابی تواند در و دم زند

چو گردون منزه ز تغییر حال
عجب ملک امنیّت ملک خیال

خبر نه ز آشفتگی باد را
خصومت فراموش افتاد را

۳ ورها بعدش افزوده:

بنای نهادم در ایام تو
که جاوید ماند دوام تو

۴ که ها: نوشتند — نماندش نه پیش نه غیر از پسند و بعدش افزوده:

حصاری ز انصاف می بایدش
که هر کس در و دل نگه دایدش

در و بام و بنیاد آن جات نیست
حصاری بدین خوبی مانند نیست

Marfat.com

حریفان که از ما نهان خفته اند
ز بدمستیِ آسمان خفته اند

(۱۴۷ب) ندیدند جای بدامانِ خاک
کشیدند سر در گریبانِ خاک

ز بزمِ سخن شاد خواران شدند
شکیبی تو ماندی و یاران شدند

سپردی درین راه دامن به خار
رفیقان بمنزل کشودند بار

ثنای خداوند معنی برفت
ز دنبالِ عرفی بدعوی برفت

چو افتد گذارم بطرفِ چمن
خروشم ز تنهایی خویشتن

سرایم بهر شاخِ گل اندکی
که گلبن هزارست، بلبل یکی

همان به کز افغان به بندم زبان
که بر گوشِ گل نالهٔ ماند گران

خدایا بتقصیرِ ایشان مگیر
بخود رایی می پرستان مگیر

نگویم ز خجلت سر افگنده ام
اگر نیک اگر بد ترا بنده ام

گر از کجبرایم و اگر از کنشت
قلم بر سر این حرف از اوّل نوشت

درخشم اگر میوهٔ تلخ داد
سحابِ تو این نخل را آب داد

نهالی که پرورد در بوستان
بدستِ تبر کم دهد باغبان

[ذکر]
مولانا صحیفی

مولدِ آن عندلیبِ گلشن راز از دار الفضل شیراز است، نسب او بصوفی خلیل که

(بقیه حاشیه صد ۲۴۳) ۵ از این بیت تا آخر ساقی نامه در ما نیست، ۶ بعدش در ما یک بیت ممسوخ و منسوخ است باین طور: — لا صراحی و پیمانه و زر ما پسند ٭ که صبح است مستان ما لے
در ما این را حذف کرده،

(حاشیه صد ۲۴۴) ۱ کاتب کتاب ترجمه مولانا صحیفی را بر حاشیه آظاهراً بعد کتابت کتاب نوشته است،

Marfat.com

یکی از اکابر ذوالقدر است منتهی می شود[1] اشعارِ ترکی را بغایت خوب می گفته و ابیاتِ فارسی
بی نهایت مرغوب از و سر می زده، اکثر منظوماتِ[2] دلاویز و اغلب سخنانِ شورانگیز او در
مدح حضرت ائمّه معصومین رضوان الله علیهم اجمعین (است)، در خوش نویسی فرید زمان و در کتابه
خانه مرتّب ساختن[3] وحیدِ دورانِ خود بوده[4] مدفنِ آن بلبلِ هزار داستان در سه تنان
مسجدِ جامعِ صفاهان واقع است، سرغزلِ دیوانِ نکته سرائی حکیم شفائی که یکی از دشوار
پسندانِ این جزو زمان است بسیار معتقدِ اشعارِ مولانا صحیفی است چنانچه در تاریخ
فوت مولویّ مرحوم اظهارِ این معنی نموده

تاریخ فوت مولانا صحیفی که حکیم شفائی گفته اینست

چون صحیفی جوهری ز قضا — ز جهان رفت جانب عقبی
دلِ خلقِ جهان بسوخت برو — همه را دیده گشت خون پالا[2]
بی بدل بود در فنونِ سخن — در فنِ شعر بود [بی][2] همتا
تا قیامت برین کتابهٔ دهر — رقم خطِ او بود برجا
سالِ فوتش ز عقل جستم گفت — رفت ملّا صحیفی از دنیا

۲ ۰ ۲ ۱

ساقی نامه مولانا صحیفی

بده ساقی آن آبِ فکرت گداز — که بیرون دهد دل ازین پرده راز

---

[1] یعنی ترکی الاصل است، تقی کاشی در ۹۸۷ او را در اصفهان دیده (سپهر نگر صفحه ۳۸)
[2] از حاشیه آ ساقط شده، از ته نقل شد
[3] هفت اقلیم، صحیفی بوسعت مشرب موصوف بود، از خط و تذهیب و صحافی و دقایق هنر (؟) بخشی داشت، و در همین کتاب «تاریخی از تصنیفِ صحیفی مندرج است که ۹۸۶ از و برمی آید»

Marfat.com

(۱۴۸ا) کشایم ز روی مدارا نقاب
عیانت کنم در پس پرده چیست
درین پرده باشد مهی جلوه گر
ز پنهانی از ذرّه مخفی تر است
بده ساقی آن نشأهٔ زندگی
ز دوران فراموشیم آرزوست
ز هشیاریم هیچ نکشود کار
مغنّی بیا پردهٔ ساز کن
منم تشنهٔ نغمهٔ آبدار
بمضراب جان بخش همدست باش
فگن برقع از چهرهٔ شاه ناز
مخالف درین ورزشم سدّ روح
ز سلک رهی نیست سوی حجاز
مخالف ندارد درین پرده راه
مرا بینوا در عراقم اسیر
مغنّی! نوا از تو، حالت ز نی
ز مطرب اصول، از صحیفی غزل
غرض صوت و حرفیست کار جهان
بیا ساقی آن آب آتش خواص
گر اتاب این آب رخشنده است

نیندایم از گل رخ آفتاب
نیارم ازین بیش در پرده زیست
که هم پرده دارست و هم پرده در
ز پیدائی از مهر روشن تر است
ز اصحاب از جام فرخندگی
ز ندان هم آغوشیم آرزوست
گره زد بکار دلم روزگار
دری از نوا بر رخم باز کن
تو کام من تشنه لب را برآر
خلاصم کن از فکرت دلخراش
مبرقع ز هر گوشه همدست ساز
مرا دلنوازی کن از شدّ روح
ز مضراب جان بخش سدّی بساز
نمایان کن ازشش جهت پیشگاه
نشد از عجم هیچکس دستگیر
تکلّف ز ساقی، و گرمی ز می
معانی ز من، از تو صوت و عمل
بصوتی و حرفی ز عشرت مان
که با طبع من باشدش اختصاص
که این آب چون برق سوزنده است

۱ به بینید صلا ۱۲ س ۱۷ ۲ تر: شد ۳ از روی تر تصحیح شد، آ: ز عسرت تر: در عشرت مان،

Marfat.com

بود پیرِ رندانِ لاهوت سیر
شرابِ کهن سال در کُنجِ دیر

مریدم من این پیرِ گلفام را
که روشن کند از رخش جام را

بده[1] ساقی آن آبِ آتش مزاج
که هستی گداز ست و صاحب‌رواج*

بمن ده که بادِ بهاری وزید
نقابِ عفاف از رخِ گل کشید

خروشی بمرغانِ بستان فتاد
که بستانشان رفت مطلق ز یاد*

شهِ گل بر اورنگِ شاهی نشست
چو پروانه شد بلبل آتش پرست

شگوفه درم ریز شد در چمن
به شاباش خوانِ گل پیرهن

بر افروخت گلهای بستان فروز
شبِ سبزه[2] را کرد روشن چو روز

(۴۸ ب) برومند گردید نخلِ امید
بکامِ دل از هر طرف سر کشید

بهر شاخِ گل کرده جا بلبلی
فگنده بسطحِ چمن غلغلی

بده ای مغنّی! تو هم تارِ عود
بپرداز خاطرِ تو از کارِ عود

بآهنگِ مرغِ چمن ساز کن
گره از دلِ اهلِ دل باز کن

فزون شد جنونِ دلم زین بهار
برون رفته از دستِ عقل اختیار

جنونم بپرخاشِ گردون برد
که تا از دلم عقده بیرون برد

بده ساقیا یکدو جامِ دگر
که افزون شود شورِ تیم را هنر[3]

زمستی زنم تکیه بر دوشِ چرخ
ز افغان درم پرده گوشِ چرخ

بزیر[4] افگنم طاسِ خورشید را
بهم بر زنم چنگِ ناهید را

کمر بندِ جوزا زهم بگسلم
گرههای این بندِ غم بگسلم

درم شقههای سپهر کبود
برون افگنم صبحِ نابود و بود

قلم بشکنم در کفِ چرخِ پیر
دبیرِ فلک را بدوزم به تیر

[1] از حاشیه آکرونیش ساقط شده، از [2] تا نقل شد [3] تا تیره [4] تا ناهید

کشم تسمه از پشتِ شیرِ فلک
غریوا فگنم در صفوفِ ملک

کنم تسمه را چنبرِ شاخِ ثور
که چون گاوِ عصّار افتد بدور

صحیفی[۵۱] مکن آتشِ جنگ تیز
بکش جام و آبی بر آتش بریز

جنون[۵۱] را با هل جنون واگذار
اگر بادهٔ عقل داری بیار

بنوش[۵۱] آن بشادی روی کسی
که از وی بدلهاست شادی بسی

[۵۲]..... عباس شاه
که گلبانگ عشرت رساند بماه

باقبالِ شاهِ حسینی نسب
عجم گشت رشکِ عراقِ عرب

سترده شد از دهر هولِ نفاق
به رست از گزندِ مخالف عراق

همه کام و عیش[۵۳] است و نای و سرود
همه ساز بزم است و گلبانگِ عود[۵۴]

نه بینی ازین پس دلی[۵۵] را غمین
بجز خاطرِ عاشق اندوهگین

گرههای ابروی غم خوارگان
زهم ریخت مانند توز کمان*

چو دستِ کرم برگشد[۵۶] ز آستین
نماند کسی مفلس اندر زمین

چو پای شجاعت* نهد در رکاب
شود چرخ را در بدن زهره آب

سمندش[۵۷] ز نعلِ کواکب نشان
کند حلقه در گوشِ گردن کشان

چو شمشیرِ کین برکشید از غلاف
کسی جز اجل جان نبرد از مصاف

(۴۹ ا) بلند اختر! اصاحبا! سرورا!
باقبال[۵۸] و شمشیر اسکندرا!

سلیمانی و خاتمت ساغر است
جهانت بفرمانِ انگشتر است

---

۵۱ این بیت را در تر ندارد ۵۲ این بیت را در تر ندارد و اولش از حاشیه آ ساقط شده ۵۳ در آ واو را ندارد
۵۴ تر: کسی ۵۵ اکثر این بیت از حاشیه آ ساقط شده، از تر نقل شد، ۵۶ آ: راستین، تر: رآستین،
۵۷ از حاشیه آ ساقط شده، از تر نوشته شد. ۵۸ تر: وکرپای جرات ۵۹ در تر این بیت را بعد س ۱
صـ۲۴۹ آورده است و "سمندت" بجای سمندش نوشته، ۶۰ به بینید صـ۲۴۲ س ۶ ۰

Marfat.com

بود ساغرت خاتم پُر فرح — نگین باده دان و نگین دان قدح
بظلمات چون آبِ حیوان دری — توئی وارثِ شانِ اسکندری
ز آهن سکندر برآراست سد — که از شرِّ یاجوجِ مفسد رهد
تو آنی که از تیغِ نصرت مآب — گشی بر رخِ خصم سدّی ز آب
اگر ساخت جمشید جامی ز زر — که در بزمِ خاصش شود جلوه گر
ترا جامِ حالی دلِ روشن است — که هر لمعه اش رشکِ صد گلشن است
صحیفی ز اخلاص دستی برآر — طلب کن ز حق نصرتِ شهریار
که تا در فلک هست خورشید و ماه — نگردد کم اقبالِ عبّاس شاه]

ذکر

بلبل بوستانِ نکته سرائی سنجر بن میر حیدر معمّائی

واردات آن شاه بیت مجموعهٔ سخن گستری اکثر به تتبع واقع شده بعد از عرفی در استعاره (۱) کردن کسی به از و مرتکب این شیوه نشده بعضی از اعزّه او را در این (۱۴۸ ا) فن کمتر از عرفی می دانند، بهر تقدیر صاحبِ سخن است و سخنانِ خوب از و یادگار مانده،

مولدِ آن مطلعِ دیوانِ فصاحت از دار المؤمنین کاشان است و نام او محمد هاشم است، بعد از چندگاهی که پدرش میر حیدر معمائی بهند آمد او نیز در سن بیست و سه

---

۱ از حاشیه آ ساقط شده از تا نوشته شد ۲ کذا در آ و ت

۳ برای اقوال اصحاب تذکره نسبت به شعر او رجوع کنید به حواشی ۵ برای احوال پدر سنجر یعنی میر حیدر معمائی بن میر رفیع الدین حیدر طباطبائی المتخلص به رفیعی کاشانی رجوع کنید به تاریخ عالم آرای عباسی ص۱۳۱ و به ایضاً ۳: ۲۳۲، و بلاکمین ص۵۹۳ حاشیه ۲، بقول عبد الباقی نهاوندی میر حیدر در ۹۹۹ به هند آمد، صاحب تاریخ عالم آرای می گوید "آصف خان با آنکه او را مساکی و طبیعت بود و سوای سی هزار روپیه اکبری که هزار تومان شاهی عراقی باشد بجناب میر رعایت کرد"

Marfat.com

سالگی بعد از پدر از وطن خروج نموده بہندوستان کہ دارالعیارِ نکتہ سنجان، نشو و نما دہندۂ خردمندان است آمد و در دارالخلافہ آگرہ از مساعدتِ بخت داخلِ بساط بوسیانِ محفل حشمت و شوکتِ بادشاہِ سکندر شکوہ، دارا لوا، فریدون فر، عالمیان پناہ، جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی گردید، و از شرف آستان بوسی آن درگاہِ عرش اشتباہ معزّز و مکرّم خاص و عام شد و بندگانِ حضرت خلافت پناہ بجہت وجہ معیشت از یک اشرفی روزینہ مقرر فرمودند،

بہ تحقیق پیوستہ کہ پیش ازانی کہ سنجر بہند بیاید پدرش میر حیدر[1] بہند آمدہ و بوسیلہ میرزا جعفر آصفخان بسعادتِ ملازمتِ جانشین صاحب قران، دارای ہندوستان در آگرہ مستعد می گردد، و خان مذکور از بادشاہ جہان پناہ بجہت او چہل ہزار روپیہ انعام می گیرد و خود ہزار اشرفی با و مردمی نموده بلکہ معظّمہ اش مرخص می سازد، گویند کہ در راہ غارتیان بمیر معمّائی برمی خورند و اموالش بغارت (۱۴۸ ب) می برند، او باز بہند عود می کند، خانِ نکتہ دان آصف خان دیگر بارہ بدستوری کہ ذکر کردہ شد او را بہ بادشاہ می گذراند و بجہتِ او انعام می ستاند و ہزار مہر از سرکار خود با و می رساند، درین مرتبہ فرزندش سنجر داخل بندگان حضرت شدہ و در دارالخلافہ نشو و نما نموده بود کہ میر بہندوستان معاودت نمود، ملخّص سخن آنکہ بعد از رفتن پدر محمد ہاشم در ہند در خدمتِ بادشاہ ماند بعد از چند گاہ بسبب سخنان ناخوشی کہ ازان بلبل گلستان نکتہ سنجی سرمی زد و ادا ہای خارجی کہ قاعدۂ جوانی جوانان است از و بفعل آمد بفرمان روای بحر و بر جلال الدین اکبر خاطر اشرف از سنجر گران کرد و او را از مرودان درگاہ عرش اشتباہ خود گردانید[2]، آن نادرۂ عصر خود بہ

---

[1] : بوستان (مصحفاً)، [2] : اینکہ صاحب مخزن الغرائب در ترجمہ میر سنجر گفتہ کہ "چند دفعہ پدر و پسر در عہد شہاب الدین شاہجہان بادشاہ بہند آمدہ" اعتبار را نشاید از آنکہ جلوس شاہجہان در ۱۰۳۷ بود، میر حیدر بقول صاحب آتشکدہ در ۱۰۳۲ وفات یافت؛ [3] : از مآثر رحیمی ظاہر است کہ سنجر بحکم شاہ جلال الدین اکبر مدتی محبوس بود، و چون رہائی یافت با احمد آباد و ازانجا بہ بیجاپور رفتہ (بلاکمین)، "

Marfat.com

تقریبی که این مختصر گنجایش آن ندارد بگجرات رفت، چندانی درانجا هم توقف ننمود، از همانجا بگشتی
نشسته از راهِ دریا به بیجاپور رفت و در بیجاپور به وسیلهٔ شاه نوازخان ابراهیم عادل شاه را ملازمت
کرده داخلِ ملازمان او شد، مولانا ملک فنی در شهر مذکور در خدمتِ عادل شاه بود بر احوال
او اطلاع یافت دختر خود را بدو داد و او را دامادِ خود گردانید،

سنجر در دکن ترقی تمام عیاری نمود و اشتهار سرشاری یافت، پاره از اشعار او (۴۹ ا)
متفرق مردم با ایران بردند، به تقریبی در مجلس بهشت آئین دُرِ صدف شرف نبوی و میوهٔ
درخت بخت مرتضوی، شاه عباس حسینی صفوی خوانده شد، مرضی طبع دشوار پسندان آن
محفل قدسی گردید و اکثر ارباب طبع از بسیار و بمین آواز تحسین با اوج علیین رسانیدند، شاه
عالمیان پناه فرمانِ عالی شان بطلب او فرستاد، چون حکم فرمان روای ایران بدکن رسید
ابراهیم عادلشاه در سامانِ فرستادن سنجر شد که او را با عزاز و اکرام بعراق فرستد و این مطلبی بود
که محمد هاشم همیشه در آرزوی آن بود، فلک کی تاب می تواند آورد که آرزومندی دوستکام
گردد و دست آرزو در گردن عروس مقصد حمایل کند، بزرگی درین باب بیتی خوب گفته بیت

فرشته ایست برین بامِ لاجورد اندود که پیش آرزوی عاشقان کشد دیوار

القصه در آن ایام سرانجام کردنِ سفر ایران مرض سهمناک گرفتار شد، از غریبی که با آن یگانهٔ
عصر کمال دوستی داشت چنان استماع افتاد که هنگام ضعفِ سنجر حکیمی بعیادت او رفت، طبیب
فرمود که چون ترکِ شراب نموده اید بنابران شما را این کوفت دست داده باز باید که شرابی
می خورده باشید، سنجر در بدیهه این بیت گفت و بران جمعی که حاضر بودند خواند بیت

(۴۹ ب) گونهٔ زردم دو اندر داشت وگرنه شد لبِ ساغر کبود این بس که گرفت

در ان مرض در دلش سرایت کرده بود که مرض او علاج پذیر نیست و گفت شراب خورد بعد از

---

۱۵ بقول آزاد، در ایام اقامت بیجاپور فرمان طلب شاه عباس ماضی با خلعت فاخره بنام او صدور یافت اما پیش ازین
فرمان منشور اجل نام خود آورید (سرو آزاد ص ۲۶)

Marfat.com

دو روز در سنه ثلث و عشرین و الف در سن چهل و یک داعی حق را لبیک اجابت گفت' [باقر خورده مرثیه بجهت آن سرآمد مستعدان گفته و تاریخ فوت او در ان مرثیه بدین طریق ادا نموده است

تاریخ

سخنور سرنهاد تمنای سروری | بی پادشاه ماند جهان سخنوری
تاریخ او به تعمیه گفتم بوالدش | افگنده پادشاه سخن چتر سنجری

۱۰۲۱-۲۰-۱۰۲۳

برای ارباب هنر پوشیده نماند که منظومات سنجر بسیار است و دیوانی که در آگره ازو جمع شده قریب بده ازده هزار بیت است فاما آنچه در دکن ازوی سرزده بنظر این کمترین

---

۱ از تاریخی که باقر یافته است و ظاهراً خود مؤلف درج کتاب مینانه کرده است (و آزاد همین تاریخ را در سرو آزاد ص۲۷ خزانه عامره نقل کرده) سنه ۱۰۲۱ برمی آید و عبدالباقی نهاوندی نیز وفاتش را در سنه ۱۰۲۱ ضبط کرده (به بینید بلاکمین ص۵۹۵ حاشیه ۳) و همین است قول سراج (سپهر نگر ص۱۵) و همین سنه را سپهر نگر (ص۵۷۱) و ریو (ص۶۷۵) اختیار کرده ۲ این عبارت را غیر کاتب کتاب برحاشیه کتاب بخط جلی نوشته و به علامت اتصال درین موضع بمتن ملحق کرده' باقر خورده کاشی بقول [که ظاهراً عبارت وآله را نقل کرده است]
صاحب مخزن الغرائب که به نسبت مقصود خورده فروش کاشان و برادر او [یعنی برادر باقر] بود باین لقب مشهور شده و بقول خوشگو (فهرست محظوظات فارسی در کتاب خانه بادلی) ص۲۳۰ ع۵۸۵) شاگرد میر معز الدین کاشی و محتشم کاشی است' در سنه ۱۰۰۶ به دکن آمد و ابراهیم عادلشاه بیجاپوری را ملازمت کرد' و همدران سرزمین در سنه ۱۰۳۴ فوت شد نیز رجوع کنید به سپهر نگر ص۳۴۲ و هفت آسمان ص۱۴۳

۲ افگندن چتر سنجری کنایه از اسقاط یای بادشاه است ازانکه یای منعکس (ـــ) مشابه است به چتر' پس از بادشاه سخن باسقاط یا ۱۰۲۱ حاصل می شود'

۳ در نسخه دیوان سنجر که در موزه برطانیه است تعداد ابیات ظاهراً قریباً ۲۶۰۰ هست و در نسخه موتی محل ۳۲۰۰ و در نسخه ایشیاتک سوسائٹی بنگال (نمره ۵۱۳) قدری زاید از ۵۲۰۰' دیوانش مشتمل است بر غزلیات (بترتیب حروف تهجی) و قطعات و مثنوی ها و قصاید در مدح اکبر بادشاه و شاهزاده ها و امرای دولت اکبری و ابراهیم عادلشاه و مرزا جانی بیک والی تته و پسرش مرزا غازی (در حواشی صفحات آینده از دیوان' مراد همین نسخه ایشیاتک سوسائٹی هست که مذکور شد

Marfat.com

درنیامده، ساقی نامهٔ بسامانی در بیجاپور گفته و می گویند که قریب به پانصد[1] بیت است، فاما چندانی درین هند اشتهار نیافته است، این ذرّهٔ بی مقدار چند بیت از ساقی نامهٔ او بدست آورد چون کم بود بنابران چند بیت دیگر که آن مطلع قصیدهٔ سخنوری در معذرت بدمستی که ازو واقع شده گفته درین تالیف بر بیاض برد امید که هنگام مطالعه این مجموعه منظور نظر کیمیا اثر اصحاب هنر گردد

[۱]

ساقی نامه میر سنجر

شکارِ حمل چون کند آفتاب — شگونست در دست جام شراب
گرامی بود ساقی پاک زاد — بساقی کوثر رساند نژاد
کف دست ساقی مستانی[2] حکیم — دهد روشنائی چو دست کلیم*
باو هر که دستِ ارادت دهد — گلِ مشقِ او بوی طاعت دهد
(۱۵۰ا) طلب گر بود بادشاهی بدست — بجز ساقی از هر چه[3] خواهی بدست
چو می آورد خواستن کاستن — حرامم بود غیر می خواستن
بیا ساقی آن دستگیرِ همه — گرامنامهٔ عیشِ خمیرِ همه
بده می که تا از زبان آوری — کند خامه شکر ترا یاوری
بپرس از حکیمی که می خورده است — که بر رویِ دانش حیا[4] پرده است
می اندر سرِ مرد بیدار مغز — نگهدارِ عقل است از پای لغز

[1] در نسخهٔ دیوان که بکتاب خانهٔ الشیخ [illegible] محفوظ است رجوع کنید به فهرست نمره ۵۱۳) و در ۱۰۴۲ در بیجاپور تحریر شده ساقی نامه فقط ۱۵۳ بیت را دارد — و ساقی نامه سنجر که در چمن بیخانه است

دلم را که از گشتِ گلشن گرفت — همین خاکِ میخانه دامن گرفت
نبود است در هر زمین منزلم — که مشکل پسند است چشمِ دلم
چو خلدِ برین دلکش محفلی — بعشوه زهر سو بلای دلی
سرِ دست ساقیش را جام می — شده لاله و ساعدش ساقِ وی
ز هر جانبی گل رخی نیم مست — چو شاخِ گلی جامِ گلگون بدست
جهان در جهان گلشن و گلعذار — سرایندگان همچو بلبل هزار
غزل خوان غزالانِ تازی زبان — بغمزه شکر ریخته از لبان
بآهنگِ ترکی بستانِ چگل — ربوده دل از نغمهٔ معتدل
ز صوتِ خوش آیندهٔ پهلوی — ترنّم کنان زهره و مشتری
(۱۵۰ ب) نوای خوش و نالهٔ ارغنون — ز دل صبر می برد و ز جان سکون
کمانچه چو ابروی خوبان بزیب — ز راهِ رباب آمده دلفریب
رخِ ساقی از بادهٔ گل گل شده — مغنّیش از شوق بلبل شده
صراحی چو دیدهٔ رُخِ مهوشان — بر آورده گردن بنظّاره شان
بروی چو خورداد ساقی شراب — درون سوخت ز آتش برون ز آفتاب
بیا ساقیا بادهٔ صاف ده — به از می چه باشد خود انصاف ده
دمی بی می صاف دلجو مباش — نباشد گر آبِ خضر گو مباش
ازان شد چنین سبز و خرّم سپهر — که دارد بکف ساغرِ ماه و مهر
مده جز بمی نقدِ جان زینهار — شراب و جوانی غنیمت شمار

بقیه حاشیه صفحه ۲۵۳ : تعداد ابیاتش فقط ۸۷ است ، اما ابیات ذیل را نه ۲۹ بیت است در دیوان ندارد :—
صفحه ۲۵۴ س ۳ تا صفحه ۲۵۵ س ۱۰ - صفحه ۲۵۶ س ۱ - صفحه ۲۵۷ س ۱۴ و ۱۵ ،

Marfat.com

بیا ساقیا شامِ غم روز کن
چراغ از می مجلس افروز کن

برآر آفتابِ طرب را ز جام
که شد روزِ عیشم سیه همچو شام

مغنّی! بیا و عجم ساز کن
مهِ نو بخور شید همراز کن

بدستان برون بر زدِ راه را
ز هاله نمانیخهٔ ماه را

بیا ساقیا زان شرابِ طهور
که خجلت برد زان لبِ لعلِ حور

بمن ده که گردد ز فرخندگی
فراموشم از چشمهٔ زندگی

(۱۱۵۱) بیا ساقی از دورِ جم یاد کن
بده جام و جانِ دلم شاد کن

پُر از باده کن جامِ گیتی نمای
که بنشست جمشید ثانی بجای

مغنّی! بیا ساز کن تار را
بدست آر سررشتهٔ کار را

زمضراب زن بر رگِ عودِ نیش
که خون ریزم از چشمِ غمناک خویش

هوا شد هوابزمِ مستان کجاست
چه شد می؟ کلیدِ گلستان کجاست؟

بگوئید با باغبانِ دربهار
کلیدِ گلستان بمستان سپار

ضرور است دادن بگوری خواب
دل و دیده را از گل و باده آب

به اندازِ ماهی برنگ تذرو
لب جوی می بوسم و پای سرو

چنان از می و گل بسامان روم
که چون تاک افتان و خیزان روم

نیارم گذر کردن از روی پل
چه از نشأ می چه از بوی گل

چو زد دست مطرب بآوازِ چنگ
برقص اندر آمد می لعل رنگ

(بقیه حاشیه ۲۵۳) ۲ دیوان بخشم ۳ ۱ [illegible]
۴ دیوان: هرکه ۵ دیوان: ای ۶ ۱ [illegible]
(حاشیه صفحه ۲۵۴) ۱ دیوان: و دلم ۲ ۱: سر آبند کان

Marfat.com

بکف جامِ می ساقیِ عشوه ساز
سوِ ماهِ نو دستِ مردم دراز،

مگر مطربم دستگیری کند
که او جای ساقی دلیری کند

بمطرب رسان ساقیا! ساغری
که در پرده دارد نوای تری

زبس نغمهٔ ترکه در عودِ اوست
روان زنده رودی ز هر رودِ اوست

(۱۵۱ ب) ز سیرابیِ نغمه گاهِ شراب
بطِ بربطش تا بگردن در آب

چو بر دست گیرد* رامش گری
شود ناخنش برگِ گل از تری

بساصوفی خشک و بس خودپرست
ز تر دستی او ز خود شست دست*

ز می رفت هوش و به نی ماند گوش
فدای می و نی چه گوش و چه هوش

مغنّی! تو در کارِ خود باش چست
که چشمم بساقی و گوشم به تست

ز تر دستیِ تو بر فتم* ز دست
کز و نغمه تا خاست* در جان نشست

بمن آنچه کرد است بختِ سیاه
غریبانِ هند ند یک سر گواه

چو هندو بخونم گواهی دهد
بجیپالِ هندم دو راهی دهد

جبینم بداغِ غلامی بسوخت
بتاریک بازارِ هندم فروخت

چه سودم رسید از خریدارِ هند
بسودای تاریکِ بازارِ هند

سیه روزم از کیدِ هندوی خویش
نمی آرم از شرم بر رویِ خویش

همان است این بختِ وارون نژاد
که بودش در ایران لقب خانه زاد

چو می دید آنجا قوی مایه ام
دوان در قفا بود چون سایه ام

کنون هند را ملکِ خود یافته است
سر از خطِّ پیشانی ام تافته است

۱ب دیوان: تر دست کردد ۲ب: دست شست تصحیح از روی دیوان ۳ب دیوان: تیزی دست نورفت ۴ب: ناخواست (تصحیح از روی دیوان) ۵ب دیوان یافت ـ تاخت (بجای تافته)

Marfat.com

بلا نیست دور از بر دوستان
(۱۵۲ا) دریغا که این هند بیداد گر
ز هندم مجال[۵۱] گریز است کی
ازائم[۵۲] چو پیلان چنگی بخشم
عصا کرد ازان پیل خرطوم را
در احوال هند از جهان[۵۳] دیده
که دیدی ز اهل مروت چه کس؟
که بس تنگنا ها بگوپال رفت
گر آرد کسی را بزیر قدم
بده ساقی آن بندبسته کدو
سهیلی در آغوش زرّین کدوست
منادیست در کوچه میفروش
گریبانش گیرند و دامان کشند
بیا مطرب دلبر دلنواز
ز نعت نبی پرده ساز کن

تهی دستی انگه بهندوستان!
فرو برده دندانم اندر جگر
که دریاست در پیش و پیلم زپی
که هندم شب تیره آید بچشم
که تاریک دید این بر و بوم را
بپرسید شخصی پسندیدهٔ
بگفت: از بزرگان همین پیل و بس
ز پهلوی من دوش[۵۴] دزدیده رفت
فراوان شود[۵۵] تو تنیای قلم
که ناید بجام و خم[۵۶] سر فرو
که سیب سمرقند ازو سرخ روست
که امروز در هر که یابند هوش
کشانش بدیوان مستان کشند
بزن بهر عشّاق راه حجاز
دران پرده ام محرم راز کن

[۲]

این چند بیت[۵۷] در معذرت بندستی گوید

معذرت نامه ازمن ببرای بادصبا | بگذران بر ملک ملک پس از عرض دعا

۵۱ و: مجال (تصحیح از روی دیوان و ۳) ۵۲ آ: ازایم (ازائم را مبدل به انایم کرده) ۵۳ دیوان: انام
۵۴ و: از ۵۴ و: در دیده (: نقاط شک) تصحیح از روی دیوان ۵۵ دیوان: کند (در آن این مصراع با هم نقاط شک آمده است) ۵۶ دیوان: بجام جم ۵۷ دیوان ورق ۲۶ ب

Marfat.com

(۱۵۲ب) کای بخورشید چراغ تو فرستاده فروغ
وای بمرّیخ نهیبِ تو رسانیده صدا

دوش می آمدم آنجا که توئی رقص کنان
دوش[1] در پیش و طرب همره و شادی رفقا

نیمه ره به خرد روی به رو برخوردم
گفت کای قافلهٔ[2] ناطقه را راه نما!

بچنین[3] ذوق* کجا می روی و مطلب چیست؟
گفتمش بر درِ کیخسر و خورشید لقا

گفت زنهار دگر باده باندازه بخور
کز تو ظاهر نشود نغمهٔ خارج ز نوا

از دم سرد تو دی روز گلستان نشگفت
سرو در معذرتِ جرم تو ننشست ز پا

دست بر دست ز افسوسِ تو می سود چنار
کز تو اینها بظهور آید! لاحول ولا[4]!

عرق آلوده چنین گفتمش ای عیب تراش!
منجلت آثار[5] بیان گفتمش ای هرزه درا!

من نه خاقانم کز کاسهٔ فغفور خورم
من کجا حوصلهٔ ساغرِ جمشید کجا

من تنک حوصله و ساقی او دریا دل
پُر صریحیست که در کوزه نگنجد دریا

گرچه معقول خرد ساختم[6] از وجه ولی
شرم برتافت بصد زجر عنانم بقفا

گر نه تکلیفِ تو همسایه آن[7] می بودی*
توبه می کردم ازین آئینهٔ عیب نما

لیک این[8] عهد بخود کردم کز بعد سه جام*
نخورم باده گرم دست ببوسد صهبا[9]

به حیای نگهِ یار که از پردهٔ شرم
برمنی آیم تا آنگه نگویی که بیا

به پریشانی مستان، به تنک ظرفی من
به صلاح و به ثواب و بگناه و بخطا

(۱۵۳ا) تا زنیرنگی ایّام و ز ناسازیِ بخت
دشمنت صبحِ طرب را نرساند بمسا

باده نوشانِ تو هر صبح به از صبحِ دگر
یامَنی برسانند هوا را بهوا

سلسله دیوان: شوق ۵۳ ز: غافله ۵۴ دیوان: باچنین شوق ـ جمشید لقا (بجائی خورشید لقا)
۵۴ بعدش در دیوان افزوده ـ
تو کز خاقانی عهدی ز تو اینها عجبست ـ تو که سبحان زمانی ز تو دورست این ها ۵۵ آ: آسا به (تصحیح از دیوان) ۵۶ دیوان: بخود ۵۷ دیوان: امکان می بود ۵۸ آ: کردم بخود این عهد کز ۵۹ دیوان: مینا

Marfat.com

ذِکر

مردم دیدهٔ مردمی ملک محمد قمی

شاعر تمام عیار است، اکثر اشعار او برتبه است[1] چنانچه از ساقی نامه شعر و شاعری او معلوم می شود، وارداتِ ایّام شبابش برتبه تر از منظومات هنگام شیخوخیت[2] است، و این چند بیت از ابیاتی است که در جوانی گفته

بیت

قبول از طاعتم برخاست تا قربآ رزو کردم | اثر رفت از دعا تا حرفِ خواهش بر زبان آمد

ایضاً

داشتم خوش حالتی امشب میانِ کفر و دین | دیده مشغولِ بت و دل گرمِ استغفار بود
جان هنوز از محرمانِ خلوتِ هستی نبود | کآ رزو از ساکنانِ مجلسِ دیدار بود

بر اکثر هنرمندان این جزو زمان ظاهر است که مولدش از ملکِ قم است و این قم اگرچه چندانی وسعت ندارد فامّا یکی از شهرهای مشهور و معروفِ عراق است،

به تحقیق پیوسته که نام او ملک محمد بوده است تخلّص را از نامِ خود بر آورده است[3] گویند که در اوّلِ[4] جوانی از وطن بر آمده بهند دکن آمد، داخل مجلسیان نظام شاه بحری شد، بعد از فوت نظام شاه مولانا ملک (۵۳ ب) داخلِ بساط بوسانِ محفل عزّت ابراهیم عادلشاه شد و قصاید غرّا در مدحِ او گفته بدولتِ ممدوح خود جاه و سامانِ تمام عیاری

---

[1] رجوع کنید به حواشی [2] آ: سیخوخیت [3] تخلّصِ او ملک است [4] بقول تقی کاشی (سپهر نگر ص ۱۰۳) به هند رفته در احمدنگر مقیم شد و بقول آزاد (سرو آزاد ص ۳۱) در رمضان ۹۸۷ھ از قزوین بر آمده سری بدیار دکن کشید و از مرتضی نظام شاه دیوانه والی احمدنگر و بعد او از برهان شاه اکرام و انعام فراوان یافت" — آزاد می گوید که از قم به کاشان آمده، ایامی آنجا بود آخر متوجه قزوین شد قریب به چهار سال در آن مقام گزرانید و از آنجا بدکن وارد شد،

[5] مرتضی نظام شاه دیوانه از ۹۰۲ھ / ۱۵۶۵ء تا ۹۹۶ھ / ۱۵۸۸ء والی احمدنگر بود، و برهان ثانی نظام شاه از ۹۹۹ھ / ۱۵۹۱ء تا ۱۰۰۳ھ / ۱۵۹۵ء.

[6] آ: برخواست

Marfat.com

بهم رسانید،

دیوانش بنظر این کمترین درنیامده، فامّا یکی از اهل قُم که بامولوی لافِ خویشی می زد گفت اشعار ایشان بسیار است قریب بیک لک بیت می شود، دیوانش با مثنوی ها آنچه درمیان مردم اشتهار یافته قریب به بیست و پنج هزار بیت باشد[1] والعهدة علی الرّاوی،

گویند که بحکم عادلشاه در برابر مخزنِ اسرار شیخ نامی گرامی شیخ نظامی کتابی گفت واز نظر عادلشاه گذرانید، شاه یک شتر زر بصلهٔ[2] آن به ملک عنایت نمود[3]، میر حیدر ذهنی[4] که یکی از اصحاب نظم است و او نیز مدّاحِ ممدوح مَلِک است شاه را گفت که میر ذهنی تو چرا جواب مخزن نمی گوئی؟ او بعرض رسانید که: الحال چون حکم شد خواهم گفت، روز دیگر بعوض جواب کتاب مخزن اسرار این رباعی گفت و بنظر ممدوح خود آورد رُباعی

در مدح و ثنایت ای شهنشاه دکن	معذورم[5] دار اگر نگفتم مخزن

(بقیه حاشیه صفحه ۲۵۹) ابراهیم ثانی عادلشاه از ۹۸۸ھ/۱۵۸۰ء تا ۱۰۳۷ھ/۱۶۲۷ء در بیجاپور فرمان روائی کرد،

[1] نسخهٔ کلیات که سپرنگر در موتی محل دیده بود و نسخهٔ که در کتابخانهٔ دیوان هند محفوظ است (فهرست ص۱۴۹۹) ظاهراً نصف این ابیات و نسخهٔ دیوان که در ایشیاتک سوسائٹی بنگال است (فهرست ص۱۱۶) غالباً آن قدیم ندارد - امّا رجوع کنید به حواشی [2] آ: بسله [3] در خزانه عامره (ص۲۱۱) از خان آرزو نقل کرده که مولانا ملک قمی ظهوری در برابر مخزن کتابی تصنیف کردند الی آخر القصه، و در مخزن الغرایب هم گفته است که این مثنوی را هردو شاعرِ مذکور منظوم کردند - برای ذکر صلهٔ که بر کتاب نورس یافتند رجوع کنید به خزانه (همان صفحه) و سپرنگر ص۲۸۱ ظاهراً همین مثنوی بنام منبع الانهار در هفت آسمان ص۱۳۳ و فهرست مخطوطات فارسی در دیوان هند ع۱۵۰۰ مذکور است،

[4] میر حیدر ذهنی صفاهانی " در دکن سکونت اختیار نموده، وی مدّاح عادلشاه بیجاپوری است، اگرچه کم شعر است لیکن هرچه گفته تمام انتخاب است .... ظهوری در نثر خود وی را ستوده، در نقاشی و نثر ادی استاد بوده، روزی تمام مملوکات خود را در باخت ..... " (مخزن الغرایب) [5] در آ: داور امید فرا کرده [6] آ: معذور دارم خزانه (ص۲۱۳) و مخزن الغرایب: معذورم دار،

Marfat.com

حیفست[1] که بهر یک شتر زر گیرم | خونِ دو هزار بیت را بر گردن[2]

شاه دکن یک شتر زر بصلهٔ[3] این رباعی بآن منصف بانصاف مرحمت فرمود[4]، به تحقیق پیوسته که ملک نود سال عمر کرده و در بیجاپور بیمار شده و در حالت (۱۵۴۱) نزع غزلی مبنی بر وصیت خود گفت و اشاره بدان نمود که مرا در پهلوی میر سنجر بخاک سپارید این مطلع از آن غزل است بیت

جانم بروز واقعه پهلوی او کنید | او قبلهٔ منست رخم سوی او کنید

[این مطلع را مسودهٔ این اوراقِ پریشان در دیوان اهلی شیرازی دیده و از یکی که بر قول او اعتماد تمام بود شنیده که این بیت را مولانا اهلی در حالتِ نزع گفته و وصیت نموده که مرا در پهلوی قبر خواجه حافظ مدفون سازید اما چون توان گفت که ملک از اهلی این مطلع را برده، یقین حاصل است که توارد زده است]

در سنهٔ[5] اربع عشرین و الف ودیعت حیات را بامانت داران کارخانهٔ قضا سپرد بنا بر وصیتِ مولوی در بیجاپور او را بر کنار تال شاپور نزدیک میر سنجر مدفون ساخته اند

---

[1] خزانه و مخزن: میپسند — بیت بدو در (بجای بیت را بر) [2] صاحب مخزن الغرایب می گوید: عجب است از ذهنی که در حق هردو شاعر معتبر چنین گوید باوجودیکه مولانا ظهوری ویرا ستوده باشد شاید که این کنایه ذهنی بگوش مولانا ملک نرسیده وگرنه بلای بسرش می آورد که بسوراخ مار در می رفت باندک حرف ناملایم که از مولانا ظهوری شنیده بود او را آنقدر رسوا کرده که خانه [3] در خزانه: قصه صلهٔ این رباعی مذکور نیست [4] این عبارت بحاشیه افزوده است

[5] وهمین است قول ناظم تبریزی (سرو آزاد ص۳۲) اما ابوطالب کلیم (سال تاریخش از او سراپا سخن بود ۱۰۵۱) یافته — ناظم مذکور گفته است که وفات ملا ظهوری یک سال بعد از وفات ملک بود اما بقول دیگر چهار سال بعد وفات ملک وخوشگو در فهرست کتابخانهٔ بادلی عمود ۲۲۹ ص۵۶ وفات هردو شاعر در یک سال بود و ظهوری دو ماه بعد ملک انتقال کرد وبقول بدایونی (۳: ۲۶۹) "درین ایام شنیده می شود که کنیان [illegible] این هر دو بیچاره مرحوم را نیز بهنگام تاج و تخت [illegible] بقتل رسانیده اند — بقول والد واغتنامی (جنت آسمان ص۱۳۳) ملک فی الجمله چهل سال در دکن تقسیم بود [illegible] کنان

Marfat.com

ساقی نامه مولانا ملک قمی[۱]

○ خرابا تیم، باده ناب کو؟ | بیابانیم، چشمهٔ آب کو؟
○ خرابم، ز دِرِّی پرستان کجاست | کبابم، طرب گاهِ مستان کجاست
جگر تشنه ام، ساقیا دیر شد | دگر نغمهٔ غم گلوگیر شد،
لبم را بپابوس آبی رسان | دماغم ببوی گلابی رسان
صراحی! نه هنگام گردن کشی است | سری بر زمین نه که وقت خوشی است
بنه فعلِ گردنکشان برکران | بزانو در آ پیشِ رطلِ گران
برآمد ز میخانهٔ دل خروش | دگر تلزم شوقم آمد بجوش
○ الا ای مسیحای خورشید جام | که در پای کوثر شکستی خرام
○ برآور ز آغوش مینا سری | بکش از سرِ خایِنان چادری
○ که افسانهٔ ما بجایی رسید | که جز گوشِ ساغر نیارد شنید
○ (۱۵۴ ب) بده ساقی آن جامِ کوثر مزاج | که از آبِ کوثر ستاند خراج
○ که شاید بشوییم دامانِ دلق | بداریم دستی ز دامانِ خلق
کسی چند در عالمِ نام و ننگ | ترا زوی دل را نهد پارسنگ*
خرد حلقه دارِ رکابِ خم است | گهر مهرهٔ رشتهٔ ماتم است
جهان تلخ و شکّر هم آغوشِ شیر | طرب عام و خاصان محنت اسیر
○ فلک کهنه گر گیست در زیر پوست | خرد را تصوّر که مغزی در وست

(بقیه حاشیه صفحه ۲۶۱) ۵ تصحیح قیاسی است،

[۱] سی و سه بیت ازین ساقی نامه در هفت اقلیم (=هآ) آورده است و یک بیت افزوده، اشعار مشترک را به علامت دائره (○) ممیز کرده ام ۲ هآ: ره، ۳ هآ: نای ۴ هآ: در ۵ هآ: گوهر ۶ = پاسنگ، آنچه پیش بهار عجم صفحه ۱۸۵،

Marfat.com

درین پوست خونست مغزی که هست — نگاوی که نقشی نیاید بدست
ز طبعِ عناصر مجو فتح باب — مده خاک بر باد و آتش بآب
○ جهان چیست؟ افسانهٔ مار و گنج — که خاکش خوراکست و امساک و رنج
طلسمی بهم بسته نام آدمی — وزو دیو ترسان زنامردمی
ازین خاکِ آلودهٔ ساخته — چه سرها که شد کیسه پرداخته
کجائی ایا پردهٔ پیرای تاک — بهر قطرهٔ بخیهٔ دلق چاک
یکی سر برآر از گریبانِ خم — که پوشیده غم کسوتِ اشتلم
مغنّی! مجالِ نشاط است خیز! — گل نغمه بر خندهٔ جام ریز!
بزن آتشی در سراپای نی — که افسرده شد خون در اعضای نی
○ جهان در خورِ سیر درویش نیست — که جولانگهِ یک نظر بیش نیست
○ (۱۱۵۱) به افسون و نیرنگِ او سر منه — اگر زندهٔ مرده را دل مده
از و کم کسی جان بدر برده است — که ابلیس هم عشوهٔ خورده است
○ خوشا ذوقِ اقلیمِ آسودگی — که رخ شسته از گردِ آلودگی
○ توگل نهالِ گلستانِ او — تجرّد غزالِ بیابانِ او
صراحی که دل زندهٔ نام اوست — خورد جرعهٔ گزنهٔ جامِ اوست
چنان لعبتی شد می ناب ازو — که آغوشِ ساغر شود آب ازو
بنازم خمِ طرّهٔ تاک را — که آویزه شد گردنِ خاک را
خوشا خُلقِ دهقان و اطوارِ او — ملایم خس و خار و دیوارِ او
بدان نرمی آب و گل منظرش — که لنگیده آهنگ بر درش
دلِ باده در شیشه بگرفت زنگ — چه شد صیقلِ جام آئینه رنگ

۱ آ: بود کشت آماس. تصحیح از روی ها ۲ ها: تجرّد شمال ـ توگل (بیای تجرّد) ۳ آ: چه

عـ ۱ این بیت را در آبه حاشیه افزوده

Marfat.com

○ بیا ساقی آئینه‌ام زنگ خورد — خزان از گلِ عشرتم رنگ برد
○ بدستم ده آن ساغرِ آب‌دار — کز آئینهٔ دل بشوئید[1] غبار
نفس در گلوی طرب شد گره — بلا بافت بر پیکرِ غم زره
پریزادهٔ باده در شیشه چند — بتِ عیش در سترِ اندیشه چند
بر آبِ بقا پشت پایی بزن — بخضر و مسیحا صلایی بزن
حکیمانه نبضِ صراحی بگیر — در اعضای تزویر[2] گو خون بمیر
(۱۵۵ ب) شرابی درین خانه دارم[3] نشان — که خاکش بود تاجِ گردنکشان
○ شرابی که آئینهٔ بیغش است — درو نعل صد خرقه در آتش است
○ اگر لب گشاید بافسون گری — نهد مُهر بر نسخهٔ سامری
○ اگر موجه[4] ریزد بوقتِ صبوح — کند خاک در چشمِ طوفانِ نوح
رهِ بیخودان را کمین گه بس است — دلیری مکن کین نه حدِّ کس است
خرد هر که این ره بسر برده است — تجرّد کلاهِ سمندر کرده است
که بود این که هوش از منِ مست برد — خرد را بیک نغمه از دست برد
○ مغنّی از ما بردی[5] آئینِ هوش — کجا خوردی این بادهٔ کهنه نوش
○ مگر گردِ این نغمه گردم[6] بگو* — غبارم بآبِ سرودت بشو
من آن مرغِ محبوسِ پا در گلم — که چون غصّه نیشی زند بر دلم
برآرم سری از شگافِ قفس — صفیری زنم، باز دزدم نفس
بهارم ولی برگ ریزانِ زمن — میم لیک مستی گریزانِ زمن
گلِ عیش پامالِ اندیشه است — دلِ لعل بازیچهٔ تیشه است

---

[1] ھآ: بشویم [2] آ: تذویر [3] کذا [4] ھآ: وگر موج [5] ھآ: برد،
[6] آ: کرد این نغمه کردم بگو،

Marfat.com

بنایی کہ خشتش زلالی خمست
در آب و گلش گنج قارون گمست

دلیری مکن با می لعل رنگ
کہ ساغر بزرگ است و میخانہ تنگ

(۱۵۶ ا) مبادا عنانت بدست آورد
دست ترا در شکست آورد

نہ این خردمی و وین درشتی ہمہ
نہ این نرمی و سخت مستی ہمہ

جہان نیست جز استخوان ریزہ
سگان را بگردن در آویزہ

بیا بر درش قفل خندان زنیم
بر این استخوان چند دندان زنیم

بیا ساقی آن خسروانی قدح
کہ می روید از خاک و آبش فرح

بگیریم بر رفق خواری ہمیم
عنان در کف رستگاری دہیم

اگر آتشم گل بدست منست
وگر خاکم افلاک پست منست

بہ آئین شیرم بسیمای گرگ
بصورت حقیرم و معنی بزرگ

مکن طرہ حرفی انگشت پیچ
نہ اختر شناسی مبر نام زیچ

حذر کن کہ در خورد مشت نیست
برین خاتم آثار انگشت نیست

مرا با نگشت ست بد تر مدہ
دواغ مگس نیست بر شکرم

نہ جوہر ہی زحمت دور مدہ
نمک نیستم داغ بر زر منہ

نگفت این بہ پیش شبایی ملمن
شرابست ظرف آزمایی ملمن

میفشان درین عرصہ گستاخ بال
کہ گر رشتہ آید خورد گوشمال

مگو میوۂ این چمن سرسریست
کہ این ہم گل باغ پیغمبریست

(۱۵۶ ب) باعجاز اگر متہم سازیش
کہ دم می زند تا سر اندازیش

---

۱ این لفظ و جملہ مصراع اول را در آ : نقاط شک (؟) آورده است. ۲ ھا : بدہ. ۳ ھا : خماری.
۴ پیش ازین : بیت در ھا نیامده : خرابم بہ بین کنج خاک من است : ملک رقعہ و بر پاک من است.
۵ ھا : طرہ حرفم بانگشت رنج آ : طرہ حرفی انگشت پیچ. ۶ ھا : با نارسائی نیندیش
پیچ آ : نا آشنائی نہ نام زیچ. ۷ آ : خبایی. تصحیح از روی ھا. ۸ آ : خوردی.

Marfat.com

مغنّی بگو گنج دردست ماست
سر افسر خسروان پست ماست

بگوشم زن آن نغمهٔ آب دار
که از گنج شاهون برآیم دمار

بُرم گسوئی برقدِ راستین
تواضع گریبان و عذر آستین

چو مقراض بر اطلسِ زرنهم
کلاهی بخاقان و قیصر دهم

دهم ساغرِ فکر را پارهٔ
کهر برتراشم ز گل پارهٔ

چو من ساغرش محرمانرا ثواب (کذا)
من این منصب از دون یابم خطاب (کذا)

سگِ طوقی آستانِ ویم
اگر نیک اگرید از انِ ویم

○ ملک رتبهٔ وحی داند که چیست
محمد شناسد که جبریل کیست

چه شد گر یکی نیک و دیگر بد است
نه در هر بن خار یک احمد است

چه شد خوارم لیک نیم ناامید
که گنجینه را آهن آمد کلید

○ بده ساقی آن ساغرِ سرمدی
همه هوشیاری همه بخردی

کریمان ندارند خود را معاف
چو زد لشکرِ خامه کوس مصاف

○ بدستم ده آن جامِ خورشید چهر
که بازی کند با کلاغِ سپهر

گل چیده ام گل بگو باک داغ
که داغست از و سینهٔ صد چراغ

(۱۵۷ا) بیفشارم ار گوشهٔ دامنش
کند موج نی دست در گردنش

عروسی که در برنگنجد تنش
بود بارِ تن تارِ پیراهنش

بگو پارهٔ زیورش درخورست
که از سایشش آستین پُرزر است

قلم تا کی افسانه گویی؟ بس است
زمانی مکن عیب جویی بس است

○ مغنّی اکجائی برآهنگ زن
سرِ ناخنی بر رگِ چنگ زن

۱ه کذا در آ به نقاط شک ، درتا جواب بجای ثواب و دور بجای دو ۲ه آ: خارم ۳ه ها: کلاه ،
۴ه سرآ: مگر تصحیح قیاسی است ۵ه تا: پارهٔ ۶ه آ: آستینها زد است ، تصحیح از روی تا ،

Marfat.com

زمامستی عود بربود هوش — می نغمه خوردیم از راهِ گوش
○ سرودی که دل وسعتِ آه یافت — خزان برگِ عشرتم راه یافت
○ بگو تا کنم چاره بیخودی[1] — کشایم سرِ بادهٔ سرمدی
○ عروسی ازین حجله آرم برون — که از سینه‌ها بر[2] دمد بحرِ خون
همه داغِ آغوش بر پیکرش — همه بوسه گشته زپا تا سرش
رخش وقفِ بستانِ باقی کنم — لبش نذرِ پابوسِ ساقی کنم
کلیدِ طرب خانهٔ کاینات — که خاک درِ اوست آبِ حیات
وز و ساغرِ می تمنّا کنم — چو بر درگهِ او تولّا کنم
نه آن می که گلگونهٔ خجلت است — می کابروی می[3] وحدت است
ازین لعبتان کآب دل خورده اند — زبی پردگی در پسِ پرده اند
(۱۵۷ب) چو از نسخهٔ گل خبر داشتم — صد و چارده سوره بنگاشتم
○ فضولی زحد رفت ساقی بیا — بده جامی و خسته[4] کن، والدّعا
الٰهی بفضلِ خودم ده پناه — مصون دار از نقدِ مزدوران راه

ذکر

منتخب دیوانِ نکته دانی مولانا ظهوری طهرانی[5]

شاعری رنگین و نکته سنجی متین است. ارباب معانی این بنده زمانی را مکرر او را در سخنوری قبول دارند[6] و در دکن اشتهار تمام عیاری یافته. با ملک قمی و میر حیدر معمائی

---

[1] ما: بخودی [2] ما: وبد [3] ما: خم [4] ما: خام می. [5] کذا. و ما فی العالم فوق باقی ها. [6]

Marfat.com

کاشی در بیجاپور معاصر بوده، فامّا میان ملک وحکیم ظهوری کمال محبّت واتحاد ونهایتِ اخلاص واعتقاد بوده،

به تحقیق پیوسته که دران ایّامی که ملک قمی حسب الحکم حمجاهِ انجم سپاه، ابراهیم عادلشاه در برابر مخزنِ حضرت شیخ دو هزار بیت گفت وآن را نورس[۱] نامه نام کرد ظهوری نیز دران زمان[۲] بحکم شاه مذکور در مقابلهٔ مخزن درآمده دو هزار بیت بنظم درآورد وهمچو ملک صلهٔ[۳] خوب یافت، فامّا باطن حضرت شیخ نامی گرامی شیخ نظامی نگذاشت که این دو عزیز در تتبّع آن کتاب کاری بسازند، آری اگرچه ذرّه در برابر آفتاب درمی آید فامّا در جنب عظمت او نمی نماید وهرچند که ذرّه در برابر خورشید بهتر جلوه می کند سرگردانی بر(۱۱۵۸) پریشانی خود بیشتر می افزاید، چنانکه قطب مرکز فصاحت وبلاغت طوطی بوستان نکته پردازان خواجه شمس الدین حافظ شیرازی می فرماید شعر

نه هرکه چهره برافروخت دلبری داند | نه هرکه آینه سازد سکندری داند
هزار نکتهٔ باریک تر ز مو اینجاست | نه هرکه سر بتراشد قلندری داند

نام ظهوری نورالدین محمد است، ومولدش از طهران است، در ایام جوانی از وطن برآمده سیرِ عراق وفارس کرده، از انجا بهند دکن افتاده ودرانجا نشو ونما یافته، وازدکن بحکم معظم

(بقیه حاشیه صفحه ۲۶۷) امّا نزد جمهور اصحاب تذکره اصلش از ترشیز (ولایت خراسان) است، خوشگو (فهرست کتابخانه بادلی عمود ۲۲۹ عدد ۵۵۹) می گوید که مولدش درخجند بوده که در نواحی ترشیز است ← رجوع کنید به صفحه ۲۶۰ حاشیه ۴،

(حاشیه صفحه ۲۶۸) نورس[۱] نامه، ظاهراً همین مثنوی بنام منبع الانهار در کتابخانه دیوان هند موجود است کما مرّ، وتعداد ابیاتش غالباً از چهار هزار پنج صد کم است امّا صاحب تاریخ عالم آرای عباسی (صفحه ۱۳۲ و صفحه ۵۲) می گوید که ملک قمی ومولانا ظهوری باتفاق کتاب نورس که نه هزار بیت است تمام کرده، هریک چهار هزار و پانصد بیت گفتند و نه هزار بیت ملناصفه حصله یافتند، برای لفظ نورس رجوع کنید به مجلّه نورس اورنگ آباد دکن جلد اوّل نمبر ۱ (سنه ۱۹۲۵) صفحه ۲، ۲ آ: زمان روزا ۳ آ: زمان ۳ آ: حصله، ۴ آ: زره ۵ آ: کند، در سرو آزاد (صفحه ۳۴۴) می گویند که مدتی در یزد و شیراز قیام نموده بالآخر در

Marfat.com

رفته باز بدانجا معاودت کرده وعمر خود صرف نموده'

ابیاتِ او از قصیده و غزل و مثنوی و ترجیع و ترکیب و مقطعات همگی قریب پانزده هزار بیت باشد[۱]'

وگویند که هشتاد و یک سال عمر کرده و در سنه اربع عشرین والف[۲] در بیجاپور ساغرِ مرگ چشیده دم درکشید'

ساقی نامه مولانا ظهوری

ثنا[۳] می کنم ایزدِ پاک را | ثریا دهِ طارمِ تاک را
که خورشید را صورتِ جام از وست | شرابِ شفق در خمِ شام از وست
ازو لاله نثار برفرقِ می | وزو شکر نغمه در کامِ نی
رگِ تاکِ امید را نم ازوست[۴] | لبِ کوزهٔ مستی سرِ غم ازوست[۵]
سکون در رهش همعنان با شتاب | ازو مست گرد و ازو گرد آفتاب
(۱۵۸ ب) اپر تارِ او زندهٔ و زاهدی | لبِ گارِ او دیر و مسجدی
یکی در حرم پایِ بست نماز | یکی در خرابات مست نیاز
پی شب نشینانِ بزمِ طرب | پر از نقل اختر کند خوانِ شب

(بقیه حاشیه صفحه ۲۶۸) سنه ۹۷۸ به دکن رسید (فهرست بانکی پور ۲ : ۳۳ سفینه خوشگو و فهرست آصفیه).

(حاشیه صفحه ۲۶۹) [۱] رجوع کنید به سپنگلر صفحه ۲۰۰ و برای ذکر نسخ کلیات به فهرست بانکی پور ۲ : ۳۲

[۲] کذا در مرآة العالم (آنندرام جوهر اصفهانی تذکره سال وفاتش ۱۰۲۵ است) رجوع کنید به حاشیه ۲۶۱ صفحه ۲۶۱

بانکی پور [۳] ساقی نامه ظهوری نسخه خطی دکتر زور (ما بعد علامتش خ است) : شنا می کنم ایزد پاک را

[۴] در ساقی نامه مطبوعه مطبع سلطانی لکنهو ۱۲۶۲ ه (ما بعد علامتش س است) و خ : انوار بجای اندوست، (بهر دو جا)

Marfat.com

کند مطرب بزم غم ناله را — دهد ساغر لعل ترلاله را
زخم خانهٔ فیض هر با مداد — بجام طلا رات[1] صبح داد
خمار کسی را ز کوثر شکست — که از مهر ساقیش گردید مست
می[2] داد در مجلس شاهدی — که شد نقش او سبحهٔ زاهدی
شقایق از انست مرخوش مدام — که دارد شراب هوایش بجام،
زفیض می حکمتش ذوفنون — فلاطون دل در خم اندرون
زهم رازی نرگس مست یار — به دردِ سر خویش راضی خمار
زشوق شراب شبستان راز — او بان مه نو به خمیاره باز[3]
صبوحی کنان صبح از جام مهر — سیه مست دایم شب دیو چهر
مضرت ربای غم سینه گز — بجان دار وی مهرهٔ مار[4] رز
زرشح می قدرتش ماه وسال — بتدریج پر گشته جام هلال[5]
زلطف[6]* ارته احی لفغفور[7] داد — کدو نیز در بزم رندان نهاد
(۱۵۹ا) پی می کشی بی ضیاع وعقار — بیاراست باغی زفصل بهار
منم آری آن رند بی خان ومان — که آوردم از بی نشانی نشان[8]

بهارست نرگس قدح برگرفت — بروی چمن لاله ساغر گرفت

---

[1] آ: رایت، تصحیح از روی خ ومع (ص۲) [2] حاشیهٔ خ: یای تعظیمی [3] درمع بعدش و درخ بعد «زشوق شراب الخ» افزوده: درختان رعایا: زکیقباد به برگش ازان صورت چترداد [4] مع (مصحفاً): بار — درآین بیت را به نقاط شک (؟) آورده است [5] درخ بعدش افزوده: بطرف چمن بهر عبهری تراشیده ازکهربا ساغری، [6] مع (ص۳): به لطف خ: زلطف [7] آ مع: بفغور، تصحیح از روی خ [8] مع: میکیش خ مثل متن [9] درخ ومع ترتیب اشعار این طوراست: بس۱۲ وبعدش ۲۱ افزوده ـ کشیدم دگرخوان برگ ونوا بدونیک و پیروجوان را صلا وبعدش ۲۷ و۲۶ و۱۳ افزوده ـ بهاراست ای بادهٔ خواران بهار فرارست تحویل واعظ فرار (درخ قراریجای فرار به هرودجا) [10] درمع این جاعنوان ذیل درج است:

Marfat.com

بهارست بی می حرامست زیست
براحوالِ زُهّاد باید گریست ٭

چرا می ننوشم بهار آمدست
نهالِ نشاطم به بار آمدست

بهارست ای خلوتی مژده باد
چسان می نشینی؟ جمادی جماد

بهارست رخت ورع کن گرو
می کهنه دارد شگون سالِ نو ٭

بهارست و[1] بلبل برآورده جوش
بخندد است مینای قلقل فروش[2] ٥

صبادم زد از معجزِ عیسوی
جهان را[3] مبارک بساطِ نوی ٭

عروسِ چمن گشت رشکِ بهشت
بشاطگی آمد اردی بهشت

وداعِ چمن کرد پژمردگی
هوا را[4] ز دم* ریخت افسردگی

اگر[5] توبه همسر شد با شکست*
که دارد درین فصل پای نشست؟

دمد ابر تا کشتِ غم را بآب
ز باران روان کرد سیلِ شراب

کند کودکِ غنچه تا خوابِ ناز
صبا مهد جنبان بدست نیاز

شد از برجِ گلبن کواکب عیان
که[6] در چشمِ تو روشن ای باغبان

(۵۹ اب) دگر طُرّها برزد از تاک سر
دولت شاد از[7] نی کشان شاد تر

(بقیه حاشیه صفحه ۲۷۰): ... تعریف بهار ... و در نسخ: بعد از حمد و سپاس ایزد تعالی زبان نامه باد تعریف بهار گویا شدن و بهوای آن گل گل شگفتن ... و آغاز ابیات از س ۳ کرده است،

(حاشیه صفحه ۲۷۱) ۱ در نسخ و مع و، حذف است ... آورد بجای آورده ... خنده بجای خنده ۲ در نسخ و مع افزوده ... ۳ بهارست کو ساقی جانفزا ... که آمد لطافت بسیر هوا ... ۴ نسخ و مع و آتشکده (صفحه ۶۹): بکهن ... مبارک ۵ تصحیح از روی نسخ و مع ... ۶ پیش از این بیت در نسخ و مع نزد ... زمغول مویان در ایام کل، دگر تاتیان را بچاک کل ... و مصرع اول را این صورت آورده: ... ۷ نسخ و مع: دگر ... و در نسخ و مع افزوده: اما ظاهرا غیر کاتب کتاب ...

۸ بعد این بیت در نسخ افزوده: ... کدو خوش بنزدیک نرگس بکار ... سفارش چه حاجت تونی پرکار ... در نسخ هم این دو بیت ... افزوده اند بعد بیت اول «بیاد جبین ارغوان الخ» را آورده که بر صفحه ۲۷۲ در حاشیه ۱ درج است،

٥ علامت ابیاتی که در آتشکده منقول است،

Marfat.com

مگر عزم می خانه دارد چمن
که پُر کرده دامان و جیب از سمن

چه می ریزیت دیگر هوا در ایاغ
که گل گل شگفت است رخسارِ باغ[1]

وگر وقتِ عطاری گلشن است
بصد نافه هر غنچه آبستن است

زجوش گل و لاله در طرفِ باغ
زمین و زمان پُر ز جام و ایاغ

هوا گشته از عکس پیمانه زار
درانداز میخانه[2] دست چنار

زعطّاری نافهٔ یاسمن
صبا کاروان کش به ملکِ ختن

زکیفیّتِ اعتدالِ هوا
دمِ روح در آستینِ صبا

جماد آمد از شوق در اهتزاز
صبا می دهد جان، تو قالب بساز

زدم سردیِ واعظان بر مجوش
غفور است ایزد تو ساغر بنوش

بگلبن نگر گر هوای فرح
بهر دست برداشت چندین قدح

چنان مست[3] از شوق هر چیز هست
که بر دوشِ شاخ افگند جلوه دست

زلطفِ صبا شاخِ گل در چمن
چه مستانه غلطید[4] بر یاسمن[5]

عجب نیست گر کودکِ بی زبان
بلفظِ می اوّل گشاید زبان

گه ذکرِ شیخ و رَعِ اکتساب
همه گفته یا ساقی و یا شراب[6]

(۱۱۶۰) چنان برده[7] می طبع ها را زدست
که در سینه آواز ها گشته مست

(۱۱۶۰)

---

[1] درخ بعدش افزوده

بیاد جبین ارغوان را بشوی
ببوی گریبان سمن را ببوی

وگر خلل پر جلوه[و] نور پاش
شد از عود و صندل شبک تراش

درمع بیت ثانی را این جا افزوده و بیت اوّل را طوری که در حاشیهٔ آخرین صـ۲۷۱ مذکور است **۲** خ مع : پیمانه،
۳ مع (صـ۵) ... مست، خ مثل متن **۴** مع (صـ) : غلطیده، خ مثله بعد تصحیح،
۵ درمع درین موضع ۲۱ و درخ ۲۲ ابیات افزوده، **۶** بعدش درخ و مع افزوده : ــ

چنان ذوق می ریخت در سینه جوش
که پرهیز شد امت می فروش

Marfat.com

بیا ساقی آن سبز مینا بیار
کزان خرّمی می چکد بر بهار

برانداز آن زُجاجی قدح
که عکسش برآورده قوسِ قُزح

فروریز ازان غیرتِ ارغوان
وزان خاطرم را چنان بشگفان

که صد نوبهارش براه افگنم
اگر سوی خاری نگاه افگنم

بیا ساقی ای بازِ خاطر شکار
که خونی ست چنگِ عُقابِ خمار

زگلبن چمن گشته طاؤس دُم
برُون آر خونِ کبوتر زخُم

بده تا درین دام گاهِ مجاز
زکنجشکِ من وا[1] خورد شاهباز

بیا ساقی ای من سگِ کوی تو
بده می که شاید به نیروی تو

شکاری بهنجارِ طرح افگنم
سرِ شیرِ غم را زتن برکنم

بیار آنچه زود خم شود گم بیار
بجانِ خودت کز سرِ خم بیار[3]

بعشقِ لبت نعل در آتشم
بکشتی مجوده[4] قلندر وشم

ازان باده در ساغرم ریز خم[2]
که قلزم زرشحش کند[5] آشتم

نگردد خرابِ تو از باده مست
باندازه ساغر بده ظرف هست

زمن[6] باده وقتی رباید توان
گر ریزد نگاهِ تو مستی بران

(۲۰ب) بیا ای جوانی قباد احتشام
هست کمترین بنده بردار جام[7]

(بقیه حاشیه صد ۲۷۲) ۳ خ مع (صد): بده ۵ خ مع: سینه بار ازبا'

(حاشیه صد ۲۷۳) ۱ آ: مجاز، تصحیح از روی خ و مع ۲ خ: رم، مع مثل متن ۳ بعدش در خ و مع افزوده:

بدیدم دلم گشت بیهوشی — بنازم بده جام سرجوشی
چه غم گر شود دلق پرهیز تر — بنازم بلطف تو لبریز تر

۴ در تر فقط: کن ز ۵ مع (صد): کشد خ متن ۶ در فقط خ تقدیم و تاخیر با بیت سابق'

۷ آ: بخوام، تصحیح از روی خ و مع ۸ بعدش در مع و خ افزوده ـ ۵ زسر تازه کن عیش بهرام را بکش داغ خود کدیام را
(در خ فسخه کهن بجای کبش را هم دسن کرده است) ÷

Marfat.com

بده می که گردم فریدون حشم
پریشان کنم مغزِ ضحّاکِ غم

سرت گردم ای ساقیِ نازنین
منه جامِ می یک نفس بر زمین

چو از جام شد پنجهٔ جم جُدا
بِه فرقش گشید اژدهٔ دستِ بلا

فدای تو خواهیم عمرِ شریف
چگویم خود می شناسی حریف

گدائیم امّا گدائی ببام
جمِ وقتِ خویشیم پُرساز جام

خراب ارشود کاخِ کون و فساد
چه پروا خرابات آباد باد

زبی لطفیِ چرخِ پروا کراست
اگر لطفِ ساقی نباشد بلاست

دهد گر[۵۱] من التفاتِ تو بخش*
ازان جاه افزون کنِ عمر بخش[۵۲]

غنا[۵۳] را شمارم بدامان زکوٰة
کنم سلخ بیرون زماهِ حیوٰة

شوم خواجهٔ چاره[۵۴] سازِ غنا*
کنم نقطه زرکارِ عین عِنا

توان جامِ بزمِ اجل را شکست
بدستی که پیمان به پیمانه بست

ندارم[۵۵] زحکمِ ورع سرکشی
ازان می کنم مشقِ ساغرکشی

که پیمانه چون پُرشود از قضا
کشم در زمان و گذارم بجا

نیارد دگر موجِ غم اشتلم[۵۶]
فتد رختِ عقل ار بگردابِ خم

(۱۶۱ا) توان دید راز درون[۵۷] نقاب*
اگر عینک آرد قدح از حباب

کسی در نظر را ز انجام[۵۸] داشت
که در دست آئینهٔ جام داشت

دلا از فکرِ فردا مشوّش مدار
عیانست انجام ز آغاز کار

---

۵۱ ترکز ۵۲ آ: بچش تصحیح از روی مَ و خَ و مع ۵۳ آ: کش ۵۴ آ: غنا،
۵۴ خَ مع: چارسوی بنا، آ: چاره سازغنا ۵۶ این بیت با در خَ و مع ندارد،
۵۷ مع: اندون بی نقاب، در خَ مثل متن،
۵۸ مع: ایام، در خَ مثل متن

Marfat.com

مه[1] روزه که*؟ روز آدینه چیست؟ | بده می بده، النفور اسم کیست؟
چو آدینه را عزتِ دیگر است | اگر صاف صاف آوری بهتر است
کسی نقدِ ایام تاراج کرد | که از هفته آدینه اخراج کرد
زعهدِ جم ایام رندان به است[2] | که سال و مه و هفته پُر شنبه است
بیا ساقی از من مرا وارهان | بجانم ز قید چنین و چنان
زحد رفت این اختلافاتِ عمل | حلاوت نماند است در نقلِ نقل
شود زهد را بحثِ بیهوده طی | بداند اگر معنیِ لفظِ می،
گر از طاقِ ابرو شوی قبله ساز | نمازی گذارم بشرعِ نیاز
هوس کرده ام کعبهٔ بی سفر | چه گردد اگر گردمت گردِ سر
زطاعات[3] دارم امیدِ فلاح | که رهنِ شراب است دلقِ صلاح
چرا خاطرم نشکفد باغ باغ | ز می خرقهٔ زهد شد داغ داغ
زماز اهدِ ساحلی را سلام | که راندیم کشتی بگردابِ[4] جام

(۱۶۱ ب) بروز[5] اهد از زهدِ خود برملاف | که از دُرد خواری شود سینه صاف
چه حاصل که سوزیت حاصل نشد | جگر ماهی[6] تا به دل نشد
لبت را نه بوسید بخال[7] | زبانت نشد شعلهٔ لال[8]
تپی[9] سوز در استخوانت نریخت | دمی زهر در کامِ جانت نریخت

---

* مع: شب جمعه و — در مع اول مثل متن نوشته، باز کسی را تلمزن کرده، نوشته. زیر مصراع بالا نیز نوشته

۱ آوردی عذر آدینه چیست — خ نسخ: پرسیده (بجای می بده) ۲ مع: من (ص ۹) افزوده. گویم پی باده شنبه نکوست
چه شنبه چه جمعه همه روز اوست ۳ در آخر بجای زهن نوشته و بر بیت علامت تو درج کرده است، و در سه بیت را
حذف کرده، در مع علامات بجای طاعات — تصحیح از روی نسخ ۴ مع فقط: بدریای
۵ در مع: این جا عنوان ذیل درج است :—

Marfat.com

چراغ فراغ[۱] آن کسی برفروخت
که لختِ جگر را به داغی فروخت[۲]

ز راحت دل آزردهٔ خیر دید
که زخمی ز شمشیر حوری[۳] خرید

نه کاهیدهٔ یک جو از بودِ خویش
ز خلوت نشینی گلو[۴] سودِ خویش

ریاخوش ترا زنده در گور کرد
جهان بر تو چون دیدهٔ مور کرد

زبس کرده زهد از شرابت نفور
عجب گر بنوشی[۵] شرابِ طهور

بترس از خدا، بگذر از گولِ[۶] خلق
مکن سبحه را دانهٔ دامِ دلق

ز سر برکش این خرقهٔ زرق[۷] پیش
بفرسود جانِ تو در قیدِ قید[۸]

ز عمّامه بگذر که در کار نیست
بلی سربزرگی به دستار نیست

نه صاحبِ حال، برخود مبند
تو ننگی همه، فکرِ ناموس چند؟

ز اوضاعِ رندان تعجّب مکن
نداری تعقّب[۹] تعصّب مکن

ازین بیش رخشِ تمنّا مران
برون کن[۱۰] ز دستِ طبیعت عنان

(۱۱۶۲) خرابست معمورهٔ عقل و هوش
به آبادیش در خرابات کوش

نخواهی بنای بهشتا را خراب
بکن پای[۱۱] بستش به* لای شراب

(بقیه حاشیه صد ۲۷۵) خطاب به زاهد ـــ و در آخر نسخه تعریف شراب بجمعیت خاطر صرف نمودن بخطاب زاهد زبان کشودن و مصراع اول این ـــ بر دز زاهدا از صفا بر طاف (در نسخ آخر، بجای بر) ۶ خ مع: تا به ماهی ۵ خ مع تالهٔ ۸ آ: بسی. تصحیح از روی خ مع ـــ خ مع: لبی (بجای دمی) ۹ بعدش در خ و مع افزوده ـــ

بدستت نیفتاد سررشتهٔ تر آهِ بخون دل آغشتهٔ

(حاشیه صد ۲۷۶) ۱ آ: فراق. تصحیح از روی خ مع ۲ در آ فقط، تا خ مع: بسوخت ۳ خ مع: جوری، ۴ خ مع: بکو، ۵ خ فقط: تنوشی، ۶ فقط مع (صد ۹): کوی ـــ آ: بجبیه بجای سبحه. تصحیح از روی خ و مع ۷ مع: کید، در خ کید را نسخهٔ دیگر نوشته، ۸ کذا در تا و آ، خ مع: تعصب، ۹ فقط مع: کش، ۱۰ خ مع پای بستی ـ ۱

Marfat.com

بیا همره من بمی خانه آی
وگرنی بتعریف آن گوش دار

بنازم[۵] بآن قصر گردون جناب
زهی بارگاهی زمین آسمان
شمال وصبا خاکروب فضا
اساسش زغارای کوهِ وَقار
بلندی برآورده پیش طاق
نشد ابر بر بامِ او قطره بار
شود غصّه چون خُرّمی تازه رو
دران بارگاه هنرور نواز
سبو و خم از خاکِ پاکِ حرم

اگر می توانی ز سر ساخت پای[۱]
توان گفت شاید یکی از هزار[۲]

که بر درگهش خضر پاشیده آب
که یک جرعهٔ اوست کون[۶] و مکان*
زحُجّاب درگهِ یکی مرحبا[۷]
همه مخملی برده بنّا بکار
خرد خرده کار مقرنس رواق[۸]
ز کوثر نگردید تا مایه دار
گذر گر کند زیرِ میزابِ او
ز مرّد گدازِ خرد[۹] شیشه ساز
گل و جام و ساغر ز باغِ ارم

---

۱ در ربع بعدش افزوده:

بیا معنی سرخ روئی بدان درین پایه تیره بختی ممان

در خ هم این بیت را افزوده، اما تقدیم و تاخیر با بیت سابق دارد، ۲ خ مع: نه،

۳ در خ و مع بعدش افزوده: گرو ساز بیتم دلی خلعتِ هوش که چشم تو خون بارد از رشک گوش

۴ در مع این جا عنوان فصل دوم است: تعریف میخانه و در خ: در صفت میخانه، ۵ آ: نیازم بآن مصر، تصحیح از روی خ و مع

۶ خ مع: کاخ مکان ۷ بعدش در خ و مع افزوده:

در از سدرهٔ بوستان ثواب ز گل میخیش روشناس آفتاب

۸ در خ و مع تقدیم و تاخیر با بیت سابق و بعدش افزوده: زبانش طرب نیمدم چون گیاه بلی در گلش غلغلات کاه
(در خ بجاش و گلشن)

۹ آ: از خرد، تصحیح از روی خ و مع (صنا)،

Marfat.com

زبستانِ تصویر سقف و جدار
گل و لاله در جیبِ باغ و بهار

کند روحِ مانی[1] گر آنجا گذر
ز حیرت شود نقشِ دیوار و در

(۱۶۲ب) مصوّر به نقشی که آورده روی
همان نقش گردیده احسنت گوی

هوایش ز انفاسِ خضر و مسیح
ز آبش کنایت بکوثر[2] صریح

معطّر جهان از بخارِ[3] بخور
ز مجمر برآورده سر زلفِ حور

سحر سایه پروردهٔ فیضِ شام
ز قندیل خورشید در زیرِ دام[4]

ز شمع و چراغِ کواکب شرر
بگردِ سرِ شام گردد سحر

وفا پای مرد و سخا دستِ یار
ظرافت ندیم و ادب پیشکار

شکایت ندانسته راهِ لبی
به نفرین نخسته ز کس یا ربی

بهر گوشه از لبِ[5] شکر ریخته است
گل[6] و نغمه در یک دگر ریخته است

ز آهنگِ اوتارِ[7] نتانوان و عود
رود آبِ عشرت بباغِ سرود

ز جوشِ گلِ نغمه[8] در باغِ ساز
شده بلبلِ جان همه اهتزاز

ز تردستیِ مطربِ تیز چنگ
فرومی چکد نغمه از تارِ چنگ

رگِ تار را بس که مضراب سُفت
توان گوهرِ نغمه از خاک رُفت

ز قلقل[9] صراحی است چینی نواز
دهانِ قدح مانده در خنده باز

اگر نقلی[10] از نقلش آید به پیش
مگر نطق تا حشر لبهای خویش

شگفتی[11] چشم خلایق نمود
گزان نگذرد محتسب بی سجود

---

۱ آ: باقی تصحیح از روی خ د مع ۲ آ: کتابت بکوبر؛ تصحیح از روی خ مع ۳ آ: بخار؛ تصحیح از روی خ د مع ۴ خ فقط: بام ۵ آ: کس؛ تصحیح از روی خ د مع ۶ خ مع: گلِ نغمه بر ۷ آ: درانهار اوتار، مع: درانهار، اوتار؛ تصحیح از روی خ مع: ۸ آ مع: گل و نغمه — آ: اهتزاز (تصحیح از روی خ د مع) ۹ خ فقط: (را) آ مع: غلغل ۱۰ مع: از روی خ ش متن ۱۱ خ: نقلی از نقلش، مع: نقلی از نقلش — خ مع: آرند (بجای آید به) ۱۲ در آ: شکوهی در متن و شکفتی بر اشیه خ مع (با) شکوهی — آ: بگذرد مع: نگذرد

Marfat.com

(۱۶۳ا) نه آید زهر کس چنین منزلی | نهاد این بنا را سکندر دلی
بدورش نه خمهاست پهلوی هم | که سدّیست در دفع یاجوجِ غم
بدیوارِ او پشتِ امن و امان | سعادت نظر کرده ساکنان

جهان پشت پا خوردهٔ هریکی | نه بسیار دانند نی اندکی
بهر جا که تخمِ وفا کاشتند | ز یک دانه صد خرمن انباشتند
چو تازند هر یک بمیدانِ عشق | شود نه فلک گردِ یکرانِ عشق
بکشتی چو نوشند مَی در صبوح | ندارند پروای طوفانِ نوح
چو اشجارِ باغِ سخا سایه دار | چو انهارِ نجریفتا مایه دار
زحنّاکی که دارند بر دی عبور | گشته[2] عقلِ کل کیمیایِ شعور
سرِ حرص در راهِ شان پایمال | گرفته ز دیدارِ شان دل نوال*
ز گلزارِ رخسارِ خوبان مست | توان لاله وار غوان دسته بست
چو ریزند خوی از رخِ آتشین | زند جوش یاقوتِ شرم[3] از زمین
همه جرمِ عاشق فراموش کن | نصیحت شنو درد دل گوش کن
بحکمِ تغافل اگر ساعتی | شود پاره پیرانِ طاقتی
کند در زمانِ نگرش عذرخواه | رفوکاریِ آن به تیرِ نگاه
(۱۶۳ب) وگرنه در آنِ سرکشیهای ناز | رود زهرِ چشمی بکارِ نیاز
برای تلافی ز گلبرگ تر | تبسم بخروار ریزد شکر

---

۱ عنوانش در نسخ تعریف این خانه الخ و تعریف الخ ۲ نسخ تحقیق الخ ۳ (بجای شعور) نسخ شعر ۴ نسخ سرشک ۵ نسخ سبع و ثمار

Marfat.com

شراب و کبابست و ساقی و شمع | پریشانیِ زلف و دلهای جمع

بآئینِ جم حضرتِ می فروش[1] | بکف جام[2] از بهرِ اربابِ هوش
زند گر ز اعجازش انکار دم | بدستش دهد آب و آتش بهم
برندان دهد هر سحر عمرِ نوح | بخوش نغمهٔ الصّبوح الصّبوح!
بفرمانِ آن حاکمِ ملکِ جان | بخلوت[3] ربایندهٔ* زاهدان
چه آذر چه خورداد هر یک بکار* | بشاگردیِ خلقش اندر بهار
چو برخوانِ[4] اکرام و احسان نشست | یکی لقمه دریوزه شد چرب و دست
مه و مهرنان ریزه خوانِ اوست | چه روشن ضمیری که مهمانِ اوست
وقارش اگر مایه بخشد بکاه | شود سایه‌گاه* البرزکاه
سهاتاشد از چرمِ* او بهره‌ور | چو اخترنه زد چشم بر یکدگر
چو در شیر مردی کمر چست بست | میانِ پلنگِ تکبّر شکست
ز لطفش صدا امّید اقطاع خوار | مروّت ز طبعش چو عشرت هزار
لبش نکته پرور به تحسینِ دل | مروّج ز فتوی[5]* او دینِ دل
(۱۶۴ ا) برون از فضای مکان سیرِ او | سلیمانست[6]* تا قوسی دیرِ او
توکّل بیابانیِ همّتش | ز حقّ تو قّع بری ذمّتش
ز شهدِ قناعت طمع زهرچش | هدایت بران[7] بی طلب بوسه کش*

---

[1] در خ بلا عنوان، در مع عنوانش: تعریف می فروش [2] در خ فقط: جامی [3] خ مع (صد۱): ربایند درخلوت [4] خ مع: بریک قرار — آمد (بجای اندر) [5] آ: خلق اکرام احسان، خ مع مثل متن، [6] خ مع: سایه‌اش کوه، [7] خ مع: سهر تاشد ازچرم، (در آ 'سهر' را غلک کرده 'سها' نوشته است) [8] مع: میان، خ: میان (مع نسخه کمر)، [9] فقط مع: بفتوای [10] خ مع: سیانست، [11] خ مع: براه طلب توشه کش،

Marfat.com

پی جوهرِ معرفت بحر و کان
برای تنِ شوق روح[۵۱] روان

لغت دانِ قاموسِ اسرارِ عشق
گره بندِ تسبیح و[۵۲] زنّارِ عشق

محشّی[۵۳] ز کلکش کتابِ وصال
بفتوی او خونِ هجران حلال

فراست نظر کردهٔ دیدِ او
فنا حلقه در گوشِ تجریدِ او[۵۴]

بقا بخشِ همچون زلالِ[۵۵] سخن
همه منفعت چون شرابِ کهن ۵

جوان نخلِ بستانِ فضل و کمال
کهن مفردِ نکتهٔ وجد و حال

بهین[۵۶] رهنمای فضای طلب
مهین کدخدای سرای طلب

گزین میزبانِ سرِ خوانِ دهر
ولی نعمتِ سیرِ چشمانِ دهر[۵۷]

بامیّد نزدیک، از یاس دور
مؤیّد بتاییدِ ربِّ غفور

چگویم که ساقی چها می کند[۵۸]
بناز و کرشمه بلا می کند

بهر غشوهٔ نرگسِ پُرفنش
نهد خونِ صد توبه بر گردنش

چکاند ز رُخ چون عرق در شراب
دماند ز روی حریفِ آفتاب

(۱۶۴ب) بُدِ رسفتن آید چو سحرِ لبش
نهد غمزه صدّ مهرِ* بر مشقبش[۵۹]

اگر کفرِ زلفش شبیخون برد
ورع کی سرِ خویش بیرون برد ۱۵

ملک[۶۰] را نماند جگر بی خراش
زند غمزه چون دشنهٔ زور باش

ز مژگان اگر ناز[۶۱] خنجر زند
شگافِ دل از سینه سر بر زند

---

۵۱ مع فقط: روح و ۵۲ واو فقط در آ محذوف ۵۳ آ: آخ: محشا
۵۴ در آخ و مع بعدش افزوده: سعادت مشخص باغ دلش مدت که جوانب دلکش
۵۵ آ: زلال ۵۶ در مع فقط مهین در اول و بهین در ثانی ۵۷ مع افتاده ۵۸ در مع عنوانش: تعریف ساقی
خ: در تعریف و صفت ساقی ۵۹ خ مع: الماس ۶۰ خ: فلک ۶۱ آ: نار ـ سینهٔ (بجای سینه)

Marfat.com

ترنجی زغبغب فتادش بدست — که بر دستِ یوسف رخان زخم بست
ملک را بدل زخمها جا گرفت — کمان دارِ ابرو چو مجرا گرفت
چو زلفش کسی بوی دولت شنود — کز و نافه بر جیبِ طالع کشود
ز پیچانیِ[1] کاکل تا کمر — تماشاست زنجیر پای نظر
چو برخیزد از صبح رویش نقاب — فتد لرزه رشک بر آفتاب
ز بس جاهِ[2] خوبی* ز رخ همچو ماه — فشاند سر اسیمگی بر نگاه
چنان باده‌کش نرگسِ عشوه‌ساز — که گردد ز وصفش زبان مست ناز
حیاتِ ابد خنده را پیش رو — صفای گهر پیش دندان گرو
نمکدانِ خوان[3] ملاحت دهن — ترنجِ نهالِ لطافت ذقن
لطافت ز گلبرگِ تر برده آب — ملاحت نمک کرده در چشمِ خواب
صباحت بآبِ سمن شسته روی — بجنبِ حلاوت شکر خاکِ کوی
(۱۶۵ا) در آئینهٔ چهرهٔ صبر کاه — ز حیرت بدیوار پشتِ نگاه
دیارِ تحمل خراب نظر — نزاکت پرستارِ تاب کمر
تغافل برای نگاهی بجان — گره مردهٔ گوشهٔ ابروان
تواضع صف آرای خیلِ غرور — بنزدیک نزدیک، وز دور دور
برای سرانجام کارِ نیاز — نگاهِ نهان میرِ دیوانِ ناز
پر[4] از نافهٔ دل شکنهای موی — بآبِ نگه تشنهٔ گلزارِ روی
زده نعنه بر روحِ لطفِ بدن — بناگوشِ مالیده گوشِ سمن

---

[1] مَ: پیچاک [2] تَ: جاه و خوبی، خَ مَ: جاه حسن آن [3] آ: خان — ذقن (بجای دهن)
[4] بعد این بیت در خَ و مَ افزوده: بخون ورَع سرخ چشم سیاه — تفنن ز اجری خورانِ نگاه،
[*] در خَ و مَ تقدیم و تاخیر میان مصراع اول و دوم،

Marfat.com

نثار افشانِ سعادت طراز
مطرّز لطغرای زلفِ دراز

مگر کرده سودا به آن زلف[1] و موی
که گردیده گل تا جرسنگ بوی

بنازم بآن خالِ طرفِ عذار
مگر تخمِ جان هست در زنگبار

بمصرِ تمتّع ز کنجِ دهان
شکر می رود کاروان کاروان

نمک را چو از خنده قیمت فزود
جراحت بدریوزه دامان کشود

چو فرداشود زینتِ حشرگاه[2]
ز رستان نخواهند عذرِ گناه

مه و زهره[3] برجِ نیک اختریست
جگرگوشهٔ مادرِ دلبریست

نظر[4] اهلِ دل را برانعامِ اوست
بنازم بران می که در جامِ اوست

§ (۱۶۵ ب) فلک گر ازان باده[*] بوی برد
گریبان بزعمِ حکیمان درد

گر اندازد آن باده پرتو برون
بایمان شود کفر را رهنمون

اگر عکسِ جامش فتد بر بحار
نه بینی بجز آبرِ یاقوت بار

شود گر نصیبِ طمع یک ایاغ
ز رویش توان کرد روشن چراغ

اگر حشمتش فقر را دل دهد
گدایی برزقِ طغرل نهد

ازو ضعف یابد اگر یاوری
زجا برکند سدِّ اسکندری

زند دیو گر غلط[6] در لای او
پری چهره گردد سراپای او

---

[1] خ مع (صحّا): روی — گردید (بجای گردیده) خ مثل متن [2] تر فقط: جرّ گاه،
[3] بیت در تر محذوف، و در آ به علامت محو این طور نوشته: مه و زهرهٔ نیک برج اختریست
ماه در الخ، تصحیح از روی خ و مع. [4] در خ و مع مقدم بر بیت سابق، و بعدش بعنوان تعریف شراب
(خ: در صفت شراب) و این بیت افزوده — تمویم که می آبِ زندگی ... دو جرعه بود خضرِ پاینده کی،
[5] خ مع: ازان باده گر چرخ — آ: ز غم (بجای به زعم)،
[6] خ مع: غوطه،

Marfat.com

فشانی بر انگشت اخگر شود ۱ ازو ریگ تر گردد اختر شود
برنگی که گیرد گرش گر نطق نام ۲ چو یاقوت گردد ز لال کلام *
بنوری که از عکس جامش سُها ۳ بخورشید بخشد شکوه ضیا
بجاهی که بر اوج نیک اختری ۴ رحل را کند خواجهٔ مشتری
بخلقی که یک قطره اش بی درنگ ۵ تف کبر چیند ز مغز پلنگ
به نفعی که دُردش کشد درد را ۶ ز لالش کند مرد نامرد را *
بجودی که گر ابر از و نم کشد ۷ ز مغز نباتات حاتم کشد
گر از وی سیه کار شوید عذار ۸ گل سُرخ روئی کند در کنار
(۱۶۶ا) چکانی از و قطره در گوش کر ۹ ز سر گوشی وهم گردد خبر
فشانی از و رشحه بر بال زاغ ۱۰ خرامد بطاؤسی صحن باغ
برد گلخنی جرعه ز و بکار ۱۱ دمد از جبینش گل صد بهار
ز نورش اگر شب شود بهره ور ۱۲ شود بر رخش خال جرم قمر
کند فیض از و گر گدایی * هلال ۱۳ شب اوّل آید با وج کمال
به بخل ار رسد فیض انعام او ۱۴ به پیش کرم افکند دامِ او
از و نرگس حسن ساغر ز دست ۱۵ که بر سینهٔ صبر خنجر ز دست

۱ خ آ مَ (ص۱۵): گر گیردش ۲ خ مَ: ریزد لآل کلام، آ: گردد ز لال کلام ۳ خ مَ: زکوة
۴ ورخ و مَ پیش ازین دو بیت افزوده:—

بنوری که در مجلس شیخ و شاب ز یادش فتد یا دمست و خراب ❊ بعطری که گر زو رسد حقا بکام نقط بر تراود ز سین مسام
۵ خ مَ: در برج ۶ آ: جنبید، مَ: جنید ۷ خ مَ: مرد تر مرد (در خ 'نا' را به 'ت' مبدل کرده)
۸ خ مَ: سیه کار ازو به ۹ خ مَ: گوید ۱۰ مَ فقط: جرعه گر زو ۱۱ خ مَ: گدائی کند نور از و گر — ورخ و مَ تقدیم و تاخیر با بیت سابق ۱۲ ورخ مَ پیش ازین بیت افزوده:

از و اهرمن گردد رخ چلا ❊ ز ند طعنه بر حور طعن بجا

Marfat.com

کسی در مصافِ سخن داد داد
که تیغِ زبان را بآن آب داد

به هندارخواصش نویسد قلم
بوآسط طرب برفرازد علم

مگس ران شود شهپرِ جبرئیل[۲]
چوازخُم برآرند آن سلسبیل

چو برجبهه زان مَی نویسی بهشت
بدوزخ نیندازدت سرنوشت

فروتر نشیند ثواب[۴] از گناه
گناه ازخُمش گر کند تکیه گاه

عَلَم برفرازد تجلّی[۵] ز طور
چو ساقی نهد ازسرش خشت دور

سرِ هوش درپای میناییِ اوست
ردای وَرَع لای پالایِ اوست

صُداعِ اجل را دوا کرده اند
چو برجبهه[۶] لالش طِلا کرده اند

(۱۶۶ب) باین نشه باشد اگر سلسبیل
قبول است زهّاد را من وکیل

شرابِ[۸] این و ساقی و میخانه آن
بیازاید اخویش بازخوان

زپیرِ مغان تا نیابی[۹] نظر
دل و جان ازین هرزه گویان ببر

تباهست حالت درین رستخیز
اگر می توانی باو درگریز

چو برآستانت رساند طرب
نهی سازِ[۱۰] ازسجده فرقِ ادب

درِ کاخِ بداعتقادی مکوب
خس شبه ازکوی مستی[۱۱] بروب

(بقیه حاشیه صـ۲۸۴) ۱۳ آ: وام، خ و مَ: وام ۱۴ مَ فقط: پرکش (پرکش) — در (بجای بر)

(حاشیه صـ۲۸۵) ۱ بعدش در خ و مَ (صـ۱۹) افزوده:

نوبسند عاشور گر زین نبید تراود ازو معنی لفظ فهید ✻ ازو شد غم آنگل رنگیان ازان غم ندارد دل رنگیان
ز روحست ازان جسم را اعتنوح که شتق ازین راح گردیده روح ✻ چوخورشید گردیده با علم بخفاشی افتاده شب را علم

۲ آ: جبریل، خ مَ: این (بجای آن) ۳ آ: بیندازدت (تصحیح از روی خ و مَ) ۴ مَ فقط: ثواب
۵ مَ فقط: تجلّی — مَ خ: کند (بجای نهد) ۶ آ: جبهه ۸ خوایش در مَ: (خطاب بزاهد) (بلاعنوان) خ مَ: خویش را ۹ خ مَ: بیابی ۹ خ مَ: ودین وجان نذر گویان، مَ: وجان ودین نذر گویان
۱۰ آ: سازد (تصحیح از روی خ و مَ) ۱۱ خ مَ: نیت

Marfat.com

بمژگان فرو روب از صُفّه گرد — چو پروانه بر گردِ ساقی مگرد[1]
اگر زهر اگر شهد بخشد بنوش[2] — بگیر و ببوس و بنوش و بجوش
تو دانی و اوضاعِ[3] اطوارِ خود — که من می زنم بر سرِ کارِ خود

بیا ساقی ای مایهٔ گفت گو[4] — بساغر کن آن وایه[5] جست و جوی
که در کوچهٔ رگ دوَد[6] همچو جان — بدل صد نشان جوید از بی نشان
بشبامِ طلب برفروزم چراغ — زگم کردهٔ خویش یابم سراغ
بده زان می روشنِ دلپذیر — که شد لایَش[7] اکسیرِ کشفِ ضمیر
که سازم بسیر سایهٔ نورِ آن — نهانِ نهان را عیانِ عیان
بیا ساقی آن آتشِ تربیار — لبِ عیش خشک است ساغر بیار
(۱۶۷ا) زمی آتشم در درون برفروز — متاعِ سرای تعلّق بسوز
که باید چو تاراج بُنگاهِ عُمر — امیدی نگیرد سرِ راهِ عمر
دهی گر ازان آبِ آتش نهاد — که حکمش روانست بر خاک و باد
زنم چون شهنشاهِ انجم حشم — بیامِ سرای عناصر عَلَم
بیا ای مه و زهره و آفتاب — تو البست بر تیره روزان بتاب

---

[1] خ مع ، بگرد [2] مع (ص۱۷) : خموش ـ فقط خ : مجوش و بنوش ـــ بعد این بیت در مع افزوده
چو آن می کند نخل هوشت زبُن دگر نیست حاجت که گویم چکن ؛ چو گشتی مبرّا ز ما و منی در ارشاد همچون خودی چون منی ،
و گر نیستی دولتی ملوّ خویش گفتنی بر لبم نیست پیش (در خ چو خوردی مبرّا بجای چو گشتی مبرا ، دولت بجای دولتی) ،
[3] مع : اوضاع و اطوارِ خویش ـــ خویش (در مصراع ثانی) ، [4] در مع عنوانش خطاب به ساقی
[5] آ : دایهٔ جست و جوی ، تر : دایهٔ خشت و خوی ، مع : دایهٔ جست و جوی ، خ : دایهٔ جستجو ، [6] خ مع : دود
ـــ کوید (بجای جوید) [7] آ : رایش ، تصحیح از روی خ و مع [8] آ : بگیرد ، تصحیح از روی خ و مع ،

Marfat.com

شد از آہِ ظلمت صباحم مسا
بساغر کن آن بادۂ پر جلا

که دزدد فروغش بدستِ عتاب
لباسِ ضیا بر تنِ آفتاب

بیا ای سہی سروِ باغِ امید
که می لرزم از غصّه چون شاخِ بید

بده زان شرابم بدفعِ ملال
که گر مانمی آرد بش در خیال

شود اشکِ تلخش روان خشک بند
برد نقل پیش لبش نوش خند

بیا ای غزالِ ریاضِ حرم
امانم ده از گرگِ صحرای غم

بیک ساغرم گر کنی شیر گیر
کشم پوست از فرقِ این گرگِ پیر

فلک خاکِ ایّام غربال کرد
نشاند مگر ابرِ پیمانه گرد

نباشد اگر راهبر خضرِ وی
نگردد بیابانِ اندوه طی

توئی ساقیا غیرتِ نوبهار
منم کهنه تاریخی روزگار

(۱۶۷ب) بده می که گویم بآوازِ نی
که کی کی طرب کرد جمشید کی

عیانست بیداد و عدلِ جهان
نه حجّاج ماند نه نوشیروان

برستم چه کرد این جفا پیشه رای
تو خود تا توانی به بین چیست جای

بشو دست از صلحِ این پُر نبرد
که خونِ سیاوش در دشت کرد

چه کند دستان و مکر و فنش
که هم گیو آنجاست نه هم بیژنش

۱ب آ: همسایه، تصحیح از روی خ و متن (صدا) ۲ب خ و متن بعدش افزوده:
نه دارا زلیقی مدارا ندید سکندر جفاپیشه خود هم چشید (در خ بعدش "نگارا" افزوده) ۳ب عنوانش در خ و متن: روزگار
(در خ بعدش "نگارا" افزوده) ۴ب آ: فقط ... ۵ب متن: ... (در خ: تا توانی) ۶ب آ: شود دشت، تصحیح از روی خ و متن ... خ: سیاوش (بجای سیاوش) ۷ب کذا در خ و متن، آ: هم
حذف ۵ب کذا در آ و خ و متن: نگ: هم

Marfat.com

ستمهار گردون نه رسمِ نواست[1]
که هر دخمهٔ غارِ کیخسرو است

نگویم[2] بخون سیاوش دریغ
چو اندازد افراسیاب[3] او ز تیغ

ندارد وفا با نوِ روزگار
چو جم کشته شوهر[4] هزاران هزار

سفیدست زلفِ سیاهش چو شیر
شد از دودِ آه اسیران چو قیر

ز زلفش مُشبّک[6] طرازی مکن
بمارِ سیه دست[7] بازی مکن

شود[8] در رهِ عشوه پامالِ او
هر اسی که افعی است خلخالِ او

چه[9] سازی با بروی او ماهِ نو
باین داس گردست سرها درو

ز خون قد کشد نخلِ بالای او
چو بُرّی[10] سرِ خویش در پای او

تعجب نداری ز نیرنگِ دهر
که آرد ز یک حُقّه[11] تریاق و زهر

درین عقدهٔ آرزو بر[12] مپیچ
که چون می کشائی از و لیست[13] هیچ

(۱۶۸ ا) چو[14] هر روز همیان بنالد بگاه
که قارون فرو رفت در چاهِ جاه

ز مرزود و شدّاد بُردی گرو
ز بامِ عمارت بگردون مرو

گرفتم حریرِ تمنّا قباست
نه زخمِ دُرشتِ اجل در قفاست

چه[15] لذّت ز انعامِ عامِ فلک
که خوانِ نوالش ندارد نمک

---

[1] خ مع: نولیست ـ مع: دخمه اش، خ مثل متن ـ خ مع: کیخسرویست (بجای کیخسرو است)،
[2] خ مع: نگوید [3] آ: افراسیاب و، خ مع: افراسیابانه [4] مع: باتوئی، خ: بانوی،
[5] خ مع: هرگوشه شوهر [6] آ: بمشکین تصحیح از روی خ و مع [7] مع: مهره، خ: دست،
[8] خ مع: مشو [9] آ: چوسازی، خ مع: چه نازی ـــ خ مع: این (بجای او)
[10] مع: چه داری، خ: چه بری ـــ بعد این بیت در خ و مع: شش بیت افزوده است،
[11] آ: تحفه، تصحیح از روی خ مع (ص ۱۹) [12] مع: در، خ: بر [13] مع: درونیست [14] مع: چو خ: که ـــ خ مع: ببالد بگاه، آ: ببالد نگاه [15] آ فقط: چو،

Marfat.com

خلد از گلشن خار در چشم شوق
جگر تشنگان را کند جان کباب

بمشقِ محبّت چو بر زد رقم[۴۲]
توان داشت چشمِ محبّت ز دہر

زمانی شود دوست زالِ جہان
فلک راست گردد براہِ وفا

گر از دفترش برکشایند حال[۴۴]
نیارد غم از عالمی در ہم است[۴۵]

نیارد دغل بازیِ دہر شرح
مزن لافِ منصوبہ حسّ[۴۶] بسی

بہ نردِ دغا با لعش بس نکوست
(۶۸ ب) عبث مہرہ پیشِ نبی مچین

مدان در رہِ آز و رہبر خرد
کرا بادۂ عیش در جام ریخت

نہاد ست بر بیوفائی مدار
نہ تنہا خود ست اینچنین پُر جفا

بر آورده از شہدِ شان زہر جوش
مکد زہر از شکرش کامِ ذوق

بصحرا[۴۱] بریو از زلالِ سراب
ہمہ حرفِ خصمی فشاند قلم

اگر کارِ ترياق[۴۳] آید ز زہر
کہ عشّاق گردند نامہربان

اگر حلقہ گردد خطِ استوا
بر آید کہ ای وای بہ اہلِ فال!

کہ تخمِ نشاطش ز اشکِ غم است
ابر زین رخش کجروی داده طرح

کہ قایم نمی ماند با او کسی
کہ یک اگرش همہ نقشِ اوست

کہ شد فکرِ لیلاج[۴۸] شدر نشین
کہ واژونہ زد نعل بر استرش

کہ صد شام بر فرقِ عیّوق نہ بیخت
ز زہرار این بی وفا زینہار

ز پرورد گانش مجو ہم وفا
گرفته بر عہد شان نقضِ گوش

---

۴۱ ع ص: بصحرای بی ۴۲ ع ص: زند ۴۳ ع: ز زہر ترياق آید ۴۴ ع: فال — ص: فال (بجای فال)
۴۵ ع فقط: از ۴۶ ع: ز آرایش دور آن کش، ک: کردن (بجای) ص: ماخذ ست ع: ز (بجای ۲) : بین
۴۸ ص فقط: لیلاج ۴۹ آ ع: واژونہ — ع: انتظر شمس (بجای) ص: عنوانش در ع:
در مدت اہل روزه را در ع: شکایت بجای مذمت ۵۱ ع: گرفت است

Marfat.com

همه گرگ طبعان ضرغام[1] کین
همه زیردستان بالانشین[2]

همه مست لیک از شرابِ غرور
به پیکار نزدیک و از صلح دور

همه کس ولیکن کسی را نه کس
در اکرام واپس تر از واپسی

همه در مروّت همین محض گفت
بکوی ترفّع[3] شهیدانِ مفت

همه آشنایانِ بیگانگی[4]
محل جوی چون دشمنِ خانگی

همه خاین رسّه[5] بمدمی
گه محرمی ننگِ نامحرمی

همه در طبیعت گزی چون مرض
بتارِ نفس بسته پای غرض

برآورده بیگانه و آشنا
درِ آشنائی بخشتِ جفا

بصدق ار فشانند تخمِ وفاق
دهد دهرِ انبانِ کذب و نفاق

(۱۱۶۹) سپندِ[6] بر آتش چو گرمی کنند
درشتی هراسد چو نرمی کنند

بخاطر کشائی سراسر گره
چو دنبالِ عقرب گره بر گره

بمیدانِ یاری پناهِ گریز
بقطعِ محبت چو مقراضِ تیز

بخواهش گلوگیر تر از خناق
دهان در طمع بازتر از شقاق[7]

گهر قحط شد بحر و کان را چه شد
همه مورِ شیرِ ژیان را چه شد[8]

ع[9] بیا ساقی ای خرمنِ گل بیا
تو گل من خزان دیده بلبل، بیا[10]

---

[1] آ: فرغام مع: ضرغام [2] درخ و مع بعدش افزوده: همه راستان یک اندر کجی ز هر یک جدا جستها بر کجی
[3] خ مع: توقع [4] در فقط این بیت با بیت سابق تقدیم و تاخیر دارد [5] پیش ازین در خ و مع افزوده:
همه صاحبان نفاقِ قدیم در ایثارِ نقد و فا بولئیم [6] خ مع: نهد در انبار [7] خ مع: بهندت [8] درخ و مع
بعدش افزوده: زبس مبرمی مایهٔ سل و دق مفاجا در آزار ایشان محق [9] درخ و مع بعد این بیت افزاید:
همه نیش افسانهٔ نوش چیست همه خار گل در گلستان کیست [10] عنوانش در مع (ص۲۱) خطاب بساقی، درخ ندارد)
در آ ای، را ندارد [11] (ه) علامت ابیات است که در خزانهٔ عامره (ص۳۱۵) منقول است،

Marfat.com

بیا ای خرامنده طاؤسِ مست
بیا ای پری نام ساقی لقب
مگر بخت از جان برد تاب را
تویی لاله رُخ سبزه نسرین عذار
خطابِ تو مستغنی از ماه و شش
ز تابِ رخت بر دلم داغ نه
برندانِ دُردی کش پُر زبان
بروی دو خندهٔ بستن چرا؟
چه گردیده واقع؟ که چشمم سیاه
(۱۶۹ ب) چه دنبالِ ابرو گره کرده
خدنگ تو در سینه زانسان نشست
بکش پرده بر چهرهٔ رشکِ ماه
خرد کرده این توبه در کارِ من
کشیدم بکوی ورع گر سری

بنه بر سرم پا که رفتم ز دست
بمن برفشان رشحِ جامِ طرب
بمالد یکی چشمِ پُرخواب را
منم صاف دل رند دُردی کوار
مرا نام بیچارهٔ آه کش
نگاهِ مرا در دلین باغ ده
حدیثی ز گوشهٔ لب دُرفشان
تبسّم لب در شکستن چرا؟
نگه باز گرداندی از نیمه راه
کمانِ سیه توز زه کرده
که سوفار بر جای پیکان نشست
که دارد نقاب از هجوم نگاه
بجانِ من این توبه را در شکن
ندارد ز من توبه دشمن تری

۱ه این بیت را در خ ندارد ۲ه خ مع: لاله رو ۳ه آتشکده فقط: وه وه چه دلکش — و آه کشش
۴ه خ مع: چشم بد داغ نه ۵ه خ مع: بزبان — در آب را به لبت مبدّل ساخته تصحیح از روی
خ و مع ۶ه خ و مع و آتشکده و خزانه: چشم — گردانده (بجای گردانده ای) — خزانه: آبم (بجای نیمه خ مع
نیم: ۷ه خ: را توزه آتشکده: توبه خزانه مثل متن ۸ه مع فقط: بر ۹ه
جفا پیشه ای شوخ پیمان درانده مزن دست بر کش شه و ماه — بدلکش بروی تو دیده فروزد:
بیا ساقی ای دل ز چشم تو مست نگاهی سوی مه ساقی بدست — ورق تقریباً ایات این صفحه
دلکش بپرده الخ خدنگ تو ... خدنگ انگنی از کمان آموختی که صد حسرتم بر دل گیرودختی ...

Marfat.com

زبان کرده این توبه خونش بحل
چه[1] باشد* درین جرم بیچاره دل ۵

زبان بارِ آن[2] سنگ* برداشتست
بحالِ دگر دل خبر داشتست ۵

دلم خون شد این مایه[3] پرخاش چیست
تو ساقی و من تایب! این عقل کیست؟

شکستن چه[4] سان* یافت بر توبه دست
که زلفِ تو زو دام خواهد شکست[5]

دران توبه امّید بهبود نیست
که چون لعلِ ساقی می آلود نیست ۵

عبث تهمت آلود تقوی شدیم[6]
بمی پرده پوشی که رسوا شدیم[7]

بده می کزین توبه در بحر لتم[8]
بده خوش بپایی، بده مهر لتم[9]

که این سرفرازی می و شاهد است
دگرگون نگردد[10] خدا شاهد است

بیا ساقیا بگذر آن روز را[11]
بده آتشِ معذرت سوز را ۵

گر از افعی توبه دلِ جرعه خورد
توان جان بتریاقِ عفو تو برد ۵

(۱۷۰ا) ز تو عشوه صرف این توبه باد
که ذوقِ شکستن مرا توبه داد[12] (۱۷۰)

ترا توبه هم[13] از ستم می دهم
علاجی ندارم قسم می دهم ۵

بشیرینی از شهدِ کنج دهن[14]
بجوش اسیرانِ چاهِ ذقن

(بقیه حاشیه صد ۲۹۱) بیا ساقی الخ ۱۰ مع فقط: بگیش ۱۱ خ فقط: بر غم خرد توبه ام را شکن، و نسخه دیگر: بجان خودت توبه را در شکن،

(حاشیه صد ۲۹۲) ۱ آ: حیاشه تصحیح از روی خ و مع و آتشکده، ۲ مع (صد ۲۲) و آتشکده: این ننگ، خ: این سنگ (در نسخه ننگ) — خ مع آتشکده: بجان تو گر (بجای بحال دگر) ۳ خ مع: ندارد، ۴ خ مع: چنان — آ: دام (بجای وام) ۵ بعدش در خ و مع افزوده: درست است دعوی رندی زمن که با کاکلت توبه شد هم شکن، کسی توبه گفت است این توبه را ببین رنگ عاشق ببین توبه را، شعر اول در خزانه هم آورده است (و رندی من نوشته بجای رندی زمن)، ۶ خ مع: شدم ۷ بعدش در خ مع دو بیت دیگر افزوده است، ۸ مع فقط: گردم ۹ خزانه: بگذر آن ۱۰ بعدش در خ و مع یک بیت دیگر افزوده، ۱۱ آتشکده فقط:

Marfat.com

بدُر پاشیِ آتش آبدار — بسر پیچی سنبلِ تاب دار
بزخمِ سنانهای مژگانِ خویش — بذوقِ نگه های پنهانِ خویش
بروئی که سوزد ز تابش نقاب — بچشمی که از چشمها برده خواب
بپیچاکِ آهم که در موی تست — بچینِ نگاهم که در روی تست
بدستانِ چشمانِ بارو ست فن — بمژگانِ بر گنجِ جان نقب زن
بتقوی که خونش هدر کرده — بزندی که سویش نظر کرده
بگوشی که در بیعِ شیطان تست — بباغی که در رهنِ زندان تست
بمستی که دارد خدنگ از دماغ — بدستی که مرهم تراشد ز داغ
بآهی که لخت جگر آورد — بشامی که گم کرده راهِ سحر
بتیغی که زخمش ندارد سپر — بصیدی که آهنی بر دوشت بست
بجیبی که چاکِ رویاست دست — بجل بانگِ نوشِ غرابانیان
بجوش و خروشِ مناجاتیان — بمعشوق و عاشق بناز و نیاز
(۱۰ب) بآهِ شبِ زلفِ پر از سوز و لاز — بناموسِ رندی بننگِ نماز
بعزّ قناعت بذلِ طمع — بپستانِ مهر بزندانِ کین
بزنّارِ تسبیح و تسبیحِ دین — بسوزِ رباب و بسازِ شراب
بافغانِ چنگ و خروشِ رباب — بگلگونِ سرشکان شمارهٔ زرد
بآشوبِ خوانِ تنک نرگزد

(بقیه حاشیه صفحه ۲۹۲) نور ۱۲ خوشش در دلی صفحه ۱۳ نیز ۱۳ در دلی خدا

(حاشیه صفحه ۲۹۳) ۱ ع نقطه ۲ ع زندان ۳ ع ۵۵ شامل
ندارد ۴ ع مثل متن ۴ آ: شصت ... دلی و ... متن ولی بر حاشیه نوشته: شمی آتشت بدو نماند
۵ ع کذا در آ و ع، خ و آشکده: بیخانه ۱۰ ع بعدش در خ و ع یک بیت اضافه دارد.

Marfat.com

بافتادگانِ ثریا مقام
ببینکِ جانِ دیرمغان
بسیمای بینای کلفت زدا
بنقشِ گدوی سرِ ارزنا
بیاقوتِ سیّالِ سیلانِ نم
بلبِ تشنگانِ سرابِ فنا
بآوازهٔ کامِ دارا وشان
بپیمانهٔ پیمایِ تقوی پناه
بصحرانوردانِ ملکِ جنون
بزنجیرِ نمایانِ مجنون نهاد
(۱۷۱ل) بوارستگانِ بجان مبتلا
بهمبستهٔ تیرهٔ روزانِ دهر
بترکانِ غارتگرِ صبر و هوش
بشکرِ دهانانِ هندی نسب
بگلرنگِ تنوانِ بستانِ زیب
بپروینِ شانِ خوی کردهٔ وی
بگلدسته بندانِ بستانِ کام

بهبیتِ الحرامِ غرابات نام
بنمایِ سرشارِ پیرِ مغان
بآیینهٔ جامِ مقصد نمای
بشبنمِ سبوی نی آب رو
بجوهرشناسانِ درخویش گم
بالماسِ کارانِ دشتِ بکا
باندازهٔ جامِ دریاکشان
بیکِ جبهٔ محتاجِ بی دستگاه
بکشتی نشینانِ دریایِ خون
بهرآستانیانِ لیلی نژاد
بهبیگانگانِ بکارآشنا
بهمپشمیِ خوشنگانِ شهر
بکشمیریانِ ملاحت فروش
بهرعنا یانِ برِ عرب
بوحشیِ غزالانِ دشتِ فریب
بهعنبرفروشانِ واکرده موی
ببالابلندانِ کوی خرام

۵

۱۰

۱۵

لہ مع: وخیرخ: خیرونسخهٔ پیر، درآخیرامبدّل بهٔ پیر، کرده لہ آ: بنای تصحیح ازروی خ ومع (ص۲۴)
لہ کذا درمتن و درحاشیهٔ آ، درمتن آ: نقش، خ مع: نقش لہ خ فقط: جوهرفروشان لہ خ مع: شراب،
لہ درحاشیهٔ خ نسخهٔ بقاهم هست لہ این بیت را در خ ندارد، لہ خ مع: کان دستگاه،
لہ خ مع: نگاه لہ کذا در آ و مع، خ وآتشکده: همکنی لہ خ مع: سیاست (و در خ نسخهٔ ملاحت)
لہ آ: تزوان لہ کذا در آ و خ (و در خ نسخهٔ رعنا)، مع: طوبی،

Marfat.com

به عنقای عیشِ غم اندیشگان
باکسیرِ مهرِ ستم پیشگان

به زود آشنایانِ بیگانه خوی
به کم حرف گویانِ نزدیک گوی

به گلگونِ قبایانِ تیغ آزمای
به قاتل پرستانِ خنجر ستای

به عیدِ تمنّایِ قربانیان
به نوروزِ صحرایِ زندانیان

به فریادِ خاموشیِ اهلِ درد
به گلگونهٔ زینتِ روی زرد

به سوزِ سگرتشنهٔ باده خوار
با شکِ درونِ قطرهٔ شعله بار

به جان بازیِ مردِ میدانِ عشق
به غمّازیِ مشکِ دکانِ عشق

به حسنِ جهان سوز آتش مزاج
به عشقِ تهی دستِ بی احتیاج

(۱۷ ب) به نازک لبهایِ خونابه ریزِ گشان
به لبهایِ خاموشِ عاشق کُشان

به کم فرصتیهایِ دهرِ دغا
به پژمردگیهایِ کشتِ وفا

به جانِ تحفهٔ عاشقِ شرمسار
به صبرِ آفرینِ عاجزیِ قرار

به سیماب آرامِ نو عاشقان
به نقشِ کلامِ کهن صادقان

به رنگینیِ لالهٔ باغِ داغ
به پروانهٔ عاشقِ بی چراغ

به طوفانِ سیلابِ ابرِ جنون
به طوفانِ خونِ خراشِ درون

به مغبونِ سودایِ بازارِ سود
به سودِ زیانِ کارِ کالایِ بود

به ذوقِ متاعِ کسادِ رواج
به سودایِ دردِ غلوی مزاج

به توفیقِ برگِ فنا ساختن
به نخبت دل از خویش پرداختن

۱ه آخ مع : دوران ۲ه خ مع (۲۰۲) دجله خوار در آ حفظی را حک کرده و باده نوشته است ۳ه [illegible] در آ این را مبدّل به قطرهٔ شعله بار کرده آخ مع : قطرهٔ شعله بار ۴ه خ مع [illegible] عشق فغان ۵ه مع [illegible] ۶ه در آخ نخبهٔ باغ و داغ ۷ه آخ مع [illegible] های تن و چراغ ۸ه آخ فقط خون و ۹ه خ مع [illegible] بازار سودای درد ۱۰ه خ مع [illegible] ۱۱ه آخ مع : رواجِ متاعِ کساد ۱۲ه تا : دردی علو مزاج مع : درد و علو مزاج در حاشیه : ای چوش و خروش نیاوتی درد ؛ آخ : درد و غلوّ مزاج

Marfat.com

به آرایشِ فقرِ زیورِ خروش[1]
به آمیزشِ[2] بادهٔ بی غمی
به بینائیِ[3] دیدهٔ احتیاط
به جمشیدیِ رندِ ظاهر گدای
به مخموریِ چشمِ مستِ بتان
به بیهوشیِ[4] بادهٔ همدمی
(۲۷۱ ر) به مرغوبیِ جورِ عاشق پسند
به پروازِ[5] کبکِ عجز و نیاز
به رم کردنِ صیدِ آرام بر
به برندهٔ[6] شمشیرِ بیدادِ هجر
به بزمی که وصلِ آبِ حیوان چشید
به زهری[7] که پهلو زند بر شکر
به آهی که بر شعله دامن کشد
به شامی که در سایهٔ اوست روز
به خاکی که از کوچهٔ[8] مقبل* است
به سعیی[9] که در عهدهٔ رحمت و جوست

به آلایشِ قطرهٔ بحرِ جوش
چو[3] بربط شغب بالبِ مائی
به شیرازهٔ دفترِ ارتباط
به خورشیدیِ بادهٔ صاف لای
به نشر بادِ و افغان زدستِ بتان
به سرگوشیِ دولتِ محرمی
به دل کوبیِ لطفِ اربابِ پند
به چنگالِ گیرائیِ شاهینِ ناز
به چالاکیِ آهوی رام بر
به خونِ آشنا دستِ جلادِ هجر
به رزمی که گردد جدائی شهید
به نخلی که چیره شود با تبر
به برقی که حسرت به خرمن کشد
به آبی که بر آتشِ افگندهٔ[10] سوز
به بادی که در دشتِ[11] بیحاصل* است
به صوتی که در پردهٔ گفت گوست

---

[1] خ مع: نیپور فروش — آراش (بجای آلایش)

[2] آ: آرایش تصحیح از روی خ مع [3] در خ مع: محذوف [4] خ مع: بیتابی — اختلاط (بجای ارتباط) [5] این بیت در خ فقط مقدم بر بیت سابق است [6] در ت بیت را محذوف کرده، و در آ مصراع ثانی را بصورت "بچنگال پسرای شاهین ساز" نوشته وعلامت محو بر جمله بیت درج نموده تصحیح از روی خ و مع کرده شد، — در خ و مع بیست و پنج ابیات را ازین موضع به ترتیب مختلف آورده است، و یک بیت برین ها افزوده، [7] در خ و مع این بیت را ندارد [8] در خ این بیت را ندارد — مع (ص ۲۶): یا (بجای بر) — آ: چهره، مع: چیره [9] خ فقط: افشانده [10] خ مع: در کوچهٔ مقبلی، [11] خ مع: دشت بیحاصل [12] در خ دو بیت پیش ازین و یک بیت بعد ازین افزوده،

Marfat.com

به جوشی که از سینهٔ خُم دمید — به هوشی که در مغز هستی خزید
به عجزی که در طبعِ بیچارگی ست — به راهی که در پیشِ آوارگی ست
به عیبی که گفت ست درسِ هنر — به اشکی[۱] که خورد ست خونِ جگر*
به سوزی[۲] که جوشید ماتم برو — به زخمی که مویید مرهم برو
(۱۷۲ب) به دودی که تیزش[۳] شعله‌سوخت* — به جانی که زخمی برو چشم دوخت
به صیدی که از رنج راحت گریخت — به خونی که بر[۴] پای صیّاد ریخت
به خاری که پای دلی[۵] را نواخت — به سوزی که در مغزِ جانی گداخت
به کامی که تلخی دروغط خورد — به نامی که از ننگ او نام مرد
به دوشی که بارِ ملامت کشید — به گوشی که زهرِ نصیحت چشید
به اشکی که غلطید بر ارغوان — به رویی که خندید بر زعفران
به باغی که از وی خلد بو می برد — به داغی که دوزخ ز رو می برد
به عمری که عشقی عنانش گرفت — به مرگی که جان در میانش گرفت
به آن دل که برخیزد آهی ازو — به چشمی که آید نگاهی ازو
به آن سر که با ننگِ سامان نساخت — به سوزی[۶] که در سینهٔ جان نساخت
به جامی که ساقی خود اوّل چشید — به نقلی که شکّر دهانی گزید
به دستی که بندِ قبایی گشاد — به مستی که بر[۷] خاک پایی فتاد
به قندی[۸] که شد تکیه‌گاهِ نبات — به شهدی که گشت شیرینِ حیات
به عطری که عطّار گیسو دهد — به تیری که از شصت ابرو جهد

۱ خ مع: با منی که خورد است خون جگر ۲ ع فقط: سوزی ۳ ع از تیزش شعله سوخت، خ: از تیزی شعله سوخت، خ مع: داغی (بجای زخمی) ۴ خ مع: در ۵ ع فقط: دلم ۶ خ مع (ص ۲۹۸): شوقی که در سینه با جان ۷ خ فقط: بهی ۸ ع: نبات (بجای نبات از نبات او نسخ حیات)، مع: زهر (بجای شهدی)، خ مثل متن، خ: حیات (و نسخ نبات)

Marfat.com

به خوئی که آتش به عالم زند
(۳۷۱ ا) به قدّی که طوبی عبارت ازوست
به نازی که صد کشته را خون بهاست
به جرمی که بر عفو منّت نهاد
به بیرحمی[۵۲] چاره سازی کنی
که زیگر مکن بر نگاهت جفا
شرابِ سخن ده ز تنگِ شکر
چه داری درِ آشتی میخ دوز
کنی صلح ماند بیاید نه جنگ
نرنجد زلب قصّهٔ هیچ کس
نهی تا بکی بر تغافل مدار
کشی[۵۳] چند باشد چنین تنگدل
اسیرِ خمارم شرابی کجاست؟
مکش خنجرِ انتقام از غلاف
دلِ تیره ام را صفایی بده
چرایی چنین از ترحّم نفور

به خونی که از کربلا دم زند ۵
به چشمی که در شهر غارت ازوست ۵
به قهری که با آشتی آشناست
به عفوی که روی گنه بوسه داد
به عجزِ ظهوری به بازی کنی ۵
بزنجیرِ نازش مفرسای پا ۵
ز بادامِ تر ریز نقلِ نظر
بساغر کن آن شعلهٔ[۵۴] جنگ سوز*
نه ناموس آید بکارم نه ننگ
همین با تو ماند سروکار و بس
ندارم مروّت ندارم قرار
سرت گردم ای ساقیِ سنگ دل! ۵۵
دلم بر دلم* سوخت آبی کجاست؟ ۵۵
سرت گردم ای ساقیِ سینه صاف! ۵
اگر صاف حیفست لایی بده ۵
سرت گردم ای ساقیِ پُرغرور!

۵۱ مع: کوئی کہ باغ و آتشکده: کوئی که از ۵۲ در تا این بیت محذوف و در آ به نقاط شک درج است، در مع و آتشکده: چاره سازکسی (بجای چاره سازی کنی) در مصراع اوّل و نازکسی (بجای بازی کنی) در ثانی.
۵۳ مع: آتش کینه سوز، مع مثلها آتشخ چنگ سوز هم دارد. ۵۴ پیش ازین بیت در خزانه این سه بیت دارد که در آ و تا و مع نیست، بیا ساقی ای باز خاطر شکار که خونی است چنگِ عقاب خمار
زگلبن چمن گشته طاؤس دم ✤ برون آر خون کبوتر زخم.
بده تا درین دارگاه مجاز ✤ ز کنجشک من واخور و شاهباز ۵۵ آتشکده فقط: در برم،

Marfat.com

(۱۷۳ ب) زغم مرده ام زنده ام چیستم؟ ستم چند؟ بیچاره کیستم؟
زشوقِ لبت چند خایم جگر بیا ساقی ای از خدا بیخبر!
زسا طورِ غم استخوانم شکست بسلّاخیِ غصّه بر مال دست
بیا ای نمک پاشِ ریشِ جگر که بختم ز اشکم بود شورتر
بیا بین تلخیِ عمرِ شیرینِ من بده ساغر و بگذر از کینِ من
برافروز آتش بکانونِ جام مگر شهدِ عیشم پذیرد قوام
بیا ساقیا جان فدا می کنم تو دشنام ده، من دعا می کنم
زلعلِ تو تلخی که سر می زند رهِ کاروانِ شکر می زند
مرا تاب جور و جفای تو هست ولی می رود ناتوان و دل زدست
خرابم پیِ ترکتازِ تو من ولی کرد طاقت جلای وطن
مرا از تو صد نازِ تو فیر شد ولی توبه ام آزمود میر شد
شکایت ندارم جفاها بجاست که گوید جفا محضِ مهر و وفاست؟
مرا از همه بیشِ می خواستی که این مجلسِ نازه آراستی
دلم یافت تنبیه دیگر بس است لبم سوخت در هجرِ ساغر بس است
زرویت عیانست آثارِ صلح بساغر کن آن جنسِ بازارِ صلح
(۱۷۴ ا) بیاور کلیدِ درِ آشتی که آمد نگهِ برسرِ آشتی
به هاتف فگن گوشِ کاواز داد که پیمانهٔ لطف سرشار باد!

۱ع مع: زنده ۲ع در آ ندارد. تصحیح از روی تمام نسخ ما غیر از (ص ۲۸) ۳ع مع: نخست، اشکم بگذر ۴ع در آ محذوف
در آ 'اعمی' بجای 'غمر' و مصراع ثانی این طور: بده ساغری کز رگ من دمد و جمله بیت به علامت محو درج کرده
تصحیح از روی مع آخ و خزانه: آخ و خزانه: ساغری بگذر بجای ساغر و بگذر. ۵ع کذا در آ آخ: بار مع: نازه (در آ
بار را به نار مبدّل کرده) ۶ع مع فقط: از ناز ۷ع آخ فقط: این

Marfat.com

ازان جام پرهیز حسرت خوراست | که همچون دل من ز مهرت پُراست
بده ساقیا جام و پُرتر بده | وزان بادهٔ لعل جوهر بده
مگر عقل پیدا کند جوهری | برون آرم از جوهر دل سری
مرا خوار کردی زهی اعتبار | ولی دل عزیز است خوارش مدار
بمن صد جفا کن از آن جانی بجل | ولیکن به بین در میان روی دل

دلست این که عجز و نیاز آورد | ترا بر سر خشم و ناز آورد
دلست این که گردیده زاری فروش | وزو گرم گردیده بازار جوش
دلست این که عشقت نظر کرده است | پرند ملامت ببر کرده است
دلست این که دل داد پروانه را | که افروخت از بال کاشانه را
دلست این که می‌های باقی زند | دلست این که ساقی و ساقی زند
دلست این که زهر غمت نوش کرد | دلست این که مهرت در آغوش کرد
دلست این که زخمش نمک پرور است | دلست این که زهری پر از شکّر است
دلست این که معیار درد و دواست | دلست این که طومار مهر و وفاست
(۱۷۴ ب) دلست اینکه شد خلوت پیر عشق | دلست این که شد بوتهٔ تیر عشق
دلست این که زخمش ندارد علاج | دلست این که از جان ستاند خراج
دلست این که ناز بتان می کشد | دلست این که تشویش جان می کشد
دلست این که بر سینه پرورد داغ | دلست این که بر گلشن افشاند باغ

---

۵۱ مع (صـ۲۹) بجانت بجل خ: بجانم بجل (و نسخهٔ ازجانی بجل که کردم بجل) ۵۲ عنوانش در مع: در تعریف دل (در خ صفت بجای تعریف) ۵۳ خ: بینای، مع: صهبای ۵۴ خ مع: اوست ۵۵ خ مع: زهرش ۵۶ این بیت را در مع محذوف و در آن به علامت محو درج کرده است این طور: دلست این که برسینهٔ پرورد داغ دلست این که بر گلشن افشاند باغ تصحیح از روی مع، در خ درسینه بجای برسینه و پرورده و افشانده،

Marfat.com

دلست این که از گریه بارد[1] شرر
دلست این که مفتاحِ گنجِ خود است
دلست این که ساقی پرستی کند
تولّای راحت ببنج دل است
دل آمد بظاهر یکی قطره خون
گر از لعلِ[3] دل نطق بستی دهن
بهر کس که دل آشنا می شود
کشد جان صد آسیب از آب و گل
دُری حاصلِ بحرِ آب و گل است
شود خرد در قبضهٔ تیغِ خطر
بباغی که گردید دل باغبان
(۱۷۵ ا) هزاران کودلش دست برسرزند
بملکِ غنا پادشاهی کنند
ز دل زنده گردید این آب و گل
اجل را توان چاک بر جیب بست
ز ایجادِ ما[6] عشق آمد غرض
شهِ[7] عشق چون چشمِ عزت کشاد

دلست این که بر ناله بندد اثر
دلست این که بقراطِ رنجِ خود است
دلست این که بی باده مستی کند
طلسمِ بدن بهرِ گنجِ دل است
کز و بحرِ عرفان* تراود برون
نمی بود رنگین بساطِ سخن
غمش عشق[4] و دردش دوامی شود
کشاید ز بازو اگر حرزِ دل
که در حقّه سر بمُهرِ دل است
چو بر سر کشد دل سپر[5] از جگر
خورد سیلی برگ[6] روی خزان
فلک را ز نعلین افسر دهد
کسانی که از دل گدایی کنند
خدایا نگهدار از مرگِ دل!
اگر دامنِ دل درآید بدست
دل و دوستی جوهر اندوزِ عشق
در ایوانِ دل تختِ حشمت نهاد

---

[1] خ مع: ریزد — در خ و مع این بیت با بیت تالی تقدیم و تاخیر دارد. [2] خ مع: [illegible] [3] خ مع: عیش [4] آ: شرار (تصحیح از روی خ و مع (امتن)) [5] خ: نقطه: از برگ [6] خ مع: کسی را که دل دست برسر نهد [7] آ: بعد این بیت درخ و مع بیتی را افزوده [8] خ: فقط: دل
[9] در خ این بیت را حذف کرده و در آ محو آورده و محو کرده این طور: — خ: نقش چون چشم حیرت کشاد
در ایوانِ دل لحت حسمت نهاد (تصحیح از روی قیاس است) و خ: شه حسن چون چشم حیرت کشاد الخ

Marfat.com

نظر[1] پروری میکند عکس یار — چو آئینهٔ دل ندارد غبار
مگو کام دل یافتن مشکل است — چو همّت[2] ز دل جستهٔ[3] حاصل است
چو داری سرِ کعبهٔ معنوی — گر از راهِ دل می روی می روی
چه داند رهِ گنجِ جان آب و گل — نباشد اگر نقبِ[4] نقبش بدل*
نمی آید از جان چو تن[5] هیچ کار — بد و نیک خود را بدل وا گذار
دهندت بتان در دلِ خویش جا — بشرطی که با دل شوی آشنا
بیا ساقی ای آگه از حالِ[6] دل — که حیرت گرفتست دنبالِ دل
به بین کهربای رخِ[7] حال را — بچرخ آر یاقوتِ سیّال را
بده آن عقیقی[8] می پر ضیا* — که سازد فروغش سهیل از سُها
(۱۷۵ ب) که ریزم بمی[9] چون خهی از جبین — بجوشد سهیل از ادیم زمین
چکد از جبین اختر و* انجم — دهی گر ازان خسروانی خمم
بجوش آمد از شوق خون در درون — سرت گردم ای ساقیِ گرم خون!
شرابی کرم کن که در رنگ و بوی — بیاقوت و عنبر کند گفت و گوی
نباشد حریفی[10] چرا عطسه ریز* — که کام و زبان گشت خمیازه خیز
زبی التفاتی مکن آنچنان — که ساغر بخمیازه[11] دوزد دهان*
بیا تا دگر تازه کاری کنم[12] — رخِ عیش را غازه کاری کنم

---

[1] آ: نظر پروری. [2] خ مع: خواستی. [3] خ مع: تفتیش دل. [4] خ فقط: و. [5] آ: جان و دل و امانِ دل، تصحیح از روی خ و مع و خزانه، خ و مع و خزانه: حسرت بجای حیرت). [6] فقط در خزانه: کهربای رخ آل، [7] مآ: عقیق می پر ضیا، مع: عقیق می پر بها، خ: عقیقی می پر بها [8] خ مع: بستی چو [9] خ مع (ص ۳۱) خسرو [10] خ مع: صراحی چرا عطر بیز [11] آ: بختار دزد دهان، مآ: بختار دزد دربان، تصحیح از روی مع و خ دزد بجای دوزد، [12] خ مع: کنیم، خزانه مثل متن ــ بعد این بیت در خ و مع: بیتی را افزوده است،

Marfat.com

سرت[1] گردم ای ساقیِ بی‌عدیل!
برافروز ساغر بنارِ خلیل[2]!

جهان گشت از گردِ محنت سیاه
برانگیخت نمرودِ حسرت سپاه

طلب کرد خسرو[3] نمیدان مرا
بخفتانِ دُردی بپوشان مرا

بدستِ کرم تیغِ احسان بکَن
بمی آب ده[4] گردنِ غم بزن

برطلِ صبوحی بجوشم در آر
که خوردم شبیخونِ خیلِ خمار

قوی گشته بازوی خوف و خطر
سرت گردم ای ساقیِ پُر جگر!

هراسیم بر سینه افشرده پای
بدان سان[5] شراب طهورا فزای

که گرمور را در رگ و پی دود
صف شیر را یکّه در پی دود

(۱۱۷۶ا) سرت گردم ای ساقیِ پرستیز
دمید از افق صبح کافور بیز

بگلبانگِ خیر العمل[6] گوش دار
صبوحی ندارد قضا، می بیار

مگر آتش زهد[7] دودی کند
چو مینا رکوع[8] و سجودی کند

شد[9] از شوق رقّاص جان در بدن
سرت گردم ای ساقیِ راه زن!

چو راوق بمینا کنی از سبو
کنی دُردیش گر بحلقم فرو[10]

چه مستانه رقّاصیی سر کنم
که صد زاهدِ خشک را تر کنم

چه در کارِ دورندِ این زاهدان[11]
چه مست غرورندِ این حاسدان[12]

اگر چشمِ زاهد نمی بود شور
بمی خانه می بردم او را بزور

کشم چند از پندِ ناصح گزند
هنر نیست بد مستی، صبر چند

کند محتسب بعد ازین گر عذاب[13]
برش بشکنم بل بیادم بیاویزم آن بوالعجب را

برازسرم واعظ این شور را

---

[1] پیش ازین بیت در ح و مج یک بیت یا افزوده [2] ح ق مج: بنارِ [3] ح ق مج: ست [4] آ: در تصحیح افزوده ح و مج [5] مج: بده آن شراب تهورافزای [6] ح ق: بجای آن، [7] مج آ: العمل، ح ق: العمل،

Marfat.com

کفن را معطّر کنم زان عبیر[1] | که منکر نگوید جواب نکیر
به[2] محشر چه پروا اگر در بدن* | نویسی دعای فتوح بر کفن
ندارم ز چشم ورع سرکشی | ازان می کنم عشق[3] ساغرکشی
که پیمانه چون پُر شود از قضا | کشم در زمان و[4] گذارم بجا
(۱۷۶ ب) بایوانِ غفران کسی بر دپی | که خشتِ لحد ساخت از جامِ[5] می
کسی شست از چشمهٔ عفو رخت[6] و | که شد در خرابات خاکش سبو
دهانت ز گندِ ریا نیست پاک | اگر نیست مسواک از چوب پاک
ازین چوب با خود کلیدی ببر | که در گور بکشایی از خُلد در
به تعظیم بر زاهدا نامِ او[7] | که گردون حبابیست از جامِ او
بدِ می مگو زاهد انصاف نیست | غلط کرده، مالِ اوقاف نیست
تو کاوردهٔ این همه* گیر و دار | رها خوار بشناس از باده خوار
ندانند رندان بغیر از وفاق | برو لوحِ دل ساده کن از نفاق
دریغا که خود می شوم شرمسار | گرت پرده بردارم از روی کار
بلی محرمانند ارباب هوش | سرت گردم ای ساقیِ عیب پوش!
چراغِ[8] هنر را ازان برفروز | شبِ تیره ام را بکن رشکِ روز
که از عیب و عار خودی وارهم | بفرِّ تو در[9] فرقِ خود پا نهم

(بقیه حاشیه صفحه ۳۰۳) ۵۷ آ: زهر، تصحیح از روی خ و مع ۵۸ در آ محذوف، تصحیح از روی خ و مع ۵۹ آ: سر، تصحیح از روی خ و مع ۵۱۰ خ مع: بفرقم ۵۱۱ خ مع (صد۳۲): زاهدان، اما در خ نسخه حاسدان هم هست ۵۱۲ ا: کرجه آب، تصحیح از روی خ و مع ۵۱۳ آ: اجتناب، تصحیح از روی خ و مع.

(حاشیه صفحه ۳۰۴) ۱ مع: عصیر — گوید (بجای نگوید) ۲ خ مع: ز محشر چه پروا کر از دُردِ دن ۳ خ مع: مشق ۴ فقط در مع: وا ۵ خ مع، لای ۶ خ مع: روی — سبوی ۷ خ مع، ما ۸ ـ خ فقط: آورده این قدر ۹ در خ و مع این مصراع ثانی است، و اولش ع بساغر کن آن آتش عیب سوز ۱۰ خ مع: (صد۳۳): بر،

Marfat.com

بر آئینه تا چند زنگِ خودی
بلایی بزرگ است ننگِ خودی

دمی شاهدِ بخت در برکشم*
که خود را از آغوشِ خود درکشم*

برون تا نزد پسته از پوست گام
نشد حاصلش از لبِ دوست کام

---

(۱۷۷) چه می خواهی ای زاهد از جانِ خویش
هلاکم ز خجلت لبت گشت ریش

مرنج از من ار در جوابم خموش
که رخت شنیدن برون ریخت گوش

بهر جا زبانی* گرد کرده ایم
سر پند گویان درو کرده ایم

برو گو خرد دو فنونی بست
جنون کرد طغیان زبونی بست

اثر در کمینِ دعای منست
که دشنام ساقی قفای منست

سبویی بدوشم نهادند دوش
درین عالم این است معراجِ دوش

سبو گر بسر می کشم نیست غم
که زد بر کدو می سرم این رقم

مبین جرمِ مستانِ خود رای را
به بین رحمتِ ساقیِ آرای را

کسی کز دمی این نخل بالا کشید
برایش هم افتاده آفرید

اسیری همی خواهد این گفت و گوی*
خرابی همی آرد این رنگ و بوی

توان دیده بستن ز روی چنین؟
برای خدا رو به بین* رو به بین

درافشای اسرارِ رندان مکوش
درین مصلحتهاست واعظ خموش

لا آ: سرکشم (بجای برکشم) تصحیح از روی خ و مع ۲ب خ مع: برکشم ۳ه عنوانش در خ و مع خطاب
بناصح ۴ه خ و مع: ناصح ۵ه در خ فقط مکرر ۶ه در خ فقط: خارپائی ـــ آ: کرد (بجای گرد)
۷ه خ مع: درد ۸ه خ مع: پس است ۹ه خ مع: برایش (بجای برایش) ۱۰ه این بیت را بعد از این بیت
۱۱ه خ مع: برآتش ۱۲ه خ مع: روی و موی ۱۳ه خ مع: دوازده ـــ ۱۴ه این بیت را بعد از این بیت
۱۵ه خ مع: مبین
۱۶ه خ مع: ناصح

Marfat.com

در انکارِ اربابِ باطن مباش
بمرہم مدہ زحمتِ داغِ ما
نہاں نصیحت بر آذر زبن
(ع: اب) زبانِ ترا مغزش ابجاست
خوش آن دم کہ از گریہ نقشِ وجود
دہد مایہ چشمِ لبالب ابر را
چنان شعلہ شوق گردد بلند
زہند آورد باد فیلِ جنون
چہ بینم باین شمعِ تاریک مخ؟

تو محرم نۂ راز فاشست فاش
اگر سودہ الماس داری بیا
بہ بی طاقتی عیب عاشق مکن
کہ ترکیبِ ما این قدر ہم پراست
بشوید ز لوحِ دلستان بود
در آب افگند دفترِ صبر را
کہ خورشید گردد سپند گزند
بہ طغیان کشد گریہ نیلِ جنون
چہ کارم باین آبِ باریکِ عقل؟

---

۵ مگر رحمتِ عشق درمان شود
مگر رستمِ عشق گردد سوار
مگر مایہ عشق برسر فتد
مگر افگند عشق خوانِ کرم
کسی گو! کہ دین را حمایت کند
ز تطہیرِ دامانِ تقوی مگوی
ہوس قصرِ ناموس دارد دریغ

اگر در باغِ جان خارِ ریحان شود
اگر از خیلِ ہستی بر آرد دمار
اگر از سرِ تمنای افسر فتد
اگر گردد ہم کاسہ لا و نعم
اگر کفرِ عشقت ہدایت کند
اگر ابرِ عشق آورد دشت و شوی
اگر برکشد شحنۂ عشق تیغ

---

۱ آ: بر آورد ۲ مع: زمانی ۳ مع: گوئی شکیب این قدرہا چ مثل مہ
آما: قدرہا بجای قدرہ ۴ خ مع: (۲۴) بزگ ۵ آ: کرور؛ خ: کردو؛ مع: سیزد در حاشیہ
نسخہ گردد ۶ خوانشی در مع: در تعریفِ عشق (خ: در صفتِ عشق گوید) ۷ خ و مع بعدش
بیتی را افزودہ ۸ در خ فقط: نہد ۹ بعدش در خ و مع شش بیت افزودہ است ۱۰ دنبای بشت
شوق، تصحیح از روی خ: مع ۱۱ بعدش در خ و مع دو بیت را افزودہ است

Marfat.com

فروبختی پیش طاق زمان[1]
مبین ضعف[2] بازوی مهر و وفا
مدار انکه چون شد عشق پادشاه
برد بر در عشق دیوانه کن
زنان ریزهٔ عشق بسیار زاد
اگر عشق رخشش نه ساند چراغ
غم عشق سرمایهٔ عشرت است
دل آیینهٔ طلعت یار تست
فرو بار از دیده طوفان عشق
چو خواهی همه عیب یار اهنر
بفکر زر و سیم خود را مباز
نداری تف عشق اگر در جگر
دل از عشق اگر نیست آتش فروز
نمی گشت اگر گرمی عشق جمع
نمی بود اگر عشق شه یار و دشمن
نمی زد اگر عشق با صبر چنگ
نمی داشت گر عشق ایام شور

(۱۷۸ ب)

انگیزی اگر عشق تعمیر آن
بگو عشق ویرانهٔ زمین را زجا
فتد در جهان شکست انقلاب
ز اکلیل شاهنشهی موزه کن
که در رهگذر راه دیار مراد
ز بهر شب عشق دیدی فراغ
غم عشق در مغز صحبت نشست
اگر عاشقی عشق را کار نیست
طبیعت شمر فعل یزدان عشق
کند رهنمای خود را عشقی بخر
اگر طالب عشق داری بساز
بطوفان آتش عشق ایام تر
کند شعله عشق ایام سوز
که می برد پروانه را گرد شمع؟
جهان را شریف نهاد شور
گشاید اگر عشق لب را بگفت
که عشق است بر دل شکرخنده زن

۵

۱۰

۱۵

(۱۷۸ ب)

[1] در نسخهٔ خطی [illegible]
[2] ز ضعف عشق بیاره [illegible]
[3] در نسخهٔ خطی [illegible]
[4] بر فعل واشد [illegible]

Marfat.com

نبودی اگر سینهٔ عشق ریش
ملاحت چه کردی نمک های خویش؟

ندیدی اگر عشق را رازِ نهان
کی ابرو بما کشادی زبان

اگر عشق دکّان نمی کرد باز
کجا خرج[1] می گشت کالای ناز

نشد طائرِ عشق تا جلوه گر
نیفشاند بازِ نظر[2] بال و پر

نشد عشق تا مردِ میدانِ جان
نشد شحنهٔ غمزه رنگین سنان

سرِ عشق شد خاک کوی حرام
که قامت پی جلوه برداشت گام

فراغت حرامست در دینِ عشق
دمِ تیغ جوهرست بالینِ عشق

بزرمی که محکم کند عشق پای
ظفر بندد از گردِ میدان لوای

بزرمی که عشاق جان پرورند
مسلمانی و کافری بردرند

طلب گر کند عشق زنّارها
برون شش ز دانِ ق و نورِ تارها

چو اسرارِ بت پیش او گشت فاش
اگر گویدت برهمن باش باش

تفِ عشق در مغزِ هر خام باد!
می عشق خورشیدِ هر جام باد!

بیا ساقی! ای مایهٔ عشق و شور*
که بر دل غم عشق آورده زور

بیا ساقی ای لعبتِ نوش خند
که هست اشکِ عاشق سپند گزند

(۱۷۹ا) ازان بادهٔ گریه آور بیار
پی قلزمِ دیده گوهر بیار

بیا آرم عقیقِ لبت در نظر
که[3] تا هیل تر* افشانم از چشمِ تر

چنان سیل رانم ز چشمِ پر آب
که خیمه فرو شوید از دیدهٔ خواب

زند جوششِ خونابِ دل در جگر
زدل حسرتی چند ریزم بدر

شرکویت از چشمِ تر گل کنم
که تعمیرِ ویرانهٔ دل کنم

---

[1] خ مع: را رازدان — این بیت در مع مقدم بر بیت سابق است [2] آ: جرخ [3] خ مع (ص۳۶): نگر
[4] ق: عشق شور خ: عشق و شور مع: عیش و سور [5] خ مع: سپهی بر [6] در مع فقط: حسرت
[7] قبل این بیت در خ و مع: بیتی دیگر افزوده

Marfat.com

بباغِ جگر از تفِ اشک دوش
برآورد صد چشمهٔ خنده جوش

شبِ گریه از شمع دارم فراغ
اگر اشک آورد گوهرِ شب چراغ

دلم فارغ از منتِ شکّر است
اگر آن گریه تلخ شیرین تر است

بجای نمک ریخت چشمِ پُر آب
اولی بیشتر گشت زورِ شراب

زعکسِ رخت گشته چشمم چنان
اگر جوشیده بُرگریه‌ام ارغوان

نهان کرده رُو خنده از تابِ شرم
که هنگامهٔ گریه گردید گرم

فشاند آتش دیده گویا* شرار
ز چشمم جهد اخگرِ آب دار

دلم شد ز مژگان نشانِ خدنگ
بلی گریه هم کرد تغییرِ رنگ

بنوروز غم اشکِ صحرا پسند
چو اطفال پوشیده گلگون پرند

نصیحت عبث گولبِ خودمنای
اگر شد همزبانِ گریه‌ها های های

(۹۷ اب) زمن خندهٔ دل افزوده باد
اگر می کارم از گریه تخمِ مراد

بتخلی که از گریه‌ام نم رسید
ز هر برگِ آن نامه ساقی دمید

سرت گردم ای ساقی نابدار
بجانی ز مغزم برون کش خمار

بیا بر لبم جامِ لب ریز خم
که شد در گلو گریه غم گره

بروی قدح برتراش از حباب
برای شبِ حشر تم آفتاب

ی دگر شاهدِ شام است مشک موی
سرت گردم ای ساقی نیم روی

لہ این بیت در مع نیست و در خ مصرعِ ثانی این طور است: برآورده صد چشمهٔ ... ۲ه ... آورد و مع بجامم بجای بجامم ۳ه خ مع دارد ۴ه ... ۵ه ... ۶ه خ مع : ببرج قدح الخ ماهتاب (بجای آفتاب)
تصحیح از روی خ و مع
ک: بروی قدح برتر است از حباب تصحیح از روی خ و مع ۷ه عنوانش در ... بجای شام ... خ مع ندارد
بجای بیان ، آورد ، ... خ مع غزال مشکبوی (بجای مشک موی)

Marfat.com

بگلگشتِ مهتاب بیرون خرام
چنین پرتو افشاند شمعِ قمر
زمین را که بود از تعبِ مهرتاب
براهِ تو شد چشمِ اختر سفید
بآمیدِ سیرِ تو روزِ طرب
برآیِ تماشا فروغِ سحر
زشوقِ خرامِ تو ماهِ تمام
زمرغولهٔ زلفِ عنبر طراز
برون آ که در بزمِ گاهِ طرب
ز هوشِ خوشِ آن روزِ پروزِ شب
معطر چو ریحانِ باغِ خیال
بیوی ارو شب کرده بخور
گریبانِ نسرین عذاران چین
شبِ قدر را پیشِ این شب چه قدر
شبی در عدمِ ظلمت آویخته
تو گوئی نشاط از زمین بردمید

کز لب ریز شد ماه را باز جام
کز زد شعله از مشعلِ لاله سر
کتان پوش گردیده از ماهتاب
برون آی ای ماهِ چشم امید
فکنده است خود را در آغوشِ شب
بر آورده از روزنِ شام سر
زمین را گرفتست در سیم خام
گریبانِ شب را پر از ناقه ساز
ز رویت خورد غوطه در روزِ شب
که شامش بآب سحر شسته روی
منور چو مرآتِ ارباب حال
بنوری ازو برده تشریفِ نور
رخِ ماه رویانِ حسناور زمین
ز جرمِ سها میدمد نورِ بدر
کلیست بر روی هم ریخته
توان رفت هر گوشه صد روزِ عید

---

۱ ز ... طراز ۲ ... ۳ این بیت ... ۴ ... ۵ ... ۶ ... ۷ ... ۸ ... ۹ ... ۱۰ ... ۱۱ ... ۱۲ ... ۱۳ ... ۱۴ ... ۱۵ ... ۱۶ ... ۱۷ ... ۱۸ ... ۱۹ ... ۲۰ ... ۲۱ ... ۲۲ ... ۲۳ ... ۲۴ ... ۲۵ ... ۲۶ ... ۲۷ ... ۲۸ ... ۲۹ ... ۳۰ ... ۳۱ ... ۳۲ ... ۳۳ ... ۳۴ ... ۳۵ ... ۳۶ ... ۳۷ ... ۳۸ ... ۳۹ ... ۴۰ ... ۴۱ ... ۴۲ ... ۴۳ ... ۴۴ ... ۴۵ ... ۴۶ ... ۴۷ ... ۴۸ ... ۴۹ ... ۵۰ ... ۵۱ ... ۵۲ ... ۵۳ ... ۵۴ ... ۵۵ ... ۵۶ ... ۵۷ ... ۵۸ ... ۵۹ ... ۶۰ ... ۶۱ ... ۶۲ ... ۶۳ ... ۶۴ ... ۶۵ ... ۶۶ ... ۶۷ ... ۶۸ ... ۶۹ ... ۷۰ ... ۷۱ ... ۷۲ ... ۷۳ ... ۷۴ ... ۷۵ ... ۷۶ ... ۷۷ ... ۷۸ ... ۷۹ ... ۸۰ ... ۸۱ ... ۸۲ ... ۸۳ ... ۸۴ ... ۸۵ ... ۸۶ ... ۸۷ ... ۸۸ ... ۸۹ ... ۹۰ ... ۹۱ ... ۹۲ ... ۹۳ ... ۹۴ ... ۹۵ ... ۹۶ ... ۹۷ ... ۹۸ ... ۹۹ ... ۱۰۰ ... ۱۰۱ ... ۱۰۲ ... ۱۰۳ ... ۱۰۴ ... ۱۰۵ ... ۱۰۶ ... ۱۰۷ ... ۱۰۸ ... ۱۰۹ ... ۱۱۰ ... ۱۱۱ ... ۱۱۲ ... ۱۱۳ ... ۱۱۴ ... ۱۱۵ ... ۱۱۶ ... ۱۱۷ ... ۱۱۸ ... ۱۱۹ ... ۱۲۰ ... ۱۲۱ ... ۱۲۲ ... ۱۲۳ ... ۱۲۴ ... ۱۲۵ ... ۱۲۶ ... ۱۲۷ ... ۱۲۸ ... ۱۲۹ ... ۱۳۰ ... ۱۳۱ ... ۱۳۲ ... ۱۳۳ ... ۱۳۴ ... ۱۳۵ ... ۱۳۶ ... ۱۳۷ ... ۱۳۸ ... ۱۳۹ ... ۱۴۰ ... ۱۴۱ ... ۱۴۲ ... ۱۴۳ ... ۱۴۴ ... ۱۴۵ ... ۱۴۶ ... ۱۴۷ ... ۱۴۸ ... ۱۴۹ ... ۱۵۰ ... ۱۵۱ ... ۱۵۲ ... ۱۵۳ ... ۱۵۴ ... ۱۵۵ ... ۱۵۶ ... ۱۵۷ ... ۱۵۸ ... ۱۵۹ ... ۱۶۰ ... ۱۶۱ ... ۱۶۲ ... ۱۶۳ ... ۱۶۴ ... ۱۶۵ ... ۱۶۶ ... ۱۶۷ ... ۱۶۸ ... ۱۶۹ ... ۱۷۰ ... ۱۷۱ ... ۱۷۲ ... ۱۷۳ ... ۱۷۴ ... ۱۷۵ ... ۱۷۶ ... ۱۷۷ ... ۱۷۸ ... ۱۷۹ ... ۱۸۰ ... ۱۸۱ ... ۱۸۲ ... ۱۸۳ ... ۱۸۴ ... ۱۸۵ ... ۱۸۶ ... ۱۸۷ ... ۱۸۸ ... ۱۸۹ ... ۱۹۰ ... ۱۹۱ ... ۱۹۲ ... ۱۹۳ ... ۱۹۴ ... ۱۹۵ ... ۱۹۶ ... ۱۹۷ ... ۱۹۸ ... ۱۹۹ ... ۲۰۰ ... ۲۰۱ ... ۲۰۲ ... ۲۰۳ ... ۲۰۴ ... ۲۰۵ ... ۲۰۶ ... ۲۰۷ ... ۲۰۸ ... ۲۰۹ ... ۲۱۰ ... ۲۱۱ ... ۲۱۲ ... ۲۱۳ ... ۲۱۴ ... ۲۱۵ ... ۲۱۶ ... ۲۱۷ ... ۲۱۸ ... ۲۱۹ ... ۲۲۰ ... ۲۲۱ ... ۲۲۲ ... ۲۲۳ ... ۲۲۴ ... ۲۲۵ ... ۲۲۶ ... ۲۲۷ ... ۲۲۸ ... ۲۲۹ ... ۲۳۰ ... ۲۳۱ ... ۲۳۲ ... ۲۳۳ ... ۲۳۴ ... ۲۳۵ ... ۲۳۶ ... ۲۳۷ ... ۲۳۸ ... ۲۳۹ ... ۲۴۰ ... ۲۴۱ ... ۲۴۲ ... ۲۴۳ ... ۲۴۴ ... ۲۴۵ ... ۲۴۶ ... ۲۴۷ ... ۲۴۸ ... ۲۴۹ ... ۲۵۰ ... ۲۵۱ ... ۲۵۲ ... ۲۵۳ ... ۲۵۴ ... ۲۵۵ ... ۲۵۶ ... ۲۵۷ ... ۲۵۸ ... ۲۵۹ ... ۲۶۰ ... ۲۶۱ ... ۲۶۲ ... ۲۶۳ ... ۲۶۴ ... ۲۶۵ ... ۲۶۶ ... ۲۶۷ ... ۲۶۸ ... ۲۶۹ ... ۲۷۰ ... ۲۷۱ ... ۲۷۲ ... ۲۷۳ ... ۲۷۴ ... ۲۷۵ ... ۲۷۶ ... ۲۷۷ ... ۲۷۸ ... ۲۷۹ ... ۲۸۰ ... ۲۸۱ ... ۲۸۲ ... ۲۸۳ ... ۲۸۴ ... ۲۸۵ ... ۲۸۶ ... ۲۸۷ ... ۲۸۸ ... ۲۸۹ ... ۲۹۰ ... ۲۹۱ ... ۲۹۲ ... ۲۹۳ ... ۲۹۴ ... ۲۹۵ ... ۲۹۶ ... ۲۹۷ ... ۲۹۸ ... ۲۹۹ ... ۳۰۰ ... ۳۰۱ ... ۳۰۲ ... ۳۰۳ ... ۳۰۴ ... ۳۰۵ ... ۳۰۶ ... ۳۰۷ ... ۳۰۸ ... ۳۰۹ ... ۳۱۰ ... ۳۱۱ ... ۳۱۲ ... ۳۱۳ ... ۳۱۴ ... ۳۱۵ ... ۳۱۶ ... ۳۱۷ ... ۳۱۸ ... ۳۱۹ ... ۳۲۰ ... ۳۲۱ ... ۳۲۲ ... ۳۲۳ ... ۳۲۴ ... ۳۲۵ ... ۳۲۶ ... ۳۲۷ ... ۳۲۸ ... ۳۲۹ ... ۳۳۰ ... ۳۳۱ ... ۳۳۲ ... ۳۳۳ ... ۳۳۴ ... ۳۳۵ ... ۳۳۶ ... ۳۳۷ ... ۳۳۸ ... ۳۳۹ ... ۳۴۰ ... ۳۴۱ ... ۳۴۲ ... ۳۴۳ ... ۳۴۴ ... ۳۴۵ ... ۳۴۶ ... ۳۴۷ ... ۳۴۸ ... ۳۴۹ ... ۳۵۰ ... ۳۵۱ ... ۳۵۲ ... ۳۵۳ ... ۳۵۴ ... ۳۵۵ ... ۳۵۶ ... ۳۵۷ ... ۳۵۸ ... ۳۵۹ ... ۳۶۰ ... ۳۶۱ ... ۳۶۲ ... ۳۶۳ ... ۳۶۴ ... ۳۶۵ ... ۳۶۶ ... ۳۶۷ ... ۳۶۸ ... ۳۶۹ ... ۳۷۰ ... ۳۷۱ ... ۳۷۲ ... ۳۷۳ ... ۳۷۴ ... ۳۷۵ ... ۳۷۶ ... ۳۷۷ ... ۳۷۸ ... ۳۷۹ ... ۳۸۰ ... ۳۸۱ ... ۳۸۲ ... ۳۸۳ ... ۳۸۴ ... ۳۸۵ ... ۳۸۶ ... ۳۸۷ ... ۳۸۸ ... ۳۸۹ ... ۳۹۰ ... ۳۹۱ ... ۳۹۲ ... ۳۹۳ ... ۳۹۴ ... ۳۹۵ ... ۳۹۶ ... ۳۹۷ ... ۳۹۸ ... ۳۹۹ ... ۴۰۰ ... ۴۰۱ ... ۴۰۲ ... ۴۰۳ ... ۴۰۴ ... ۴۰۵ ... ۴۰۶ ... ۴۰۷ ... ۴۰۸ ... ۴۰۹ ... ۴۱۰ ... ۴۱۱ ... ۴۱۲ ... ۴۱۳ ... ۴۱۴ ... ۴۱۵ ... ۴۱۶ ... ۴۱۷ ... ۴۱۸ ... ۴۱۹ ... ۴۲۰ ... ۴۲۱ ... ۴۲۲ ... ۴۲۳ ... ۴۲۴ ... ۴۲۵ ... ۴۲۶ ... ۴۲۷ ... ۴۲۸ ... ۴۲۹ ... ۴۳۰ ... ۴۳۱ ... ۴۳۲ ... ۴۳۳ ... ۴۳۴ ... ۴۳۵ ... ۴۳۶ ... ۴۳۷ ... ۴۳۸ ... ۴۳۹ ... ۴۴۰ ... ۴۴۱ ... ۴۴۲ ... ۴۴۳ ... ۴۴۴ ... ۴۴۵ ... ۴۴۶ ... ۴۴۷ ... ۴۴۸ ... ۴۴۹ ... ۴۵۰ ... ۴۵۱ ... ۴۵۲ ... ۴۵۳ ... ۴۵۴ ... ۴۵۵ ... ۴۵۶ ... ۴۵۷ ... ۴۵۸ ... ۴۵۹ ... ۴۶۰ ... ۴۶۱ ... ۴۶۲ ... ۴۶۳ ... ۴۶۴ ... ۴۶۵ ... ۴۶۶ ... ۴۶۷ ... ۴۶۸ ... ۴۶۹ ... ۴۷۰ ... ۴۷۱ ... ۴۷۲ ... ۴۷۳ ... ۴۷۴ ... ۴۷۵ ... ۴۷۶ ... ۴۷۷ ... ۴۷۸ ... ۴۷۹ ... ۴۸۰ ... ۴۸۱ ... ۴۸۲ ... ۴۸۳ ... ۴۸۴ ... ۴۸۵ ... ۴۸۶ ... ۴۸۷ ... ۴۸۸ ... ۴۸۹ ... ۴۹۰ ... ۴۹۱ ... ۴۹۲ ... ۴۹۳ ... ۴۹۴ ... ۴۹۵ ... ۴۹۶ ... ۴۹۷ ... ۴۹۸ ... ۴۹۹ ... ۵۰۰ ... ۵۰۱ ... ۵۰۲ ... ۵۰۳ ... ۵۰۴ ... ۵۰۵ ... ۵۰۶ ... ۵۰۷ ... ۵۰۸ ... ۵۰۹ ... ۵۱۰ ... ۵۱۱ ... ۵۱۲ ... ۵۱۳ ... ۵۱۴ ... ۵۱۵ ... ۵۱۶ ... ۵۱۷ ... ۵۱۸ ... ۵۱۹ ... ۵۲۰ ... ۵۲۱ ... ۵۲۲ ... ۵۲۳ ... ۵۲۴ ... ۵۲۵ ... ۵۲۶ ... ۵۲۷ ... ۵۲۸ ... ۵۲۹ ... ۵۳۰ ... ۵۳۱ ... ۵۳۲ ... ۵۳۳ ... ۵۳۴ ... ۵۳۵ ... ۵۳۶ ... ۵۳۷ ... ۵۳۸ ... ۵۳۹ ... ۵۴۰ ... ۵۴۱ ... ۵۴۲ ... ۵۴۳ ... ۵۴۴ ... ۵۴۵ ... ۵۴۶ ... ۵۴۷ ... ۵۴۸ ... ۵۴۹ ... ۵۵۰ ... ۵۵۱ ... ۵۵۲ ... ۵۵۳ ... ۵۵۴ ... ۵۵۵ ... ۵۵۶ ... ۵۵۷ ... ۵۵۸ ... ۵۵۹ ... ۵۶۰ ... ۵۶۱ ... ۵۶۲ ... ۵۶۳ ... ۵۶۴ ... ۵۶۵ ... ۵۶۶ ... ۵۶۷ ... ۵۶۸ ... ۵۶۹ ... ۵۷۰ ... ۵۷۱ ... ۵۷۲ ... ۵۷۳ ... ۵۷۴ ... ۵۷۵ ... ۵۷۶ ... ۵۷۷ ... ۵۷۸ ... ۵۷۹ ... ۵۸۰ ... ۵۸۱ ... ۵۸۲ ... ۵۸۳ ... ۵۸۴ ... ۵۸۵ ... ۵۸۶ ... ۵۸۷ ... ۵۸۸ ... ۵۸۹ ... ۵۹۰ ... ۵۹۱ ... ۵۹۲ ... ۵۹۳ ... ۵۹۴ ... ۵۹۵ ... ۵۹۶ ... ۵۹۷ ... ۵۹۸ ... ۵۹۹ ... ۶۰۰ ... ۶۰۱ ... ۶۰۲ ... ۶۰۳ ... ۶۰۴ ... ۶۰۵ ... ۶۰۶ ... ۶۰۷ ... ۶۰۸ ... ۶۰۹ ... ۶۱۰ ... ۶۱۱ ... ۶۱۲ ... ۶۱۳ ... ۶۱۴ ... ۶۱۵ ... ۶۱۶ ... ۶۱۷ ... ۶۱۸ ... ۶۱۹ ... ۶۲۰ ... ۶۲۱ ... ۶۲۲ ... ۶۲۳ ... ۶۲۴ ... ۶۲۵ ... ۶۲۶ ... ۶۲۷ ... ۶۲۸ ... ۶۲۹ ... ۶۳۰ ... ۶۳۱ ... ۶۳۲ ... ۶۳۳ ... ۶۳۴ ... ۶۳۵ ... ۶۳۶ ... ۶۳۷ ... ۶۳۸ ... ۶۳۹ ... ۶۴۰ ... ۶۴۱ ... ۶۴۲ ... ۶۴۳ ... ۶۴۴ ... ۶۴۵ ... ۶۴۶ ... ۶۴۷ ... ۶۴۸ ... ۶۴۹ ... ۶۵۰ ... ۶۵۱ ... ۶۵۲ ... ۶۵۳ ... ۶۵۴ ... ۶۵۵ ... ۶۵۶ ... ۶۵۷ ... ۶۵۸ ... ۶۵۹ ... ۶۶۰ ... ۶۶۱ ... ۶۶۲ ... ۶۶۳ ... ۶۶۴ ... ۶۶۵ ... ۶۶۶ ... ۶۶۷ ... ۶۶۸ ... ۶۶۹ ... ۶۷۰ ... ۶۷۱ ... ۶۷۲ ... ۶۷۳ ... ۶۷۴ ... ۶۷۵ ... ۶۷۶ ... ۶۷۷ ... ۶۷۸ ... ۶۷۹ ... ۶۸۰ ... ۶۸۱ ... ۶۸۲ ... ۶۸۳ ... ۶۸۴ ... ۶۸۵ ... ۶۸۶ ... ۶۸۷ ... ۶۸۸ ... ۶۸۹ ... ۶۹۰ ... ۶۹۱ ... ۶۹۲ ... ۶۹۳ ... ۶۹۴ ... ۶۹۵ ... ۶۹۶ ... ۶۹۷ ... ۶۹۸ ... ۶۹۹ ... ۷۰۰ ... ۷۰۱ ... ۷۰۲ ... ۷۰۳ ... ۷۰۴ ... ۷۰۵ ... ۷۰۶ ... ۷۰۷ ... ۷۰۸ ... ۷۰۹ ... ۷۱۰ ... ۷۱۱ ... ۷۱۲ ... ۷۱۳ ... ۷۱۴ ... ۷۱۵ ... ۷۱۶ ... ۷۱۷ ... ۷۱۸ ... ۷۱۹ ... ۷۲۰ ... ۷۲۱ ... ۷۲۲ ... ۷۲۳ ... ۷۲۴ ... ۷۲۵ ... ۷۲۶ ... ۷۲۷ ... ۷۲۸ ... ۷۲۹ ... ۷۳۰ ... ۷۳۱ ... ۷۳۲ ... ۷۳۳ ... ۷۳۴ ... ۷۳۵ ... ۷۳۶ ... ۷۳۷ ... ۷۳۸ ... ۷۳۹ ... ۷۴۰ ... ۷۴۱ ... ۷۴۲ ... ۷۴۳ ... ۷۴۴ ... ۷۴۵ ... ۷۴۶ ... ۷۴۷ ... ۷۴۸ ... ۷۴۹ ... ۷۵۰ ... ۷۵۱ ... ۷۵۲ ... ۷۵۳ ... ۷۵۴ ... ۷۵۵ ... ۷۵۶ ... ۷۵۷ ... ۷۵۸ ... ۷۵۹ ... ۷۶۰ ... ۷۶۱ ... ۷۶۲ ... ۷۶۳ ... ۷۶۴ ... ۷۶۵ ... ۷۶۶ ... ۷۶۷ ... ۷۶۸ ... ۷۶۹ ... ۷۷۰ ... ۷۷۱ ... ۷۷۲ ... ۷۷۳ ... ۷۷۴ ... ۷۷۵ ... ۷۷۶ ... ۷۷۷ ... ۷۷۸ ... ۷۷۹ ... ۷۸۰ ... ۷۸۱ ... ۷۸۲ ... ۷۸۳ ... ۷۸۴ ... ۷۸۵ ... ۷۸۶ ... ۷۸۷ ... ۷۸۸ ... ۷۸۹ ... ۷۹۰ ... ۷۹۱ ... ۷۹۲ ... ۷۹۳ ... ۷۹۴ ... ۷۹۵ ... ۷۹۶ ... ۷۹۷ ... ۷۹۸ ... ۷۹۹ ... ۸۰۰ ... ۸۰۱ ... ۸۰۲ ... ۸۰۳ ... ۸۰۴ ... ۸۰۵ ... ۸۰۶ ... ۸۰۷ ... ۸۰۸ ... ۸۰۹ ... ۸۱۰ ... ۸۱۱ ... ۸۱۲ ... ۸۱۳ ... ۸۱۴ ... ۸۱۵ ... ۸۱۶ ... ۸۱۷ ... ۸۱۸ ... ۸۱۹ ... ۸۲۰ ... ۸۲۱ ... ۸۲۲ ... ۸۲۳ ... ۸۲۴ ... ۸۲۵ ... ۸۲۶ ... ۸۲۷ ... ۸۲۸ ... ۸۲۹ ... ۸۳۰ ... ۸۳۱ ... ۸۳۲ ... ۸۳۳ ... ۸۳۴ ... ۸۳۵ ... ۸۳۶ ... ۸۳۷ ... ۸۳۸ ... ۸۳۹ ... ۸۴۰ ... ۸۴۱ ... ۸۴۲ ... ۸۴۳ ... ۸۴۴ ... ۸۴۵ ... ۸۴۶ ... ۸۴۷ ... ۸۴۸ ... ۸۴۹ ... ۸۵۰ ... ۸۵۱ ... ۸۵۲ ... ۸۵۳ ... ۸۵۴ ... ۸۵۵ ... ۸۵۶ ... ۸۵۷ ... ۸۵۸ ... ۸۵۹ ... ۸۶۰ ... ۸۶۱ ... ۸۶۲ ... ۸۶۳ ... ۸۶۴ ... ۸۶۵ ... ۸۶۶ ... ۸۶۷ ... ۸۶۸ ... ۸۶۹ ... ۸۷۰ ... ۸۷۱ ... ۸۷۲ ... ۸۷۳ ... ۸۷۴ ... ۸۷۵ ... ۸۷۶ ... ۸۷۷ ... ۸۷۸ ... ۸۷۹ ... ۸۸۰ ... ۸۸۱ ... ۸۸۲ ... ۸۸۳ ... ۸۸۴ ... ۸۸۵ ... ۸۸۶ ... ۸۸۷ ... ۸۸۸ ... ۸۸۹ ... ۸۹۰ ... ۸۹۱ ... ۸۹۲ ... ۸۹۳ ... ۸۹۴ ... ۸۹۵ ... ۸۹۶ ... ۸۹۷ ... ۸۹۸ ... ۸۹۹ ... ۹۰۰ ... ۹۰۱ ... ۹۰۲ ... ۹۰۳ ... ۹۰۴ ... ۹۰۵ ... ۹۰۶ ... ۹۰۷ ... ۹۰۸ ... ۹۰۹ ... ۹۱۰ ... ۹۱۱ ... ۹۱۲ ... ۹۱۳ ... ۹۱۴ ... ۹۱۵ ... ۹۱۶ ... ۹۱۷ ... ۹۱۸ ... ۹۱۹ ... ۹۲۰ ... ۹۲۱ ... ۹۲۲ ... ۹۲۳ ... ۹۲۴ ... ۹۲۵ ... ۹۲۶ ... ۹۲۷ ... ۹۲۸ ... ۹۲۹ ... ۹۳۰ ... ۹۳۱ ... ۹۳۲ ... ۹۳۳ ... ۹۳۴ ... ۹۳۵ ... ۹۳۶ ... ۹۳۷ ... ۹۳۸ ... ۹۳۹ ... ۹۴۰ ... ۹۴۱ ... ۹۴۲ ... ۹۴۳ ... ۹۴۴ ... ۹۴۵ ... ۹۴۶ ... ۹۴۷ ... ۹۴۸ ... ۹۴۹ ... ۹۵۰ ... ۹۵۱ ... ۹۵۲ ... ۹۵۳ ... ۹۵۴ ... ۹۵۵ ... ۹۵۶ ... ۹۵۷ ... ۹۵۸ ... ۹۵۹ ... ۹۶۰ ... ۹۶۱ ... ۹۶۲ ... ۹۶۳ ... ۹۶۴ ... ۹۶۵ ... ۹۶۶ ... ۹۶۷ ... ۹۶۸ ... ۹۶۹ ... ۹۷۰ ... ۹۷۱ ... ۹۷۲ ... ۹۷۳ ... ۹۷۴ ... ۹۷۵ ... ۹۷۶ ... ۹۷۷ ... ۹۷۸ ... ۹۷۹ ... ۹۸۰ ... ۹۸۱ ... ۹۸۲ ... ۹۸۳ ... ۹۸۴ ... ۹۸۵ ... ۹۸۶ ... ۹۸۷ ... ۹۸۸ ... ۹۸۹ ... ۹۹۰ ... ۹۹۱ ... ۹۹۲ ... ۹۹۳ ... ۹۹۴ ... ۹۹۵ ... ۹۹۶ ... ۹۹۷ ... ۹۹۸ ... ۹۹۹ ... ۱۰۰۰

Marfat.com

طرب آن قدر صرفِ مهتاب شد
که از پرتوش غصّه سیماب شد

زجامِ تو مهتاب می زد مگر
که مستانه افتاد بر بام و در

بنازم بآن نرگسِ نیم خواب
بمهتاب در جامِ کن آفتاب

نشین ماه را در مقابل بناز
اگر روی سازد چه شد گو بساز

چو طاؤسِ مینا کنی جلوه گر
ز روی گشاد از شعاعش قمر

شبی را که روزی بتابد برآن
برندازی سر دیگران

ز شوقت همین از سحر پرده تاب
ز لب آرزو می پرد چشم خواب

بیا ساقی ای جبهه ات صبح کام
ازان رشکِ خورشید ریزم بجام

۱۸۰ب که چون در هوایت ز طوفانِ شوق
شود گریه شمعِ شبستانِ دوق

به هنگامهٔ گریه چشمِ پر آب
شود بحر گر در ره شام خفت

زند آفتاب از در و بام بخت
کشد از جبین عنبر سحر بجوز

چو شامم بر آید به گفت نمود
شب تیره بق زلف نمی

بغیر از غمِ تو نماند غمی
که کند کرهٔ خانه بستم

صداع خمارم مستیم
کشایش بمهتاب ساغر کشم

شب غصّه را پوست از برکشم
کشد بحر پرتو از شامِ من

بده ساقی آن شمعِ ساغر فگن
فغنی و ساقی و ما و شمات

مریضم غریبم مروّت کجاست؟

---

۱ آ: پرتوش ۲ ق: نور تو ۳ ق: [illegible] ۴ ق: [illegible]
(روی) ق: روق ۵ آ: [illegible] ۶ ق: [illegible] ۷ ق: [illegible]
۸ آ: [illegible] ۹ ق: [illegible]
۱۰ آ: [illegible]

Marfat.com

تو یک شربتِ آبِ انگوره | تو انگشت بر نبضِ طنبوره ۵

سرت گردم ای مطربِ خوب روی | که مرغوله خوانی و مرغوله موی ۵
ز رخسارِ خود پرده یک گوشه نه | بمی شاهد نغمه در پرده نه
صبا برزد از جیبِ نوروز سر | بهارِ گل و نغمه آمد دگر
ز غم قامتِ بی نوایان دوتاست | قدت باد چون قولِ عشاق راست
بجانم ز دوهرِ مخالف نواز | بزن بر حدیهای راهِ حجاز
(۱۸۱ آ) پی عندلیبانِ دارالسلام | توانی ز تارِ نفس بافت دام
می لاله گون بر دو دیدت بسر | نباشد چرا نغمه رنگین و تر
بده نغمهای ترم سر بمغز | بگو پای عقلِ سبک سر بلغز
شود بافتِ باحسن چون نقش و صوت | نماز ورع را کند نغمه فوت
ز رخ طعنه در کارِ خورشید کن | ز دف حلقه در گوشِ ناهید کن
چو با عارضت دف مقابل شود | دلِ ماه داغ از جلاجل شود
چنین در پی دف چو داری نگاه | شود چنبرش هالهٔ دورِ ماه
دفت گر ز اشکم کشیدست نم | ز دل آه سوزان بر آرد علم
مکن ظلم بر گوشِ اربابِ راز | صدف را پر از گوهرِ نغمه ساز
ز چرخِ جفا پیشه احسان مجوی | مروّت ندارد بدستان بگوی

۱ه در آتشکده فقط: دو (بجای تو) و ترتیب مصرعین منعکس ۲ه عنوانش در خ و مع: خطاب بمطرب ۳ه در خزانه فقط: مرغوله
۴ه خ مع: بلی — به (بجای نه) ۵ه خ: کل نغمه آمد ببر، مع: گل نغمه آمد دگر،
۶ه ا مع: بافت، خ نع: یافت — ن مع: حسن صوت (بجای نقش و صوت)،
۷ه آ: آه داغ، تصحیح از روی خ و مع ۸ه در مع فقط: جبین، — آ: چه (بجای چو)
۹ه آ: رخت، تصحیح از روی خ و مع،

Marfat.com

بعزّت ترنّم برای که برد
که در کامش آخر بخواری نمرد

نگو سازِ ناهیدِ او جان فزاست
که تارش ز شریانِ اهلِ وفاست

بیار اصفِ نغمه پردازِ چنگ
که چنگیز غم می زند طبلِ جنگ

بیا مطربا پرده ساز کن
طرب می رود اینک آواز کن

فرو کوب مستانه راهِ سماع
که دارد دلم دستگاهِ سماع

(۱۸۱ب) کسی را که گردون نهانبون نواخت
قدش را زبارِ بلا چنگ ساخت

چونی هرکرا دیده گردیده باز
چو طنبور در پرده گفتست راز

مغنّی بیا زخمه بر تار زن
که می پیچد از غصّه رگهای تن

بیا از درِ چاره سازی درآی
زمانی بخاطر نوازی درآی

کسی گشته رقّاص در انجمن
که دستی فشاندست بر خویشتن

برای تماشا نظر پرورش
که چون من نهم بر سرِ خویش پای

بکش از جبین پرده برگش خروش
که چون نی سراپا شدم چشم و گوش

صفیرنی و قلقل می خوش است
یکی قیل و قالِ ورع طی خوش است

بیا ای نوا ساز پژمرده پی
ز خویشم همی ساز و بردار نی

ز افسردگی مرده عیش و سرور
ز نی صور در دم اپی حشر سور

۱ه این بیت را در ق و م ندارد ۲ه م ع (صفا): بزدار ـــ در م ع از این موضع سه بیت بعد از «بیا از درِ چاره سازی درآی» آورده است. ۳ه در این نقطه پرده [illegible] میان ص ۳۱۲ و ۳۱۳ (ده توپ [illegible] آب [illegible] ده [illegible]) و این بیت در آنجا که دو بیت را آورده است ـ در ل و ق و م نیست یعنی ـ بیا ساقی آن درد پرور شراب [illegible] ۴ه ق: بی ۵ه ازدی ع: آزینی ۶ه آ: غلغل ـــ [illegible] قال ۷ه لذا در آ و ق امّا در م ع: برگرده ـــ [illegible] ۸ه بعد این بیت در ق و م بیتی را افزوده

Marfat.com

اگر نَ دَمَد باد بر آتشم
بسوزد تر و خشک در آتشم

اگر نَ نهد آتشم در نهاد
دهد لعبتِ شعله را رقص یاد

در اوجِ توجه دلم پر زند
ز هر موی صد بال و پر سر زند

ز سر بر کشم کهنه دلقِ وجود
بیفشانم از خویش گردِ نمود

زنم دست و پایی براهِ وصال
سرِ عیش و غم را کنم پایمال

(۱۸۲ ا) مغنّی بیاور دو بر دار عود
که از مجمرِ غم جگر خورد دود

بزن نغمه بر تارِ بی احتیاط
که خواهیم آسان گذشت از صراط

شود چنگِ رحمت چو در حشر ساز
کند معصیت رقص از پردی ناز

بیا ای مغنّی سرودی بکش
ز چشمم بهر قطره رودی بکش

خوش آنکس که در زیرِ چرخِ کبود
بهم جمع کرد دست رود و سرود

شدم پایمالِ هجومِ ملال
بدستِ کرم گوشِ قانون بمال

بیک نغمه بنواز گوشِ مرا
به برمزدِ کالای هوشِ مرا

فغانی که راهِ فغانم گرفت
گرفتی که غم تارِ جانم گرفت

چو ساقی کند صاف صافت بکار
تو هم نغمهٔ انتخابی بیار

چو سیرِ مقاماتت منظور ماست
غزل خوانیی گر شود خوش بجاست

غزل

براهِ غمت پا ز سر ساختیم
ز هر موی صد بال و پر ساختیم

۱ه درخ فقط: زند ۲ه تا: زند آتشم در، مع: نهد آتش اندر — مع: دهم (بجای دهد) — — آ: باد، تا: باد، خ مع: یاد ۳ه خ مع: در مجمر دل جگر گشته عود ۵ه آ: کوش، مع (صد۲)، خزانه: مزد، ۴ه آ: کز خویشم تصحیح از روی خ و مع ۵ه این بیت را در خ ندارد ۶ه آ: کوش، تصحیح از روی خ و مع و خزانه، ۷ه در مع فقط: صاف — در خ و مع بعدش بیتی را افزوده ۸ه در مع فقط: مقالات (مقالات نسخهٔ حاشیه)

Marfat.com

نداریم با آنکه پروای سر — برای تو با دردِ سر ساختیم
دل از راحتِ[1] مرهم آسوده شد — که زخمِ تو حرزِ جگر ساختیم
خوشت باد ای تلخکامی خوشا![2] — که ما زهرِ خود را شکر ساختیم
بنقص آمدیم از طریقِ کمال — همه عیبها را هنر ساختیم
(۱۸۲ب) نبودیم مردِ اراجیفِ عقل — خبر را چو خود بی‌خبر ساختیم[3]
دعا داشت چشمی بر انفاسِ ما — اثر را دهانِ[4] اثر ساختیم
بگو شوق یک چند آسوده شو — که ما صبر را پرده در ساختیم
غزالی ز صحرای[5] جان می گذشت — کمندش ز تارِ نظر ساختیم
چه خوش می زند غلط[6] ایمانِ ما* — بلی زهد و تقوی سپر ساختیم
ظهوری ازین توبه درهم مباش — که با ساقی عشوه گر ساختیم

بیا ساقی ای خصمِ زهد و صلاح! — که از توبه پوشیده تقوی سلاح
بیاور ز پیشینه بزاهدی — ببر در فگن اطلسِ شاهدی
بده آن ساغرِ توبه خوار — که از زهد و تقوی برآرم دمار
کسی را شود بگرمی نامزد — که کابین دهد عقل و هوش و خرد
بیا ای ز لعلت شکر را نمک — نگاهت سیاهِ بلا را پناه
اسیرِ خم و کاکلِ شوم — هلاکِ نگاهِ تغافل شوم

---

۱ خ تع: آفت ۲ خ: برو ع: بده ۳ خ ع: ز ۴ خ: دهانی ۵ خ: ز
موضع افزوده ۶ خ ع: دزدی ۷ در ق غلط: بصورتی (یا بصورتی) که بجای شین نقطه دارد
۸ خ: غلط ایمان خون ع: غلط ایمان خون ۹ در ق (ص ۴۲) بعنوانش: خطاب بساقی دارد
و بجای به، ۹ ه در ا فقط: نگاه و

Marfat.com

سر[1] انداز شد زلفِ سنبل شکن — که گاهی سری می نهد بر قدح
بنازم بآن نرگسِ پرخمار — که مستی نهاده سرش بر کنار
نماندست پیش تو تابِ نشست — که رفته نگاهم[3] چو کارم ز دست
(۱۸۳) کسی را خدا بخت بیدار داد — که هر صبح چشمی برویت کشاد
فرو کرده[4] باختی در جگر — نباشد چرا چشمِ گلبرگ تر
هوس را فتد ساغرت[5] گر بدست — تواند سر و دستِ حسرت شکست
رسانی چو نوبت بدردی کشی — نهانی ز اهلِ هوس لب چشی
سخن گر درآید ز بوس و کنار — طلب مست گردیده معذوردار
بتادیبِ گستاخ رویانِ خویش — اگو برزند غمزه[6] دامانِ خویش
ز آرامی افتاد آرامِ من — اگر رنجیستی شوق در جانِ من
شرابِ[7] دمِ صبحِ* روزِ وصال — از کیفیتِ حالِ عزست فال
لبم نعل از آن می در آتش[8] نهاست — که از خونِ یاقوت خاکش بباست
نمی روید غیر شکر[9] ز کام — که از التفاتِ تو دارم بجام
شرابِ[10] کهم آزار بسیار هش — شرابِ طمع سر برِ حرص کش
شرابِ[11] نظر بازِ ساقی گزین — شرابِ طرب پرورِ[12] خوش نشین

---

۱ در مَ این بیت حذف است و در آ مشکوک، — آ: شبه، خ مَ: شبخ — مَ: کشد، خ مش متن ۲ در مَ فقط، در ۳ آ: بکامم، تصحیح از روی خ و مَ ۴ این بیت در مَ محذوف و در آ ممسوخ و باحلامت محو این طور درج شده ـه خردن کردن تا ختی درجگر نباشد ترا دیده کلبرگ تر تصحیح از روی خ و مَ (در خ دیده بجای چشم) ۵ خ مَ بساعدت ۶ آ: غم ز، تصحیح از روی خ و مَ ۷ در مَ فقط شراب و دم صبح و — آ: عزاست فال، مَ: عزست فال، خ مَ: عزل است قال ۸ مَ: به ۹ خ مَ: شکرت ۱۰ در مَ فقط (ص۴۳)، شرابی (در بر و مصراع) — مَ: هوش (بجای هُش) و کوش (بجای کُش)

Marfat.com

شرابی زمینِ حسین باغ کن
شرابی که طوبی رساند ز خس
باین تلخی و خوشگواری شراب
(۱۸۳ب) گوارا نباشد شکرآن چنان
درون و برون از تو گردیده مست
نظر سویم از لطف انداختی
بستی دُرِ خنده چون سُفته ام
ز اندیشه بیش و کم فارغم
ردای ریا چیزِ خلق نیست
ندارد وبالِ طمع کوکبم
گرانِ جان ز سودای او نیستم
نه فخرم بر اطلس نه عار از پلاس
نه امیدِ لبم زهرِ قند کسی
بشوری بدشتِ جنون آمدم
زدم در محبّت بپا تیشه
خراشنده شد ناله آه آنچنان
شد آن توبه حاصل که در پیشِ جمع

شرابی عقیقِ یمن داغ کن
شرابی که سازد همه از مگس
ندیدست جمشید هرگز بجوا
مگر ریختی زهرِ چشمی بر آن
نمی آیدم شکرِ لطفت ز دست
چو من اکمی را کسی ساختی
پیامِ تهِ دل لبم گفته ام
ز حمّالی ارغم فارغم
بُتِ عجب در پرده دلقی نیست
ندارد عذابِ خوشا بیم
بهنگامه طعنه گزیدم
نه عاقه شناسم نه خویی ز
نیم زیرِ ساطورِ پندی
که از رشکِ مجنون برون آمدم
که می خواست فرهاد همیشه
که بلبل من و گذارد فغان
چو پروانه گیرم گریبان شمع

(بقیه حاشیه صفحه ۳۱۶) ۱۱ مع: شرابی (در هر دو مصراع) ۱۲ آ: سرو ... ز ...
(حاشیه صفحه ۳۱۷) ۱ ب ش درفقط خ افزوده: تو و خواند ... ۲ مراد نظر باتماشای او سراپای او چون سراپای ... ۳ مع: ... ۴ این بیت را در خ مع ندارد ۵ خ مع: ... ۶ آن: خراشنده ...

Marfat.com

پُر از لالہ[1] سازم گریبانِ باغ
فشانم چو خونابِ دامانِ داغ

(۱۸۴ا) ز شورابۂ چشمِ حسرت فشان
کنم گر سمن دانہ گر ارغوان

جگر از غمِ مرہم[2] آزاد شد
کہ از غمزہ دل نشتر آباد شد

بمرہم نباشد دلم را نیاز
کہ بر چیدہ زخم از دمِ تیغِ ناز

نگیرد اگر زنگ مرآتِ جان
کہ زد صیقلش گوشۂ ابروان[3]

چہ گلہا کہ راحت بدامان کند
چو داغِ تو سر در گریبان کند

بمسجد نیارم دلِ داغ داغ
کہ نذرِ خرابات شد این چراغ

ز جورِ تو گردن نیارم کشید
خدا از برای تو ام آفرید

چو در کارِ من عقل کردی خلل
بحکمِ تو معزول شد از عمل

مرا نیست در کارِ خود اختیار
نشستم تماشا کنان بر کنار

نگاہی! اگر عقل دیوانہ نیست
شرابی! اگر گریہ مستانہ نیست

خبر دارم از خویش، بنمای روی
ندارد نمک زخم حرفی بگوی!

ز سودای کون و مکان غافلم
سمین! تو دارم[4] دلی* عاقلم

بساقی گری گر کند جلوہ حور
ز دستش نگیرم شرابِ طہور

نگاہم ز روی[5] تو گردیدہ مست
پری گر دہد می خورد پشتِ دست

بہ بوی گلی گر بگلشن روم
نگہ کی رود پیش اگر من روم

(۱۸۴ب) کدامست جنت[6] چو کوی تو ہست؟
چہ نامست سنبل چو موی تو ہست؟

اگر ماہ گیرد ز روی تو تاب
کند مہر را ذرۂ خود حساب

طرب را زمانی نباشد کمی
کہ باشد غمت مایۂ خرمی

---

[1] این بیت اورخ و مع ندارد. [2] آ: برہم، تصحیح از روی خ و مع. [3] آ: صیقل، تصحیح از روی خ و مع (ص ۳۲۹).
[4] خ: دارد دلِ، مع: دارم سری. [5] خ مع: چشم. [6] آ: حسنت، تصحیح از روی خ و مع.

Marfat.com

دهی زهر از رشک چون شد شکر
زنی زخم مرهم فتد از نظر

روان پرور ابر است آزار تست
کل دیگران بندهٔ خار تست

سرت گردم ای ساقی بی بدل
ز کارم دگر برده شوق غزل

[غزل]

ز گل عار دارد گریبان ما
در آویخت خاری بدامان ما

نسیم بهار محبت وزید
سمن می فشاند مغیلان ما

کمر بسته هر گوشه صد نو بهار
بدهقانی باغ زندان ما

نشسته برجبهٔ آب و گل
غبار ره شام هجران ما

نهد جوش در سینهٔ آفتاب
شرار چراغ شبستان ما

اثر پای کوبان در آید ز در
چو شد ساز قانون افغان ما

توان این زمان درد را درد گفت
که درمانده درمان بدرمان ما

نیاورد هیچ جز جگرتشنگی
بسر چشمهٔ آب حیوان ما

زند جوش صد چشمه از هر قدم
سرشکست خضر بیابان ما

(۱۱۵) زیان خواهی می فروشد بسود
ز سودای کالای دکان ما

نگردد حرف آشنایان زندگی
که از ما ستانند تا وا ستان ما

در آئینه رنگ عشق کرد
جلا پروری چشم حیران ما

بزد سیل خون بگر چاکها
برای سراپای میدان ما

ز آسیب مرهم برون آمدی
زیان ماند زخم نمایان ما

۱ب: روان پرورا ۱ه خ: غزل خ: غزل سرائی ۳ه د خ فقط: ز درمان ۴ه خ ن خ:
(۱۱۵) در ۵ه ر: رمان ۶ه د فقط خ این بیت با بیت سابق تقدیم و تاخیر دارد

Marfat.com

لباسی ملامت ننگی نداشت | که سر بر نکرد از گریبانِ ما
ظهوری دگر راهزن زلفِ کیست | که زنّار می بندد ایمانِ ما

بیا ساقی ای دین و ایمانِ من | فدایت دل و جانِ من! جانِ من
ازان قرمزی آب خواهم بدست | که زردشت ازو گشت آتش پرست
بقم در زمین جبینم بکار | که نیلی است از سیلی روزگار
ز رخساره ام گردِ زردی بشوی | که از خاک سر بر کنم سُرخ روی
بساغر کن آن آبِ آتش مزاج | که رنگش ز یاقوت گیرد خراج
بمن ده که از صدمهٔ گیر و دار | نهم باج بر گردنِ روزگار
بیا ساقیا سخت افسرده ام | چه افسرده و اغفلتا مرده ام
بنانم زند زندگی قرعهٔ | بدستِ کرم گر دهی جرعهٔ
(۱۸۵ ب) بیا ای طبیبِ مرضهای دل | بجامی علاجِ غرضهای* دل
مریضم، ازان باده خواهم علاج | که کار دگل جان بباغ مزاج
بده می که در آب گیرم گلی | که سازم پی روح سر منزلی
خناقِ غمم بسته راهِ نفس | ندارم بغیر از تو فریادرس
ز آهم رخِ روز شد در نقاب | سرت گردم ای ساقی آفتاب!
سیه روز از دودِ این گلخنم | بساغر کن آن بادهٔ روشنم
که آهی اگر در مقابل نهد | ز مژگانش خطِّ شعاعی جهد

---

۱ عنوانش در مع: «خطاب بساقی» (در خ ابجای بیا)
۲ در خ فقط «را» کرد ۳ ا ب ج ـــ ا: نیلست، خ مع خزانه: نیلی ۴ در خ فقط: صدمت ۵ در خ و مع بعدش بیتی را افزوده ۶ خ: علاجی غرضهای، مع (ص ۳۶): علاجی عرضهای ۷ در خ و مع این بیت را بعد «بنانم زندگی قرعهٔ الخ» آورده است، ۸ در خ فقط: دمد،

Marfat.com

زپیری ضعیف است بازوی حال — سرت گردم ای ساقیِ خوردسال!
جوانی هوس[1] کرده ام از عصیر* — که گردیده[2] بالغ ز دهقانِ پیر
بدستم ده آن رنگِ یاقوت را[3] — که سازم جوان عقلِ فرتوت را
سرت گردم ای ساقیِ سرگران — بتابان دمی کوزهٔ[4] ارغوان
بیاور[5] ازان جنسِ نقد آزمای — که گوگرد احمر نگوید[6] کجاست
بیار آبِ رز آتشِ خام پز* — که گوآب[7] رز آتشِ خام پز
بمغزم رسان شعلهٔ جام را — کرم کن بجوشانِ من خام را
بده[8] ساقی آن بادهٔ عقل کوش — که مغزِ سخن را درآرم بجوش
سخن را کنم صاحب اعتبار — ز مدّاحیِ صاحبِ روزگار
بهار آورم بهرِ باغِ بیان — ز تعریفِ خُلقِ خدیو زمان
نهم[9] مغز در استخوانِ خیال — بتوصیفِ خوانِ جهانِ نوال
چو[10] عیشم ازین شعر تر کام یافت — بتوفیقِ الله اتمام یافت

---

۱ خ: طلب کرده ام زان ' مع (ص ۴۶) خزانه : هوس کرده ام زان

۲ خ مع خزانه : گردیده بالغ از عقل ' را ' ما در خزانه و مع گردید ' و ازو ' در خزانه و آنان در مع) ۳ مع خزانه : رشک — در مع فقط : ندارد ' ۴ خ مع : زنی آو : دمی ۵ خ مع : بساغر کن آن ۶ مع : گوئی ' خ : گوی ۷ خ ' از آتش جام پز ۸ در خ

(غلط است :

فقط : خام (غلط است) ۹ این بیت و بیت تالی در خ و مع ندارد ' و بجای این ها بیات ذیل آورده است

بیا ساقی ای زینت انجمن — که در بزم با تست روی سخن
بساغر کن آن یاقوت طرف گوی — که گویم غمهای خورشید روی
ز رویت دهم کشت اندیشه آب — که در دزدهٔ خرمن کنم آفتاب (در مع ... ی بجای رویت)

۱۰ خ مع : کشم — در سوال (بجای نوال) ' نصیح از روی خ و مع ۱۱ بجای این بیت در خ و مع بیتی دیگر آورده است یعنی
دهم انتظام مهام نهی (احکام ایام بر آن شهی (در خ شهی بجای نهی)

Marfat.com

ذکر

میرزا ابوتراب بیگ فرقتی[1]

جوان مستعد تمام عیاری بوده، در اوّلِ جوانی پارهٔ شعر گفته و فرقتی تخلص کرده و اکثر آن اشعارِ او خالی از رتبهٔ نیست، در آخرها شعر کم گفته چرا که فلونیای[2] گذرانده و کیفیّتِ افیون او را مغلوبِ خود ساخته بود، فامّا در هر وقت هر جا که گل و بلبل بسته بسیار خوب واقع شده چنانچه ازین چند بیت ظاهر می شود

بیت

ز شور بلبلم آگاه نگشت معلوم | که گل چیدن کم از خون کردنی نیست*

وله

بس که داغِ سینه ام را گل تصوّر می کنند | در گلستانم ز شورِ بلبلان آرام نیست

وله

بگرد غیر گشتن بهرِ یارِ خود عجب نبود | چو گل بر سرِ نرگس، بلبلش بر گردِ سر گردد[3]

وله

مشو در هم ز آه و نالهٔ بسیارِ ما ای گل | که عاشق همچو بلبل هر چه دارد بر زبان دارد

---

[1] در فهرست کتابخانهٔ دیوان هند (مخطوطات فارسی) عمود ۸۳۱ این لفظ را فرقتی با کسر نوشته، معلوم نیست بچه دلیل، و همو آزاد (ص ۲۰۲) مذکور است که از صادقی بیگ نقاش اصفهانی التماس تخلص کرده بود، او چهار تخلص بخویش نمود، ازانها فرقتی پسندش افتاد، امّا بقول ریو (سپلیمنٹ ص ۲۰۲) بسبب غلبهٔ افیون نوبت این نیامد که تخلص مجوز صادقی را در شعر آورد، صاحب منتخب الاشعار (فهرست کتابخانهٔ بادلی عمود ۲۴۹ نمره ۴۷۹) اوّلاً کامی تخلص می کرد آخر به فرقتی قرار داد، دیوان او در کتابخانهٔ موزهٔ برطانیه و دیوان هند محفوظ است، صاحب مخزن الغرایب

Marfat.com

نام پدرِ میرزا ابوتراب بیگ خواجه (۸۶ اب) علی است و مولد خواجه از انجدان
دانکوان است و این موضع قصبه ایست میانِ کاشان و قم واقع شده، در ایّام
سلطنتِ جم جاه انجم سپاه، شمع دودمانِ نبوی، شاه سلطان محمد صفوی وقتی که
ولی جان خان ولد محمد خان ترکمان حاکم دار المؤمنین کاشان بود او نیز در انجا وزیر
باستقلال بود، امّا تولّدِ میرزا ابوتراب در قزوین واقع شده، بعد ازانی که سنّ
رشد و تمیز رسید در خدمت پدر بسر می برد چون پدرش در کاشان فوت شد
پارهٔ سامان از پدر میراث با بوتراب بیگ رسید همیشه وقتِ خود خوب می گذرانید
مدّتی در دار الموحّدین قزوین و چند گاه در کاشان بسر برد پس بسیر خراسان رفت
و بسعادتِ زیارت روضهٔ مطهر منوّر اقدس مقدّس امام الانس و الجنّ علی بن موسی
رضا علیه التحیة و الثنا مستسعد گردید، گویند که در هری چند روز با نادرهٔ عصر خود
ملک الشعرا خراسان میرزا فصیحی صحبت داشت باز بعراق عود

(از بقیه حاشیه صفحه ۳۲۲) می گوید که اشعارش همواره با نمکی است ۲ه که قصبات (که خطاست) در هر دو نسخه می گوید، قصبهٔ قمرود و قصبهٔ قوی
است مسکن ایشان و بزرگ البیخ ابرقانی است، نیز به تنقیح عالم آرای عباسی صفحه ۱۵۶ س ۱۱ (بعد) و تزوک جهانگیری صفحه ۱۵۱ (بعد) نیز
رجوع کنید به حواشی ۳ه کذا بخط در مخزن الغرایب ۴ه در همین معنی بیتی از ... آتشکده (ص ۲۲۳) و منتخب الاشعار منقول
است که هر گونی همچنین گلی از باغ دیده سرمی زند مرغ روح بلبلی گردد بگرد شش پری زند (منتخب ... باغ بجای ... باغ)

حاشیه صفحه ۳۲۳

۱ه در منتخب الاشعار گفته است که فتحی پسر میرزا صبی خان انجدانی است که چند سال نیابت
کاشان مدتی ممتاز بود ۲ه سلطان محمد پادشاه ابن شاه طهماسب اعظم از سنه ۹۸۵ تا سنه ۹۹۶ فرمان روای ایران بود
۳ه در عالم آرای (صفحه ۱۶۳ س ۲۲) می گوید که کاشان از طرف بادشاه به پیشکش محمد خان ... ملقب ترکمان ...
۴ه نقاد سرو آزاد ابوتراب ... جوشقانی المولد و کاشانی المنشا گفته است و بیتی شاهد آورده که ...
تذکره اورا انجدانی گفته اند و هیچ کس ذکر نکرده که تولّدش در قزوین واقع شده و صاحب آتشکده دانسته است که چون در کاشان نشو
و نما یافته مشهور بکاشی شده، جوشقان نام دیهی است میان اصفهان و کاشان در راه ۱۰۲ اهـ قول صاحب هفت اقلیم که
اعمال کاشان است،

Marfat.com

نمود[1]

برای ارباب هنر پوشیده نماند که این کمترین در سنه ست عشرین والف در لاهور از عزیزی که بایشان نسبت خادم محذومی داشت وتازه از عراق آمده بود شنید که گفت امسال در صفاهان میرزا ابوتراب از عالم رفت، والعهدة علی الراوی[2] (۱۸۷ل) ساقی نامه را بروش ترجیع گفته، الحق که خوب گفته است

ترجیع بند میرزا ابوتراب

ساقی بده آن باده که ماه شب تار است — آن باده که گلگونه رخسار بهار است
آن باده که چون قطره باران بهاری — شوینده گرد از رخ گلهای عذار است
آن می که زبس روشنی از سینه مستان — چون شعله فانوس عیان در شب تار است
آن می که زعکسش بدن مست پس از مرگ — گوئی که بدخشان به تهِ سنگ مزار است
در مجمع اجسام نشاط دل وجسم است — در مجلس ارواح گل جیب وکنار است
آن شعله که بر وی چو فتد پرتو خورشید — گوئی که بر آینه خورشید غبار است
ما گل نشناسیم که پیش نظر ما — خاک می گلرنگ به از خون بهار است
ماخشک لبان تشنه دیدار شرابیم — چون کاسه ما گشت تهی خانه خرابیم

ساقی بده آن شمع سراپرده جان را — آن شعله که از عکس کند شعله دخان را
چون سینه عاشق سر انگشت بسوزد — گر دست به پهلوی نهی شیشه آن را

[1] آذر می گوید که او وزیر سرکار مقصود بیک ناظر بیوتات سرکار خاصه شریفه بود، در اکثر تذکره ها او را در زمره قافیه سنجان عتبه شاه عباس شمرده اند، مثلاً در سرو آزاد و خیر البیان (ریو ص۲۰۲) و مخزن الغرایب وغیره،
[2] آ: نسته — در تاریخ وفات ابو تراب هیچ اختلافی بنظر نیامده،

Marfat.com

آن مهر که گر پرتوش افتد بمعادن
یاقوت کند پارهٔ سنگ یرقان را

در جدول اگر عکسِ گلِ چهرهٔ اش افتد
بر خارِ چمن شعله کند آبِ روان را

تا حشر از و لالهٔ بی داغ بروید
زین باده اگر آب دهی لاله ستان را

(۱۸۷ ب) آن باده که تسکین بگهِ بروزِ نامش
در چشمهٔ خورشید بشویند دهان را

آن باده که مازندهٔ جاوید ـ انیم
گو مرگ در آغوش بکش شاهدِ جان را

ما خشک لبان تشنهٔ دیدارِ مشراییم
چون کاسهٔ ما گشت تهی خانه خراییم

ساقی بده آن باده که خونِ دلِ گانست
آن می که چو جان در بدنِ شیشه نهان است

آن شعله که در دیدهٔ گم گشته رهش
چون آتشِ طور از شجرِ تاک عیان است

آن باده صافی که ز جامش بتوان دید
هر راز که در سینهٔ افلاک نهان است

شمعِ نمکینِ شیشه که چون چهره برافروخت
پروانهٔ جان گرد سرش طیرانست

روشن گر آئینهٔ عیشِ دلِ ما شد
زان می که ز نورِ رخش شعله فشان است

ما طاقتِ هجرانِ می ناب نداریم
بر تشنهٔ ما بارِ شبِ جمعه گران است

محمود چو در محکمهٔ حشر در آییم
اوّل سخن از دعوی عفو رضا ان است

ما خشک لبان تشنهٔ دیدارِ مشراییم
چون کاسهٔ ما گشت تهی خانه خراییم

مطرب بنفسی همدم تنها دگران شو
از باده لبی تر کن و مستانه بیفشان شو

در بزم دراو ز هلال سر ناخن
بر همزن هنگامهٔ باده شکنان شو

(۱۸۸ ا) در کینهٔ ما چرخ بزهاد شریک است
دعویش تو هم از خم می طعنه زنان شو

۱ه این بیت را در مخزن الغرایب آورده است ، ۲ه ۱ : آورد تصحیح قیاسی ،
۳ه ۱ : ناحق (کذا) است ،

Marfat.com

چون کاسۂ همسایه بهر جام که گیری — از نغمه عوض بخش دلِ دردکشان شو
آن باده که در شیشهٔ طنبور نهان است — در جرعهٔ تاثیر کن و ساقیِ آن شو
ساقی نفسی شد که رخِ جام ندیدیم — چون مهر مشاطگی شاهد کان شو
بی ساغرِ می مجلس ما نور ندارد — برخیز بآوردنِ خورشید روان شو
ما خشک لبان تشنهٔ دیدارِ شرابیم
چون کاسهٔ ما گشت تهی خانه خرابیم

ساقی بده آن می که بنورِ گهرِ خویش — پشتِ شجرِ خویش شکست از ثمرِ خویش
آن باده که پروانه چو لب تر کند از وی — آویزد سر صد شمع بمقراضِ پرِ خویش
آن شاهدِ خوش که چو عارض بفروزد — خورشید تعقل بکند بر سرِ خویش
تا آفتِ چشمم بدر زاده نبیند — سوزد برِ او شعله سپندِ شررِ خویش
از جامش اگر رائحهٔ نور نگیرد — خورشید بیازار نیارد قمرِ خویش
در کاسهٔ سر مست شود عقل به اویش — خشتِ خمِ او گر نهی زیرِ سرِ خویش
در کارِ دلِ سوختگان کن می نابی — تا چند بسازیم بخونِ جگرِ خویش
ما خشک لبان تشنهٔ دیدارِ شرابیم
چون کاسهٔ ما گشت تهی خانه خرابیم

(۱۸۸) واعظ که بوطایه بهوده سرایی — در قافلهٔ اهلِ ریا هرزه درایی
مرغِ قفس شیدا که بلوطی صفت آموخت — در مکتبِ فانِ خدا لفظ خدایی
راضی شده از گل بنظر کردنِ دوری — قانع شده از باغ به پیغامِ صبایی
عمریست که تا زاهدِ افسرده اسیر است — در کشورِ ابلیس پی کسبِ هوایی

---

۱ کاسهٔ همسایه: عرف هند بهاجی (بهایم) ۲ بهارستان: ص۲۹۵ (زیر جرعه) بشیشه ۳ آ: غافله
۴ در تو: این لفظ را ندارد ۵ آ: کسب: هوای تصحیح قیاسی است، ۵ آ: نکند، تصحیح قیاسی ست

Marfat.com

چون بنده که از خدمتِ مخدوم گریزد
هر روز گریزد از ان خطّه بجایی

در گردنِ شان تا غُلِ شیطان ننماید
از غایتِ تزویر به پیچند ردایی

زین هرزه درایی دلِ ما زنگ برآورد
ساقی بده آن جامِ می زنگ زدایی

ما خشک لبان تشنهٔ دیدارِ شرابیم
چون کاسهٔ ما گشت تهی خانه خرابیم

ما دِل شدگان راچمنِ عیش مقام است
آن روضه که سرو و گلش از شیشه و جام است

باغی که زعکسِ رُخِ گلهاش مه نو
تا بر زبرِ او برسد ماهِ تمام است

آن بقعهٔ پُرفیض که از کثرتِ انوار
چون شام از انجا گذرد صبح خرام است

در میکده ساقی دلِ ما بُرد همانا
نشنیده که در صحنِ حرم صید حرام است

درویشیِ میخانه کم از سلطنتی نیست
اینجا بدلِ تاج و نگین شیشه و جام است

ساقی دلِ مفلس شدگان را بکف آور
زان نقد که اکسیرِ زناقص کام است

(۱۸۹۱) روزی که بود جام تهی در نظرِ ما
خورشید نهان در پسِ صد پردهٔ شام است

ما خشک لبان تشنهٔ دیدارِ شرابیم
چون کاسهٔ ما گشت تهی خانه خرابیم

دی مغبچه می خورد و با جام فرستاد
بهرِ لبِ ما بوسه به پیغام فرستاد

دانست که ما تشنه لبِ گریسنه چشمیم
افروخته گشت و سوی ما جام فرستاد

زان آب شرر قطره که هر جا که فرو ماند
آتش بجا شعله به پیغام فرستاد

هنگامِ گرفتاری مه صد حشرِ نو بود
عکسش بسرِ تر گیِ شام فرستاد

تا مایهٔ بردِ مهر سوی پرتوِ جامش
هر شام قمر را زپیِ وام فرستاد

هر مرغ که بنشست دمی بر سرِ آتش
صد فقرهٔ تهدید وی دام فرستاد

[illegible]

۱۰ آ: سرو گلش ۱۲ آ تا: کان، ۱۳ در تا این اشعار را ندارد،

Marfat.com

قسّامِ قضا در عوضِ عیشِ دو عالم | این قسمتِ رندانِ می آشام فرستاد

ما خشک لبان تشنهٔ دیدارِ شرابیم
چون کاسهٔ ما گشت تهی خانه خرابیم

در کوی خرابات بلا را گذری نیست | بر دردکشان خیلِ الم را ظفری نیست
میخانه سپهریست بروجش همه ناری | وین طرفه که در ساختِ او شور و شری نیست
چرخیست منوّر که طلوعِ مه و مهرش | موقوف بآمد شدِ شام و سحری نیست
(۱۸۹ ب) افروختنِ می ز فروغِ لب ساقی است | وین طرفه که بر بادهٔ نمکرا ظفری نیست
میخانه گلستان شد و خمّ کانِ گهر گشت | ساقی به کهِ فیض کم از ماه و خوری نیست
ساقی بده آن آب که در پاکی و گرمی | چون قطرهٔ او در دلِ آتش شرری نیست
آبی که چو بر آتشِ سوزنده فشانی | یاقوت صفت قطرهٔ آن را ضرری نیست

ما خشک لبان تشنهٔ دیدارِ شرابیم
چون کاسهٔ ما گشت تهی خانه خرابیم

ساقی بده آن باده که آبِ رخِ نوراست | آن آب که گوئی خلفِ آتشِ طوراست
آبی که بدل گرمی آن موی تنِ مست | در فصلِ زمستان بدلِ موی سموراست[1]
آن باده که در خمّ چو زند جوش تو گوئی | صد شعلهٔ افروخته در حبسِ تنوراست
در جامِ می و ساغرِ خورشید توان دید | جرمی که در آیینهٔ خورشید و بلوراست
ساقی بده آن آبِ فرح بخش که یادش | در حلقهٔ ماتم زدگان مایهٔ سوراست
مستی که شبی می نخورد صبر و قرارش | چون بندهٔ عاصی به شبِ اوّل گوراست
در ساغرِ خمّار ضروری ست می ناب | زان گونه که در کاسهٔ سر عقل ضروراست

ما خشک لبان تشنهٔ دیدارِ شرابیم

[1] آ: تمور، ر: سمور،

Marfat.com

چون کاسهٔ ما گشت تهی خانه خرابیم

(۱۹۰ا) ساقی چو مه روی تو را در نظر آریم | گوئی که سر از روزنِ خورشید بر آریم
نورِ بصر از مهر بدریوزه بگیریم | تا حسن سراپای ترا در نظر آریم
از فیضِ تو رونق شکنِ دُرِّ یتیم است | هر دُر که ز دریای تفکّر بدر آریم
در ذایقه و سامعه بس نوش گوار است | چندانکه ز بستانِ طبیعت ثمر آریم
چون فکر بدریوزه فرستیم سوی چرخ | بس تحفه که از ملک قضا و قدر آریم
از تلخ عدو ذوقِ طبیعت نشود کم[1] | بر حنظلش از تنگِ شکر صد حشر آریم
تا جرعه بجامِ مه و خورشید فشانیم | آن لحظه که با ساقی و ساغر بسر آریم

ما خشک لبان تشنهٔ دیدار شرابیم
چون کاسهٔ ما گشت تهی خانه خرابیم

هر چند که در حلقهٔ احباب نشستیم | گوئی که کتان پوش مهتاب نشستیم
دیدیم که از صحبتِ ما سخت ملولند | گر پهلوی این طایفه در خواب نشستیم
شد عمر به تلخی ز کف از بس که به هر دم | در مرگ وفاداریِ احباب نشستیم
تا ژاله صفت لطمه خور بحر نگردیم | چون قطرهٔ نیسان به تهِ آب نشستیم
چون مردم چشم از همه کس گوشه گرفتیم | بر خونِ دلِ خود همی ناب نشستیم
کردیم می صاف ز خونِ جگر خویش | آسوده ز دردِ سر احباب نشستیم
(۱۹۰ب) ساقی بده آن می که بدل گرمی حفظش | با کشتی صد پاره بغرقاب نشستیم

ما خشک لبان تشنهٔ دیدار شرابیم
چون کاسهٔ ما گشت تهی خانه خرابیم

بیهوده چه دل در غم اغیار به بندیم | آن به که لب از شکوه بیکبار به بندیم

[1] آ: نشود ۲ آ: مد، تر: اگر تصحیح قیاسی ست،

Marfat.com

کو مطرب مه روی که از دستِ غمِ او | طنبوره صفت بر تنِ خود تار به بندیم
بر مسطر[1] قانون وی از خطِ[2] شعاعی | بر هر ورقِ عیش و طرب تار[3] به بندیم
تا دور شود چشمِ بد از تیرِ کمانچه | راهِ نگهِ دیدهٔ اغیار به بندیم
تا غیر نبودش نبرد بوی ز غیرت | چون آتش سوزان رهِ هر خار به بندیم
تا زهره بچنگش نزند چنگِ رهِ چرخ | از دودِ دلِ (و) آه[4] شرر بار به بندیم
با این همه اسبابِ فرح گر نبود می | بر خویش درِ عیش بناچار به بندیم

ما خشک لبان تشنهٔ دیدارِ شرابیم
چون کاسهٔ ما گشت تهی خانه خرابیم

بیرون کنم از سینه غمِ خصم دژم[5] را | در کعبه چرا جای دهم خیلِ صنم را
با طبعِ من ای مدعی از شعر چه لافی | بر شعله چرا جلوه دهی شاخِ بقم را
خود را بمن از خصم بسنجد عجبی نیست | چون جای به پهلوی وجود ست عدم را
(۱۹۱ا) کلکم بود آن شعله که از دودِ دوی افتاد | آتش بدرون گرم زبانانِ عجم را
هر چند دهد مشک بر ابر نتوان کرد | با آهوی صحرای خطا صیدِ حرم را
از دستِ عدو مفلسِ عیشم مگر از لطف | ساقی بکشاید درِ گنجینهٔ جم را
ساقی دو سه جام از پیِ هم قسمتِ ما کن | تا برق شود خرمنِ دیرینهٔ غم را

ما خشک لبان تشنهٔ دیدارِ شرابیم
چون کاسهٔ ما گشت تهی خانه خرابیم

من کیستم؟ آشفته دلی! خانه خرابی!
در بحرِ غم افتاده چو ماهی بسرابی!
در دهر بود خانهٔ ویرانهٔ چشمم
چون در دمِ طوفان به سرِ بحرِ حبابی

---

[1] آ تر: مطرب [2] در تر حذف کرده [3] تر: باز [4] آ: دل آه.
[5] آ تر: دژم آ: بغم، تر: بغم،

Marfat.com

بر چرخ بود کوکب سیارهٔ بختم
چون نقطهٔ بیهودهٔ کاتب بکتابی

پیوسته بود بر سر سیلاب سرشکم
این چرخِ نگون همچو پلی بر سر آبی

یک لحظه نکردم ز گرفتاری غفلت
کاری که بمحشر بودم چشمِ تو ابی

آنم که بصحرای قیامت چو در آیم
افتند بدنبالِ سرم خیلِ خرابی

با این همه چون شعله نیایم ضرر از نار
گر ساقی کوثر دهدم جامِ شرابی

ما خشک لبان تشنهٔ دیدارِ شرابیم
چون کاسهٔ ما گشت تهی خانه خرابیم

ذکر

بلبلِ گلستانِ معانی حکیم مغفوری گیلانی

بر روشن دلان خورده دان و دقیقه شناسانِ این جزو زمان پوشیده نماند که حکیم مغفور یگانهٔ سخن سرایانِ دهر و نادرهٔ صیرفیانِ این عصر است. نکته سنجی قدرت آثار و سخن دری تمام عیار است. بفرطِ کیاست و دانش و وفورِ فراست و بینش از اکثر ناظمانِ نامی این عهد ممتاز و در شعر فهمی و تازه گوئی بی انباز بود و در فنِ حکمت نهایت حذاقت داشت

---

۵ کذا در آ، ب: حرابی، ۵۲ آ: کز، ب: کر، ۵۳ آ: مغفور، ب: دانش، اکثر تذکره‌ها نیز چنین است

۵۴ در اکثر تذکره‌ها مغفور را گیلانی نوشته اند اما در مراة الخیال (فهرست بانکی پور، ۳۰۰۰، ۳۰۰۰، ۳۰۰۰

وخطِّ نستعلیق را بغایت خوب می نوشت وعلم موسیقی را نیکو می دانست[1]،

مولدِ آن عندلیبِ گلستانِ خیال از لاهیجان است وپدرش سیّد احمد[2] از مقربانِ خانِ عالی شان، خانّ[3] احمدِ گیلان بوده، وبتحقیق پیوسته که فغفور در بهارِ زندگانی رسمی تخلص می کرده، بعد از فوتِ پدر سیرِ ایران نموده از انجا بآذربایجان وازان ولایت بگرجستان می رود ومدّتی درخدمت دارای آن ملک بسر می برد، پاکی شرع شریف دین محمّدی او را ازهم صحبتی گرجیان ودیدنِ آئینِ کنشفِ[4] ایشان مانع می آید بنابران ازدیارِ کفّار درو قتِ فرصت فرار نموده بارِ دیگر بعراق معاودت می نماید ودرین مرتبه باسرِ غزلِ دیوانِ نکته سرائی حکیم شفائی ملاقات می کند،

ازعزیزی که هنگام ملاقاتِ این دو صاحب سخن حاضر بوده چنان استماع افتاد که در درآمدِ آشنائی این دو معنی آفرین اوّل شفائی متکلّم شد واز فغفور باین عبارت بی کم وبیش پرسید که: میرمن! تو کجائی؟ فغفور جواب داد که: گیلک، آن سزالِ بی عدیل فی الحال بدو گفت که گیلک[5] وکودن[6] بحساب جمل درعدد باهم مطابق یکدیگرند

(بقیه حاشیه صد ۳۳۱) فضیلت پناه انتظام داشت)،

[1] بقول خوشگو (فهرست بادلی عمود ۲۲۹ نمره ۵۶۴) تعلیق خوب می نوشت، درفهرست فنون فضایل که حکیم فغفور برآنها حاوی بود سپرنگر دو سه چیز را افزوده است، می گوید که در علم عربی مهارت تامه داشت وشطرنج خوب می باخت وظاهرا درعلم حساب هم دستگی داشته "رساله نافع درحساب اصابع" ازو یادگار مانده، (نیز رجوع کنید به حواشی)

[2] حکیم فغفور از سادات لاهیجان است چنان که در اکثر تذکره ها مذکور است [3] در آ ندارد ودر آ این لفظ را بخط غیر کاتب کتاب نوشته [4] رجوع کنید به حواشی [5] صاحب آتشکده (صد ۱۵۳) می گوید که تا در ایران بود رسمی تخلص می کرده، بعلت شرکت رسمی یزدی متردّد شده در هند فغفور تخلص کرده (نیز به بینید تذکره طاهر نصر آبادی سپرنگر صد ۹۱ وسرو آزاد صد ۳۴۷) برای وجه تخلص نمودن او به لفظ فغفور رجوع کنید به حواشی، خوشگو می گوید که گاهی میر هم تخلص کرده است (وهمین است قول سپرنگر صد ۳۹۱ وقسمی درآن موضع غالبا تصحیف رسمی است) [6] بقول سپرنگر از وجوهات رجوع او به مازندران وآذربایجان وارمینیه اختلال ملکی بود که در وطن او راه یافته [7] آ کسف (نقاط ش را تر امشیده است)،

Marfat.com

فغفور بی اندیشه و تامّل گفت: بلی، همچنانکه صاحب جهل مرکب و شقاوتی همان حساب با هم موافق و برابرند، صفاهانی از بدیهه گوئی گیلانی حساب تمامی گرفت، دیگر با او از روی هزل سخن نگفت، و کیفیت این سوال و جواب بعد از اندک ایّامی بسمع شریف شاه بلند اقبال، مهر سپهر سلطنت و شهریاری، مشتری آسمان سعادت و کامگاری، مروّج ملّت مصطفوی، شاه عباس حسینی صفوی رسید، فغفور را بحضور طلبیده و از و سخنان پرسید، بعد ازان آن نکته سنج متین قصاید غرّا در مدح پادشاه ایران زمین گفت و ازان خسرو سکندر شکوه دارا لواصله ها گرفت،

چون آوازهٔ دانش پروری دارای دارالامان بگوش آن جامع فضایل انسانی کشید و حقیقت قدردانی فرمای روای هندوستان مکرّر شنید* بخاطر رسانید که مرا ازبرای نشو و نمای تمام عیار و تحصیل مال بیشمار بدان دیار باید رفت چه یاقوت در معدن هرچند آرامش دارد بی قدر است (۱۹۲ ا) و لعل در کان اگرچه بآسایش می گذراند امّا بی قیمت است، بنابرین عازم هند گردید و در طی طریق وقتی به قندهار رسید که مربّی هنرمندان و قدردانِ خردمندان میرزا غازی ترخان دران بلده حاکم بود، وی را از غایت مهربانی و نهایت قدردانی بمجلس خویش طلبید و با او ملائمت بسیار نمود، مرشد بروجردی و مولانا اسدی قصّه دران ایام در خدمت میرزای مذکور کمال تقرّب داشتند و از رشک در شعر او دخلهای بیجا و اعتراض های بدنمائی تقریب می نمودند امّا شمع دودمان ترخانان گوش بسخنان حسد آمیز ایشان نمی کرد چرا که خود در مردم شناسی و سخن فهمی از بی بدلان روزگار بود، فغفور را سلوک یاران و نااهلی ایشان بر دلش

---

* در آ بجایش نوشته: وحقیقت قدردانی فرمان روای هندوستان بیشتر از پیشتر بگوش آن جامع فضایل انسانی رسید ۲ به قول خوش گو (دوسپرنگر) در ۱۰۱۲ عازم هند گشت ۳ برص ۲۳۲ ب اسد قصّه خوان آ: فقیه. ۴ همین قصّه مجملاً در ماثرالامرا ۳: ۳۴۷ مذکور است،

Marfat.com

گران آمد، بی آنکه کسی را خبر کند از قندهار بدر آمده روانهٔ لاهور شد. کیفیّتِ خروج آن نادرهٔ زمان بعد از سه روز بگوش میرزای ترخان رسید، به مرشد بروجردی و اسد گفت شما بشومی حقدِ جبلّی خود ما را رسوا کردید، من در عالمِ مردم شناسی بسیار دور از کار می دانم که مثلِ غفور کسی در ایّام حکومت بمن برسد [و] بی آنکه فیضی به بیند مفارقت گزیند، به دستِ خود رقعهٔ بآن یگانهٔ زمانه نوشت و دران رقیمه اظهار بیگناهی خود و بدسلوکی ابنای جنسِ او نموده وی را بحضور خواند، و به مرشد و اسد نیز گفت: چون شما او را از ما رنجانیده اید معذرت نامها از جانب خویش بدو بنویسید و او را بطلبید، ایشان بفرموده عمل نمودند و حسب الامر در مکاتیبِ خود اعلام کردند که اگر آن نادرهٔ ایّام برگردد تلافی تقصیراتِ گذشته خواهد شد و از صاحبِ احسانِ طبیعی برای وی مبلغها خواهیم گرفت، حاملِ مکتوبات در راه آن نوشتجات را به غفور رسانید و او را برخواهش میرزا نسبت بدو مطّلع گردانید، غفورِ ملکِ سخن بعد از مطالعهٔ مراسلات ایشان معاودت نکرد و فسخ عزیمتِ هند ننمود، و در جواب نوازشنامهٔ میرزای صاحب تمیز و مکاتیب آن هر دو عزیز این رباعی کنایت آمیز فی البدیهه گفته فرستاد،

رُباعی

آن حیفه که در چنگ[1] دو کرگس باشد — حیفست که لوث دامنِ کس باشد
خر را طلبِ شاخ زیادت طلبی ست — با یک سر خر دو گوشِ خر بس باشد

القصّه آن نکته پرور به هندوستان متوجه شد، بعد از طیِّ مراحل و قطعِ منازل به لاهور رسید، پس از سیرِ دار السّرورِ لاهور باگره رفت، چندی بطریقِ مهمان در خانهٔ افلاطونِ ثانی حکیم علی گیلانی بسر برد و از وقوعِ آن وقیع داشتِ چنان داشت که وی را بسعادتِ ملازمتِ خسروِ فلک رتبه گردون توان، شهریارِ مشتری طالع، مهر توامان، سرمایهٔ گوهرِ سعادت و بختیاری، پیرایهٔ رخسارِ سلطنت و کامگاری، قانونِ عظمت و سروری و دیباچهٔ جلالت و برتری، جهاندار[2]، و جهان بخش، و جهانیان پناه شاه نور الدین محمد جهانگیر

[1] آ: جنگ، ماژ: جنگ [2] ژ: جهاندا،

Marfat.com

بادشاه مستعد گرداند، مگر او درین باب تکاهل ورزید، بنابران از دار الخلافه (۱۹۲ ب)
به برهان پور رفت و دران بلدهٔ طیّبه بدستیاری اختر بلند و مددگاری طالع ارجمند،
داخل[1] بساط بوسانِ محفلِ شوکت و عظمتِ نوابِ عالی قدرِ کامیاب، سلطانِ عظیم
الشان گردون جناب، دُرِّ درجِ سلطنت وجهان بانی، اخترِ برجِ عظمت و
کشورستانی،

لمؤلّفه

شهی کز مهر او دلهاست لبریز پناه بی پناهان شاهِ پرویز

شد، و در بندگی آن گلِ گلستانِ کامرانی زندگانی کرد، و قصایدِ غرّا در مدحِ آن شاهزادهٔ
خورشید لقا برشتهٔ نظم آورد،

چون بموجبِ فرمانِ قضا جریانِ قدر توانِ جهانگیریِ شاهزاده پرویز بالّه آباد آمد
او نیز در رکابِ سعادتِ صاحبِ خویش ببلدهٔ مذکور داخل شد بعد از دو سال
دران شهر نقدِ حیات بقابضِ ارواح سپرد مدفنش در نیم کروهی الّه آباد بر سرِ راهِ آگره
واقع است،

صالح[2] تبریزی که در فن تفنگ سازی درین جزو زمان از بی بدلان و در خدمتِ
این شاهزادهٔ عالمیان است به صیقلِ صحبتِ ارباب معانی طبیعتِ خود را بانشاء
شعر آشنا ساخته و اکثر اوقات در مقامِ انتظام نظم می شود تاریخ فوتی ازیرای
حکیم مرحوم گفته، و فرموده که بر لوح مزار او نقش کرده اند

تاریخ اینست

رفت فغفورِ سخن از ملکِ نظم	داغها بر سینهٔ احباب ست

[1] سپرنگر (ص ۳۹۲) می گوید که او به توسط خان خانان (عبد الرحیم خان) در سنه ۱۰۰۲ هـ ملازمت شاهزاده پرویز اختیار نموده، [2] ظاهرا این صالح همان کس است که صاحب مخزن الغرایب او را "میرزا صالح تبریزی" نوشته است و در حق او گفته که اشعارش نهایت به شکستگی و [دا] رفتگی واقع شده،

Marfat.com

تا دہد آب از سحابِ چشمِ ما | گوہرِ یکدانہ را در خاکِ کشت
چون بہشتی بود شد تاریخِ او | ہمنوا با عندلیبانِ بہشت[1]

دیوان آن مغفور ملک سخن دانی از قصیده و غزل[2] قریب پنجہزار بیت[3] باشد، ساقی نامه در بحرِ مثنوی[4] نگفته، ترجیع بندی که بطرزِ ساقی نامه منظوم ساخته این ضعیف درین اوراقِ پریشان بریاض برد،

ترجیع بند حکیم مغفور

ساقی بده آن باده که خورشید شرار[5] است | چون آتشِ گل ریزد امانِ بہار است
آن آتشِ بی دود که موسیش مجوسیست | وآن نورِ فروزنده که سوزنده نار است
چون غنچه جامش زدم شیشه بخندد | گوئی که لبِ دہنش از لبِ یار است
آنجا که رسن تاب شود کیسوی تاکش | صد مست چو منصور بخمیازه وار است
موجِ قدحش دل برد از دستِ حریفان | چون طرهٔ پرتاب که بر روی نگار است
خم گوی صلاحست، می آتش زده دردی | بی خشت بود بر سرِ خم سنگ مزار است
آن روز که از مشرقِ خم مست صبوحیم | روزش نشماریم اگر روزِ شمار است

---

[1] سراج (سپہر سخن ص۱۵۱) و آزاد (سرو آزاد ص۳۸) وفات مغفور در ۱۰۲۸ھ نوشته و طاہر نصرآبادی و خوشگو (دریو) در ۱۰۳۰ھ، سپہر ہر دو قول را نقل نموده، [2] طاہر نصرآبادی که دیوانش را دیده بود می گوید که تعداد ابیاتش قریب به چہار ہزار بوده باشد (نیز به بینید سرو آزاد ص۳۸)، نسخه موتی محل ۱۵۰ صفحات داشت و ہر صفحه ۲۲ سطر (سپہر سخن ص۲۹۲)، قصاید بیشتر در مدح شاه پرویز دارد، صاحب مخزن الغرائب گفته است که "وی در مرثیه شاہزاده اشعار سوز و گداز بسیار گفته و حکیم در غزل بی بدلست، در دیوانش معنی های بکر بسیار است"؛ از سیاق عبارتش (به بینید حواشی) مستفاد می شود که مراد از شاہزاده پرویز بن جہانگیر است، ولیکن این محال است از آنکه وفاتِ پرویز در ۱۰۳۶ھ بوده است (بلاکمین ص۳۱۱)، غالباً این شاہزاده که مغفور مرثیهٔ او گفته است مہین پسر پرویز است که در ۱۰۲۸ھ مرد و پرویز نہایت تعلق و وابستگی با داشت و ازین سانحه "بغایت متاثر و آزرده خاطر گشته اضطراب و بیطاقتی بسیار ظاہر ساخته" (توزک ص۲۸۲)، [3] ۵ آ: نقاب، [4] ۱ آ: سرار، تصحیح از روی آ، [5] ۵ آ: زدامان،

Marfat.com

آن[۱] را که نظر نیست بر آئینهٔ جامش | بر آئینهٔ[۲] دیدهٔ او نور غبار است
بر خاست دلِ ما ز جهان تا بمی افتاد | از غرقهٔ این بحر دو عالم بکنار است

ما دجلهٔ کشتی یاد گرفتیم ز استاد
ما را خطِ[۳] بغداد به از خطِ بغداد

(۱۱۹۳) مطرب بنوا غلغله در انجمن افگن | صد دام به[۴] مرغولهٔ مرغ چمن افگن
از زمزمه می زمزمه را آب دگر داد | وز شاخِ نوا برگِ گل و یاسمن افگن
از بادِ نفس باغ و بهاری بدل آور | کوسِ طرب از نغمه چو گل در چمن افگن
داؤد برون آید از چاه چو یوسف | از نغمه بپستی ز بلندی رسن افگن
بر مردهٔ پرهیز بخوان آیتِ یاسین | صد چاک ز بیطاقتیش در کفن افگن
واعظ به نصیحت دهد افسانه کشاد است | این هرزه درا را نفسی از سخن افگن
از شانهٔ[۵] چنگی بگشا گیسوی چنگی | بس طرهٔ تحریر بشکن بشکن افگن
با اهل طرب هر که سر عربده دارد | از زخمهٔ مضراب سرش از بدن افگن
ای[۶] ساقی گلدوی سرم از حالِ فرو بند | آلوده سبو گاه بدریای دلن افگن

ما دجلهٔ کشتی یاد گرفتیم ز استاد
ما را خطِ بغداد به از خطِ بغداد

ساقی ز خم آن دشمن فرهنگ برآور | کو بوده و فرهود همه چنگ برآور
آن دختر رز را که خرد می نامند | از پرده بآواز دف و چنگ برآور
خشت از سر خم برکن و پیمانه ازان کن | [illegible]

(باقیه حاشیه صفحه ۳۳۶) [illegible]

(حاشیه صفحه ۳۳۷) [illegible]

جام جم (جهانبین) [illegible]

Marfat.com

در میکده بکشای سر چشمهٔ زمزم — راهِ حرم از منزل و فرسنگ برآور
خاکی ز درِ میکده بر پرچم جم ریز — از طینتِ او حسرتِ اورنگ برآور
از کشتی می تا لبم در طرب افگن — طوفانِ غمم تا لبِ لنگ برآور
از طرّهٔ خود در قدحم افگن دلِ ما را — این خوشهٔ افسرده به آونگ[1] برآور
تا بوکه ز آئینهٔ ما زنگ برآرد — از آینه آن صیقلِ خونین[2] رنگ برآور
جور است مده دورِ مرا تا خطِ محور[3] — ناموسِ من از دائرهٔ تنگ برآور

مادجلهٔ کشتی یاد گرفتیم ز استاد
ما را خطِ بغداد به از خطّهٔ بغداد

رفتیم بکهسارهٔ دیر و حرم را — یکدست گرفتیم صمد را و صنم را
در یوزه گرِ کوی خرابات مغانم — در کاسهٔ سر ریخته ام حقِّ قدم را
آب خضر از کاسهٔ ما جوی که اینجا — عیسی بدمِ آب دهد معجزدم را
ما مستِ شرابیم چه دریا و چه قطره — دیریست که نه بیش شناسیم و نه کم را
زان جامِ مصفّا که نسیمی ز شمیمش — بر جای بصر نصب کند قوّتِ شم را
در دیر فروزیم چراغی که فرستند — پروانه معزولی قندیلِ حرم را
کو ساز مغنّی که ز یک پرده کند ساز — با چاشنی مستی او ذوقِ نغم را
تو منکرِ پیمانه و من منکرِ پیمان — زاهد! بخورم جای می ناب قسم را
جامِ عرقی خوشترم آید ز عراقین — مستان چه شناسند عرب و عجم را

(۱۹۳ب) مادجلهٔ کشتی یاد گرفتیم ز استاد
ما را خطِ بغداد به از خطّهٔ بغداد

---

[1] آ: از [2] آ: ز آونگ [3] آ: جون زنگ [4] آ: مخور (که صریحاً خطاست)
[5] در آ واو را ندارد، [6] و: یک آ: یک [7] و: لغم،

Marfat.com

چون[1] خوشهٔ پروین که ازو نور فشردند — از بهر دلِ ما دلِ انگور فشردند
بر مردمکِ تاک ره افتاد مغان را — زان از کفِ ما آبلهٔ نور فشردند
در ساحتِ میخانه گدایانِ تهی دست — بر گنج و گهرپای چو گنجور فشردند
از شعشعه چون[2] نورِ تجلّی کف موسی است — پای که بداغِ جگرِ طور فشردند
این دیرِ مغانست که اینجا بلبِ مست — آلودگی از دامنِ مستور فشردند
از جنّت[3] میخانه بنوش از کفِ غلمان — آن باده که گوئی زلبِ حور فشردند
از مست بجز نالهٔ مستانه نخیزد — بی جا گلوی دعوی منصور فشردند
خون[4] از دلِ من سر زد و از چشمِ صراحی — چون نای نی وشه رگِ طنبور فشردند
سرمستی و دیوانه دلی قسمتِ ما شد — آن روز که در مغزِ جنون شور فشردند

مادجله کشی یاد گرفتیم ز استاد
ما را خطِ بغداد به زخطهٔ بغداد

مطرب ره بلبل زده ساقی رهِ گلزار — گل می شگفد بلبله را از سرِ منقار
در مصطبه چنگست که چون تاک به بستان — صد پرده ز مرغوله فرو بسته بهر تار
(۱۱۹۴) از باده زبس گشته مصفّا دمِ نائی — نبود عجب ار نور دهد دیده مزمار
صد نیش زند بر رگِ جان تیرِ کمانچه — گوئی سرِ پیکانست همه تالبِ وتار
راز دلِ ما با دف و نی گفت مغنّی — می خلوت ما برد دگر بر سرِ بازار
در رقص و سماع اند دگر جام و صراحی — ای مطرب مستان اره مستانه نگه دار

---

[1] ازین بند بیت ۱-۴-۸ را در مرآة الخیال آورده است — آ: وز بهر دل ما تصحیح از [illegible] — [2] مراة: خون تجلی [3] مراة: در [4] مراة: نعرهٔ [5] آ: یک [illegible] مراة: خون' — در ز بجای 'نای نی وشه' فقط 'نای' نوشته است' در مراة مصرع ثانی این طور است: کرنای نی وک رک الخ »

Marfat.com

از بسکه سرم همچو کدو بیست پُر از می | چون شیشه چکد باده ام از طرّهٔ طرّار
شرط است که در مجلسِ مستان ننشینند | گر کوزهٔ خالیست و گر آدم هشیار
ما جام ننوشیم مگر جامِ لبالب | ما کاسه نه گیریم مگر کاسهٔ سرشار

ما دجله کشی یاد گرفتیم ز استاد
ما را خطِ بغداد به از خطّهٔ بغداد

زاهد اگرت میلِ سبکساری جانست | بر دوش سبو گیر که سجّاده گرانست
در خود شده گم چند ره صومعه پوئی | یک گام ز خود پیشتر دیر مغانست
اینجا نه مه و هفته حساب از دم نقدست | اینجا نه شب جمعه نه روز رمضانست
گر سنگ بیندازی و پیمانه بگیری | دانی که چه خون در جگر شیشه گرانست
کارت چو شکست است چه پیمانه چه پیمان | گر شیشه همان نیست چه شد سنگ همانست
در جام خزانست که در عینِ بهارست | در بزم بهارست که در عینِ خزانست
ساقی همه یک دور بده قسمتِ ما را | تا دور دگر هستی ما را که ضمانست؟
گر خانه بغمای عسس رفت چه نقصان؟ | صد شکر که جان در گرو طلِ گرانست
تا دایرهٔ ازرقِ پیمانهٔ ما نیست | این لجّهٔ اخضر که محیطش بکرانست

ما دجله کشی یاد گرفتیم ز استاد
ما را خطِ بغداد به از خطّهٔ بغداد

همّت طلب از مشربِ رندانِ قدح نوش | چون شیشه یکی پیشهٔ غفلت بکش از هوش
یک ره بلبِ کاسهٔ مستان بزن انگشت | بنگر چه صداهاست درین میکدهٔ بی نوش
در کارِ جهان کوششِ ما را اثری نیست | باری چو همی کوشی در عیش و طرب کوش
در کینهٔ همّتن شودت زالِ زمانه | از دست منه بادهٔ چون خون سیاوش

۱ نام خط چهارم از هفت خط جام جم (برهان)، ۲ آ: بے لوس، تصحیح از روی آ ۳ آ: شود و، تصحیح از روی آ ؛

Marfat.com

خون در رگِ افسرده شود گرم ز باده
از باده کی گل شود این آتشِ خس پوش

من همچو سبو خانه بمیخانه گرفتیم
نامست از اینجا ببرندم به سرِ دوش

ما مستِ جنونیم ره عقل ندانیم
صد مرحله بیش است زما تا خرد و هوش

تا پیرِ مغانِ عیش بیاد دلِ ما داد
کردیم غم و محنتِ ایام فراموش

در کاسهٔ ما کشتی صد نوح بگرداب[1]
طوفان ز تنورِ خمِ مایک کفِ سرجوش

ما دجله کشی یاد گرفتیم ز استاد
ما را خطِ بغداد به از خطهٔ بغداد

تلخابهٔ می از کفِ شیرین حرکاتی
خوشتر که رسد از کفِ خضر آبِ حیاتی

مخموری و مستی است وجود و عدمِ ما
گر هست همین هست حیاتی و مماتی

(۱۹۴ب) زندانِ فنائیم ز خود فارغ و آزاد
نه در خمِ فکری و نه در قیدِ نجاتی

فرمان پرِ حکمِ خط پیشانیِ خویشیم
کس را نبود زهرِ ما خط و براتی

صد خشت ز سر خورده ارباب سلامت
در میکده افشرده چو خم پای ثباتی

در کیشِ بتان مستحق باده چو مائیست
ما را رسد از هست بمیخانه زکاتی

جز باده نوشیم و بجز عشق نورزیم
در مذهبِ ما نیست جز این صوم و صلوتی

مستانِ می معرفتیم و نشناسیم
از خاکِ درِ میکده خوشتر عرفاتی

با حوصلهٔ ما چه کند شیشه و ساغر
در جام بریزند گر شطِ فراتی

ما دجله کشی یاد گرفتیم ز استاد
ما را خطِ بغداد به از خطهٔ بغداد

بی عیش مزن دم که جهان در خورِ غم نیست
می خور که همین یک دمِ فرصت دو دم نیست

---

[1] آ: کجا [2] آ: بگرداست [3] زسر = به سر چون در موضع دیگر این ترجیع بند [4] آ: ارباب [5] آ: افسرده
[6] در آ این موضع دو مصراع ساقط شده، یعنی از خاک تا ساغر،

Marfat.com

بی موجِ می این کاسهٔ زرکم ز سفالیست
بی سکّه شه رونق بازار درم نیست

خم چشمهٔ حیوان و حریفان همه خضرند
یک قطره زمی تا بوجود تو نم نیست

زاهد مکن از بادهٔ ما این همه پرهیز
امروز که در کوثر و تسنیم تو نم نیست

آن برهمنانیم که جز حق نپرستیم
این کفر که می گفت: به بتخانه حرم نیست؟

هر ناقهٔ ما راهب ناقوس نوازست
در محمل ما کعبه روان غیر صنم نیست

تا جام نگیری نرسی از پی مقصود
سر کردن این راه بدستست قدم نیست

گر عهد شکستیم سر جام سلامت
سوگند بپای خم اگر نیست قسم نیست

(۱۹۵) مادجله کشی یاد گرفتیم ز استاد
ما را خط بغداد به از خطّهٔ بغداد

فغفور مریدانه ره پیر مغان گیر
از خویش سبک سار شو و رطل گران گیر

در پای خمش سر بنه از روی ارادت
خود را چو مسیح و خضر از دُرد کشان گیر

تا بوکه نشانت دهد از دایرهٔ خویش
خود را بدر از دایرهٔ نام و نشان گیر

این فرصت عشرت چو رود باز نیاید
تا دست دهد ساغر می را به ضمان گیر

از جام بود زندگی جانِ حریفان
آنم لب جامی که نگیری کم جان گیر

روزی که هلال لب ساغر ننماید
آن روز تو سالی نه که ماه رمضان گیر

شیرین نبود نعمت دنیا چو می تلخ
یک جام به از ناز و نعیم دو جهان گیر

چون شیشه مریز آبروی خود به تهِ نان
چون خم بدهان خشت بجای تهِ نان گیر

در کشتی ما هر که بگرداب در افتاد
گو موجهٔ طوفان ز کران تا بکران گیر

مادجله کشی یاد گرفتیم ز استاد
ما را خط بغداد به از خطّهٔ بغداد

---

۱ آ: بازار و درم ۲ تصحیح قیاسی ست ۳ آ، سر سر، تا: برهیز ۴ تا: کرب جام ۵ تهِ نان = تای نان،

Marfat.com

مثنوی

در ذکر شاعرانی که درین ایام خجسته فرجام در حیاتند و اشتهار سرشاری دارند

برای انورستانِ میخانهٔ معانی، و ضمیرِ ضیاگستر (۹۵ اب) شیرگیرانِ وادیِ سخندانی
پوشیده نماندکه محنت کشِ بادیهٔ سرگردانی عبدالنبی بن خلف فخرالزمانی از اقبالِ خان عالی‌شان نواب سکندر شکوه جمشیدنشان

مؤلّفه

سحابِ کرم، خانِ جمشیدنشان | فرزندِ اختر دهِ سرورآ خان

و بقدرِ وسعِ خود آن قدر که مقدور بود، احوالِ خداوندانِ این نسبت و دوستانِ نامدار از متقدمین و متأخرین از روی اسنادِ ارباب خبر و از قولِ مردمِ معتبر ترتیب بر بیاض زد، امید که هوی واقع نشده باشد. اکنون ذکرِ هنرمندانی که خجسته ایام فرجام از شعرِ آبدار ایشان رنگین می‌شود و احوالِ خردمندانی که درین جزو زمان در حیاتند و اشتهار سرشاری یافته‌اند[1] نامه آفته‌اند[2] با ابیات سیاقی نامه آنها [illegible]
بسعادتِ ملازمت هر یک ارباب معانی که این سرشته وادی تالیف را میسر گردید
احوالِ آن نکته سنجان از روی اقوالِ ایشان درین تالیف ثبت نمود چنانچه جا بجا

---

[1] بیاض در «آ» بجای «دو» ۔ [2] «آ»: «دگر» ۔ [3] «آ»: نگفته اند

Marfat.com

بمقتضی وقت مرقوم قلم شکسته رقم خواهد گردانید، وجمعی را که از شرف صحبت کثیر البهجت ایشان فایز و بهره ور (۱۹۶ر) نگردیده حقیقت نشو و نمای آن جماعه* از دوستان حقیقی و یکجهتان آن اعزّه از روی تاکید تحقیق نموده بدستیاری خامهٔ مشکین شمامه از روی امتیاز درین میخانه مندرج گردانید، امیّد که کریم کبیر این تحفهٔ حقیر را منظور نظر صغیر و کبیر گرداند، بمحمّد و آل محمّد،

---

* آ: نما آن جماعه،

Marfat.com

ذکر

قطبِ مرکزِ بخندانی مولانا محمد[1] مازندرانی

اکثر سخنانِ او شور انگیز و اغلب اشعار او دلآویز است، طرزِ حرف زدنِ او بقدما مانند است چون صوفی طبیعت و صافی طویت واقع شده بنابر آن[2] بمولانا محمد صوفی اشتهار یافته،

مولدش از آملِ مازندران است، در بهارِ زندگانی هوای سیاحت در سرِ آن معدنِ فضیلت افتاد، از وطن به شیراز آمد، و مدتی مدید در انجا توطن نمود تا از فیضِ آب و هوای آن خرّم[3] فضا* در مرتبهٔ سخنوری نشو نما یافت و از انجا به تقریبی که تحریر آن مناسبتی بسیاق این تسوید ندارد بر آمد و دیگر باره مسافر شد،

بر ضمیر منیر و خاطر بیضا تاثیر هنرمندان پوشیده نماند که این آرزومندِ صحبتِ نکته سنجانِ وادی موزونیت را از مساعدتِ بخت سعادتِ ملازمت آن صاحب سعادت در آجمیر میسر گردید، هنگامِ ملاقاتِ روشن ضمیری بنظر در آوردم در لباسِ فخرِ فقر در آمده، درویش نهادی مشاهده (۱۹۶ ب)، نمودم حربِ جاه دنیوی را طلاق داده، خردمندی برسند استغنای بی نیازی نشسته، دانشمندی در طلب بر روی ارباب دولت بسته، با خود گفتم منّت خدای را عزّ و جلّ که شرفِ مجالستِ این قسم مردی را دریافتم، بعد از زمانی با این ضعیف هم زبانی آغاز نمود و از هر جا سخنان در میان آورد، تا به تقریبی

---

[1] مولانا را تخلص 'محمد' بود چنانکه از دیوانش ظاهر است، (فهرست بانکی پور ۳: ۶۱ و نسخهٔ انجمن ۲: ۲۸)،

[2] همین است قول صاحب مراة العالم (بلاکمین صفحه ۵۹۰ حاشیه ۱) از کلام تقی کاشی (سپس نگر صفحه ۳۳) بظاهری شود که نزد علما صاحب ترجمه متهم به الحاد بود،

[3] آ: سرزمین دانش فزا، آ: خرم فزا،

Marfat.com

سخنش باینجا رسید که گفت مدّت پانزده سال در مکّه معظّمه زادها اللّه شرفاً توطّن نمودم و در ایّام توطّن هر سال یک بار بزیارتِ مدینهٔ حضرت ختمی پناه می رفتم، و بعد از سعادتِ زیارتِ آن سرور باز به بیتِ اللّه معاودت می کردم و کم جا از اطراف و اکنافِ عالم مانده باشد که من ندیده باشم و درین ایّام گجرات را وطن خود قرار داده ام و گاهی از انجا بعزم گشتِ اطراف و اکناف آن شهرستان از شهر برمی آیم و این سفر اجمیر محض از برای زیارت حضرت قطب المحقّقین خواجه معین الدین اختیار نموده ام، الحق همین طور بود که گفت، چرا که در آن ایّام که آن عزیز به اجمیر آمده بود خسرو سکندر شکوه دار الوا، خدیو جهانگیر کشور کشا، شاه نور الدّین محمد جهانگیر بادشاه که ایزد تعالی از جمیع آفاتش در پناهِ خود بدارد با خیل و حشم چند روزی آنجا را مقرّ سلطنت خود فرموده (۱۹۷) بوده، مولانا محمد صوفی هیچ یک از اعیانِ دولت را به طبیعتِ خود ندید مگر آنکه بزرگ اهلی او را از روی خواهش و آرزومندی بخانهٔ خود می برد، بعد ازانی که می رفت فی الحال پشیمان می شد و در خانهٔ آن بزرگ چندانی شگفته نمی شد، کم می گفت و کم می شنید تا ازان منزلی بکلبهٔ درویشی خود می آمد، چون خواهشِ بزرگان نسبت بخود بسیار دید بنابران چندانی در اجمیر نماند، دران سال که سنه اربع عشرین و الف بود باز بگجرات عود نمود،

از عزیزی که با آن نادرهٔ جهان کمال یک جهتی داشت روزی به تقریبی شنیدم که

آ: زاده خودش می گوید مرا گجرات ازان گشت امست مسکن که ازمازندرانم یادگاراست (فهرست بانکی پور از تذکره ها معلوم می شود که ملا محمد در عهد اکبری با ابوحیّان طبیب و ملا حسن علی یزدی وارد هند گشته مقیم احمد آباد شد تقی اوحدی گفته است که در ایّام تصنیف تذکره اش (یعنی ۱۰۲۲-۲۴ھ) ملا مقیم گجرات بود، در ایّام سلطنت جهانگیر در کشمیر هم مدتی قیام داشت (فهرست بانکی پور و ملا کمبن و منتخب الاشعار و مجمع الفصحا ۲: ۳۸) نیز رجوع کنید به حواشی ۳ھ شاه جهانگیر بتاریخ ۵ شوال ۱۰۲۲ھ (= ۱۸ نومبر ۱۶۱۳ء) داخل اجمیر شد و تا مدّت سه سال پنج روز کما توقف کرده به یکم ذیقعده ۱۰۲۵ھ (= ۱۰ نومبر ۱۶۱۶ء) ازان بلده برآمد (به بینید توزک ترجمه راجرز و بیوریج ۱: ۳۴۰) ۴ھ رجوع کنید به حواشی ۵ھ در آن حذف است ۶ھ رجوع کنید به حواشی،

Marfat.com

از زبانِ او نقل می کرد که مولانا فرمود هر کس میل دارد که شعر فهمی مرا امتحان کند منتخب مرا ملاحظه نماید که چون انتخابی بر اشعارِ قدما زده و شصت هزار بیت علیحده نموده و آن را بتخانه نام کرده ام، و هر کس را در خاطر خطور کند که رتبهٔ شعر و شاعری من بر و ظاهر شود ساقی نامهٔ مرا ملاحظه کند که چون گفته ام، الحق که همین طور است، آن بتخانه بنظر این کمترین آمده و ساقی نامه اش خود درین میخانه بریاض می رود، دیوانی که از ایشان الحال درمیانِ مردم است هزار بیت و کسری باشد و لیکن بیرون ازین دیوان* سه هزار بیت دیگر متفرقه دارد،

ساقی نامهٔ مولانا محمد صوفی

(۹۷ ب) الا ای دل مانده از کار و بار
بمستی و دیوانگی سر برآر

ندیدم چو تو هیچ زنار دار
نه بستیم طرفی ز مردانگی

شنیدم که اندر خرابات ما
همان جای فخر و مباهات ما

یکی آتش آمد بسحر در وجود
که ابلیس بنمود پیشش سجود

ازان آتش ای کودکِ می گسار
شراری بزد در من کافر آر

که در خانهٔ دین و مذهب زنم
پس آنگاه در روز و در شب زنم

بسوزانم این وادیِ خام را
براندازم این ناخوش ایام را

مرا ساقی از کفر و ازین به است
می تلخ از جهان شیرین به است

بیا ساقی آن شیرِ انگور را
همان زاده آتش طور را

---

* بجوع کنید به خوانشی ... آ: بغیر ازین ... انیس العشاق تالیف شیخ احمد علی بن محمد رضا [illegible]
به خادم که در ... ۱۱۶۵ ... بقیحیات بود) نسخهٔ خطی در کتابخانهٔ پروفیسر محمود شیرانی ... [illegible]
انیس دیوانگی - بعدش در نسخه افزوده: بیا تا سر خویشتن گیریم ... [illegible] این هر دو بیان کنیم ... گوئی که تو ام این کار کرد
یا شاید این کار دشوار کرد انیس دارد وی ... آ: پیا انیس است - مطلع ثانی ... [illegible]
ساقی نامه میر ملکی قزوینی باندک تغییر موجود است رجوع کنید به ... ص ۹،

Marfat.com

بده تا بر آتش نهم عودِ خویش
بسوزانم این بود و نابودِ خویش

برون آیم از کسوتِ[1] وهم و شک
چو عیسی مجرّد روم بر فلک

گذارم[2] بمیخانه* افتاده است
در آنجا که ساقی چو مه ساده است

دگر با خودم آشنائی نماند
سرِ[3] وصل و برگِ* جدائی نماند

در[4] یغا که گم شد سراپای من
من از خویش گم گشته ام وای من

برافروز ساقی چراغی ز می
که[5] تا من بخود آیم* از نورِ وی

(۱۹۸ ا) بده می که بنماید آیاتِ من
عوارض کند دور از ذاتِ من

بده ساقی آن جامِ بی جسم را
همان معنیِ حرفِ بی اسم را

فراقِ عزیزان بسی دیده ام
بسی ناموافق پسندیده ام

بهر ناخوشی پارهٔ جانِ من
برفت از تن[6] همچو سندانِ من

بیا ساقی آن کامِ[7] پالوده را
روانِ منِ محنت آلوده را

بمن ده که جانم کمی میکند
تنم باز زین همدمی می کند

بیا[8] ساقی اکنون که بادِ بهار
شنیدم که می گفت در لاله زار

کنون کز هوا آب شاید گرفت
همی داد از باده باید گرفت

کنون کآسمان و زمین خرّم است
زمانه چو دیوانگان بی غم است

مرا سینه مانا که ماتم سراست
جهان پیشِ چشمم یکی اژدهاست

درین عرصهٔ تنگِ امید و بیم
درین بیشهٔ جهل دیو رجیم

مرا بیشهٔ شیر نر مسکنست
نشیمن گهِ من دمِ اژدهاست

---

[1] انیس: گبرت [2] انیس: که بازم بمی میل — از آنجا که ساقی بت (بجای در آنجا که ساقی چو مه)
[3] انیس: وصال نبود [4] ایضاً: بمن ده [5] ایضاً: مگر ره بخود یابم [6] ایضاً: بر
[7] ایضاً: جان [8] ازینجا شش بیت در انیس ندارد،

Marfat.com

بیا ساقی آن[1] بی بهامی دهی — شرابی براهِ خدامی دهی
بمن وه که بس بی نوا مانده ام — ز دورانِ میخانه وا مانده ام
بمن جورِ دوران[2] ز حد می رود — سپهر سراسیمه بد می رود
(۱۹۸ب) اگر[3] همگنان جمله یکتا شویم — زتخت الثری تا ثریا شویم
گریبانِ گردون بدست آوریم — کشانش[4] ز بالا بپست آوریم
ازان پیش کین روزگار دورنگ — کند حمله چون تیر خورده پلنگ
بده ساقی آن می که جوش آورد — زمان[5] و زمین* در خروش آورد
ازان می که در خم چو گیرد قرار — خمِ آتش برآرد ز دل چون چنار
ازان می که دوزخ برد تاب[6] او* — بود تیغ خورشید را آب او
ازان می که گردر زمین ره کند — زمین را فروزان تر از مه کند
دلارام[7] را تا ز من سرکشی است — خوشی بر دلِ من همه ناخوشی است
خروشیدن مرغ بر طرفِ باغ — مرا می زند نیش بر روی داغ
درخشیدنِ[8] لاله در صحنِ دشت — مرا آتشین لاله در سینه گشت
ازین باغ افروخته چون چراغ — نصیبِ من و لاله شد درد و داغ
چو آبی نماندیم[9] بی آب رو — چو سوسن نبودیم بی گفت و گو
بده ساقی آن آب روی مرا — همان مایه گفت و گوی مرا
مرا[10] گرچه ره هست در بزم دوست — نخواهم رسیدن هم آنجا که اوست

---

[1] آ و انیس: از [2] انیس: گردون [3] ایضاً: مگر [4] ایضاً: ز بالا کشانش [5] انیس: زمان
و زمان [6] انیس: تاب ازو — بآب زود (بجای را آب او) [7] انیس: دل آرای — خوشی همان
بر دلم (بجای خوشی بر دل من همه) [8] آ: در آ و انیس: بر [9] از اینجا دو بیت در انیس نیامده
[10] انیس: بماندیم [11] در انیس نیست

Marfat.com

شب و روز هرگز نباشد بهم[1]
که با هم نبود دست شادی و غم

چو بادِ صبا در بدر کو بکو
طلب گارِ اویم طلب گارِ او

(۱۹۹۱) بیا ساقی آن مرکبِ روح را
همان جامِ چون کشتی نوح را

بمن ده که راهم دراز است و دور
درین ره نشاید جز از می ستور

بُراق اندرین ره بیفگند سُم[2]
شد ست اندرو خضر و الیاس گم

زبان دانِ مور و ملخ انس و جان
سلیمان درین ره نفهمد زبان

در آتش روم گر بیانِ خلیل[3]
چو موسی روم گاه در قعرِ نیل

چو اندیشه در هر دلی ره کنم
گهی چون علی سر فراچه کنم

گهی جای در کوه گیرم چو لعل
گهی در سر[4] راه افتم چو نعل

چو آب اندر آیم بهر نیک و بد
گهی نیز بگریزم از پیشِ خود

چو بُو در روم گاه در هر مشام
کنم چون هوا راه در هر مسام

چو مهره[5] کنم جای بر فرقِ مار
روم همچو گل گاه در نوکِ خار

گهی چون سخن جا کنم در کتاب
بهر دیده منزل کنم همچو خواب

بگردم چو کوران عصا می بدست
که افتان و خیزان روم همچنست

چو دولاب گریان و پویان شوم
چو دریوزه گر دوست گویان روم

وگر ره نیابم بدان[6] بی بدیل
کنم خونِ خود را درین ره سبیل

---

[1] انیس: نبود [2] ایضاً: شدند اندرین [3] ایضاً: که [4] ایضاً: برسره بیفتم [5] ایضاً: نفس
[6] ایضاً: گهی چو سوراه در بزم شام [7] در انیس ندارد، [8] ایضاً: بیحساب — بعد این بیت در انیس افزوده: گهی هفتمیها (کذا) ثریا شوم گهی هشتم هفت عبرا شوم،
[9] انیس: برون بی دلیل — بعد این بیت در انیس افزوده:—

کنم خونِ خود را درین ره سبیل خروشان و جوشان چو از کوه سیل

Marfat.com

مکن عیبم ار توبه کردم عدیم[1]
که واجب بود حفظِ نفس ای حکیم

(۱۹۹ ب) بده ساقی آن آبِ آتش گداز
می کبریا سوز مسکین نواز

ازان می که خورشید بریان کند[2]
زتف زهره بر چرخ گریان کند

ازان می که خُم را کند جانور
نهد در جمادات طبعِ بشر

ازان می که در مرد چون جا کند
تبرّای او را[3] تولّا کند

گر این[4] می برانداز و از رُخ نقاب
بسوزاند اندر دلِ سنگ آب

ور[5] این باده در شیشه عریان شود
فلک تا به و حُوت بریان شود

نمی ماند این باده[6] اصلا بآب*
تو گوئی که حل کرده اند آفتاب[7]

شبی غرق بودم درین بحر ژرف[8]
بهر باب می کردم اندیشه صرف

شنیدم زطاسِ فلک این ندا[9]
که بیهوده تا کی زنی این نوا

مکن فکر در کارِ این روزگار
که این بحرِ بی بُن ندارد کنار

بگو[10] از چه شد اینچنین و آنچنان
یکی شد زمین و دگر آسمان

---

[1] انیس: عقیم [2] ایضاً: تابان — چهره برچرخ بریان (بجای زهره برچرخ گریان) [3] ایضاً: تاتولا
[4] تا و انیس: آن [5] انیس: وز [6] از تا و انیس: آ: باده اصل آب [7] در مجمع الفصحا (ج ۲ ص ۳۹) بعد ازین هشت بیت را به ترتیب مختلف آورده است و چهار ابیات را برابن ها افزوده یا واله (ج ۲ ص ۲۵۲ س ۱۳ تا ص ۲۵۳ س ۱۱) را نقل کرده پس ازان این ابیات را افزوده —

تو گر آهنی روزگار آتش است — وگر آتشی آب آتش کش است
ازان دست ازین جهان داشتم — که در خود جهانی نهان داشتم
زمینم تنِ ناتوانِ منست — روانم بلند آسمان منست
تنا دیده تنگ است ازان من کم — وگر: فزون تر ازین عالم

[8] انیس و مجمع: غرقه [9] انیس: شنین؛ مجمع: طنین — انیس: کی روی آنچنین؛ مجمع: چند پوئی چنین (بجای کی زنی این نوا) [10] آ: یکی از؛ انیس: بگو کز — دیگری (بجای دگر)

Marfat.com

بگفتم[۱] شبی پیرِ میخانه را — همان از خود و خلقِ بیگانه را
که ما را بهشتِ برین آرزوست — خدای زمان و زمین آرزوست
برآشفت و گفتا ای نه درخورِ من — نخواهی رسیدن تو در گردِ من
بهشتِ برین خاطرِ شادِ ماست — خدای غنی[۲] طبعِ آزادِ ماست
(۱۲۰۰) بده باده ساقی که هر گفته شد — همان[۳] دُرِّ ناسفتنی سفته شد
مگر پرده بر روی کار آوریم[۴] — ز نا اهلش اندر حصار آوریم
بده[۵] می که جان در تنِ من نماند — جوی بار در خرمنِ من نماند
بده می که رنجِ خمارم بکشت[۶] — غم و غصهٔ روزگارم بکشت
بیا ساقی آن آفتِ جهل را — پدید آورِ اهل و نا اهل را
بده[۷] تا بدانم که من کیستم — کدامم ز نیک و ز بد چیستم
بده[۸] تا بدانم که گردونِ دون — چرا می رود روز و شب سرنگون
ازان می که گر جان برآید ز تن — تواند همان[۹] جای آن داشتن
ازان می که در تن چو منزل کند — سراپای او جملگی دل کند
بده تا بگویم که این روزگار — چرا نیست با بخردان سازگار
نگشتم درین خاکدان دانه — نبستم[۱۰] چو بادِ صبا خانه

ازان می که در وی بسوزد خلیل — نیارد درو دم زدن جبرئیل
بده تا بگویم که گردون دون — چرامی رود روز و شب سرنگون

---

۱ این بیت را در انیس ندارد، — مصراع اول در مجمع: شبی گفتم آن پیرمیخانه را، ۲ انیس: زمن، در مجمع مثل متن، ۳ آ و انیس: همان، تا: همه ۴ انیس: آوری (در هر دو مصراع) — ما آتش (بجای نا اهلش)، ۵ این بیت را در انیس ندارد ۶ انیس: نگشت — در انیس این بیت مؤخر از بیتِ لاحق است، ۷ انیس: دمی، ۸ تا و انیس: تن — بعد این بیت در انیس افزوده:—

۹ انیس: بودم،

Marfat.com

بگشتم درین دشت چون دام و دد[1] | بسر بُردم ایّام در روز بد
من و سروِ آزاد همچون همیم | که آزاد از بار این عالمیم
نبرد است ازمن کسی کو نباخت | دِل آزردنِ من کسی را نساخت
بگردانم از خود[2] بدِ روزگار | بلاحولِ دیو و بافسونِ مار
(۲۰۰ ب) جهان را بد آورد دردِ من | خدا گیر گردد هم آورد من
فلک پیرزالیست جولاهه[3] | بداد و دهش طفل نه ماهه
زتارِ مه و خور ببافد بفن | یکی را نشاط و یکی را کفن
کواکب برین[4] سقف زنبوروار | نشسته همه لیک با زهرِ مار
همه نیش بر جانِ دانا زنند | همه بر تنِ ناتوانا زنند
جهان هست[5] باغی پُر از سیمیا* | پس از چند روزی نماید بما
منم اندرین باغ پُر رنگ و بو* | درین بزمِ پُر رزم پُر گفت وگو
هراسنده از صحبتِ نیک بد | فرو رفته چون غنچه دایم بخود
چو لاله تنک رو، فروتن چو آب | چو شب صاحب سرار و خامش چو خواب
فروزان[6] دل و مهر جو همچو روز | چو شمع از تف اندرون عمر سوز
چو صورت[7] درین بزمِ پُر انقلاب | فروبسته چشم و لب از خورد و خواب*
درین[8] کارگه همچو آلاتِ کار | پیِ دیگران بوده در کارزار

---

[1] انیس: با — با نیک و بد (بجای در روز بد) [2] انیس: جو [3] (بعد) بعقل و بهش
[4] انیس: درین — تا: زنبوردار — تا: چون زهر (بجای بازهر) آ و انیس: با نیش
[5] انیس: نیست جز باغی و آسیا — انیس: بماند بجا [6] انیس: بی برگ بو — باغ و بزم پر از
کفتگو (بجای بزم پر رزم پر کفتگو) [7] انیس: سبک [8] (بعد) فروبسته چشم و لب از خورد و خواب
در تا بشکل آ مگر جامش بجای خامش [9] در انیس نداد [10] بعد این بیت در انیس افزوده:
بگاه سوال و بگاه جواب کران چون دورنگ و سبک چون شتاب (دورنگ بجای دورنگ با بی خوانی) *

Marfat.com

مرا مادرِ دهرِ نامهربان — نیالوده یکرهٔ[1] لعلِ بر لبان*
غذا چون گل از خونِ دل کرده ام — چو شمع آبروی[2] جگر خورده ام
دمی بر نیاورده ام در[3] خوشی* — نیاسودم از رنجِ محنت کشی
(۲۰۱ ا) چنانم درین منزلِ پُرخطر — که سنگست در کورهٔ[4] شیشه گر
جهان آنچنان است در عهدِ ما — که تن بی سر و خانه بی کدخدا
نه بر جای خویش اندرو خیر و شر — کله زیر پا کفش بالای سر
نماند است گوئی در اشیا خواص — طبیعت[5] دگرگشت بر* عام و خاص
نماند است رغبت بچرخِ برین — امانت جدا شد ز روح الامین
نر و ماده خلق از هم نفور — چو در آب ماهی چو در دشت گور*
دگرگونه شد حالِ دنیا و دین — نه بر جا گمان و نه بر جا یقین*
اگر[6] حالِ دنیا چنین دانمی — یکی دفترِ عمر بر خوانمی*
چو[7] کژدم برآورد می نیش را — بدرّید می مادرِ خویش را*
نه میخانه معمور نی خانقاه — نه جرمی[8] ز طاعت نه حظ* از گناه
نه بینم کریمی درین روزگار — که ما را بجامی کند شرمسار
چنان رختِ همّت جهان برفشاند — که با[9] رند و می خوارهٔ همّت نماند
چنان رسمِ بخشش برفت از جهان — که خور نور ندهد همی[10] رایگان
نه گل اندرین باغ بوئی دهد — نه یک قطره دریا بجوئی دهد
زمین بند بر دست و پا می نهد — زمان تیغ بر فرقِ ما می نهد

---

[1] آ: کرهٔ [2] آ: روی [3] آ: بر [4] آ: کوزهٔ، انیس: بوتهٔ [5] انیس: حقیقت، گرگشت در [6] انیس: در انیس ندارد [7] انیس: ذوقی بطاعت نه حفظ [8] آ: بارند میخانه انیس: یارند میخانه [9] آ: همی، آ: همکی، انیس: بمه

Marfat.com

(۲۰۱ب) بخون ریزِ مامی شتابد فلک
گذر کرد باید ازین رزمگاه
سپر باشد اندر کفِ کارزار
ازان می که گر شیشه زو گشت مست
بده باده ساقی درین رستخیز
ازان می که چون سینه روشن کند
بده می که حکمت بیاموزد مست
خرد همچو نورست مر شمع را
فلک بی حفاظست تو بی آبرست
حیا نیست در دیدهٔ مهر و ماه
بمی شست باید خرد را ز دل
ازان می که یاقوت را حل کند
بسی گرد گیتی بگشتم بسی
همه نام نیکو به ننگ آمدم
چنان خوار و زارم درین روزگار
(۲۰۲ا) چو من زشت بزین بزم زین جهان
بنالم چنان زار ازین درد و غم

بیاید ازو در گذشتن به تنگ
چو در جوشن آسمان تیر آه
ازان می که در غم بود غمگسار
تواند سر سنگ خارا شکست
که هنگام شور است و وقت گریز
همی پوست بر مرد جوشن کند
بدانش چو اختر برافروزدت
بسوزاند و خوش کند جمع را
نگیرد جز امثال خود را بدوست
ازان سیرت کس ندارد نگاه
برون کردن ان یار بد را ز دل
حقیقت در اشیا مبدل کند
جگر خون ترا زخود ندیدم کسی
ازین زندگانی به تنگ آمدم
که گوئی مرا نیست پروردگار
خروشان بدانسان که تیر از کمان
که بیرون نیاید کسی از عدم

---

۱ آنیس: بیاید ۲ آنیس: از ۳ آنیس: ازین آه سپر باشد اندرین رزمگاه ۴ آنیس: چون مرد ازو آسمان را بلرزه ۵ ایضاً: صورت ز ۶ آنیس: شیشه ۷ آنیس: بدانش چو اختر برافروزیت ۸ آنیس: ۹ آنیس: درآنین نیست ۱۰ آنیس: از

Marfat.com

بمیٔ طبع را زین کدورت بشوی
فراموشش کن عالم خاک را
زمان[1] همچو آب روان است و بس
اگرچون صراحی بگریه دری
بباید ازین دیر دیرینه[2] رفت
ازان پیش کایّام[3] پُر مکر و فن*
وزان[4] پیش کاین چرخ نیلوفری
بده ساقی آن بادهٔ ناب را
بده ساقی امروز و امی بده
علی آنکه یزدان علیم[5] ویست
زمیخانهٔ او فلک یک خمست
روانم بمهرش چنان شادمان
زهر بد پناهم بدرگاه اوست
(۲۰۲ ب) بده باده ساقی که بگذشت شب
نه هنگام خاموشی و خفتن است
مغنّی درآ گفت و گو باز کن
مغنّی بگو کین سپهر عجول

دگر مشنو ای دل ازین گفت و گوی
جفای ستمگاره[3] افلاک را
غم و شادمانی درو خار و خس
وگر در شکر خنده چون ساغری[4]
بدنبال یاران پیشینه رفت
کند بر تن ما کفن پیرهن
نشانند بر جای ما دیگران
همان بادهٔ همچو مهتاب را
بباقی کوشر که جامی بده
دو عالم دو کفّ کریم ویست
بر اندام او قطره ها انجم است
که عالم بخورشید و قالب بجان
شب[9] عمر من روشن از ماه اوست
مغنّی چرا بازبستست لب
که هنگام آشفتن و گفتن است
نی و چنگ را نغمه پرداز کن
نمی گردد از زهره[11] کفتن* ملول

[1] انیس: دگر بس کن ایدل ازین گفتگو طمع را زمین کدورت بشو [2] ایضاً: ستمکار [3] ایضاً: زمین [4] ایضاً: شکری [5] ایضاً: پارینه — دیرینه (بجای پیشینه) [6] ایضاً: بر کردم من [7] ایضاً: ازان [8] از انیس، آ: علم [9] انیس: شبم روشن از روی چون [10] انیس: خاموش لب بستن — بعدش در انیس افزوده: — اگر روشنی روزگار آتش است واگر آتشی آب آتش کش است [11] آ: هرزه گفتن، انیس: هرزه گشتن.

Marfat.com

مغنّی بگو کین زمانِ شباب — چو سیلاب دارد برفتن شتاب
حریفانِ این بزم افسرده اند — تو گوئی کز افسردگی مرده اند
مغنّی چنان برکش از دل خروش — که در کاسه می را در آرد بجوش
برآر آنچنان* نالهٔ دردناک — که چنگ از کف زهره افتد بخاک
زمن گوش کن رازِ این روزگار — خوشی نیست در بندگی گوش دار
کسی کو چو سایه است قائم بغیر — چو سایه است بی بهره از حظّ سیر
مغنّی بگو بانگ و چنگ و عود — که دف جمله گوشت بهر شنود
جهان جز یکی حیرتستان آباد نیست — وزو در کف مرد جز باد نیست
مغنّی بگو کین فلک چون سراب — لبی تشنه را کشت نادادهٔ* آب
مغنّی ترنّم نکو تر بود — کسی را که مغزش زمی تر بود
مرا قصد ازین شعر گفتن نبود — که سامانِ این کار بر من نبود*
(۱۲۰۳ ا) دلم را بیفشرد درد آنچنان — که خون برجبین گشت از وی روان*
شنیدی که آن شاهِ مردان علی — همی راز با چاه گفتی جلی
چنان دان که این شعر چاهِ منست — همی محرمِ اشک و آه منست
چو من رویِ زین شعر گفتن کنم — شبی تا ز اندیشه روشن کنم
نه در لفظ معنی نیکو نهم — که خورشید را در ترازو نهم
ازان زین جهان دست برداشتم — که در خود جهانی دگر داشتم*
زنیم تنِ ناتوانِ من است — روانم بلند آسمان‌تن است

---

۱ آنیس: نه ۲ ایضاً: برآورچنان ۳ ایضاً: زندگی ۴ آ و آنیس: حلا ۵ آنیس: سا
۶ ایضاً: محنت آباد ۷ آ: لب تشنه را کفت چون داده آنیس: لبی تشنه کشته داده چو ۸ این بیت در آنیس ندارد ۹ کذا در آ و آنیس ۱۰ آنیس: در

Marfat.com

ترا[1] دیده تنگ است ازان من کمم
وگرنه من افزون ترا[2] از عالم

سخن[3] باب اگر نیستی تنگ یاب (؟)
بسیاریدمی ریزهٔ آفتاب

می و عشق را در هم[4] آمیختند
وجودِ محمّد ازان ریختند

محمّد منم وز خرد تاجِ من
فتوحاتِ مکّی[5] است معراجِ من

نمایم بدین ناسِ نسناس فعل
بدست و زبان جملگی واس فعل

نفس شان ز سردی بود زهر وار
دهان و زبان شان چو سوراخ و مار

همه بیهده دَوَ چو بادِ صبا
چو نَی باد پیما چو مَی بی صفا

ز رنده نفس شان تراشنده تر[6]
ز اره زبانشان خراشنده تر

(۲۰۳) درین کهنه ماتم سرای[7] حکیم
درین بزمگاهِ تهی از ندیم

نشستیم در ماتمِ خود دو شب[8]
گذشتیم چون جامِ می جانِ بلب

شنیدم که از گردشِ آسمان
بفرساید این کوههای گران

ز بس باد و باران ز اجزای او[9]
نماند درازی و پهنای او

ندانم درین مدّت[10] دیر باز
ازین روزگارِ بدین سان دراز

چگونه توان بود در زیرِ خاک
چگونه نبود حالِ این جانِ پاک

درین فکر و اندیشه جانم بسوخت
تنِ خسته ناتوانم بسوخت

دریغا دریغا دریغا دریغ
دریغا که بستند راهِ گریغ

مگر چیرهٔ میخانه کاری کند
ابر تربتِ ما گذاری کند[11]

---

[1] این بیت تا آخر ندارد
[2] مَ: این نقطه مصراع اول را نیز ندارد و در آ مشکوک است، تَ: سخن یاب اگر نیستی تنگ یاب
[3] انیس: باهم [4] ایضاً: معنی [5] انیس: خراشنده (در هر دو مصراع)، دَ آ تراشیده و خراشیده
[6] آ: سرای، تصحیح از روی مَ ـــ انیس: ای ندیم (بجای از ندیم) [7] انیس: بشب [8] انیس: ز باد و ز باران ز اجزای او [9] مَ ـــ مدتی ـــ روزگاری (بجای روزگار) [10] انیس: من،

Marfat.com

بفرمائی[1] تا سروِ آزاد را
همان ساقی پاک بنیاد را

که ریزد یکی جرعه بر خاکِ من
بر افروزد این گوهرِ[2] پاکِ من

کند گور بر من بهشتِ برین
کنم ناز بر زمرهٔ حورِ عین

نسیمی[2] ز میخانه برخاست باز
مرا چون بهاران بیاراست باز

گلستانِ طبعم شگفتن گرفت
هزاران دُرِ راز گفتن گرفت

چو من بلبلی چند باشد خموش؟
چنین نکته دانی نیاید بجوش؟

(۱۲۰۴) زبانم اگر خون فشان شد چو تیغ
دُر افشانی آغاز کردم چو میغ

پدید آورم زین دلِ پر ستیز
به صورِ سخن در جهان رستخیز

چو من لفظ را معنی آرا کنم
قیامت بنقد آشکارا کنم

ز کیسو بهشتی کنم آشکار
ز سوی دگر دوزخی تاب دار

بسازم بحکمت جهانِ سخن
در آرم بقالب روانِ سخن

کنم در جهانِ سخن آسمان
کواکب در و ثابتانِ روان

نسیجِ سخن را کنم پرنیان
کنم تازه آئینِ پیشینیان

بیارم بدین دعوی خود گواه
شدم تا سخن را کنم رو براه

کنم بارِ دیگر بمیخانه رو
که آخر بدریا رود آبِ جو

گرم بود چندی بمیخانه وصل
کند عاقبت رجعتِ ما باصل

بود نسبتِ من بکوی مغان
همان نسبتِ پیل و هندوستان

کنون بندهٔ زنجیرِ می بگلم
شب آن خیالِ مغان در دلم

دلِ عاقلم باز دیوانه شد
طلبگارِ زندانِ میخانه شد

---

[1] انیس: بفرماید ـــ آرزوی دل شاعر را (بجای ساقی پاک بنیاد را)

[2] ایضاً ـــ آتش: از این بیت تا آخر ساقی نامه متن میخانه بیست و چهار بیت دارد که در انیس نیست و بجای این ابیات در انیس ۲۳۵ ابیات ساقی نامه پرتوی را بدون انتباه درج کرده است

نمی شاید ش روبره داشتن
بشمشیر ش اینجانگه داشتن

رهِ میکده پُر خطر گرچه هست
ز اضدادبس کن خضر[1] گرچه هست[؟]

(۲۰۴ب) توصّل بآوازنی می کنم
توکّل بانوارِ مَی می کنم

نباشد درین ره زبرنا و پیر
بجز ساغرِ می مرا دستگیر

بده ساقی آن بادهٔ لعل فام
که آتش زند در غمِ ننگ و نام

برو[2] بد زصحنِ دل اندیشه را
کند چون کفِ دست این شیشه را

بده ساقی آن آتشِ تاب دار
همان آب چون آتشِ مایه دار

هم از معجز پیرِ دُردی کش است
که یک جزو هم آب و هم آتش است

بسی گفته شد گرچه احوالِ من
نشد گفته یک شمّه[3] از حالِ من

ذکرِ
مسیح ثانی رکن الدین مسعود کاشانی

حکیمی است تمام عیار و سخنوری است بلند وقار، اشعار دلپذیرش بغایت رنگین و اصناف سخنانش بی نهایت متین است، بحریست مملو از حکمت، دریای است مالا مالِ معرفت، آن قدر دانش و فضیلت دارد که شاعری دون مرتبهٔ اوست، تکلّف برطرف که درین جزو زمان در رتبهٔ موزونیّت و در وادی حذاقت نادرهٔ عصر

[1] آخر، آخ: خدر [2] آ: برنبید [3] در فهرست بانکی پور (۳: ۶۲) بیت آخر ساقی نامهٔ این است ؎
گرنظم این گوهر آبدار ز تاریخ هجرت شدی هزار، که دلالت بر تاریخ تصنیف ساقی نامه می کند،

Marfat.com

ویگانهٔ عهد خود است، تخلّص او مسیح[1] و نام او رکن الدین مسعود است، به حکیم رکنا اشتهار یافته و اسم پدرش حکیم نظام الدین[2] است، در حکمت کمال مهارت داشته و در فضیلت تمام مرتبه بود چنانچه رکن الدین (۲۰۵ا) مسعود در مثنوی خود صفت پدر خود نموده این چند بیت ازان ابیاتست ؎

منم فرزندِ آن پیرِ خردمند — که او پیرِ خرد را به ز فرزند
نظام حکمت و دین را ازو نظم — گمانش[3] بادشاهِ لشکرِ حزم
چراغِ[4] حکمت از طبعش فروزان — ز فکرِ او دماغِ عقل سوزان
همیشه با محبت در کشاکش — زبانش بر یادِ حق عودی برآتش
عیان از فیضش آثارِ مسیحا — نهان در طینتش کارِ مسیحا
مسیحِ چرخ با من سر بسر نیست — که او را چون مسیحِ من پدر نیست

تولّد حکیم رکنا در دار المؤمنین کاشان واقع شده، در انجا بسن رشد و تمیز رسیده و در اوّل شباب بشرفِ بساط بوسی شهریارِ نامدار، کامگار، پادشاهِ حسن خلق، علی گردانا شمع دودمانِ نبوی، شاه عباس حسینی صفوی که حق جلّ و علا ذاتِ ملکی صفاتش را از جمیع آفات در پناه خود بدارد مشرّف گردیده، و در زندگی آن حضرت خورشید منزلت کمالِ قرب و نسبت بهم رسانده چنانچه از کثرتِ عزّت در سفر و حضر همیشه در رکاب دولتِ آن خسروِ سکندر شوکت، مرتبهٔ صدارت حاصر می بوده، و همچاه انجم سپاه سه روز

---

[1] صاحب سرو آزاد گوید که او مسیح و مسیحا تخلّص می کند (سرو آزاد، ص ۱۰۲) ؎ [2] ؎ ریو (ص ۲۰۲): نظام الدین علی ؎ [3] ؎ آ: گمانش ؎ [4] ؎ بعدش افزوده: نظم

است ؎ ؎ بعدش افزوده: نظم

آنکه بی داغ ملامتش تقدیر — تابد از آسمان بروی زمین
آنکه بی مهر غازنش در خاک — نقب آفتاب سیچ دفین

Marfat.com

درکاشان مهمانِ آن (۲۰۵ ب) مسیح زمان شده[1] و بفرمانِ قضا جریانِ شاهِ عالمیان
دران ایّام آن معدنِ فطرت دیوانِ عندلیبِ گلزارِ معانی **بابافغانی** را غزل به غزل
از ابتدا تا انتها جواب گفته، الحق که آن دیوان را بسیار خوب تتبّع نموده، این دو
بیت و این رباعی ازان دیوان اوست

شعر

فلک[2] هم با اسیران کینهٔ آن تند خو دارد : کسی نداند که خواهد؟ کآسمان هم خوی او دارد
بهرجا بگذرد تابوتِ من فریاد برخیزد که آه این مرده سنگین می رود، پُرآرزو دارد!

رُباعی

کس نیم گل از روی تو چیدن نگرفت | کان رنگِ گل از کفش چکیدن نگرفت
تا روی ترا خدای دیدن نگرفت | گوئی سامانِ آفریدن نگرفت

برای انور ارباب هنر پوشیده نماند که مدام اوقاتِ ایّام جوانی **مسیح ثانی** بمی کشی و بی
پروائی گذشته و اکثر در مجلسِ بهشت آئین بادشاهِ دنیا و دین فی البدیهه شعرهای خوب گفته
و سخنانِ مرغوب از و سر زده بخانهٔ خود هم که می آمده[3] می می کشیده و مطایبه می کرده و در
مقامِ انتظام نظم می شده، یکی از اکابر درین باب رُباعی دارد گویا از برای آن مطلع قصیده
گفته و انی گفته، بنابران درین تالیف درج نمود رُباعی

فضل تو و این باده پرستی باهم | مانند بلندیت و پستی باهم
حال تو بچشمِ خوبرویان ماند | کآنجاست همیشه نور و مستی باهم

(۲۰۶ ا) درایران ارادهٔ مثنوی گفتن نمود، پاسِ ادب حضرتِ شیخ نامی گرامی شیخ نظامی علیه الرحمة (۲۰۶ ب)
والمغفرة داشته خسرو شیرین نگفته فلما دران بحر پارهٔ از حکایات متفرقه از قدیم و جدید
بنظم درآورده آن را مجموعهٔ خیال نام کرده، عددِ ابیاتِ آن کتاب دو هزار بیت

---

[1] آزاد می گوید که : شاه مکرر خانهٔ او را بدولت قدوم خود از فلک گذراند، (خزانه ص۴۱۲، نیز به جنید سرو آزاد ص۸۹).
[2] منتخب الاشعار و آتشکده (ص۲۴۲) — در بیت ثانی "زهرجا" بجای "بهرجا". [3] آ: آمد [4] ریو (ص۶۸۸ ب) نام این کتاب را مجموعه گفته است از آنکه خود شاعر گوید: زمجموعی شود مجموعه نامش،

Marfat.com

ست، الحق که دران نظم دادِ سخنوری داده و کمال نکته پروری بجا آورده، چنانچه حقیقتِ آن مجموعه ازین چند بیت متفرقه که درین مختصر بر بیاض رفته ظاهر می شود،

در توحیدِ حضرتِ باری گوید

جهانِ خشک لب امغزِ جان اوست | عجب مغزی که در وی گم شود پوست
وجودِ حق چو خورشیدی ست کز دور | نماید سایه اش روشن تر از نور
ولی هرچند نزدیکش نشینی | ز روچون سایه خود را هم نه بینی

در صفتِ شبِ معراج گوید

شبی روشن برویش چشمِ امید | گریبانش پُر از گلهای خورشید
ز رشکِ خرمنِ ماه اندران شب | فلک را داغ ها بر دل ز کوکب
شبی در وی دمیده صبحدم روح | نه بدر اندران دریای شب نوح
تنورِ بدر از طوفانِ مهتاب | فگنده عالمی را بر سرِ آب
خمار از روشنی در چشمِ مخمور | نمایان همچو نورِ صبح از دور
(۲۰۶ ب) شده زان روشنی رازِ کسی فاش | که شمعِ مهر بخشیدن بخفاش
محمد پادشاهِ کشورِ عقل | روانِ فرمانِ شرعش بر سرِ عقل
ضمیرش رازدارِ غالبِ غیب کذا | غلط گفتم حریفِ غالبِ غیب (کذا)
درین مهمان سرای آزگون ظرف | چو بیرون آمدی از راستی حرف
لبش مایل بشکر خند گشتی | زبانِ صبح صادق بند گشتی

سلہ تہ: عالم در بردہ مصاع؛ این بیت را در آ و تہ ہمین طور مضطرب آوردہ اند، سلہ آ: طرف،
سلہ آ: ظرف، تہ: حرف،

Marfat.com

در منقبت امیر المومنین و امام المتقین گوید

تنش از روحِ قدسی نازنین تر | دلش از علمِ غیبی پیش بین تر
تنی صحرای وحدت را نگین | دلی دریای رحمت را سفینه
اسیرِ چلّه را سلطانِ داور | مریضِ فاقه را فاروقِ اکبر
چنان در بازوِ مردافگنش زور | که در ذاتِ الٰهی لمعهٔ نور
وفاقش در زمینِ دل دفینه | نفس بی رخصتِ او بارِ سینه

در مدح شاه عالم پناه عبّاس بادشاه گوید

خداوندِ جهانست او خدا نیست | ولیکن از خدا یک دم جدا نیست
بلی او سایهٔ باشد خدائی | نباشد سایه را از کس جدائی

در صفتِ شراب ناب گوید

می کز آتش خود چون زند جوش | کند حرفِ بقا گیتی فراموش
(۲۰۷ و) می کز کشور لب چون کند کوچ | دماغِ غم ز مغز خود شود پوچ
می کاندم که بودی در رگِ تاک | بخوردی مغزِ غم چون مارِ ضحاک
غذا بخشد بجسم لاغرِ عیش | بخوان غم نویسد محضرِ عیش

در صفتِ جوانِ مخطّط گوید

نهالی پای تا سر جلوه و ناز | بسی انجام حسنش به ز آغاز

سله ۴: وقارش،

Marfat.com

کشیده بر سلیمان لشکرِ مور
برآورده دمار از آتشِ طور

بمویش تار و پودِ صبح در بند
نمودی صبح صادق در شکر خند

زکامِ او سخن را شکّرین سقف
نمکدانهای عالم بر لبش وقف

چنان پر نوش عالم زان شکر خند
که ماندی در هوا پای مگس بند

در صفتِ ظلمتِ شبِ فراق گوید

شبی بی بهره از نورِ خدائی
سیاهی بخشِ ایّام جدائی

زظلمت مظهرِ قهرِ خداوند
بظلمت خانهٔ او مهر در بند

سیه گردیده در وی چشمِ اُمید
ز تاریکی دروگم گشته خورشید

زسودا پیکرِ مه گشته باریک
چو سودائی گرفته کنجِ تاریک

نه اوّل داشت، نه آخر، نه نیمه
پُر از طفلِ عدم صلب و مشیمه

در صفتِ چنار و عظمتِ آن گوید

چناری همچو طوبی سر کشیده
برین سطحِ کُری محور کشیده

(۲۰۷ب) بساقِ عرش ساقِ او هم آغوش
فلک را همچو طفلان بسته بر دوش

به بدمستی کشوده دست چون تاک
کبود از سیلی او روی افلاک

ازو گاوِ زمین در داد خواهی
ز ریشه ساخته قلّاب ماهی

تمام اشعارِ این کتاب ازین بابت است، قصائدِ غرّا نیز در توحید ربّ العالمین و نعتِ سید المرسلین و منقبتِ امیر المومنین گفته و در مدحِ شاهِ دین پناه نیز قصاید خوب دارد، اقسامِ اشعارِ وی که ازو در ایران جمع شده قریب به بیست و پنج هزار بیت باشد، چون تقرّبِ او در خدمتِ بادشاهِ دین پناه بمرتبهٔ اعلی رسید

Marfat.com

فلک از رشکِ جبلّی که با اهلِ فضل دارد تاب نیاورده باوی ناسازگاری آغازنهاد و ترقّی روزافزون او را در تنزّل آورد، از گردشِ گردونِ کج روش و از عادتِ این دیر صلح زود رنجش، جمجاهِ انجم سپاه به تقریبی[1] که تحریرِ آن مناسبتی بسیاقِ این تالیف ندارد خاطرِ اشرف ازان یگانهٔ زمان گران ساخت و آن نادرهٔ عصر را از نظرِ کیمیا اثر انداخته اخراج فرمود، بنابران مسیح از ایران خروج نمود بجهتِ برآمدنِ خود غزلی گفت که مطلعش اینست

مطلع

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد سرش
شام بیرون می روم چون آفتاب از کشورش

اکثر اربابِ نظم عراق بجهتِ (۱۲۰۸ ا) حکیم شعرها گفتند و عزیزی قصیدهٔ درین باب بسیار خوب گفته چنانچه فصاحتِ آن ازین بیت که مطلعِ آن قصیده است ظاهر می شود، مطلع

گوهری بفروخت ایران آخر از بی جوهری
کز شرف شد پنجهٔ خورشید دستِ مشتری

القصّه رکن الدین مسعود از ایران بهندوستان آمد و در دار الخلافهٔ هند بوسیلهٔ خان جم نشان میرزا جعفر آصف خان بسعادتِ کورنش و تسلیم پادشاهِ جم جاه فریدون فر، شهریارِ جمشید حشمت سکندر ظفر، جلال الدین اکبر غازی مستعد گردید، چند روزی درجرگهٔ ایستادگانِ آن آستانِ سلطنت آشیان درآمد، بعد از چندگاه بحسب تقدیر ایزدی ازان درگاه عرش اشتباه بی سببی روی گردان شده از آگره بالهٔ آباد آمد، و درانجا بشرفِ بساط بوسی محفلِ حشمت و شوکت شاهزادهٔ عالی مقدار، شاهِ جوان

---

[1] رجوع کنید به ریو ص۶۸۸ . [2] خزانه ص۴۱۳، آتشکده ص۲۴۲ وغیرهما [3] ر: نکته دان،
[4] در ۱۰۱۱ بمیعتِ حکیم صدرا شیرازی مسیح الزمان، [5] ر: رفت،

Marfat.com

بخت بلند و وقار، شاهزاده سلطان سلیم که درین ایام خجسته فرجام تربیت افزای ریاض کامرانی، و چمن آرای گلشن صاحبقرانی است مشرّف شد، مدّتی مدید در بندگی آن شاهزادهٔ یوسف طلعت، خورشید منزلت ماند، در ایامی که شاه سلیم بخدمت پدر آمد او نیز در رکاب دولتِ آن فریدون حشمت، جمشید صولت ببایهٔ سریر سلطنت (۲۰۸ ب) مصیر رسید از ملاحظهٔ این که مبادا بندگانِ حضرت یادِ گرمختیِ او فرموده در خشم شده بسیاست وحبس اشاره فرمایند ننگِ فرار را بر فخرِ قرار رجحان داده از آگره بهند دکن رفت ومدّتی در خدمت فرمان روایان و اعیان آن جا بسر برد و ازانجا نیز برآمده در لباس فقر بسیاحت مشغول گردید[1]،

برهنرمندانِ عالم وخردمندانِ بنی آدم پوشیده نماندکه مسوّد این مختصر در سنه ثلث عشرین والف در اجمیر در ملازمت خلف[2] سعادتمند و ولد ارشد ارجمندخان عالی شان مهابت خان که موسوم بمیرزا امان الله است، بخدمتِ کتاب داری اشتغال داشت دران سال عریضهٔ از حکّام تتّه باین مضمون ببایهٔ سریر سلطنت مصیر شاه نور الدین محمد جهانگیر بادشاه رسید که **حکیم رکنا** به تتّه آمده میل دارد ازین راه بایران برود، فرمانِ قضا جریان صادر شد که او را بدرگاهِ عرش اشتباه حاضر سازند، چون بموجبِ حکمِ اشرفِ اقدس او را بدرگاهِ شاهنشاهی آوردند خان عالی شان فریدون نشان مهابت خان بعرض مقدّس رسانیده استدعا نمود که حکیم رکنا را ببنده مرحمت فرمایند، حضرت او را بخانِ مذکور عنایت فرمودند، آن خانِ عالی همّت، صاحب فطرت، آن قدر مردمی

[1] برای قصّهٔ ناکامی حکیم در دکن رجوع کنید به خزانهٔ عامره صفحهٔ ۲۱۳ [2] در مآثر بجای این عبارت این را دارد: فرزند عزیز ارجمند و خلف ارشد سعادت مند جوهر شمشیر شجاعت گوهر دریای همت بازوی دولت جهانگیری و جهان ستانی سالار سپاه مسند نشین تخت تیمور خانی نواب جهانبانی رفیع مکان خان عالی شان مهابت خان میرزای دانش پناه میرزا امان الله،

Marfat.com

و مروّت بدو نمود که درین جزو زمان از اعیان کم کسی تواند نمود' (۲۰۹ ا) این شکسته بال دران ایّام از صحبتِ کثیر البهجت آن حکیم دانشمند صاحب کمال فایز و بهره ور گردید قریب به یک سال علی الاتّصال این آرزومندِ خدمتِ دانشمندان را دریافتِ مجالستِ آن سرخیلِ هنرمندان میسّر شد' ابیاتی که سوای وارداتِ ایران جمع آورده و در تتبّع بر بیاض برده بود قریب به پنجهزار بیت است' به فرموده مردم چشم زمانه و فرزندِ فرزانه خان عالی شان آن اشعار را خوش نویسی نوشت' بعد از اتمامِ دیوان قابلِ آن دیوان مؤلّفِ این تالیف عبد النبی فخر الزمانی را طرف مقابله خود کرده دیوانِ خود را تصحیح داد و بکتاب خانه سپرد' هنوز این دیوانش چندانی در میان مردم اشتهار نیافته' این دو رباعی از دیوان ثانی اوست که یکی در مرثیه فرزند خود گفته دیگری انا فراق عزیزان گفته و تسلی خود داده *

رباعی

آن آهنِ تفته ام که جوشم بردند | آن کهنه درایم که خروشم بردند
چون خارِ ترنجبین درین عالمِ تلخ | نیشم بگذاشتند و نوشم بردند

و له

آناتک زیکدگر جگر ریش ترند | قومی پس نر جماعهٔ پیشتر اند
در غربتِ مرگ بیم تنهائی نیست | یارانِ عزیز آن طرف بیشتر اند

---

۱ بقول نصر آبادی (سپهر نگر ص۹) و آزاد و صاحب آتشکده تعداد اشعار مسیح قریب بصد هزار بیت است صاحب میخانه دو دیوان مسیح را ذکر کرده ولی ظاهر نصر آبادی می گوید که او ده دیوانِ مسیح را دیده بود' دیوان چهارم (رویک منتخبی) او در بانکی پور و دیوان ششم او در موزهٔ برطانیه محفوظ است (فهرست بانکی پور ۳ : ۱۰۷ و فهرست ریو ۶۸۸) و میرزا امینا در ۱۰۴۰ نوشته که مسیح دران ایام دیوان هشتم خود را تصنیف می کرد (به ضمیمه فهرست ریو ص۶۸۸) ۲ ۸ ۳ : باشد ۴ : بفرمود آن خلف زمانه مردم دیده ۵ : همان ۵ حکیم در خطائی بدطولی داشت' نسخهٔ بوستان سعدی که او بخط خوب خود در ۱۰۳۹ در آگره تمام کرده در موزهٔ برطانیه موجود است (ریو ص۶۶۳) ۶ در ندارد ۷ : انسان که' تصحیح از روی ۳ '

Marfat.com

ستوای این دیوانها درین ایام شعر (۲۰۹ ب) بسیاری گفته و بر بیاض نبرده است
امّا چون آن مسیح زمان قریب بدو سال در اجمیر در خدمت خان عالی شان ماند بعد از
انقضاء این مدت مسند نشین بارگاهِ عظمت و اقبال، صاحب سریرِ اقلیم دولت
و اجلال، خسروِ جهان بخشِ گیتی پناه، شاه نورالدین محمد جهانگیر بادشاه مهابت خان
را بخدمت دکن مرخص فرمود و حکیم را از خان گرفته داخلِ بساط بوسانِ محفلِ شوکت
و عظمت گردانید، الحال که سالِ هجرت بهزار و بیست و هشت رسیده* در بندگی
این بادشاه عادل و این مرشد کامل است، ایزد تعالیٰ ذاتِ ملکی صفات این فخر
دهندهٔ سریرِ کشورستانی و وجودِ شریف و عنصرِ لطیفِ این جانشینِ مسندِ گورگانی
را از مکاره زمانه مصئون و محفوظ داراد! بالنبی و آله الامجاد!

ساقی نامه حکیم رکنا

دلا چند ازین دست بردِ خمار — بتاراج میخانه دستی برآر
زمینی است میخانه کز فیضِ می — دمد گل دمد چه بهار و چه دی
اگر فتنه زاید چو آب از زمین — مخور غم دران خاک و عشرت گزین
که گر شعله بارد چو ابر از هوا — ز گردی نگیرد زمین خاکِ ما

---

* در آ: سنه خمس عشرین والف است مگر غلط خمس یقینی نیست. ۲ آ: خلیفهٔ ۳ آ: بقول صاحب خزانه
حکیم ادر سنه ۱۰۲۱ از درگاه شاهجهان بادشاه رخصت مشهد یافت و نیز رجوع کنید به قول مهابت
بادشاه نامه در فهرست تا ۶۰۹ و بعد زیارت حرمین و مشهد مقدس به کاشان
و چندی وقت گذرانید و راوقه آستان شاه حسنی صفوی با همدمان رفت و در بیت
به شیراز رفته مدتی انجا مقیم شد و وفاتش در ۱۰۶۲ (شان بود) مختصراً از خزانه ۴۱۳، دو
تاریخ وفاتش اقوال دیگر هم هست رجوع کنید به فهرست بانکی پور ۳: ۱۰۰۱

Marfat.com

اگر یکدم از دهرِ دون (کذا) فارغی — کنون از قماط و کفن فارغی
بسی یافت گردون درین انجمن — کفن از قماط و قماط از کفن
(۲۱۰ا) بدست آر آن خم که دریاکش است — درو آبِ حیوان همه آتش است
خمی چون فلک رانده کشتی در آب — درو چون قضا کارفرما شراب
خمی خورده دان همچو گردونِ پیر — سراپای چون دیدهٔ جان بصیر
خمی چون فلک پرتو آفتاب — فروزان درو همچو انجم حباب
خمی فرشِ اوخشت و انگه چه خشت (؟) — که در نیم خشتش بگنجد بهشت
ز بس کز بخار می آورده نم — شده خشتِ خم همچو ابر کرم*
خمی پا بدامن درآورده چست — فرو رفته در فکرِ روزِ نخست
خمی اندرو گشته می خاکباز — که خاکش به از خونِ اکسیر ساز
بیا ساقی آن آتشِ پرده سوز — که در قالبِ شب کند رزمِ روز
بمن ده یکی جرعه از جامِ جم — که در جام پیداست انجامِ جم
بیی ده که چون در قدح جا کند — چو آتش روان میلِ بالا کند
شود کاسه گر سرنگون چون فلک — نیفتد چو خورشید از وی به تک
بیا ای خدا (۲) خوان فرخنده پی — که در مصرِ میخانه با بانگ نی (؟)*
زلیخای خم را خدا (۳) خوان* کنم — درو یوسفِ می بزندان کنم (؟)
فتد گر دران می بفرض آفتاب — بود چون کلوخی که افتد در آب
(۲۱۰ب) بیا ساقیا آن می بی گزاف — بیی آنچنان صاف از دُرد صاف
که در طبعِ دانای مبدا (۴) گر (کذا) — نماید درو صورت خیر و شر
زهی خود پرستانِ گم کرده راه — که گویند (۵) می را چو خود عقل کاه

---

۱ آ: همچو ابر کرم خشت خم ۲ آ: خدخوان فرخنده می ۳ آ: تاک ۴ آ: خدخوان آ: خدا خوان
۵ آ: مبدا و گر، ۶ آ: دانند،

Marfat.com

زمی مغز هر سفله لاغر شود
گرت مغز پُر باشد از ابلهی
وگر در سرت شورِ دانائی است
ز پیرِ خرابات غافل مباش
برغم فضولانِ بیداد گر
نه خود رای و خود روی خیره سر[1] است
ز بس صدق دارد بدرگاهِ دوست
نه چون خویش بین است[2] غرّش بسر
همین بی وضو مانده در فکرِ رو
همی بی نماز اوفتاده است مست[3]
بیا ساقی اینجا ز سر گیر دور
می تلخ تر خواهم از انتظار
من آن رندِ می خوارهٔ مفلسم (۲۱۱ ا)
بسوزد چو من سرد هم دودِ آه
چو خواهد دلم پاره پاره باد
مغنّی بیا پردهٔ ساز کن
که گردم سراسیمه دیوانه وار
بده ساقی آن جامِ گردون نشان
ازان می دهٔ ای ساقی تیز هوش
که منصور ازان گر بدی جُرعه خوار

بلی آنچنان آنچنان تر شود
ترا انشاء می دهد کوهتی
همه نشاءِ می توانائی است
بجز خاکِ آن رندِ کامل مباش
گشوده ز میخانهٔ کعبه در
که پیشِ خود از خار و خس کمتر است
چو صبح آمده فاش بیرون ز پوست
چو نورِ نظر فکرِ دورش بسر
نمانده است دائم بفکرِ وضو
غرورِ نمازش نبرده ز دست
چو شد دورِ ما پیشتر گیر دور
که چون شوقِ وعده بود خوشگوار
که از فیضِ می رشکِ زر شد تنم
همه استخوان در تنِ جسم گاه؟
جگرگاه امید او پاره باد
وزان سوی عالم دعا کن
چو اصحاب سودا زدن
که بوسد لبش
این
دولت

(۲۱۱ ا)

[1] آ، سرشت [2] کذا در آ و تہ [3] آ، دست

Marfat.com

بده ساقی آن دُردِ صافی نهاد — که بویش کند روح در جسم باد
بیادش چو قسمت کند خون جگر — شود موی زنگی چو ریحان بسر
بده ساقی آن نقدِ باغِ بهشت — می گرم و تر چون دماغِ بهشت
که در طبع دوزخ گوارا کنم — بهشت از لبش آشکارا کنم
گمو در لبم باده آمد بجوش — نیارم نشست از شکایت خموش
دلم را همین اوستادی که ساخت — بدانم که بسیار یا کم گداخت
همین دانم امّا که بیگاه و گاه — دروغم کند چون صفِ مور راه
(۲۱۱ ب) منش بارِ دیگر گدازم ز سر — که تا غم دروره نیابد دگر
دل من درای پُر از ناله بود — صدا بر لبش همچو تبخاله بود
همم از پنبهٔ داغ ماند جدا — بدان سان که پنبه نهی بر درا
مرا آزموده است آن ..... — که می آید از حق و باطل بدست
که در سُبحه آرم ز ایمان گره — زنم فاش بر رشتهٔ جان گره
گر آرم بهر نارِ دست درست — گره بر کشایم ز هر صبح چست
دلش گرچه سنگ است و فولاد روی — نکو می شناسد دغل را بکوی
ز خ[illegible] ز من سرکشی — چرا آبِ حیوان کند آتشی
بدرگاهِ [illegible] من تنگ دل — شکایت برم زین بتِ سنگدل
شهی کآسمان زیرِ فرمانِ اوست — دلِ دشمنان وقفِ پیکانِ اوست
جوانبخت عبّاس شاهِ دلیر — که روبه شد از تیغِ او نرّه شیر
کشاید ز نیروی همّت بلند — کمندی که گردون درآید به بند

---

۱ آ: چشم ۲ آ: دگر ۳ آ: همه، تا، هم ۴ بیاض در آ در اینجا همهٔ این بیت را انداخته است ۵ آ: در نسخه آرم در، تصحیح از روی تا ۶ تا: بکو،

Marfat.com

ندیده کمانی چنان چرخ پیر
مقوّس هلالی ولی گوشه گیر

در آرد بیازوی دولت کمان
کمانی که عقلش نیارد گمان

در افواه بود این سخن دیرگاه
که در قوس جامی کند مهر و ماه

(۲۱۲ا) چو شه قبضه در دستِ بیضا گرفت
کنون قوس در مهر و مه جا گرفت

بکف تیغ تیزش بغلطد بخون
چو ماهی که از بحر افتد برون

که دیده جز او شاهِ روشن ضمیر
مگر خورده از مادرِ صبح شیر

بر اسپ سفیدش سواره نگر
چو صبحی که مهرش برآید زسر

نی نیزه اش شیره از جان خورد
بلی نی شکر شیره ارزان[1] خورد

بود خصم اش آن باد بیهوده گرد
که یادش کند[2] . . . . . .

چو تیغش برهنه شود در مصاف
فلک در شکم دزدد از بیم ناف

یکی آهنین دل نماند بجای
بود تیغ او سنگِ آهن ربای

ز بازوش چون گرز گشت آشکار
برآورد گاوِ زمین زینهار

برآورد زوپین ز بازوی دست
یکی دسته بر کوه البرز[3] بست

دلش عرش و توفیقِ شاهی درو
تهمتن بحر و انگشتِ ماهی درو

بدی[4] سایه تا حشر را سقف باد
جهان جمله بر تیغِ او وقف باد

ز عدلت بملکی که آید نسیم
کتان را نباشد ز مهتاب بیم

بملکی که عدلِ تو مسند نهاد
کتان با برِ ابریشم زیک ملک زاد

اگر خیلِ خصمت بود بی شمار
چو گرم بریشم خورد یک دمار

(۲۱۲ب) همی چند روزش بود کروفر
نماند ولی زنده اش مثالِ دگر

---

[1] آ: درمان، در آ 'درمان' را به 'ارزان' مبدل ساخته [2] بیاض در آ 'در آ' این بیت را انداخته است
[3] آ ادست [4] آ: بدا — در آ مصراع اول را به نقطه‌های شک آورده است [5] آ، سالی،

Marfat.com

بحق نبی و ولیِ خدای — ره از تو توان برد سوی هدای
دلت[1] حمله(؟) از عشق پرمایه باد — شب حمله با صبح همسایه باد
ترا سایهٔ حق جهان خواندش — ز سایه بعالم عنان راندش(؟)
جهان باد دایم بکامِ دلت — چو در دستِ خوبان زمامِ دلت
مبادا دلت را ز عالم گزند — مگر[2] زره و زلفینت آرد به بند*
ثنای تو بر نیک و بد واجبست — دعای تو بر دیو و دد واجبست
[3]
. . . . . .
بسوزد خلاف[4] از پی انتقام — نه آتش نه خس پوش[5] ماند نه دام
سیاه ترا زخمِ مرهم بود — زمانِ تو نوروزِ عالم بود
هران کو کند کج برویت نظر — چو عقرب برون باد چشمش ز سر
[6]
. . . . . .
بمیخانهٔ شاه[7] یکره* درآی — که نشناسی آنجا سرِ خود زپای
ز جوشیدنِ بادهٔ صافِ او — بود روز چون آب در روی جو[8]
(۲۱۳) ا) می چشمه سارِ خرد اوج آن — همه راز زلفش شده موجِ آن*
می در صفا رشکِ ماهِ منیر — چو آئینهٔ غیب روشن ضمیر
چنین[9] می ازان شاهِ دین پرور است — بلی[10] آینه زانِ اسکندر است*

[1] در آ این بیت را همین طور مضطرب روایت کرده است، [2] آ: مگر ره در لفینت آرند به بند، آ: مگر ره در ز وزبد به بند، تصحیح (؟) قیاسی است، [3] آ: بود آن سفله پست پوش — که ... بوشان صبوحی خروش، در آ بیت را انداخته است، [4] آ: غلاف [5] آ: نوش [6] آ: بود چشم بدبخت سیر تو کور — چو افعی به بیند ... ز دور، در آ ندارد [7] آ: شه بیک ره [8] آ: او [9] در آ این مصراع را به نقطه های شک درج نموده و در آ هر دو مصراع را انداخته است [10] در آ این مصراع را ندارد، [11] در آ این مصراع را با مصراعِ اوّلِ بیتِ ثانی ملحق ساخته بیتی قرار داده است،

Marfat.com

ببزمش چکویم که چون درخورست
کهٔ درخورد آن بزم جان رهبرست

ازین آب وگل دور صد مرحله
غزالانِ مست اندران صد گله

ز هر موی کاکل ز هر دلبری
اگر چشم داری ببینی سری

سرِ زلف هریک ز روزِ نخست
سیاهی ز بختِ من آورده چست

ذکرِ[۲]

بلبلِ گلستانِ نکته سرائی حکیم شفائی[۳]

نادرهٔ جهان و سرآمدِ زمان خود است، تکلّف بر طرف که اشعار و ابیاتِ امثال [و] اقران خود بر طاقِ نسیان نهاده و ابوابِ معانی بر روی اهلِ دل کشاده، در حکمت و خداقت نیز عدیل ندارد، واردات آن شاه بیت مجموعهٔ سخن گستری قریب به یک لک بیت می رسد، از مثنوی های خوب و قصاید مرغوب که آن ها را بر بیاض نبرده، ولیکن یک دیوان ترتیب داده که از و بهند آورده اند، عدد ابیات آن قریب به پنج هزار بیت باشد[۴] و اکثر شعرهای هزل آمیزِ او دران مندرج است، واقع که در هزالی سوزنی (۲۱۳ ب)، نماشیه کشی او نمی تواند کرد، و این ضعیف دو رباعی از هزلیات

(۲۱۳ ب)

۲ه در آ ترجمهٔ حکیم شفائی را از اول تا آخر انداخته است ۳ه نامش نزد جمهور اصحاب تذکره شرف الدین حسن بن حکیم ما را ما در مفت اقلیم حکیم مولانا) است

۴ه رجوع کنید به مقدمه [illegible]

کلیات شفائی که مشتمل بود بر مثنویات (چهار تا) و قصاید و غزلیات و رباعیات، در کتابخانهٔ بانکی پور نسخهٔ مثنویات شفائی و دو نسخهٔ دیوانش موجود است (فهرست ۲: ۵۷، ۵۸ ببعد)، نسخهٔ کلیات که مرا پیش نظر هست (تحریر ۱۰۴۱) زاید از نُه هزار بیت دارد، و مشتمل است بر قصاید و غزلیات و مطلعیات بدون ترتیب تبعی و سالم آرای تعداد ابیاتش را ندارد

Marfat.com

او بجهت تصدیق قول خود درین اوراق ثبت می نماید که یکی ازانها بجهت مولانا ذوقی گفته و دیگری از برای پسر رمّالی بنظم در آورده است رُباعی

ذوقی ریشت به پشم ماشی ماند | شعرت به نمد زبد قماشی ماند
بینیت بسنگ سر تراشی ماند | عینک چونهی به . . . کاشی ماند

ولهٗ

. . . . . .

. . . . . .

بتحقیق پیوسته که آن عندلیب دلفریب انجمن سخنوری بسعادت زیارت امام رضا علیه التحیة والثنا مستعد گردیده و ازانجا به هری رفته، با ملک الشعرای خراسان مرزا فصیحی صحبت داشته بازبوطن خود عود نموده است، مولدِ او از شهر صفاهان است، وجه معیشتِ او از ممرِّ طبابت می گذرد، دیگر از فرمان روای ایران، دارای عراق و خراسان، مروّج ملّت مصطفوی، شاه عباس حسینی صفوی بهادر خان انعام و اکرام یافته است ولیکن بسعادت بندگی او مستسعد نگردیده است، ساقی نامهٔ ازان نادرهٔ عصر بنظر این حقیر در نیامد مگر به ترکیب بندی که پارهٔ مناسبت باین کتاب دارد بنابر ضرورت درین اوراق برشان (۱۲۱۴) ثبت نمود، امید که منظور نظر ارباب هنر گردد،

(بقیه حاشیه صفحه ۳۷۵) فقط این قدر گفته است که اشعارش بسیار است (حاشیه صفحه ۳۷۶) له از غایت فحش این رباعی را حذف کرده ام سه بقول اسکندر منشی او در خدمت شاه موصوف قرب منزلتی داشت ولیکن از لوند مشربی ملازمت رکاب اشرف کمتر می نمود و از شاه ملک الشعرا و ممتاز امیران لقب داشت و بقول واعظ کاشانی (هفت آسمان صفحه ۱۳۴) در مجلس شاه عباس صفوی رتبهٔ مندمت یافته و بقول آزاد بادشاه عباس بافزونی قرب و منزلت امتیاز داشت (سرو آزاد صفحه ۴۷) و صاحب مخزن الغرائب او را حکیم باشی شاه مذکور گفته است، ۲ له وفات حکیم شفائی در ۱۰۳۷ واقع شد (عالم آرای عباسی صفحه ۷۶۱) برای بعض جزئیات احوال حکیم مذکور رجوع کنید به مواضع که حواشی تذکره اش مذکور است، و نیز هفت اقلیم و منتخب الاشعار و مجمع الفصحاء ۲۱۱

Marfat.com

ترکیب‌بند حکیم شفائی

ساقی بده آن روغنِ چشم بلسان را
تا دست و دلی چرب کنم شعلهٔ جان را

آن شیرهٔ الماس که نامش نتوان برد
صد بار بشوئی اگر از شعله دهان را

آن اخگرِ افسرده که تصحیح نکرد است
چون آتشِ رخسارِ تبان لفظِ دخان را

آن روحِ مجرّد که بُدَردیش نزیبد
گر صاف کنی پرتوِ رای دَبَران را

آن کاسه نگونسار که بازیچهٔ جودش
چون خانهٔ افلاس کند کیسهٔ کان را

آن مایهٔ مردی که ازو روبهِ امساک
از لختِ جگر طعمه دهد شیرِ ژیان را

آن آفتِ ناموس که در ساغرِ اوّل
شیدائی بازار کند رازِ نهان را

فرمان دهِ ارواح که بی حکمِ روانش
در ملکِ بدن حکم روان نیست روان را

چون وعده بایّامِ خزان داد شرابم
هان ای نفسِ سرد فرو ریز خزان را

دوزخ که بود زنده ز داغِ هوسِ ما
شب‌ها نکند خواب ز بیمِ نفسِ ما

امشب همه شب در برم آن رشکِ قمر بود
تا صبح سرِ ناله ببالینِ اثر بود

بی رشکِ عکس طوطیِ هجرانِ قفسِ ما
پاداشِ وفا لب بلبِ رشکِ شکر بود

در خانهٔ من بود بهشتی که نگاهم
در لاله و گل رفته فرو تا بکمر بود

(۴:۲ب) چون گریه چشمی که بجوانش بخوانند
در غارتِ اطفاله دلم آسمه سر بود

با این همه صفرای تنانه بشکستم
شوقم نه باندازهٔ یارانی اخضر بود

پیمانه لبالب شدش از گریهٔ شادی
آن دیده که نافِ شه خوبان تر بود

از زمزمهٔ بیسه‌وئی هیچ نیالود
آن گوش که دل کند فراوانخر بود

---

۱ روایت این شعر از منطاب ست و کاتب او را به اتفاق اشک درج کرده است.

Marfat.com

پنداشتی (کذا) اختر من سعد شناس است | یا نامزد از چرخ مرا بختِ دگر بود
در کام گرفتن جگری یافته بودم
از بخت همانا نظری یافته بودم

عشق است که چون لطفِ خدا رحمتِ عام است | بیگانه خرامست ولی با همه رام است
عشق است که اقلیم دل و دیده گرم است | زان تیغ که خوش خفته در آغوش نیام است
عشق است که هر کام شهیدی ست بخاکش | زان جمله یکی آرزوی شاهدِ کام است
عشق است که از آتشِ آن هر که نشد گرم | گر خود همه داغ دل در دست که خام است
بوی برازین می اگرت رطلِ گران نیست | خود آنکه در و غوطه نخورد ست کدام است
این باده ترا در رگ و جانست و تو غافل
مغزِ تو ازین نشأه گرانست (و) تو غافل

دادیم گریبانِ ارادت بهوائی | مشتِ خس و خاشاک[1] و رِ چنگ ضیائی
(۲۱۵ ا) من کیستم اندر سرِ بازارِ محبت | در ویزهٔ دیدار کنی عشوه گدائی
سرمایهٔ اسلام گران کرده ام امروز | ایمان بنگاهی دهم و دل بادائی
تا ماندهٔ دکانِ کسادی که دلِ ماست | تو برنکند گرمیِ بازارِ روائی
دیریست که بر دل در چاکی نکشودیم | بفرست خدایا گره از بخت کشائی
چندان هنری نیست گذشتن ز دو عالم | یک جنبشِ ابرو ز تو در امن سرائی
روزِ بد آسود گیم پیش نیاید | تا عشقِ تو در کارِ دلم کرد دعائی
آن سینه که منزلگهِ صد قافله درد است | شادی کده بادا ربودش سبلِ دوائی
بر لالهٔ ما آب فشاند بترحّم | از دوزخ اگر سبز بود خشک گیائی
آن نخل که در آبِ خضر پای نگیرد | جز بر سرِ آتش نکند نشو و نمائی

[1] بیاض در اصل ،

Marfat.com

آن بہ کہ ترا پیش تو آرم کہ ندارم | بہتر ز تو در دعوی عشق تو گوائی
دردیم ولی نالۂ شبگیر ندارم
آہیم ولی قوّتِ تاثیر ندارم

گر دست رسی شد بگریبانِ جہانم | پیراہنِ او تا سرِ دامن بدرانم
گر گوشۂ چشمی بسوم بخت فگندی | ابرام ملاقات نکردی ز حسرتانم
گر مرد نبردِ منی ای چرخ برون آی | گر غیرتِ تو ہر سرِ موگشتہ سنانم
(۲۱۵ب) گر جرمِ ہنر مایۂ این گوہر وشی ہاست | سوگند بجانِ تو کہ از بی ہنرانم
از لافِ ہنر توبہ و لاحول ز دانش | از انسان کہ دلت خواہد من بعد چنانم
بی تابیِ صیتِ ہنرم گر بلب آورد | در سینۂ افلاک ہمان رازِ نہانم
ہر جا کہ گلی عشق پسندست ہزارم | ہر جا کہ مہی دست بہ تیغست کتانم

من محفلی بزمِ عمم عشرتم اینست
خاطر بغمش ساختہ ہم صحبتم اینست

ذکر

بلبلِ انجمنِ نکتہ پردازی آقاشاپور[۱] رازی

آن بلبلِ گلزارِ معانی و آن عندلیبِ انجمنِ نکتہ دانی و فنِ سخنوری نادرۂ جہان و فریدۂ زمان خود است، لفظِ سخنانِ شیرین و معنی نکتہ ہای رنگین آن [illegible] نازمین واقع شدہ، و درین جزوِ زمان ہیچ کس بنزاکتِ او حرف می تواند زد و نازک گفتن

[illegible]

[۱] صحت [illegible] نامش بقول تقی کاشی در سپہر گرد [illegible] شرف الدین شاپور و بقول داغستانی (ریاض [illegible]) و بتقد [illegible]

Marfat.com

را پختہ کردہ و بر طاقِ بلند نہادہ است، با این کمال خلق و بی تعینی را جمع کردہ است[1]،
مولدِ آن یگانۂ زمان از طہران است، اباً عن جدٍّ اکابر و اہالی شہر مذکور بودہ اند[2]،
در اوّل جوانی در مقام انتظام نظم شدہ، تخلّصِ خود فریبی[3] قرار دادہ است، از ابتدا تا
انتہا ہر شعری کہ از ایشان وارد شدہ ہمہ پختہ و بمزہ بودہ است،

در ایامِ شباب[4] از وطن خروج نمودہ ۱۲۱۶ھ بدار الامان ہندوستان کہ مربی
ہنرمندان و نشو و نما دہندۂ خردمندان است آمدہ غالب مصاحب میرزا جعفر آصف
خان گردیدہ و با ایشان مدّتہا در ہند و کشمیر بسر بردہ است، اشعارِ خوب و ابیات

---

[1] امین رازی می گوید کہ شاپور صاحب طبع وقاد و ذہن نقاد و فصیح بی بدل و با این نسبت متّصف باخلاق حمیدہ "فہرست آثار محمود" بود، آزاد می گوید کہ قصیدہ را نسبت دیگر اقسام شعر خوب تر می گوید و داد رقّت و نزاکت می دہد (سرو آزاد ص۵۲) [2] نام پدرش نزد جملہ تذکرہ نویسان "خواجہ خواجگی" است، و خواجگی "برادر حقیقی میرزا محمد شریف ہجری پدر اعتماد الدولہ جہانگیری (والد نور جہان بیگم) است، (سرو آزاد ص۵۱)، طاہر نصر آبادی (ریو ص۶۴۴) می گوید کہ شاپور خواہر زادہ امیدی و بقول صاحب آتشکدہ (ص۲۰۳) و مجمع الفصحا (۲: ۲۳)، از اولاد امیدی ست و با امین رازی ہم قرابت قریبہ داشت (ریو) [3] کذا در منتخب الاشعار و ریاض الشعرا و مجمع النفائس (فہرست بانکی پور ۲: ص۴۱) و سپرنگر (ص۶۲۴ و ص۴۰۶)، اما تقی کاشی "قریبی" بجای "فریبی" دارد (سپرنگر ص۴۲) و تقی اوحدی "قربی" (فہرست بانکی پور) [4] تقی کاشی (سپرنگر ص۴۲) می گوید کہ در سنہ ۹۹۶ دیوان فغانی را تتبّع می کرد، و بقول تقی اوحدی کہ با او در اوایل عہد شاہ عباس (۹۹۶ - ۱۰۳۸) در قزوین ملاقی شدہ عمرش دران ایام بہ بیست و چند ماہ رسیدہ بود ظاہرا این ملاقات در ۹۹۶ روی داد از انکہ بقول ریو در ہمین سال بہ ہند رفت (سپلیمنٹ ص۲۰۴)، طاہر نصر آبادی (سپرنگر ص۹) برین اطلاع فزودہ است کہ ورودش در ہند بہ تقریب تجارت بود، معلوم می شود کہ در سنہ ۱۰۰۲ از لاہور بہ عزم رفت (فہرست بانکی پور) و در سنہ ۱۰۱۶ باز بہ ہند رجوع کرد (سپلیمنٹ) و اینکہ صاحب میخانہ گفتہ کہ در سنہ ۱۰۲۵ روانہ ایران شد غالباً بر روانگی او کرۂ ثانیہ تعلّق دارد، از آتشکدہ (ص۲۰۳) ہم پیداست کہ شاپور دو بار بہ ہند رفت و بعد از مراجعت بوطن مرد، و قول ہدایت (مجمع الفصحا ۲: ۲۳) کہ او در ہند فوت شد غالباً شایستۂ اعتماد نیست،

Marfat.com

مرغوب در دار العیش کشمیر گفته، ازان جمله پارهٔ مثنویست که در برابر خسرو شیرین بنظم در آورده، بغایت رنگین و متین است، به تحقیق پیوسته که میرزا جعفر آصف خان بآن زبدة المتاخرین خوب سلوک می کرده و یارانه پیش می آمده، گویند که روزی خانِ مذکور شالِ طوسی به آقا شاپور می بخشد، ظاهرا که آن شال پارهٔ درشتهٔ مانده و کرم زده بوده است، میرزا جعفر آصف خان ازین مقدمه غافل مکرّر تعریفِ آن شال می نموده است، از شوخی طبعی که ارباب نظم را باشد آقا این رُباعی در بابِ آن شالِ طوس نظم کرده بر و می خواند رُباعی

این کهنه نسیجِ عنکبوتی طوس است | یا عبرتی از جهانِ پُر افسوس است
پودش همه پشمِ سگِ اصحاب الکهف | تارش همه تارِ ریشِ دقیانوس است

میرزا جعفر آصف خان از کمال محبّتی که بآن عزیز داشت این را می گذراند و بر روی او نمی آورد،

در سنهٔ خمس و عشرین و الف مسوّد این اوراقِ پریشان را در لاهور سعادتِ ملازمت آن نادرهٔ عصر میسّر (۲۱۶ ب) گردید، دران ایّام فرمود که مدّتی شد که ماتخلص فریبی (۲۱ ب)

(بقیه حاشیه ۳۸۰) ۵ میرزا جعفر در سنه ۱۰۱۳ بدرجهٔ خانیت رسید و در سنه ۱۰۲۱ وفات یافت (ریو) ۶ نسخه های دیوان شاپور در موزهٔ برطانیه و کتاب خانهٔ بادلی یافت می شود و مشتمل بر قصائد و غزلیات و ترجیعات و مثنویات و رباعیات، در فهرست سپرنگر چند نسخ مذکور است که بعضی ازین اصناف را ندارد، در کتاب خانهٔ بانکی پور نسخه ایست ناقص الآخر که فقط غزلیات را دارد، نصرآبادی دیوانش را دیده و تعداد ابیاتش را چهار هزار نوشته، صاحب آزاد هم گفته است که [illegible] بنظرش در آمد، ۷ بعضی ابیات را ازین مثنوی در هفت اقلیم و مخزن الغرایب آورده است، ظاهرا این مثنوی صورتِ تکمیل نیافته، فهرست بانکی پور (ص ۲۰۲) و نسخهٔ کتاب خانهٔ بادلی هم ظاهرا همان دو استان ازین مثنوی منقول است که در هفت اقلیم، حاشیه صفحه بعد ۱ حسن ظن است از مولف [illegible] ص ۱۳۱ س ۲۴

Marfat.com

را برطرف کرده ایم و شاپور که نام ماست تخلّص[1] خود قرار داده همدران سال درحضور این کمترین روانه ایران شد[2]، در سنهٔ سبع عشرین و الف از عراق خبر بدارالامان هندوستان رسید که آن عندلیب گلزار معانی از طهران بزیارت مکّهٔ معظّمه رفته، بعد از دریافت کعبه مقصود بشهر مذکور معاودت نمود، الحال در وطن خود متوطّن است[3]،

بر رای معنی آرای ارباب هنر پوشیده نماند که آن مطلع دیوان سخندانی تا غایت ملاقات این ضعیف ساقی نامهٔ نگفته بود، چون یکی از مشاهیر فصحای این عصر است یک سر قصیدهٔ ازیشان که پارهٔ مناسبت باین مجموعه داشت بنابر ضرورت ثبت نمود،

قصیده این است

بتی که داشت نگاهش مرا ز حیرت لال — درآمد از درِ من نیم شب خیال مثال
چو شمع شعلهٔ شوق منش روان از پیش — چو سایه دود دلِ عاشقانش از دنبال
ضیا گرفته چو خورشید دستش از پاره — به هاله رفته چو مه ساق پایش از خلخال
نهفته سنبلِ زلفش در زنِ دود آتش — نهاده معجز جنسش بروی آتش خال،
عیان ز کنج دهانش دل شکستهٔ من — چو در کنارهٔ کوثر یکی شکسته سفال
ز غیرتِ رخِ او لحظه لحظه پروانه — طپانچه ها به رخِ شعله می زد از پر و بال
(۱۲۱۷ا) کشود لب بجدیثی که هر زمان می کرد — میان سینه و لب روح قدسش استقبال (۱۲۱۷ب)
چه گفت؟ گفت که ای عاشقِ پریشان روز! — چه گفت؟ گفت که ای یار نابسامان حال!

[1] ظاهراً در بعضی جاها «شاپور» تخلّص کرده است (فهرست باکی پور) [2] در سنهٔ ۱۰۲۶ء شاپور را با نائلم تبریزی در اصفهان اتفاق ملاقی شد (فهرست باکی پور بحوالهٔ صف ابراهیم) [3] در تاریخ فوتش اقوالِ مختلفه منقول است، سراج (سپهر گفتار صفحه ۱۵) می گوید که وفاتش در سنهٔ ۱۰۳۸ واقع شد، و بقول ریو (سپلیمنٹ) در حدود سنهٔ ۱۰۳۰، و بقول ایتھے (فهرست بادلی عمود ۶۷۰) قریب از وفات آصف خان (یعنی در سنهٔ ۱۰۲۱)،

Marfat.com

فراق دوست چو حسرت، سیاه دل چون هجر
کناره جوی چو غم، ناشکسته همچو ملال

چه طالع است که خورشید طالعت هرگز
در آسمان نکند سیر جز بسمتِ زوال

بران سرم که همین لحظه رغمِ گردون را
بشامِ هجرت پوشم لباس روزِ وصال

بجوشِ خرّمی اوّل بباده رُو آریم
مه می ز صفحهٔ خاطر بریم گردِ ملال

بلب ز حلقِ صراحی کشیم[1] پنبه برون
چنانکه شیر ز پستان برون کشند اطفال

میی ز شیشه برون ریخت کز مشاهده اش
چو ماهِ چارده پر نور گشته جامِ هلال

میی که شمع چو پروانه ها در آتشِ او
بیک دگر ز سرِ خویشتن کنند جدال

میی که توبه ز نورش چو سایه بگریزد
اگر بپای نهندش سلاسل و اغلال

رخم چو باده فروشش برآورد گوئی
ز چاهِ ماهِ مقنّع نموده است جمال

میی چنانکه در آینه عکس اگر فگند
چو سنگِ شیشه گداز د ز گرمیش تمثال

میی که از سرِ حدّت چو قطره افشاند
شود پیاله مشبّک بصورتِ غربال

بجُرعه قدحش گر فلک رساند لب
برآید از لبِ گردون هلیل چون تنجال

میی چنانکه خیالش چو بگذرد در دل
شوند مست به یکبارگی مخدّراتِ خیال

(۲۱۷ ب) کشیده پردهٔ عصمت ز روی و ننماید
ز فرطِ شوق به نامحرمان فکر جمال

میی چنانکه ز شرمِ رخش بروں آید
چو قطرهٔ عرقی لعل از مسامِ جبال

میی سهیل شعاعی که دارد آن تاثیر
که شرخ رو شود از وی صحیفهٔ اعمال

ازان شراب که گر اعمیش کشد در چشم
بروز روشن بیند بر آسمان اشکال

چنانکه شیوهٔ ساقیت ساغری در داد
چو جامِ لالهٔ صافی[3] باده لبالب

به لابه گفتمش ای نازنین بعزّتِ عشق
که توبه کارم ازین لعبتانِ فعال

بعشوه گفت که بگذار زهد را کاین می
بود چو خون دل دشمنانِ شاه بلال

---

[1] دیوان شاپور: نسخهٔ کتابخانهٔ ایشیاتک سوسائٹی کشید [2] دیوان: کند [3] آ: صافی ز باده، تصحیح قیاسی است.

Marfat.com

ذکرِ
سرغزلِ دیوانِ نکته دانی طالبِ[1] مازندرانی

آن نادرهٔ عصر فریدِ زمان و وحیدِ دورانِ خود است، آن قدر اهلیّت و استعداد که با او
باد یگر شعرای این ایّام نیست، مولدِ آن سرغزلِ دیوانِ نکته دانی از آمل مازندران است،
در وطنِ خود بسنِ رشد و تمیز رسیده و در مقامِ انتظامِ[2] نظم شده تا سررشتهٔ آن بست
آورده است، در اوّل جوانی و نوبهار زندگانی از مسکن خروج نموده بدار المومنین
کاشان[3] آمده در انجا متوطّن شد و تاهّل اختیار کرد ابتدای نشو و نمای او در شهر مذکور
واقع شد و ازان بلده به تقریبی که تحریرِ آن مناسبتی به سیاق این اوراقِ پریشان
ندارد (۱۲۱۸) بدر آمد، بعد از اندک تمدّدی بشهر مرو رفت و چندی در خدمتِ
ملکش[4] خان که از جانب جمجاه انجم سپاه شاه عباس حسینی صفوی حاکمِ آن دیار بود
بسر برد، و قصایدِ غرّا در مدحِ ممدوحِ خود منظوم ساخت، بعد از انقضاء آب
خورد هوای سیرِ دار الامانِ هندوستان که نشو و نما دهندهٔ هنرمندان است در
سرِ او جلوه گر شد و سودای این سرزمین که خانهٔ عافیت خردمندان است او را
برسفر آورد، طالب مثنوی در بحرِ خسرو شیرین بنام ملکش[4] خان تمام گردانید و
دران نظم این مضمون با دا رسانید که ارادهٔ دیدنِ وطن کرده ام امیدوارم که خانِ عالی
شان مدّاح خود را دوست کام رخصت فرماید تا چند روزی برادران و یارانِ خود را
دیده باز بملازمت معاودت نماید، آن خان عالی شان این بلبلِ هزار داستان را آدمیانه

[1] در فهرست بانکی پور نام و نسبتش محمد طالب آملی آورده است ۵۲ آ: انتقام ۵۳ ظاهرا ورودش به کاشان بنا بر قرابتی بود که حکیم نظام الدین علی کاشی والد حکیم رکن الدین مسعود (حکیم رکنا) کاشی داشت حکیم علی مذکور شوهر خالهٔ طالب بود (رجوع کنید

به ریو ص ۶۷۹) ۵۴ آ: ملکش، اما غالباً صورت صحیح نامش بکتش خان است که او از اویماق داملوء استاجلو و از ۱۰۱۵ تا ۱۰۲۸ حاکم مرو شاهیجان بود، در سن آخر باجل طبیعی بمرد (عالم آرای ص ۵۲۵ ببعد) و او پسری داشت که نامش در عالم آرای (ص ۴۱۵ سطر ۱۵) ملکش سلطان

Marfat.com

بجانبِ مازندرانِ بهشت نشان روانه گردانید، طالب گشت دارالامان [و] سیرِ این
ملک را برحسبِ وطن رجحان[۵۱] داده راهِ هند در پیش گرفت[۵۲]، این چند بیت ازان مثنوی
است که در مدحِ ملکشس[۵۳] خان گفته و ازو رخصت طلبیده است مثنوی[۵۴]

بگلشن خانهٔ خلوت[۵۵] شبِ دوش
یکی خوابِ عجیبم روی بنمود
(۲۱۸ ب) چنان دیدم که چشمم غرقِ خون بود
بدین تقریب ناگه جستم از خواب
یقینم شد که پایم در رکابست
فلک در خاطرش می گرد این عزم
کدامین بزم بزمِ عیش خانی
فلک روبد بمژگان[۵۹] خاکِ راهش
تن اندر جوشن سیماب سیمای
اتاقه عنبر افشان بر سرِ خود
چهار آئینه بر تن داده ترتیب
که فتح از هر طرف چون آیدش پیش
فلک قدرا بقایت جاودان باد

که با غم خفته بودم در یک آغوش
که سهمش حیرت اندر حیرت افزود
سر[۵۶] اپا پیکرم زنگار گون بود
تو گوئی زد قضا بر دیده ام آب
سفر تعبیرِ این آشفته خواب است
که چندی سازدم[۵۸] محروم ازین بزم
که باد شش بخت دایم در جوانی
کند در سر مه دان گردِ سپاهش
سر اندر مغفرِ خورشید اندای
چنان کز فرق مجمر کاکل عود
همه خویش پیکر راه ترکیب
دران آئینه بیند صورتِ خویش
همیشه شاهدِ بختت جوان باد

---

۵۱ آ: ترجیح ۵۲ معلوم است که خالزاده اش حکیم رکنا در عهد الپی وارد هند بود و تا عهد شاهجهانی [در] جا مقیم بود کما مرّ ظاهرا این هم از محرکات ورودِ طالب به هند بوده باشد ۵۳ آ: شکر ۵۴ از مراجعت به نسخه خطی دیوان غالب آملی که در کتاب خانهٔ [مسدود] می شد که مولف میخانه این مثنوی را بسعی کثیر درج کرده است ۵۵ دیوان: خوشا خلوت، خانهٔ گلشن ۵۶ آ: سراء، تصحیح از روی دیوان و [ن] ۵۸ دیوان: دمادم آشوب ناگه ۵۹ دیوان: خوامدم ۵۹ دیوان: ز مژگان سنه این بیت را در دیوان ندارد [الله] آ: دود

Marfat.com

یکی بر حرفِ طالب گوش بکشای
اگر لطفِ تو اش دستور بخشد

عنان سوی وطن تابیده چندی
دو روزی با غم آشامان سر آرد*

ز گوهر گوش را آغوش بکشای
چو خور کو ذرّه را نور بخشد

کند خویشانِ خود را ریشخندی
دگر رخ را بسوی* این در آرد

(۲۱۹ ا) امّا چون طالب از ملکش خان جدا گردید اوّل بار بقندهار آمد، دران ایّام میرزا غازی ترخان از جانب خدیو جهانگیر کشور کشا شاه نورالدین جهانگیر بادشاه حاکم قندهار بود او را در خدمت خود نگاه داشت و در رعایت خاطر او کوشید، چون زبدهٔ دودمان ترخانیان در قندهار از دست ساقی اجل ساغر مرگ گرفت آن بلبلِ دستان سرا در همان سال که سنه عشرین والف بود بدارالخلافه آگره آمد، این ضعیف را مرتبهٔ اوّل در هند دران ایّام با او ملاقات واقع شد، جوانی دید بانواعِ هنر آراسته، عزیزی ملاحظه نمود با صنافِ سخنوری پیراسته، در فنِ شعر از امثال و اقران ممتاز، و در علم سلوک و مردمی بی انباز، چنان زود آشنا و خلیق که درین فن نیز عدیل نداشت و در سخن فهمی و انصاف بمرتبهٔ مقیّد که دقیقه فروگذاشت در ادراک نمودنِ ابیاتِ صغیر و کبیر نمی نمود، در مثنوی خویش دو سه بیت در درست آشنائی خود بیان فرموده حقّا که حالی اوست و دران تکلّفی نه کرده است، آن ابیات این است،

مثنوی

کتب طی کرده ام در دوستداری
یکی علّامه ام در علمِ یاری

---

۱ دیوان: به گوهر ۲ دیوان: ایشان برآرد ۳ دیوان: سوی طوف ۴ در آ بعدش افزوده: [و] این رباعی را هنگام خروج نمودن از مرو شاه جهان [و] عازم هند شدن گفته است رُباعی طالب گل این چمن به بستان بگذار بگذار که می شوی پشیمان بگذار هندو نبرد تحفه کسی جانب هند بخت سیه خویش بایران بگذار ۵ امّا رجوع کنید به سرو آزاد صد ۴۲ که ذکر قصیده می کند که طالب در مدح مرزا غازی نوشته و "دران قصیده رفتن خود از هند پیش میرزا مفصّل بیان می نماید" همین مصنف در خزانه (صد ۳) گفته است که طالب در آغاز زمانهٔ شباب وارد هند شده (نیز ببینید ماثر الامرا ۳: ۳۴۷) ۶ مبتلا می گوید که طالب خطوط را خوب می نوشت و اکثر اشعارش در کمال تازگی و روانی واقع شده ۷ در آ "نیز" را ندارد ۸ اقتباس از همان مثنوی که در مدح بکتش خان است،

Marfat.com

سزد آنان که علمِ مهر خوانند | درین فنّم وحید الدّهر دانند
نباشد بیوفائی در بساطم | وفا یک گل بود از اختلاطم

(۲۱۹ب) القصّه چون میانِ این کمترین و آن زبدة المتاخرین صحبت منعقد شد
این دو رُباعی را که دران ایّام تازه گفته بود برین ضعیف خواند رُباعی

برمن گلِ خون شگفت از شبنم صبح | داغِ دگرم تازه شد از مرهم صبح
تا صبح دمید غوطه در خون خوردم | گویا دمِ تیغ بود بر من دمِ صبح

وله

شورلیست نهاده[1] روچه در شهر و چه ده | بر قوسِ[3] قزح زمانه می بندد زه
دارد[4] بسر ایّام یکی فتنه که باز | ابروی کمان می جهد و چشم زده

تکلّف بر طرف که این دو رباعی را بی نهایت خوب گفته است و ازین بابت ابیات خوب بسیار دارد،

امّا چون چند روزی دران ایّام در آگره ماند خواجه قاسم دیانت خان دو کلمه سفارش درباب او بجانِ عالی شان تهمتن معرکهٔ روز جنگ عبد الله خان بهادر فیروز جنگ نوشت و آن عزیز را بخدمتِ آن خانِ بلند همّت فرستاد، چون مطالب مطلب رسید خان فیروز جنگ آن قدر مروّت و مردمی بدو نمود و آن پایه احسان و انسانیت باو فرمود که درین جزو زمان از کم کسی آید،

بعد از مدّتی به تقریبی که سبب آن برین ضعیف ظاهر نیست مفارقت از خدمتِ آن خان عالی شان اختیار نموده بدار الخلافه آگره آمد و در متقر سلطنت جهانگیری بشرف خدمت مستمند (۲۲۰ا) آرای سریر وکالت و زینت دهندهٔ کرسی وزارت عزیز اعظم دار الامان مدار المهامی فرمان روای هندوستان اعتماد الدوله العلیه العالیه کردین

---

[1] دیوان: عصر آره: دهر — دیوان: دانند بجای خوانند و برعکس [2] آنکده (ص ۱) [3] نهاده زنهاده [4] سر [5] در دیوان مصرعهٔ ثانی این طور است: گردون بکمان فتنه‌ی بندد زه، در آنکده مثل متن [6] آنکده: دارم ... زده (مصحّفاً)
[5] ظاهراً این دیانت خان قاسم بیگ است که ترجمهٔ او در مآثر الامراء ۲ صفحه موجود است اما آنجا در خزانه (ص ۳) او را دیانت خان

محمد حسین دشت بیاضی قرار داده است که گمانم صحیح است ازو، همین موقع [illegible] حضور جهانگیر رفتن [illegible] دیانت خان
بعد خود ده مغربی که حواس او را مختل ساخت [illegible] بیک زده [illegible] عبید الله ناصر الدین ۴

Marfat.com

ایّام خجسته فرجام رای عالم آرایش شمع شبستان مملکت شاهنشاهی، و فکر صواب اندیشش کلید عقده کشای جهانگیر بادشاهی است مشرّف شد، آن مبارک وزیر، همایون مشیر، طالب آملی را در خدمتِ خود نگاه داشت و در سدد تربیتِ او شد تا نشو و نما یافت، بعد از اندک ایّامی خود باعث از دیادِ رُشد طالب گردید و او را داخلِ بساط بوسانِ محفلِ عظمت و شوکتِ بادشاهِ جهان پناه، آسمان جاه، سلیمان دستگاه، شاه نورالدین محمد جهانگیر بادشاه گردانید، آن منتخب نکته سنجان در اندک زمانی جوهر خویش بر فرمان روای دارالامان هندوستان و شهریار جهان بخش جهان ستان ظاهر ساخت تا در سنه ثمان عشرین والف این شهنشاه گردون اساس و این بادشاه جوهر شناس طالب را از امثال و اقران برگزیده بخطاب ملک الشعرائی مفتخر و سرافراز گردانید[1] الحال بدولتِ این خسروِ غریب دوست، مسکین نواز، و این خورشیدِ ذرّه پرور از همه چیزی نیاز سرآمدِ سخنوران و برگزیدهٔ (۲۲۰ ب) نکته پروران است[2]،

الهی بطبعِ مشاطگانِ سخن و دیباچه آرایانِ صفحهٔ کهن که تا زبان سخن در کام جنبان و بنانِ قلم در کفِ نقشبندان است همواره گلشن اقبال این شهریار نامدار را از صرصرِ حوادث در حفظ و امانِ خویشتن داری، و همیشه ذات ملکی صفاتِ این جهانگیرِ جهان دار را از جمیع آفات مصون داشته بر سریر سلطنت متمکّن داری

لمؤلفه

خداوندا بطبعِ اهل دانش
بنورِ دیدهٔ اصحابِ بینش

بآن عشقی که دادی عاشقان را
بعرفانی که دادی عارفان را

که شه را چون سخن پاینده داری
چو نامِ نیک دایم زنده داری

---

[1] در ۱۰۲۸ھ / ۱۶۱۸ء که سال چهاردهم جلوس جهانگیری بود (توزک جهانگیری - ترجمهٔ راجرز و بیوریج ۲: ۱۱۷) [2] در آگره دارد،
[3] طالب در عین شباب در ۱۰۳۵ھ یا بقولی دیگر در ۱۰۳۶ھ فوت شد، "حشرش بعلی ابن ابی طالب باد" تاریخ شد، بقول ریو (۶۷۹/۲) کارش در آخر ایّام حیات او به جنون انجامید، صاحب سرو آزاد (ص ۴۳) می گوید که ستی النسا بمشیرهٔ طالب در عهد شاهجهان مدار المهام محل بادشاهی بود، به همین موضع رجوع کنید برای احوال اولادِ طالب، دیوانش بقولِ طاهر (سپهر نگر ص ۹) مشتمل بود بر قریب چهارده هزار بیت، برای تفصیل نسخ دیوان طالب رجوع کنید به فهرست مخطوطات بانکی پور ۳: ۴۸، نسخهٔ ازین دیوان در کتابخانهٔ رام

Marfat.com

ساقی نامہ طالبِ آملی[1]

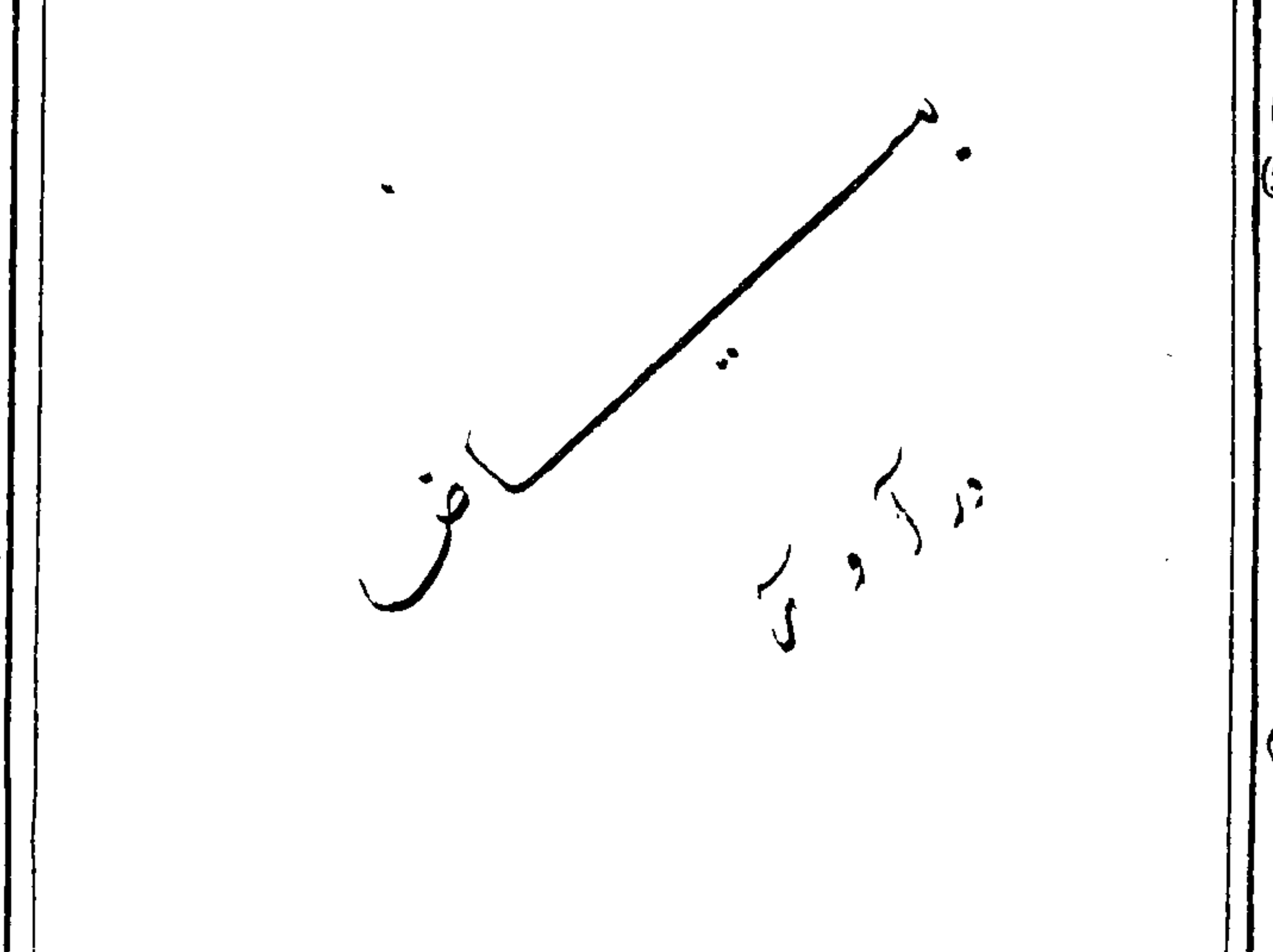

ذکر

ملک الشعرا خراسان میرزا فصیحی[2]

آن زبدۃ المتاخرین و آن افصح المتکلمین سرآمد مستعدان این جزو زمان فصیح زمین

[1] در دیوان ہم ساقی نامہ یافتہ نشد، [2] اسکندر منشی (عالم آرای ص۶۹۶) نوشتہ است کہ میرزا فصیحی ہروی،

از اجلۂ سادات و اشراف و اعیان آن ولایت و منتسب بسلسلۂ علیۂ انصاریہ بود، نسب فصیحی بہ خواجہ ابو اسمٰعیل عبداللہ انصاری ہروی المتوفی ۴۸۱ھ می رسد کہ ترجمہ اش در ہفت اقلیم درج است (مزید رجوع کنید بہ خوشگو دفتر

Marfat.com

شعرای خراسان است، دبدبهٔ سخنوری و کوکبهٔ نکته پروری آن نادرهٔ عصر عالمگیر شده
اقسام اشعارش بی[1] نظیر و اصنافِ سخنانش دل پذیر است، لمولفه

سخنانش متین و رنگین است همچو آبِ حیات شیرین است

بر ارباب دانش و اصحاب بینش پوشیده نماند (۲۲۳ ا) که مولفِ این تالیف
بخدمتِ آن سرآمد نکته سنجان نرسیده ولیکن احوالِ ایشان اباً عن جدٍّ از عزیزی
که مدّتها با آن یگانهٔ زمان مجتمع بوده از روی تاکید استفسار نموده درین اوراقِ پریشان
ثبت نمود امید که سهوی واقع نه شده باشد،

به تحقیق پیوسته که تولّدِ جدّ میرزا فصیحی مولانا میرجان در موضع اسفرغابد[2]
که متعلّق به جام است واقع شده و آن عزیز در وطنِ خود بسن رشد و تمیز رسیده
و یکی از فضلای[3] نامدار روزگار گردیده،

در وقتی که خان بن خان، فرمان روای توران، عبیدخان[4] تسخیر ممالکِ خراسان
کرد هنگامِ معاودت بمقرّ سلطنت چندین تن از فضلا و فصحای ولایت مذکور انتخاب
نموده همراه خود به بخارا برد یکی ازان عزیزان مولانا میرجان بود چون مولوی
مذکور در بخارا رحل اقامت انداخت و شهرهٔ آفاق گردید دران دیار
احوالِ اصحابِ صدر صُفّهٔ صفا، و بدر خطّهٔ وفا، امین وحی الٰهی حضرت رسالت
پناهی صلّی الله علیه وسلّم را هنگی فراهم آورده بر بیاض برد و نام آن تالیف را
روضة الاصحاب[5] قرار داد، الحال آن نسخه دران ملک و در خراسان درمیان
مردم هست، بعد از اندک ایّامی که مولانا میرجان در بخارا قرار گرفت پدر میرزا
فصیحی مولانا (۲۲۳ ب) ابوالمکارم در شهر مذکور از عدم بوجود آمد، و در خدمتِ
پدر تربیت یافت، و بمانند پدر فضیلت مآب شد، و دران بلده تاهّل اختیار کرد
و حق تعالی فصیحی را دران شهر بدو عطا فرمود، امّا در ایّامی که از عنایتِ بی غایتِ

---

[1] آ: بی نذیر [2] آ: اسفر غاید [3] آ: فصحای [4] عبیدالله خان اوزبک از سنه ۹۴۰ تا سنه ۹۴۶ فرمانروای ماوراء النهر بود و عبدالله خان (ثانی) از سنه ۹۹۱ تا سنه ۱۰۰۶ آ: الاسحاب،

Marfat.com

ایزدِ بیچون و الطافِ بی نهایتِ کن فیکون خدیوِ کامگارِ کشور داد گستری، خسروِ نامدارِ
جهانِ دانش پروری، فروزندهٔ چراغ خانیٔ، فرازندهٔ چترِ کیانیٔ، الناقان ابن الناقان[1]
کمال الدین عبد الله خان[2] فرمان روای باستقلالِ توران شد و خراسان به تصرّف آن
شهریارِ نامدار در آمد مولانا ابو المکارم را واعظِ سرات ساخت آن منتخب اهلِ دانش
حسب الحکم خان بن خان، فرمان روای توران باکوج و بنه بهراة در آمد، دران ایام
فصیحی ده ساله بود که پدرش بشهر مذکور در آمد، در آن بلده دلپذیر بغایت زود نشو و نما
نمود و بمرتبهٔ شهرهٔ آفاق شد که مردم اهل از نزدیک و دور در سنین و شهور بدیدنِ او
می آیند و از و شعر بالتماس می گیرند، و حکامِ خراسان همگی در اعزاز و احترام او می کوشند
و خاطرجوئی آن سرآمد مستعدان می نمایند و دقیقه در مراعات خاطر او فروگذاشت نمی
نمایند،

(۱۲۱) بر اهلِ دل پوشیده نماند که چون ملک خراسان تسخیرِ شاهِ (۱۲۲۴ ا) عالمیان پناه
فریدون فر، خسروِ جمشید جاه سکندر ظفر، طرازِ کسوتِ فرمان روائی، نگینِ خاتمِ کشور کشائی،
شمعِ دودمانِ نبوی، شاه عباس حسینی صفوی گردید فصیحی دران ایام بسعادتِ ملازمتِ
آن خسروِ ستاره سپاه مستعد گردید و در رکابِ آن بادشاهِ مریخ صولت بدار الموحدین
قزوین آمد و بعد از اندک استقراری از شاه مرخص شده بهرات معاودت نمود،
بر ضمیرِ منیر و خاطرِ خطیرِ هنرمندان مخفی نماند که آن افصح الفصحا بغایت صاحب مشرب
واقع شده و با هر طایفه آمیزشی دارد، اکثر اوقاتش بصحبتِ مردم خوب و مجالست
یارانِ مرغوب صرف می شود و همیشه بعشق و عاشقی می گذراند و یک آن خالی از لطافت
نمی باشد، اکثر سخنانِ او شور انگیز و اغلب منظوماتش دلاویز است مضمون یکی این
رباعی عروسی از عروسانِ پرده نشینِ بستانِ خیال آن افصح المتکلمین است که در

[1] آ: ابن خاقان، ت: الخاقان [2] آ: خاقان، ت: خان، [3] این عبارت را بر حاشیه
آ غیر کاتب اصل بوقت تصحیح افزوده است،

Marfat.com

صفتِ حُسن و جمال دلستانی و در وصفِ خط و خالِ نوجوانی که گرفتارِ او بوده بر روی کار آورده است، رُباعی[۵۱]

ای روی ترا ترجمه در دینِ مصحف | وز خال و خطت یافته تزئین مصحف
یک نقطهٔ سهو در همه روی تو نیست | گویا بخط مصنّف است این مصحف

این دو بیت نیز از اشعار مشهور آن سرغزلِ دیوانِ نکته دانی است رُباعی[۵۲]

فردوس سازِ کلبهٔ پُر دودِ آتشم | بارَد[۵۳] اگر زیان خودم سود آتشم
خارِ ترم که تازه زباغم درودهٔ اند | محرومِ بوستانم و مردودِ آتشم*

(۲۲۴ب) بر رایِ انور و ضمیرِ ضیا گستر اربابِ هنر پوشیده نماند که در سنهٔ اثنی عشرین و الف فصیحی از برای سیر دارالامان هندوستان با مطلوب خود از هرات فرار نموده[۵۴] روانهٔ قندهار شد، حسین خان شاملو از جانب جمجاهِ انجم سپاه شاه عباس حسینی صفوی بیگلربیگی خراسان بود ازین مقدمه مخبر گردید، از یمین و یسار سواران تعین کرد و بطلب آن افصح الفصحا فرستاد تا او را بدست آورده عود نمایند، آن جماعه فصیحی را نیافتند ولیکن جمعی از ترکان که باعثِ این شده بودند که آن عزیز را بهند برند و ایشان بهمراهِ او بدارالامان روند همان طایفه او را دستگیر کرده بهراة پیشِ خان مذکور آوردند، حسین خان برسرِ شدّت آمد و آن نادرهٔ زمان را درمیانِ امثال و اقران بی عزّت گردانید، زبانِ روزگار مناسبِ حالِ آن سخنورِ خورشید اشتهار بدین مقال مترنّم گردید بیت

هنر پیشه بیند بگیتی الم | خورد شاخِ پُر میوه سنگِ ستم

گویند که خان شاملو فرمود تا اوّل ریشِ آن محبّت کیش را تراشیدند و بعد ازان

---

۵۱ فهرست بانکی پور ۳ : ۷۳، - ۵۲ آ: بیت ۵۳ در آ این سه مصراع را ندارد - بیت ثانی در آتشکده (ص۱۳۱) و مخزن الغرایب مثل متن، در سرو آزاد بریده بجای درودهٔ، ۵۴ بقول سپرنگر (ص۳۹ بحوالهٔ آزاد)

فصیحی مکرّر عازم هند شده، امّا هموطنان او مانع آمدند نیز رجوع کنید به مرآت آفتاب نما و سرو آزاد (ص۵۰) بنا چار در سنهٔ ۱۰۴۱ دیوان خود را به آگره فرستاد،

Marfat.com

او را محبوس گردانیدند فصیحی این رُباعی را بجهت آن قضیه برشتهٔ نظم درآورده است رُباعی

با یار بسیر هند آماده شدم	برگشتم وزین تعلّق آزاده شدم
(۱۲۲۵) نارفته بهند واژگون شد کارم	آن ماه مخطّط شد و من ساده شدم

بعد از اندک ایّامی حسین خان ازین ادای ناخوش خود نادم و پشیمان شد و آن نکته سنجان را از قید برآورد و در تلافی بی اعتدالی خود کوشید

و بتحقیق پیوسته که در سنه سبع و عشرین[1] و الف خسرو فریدون فر جمشید جاه شهریار بلند اقبال جهان پناه شمع دودمان نبوی، شاه عبّاس حسینی صفوی فصیحی را دیگر باره منظور نظر کیمیا اثر خود نموده بعنایت خسروانه و اعطاف بادشاهانه سرافراز فرموده است، الحال در عراق و خراسان فصیحی را نادرهٔ زمان و فرید دوران می دانند[2]، دیوانی ازان عزیز در دارالامان[3] هندوستان بنظر این محقّر درآمد،

عدد ابیات آن از قصیده و غزل وغیره همگی چهار هزار و پانصد بیت بود[5] و ساقی نامه در بحر مثنوی دران اشعار نبود و بر بانی می خانه ظاهر نشد که آن عزیز ساقی نامه ترتیب داده یا در فکر آن نیفتاده است چون مشار الیه یکی از سرآمدان متعدّدان خراسان است بنابر ضرورت بی واسطهٔ ساقی نامه شمّهٔ از احوال او مرقوم قلم شکسته رقم گردانیده ترکیب بندی که بروش ساقی نامه گفته از اشعار دلپذیرش بعوض ساقی نامه برنگاشت بر بیاض برد امید که منظور نظر اهل هنر گردد،

---

[1] ا رجوع کنید به عالم آرای (ص ۹۹۶) که در ذیل حوادث سنه ۱۰۳۱ نوشته است که شاه عباس باثنای قیامش در دارالامان [illegible] صحبت فصیحی مسرور گشته او را تکلیف مرافقت فرموده و او آهنگ عراق ساز داده و اکنون از هم صحبتان بزم قدس است و [illegible] والی خراسان نقل شده

و فصیحی! او صحبت داشت گویا بتوسط او مورد الطاف شاه شده بود،

[2] بقول سرآغا (سپرنگر ص ۱۵۱) فصیحی در سنه ۱۰۳۱ وفات یافت اما صاحب فهرست بانکی پور نقل کرده است که درویش والہ "گلبن فصیحی" آزاده سنه ۱۰۳۱ را تاریخ یافته که ۱۰۴۹ از دو بری آید و چون والہ از شاگردان فصیحی بود قول او درین باب راجح است [3] از [illegible] افتاده است [4] آن محقر

[5] بقول طاهر نصر آبادی (سپرنگر ص ۱۹۱) تعداد ابیاتش قریب بشش هزار بود، دیوانش که در بانکی پور محفوظ است علاوه قصیده و غزل ترکیب و ترجیع بند و قطعات و رباعی هم دارد، [6] در [illegible] قبل از [illegible] افزوده، درین تالیف [illegible] در اصل

Marfat.com

ترکیب بند ظهیر فاریابی

ساقیا آن قدح نور بیار — آن چراغ دل منصور بیار
آن شفای تن رنجور بیار — کیمیای دل مهجور بیار
جرعهٔ در قدح خاور ریز — مجلس جوصلهٔ طور بیار
سمن نو خاستهٔ خلد توئی — روی آراستهٔ حور بیار
صاف تر از نفس عیسی کن — گرم تر از دل منصور بیار
که بهار آمد و نوروز رسید — عیش با طالع فیروز رسید

آن می صاف که بی صوفی روح — یافت در خلوت معشوق فتوح
می توان کرد ز بس پرتو آن — در دل تیره شب هجر صبوح
از فروغش شده بی منت چشم — در گلزار تماشا مفتوح
ساقیا ران گهرین جام کزوست — غرقه رشرم ابد کشتی نوح
جرعه بخش کز اسباب جهان — سینه دارم (و) آن هم مجروح
روزگاری ست که ماتم زده ام
چون سر زلف تو برهم زده ام

نوبهار است و چمن جلوه فروش — گل و بلبل همه در جوش و خروش

(بقیه حاشیه صـ۳۹۳) ازین موضع تا آخر صفحه عبارت متن را بر حاشیه نوشته است و از بعضی جاها الفاظ از حاشیه ساقط شده، متن را با آ و نسخه خطی دیوان نصیبی (تحریر ۱۰۲۸ھ) که در کتاب خانه رامپور محفوظ است مقابله کرده جبر آن نقصان کرده ام، و اختلافات را هم ضبط نموده (حاشیه صـ۳۹۴) ۵۱ دیوان: دل ۵۲ دیوان: نوخواسته ۵۳ از آ و دیوان ۵۴ دیوان: با ۵۵ آ: معشوق، آ: عشاق دیوان: بکشد، ۵۶ دیوان: او ۵۷ این بیت را در دیوان ندارد، لفظ جرعه از آ منقول است، ۵۸ از دیوان، آ: نوبهاری ۵۹ در دیوان 'و او' را انداخته است،

Marfat.com

ا‌ر در گریه و گلزار نشاط
نگه از ذوق چنان رفته ز خویش
مطربا سینهٔ تاری بخراش
زنده کن تار بصد ابی چند
تا جهان را بنوای مستان
خوش هرآنیست حزینم مپسند
طرفه فصلی است بزن راهی چند

این چه فردوس طرب فرجام است
چون سموم از غم آن باغ بهشت
بی سبب مرغ صفیری زد دوش
بانگ زد بانگ که ای خام نوا
در هری دم نروان از خوبی شام
بیش ازین نیست بهم نسبت شان
آن ولی شام غم دروان است
خاصه امروز که از دولت خان

دهن از خنده رسد تا لب گوش
که کشیدش مژه با دوش بدوش
بلبل باغ نشاطی بنجوش
که رگ مرده بود تار خموش
نالهٔ را بدو عالم مفروش

که در آن خاک سیه گلفام است
رنجه دایم ز تب صرسام است
که بهین جنت دنیا شام است
آخر این خود دم بی هنگام است
سجده در کعبه بر اصنام است
که هری صبح بود این شام است
این حسب طرب ایام است
صافی عیش ابد فرجام است

خان جم جاه فلک خدمت
ای ز عدل تو خراسان آذین

---

۱ از آهنگ و دیوان ۲ دیوان: بر ۳ در اقطاع ۴ طوبا تا که کن (نکهی کن ؟) که چون گل ستان را خان دل چو ۵ دیوان مثل متن ۶ دیوان بود و خاک عرب ۷ دیوان ۸ صحیح از روی دیوان و متن ۹ دیوان ۱۰ در دیوان افزوده است: این بهشت است که ساخت او ۱۱ دیوان: نامین

Marfat.com

ای جهاندارِ جهانگیر مدار — مُهرِ عدلِ تو فلک را معمار
ای جهان از تو همه دم نو روز — وی هرات از تو همه روز بهار
دوش با دستِ تو همّت می گفت — کای ترا ابرِ سخا دریا بار
آفتابِ فلک جودی لیک — این قدر گرم مشو در ایثار
گر همه خود کفِ خاکیست جهان — دیدهٔ دشمنِ خان راست بکار
لجّهٔ دستِ تو زد موجِ عتاب — کای فرومایه ز خود شرم بدار
همّتِ دیده بران قوم مبند — که ندانند ز هم لیل و نهار
کوری دیدهٔ خفّاشان را — خصمی مهر بود آئینه دار

تا بود این چمنِ کون و فساد
دهر بی شاه و دهری بی تو مباد*

ذکرِ
عندلیبِ گلشنِ معانی مولانا ذکی همدانی

رتبهٔ سخنوری و مرتبهٔ نظم گستری مولانا ذکی از ساقی نامهٔ که درین تالیف بر بیاض می رود ظاهر می شود، مولدِ آن عزیز از همدان است پارهٔ سیر عراق کرده و چندی در

---

۱ در آ فقط: جان ۲ دیوان: در ۳ دیوآن: در آ: تنک مایه ۴ آ: پے و شاهی و هری تو مباد، تصحیح از روی آ و دیوآن، ۵ در آ لفظ 'معانی' نیست، از روی آ افزوده شد ۶ رک به حواشی ۷ در آ بعدش افزوده: که پایه نکته وری او تا کجاست، و در آ: که نکته پروری او تا کجاست، اما این الفاظ را در آ به 'لا' و 'الی' منسوخ کرده،

Marfat.com

شیراز در خدمتِ محمّدقلی خان پرناک بسر برده باز بوطن خود معاودت نموده است، عزیزانی که درین ایامِ خجسته فرجام تازه از ایران آمده اند میگویند که الحال (۲۲۶ ا) در مسکنِ خود ساکن و در وطنِ خویش متوطّن است، والعهدة علی الرّاوی،

دیوانی ازان عزیز در هند بنظر مسوّد این اوراق پریشان در آمد قریب به پنج هزار بیت بود، اکثر اشعارِ آن دیوان رنگین و متین است،

ساقی نامه مولانا ذکی همدانی

دلا تا کی بی می لاله گون — چو نرگس بود جام عیشت نگون
زمانه ز بندِ غم آزاد شد — جهان کش جیلی است غم شاد شد
تو زین قیدِ محنت نرستی هنوز — بزندانِ غم پای بستی هنوز
نه تنها ز خوشِ حالیت کام نیست — بگنجِ غمت نیز آرام نیست
نه مستت توان گفت نی هوشیار — نه صیدِ خزانی نه مرغِ بهار
کنون کز نشاطِ هوا در چمن — طرب ریزد از خندهٔ یاسمن
اگر بلبلی کو غزل خوانیت؟ — وگر چغد کو ذوق ویرانیت؟
گل از انبساطِ می لاله گون — تبسّم کنان از گل آید برون
ز حسرت چنان سینه ها گشته پاک — که بی داغِ دل لاله روید ز خاک
گره در دلِ غنچهٔ غم نماند — شکن در سرِ زلفِ ماتم نماند
تو چون غنچه تا کی نشینی دژم — فرو برده سر در گریبانِ غم
(۲۲۶ ب) به گل بین که تا سر ز داغ جیب — چنان پیرهن کرد دستانه چاک

---

۱ ا) درج نزد ۲ ر: آمد ۳ ر: چاک،

Marfat.com

ز گلبانگ مستان چمن مست شد
صبا دستی افشاند و از[1] دست شد

مگر طفلِ شبنم ز می زاده است
که در مهدِ گل مست افتاده است

هوا را رطوبت بجای رسید
که بی ابر آب از هوا می چکید

رطوبت لب خود چنان می مکید
که آب از دهانِ هوا می چکید

نسیمی که آید ز اطرافِ کشت
زند نیش بر جانِ باغِ بهشت

غباری که خیزد ز خاکِ سیاه
دهد روسفیدی بخورشید و ماه

چنین فصل باشد بر اهلِ صلاح
می لعل چون آبِ کوثر مباح

نسیمی که از خاکِ مستان وزد
دماغِ دلِ هوشیاران گزد

گلی هم کزان باغ سر بر زند
شود مست هر کس که بر سر زند

هوا مست و گل مست و گلزار مست
تو مخمور تا چند خواهی نشست

نشد وقتِ آن کز می خوش گوار
فروشوی از سینه گردِ غبار

بمی خانه آئی و ساغر زنی
گل عیش بینی و بر سر زنی

چه می خانه خلدِ تمنّا فریب
هوس از تمنای او تا شکیب

در و بامش اندوده جان و دل
چو در باده کیفیتِ بی غمی

(۱۲۷۷) نهفته در آب و گلش خرّمی
(۱۲۷۸)

دران گلشن از بس بود دلکشای
دلِ غنچه هم رسته از تنگنای

اگر غم دران کوچه یابد وطن
ز بس خوشدلی گم کند خویشتن

در و نالهٔ چنگ و فریادِ نی
زده آتشِ شوق در جانِ می

خمِ باده چون سینهٔ می فروش
ز بس گرمیِ سرّ و حدست بجوش

حکیمست خم طول عمرش هوس
که دارد پی عمر پاسِ نفس

[1] سَ: در ۲ و او را در سَ ندارد ۳ از این موضع یک ورق از سَ افتاده است؛

Marfat.com

دلش بحری از معرفت موجزن
ولی مُهر خاموشیش بر دهن

صراحی بیت گردن افراخته
بیک خنده کارِ دلم ساخته

قدح بخشی مست گفت کرده لب
بروِ محملِ نو عروسی عنب

درین مجلس از شهرِ رندان مست
رسد شیشهٔ آسمان را شکست

جهان بنده و می پرستان او
فلک حلقه گوشِ مستانِ او

گره ہی دل آسوده از بیش و کم
نه خوشدل ز شادی نه غمگین ز غم

نه امّید نفع و نه بیمِ ضرر
همین جام و ساقی شناسند و بس

ز اقبالِ مستان این انجمن
رهائی توان یافت از خویشتن

(۲۲۷ب) چو در کوی مستانه قدم زدند
ز راهِ تو مستانه خیز و غبار

درین انجمن ساقیِ بیوفاست
که در جامِ او باده از خونِ ماست

نریزد بتیغ ستم بر دلیری
که پُر خون نسازد مرا ساغری

نگردد بقتلِ کسی گیسوش
که از رشکِ خونم نیارد بجوش

اگر دوست با غیر اگر دشمن است
همه بهرِ آزارِ جانِ منست

سرم خاکِ چوگانگه باد اوست
دلم وقفِ زندانِ بی داد اوست

ترحّم ز بیرحمیش منفعل
ستم از ستمگاریش داغِ دل

تمنّاش غارت گرِ جانِ من
غمش کاروانسالارِ افغانِ من

بت من که سویش دلم مایل است
بدان گونه بیرحم و نکین دل است

که چون گردم از جورِ او گریه ناک
شود سنگ بر قطره‌ها خاکِ خاک

چو از کینه خواهش بی ادب
شود نرگسش مست جامِ غضب

۱ آ: یا غیریا.

Marfat.com

تمنّا بمیرد در آغوشِ دل
هوس بر زمین افتد از دوشِ دل

چو در مجلس آمد صراحی بدست
بیک جرعه او توبه را سر شکست

بکیفیّتی در سخن لب گشود
که شد مست هر کس که حرفی شنود

می در قدح داشت کز عکسِ آن
کند شامِ غم خیره بادِ جهان

(۲۲۸ا) شرابی فروزان چو نارِ خلیل
ولیکن گوارا تر از سلسبیل (۲۲۸)

زبویش پراگنده دل بوی باغ
خراب از نشیمن صبا را دماغ

بظلمت زدائی چو نارِ کلیم
بروشن دلی چون درونِ حکیم

بچشم چو عکسش نمودار شد
نگاهم چراغِ شبِ تار شد

اگر خاک ازین باده لب تر کند
گل از خاک مستانه سر بر کند

چو آید خیالش مرا در گمان
دهد روشنی مغزم از استخوان

دماغی که بوی برد زین شراب
دگر هوشیاری نه بیند بخواب

اگر مستِ این می رود زیرِ خاک
ز خاکش نروید بجز جانِ پاک

نسیمش چو در مغز پیچد دمی
معطّر کند عرصهٔ عالمی

چو بردارد این شاهد از رخ نقاب
تجلّی کشد پرده بر آفتاب

خیالش چو روشن کند سینه را
نفس صیقلی گردد آئینه را

زمین گر ازین می شود جرعه چین
شوی مست چون پا نهی بر زمین

حریفی کزین می کشد نیم جام
تواند ز گردون کشید انتقام

مرا جامِ غم ساغرِ عشرتست
مِیی لعل خونابهٔ حسرتست

می شادیم نثارِ غم دهد
گلِ سورِ من بوی ماتم دهد

(۲۲۸ب) زند آب آتش بباغِ دلم
ز روغن بمیرد چراغِ دلم

برد ساقی آن مرهمِ سینه را
همان باقی دردِ دوشینه را

Marfat.com

من آن غنچه ام کز هوای چمن
شگفتن نداند دلِ تنگِ من

شود روشن از دودِ دل جمع ما
بود تیرگی پرتوِ شمعِ ما

مرا خود سرِ هوشیاری نماند
دل و تابِ پرهیزگاری نماند

جوانی[1] ز دلتنگی ام پیر شد
نفس در دلِ من نفس گیر شد

میی[2] ده که بازم جوانی دهد
پس از مردنم زندگانی دهد*

شود[3] گر خیالش رسد در ضمیر
مزاجم بدانگونه صحت پذیر*

که بیماریم تندرستی شود
خمارم مبدّل به مستی شود

بیا ساقی اکنون که بی وصلِ یار
چو شب روزِ امیدِ من گشت تار

بده قرة العینِ انگور را
چراغِ دلِ آتشِ طور را

که اندر[4] شعاعش دل افروز من
بیک لمعه روشن کند روز من

بیا ساقی آن آبِ آتش نهاد
کزو در دلِ سنگ آتش فتاد

چه شد کآشنائی فراموش شد
نگه با تغافل هم آغوش شد

وفا پا بکوی تنزّل نهاد
نگه رو براه تغافل نهاد

ذکرِ
میرزا ملک مشرقی

جوانی است صاحب فضیلت و خوش طبعی است منشی طبیعت، ابیاتش اکثر خوش لفظ و معنی واقع شده و در نثاری هم تمام عیار است، تولّدش در

---

[1] تہ: جہانی [2] ہ: مہ ندارد [3] تہ: اگردد، ہ: آ غالباً 'کردد' را محک کرده مبدّل به 'اندر' کرده است،

Marfat.com

دار الموحدین قزوین[1] شده و یکی از اکابر زاده‌های شهر مذکور است، نامش ملک و تخلّصش مشرقی است، بمیرزا ملک مشرقی مشهور شده، در آغاز جوانی در مقام انتظام [نظم] شده و درین فن زود نشو و نما یافته، اوّل کسی که مربّی تربیت او شده حاتم بیک[2] اعتماد الدوله است که وزیر اعظم ایران بود سبب این که مشرقی قصیدهٔ در مدح او گفت و بدو گذرانید، الحق که آن قصیده را بغایت خوب گفته، این بیت ازان قصیده است که در مدّاحی بیان نموده بیت

بریده رای تو بر قدِ مهر خلعتِ نور | چنان بلند که بر خاک می کشد دامن[3]

بعد از استماع این مدح وزیر کبیر فرمان روای ایران صلهٔ[4] لائق به ملک داده، و خود وسیله گردیده بمقتضی وقت او را بسعادتِ بساط بوسی خسرو سکندر شوکت فریدون حشمت، خورشید مرتبت، مرّبیخ صولت، خلاصهٔ دودمان مرتضوی شاه عباس حسینی صفوی مستعد ساخت، بعد از مدّتی که جوهر ملک بر شاهِ عالم پناه ظاهر شد او را بعنایات خسروانه و اعطاف (۲۲۹ ب) پادشاهانه مفخر و سرفراز نمود و داخلِ مجلسیانِ بهشت آئین خود گردانید و بجای ارسطوی ثانی مسیح کاشانی تربیت فرمود و ملک مشرقی قصاید غرّا در مدحِ جمجاه، انجم سپاه دارد تا حال اشعارِ خود بر بیاض نبرده و دیوان بسامانی ترتیب ندادهٔ[5] از اقسامِ اشعارِ

---

[1] آذر در آتشکده ص۸۴ (و ریو ص۶۸۳) می گوید که مشرقی اصفهانی المولد و مشهدی الاصل است، و غالباً نظر به اصل او صاحب خیر البیان (ریو جلد چهارم ص۷۵۱) و مبتلا و سراج (سپرنگر ص۱۵۱) هر سه او را به مشهد منسوب کرده اند [2] حاتم بیگ در ۱۰۱۹ھ مفاجأةً در اثنای محاصره ارومیه وفات یافت (ریو ص۱۸۵) در سفینهٔ خوشگو (فهرست کتاب خانه بادلی عمود ۲۲۳ نمره ۶۶۳) و سرو آزاد (ص۵۸) است که مشرقی وقتی ملازم حسن خان شاملو بیگلربیگی خراسان بود که در ۱۰۲۷ھ بجای پدر خود حسین خان شاملو بر منصب پدری فایز شد و در آخر عهد شاه صفی (۱۰۲۷ تا ۱۰۵۲) وفات یافت، [3] ما: زند، [4] آ: سلهٔ [5] معلوم می شود که دیوانش بعد تصنیف میخانه مرتّب شد، بقول طاهر نصر آبادی

Marfat.com

او* تا حال آنچه در عراق اشتهار یافته قریب بچهار هزار بیت باشد، فامّا ابیاتِ او در هندوستان چندان منتشر نگشته،

بر رای انور ارباب هنر پوشیده نماند که چون میرزا ملک مشرقی در فنّ املا و انشاء مهارتِ تمام داشت[1]، بنابران خلاصهٔ دودمانِ نبوی شاه عباس حسینی صفوی آن مجموعهٔ فضیلت را منشی رکابِ ظفر انتساب خود ساخت، المحال در خدمتِ جم جاه انجم سپاه بدان خدمت اشتغال دارد[2]، حق سبحانه و تعالیٰ نشو و نمای این نهالِ بوستانِ سیادت را از آسیب تند بادِ حوادثِ زمان مصون داشته در پناهِ خود دارادا! و همواره ذاتِ ملکی صفاتِ این بادشاهِ خورشید کلاه را که ثمرهٔ شجرهٔ نبوّت و گلِ گلستانِ حدیقهٔ ولایت است از جمیع آفات و بلیّات حافظ باد! بالنبی و آله الامجاد!

(بقیه حاشیه صد۴۰۲) (سپرنگر صد۹۱) این دیوان ده هزار بیت داشت، صاحب تذره آزاد می گوید که دیوانش در ملاحظه اش در آمده بود - در موزهٔ برطانیه نسخهٔ ازین دیوان محفوظ است (ریو صد۶۸۳) مشتمل بر قصاید و غزلیات (به ترتیب حروف تهجی) و مثنویات (دو تا، یکی ازینها خسرو شیرین است که بحکم شاه صفی نوشته بود اما توفیق اتمام نیافت) و رباعیات، در کتابخانهٔ رامپور هم نسخهٔ ازین دیوان هست اما ناقص الآخر (صفحات ۲۱۰، تقطیع ۵" × ۹") ساقی نامه مشرقی که درو درج است پنجاه ابیات دارد، و بعضی از ابیاتش را در نگارستان دارد و ترتیب ابیات هم در بعضی جاها مختلف از میخانه است، صاحب تذره آزاد می گوید که قصاید غرّا در مدح شاه صفی بنظم آورده و مقطعات هم بسیار گفته مضامین خوب در قصاید تلاش کرده، ظاهرا تذره خوش در حق همین مشرقی گفته است که ملا آتش خوش فکر و خوش کلام بود،

[1] تذره: لیکن از اقسام اشعار او، در آ "لیکن" را حک کرده است،

(حاشیه صد۴۰۲) [2] در آتشکده هست: گویند در موسیقی بطاکاملی داشته، و مبتلا گوید: در علم موسیقی در عالم

مشهور است، [2] مشرقی ظاهرا در عهد شاه صفی باصفهان مقیم مانده و بقول سراج در ۱۰۵۰ وفات یافت، در دیوانش مقطعه هست که در ۱۰۵۰ از و مستفرج می شود،

Marfat.com

ساقی نامہ میرزا ملک مشرقی

دلا تا بہ کی از ہجومِ خمار
چو مستان کنی گریہ بی اختیار

(۱۲۳۰ا) بہ مستی عقلِ آشفتہ رای
چو از جای خیزی در افتی زپای

زجورِ سپہرم دلِ تیرہ گون
شکستہ چراغیست سوزان زخون

بود روشنی بر چراغی حرام
کہ سوزد چو روغن در و خون مدام

من آنم کہ مخصوصِ بزم منست
چراغی کہ خونِ دلش روغنست

دلم شد سیاہ از غمِ روزگار
گرفتہ مگر ماتمِ روزگار

بجدّی سیاہی در و گشتہ جمع
کہ در وی سوید اکند کارِ شمع

زبس تیرگی از دلم دودِ داغ
عیان چون در آئینہ عکسِ چراغ

من بیدل از تیرہ بختی چو دود
اگر در جگر شعلہ دارم چہ سود

کہ بر سینہ ام داغہای سپہر
چراغیست ہر یک فروزان چو مہر

شود روشن از نورِ آہم جہان
کہ خورشید در سینہ دارم نہان

اگر پنبہ بردارم از روی داغ
جہان سوزد از سایۂ این چراغ

دلِ من کہ شد پایمالِ ستم
نشستہ است چندان بر و گردِ غم

کہ چون شعلہ باشد زدودش کفن
چو اخگر ز خاکسترش پیرہن

سرشکم کہ بحرست از و منفعل
غباریست آغشتہ با خونِ دل

چو از گرمی سینۂ پُر شرار
شود خشک چشمم شود پُر غبار

(۲۲۰ب) بداماں زمژگان چو می ریزمش
ز پرویزنِ دیدہ می بیزمش

ولی باشد آن تربیای بصر
ہمہ پُر ز پرکالہ ہای جگر

لہ تا، ماتمی ۲ہ ما، کرم

Marfat.com

دمی چون برم سر بجیب فسون — بیاد آرم آن زلفِ زنگار گون
بشبهای بس تیره چون روزِ رشک — خیالش کنم تار و تسبیحِ اشک
چو آن رشته غایب شود از نظر — شود دامنم پُر ز یاقوت تر
اگر یکدم از گردشِ روزگار — خیالش کند پیشِ چشمم گذار
کند این سزایش دلِ داغدار — نیاید برون یک نفس بی غبار
سوی دیده از بهرِ نظّارهٔ — ز دل رو نهد دمبدم پارهٔ
ز بس در رهِ سینه ام سوخت آه — چو اشکم نماید سوی دیده راه
لب از شربتِ وصل ناکرده تر — نهد رو سراسیمه سوی جگر
شود خون و از چشم داغم چکد — چو شبنم ز گلهای باغم چکد
چکد دمبدم خونِ گرمم ز داغ — بنوعی که روغن چکد از چراغ
دلا چند خوابِ غم در کشی — بلب گیری این جام و دم در کشی
ز شمعت نشد روشنائی هوس — چه در سینه دزدی چو اخگر نفس
دلا تا کی از گردشِ روزگار — کشی بهر یک جرعه چندین خمار
(۱۲۳۱ ر) مجرّد شو از قیدِ هستی و نام — زمانی بمی خانهٔ ما خرام
چه میخانه؟ معراجِ اهلِ گناه — ولی کعبه از رونقِ او سیاه
بهر گوشهٔ او ز اهلِ نظر — جهانی ولی در جهانی دگر
ز بس روشنائی ز دیوارِ وی — عیان رازِ دلها چو در شیشه می
نه دیوار بل سدِّ یاجوجِ غم — ندیده عذارش غبارِ الم
شده ظلِّ او عاصیان را پناه — بامیدِ او گرم پشتِ گناه
بود پیشِ خاکش فرو مایه عکس — نماید ز صافی درو سایه عکس

۱۵ تا ۱ پارهٔ

Marfat.com

همیشه درین بزمگه جام زر
زمی پُر ولی خالی از دردِ سر

که کردی کسی گر بباقی نگاه
فتادی نظر مست در نیمه راه

وزان می چنان بزم پُرشد زنور
که گر چشم بر وی فتادی ز دور

چنان عکس دامن زدی بر بصر
که در دل نگشتی خدنگِ[1] نظر

زکیفیتِ بزم و لطفِ هوا
شراری گر از تیغ گشتی جدا

چنان[2] جای کردی رطوبت دران
که گشتی ز رفعت به پستی دوان*

ولی[3] از رطوبت چنان پایدار
که گل ریخت بر دورِ شمع از شرار

ز دل گرمیِ شمعِ آتش زبان
زفیضِ هوا و[4] فضای مکان

(۲۳۱ ب) شراره[5] بسی دیر ماندی چو داغ
ز یک شمع ظاهر شدی صد چراغ (۲۳۱

زبس روشنی کاندران خانه بود
سراسایهٔ بالِ پروانه بود

گر از خاک میخانه گویم سخن
سخن آبِ کوثر شود در دهن

نمی دید چشم اندران بزمگاه
سیاهی بجز نورِ شمعِ نگاه

فتادی بران بزمگه چون نظر
شدی[6] سرمهٔ دیده نورِ بصر

بمحفل ز بس روشنی بود جمع
در و سایه روشن فتادی چو شمع

صراحی دران مجلسِ پرسرور
چو زوّار بر دورِ بیت الحرام

بگردش در و جامِ می صبح و شام
چو آئینهٔ[7] عاشقان صاف دل

چه جام آفتاب از فروغش خجل
چو اخگر شیه[8] گون نمودی در آب

دُران[9] عکسِ شمع از صفای شراب

---

[1] دیوان: نشید [2] این بیت را در دیوان ندارد' — در آ 'روان' بجای 'دوان' [3] این بیت را در آ ندارد' دیوان مثل متن' [4] آ: او [5] آ، شراری' دیوان مثل متن' [6] آ: شده' تصحیح از روی دیوان' [7] آ: چه
[8] دیوان: درو [9] آ: سیه رو' دیوان مثل متن'

Marfat.com

بدورش زده حلقه نورِ نگاه — ولی تیره چون هاله بر دورِ ماه
میی کز فروغش جهان روشنست — چراغِ دلِ مرده را روغنست
فتد عکسِ او گر بخاکِ زمین — نروید بغیر از گلِ یاسمین
فروغش زداید ز دل زنگِ غم — کند پرتوش صافِ دلها بهم
ز صافی درو صورتِ آفتاب — نماید چو رخساره گل در آب
زمین گر ز لایش کند اخذ نور — شود چشمهٔ زندگی چشمِ گور
(۱۲۳۲) اگر بیندش نیز اعمی بخواب — شود دیده اش چشمهٔ آفتاب
شرابی که نورش بود نارِ طور — شود جام ازو زورقِ بحرِ نور
کند گر قلم نامِ آن می سواد — فروزان شود، همچو آتش مداد
سیاهی کند ظلمت از خویش دور — شود نار، بالاشتابد ز نور
زند چون ز میخانه آتش علم — شود شمع در دستِ کاتب قلم
بجدّیست صاف این می خوشگوار — که از نورِ خورشید گیرد غبار
چو در ساغر آید بموج این شراب — فتد رعشه بر پیکرِ آفتاب
فتادی اگر بر بخارش نظر — نفس در گرفتی ز سوزِ جگر
بلعلش چو نزدیک گردد شراب — قدح را شود آب دل ز اضطراب
گلِ تازه از عارضش منفعل — ولیکن ز مستی خریدارِ دل
بمحفل ز بس روشنی داشت جای — در و بی نگن شمع ماندی بپای
چو ریزد بساغر می لعل فام — ز بس چشمِ حسرت گمارند عام

---

۱ دیوان: به روی ۲ تا ۵ کو ۳ دیوان، شعاعش کند ۴ دیوان: از بن خامه شد در دیوان بعد این بیت شعر ۱۶ را آورده است پس ازان این بیت را افزوده: ز یاقوت شکر فشاندی در آب / ز شکر نمک ریختی در شراب / بعدش ترتیب ابیات بین چنین است شعرهای ۳۸ شعر ۲ و ۳ بعدش افزوده است: نهاشد عرق بر عذار می اش / بود چشم حسرت کشی در پیش / بعدش ۴۰ تا شعر ۴۵

۵ آ: زنگ و غم،

Marfat.com

هنوز از می ناب ناگشته تر — که لبریز گردد ز نورِ نظر
چو آید از آن می جبابی پدید — بماند دمی گر بروی نبید
بدل آبله چینم از حد فزون — قدحهای پرخون ولی سرنگون
(۲۳۲) که بود عرق بر عذارِ می اش — بود چشم حسرت کشی در پی اش
وگرنه چرا از هجومِ حباب — همه چشم گردیده روی شراب
ز همرنگی روی ساقی و می — عیان است در جامِ می عکسِ وی
اگر نیست روشن درونیت نور — که او نورِ محض است من محضِ نور
زعین ضیا چون دو نورِ بصر — شوند در صفا محو در یکدگر
چو سوی قدح بیند از نازگرم — نشیند عرق بر رُخِ می ز شرم
مرا رشک در خار خار آورد — دلم ز آبله گل ببار آورد
ولی آن گلِ آتشین چون حباب — شود دمبدم آب و در دیده آب
نمک آبِ لعلِ شکربارِ او — حیا پرتوِ شمعِ رُخسارِ او
ز یاقوت آتش فشاندی در آب — ز شکر نمک ریختی در شراب

ذکرِ
مولانا مرشد بروجردی

شاعری متین و نکته پردازی رنگین است، طرزِ حرف زدنِ او پارهٔ بروشِ متقدمین آشنا

(بقیه حاشیه ص۴۰۷) ۶ این بیت را در آ ندارد، ۷ دیوان: باده، (حاشیه ص۴۰۸) ۱ دیوان بجایش ۲ آ: به نقاط شک
بدل ز آبله چشم از خود برون، آ: ز آبله چشم ار خور برون، تصحیح از روی دیوان ۳ این بیت را در آ به نقاط شک آورده
است و در آ حذف کرده، ۴ دیوان: جام ۵ هکذا در آ، در آ و او را ندارد، ۶ در تذکرة الشعرای مبتلا و در سطوری
که متین کشمیری بخط خود بر دیوان مرشد نوشته است چنانکه می آید، و در سرو آزاد (ص۲۳۹) و در مخزن الغرایب و آتشکده (ص۲۴۲) یزدجردی،

بجای بروجردی، نوشته اند، سپنگر (ص۵۰۸) گفته است که او از یزدجرد است (نیز در فهرست پرش او را یزدجردی یا نزدخردی گفته است) اما
شک نیست که صحیح بروجردی ست، ۷ مبتلا در حق او گفته است که مرشد شاعر زبردست بوده است، در سرو آزاد است: (مرشد زبان خوبی دارد و سخن

Marfat.com

ست، نام آن مجموعهٔ دانش مرشد است و تخلّص خود را بهمین اسم قرار داده، اکثر اشعار او عاشقانه واقع شده، خود هم اوقاتِ خویش همیشه به عشق و عاشقی گذرانده و این دو رُباعی نتیجهٔ یکرِ فکر اوست که یکی در رشک و یکی (۱۲۳۳) در ستردن نامِ خود گفته است رُباعی

مژگانِ نبود به گردِ چشمِ من زار | غیرت به رهِ نظاره ام ریخته خار
در دیده سیاهیم نه از مردمک است | جذبِ نگهم ربوده خال از رخِ یار

وله

گویند سترده دل بر خود کامم | نامم که ز ننگ شهرهٔ ایّامم
این خود غلط است بس که بی آرامم | آسوده نمی شود بیک جا نامم

قصائد غرّا در نعت سیّد المرسلین و خاتم النبیین و ائمهٔ معصومین صلوات الله علیهم اجمعین دارد و از اقسام اشعار او آنچه تا الغایه فراهم آورده و بر بیاض رفته قریب شش هزار بیت باشد

به تحقیق پیوسته که مولدِ آن مدّاح خاندان حضرت ختمی پناه از بروجردِ همدان است این دو سه بیت در تعریفِ وطن خود گفته شعر

خوش فصلِ بهارانِ بروجرد | خوشا احوالِ یارانِ بروجرد

ه هر دو رباعی در نسخهٔ دیوان مرشد موجود است که در کتاب خانهٔ دیوان بهادر راجه نرندر ناظم لاهوری محفوظ است تعداد اوراق ۱۰۸، تقطیع ۴½ × ۲½، سطور ۱۲ تا ۱۵، جلد سختیان، تاریخ کتابت ندارد غالباً در اواخر یا اوائل ماهِ دوازدهم نگاشته شد، این نسخه سابقاً در کتاب خانهٔ محمد علی خان [illegible] الشعرا زبید خزانهٔ عامره صـ ۶ سطر آخر) بود و او بر صفحهٔ اوّل عبارت ذیل را بخط خود نوشته دیوان مرشد قلیخان یزدجردی (کذا) که از صاحب کمالان نامی عهد جهانگیر و اکبر بادشاه بوده و آخر با داخل امرای عالیشان گردیده بود از روی دیوانی نقل گرفته شد که بخط خان مسطور بود من متملکات احقر العباد محمد علی خان ولد عصام الدین خان المتخلص بمتین، تاریخ فتح شهر [illegible] فر لنغفر سنه ۱۱۶۲ ختم بالخیر و الظفر محل شد

Marfat.com

کشد نور تجلّی پرده بر رُخ | ز شرمِ گلعذارانِ بروجرد
دوای درد انفاسِ مسیح است | دمِ پاسخ گذارانِ بروجرد

در صغرسن پارهٔ در بروجرد و پارهٔ در همدان گذرانید، چون بسن رشد و تمیز رسید هوای سیر و سفر و دیدنِ اهلِ هنر در سرِ او جلوه گر شد، از مسکن بعزم گشتِ عراق برآمد اکثر شهرها و قصبه‌ها [ی] ایران را تفرّج نموده (۲۳۳ ب) بشیراز آمد و دران بلدهٔ طیبه شیفتهٔ روی جوانی و فریفتهٔ موی دلستانی گردید به نیم عشوهٔ رنگین صید شده و بیک کرشمهٔ شیرین سراپا در قیدِ او در آمد بیت

عشق بپای دلش بند نهاد | در اندوه برویش بکشاد

دران شهر محل اقامت انداخت و از تاثیرِ اکسیرِ عشق که مسِ وجودِ عارفان را طلا و مرآتِ دلِ عاشقان را مهر انجلا می گرداند ابیاتِ خوب و اشعارِ مرغوب ازو سرزده و در شیراز که دار العیارِ نکته سنجانست نشو و نما کرد و اشتهارِ تمام عیاری یافت چنانچه اهالی و موالی آنجا در مراعاتِ خاطرِ او می کوشیدند و محمد قلی خان پرناک که حاکم دیار فارس بود و مرشد ساقی نامه بنام او تمام کرده است، با او کمال مهربانی می فرمود و از احوالِ او خبر می گرفت و مصاحبانه سلوک می کرد تا آنکه

(بقیه حاشیه صفحه ۴۰) (کذا) حق تعالی حل سانه (حل شانه) سالهای سال و زمان بعد (بعید) این نسخه انتفاع نصیب کنار، بمحمد ... و آله و اصحابه الامجاد (جمله بمحمد تا آخر را کسی محو کرده است)، اصلی که این نسخه ازو منقول است غالباً انتخابی بوده است، از انکه جمله ساقی نامه و بعضی از ابیات که عبد النبی خان (و دیگر اصحاب تذکره) نوشته و قصاید که ذکر کرده درین نسخه موجود نیست، تعداد ابیات این نسخه دو هزار و اندبیت است، یک قصیده (سرو آزاد ۳۹) و غزلیات (به ترتیب تهجی ۴۶ ورق) و قطعات تاریخیه (۱۱ ورق) و رباعیات (۲۰۰ ۳ ورق) و منظوماتِ متفرقه (سه ورق) را شامل است، صاحب سرو آزاد (صه ۴۱) هم می گوید که منتخبی از دیوان مرشد محتوی بر اقسام شعر او بنظر او در آمده، سپهر نگر نسخهٔ دیوان مرشد را در کتابخانهٔ موتی محل دیده بود (فهرست کتابخانهٔ شاهی اودھ صه ۵۰۸) که مشتمل بود بر غزلیات و تخمیناً ۷۰ رباعی و قصاید (بر حاشیه) (حاشیه صه ۴۱) ۵ میر تقی اوحدی (سرو آزاد صه ۳۹) به مرشد اصفهان ملاقی شد

عه آ: گذاره

Marfat.com

بعد از مدتی در بلاد سند فصاحت شعار بلاغت آثار مولانا اسد قصّه خوان که یکی از مقرّبانِ مربّی هنرمندان میرزا غازی ترخان بود حقیقتِ اهلیّت و قابلیّتِ سخنور بر وجه بعرضِ میرزای مذکور رسانید آن قدردانِ نکته سنجان از روی خواهشِ تمام مرشد را طلب فرمود، مولانا اسد نیز حسب الحکم خداوند کتابی بترغیب آمدن ارسال داشت هنگامی که آن (۹۳۴ ل) مکتوبِ محبت اسلوب بنده رسید بجهت برآمدن مولوی از شیراز (یعنی موانع دست بدست) دلگران داده بود که تحریر آن مناسبتی بسیاقِ این قصه ندارد، چون اشتمالت نامه برگزیدهٔ سندیان رسید باعثِ ازدیادِ تحریک خروجِ او شد، یکبارگی دل ازان معمورهٔ دلکشا کنده از هر در به تته آمد و قصیده در مدحِ انتخاب دودمانِ ترخانیان گفته بر سبیلِ ره آورد گذرانید، این چند بیت متفرقه ازان قصیده است که این قلیل بی بضاعت و این قلیل بی استطاعت از برای تصدیق درین تالیف بر میانِ می برد تا صدقِ قولِ خود بر خردمندان ظاهر سازد.

شعر قصیده[۲]

زبسکه تازه شد از فیضِ ابر عالم پیر[۳] — شکوفه ریزد از شاخ بر سر پیر
هوا چنان بر طوبت که از زبان تا گوش — هزار نای رساند نوای نالهٔ گیر
چنان ز لطف هوا گشته طبع آتش تیز — که غنچه چون دلِ نارنگ می کند نخجیر

(بقیه حاشیه ص۴۱۰) ۲ ه آ: برسان — در دیوان این لفظ را [illegible] گاس ان را پژمرده، ضبط کرده است، [illegible]

(حاشیه ص۴۱۱) ۱ ه آ: آراست ۲ ه این قصیده را [illegible] ۳ ه [illegible] در شروآزاد بعد این بیت را آورده است: همان بنگ گل [illegible]

۴ ه سروآزاد: بزار جا بزنه ۵ ه سروآزاد: تیز [illegible] بیت را [illegible] پیر را مبدل به تر کرده

Marfat.com

در اظہار باعث آمدخویش گوید

پسہر مرتبتا چاکرت آمد کہ مرا — برادر است و جہان آبیادگار ظہیر
زمیلِ خاطرِ عاطر کہ ہست و باقی باد — بسوی اہل ہنر خاصہ این فقیر حقیر
نوشتہ بود حدیثی کہ شہد حُبّ وطن — شد از تصوّر آن تلخ در مذاقِ فقیر
چو نامہ خواندہ شد از شوق کعبۂ کویت — کہ ہیچکس ننماید رہش مگر تقدیر
(۲۳۴ب) رہی بہ پیش گرفتم کہ پیکِ با دو رو — بود چو نورِ بصر در جمالِ مہرِ منیر
رہی چنانکہ بعمری ز دور پیش حرفی — نمی رسد بسرِ خامہ از بنانِ دبیر
ہزار شکر کہ از سجدۂ درت بختم — نہاد پایۂ کرسی بدوشِ چرخِ اثیر
نثارِ بزمِ تو عقدِ جواہر آوردم — برسمِ تحفہ ز دریای طبع و کانِ ضمیر

چون این قصیده تمام بسمع میرزای ترخان رسید آن نادرۂ زمان را نوازش بسیار فرمود، بعد از اندک ایّامی او را درمیان امثال و اقران ممتاز نمود و بخطاب مرشد خانی سرافراز گردانید و همیشه پاسِ حرمتِ او می داشت،

وقتی که در قندہار بر مسندِ حکومت نشست در ابجا در اعزاز و احترام و انعام و اکرامِ مولوی دقیقۂ فروگذاشت ننمود تا آنکه داعی حق را لبّیکِ اجابت گفت چنانچه حقیقتِ فوتِ آن قدردانِ اربابِ دانش قبل ازین درین اوراق رقم زدۂ کلکِ بیان گشت القصّه مرشد خان بعد از حیاتِ مخدوم قدرشناسِ خود از قندہار باجمیر آمد و خود را داخلِ فہرستِ ملازمانِ خانِ عالی شان مہابت خان

---

[1] ہکذا در سرو آزاد صد ۳۹ [2] و در عرفات (سرو آزاد صد ۲۹) است که بعد از شہادت میرزا غازی مرشد عازم درگاہ جہانگیر بادشاہ شد و "در اثنای تحریر این مقالات به آگره آمد، چند روز او را دریافتم، پس در اجمیر رفته به اردوی جہانگیری واصل شد و بملازمت سلطانی مشرف گردید و الحال مہابت خان می باشد" و صاحب مخزن الغرائب می گوید که مرشد اوّل در خدمت غازی خان تتہ بود بعد ازان

Marfat.com

گردانید، دران ایام مؤلف این تالیف نیز در بندگی خانِ مذکور بود اکثر خود را بخدمتِ آن منتخبِ ارباب همتی رسانید و از صحبتِ کثیر البهجتش مستفید و بهره ورمی گردید (۲۳۵ ا) تا وقتیکه خسرو گیتی پناه شاه نور الدین محمد جهانگیر بادشاه خانِ مذکور را از اجمیر بدکن مرخص فرمود مرشد در خدمتِ او بدان ملک دران شد و این ضعیف به سیرِ کشمیر رفت، بعد از دو سال و نیم از دار العیش کشمیر برگشته بحسبِ تقدیر به مندو آمد، دران ایام خجسته فرجام شاهزاده معظم اکرم شاهزاده سلطان خرم فتح دکن کرده از برهان پور بپایه سریر سلطنت مصیر جهانگیری رسید و از ولی نعمت خود خطاب شاه جهانی یافت اکثر اعیان دولتِ قاهره که کوکبی لشکر ظفر اثر بودند در خدمت آن شاهزاده عالی جاه بدرگاه عرش اشتباه رسیدند، خانِ عالی شان مهابت خان نیز بآن جمع بود، مرشد دران وقت ازو جدا شد و بوسیلهٔ مرزا ابو الحسن آصف خان که درین ایام رکن السلطنة القاهره و عضد الدولة الباهره است داخلِ بساط بوسانِ شاهزاده عالم و عالمیانِ شاه جهان گردید، الحال[ظ] در بندگی آن شاهزاده عالی مقدار است حق جلّ و علا سرسبزی و خرّمی این نهالِ گلشنِ سلطنت را از آسیبِ خزانِ حوادث زمان در حفظ حمایت خود بداراد! بالنبی و آله الامجاد!

(بقیه حاشیه صد ۴۱۲) در خدمت نواب خانخانان رسید و از مآثر حمیده هم نهایت امست که خانخانان را ملازم بوده است (سپهر گلشن ۵۰۸) و بقول خوشگو در اینجا عمود ۲۳۰ عدد ۵۱۴ مرشد دیوان نواب خانخانان به قندهار رفته و از ۱۰۰۳ تا ۱۰۰۶ بمصاحبت نواب مهابت خان فائز بود ۵۳ [illegible]
برابر یک سطر دیم؛

(حاشیه صد ۴۱۳) سطر ۱ تا [illegible] فرزند ارشد ارجمند و خلف سعادتمند خان مذکور میرزای دانش
شاه (پناه) میرزا امان الله بود، سطر ۲ تا بقان ۳ صاحب [illegible] وفات [illegible] ضبط کرده است،
و بقول حسرت آبادی (سپهر گلشن صد ۹۰) و فاتش در هند واقع شد [illegible]

Marfat.com

ساقی نامه مرشد بروجردی

بهار است، دل مست، من در خمار[۵۱]
بیا ساقیا ساغرِ می بیار

(۲۳۵ب) ازان می که گر شیشه نبود حجاب
بیالایدش پرتوِ آفتاب (۲۳۵ب)

ازان می که تا سوی او دیده ام
نگه مست گردیده در دیده ام

ازان می که گر عکسش افتد بباغ
کند غنچه را گوهرِ شب چراغ

ازان می که چون در کفش جا شود
کف از پرتوش دستِ موسا شود

ازان می که چون بر صفِ هوش زد
ز هر مغز میخانه جوش زد

ازان می که در ساغرِ امتحان
برد دایم او زهرِ چشم از بتان[۵۲]

اگر نامِ او می رود بر زبان
زبان مست و بیخود فتد در دهان

بدل گر کند یادِ آن می گذار
دل از سینه بیرون جهد چون شرار

بخاک ار فتد پرتوی زان شراب
شود ذرّه آئینهٔ آفتاب

سبو را ازان می چنان رفته هوش
که از پای خُم می ببرندش بدوش

بیا ساقی از بهرِ دفعِ خمار
شراب از خمی ده بمستانِ زار

که باد ار گذاری بآن خُم کند
ز مستی رهِ دشت را گم کند

به مرشد کرم کن ز جامی شراب
که در وی بقصد سرش چون حباب

بیا ساقی آن مایهٔ بی غمی
طراوت دهِ گلشنِ خرّمی

بمن ده که تا در جهان آمدم
دمی صدره از غم بجان آمدم

(۲۳۶ا) چنانم درین عالمِ پُرنفاق
که دل در برِ خستگانِ فراق

چنان از غمِ دل شدم تلخکام
که باز زهر آلوده گردد کلام

---

۵۱ این مطلع در سرو آزاد (ص۴۱) منقول است ۵۲ ت: بفان

Marfat.com

چنان گم شدم در بیابانِ غم — که گردم نیابد وجود از عدم
بیا ساقی آن آبِ تزویر[1] ش ده — به[2] من ده که تا گردد از فیض او
حدیثم سراسر چو دُرِّ خوشاب — کلامم همه دعوتِ مستجاب
ز تابِ میم آنچنان گرم کن — که آتش زند معنیم در سخن
ز تهِ جرعهٔ ساغرِ برهمن — چنان پُر شد از بت سراپای من
که شبها بذوقِ سجودِ صنم — کنم سجدهٔ خویش تا صبحدم
چو در سجده اشکم زمین تر کند — گلِ سجده ام رنگِ خون برکند
بده ساقی آن آفتابِ مغان — که گلزارِ دین خشک لب شد ازان
دلم سوخت[3] بر حالِ دیوانهٔ — که می گشت بر گردِ ویرانهٔ
مری پر ز سودا[4] دلی پُر ز یار — بجز یار دارم خدای دگر
که گیرم بکیشِ محبّت اگر — ازین حرف بس کن، بنالید زار
بدو[5] گفتم ای کافرِ حق گذار — بملکِ وجود آمدم از عدم
که بهرِ پرستیدنِ آن صنم — همه برگِ بزدان پرستی نبود
(۲۳۶ ب) وگرنه مرا ذوقِ هستی نبود — چه کفر و چه دین رو بمیخانه کن
دلا ترک این طرفه افسانه کن — که هنگامه مشوق شد گرم ازان
بیا ساقی آن آتشِ بی دخان — ز هر سو شرر زنم چراغ دگر
بمن ده ازان شعلهٔ بی شرر — دلم آنچنان کرد با [illegible]
بده می که از هجرِ جام [illegible]

[1] ش آ: تذویر ش آ: بی ش آ: زین موضع شوق ریت. ا: در منتخب الاشعار و آتشکده (ص ۲۴۸) آورده است ش آ: منتخب و آتشکده: شود و ش آ: آتشکده: همی گردد: یا: دیوانه وار، منتخب مثل متن ش آ: منتخب و آتشکده: باو ش آ: آتشکده: میل: منتخب مثل متن.

Marfat.com

که تا محشر از بعدِ مرگم نه خاک
بخیزد بجز نالهٔ دردناک

بیا ساقی ای یارِ دیرینه ام
کرم کن شرابی که در سینه ام

دل از دستِ غم در فغان آمده
غم از تنگیِ دل بجان آمده

ز بس کز تفِ دل شدم گرم تب
نفس شعله ریزد بدامانِ لب

اگر سرد هم آهِ جان کاه را
دهم رنگ از آتش رخِ ماه را

چنان دل بدستِ بلا داده ام
که گوئی برای همین زاده ام

فلک برگِ تاکی ز باغِ منست
شفق قطرهٔ خون ز داغِ منست

ز خونِ دلم لعل گردد اگر
کند کهربا در خیالم گذر

بیا ساقی آن بادهٔ لاله گون
که چون اشکم آلوده آید بخون

بمن ده که خون خوردنم آرزوست
به تنگم ز جان مردنم آرزوست

(۹۲۳۷) چرا شاد باشم باین زندگی؟
مرا مرگ بهتر ازین زندگی!

اگر پیرهن را ندانم کفن
مبادم بغیر از کفن پیرهن

بجدّی پریشانم از روزگار
که لذّت نمی یابم از لطفِ یار

رسد هر زمانم شکستی دگر
اگر موميائی شوم سر بسر

اگر رازِ دل را برون افگنم
سخن را بگرداب خون افگنم

وگر آیم از سوزِ دل در سخن
بسوزد ز تاب زبانم دهن

دروغم چنان پُر شد از دودِ آه
که امید را در درون نیست راه

ازین دل که خالی مباد از جنون
فغان مست و دیوانه آید برون

اگر دهر را سر بسر گیرد آب
نگردد بجز خانهٔ من خراب

ور از خاک پیکان دمد لاله وار
نگردد بجز پای مرشد نگار

بده ساقی آن بادهٔ شعله پوش
که در ساغر از عکسش آید بجوش

Marfat.com

مگر آتشی در درونم زند
چو گل جامه در موجِ خونم زند

بده می که چون شعله عریان شوم
چراغِ دلِ می پرستان شوم

بجامی بر افروز دآهِ مرا
بسوزد ازان می گناهِ مرا

ترا ساغر بزن شعلهٔ در دلم
که فردا چو گل سر نزند از گلم

(۲۳۷ ب) ازین جوشِ خون از دلِ چاکِ من
گلستانِ آتش شود خاکِ من

بده ساقی آن جامِ طاقت گداز
که لب را کشایم بافشای راز

کیم من؟ غریبی! جگر خوارهٔ
ز ملکِ وجودِ خود آوارهٔ!

سری همچو چشمِ بتان در خمار
دلی چون دلِ اسیران نگار!

گرفتار شوخی که هر جا دلیست
ازان شوخ در ورطهٔ مشکلیست

حریفی که هر گوشه صد می پرست
ز چشمِ دلش گشته مخمور و مست

نهالی که روید ز بوم و برش
بجز مرگِ عاشق نباشد برش

بران در گلِ سبزهٔ عاشقان
خورد آب از دیدهٔ خون فشان

بوصفِ لبش گر سخن سر کنم
جهان را پر از لعل و شکر کنم

شرابِ از لبش آنچنان مست شد
که چون مست دیدارش از دست شد

خوشا من که دارم بگنج اندرون
ز شوقِ رخِ او دلِ چون بهشت

سحرگه که خیزم بیادش ز خواب
برآید ز چشمم هزار آفتاب

ازان چشمِ تنگِ ملایک فریب
که آفاق را تنگی آمد نصیب

چنان تنگ شد کار بر سینه ام
که دم گیر شد آه در سینه ام

مرا دور ازان طرهٔ مشکبار[1]
کشید از ازو گشت تنگ تنار

(۲۳۸ ا) نفس بسکه پیچیده بر دود آه
ز آویزد از لب چو مار سیاه

[1] آ: مشک،

Marfat.com

چنان روشن است از رخش کوکبم — که از شمعِ مه تار گردد شبم
چو[1] بر یاد آن غمزه ساغر زنم — گلِ زخمِ سیّاره بر سر زنم
همه شب بیادِ لبِ آن صنم — لبِ خود کنم بوسه تا صبحدم
چو مستِ لبِ او کند گریه سر — همه شهد ریزد ز مژگانِ تر
غمش ریخت در جانِ اهلِ نظر — شرابی ز عیشِ[2] جهان تلخ تر
شد از حسرتِ آن لبِ چون شراب — سراپایم از آتشِ دل کباب
ز شوقِ لبش بس که بی تاب شد — سراپای مرشد می ناب شد
بده ساقی آن مایه سوزِ حجاب — که بردارد از روی شرم نقاب
مگر اندکی از غمِ خویشتن — بگویم بآن یارِ همپیشکن
که ای بی سبب رفته از پیشِ من! — شده مرهم دیگر و ریشِ من
چه بد کرد مرشد؟ چه دیدی ازو — که چون بخت و دولت رمیدی ازو
ز تو بی وفائی گمانم نبود — اگر بود چشم آنچنانم نبود
ز عاشق بجز من مشو خشمگین — بصدقش نظر کن بطورش مبین
مرا محنتِ بی نصیبی بس است — چه حاجت بهجران؟ غریبی بس است
(۲۳۸ ب) بده ساقی آن جامِ لب ریز را — همان شعلهٔ آتشِ تیز را
که در خرمنِ پارسائی زنم — پس انگه دمِ آشنائی زنم
خوشا صبحِ وصل و می خوشگوار — خوشا جامِ می! خاصه از دستِ یار
خوشا ساقیِ رند آزادهٔ[3] — که از سور جامی دهد بادهٔ
کزان جام هر ذرّهٔ ساغریست — وزان باده هر قطرهٔ گوهریست

[1] در آ این بیت را به نقاط شک آورده و در آ حذف کرده [2] آ: عشق،
[3] در آ این بیت به نقاط شک درج است و در آ ندارد،

Marfat.com

من و عشق و آن ساقی توبه سوز
که چون گردد از چهره مجلس فروز

گهی از لبش کاسه پُر مُل کنم
گهی از رخش دیده پُر گل کنم

من و می که تا یافتم ذوق می
وجودم چنان پُر شد از ذوقِ وی

که هر گه بگریم بسوز درون
ز چشمم می ناب آید برون

بهر ره که مستانه افتم ز پای
غبارش ز صرصر بخیزد ز جای

من آن می پرستم که هرگز سحاب
نبارد بخاکم بغیر از شراب

من آن رند سرمست لایعقلم
که مستانه خیزد گیاه از گلم

چنان مستم از گردشِ چشمِ یار
که اهلِ دل از ساغرِ شهریار

محمد قلی خانِ گردون شکوه
که با حلم او ذرّه هست کوه

ز جامش لبی تر نکند گر سحاب
پر از می شود کاسه های حباب

(۱۲۳۹) بام و درش پرتو آفتاب
ز بوی می افتاده مست و خراب

(۳۲۲)

نگر وقتِ نظّارهٔ آن جناب
برون آید از دیده چون آفتاب

خجسته دیاری که بر خاکِ آن
بود بادِ او چون نفس گل فشان

نسیمش سحری گر بآذر گشد
ز هر شعله شاخ گلی سر کشد

بهر رزمگاهی که آن تیز دست
عدو گشت خونبار و خندانش رو گرد گشت

بمرگ دلیرانِ پرخاش گر
ز خون چشمهای زره گشت تر

اگر گویم از وصفِ تیغش سخن
بصد پاره گردد زبان در دهن

وگر تیغ کین بر کشد از غلاف
شود چون دلِ کافر چون قرقفاف

چو معمارِ عدلش کند کارِ سر
ز هر خشت سازد بهسانی دگر

ز جودش زر افشان گشته خوار
که ارباب دانش درین روزگار

(۱۲۳۹) و در آخر این بیت تا پایان نقاد تنگ آمده است او در آن ندارد

Marfat.com

چنان کرد تعمیرِ ملکِ خراب | که شد موج بنّای قصرِ حباب
به روزِ مصافش ز جوشش نبرد | چنان پُر شود روی عالم ز گرد
که گر قطرهٔ ز ابر گردد جُدا | شود مهرهٔ گل هم اندر هوا
پناها! نمی گویمت حالِ خویش | که مرهم نکو داند احوالِ ریش
جهان تا بود مجلس آرا زمی | فلک تا دهد ذوقِ دلهازمی
(۲۳۹ب) کفت خالی از جامِ گلگون مباد! | بجامِ عدویت بجز خون مباد!

ذکرِ[1]

حکیم عارفِ گیّ[2]

ابیاتِ او حکیمانه و منظوماتِ او دانشمندانه است، بطرزِ قدما حرف می زند و مطلق گردِ روشِ شعرای این جزوِ زمان نمی گردد، در واردات آن حکیمِ سخنور یک لغتِ عربی نیست و الفاظِ معانی او تمام فارسی واقع شده چنانچه صدقِ این قول از این سه رُباعی که از مخدّراتِ پردهٔ خیالِ اوست ظاهر می شود رُباعی

گیتی بُنِ خار و بختِ من چون خرگوش | دورانِ سگِ تیز پای و من بار بدوش

---

[1] ذکرِ عارف در تذکره ها بسیار کم یافته می شود، صاحبِ هفت اقلیم فقط این قدر گفته است که: عارف شاعری بی نظیر است و کلامی دارد دلپذیر و وارداتش به معنی خاص بسیار است و الفاظ تازه بی قیاس است، (بعدش بیت و یک بیت عارف را به طریقِ نمونه کلامش درج نموده) صاحبِ مخزن الغرائب می گوید که او: از معاصرانِ تقی اوحدی ست (و سه بیت از و نقل کرده)، و آنچه خوشگو گفته است ملخصش این که در عهدِ اکبری و جهانگیری بوده است، و در سنه ۱۰۲۸ھ در ملکِ بنگاله وفات یافت [2] ر: ایجی (ایجی).

Marfat.com

دندانِ سگ است و لاشِ خر آخرکار | ابرِ خویش مگیر سخت و بیهوده مکوش

ولہ

در دہر چنان بزی کہ آبت نرود | گل باش و چنان کن کہ گلابت نرود
خشتِ سرِ خم شو کہ شرابت نرود | تا از سرِ تیغ آفتابت نرود

ولہ

ای خواجہ بزیرِ هفت اهرمن پیر | تن را خاکی و جان خود بادی گیر
آوازهٔ جان درین تنِ سخت بپیر | چون دامن کوه دان و با گنج بگیر

بر رای صواب نمای ارباب دانش و ضمیرِ عقده کشای اصحاب بینش پوشیده نماند که مخترعِ کتاب مستطاب عبد النبی فخر الزمانی با آن حکیم نکته دان یک سفر در هندوستان رفیق بوده، درین ایام که به تسوید این اوراقِ پریشان (۲۴۰ ر) اشتغال دارد با او مشورت است، حقیقتِ حالِ آن بلبلِ گلستانِ خیال را استفسار نموده درین تالیف بیاض برد، روزی از روی اتحاد و یگانگی چگونگی احوالِ خود این ضعیف نقل کرد و گفت پدرم غیاث الدین علی نام داشت و کلانترِ ملک شیانکاره بود و اصلم من سراج الدین حسن است، چون تخلص خود عارف کرده ام بیان در عالم به حکیم عارف اشتهار یافته ام، و تولدِ من در ایک که دارالحکومتِ شیانکاره است واقع شده و در انجا بسن رشد و تمیز رسیده ام و تا الغایه عدهٔ ابیاتِ من بدوازده هزار بیت رسیده، و در کتاب اندرز نامه خود که دو هزار و سی صد بیت در بحرِ شاهنامه برشته نظم درآورده ام صفتِ وطنِ خود کرده ام این چند بیت از آن ابیات است مثنوی

اگر من دم اندر ستایش زنم | گهرگاه خود را ستایش کنم

ط آ: آخر، درگ درین موضع بیاض است ۲ ولودز: محذوف،

Marfat.com

جهان را جوانی بآرائش است | نژاد مرا جای پیدایش است (کذا)
معنبر بهشتی است یزدان سرشت | کزو رنگ بو دارد و اردی بهشت
نگاری است دل شاد و خرّم روان | تنی دارد از هفت گون پرنیان
فراز آبگیری است ماوای من | گلاب و شراب انذر و موجزن
(۲۴۰ب) زبوی گل و باده گنج است گنج | ز نایج دارد وی رنج است رنج (۲۴۰)
چو ایگ از گهر با منِ[1] نیک بد | ازان قافیه نام او نیک شد (؟)
از ایگِ شبانکاره دارم نژاد | کز آبشخور افتاده در زیرِ[2] باد

بعد از خواندنِ این ابیات باز بر سرِ حکایتِ سرگذشتِ خود آمده گفت که: در کودکی در مقامِ انتظامِ نظم شده بودم، گاهی که مصراعی از من سر دمی زد بر پدرِ خود می خواندم بسیار خوش وقت می شد و با نزدیکان خود می گفت که اگر سراج الدین حسن از ذوقِ شعر گفتن باز نماند و جهان را پاره بگردد ترقی بسیار می کند و شهرهٔ آفاق می شود، این اندرز پدر ازان روز بر لوحِ دلِ من کالنقش فی الحجر شد همیشه مشقِ شعر گفتن و دُر سُفتن می نمودم و هرچه می گفتم مکرّر بر آن می گشتم و خاطر ازان جمع می کردم، بعد ازان بر بیاض می بردم، تا آنکه بعد از مدتی پدرم ودیعت حیات را بمُوکّلان قضا و قدر سپرد و برادرم اسیر (اثیر؟) الدین حسن بجای پدر کلانتر ایگِ شبانکاره شد و بشومی حبّ جاه دنیوی مهرِ برادری را بر طاقِ نسیان گذاشته با من ناسازگاری آغاز کرد،

---

[1] در آ «با من» بجای «بمن» روایت این شعر در هر دو نسخه مضطرب است، [2] بقول صاحب غیاث اللغات زیرباد نام شهری ست قریب به حدود بنگاله، و بلاکمین (ص۶۱۶) بحوالهٔ کزنل یول می گوید که در اصطلاح اهل ملایا ممالک و جزائر که در مشرق سماٹره واقع اند موسوم اند به "باوه انگین" که زیرباد (= Leeward) ترجمهٔ اوست، ظاهرا مراد مصنف ازان وبهار است که آنجا مقیم بود،

Marfat.com

من خود مدّتی بود که ارادهٔ سیر (کذا) داشتم و اکثر اوقات سودای مسافرت بر سرم می زد، مخالفتِ برادر باعث جهان گردی و بانی گیتی نوردی من گردید، در سنّ بیست و هشت سالگی از وطن برآمده قدم در (۱۲۴۱ ل) جادهٔ سیاحت نهادم اوّل گشتِ کرمان و یزد که نزدیک بمسکنم بود کردم بعد از اندک توقّفی از ان بلاد برآمدم و از راه بیابان کرک و سیستان روانهٔ هندوستان شدم،

چون بمطلب رسیدم ملکی دیدم بغایت آبادان و معمور و بلادی مشاهده کردم از برای آسایش و رفاهیت بی نهایت مطبوع، با خود قرار دادم که تمام عمر درین دیار صرف نمایم، القصّه در هند بسیاری مشغول شدم، در هر شهری که می رسیدم با اعیان و نکته سنجان آنجا چند روزی مخالطت می نمودم و ازان مردم بهره برداشته ازان بلده برمی آمدم تا آنکه پارهٔ در سخنوری اشتهار یافتم، و به تقریبی در مجلس شاهزادهٔ نامدار سپهر اقتدار زینت دهِ افسرِ دیهیم شاهزاده سلطان سلیم ذکر سخنوری و نقلِ نکته پروری من واقع شد،

چون این خبر بمن رسید احرامِ آستان بوسی آن درگاه برمیانِ جان بسته روانهٔ آله آباد شدم، بعد از سعادت بساط بوسی خفل عظمت و شوکت نورِ حدیقهٔ جهانبانی درِ صدف کشورستانی داخل بندگان آن شاهزاده عالی مقدار شدم و قصاید غرّا در مدحِ ممدوح خود گفتم، بعد از اندک ایّامی بخبث ازمن برسید جمعی از معاندان از روی حقد و حسد بعرض ایستادگان آن بارگاه رسانیدند که حکیم عارف (۲۴۱ ب) اوّل شاهزاده و اذیال را ملازمت کرده بعد ازان در بندگی شما آمده، آن حضرت ازین سخن مرا از نظر انداخت و در قلعه باندو[1] حبس فرمود،

[1] بکذا در آ و س، ظاهرا قلعه بود در سرکار الٰہ آباد،

Marfat.com

قریب به دو سال دران حصن در قید بودم بعد از انقضای این مدت ایزد تعالی آن شاهزاده عالی قدر را بر من مهربان گردانید تا از تقصیر من گذشت، و این نحیف را از بند به آورده بالطاف خسروانه و اعطاف ملوکانه سرافراز و مفتخر گردانید و همان روز بدیوانیان عظام حکم عالی صادر شد که بجهت وجه معیشت من علوفه مقرر فرمایند، غرض که پنج سال دیگر در خدمت شاهزاده ماندم،

باز هوای سیر سفر در سرم جلوه گر شد، از اله آباد فرار نموده بدار الخلافه اگره آمدم، از استماع اختر بلند و بدستیاری طالع ارجمند بسعادت آستانبوسی بادشاه کامگار نامدار شهریار جهان بخش جهان دار، فرمان روای بحر و بر، جلال الدین اکبر بادشاه غازی مستسعد گردیدم، آن شهنشاه فیروز بخت و آن رونق فزای تاج و تخت مرا داخل مقربان خود ساخت و وظیفه فراخور حال من مقرر فرمود، پنج سال دیگر در خدمت آن بادشاه آسمان جاه ماندم،

چون از گردش گردون دون و از نیرنگ گوناگون این گنبد بوقلمون در سنه ثمان عشر و الف دارای هندوستان (۱۰۱۴ ه) جهان فانی را وداع کرده بعالم باقی خرامید و شاهزاده سلطان سلیم از غایت بی نهایت الهی خطاب ظل اللهی یافت و بجای پدر بر تخت سلطنت نشسته نوبت جهانداری جهانگیری فرو کوفت، جهان از فروغ احسان شاهنشاهی و نور عدل جهانگیر پادشاهی چون دل قدسیان روشنی گرفت و روی پیر زال روزگار از یمن داد گستری و رعیت پروری این شهریار یوسف طلعت چون چهرهٔ زلیخا بار دیگر طراوت جوانی پذیرفت بیت

جوان شد بار دیگر عالم پیر | بعهد شاه نورالدین جهانگیر

در خاطرم چنان خطور کرد که مبادا آن حضرت از ممر فرار الله آباد در سر دِ آزار

Marfat.com

من شود و بار دیگر این کمینه را محبوس فرماید از آگره به برهان پور روان شدم و از انجا به گلکنده رفتم و شهنشاهِ عالی جاه محمد قلی قطب شاه را ملازمت کردم و قصیده در مدحِ او گفته ره آورد گذرانیدم، بعد از استماع این قصیده آن بادشاه عالی جاه صلهٔ لایقی بمن عنایت فرمود، بعد ازان از دکن به آمدم و از راه دریا به هرمز و از هرمز بوطنِ خود رفتم و مدّتِ پنج سال در ایک رحلِ اقامت انداختم،

بعد از امتداد این مدّت باز زمانه میانِ من و اقربا طرح جدائی انداخت، دیگر باره از مسکنِ خود مفارقت کرده بگشتِ عراق آمدم، (۲۴۲ ب) بعد از اتمام سیرِ عراق به خراسان رفتم، تمام آن ملک را گردیدم و از انجا بقندهار شده دیگر باره بهندوستان که منزلِ عافیتِ هنرمندان و سرای راحتِ خردمندان است آمدم و در دار الخلافه آگره بشرفِ بساط بوسی محفلِ جاه وجلال، بادشاهِ فریدون فر اسکندر اقبال، خدیو جهانگیر عالم پناه شاه نورالدین محمد جهانگیر بادشاه مشرف شدم، آن شهریار گردون اقتدار مرا در میانِ امثال و اقران مفتخر ساخت و از کرمِ جبلّی که با این بادشاه عادل رحیم کریم بود تقصیرِ گذشته را بر روی این عاصی نیاورد و خطای گریختن الله آباد را باین بندهٔ شرمنده عفو فرمود،

بعد از مدّتی ازین هم جاه انجم سپاه مرخّص شده بسیاحتِ هند مشغول شدم، کم جا از هند مانده باشد که من ندیده باشم، هنگام سیاری به منده رسیدم، رایاتِ جلال جهانگیریِ بعزّ و اقبال در آن سرزمین نزول جلال

---

۵ آ: محمد قلی بیک قطب شاه، ۔ محمد قلی قطب شاه از ۹۸۰ھ تا ۱۰۲۰ھ فرمانروای گولکنده بود ۵ آ: سلہ،

Marfat.com

بود، و قصیدہ در مدح مختار الدولۃ العلیہ العالیہ اعتماد الدولہ[1] در سلکِ نظم آوردم و بدان وزیرِ اعظم جہانگیر گذرانیدم، این چند بیت متفرقہ ازان قصیدہ است

عارف بسازبندی ازان زلفِ مار پیچ
تا بر تو نگذرد ہمہ بر روزگار پیچ[2] *

نیسان[2] نوبہارِ جوانی میست می
یعنی بموجِ بادہ بگیر از خمار پیچ *

(۱۲۴۳) در حلقہ پیچ دارد زلف تو ہمچناں
ہنگامِ خشم در گرہِ چشمِ مار پیچ

آن اعتماد دولت کز راستی بنی[3] اش
از موج خم جدا نشود از جویبار پیچ

تا در زمانہ پیچ نماند بعہدِ تو
زان موجِ آبگیر کشد[4] بر کنار پیچ

القصہ این مرتبہ بوسیلۂ آن وزیرِ اعظم شرفِ آستان بوسی درگاہ عرش اشتباہ را دریافتم و استدعا از بازیافتگانِ بارگاہِ جہانگیری بادشاہی نمودم کہ جزوی زمین بجہتِ وجہِ معیشت من مرحمت فرمایند تا در گوشہ نشستہ باقی عمر بدعای دوام دولت ابد پیوند مشغول گردم، آن حضرتِ قدردان و آن رزّاقِ مجازی عالمیان ملتمس این کمترین را بالعزّ اجابت مقرون ساخت موازی پانصد بیگہ زمین از صوبۂ بہار با پارۂ خرجی باین زرّہ بیمقدار شفقت فرمود[5]، الحال کہ ہزار و بیست و ہشت از سالِ ہجرت حضرت رسالت گذشتہ سن من بہ پنجاہ و دو رسیدہ و در ملک مذکور بدولتِ شہریارِ ہندوستان فارغ البال

---

[1] یعنی خواجہ غیاث بیگ (بن خواجہ محمد شریف) والد نورجہان بیگم، خواجہ از ۱۰۰۲ھ تا وفاتش در ۱۰۳۱ھ بکیل کل (= وزیر اعظم) جہانگیر شاہ بود [2] در آ: ندارد [3] آ: بسس، آ: نیش [4] آ: کنند،

[5] غالباً در ۱۰۲۶ھ کہ جہانگیر در مانڈو بود و اعتماد الدولہ مورد عنایت ہای خاص (رجوع کنید بہ توزک جہانگیری ترجمہ راجرز ج ۱ ص ۳۶۴ ببعد)

Marfat.com

و مرفّه الحال عزلت اختیار کرده ام، شب و روز بدعای ازدیادِ عمر و دولت جهانگیری اشتغال دارم، ایزدِ متعال سایهٔ عاطفتِ این بادشاهِ مسکین نواز را همواره برسرِ فقرا پاینده و باقی داراد! قادر برکمالِ تیغِ یمینِ شهنشاه (۲۴۳ ب) خورشید کلاه را برفرقِ اعدا مظفّر و منصور گرداناد! قطعه

خدایا تو این شاه درویش دوست — که آسایش خلق در ظلّ اوست
برآرش براورنگِ شاهی بجاه — بر اوجِ فلک تا بود مهر و ماه

ساقی نامه حکیم عارف

چه داند کسی زیر این پرده چیست — روانندهٔ چار سرمایه کیست
بهر جا سری زیرِ این هفت زه — برین چار رخ بسته همچون گره
درین ره یکی مرد سرگشته نیست — گرو صد گره بر سر رشته نیست
کشایش گر این زره وار رنج — بدندان فشانده سر انگشت آخ
بهر سو که بینم ز مزدور[و] شاه — رهی پیش دارد درین شاه راه
یکی را باختر شماری سراست — شمارش به نیک و بد اختر است
یکی را همه از رنج ناپخته — شمار دو گیتی برنگسسته
یکی را همه رنج نامه فسانه — وزان کرده دامون دریا نشانه
من از گردِ این مهرهٔ تیز گرد — جهانِ سخن را شدم ره نورد
سخن شاهبازیست از دامِ من — درخشان تبیدست از بامِ من

۱ب خوشگو در سفینه (نسخهٔ شمارهٔ ۲۲۹ مرده ۵۶۰، نگارندهٔ کتاب در خزینهٔ به ملک بگالور دسترسی یافت) ۲ آ: بین ۳ آ: فتح بین ۵ آ: جا بنج ۴ آ: جا بنج ۵ آ: بیج
۵ آ: مزدور شاه، ۶ آ: تا که

Marfat.com

بسی ریزم از بینی خامه خون — که تا گنجی ارزنده آرم برون
(۲۴۴ا) شکر برفشانم ز منقار زاغ — که شیرین کنم کام مرغان باغ
من از پردهٔ این سیاهِ دوسر — پدید آورم پیکرِ ماه و خور
ستاره درخشانم از کنج غار — کنم روز روشن ز تاریک سار
چو از خُم نیلی درخشان نبید — چو پستانِ زنگی و شیرِ سفید
من از نوکِ این خامه ارژنگ وار — نگاری کنم رشکِ ایزد نگار
که یزدان نگار اندرین بت سرا — پرستش گر آید نگارِ مرا
درین دیرِ شادی کُشِ غم فزای — می تلخ باید، بتِ دلرُبای
من و باده و ترکِ یارانِ باد — گره بی می از کار نتوان کشاد
سرِ باد پیما درین کارزار — یکی پای مزدور باشد بکار
مرا هم سرانند سرپُر ز باد — سرِ باد پیما بود خام باد
بجز باده هر چیز خاکست و زشت — که بی باده زین باد نتوان گذشت
چنان باد را باید آبی چنین — بدامانِ این آسیایِ برین
می گرم باید دمِ سرد را — کزان آب بنشانم این گرد را
کز اندیشه گرد گردآسیا — سفیدی کند موی بر طاسِ ما
که چندی بترکِ کبود آسیا — کند آبِ رخشنده مشکین گیا (؟)
(۲۴۴ب) فروغی ندارد سرِ بادخور — اگر ترک بهرام و ماهست خور
گر این آب گردان کند آسِ من — سیاهی کند موی بر طاسِ من
که باشد مرا زندگانی دوبار — بروزِ جوانی می اندر بهار
می سُرخ در ساغرِ شاهوار — خیابانِ گلگون در و غنچه وار

۵ آ: درافشانم ۵۲ ر: زا ۵۳ آ: پر ۵۴ ر: مسکین ۵۵ آ: بر

Marfat.com

باندازهٔ جشن گاهِ جهان — بود دستِ گلچینِ لبِ شاهدان
بمن ده درین جشنِ خرّم بهار — شرابی چو رنگِ گل و بوی یار
که دامن گهِ خاک گلشن کند — شبِ تیره را روز روشن کند
ز هر گوهری باده دانا تر است — که پندار سوز و خرد پرور است
اگر ابر ازو مایه داری کند — جهان را ز جان آبیاری کند
می ده بمن تلخ و تیز[1] و پگاه — که دم را کنم چون دمِ بامگاه
بیار آن می تلخ چون چشمِ یار — که شیرین کند زهر در کامِ مار
گهر گیرد از بحر و از کوه تیغ — چو مرجان کند اشک در چشمِ میغ
شرابی که چون اوج گیرد ز جای — بگیرد ز پرّنده اوجِ همای
هوا تاب گیرد ز دو آفتاب — زمین مایه پیما شود از دو آب
به[2] بهرام این اوج خنجر کشد — که پیرانش از زیر ران درکشد*
(۱۲۴۵) می کو بمسجد گذشت آورد — به دی ماه اردی بهشت آورد (۱۲۴۴)
قدح روی دشتی کند لاله زار — هوا لختِ ابری کند ژاله بار
بجام اندرون آب باشد به تیغ — بمغز اندرون ماه باشد بمیغ
بمن بخش ازان آب شنگرف رنگ — که بدخواهِ ناموس و ننگ و نام
می دانش افزای پندار سوز — که شب را بپوشد بدیبای روز
بمن ده که می شیرِ مردِ خدست — بمیدانِ من مرزِ شیرافگن است
به نیروی این جرعه تیغ پرند — هم از بر فرو ریزد هم از بر گزند
منم اصفهان تا منم بود و هست — نهم از بر گردن شست
چنان زو بخاری بر آرم بگفت — که از بوم و دشت آب گیرد دو اب

[1] تیز: نیز ۵۲ این بیت را در آبِ نقاط شک آورده است و در ۵۳ ندارد ۵۲ تیز: زود

Marfat.com

سرشکی چکاند برین خاک زیر — که آتش کند آب در آبگیر
کزین آب یک رنگ مرد آزمای — دو رنگی بشویم زچرخ دوتای
وزین آتش تیز رو چون خدنگ — هوا را کنم جوشن لعل رنگ
ازان می که گلزار رنگست و بوی — خرد راست پیغمبر راست گوی
خرد را پیام از خدای آورد — پیام خرد آشنای آورد
بده ساقی آن آتش آب رنگ — کزین آب آتش گریزد زسنگ
(۲۴۵ب) می چون زرو آذر زردشت — دهان مرا چون زدینار مشت (۲۴۵)
می چون هنر در سر انگشت مرد — توانای چون آب در پشت مرد
می کهنه همچون خرد های پیر — به مانند جان جوان شیرگیر
می تیز در ساغر تیز گرد — چو خورشید بر چرخه لاجورد
بساغر چو خورشید رخشان بمیغ — برآورده از آب رخشنده تیغ
بشیشه چو بوی گل اندر گلاب — چو با ابر گوهر چو با تیغ آب
به پیمانه چون فوج لاله بموج — بمغز اندرون همچو پروین به اوج
خرد زندگان زنده اندازسه جان — روان و می و دانش شه روان
بجز مرد دانش درین زیر گنبد — بود زنده لیکن بیک جان خشک
می لعل این جشن گاه قدیم — سزاوار شاهست و رند و حکیم

بمن ده می همچو پولاد هند
که طبعم حکیم است و شاهست و رند

Marfat.com

ذکر

مولانا دوستی سمرقندی[1]

عالمی متبحّر و فاضلی متنقّح است، مسوّد این اوراق پریشان بخدمت آن زبدهٔ نکته سنجان نرسیده فامّا بیکی از دوستان یکجهت او برخورده، و مجملی از احوالِ او از روی تاکید تحقیق نموده درین تسوید مرقوم قلم شکسته رقم گردانید،

برای انور (۲۴۶ ل) ارباب هنر پوشیده نماند که مولانا دوستی سیّد است و یکی از اشراف زادهای سمرقند است، در وطنِ خود بسن رشد و تمیز رسیده و تحصیل علوم دینی نموده است، بعد ازان بحسب تقدیر ایزدی دل از حبّ وطن برداشته قدم در بادیهٔ مسافرت گذاشته و درهنگام سیر سفر به هندوستان که رونق دهِ هنرمندان و نشو و نما دهندهٔ خردمندان است آمده و از استمداد بخت بلند و قوت طالع ارجمند بشرف خدمت دُرِّ صدف شرفِ سیادت و نقابت، اختر برج سخاوت و شجاعت، خانِ کریم، صاحب فرهنگ، عبدالله[2] خان فیروز جنگ مشرّف شد، آن خان قدردان از روی امتیاز و قدردانی در اعزاز و اکرام میر دوستی کوشیده او را در خدمت خود نگاه داشت، و مدّت مدید آن عزیز در ملازمت خان فیروز جنگ ماند و قصاید غرّا در مدحِ او گفت و در سفر و حضر همه جا در بندگی مخدوم خود

---

[1] ذکر صاحب این ترجمه به هیچ جا دیده نه شد،

[2] رجوع کنید به صفحه ۳۹۷ حاشیه نمره ۵،

Marfat.com

بسری برد تا وقتی که در آخر سنه خمس عشرین و الف خان مذکور در رکاب شاهزادهٔ سلیمان سریر، اسکندر تدبیر، رونق گلستان معدلت و کامرانی، زینت بوستان دولت و جهانبانی، شاهزاده معظم و مکرم سلطان خرم به دکن به قصد تسخیر ملک عنبر رفت، دران سال هم دران سفر در برهان پور حقیقت دانشمند (۲۴۶ ب) سمرقند به تقریبی به عرض شاهزاده عالمیان رسید (۲۴۶) اورا از روی خواهش از خان فیروز جنگ گرفته در جرگهٔ بساط بوسان خود درآورد الحال در خدمت آن شاهزادهٔ عالی مقدار است، همدرین سال پیش ازانکه داخل بندگان شاهزاده عالمیان شود دیوان خود را بمصحوب یکی از مردم اهل بدار العیش کشمیر فرستاده بود دران بلدهٔ دلپذیر منظومات او بنظر این کمترین درآمد، از قصیده و غزل و مثنوی قریب به هشت هزار بیت است که بر بیاض برده و خطبهٔ دانشمندانهٔ بران نوشته است، الحق که آن دیوان اشعار خوب و ابیات مرغوب دارد، بعد از حمد الهی و نعت حضرت رسالت پناهی اکثر قصاید و مثنویات خود را بنام خان فیروز جنگ بانجام رسانده و اکثر جا اظهار رضامندی نموده، ایزد متعال وجود شریف و عنصر لطیف این خان قدردان را از جمیع آفات در حفظ و امان خود دارد! بالنبی و آله الامجاد!

ساقی نامه مولانا وحشی

بیا تا تماشای عالم کنیم — سری در سرا پردهٔ غم کنیم
صلای وداعی بشادی زنیم — درِ خلوت نامرادی زنیم
مرادی که از نامرادی بود — اگر غم بود به ز شادی بود

Marfat.com

(۱۲۴۷ ا) هوس در دلم گشته خلوت نشین — زمن آرزو گشته عزلت نشین
زبس سیلِ غم از دلم تاب بُرد — زچشمِ جهان خواب را آب بُرد
چو من کیست اکنون ز رنج خمار — ز نومیدی خویش امیّد وار
بده می که تاب و توانم نماند — چه تاب و توان بلکه جانم نماند
ازان می که نی رنگ دارد نه بو — نه در جام گنجد نه اندر سبو
مغنّی ز بگذشتگان یاد کن — حریفانِ آینده را شاد کن
عروسی که از نغمه در پرده است — با هنگِ عشّاق پرورده است
بانگشتِ مضراب بگشای بند — بگش پرده از روی آن ارجمند
سرودی شود چون نوای دو تار — سری از گریبان مستی برآر
به مجلس ز مطرب ترنّم خوش است — بدانسان که عالم بمردم خوش است
بسی گشت این جام از می تهی — چو تسبیح در ابتدا منتهی
ازین اوّل و آخرِ بی شمار — ازین رفتنِ روز و شبهای تار
یکی پی بمقصودِ اصلی نه برد — همانجا بزاد و همانجا بمرد
جز آنانکه سرمستِ ساقی شدند — قدح برگرفتند و باقی شدند
می ما ز نام و نشان فارغ است — خمارش ازین و ازان فارغ است
به بتخانه توبه باشد خلیل — بفرعون هستی بود رود نیل
اگر بوی[1] زین می رسد در مشام — وزو کارِ عالم نگردد تمام
نه یوسف[2] ز دل بگذرد نی سمک — نه عیسی بجا طارد نی فلک
چه حاصل ز فرشِ تو بر بامِ[3] عرش — می کش که نی عرش دانی نه فرش
چو این تاب آتش بساغر شود — ز تمثال ماهی سمندر شود

[1] آ: ازین می برد [2] کذا در آ و مر ظاهراً در اصل 'یونس' باشد [3] آ: جام، مر: بام،

Marfat.com

ز قندیل فارغ شود خانه اش
که قندیلِ نورست پیمانه اش

دو خادم مراهست در صبح و شام
یکی مرگ نام و دگر صبر نام

بدین گونه حشمت[1] مرا خواب چند
بقانونِ عشّاق مضراب چند

نه خضرم که آبِ حیاتم دهند
دو روزی ز مردن نجاتم دهند

نه نوحم که چون رخ براو آورم
ز طوفان بکشتی پناه آورم

نه موسی که چون گردِ اسباب گشت
ز چیرانیش طور سیماب گشت

نه آن آتشی گش چو او بر فروخت
هر آن کو بر افروخت خود را بسوخت

خلیلم ولی گلشنم آتش است
دلم را ز گلشن با تش خوش است

همان ز آتش زاده از آب تاک
فرح بخش جان و دلِ دردناک

چه آبی ز آتش فروزنده تر
بر و دل ز کبریت سوزنده تر

(۱۲۴۸) پیمانه کش غیرتِ گلشن است
بهر گوشه صد وادیِ ایمن است

اگر سوز نبود چه نسرین چه باغ (کذا)
اگر می نباشد چه صحرا چه باغ (کذا)

مگر نشاءِ تاک هم دیده است
که مستانه بر سبزه پیچیده است

کسی کو کشد زین می خوشگوار
نیاید برو کارگر زهرِ مار

بجامی که از هرمز دارد فلک
بدُردی کشان گر برآید ملک [؟]

بکیوان برآیم بزورِ[3] شراب
ز نم شیشه اش بر سرِ آفتاب

نه حل کردهٔ مهر در کام ماست
که خورشید دُردِ تهِ جامِ ماست

ز کشتانی آرزو مرده ام
ز بی صبریِ ذوق افسرده ام

همی ده که اینها ز یادم برد
خیالِ هوس از نهادم برد

همی فارغ از صوتِ جوش او خروش
که باشد از و بهره در چشم و گوش

[1] ت: آخشت ‖ این بیت را در ت ندارد؛ [3] ت: بروز؛

Marfat.com

میی مستی هوشیاری درو
میی جذبهٔ بیقراری درو

ز سجّاده بر آب کردن نماز
شدن چون مگس بر هوا چاره ساز

رسیدن باعجاز روح الٰهی
نشستن برین طارم خرگهی

چو یوسف برون گشتن از قعر چاه
بمصر نبوّت شدن بادشاه

همه اسم و رسمت و نام و نشان
بجز جرعهٔ بادهٔ ارغوان

(۲۴۸ب) بیا تا بسر منزل دل رسیم
ز کشتی می تا بساحل رسیم

عجب کشتی شورِ طوفان درو
بهر قطره صد نوح حیران درو

کس از زهر هرگز نشد کامیاب
بلی تشنگی نشکند از سراب

لبالب چو ساغر ز صهبا مشو
گرت ذوق می نیست رسوا مشو

ز مستی غرض ترکِ ننگ است و نام
ندانسته پر می مشو همچو جام

چه حاصل که چون شیشه پر می شوی
اگر غافل از نشاء وی شوی

ازین آب گلرنگ آتش اثر
دران دم که گردی ز خود بیخبر

بیک جرعه سر تا قدم دل شوی
پس از سوختن شمع محفل شوی

درین مجلس آنان که جا ساختند
چو شمع از تف جوش گداختند

بعالم چو گوی فلک فرد باش
بیک جای بنشین و در گرد باش

قراری که از بیقراری بود
به از دولت کامگاری بود

وگرنی چرا چرخ گردون لقب
نه در روز آرام دارد نه شب

بیا تا دگرنامرادی کنیم
بغم خوش برآییم و شادی کنیم

بعشرت گه بیقراری رویم
بسر منزل جان سپاری رویم

بگیریم ازان بزم خونین قدح
کز و غم ترا وه بجای فرح

۱ب: بر هوا چون مگس ۲ب: طرب ود

Marfat.com

(۱۲۴۹) چو از نیستی ترکِ هستی کنیم
بکاشانهٔ عقل مستی کنیم

چو دیوانه رفت از خویشتن
نه زاهد شناسیم و نی برهمن

دریغا بهارِ جوانی نماند
بدل مایهٔ شادمانی نماند

چمن سبز گردید گلها شگفت
چو روی حریفان ز صهبا شگفت

برهمن طریقِ مسلمان گرفت
مسلمان رهِ بت پرستان گرفت

گریبانِ صد پاره دیگر شد
برِ توبه هرگز رفو گر نشد

بلی از رفو گر چه گشتی درست
نگشتی بدانسان که بودی نخست

مرا[۱] چاکِ دل تا به دامن خوش است
بر آور رفو زخم سوزن خوش است

گریبانِ جان را رفو آرزوست
که باز از پی پاره کردن نکوست

اگر دیده گریان بود بارِ اوست
وگر دل در افغان رود کارِ اوست

یکی نالهٔ کز می غم بود
به از شادی جمله عالم بود

مغنّی بیا نغمه انگیز کن
یکی آتش مستیم تیز کن

که عمریست افتاده ام در خمار
سری از هوس مانده دستی ز کار

بیاور می لعل دیرینه را
عروسِ شبِ عیدِ آدینه را

(۱۲۴۹ ب) که با او دمی دست بازی کنیم
ز دنیای دون بی نیازی کنیم

پس انگه بدرگاهِ والا رویم
بآن قبله گاهِ معلّا رویم

سپهرِ پُر دلان خانِ فیروز جنگ
بصحرا چو شیر و بدریا نهنگ

قضا را بساید که نازد باو
قدر را سزد گر ببازد باو

برو ختم ز اهلِ کرم سروری
چو بر مصطفیٰ نعتِ پیغمبری

جهان سر خوش از شادی جامِ اوست
چه گویم چه عشرت در ایّامِ اوست

[۱] آ: برو ۲ در آ میان این بیت و بیت ماقبل تقدیم و تاخیر است ،

Marfat.com

می دوق در شیشه اش منزوی ست — وزو باز وی عیش و عشرت قوی ست
ز فیضش شرابی که نبود بری — دمادم بکوثر کند کوثری
انا الحق در ان لحظه منصور بود — که در وحدتِ جام مستور بود
چه فیضست در نشاءِ جامِ او — که مستی ست عالم در ایّامِ او
ز تاثیرِ این باده در کاینات — شود قبلهٔ عارفان سومنات ۵
ز تصویرِ جامش در اقصای چین — ز دیوار صورت فتد بر زمین
ز بزمش که مجموعهٔ بیغمی ست — وزو فصلِ نوروز را خرّمی ست
زمانه چنان نغمهٔ گوش کرد — که غم را بکلّی فراموش کرد
مدامش می خرّمی نوش باد! — عروسش فراغت در آغوش باد!
(۱۲۵۰) نشاطِ جهان باد جاوید ازو — که جز غم کسی نیست نومید ازو ۱۰
بده ساقی آن خصم اندوه را — حریفی که از جا برد کوه را
گُل و جام و ساغرِ طفیلِ گلست — ازین جمله مقصودِ اصلی دلست
در ایّامِ هجر از گلستان چه حظ؟ — اگر گل نباشد ز بستان چه حظ؟
چه شد زخم اگر زیرِ مرهم بود — ز دردش چو در سینه صد غم بود
سر و تن همه نقشِ آب و گل است — ز هستی خدا را نظر بر دل است ۱۵
بهر سو بناها ز مسجد بسی است — ولی قبله هر جا که باشد یکی است
به آئینِ اربابِ طاعت به بین — باوضاعِ اهلِ سعادت به بین
مخالف بهم چون قیام و قعود — مبرّا ز هم چون رکوع و سجود
درین بوالفضولان مجو اتّفاق — مگر اتّفاقی بود در نفاق
اگر صایمی وقفِ دریوزه — دران روزه چون طفل سی روزه ۲۰

---

۱۵ بعدش در ۳ افزوده : دمادم ز بدمستیِ جانِ من — ز خود پاره گردد گریبانِ من ،

Marfat.com

چو تسبیح در دست مردم مگرد
تو شیطانِ آدم چو گندم مگرد

مشو مُقبلِ مجلس چو تسبیح خویش
مگردانش از بہرِ ترجیح خویش

بمیخانہ بنشین حجازی مباش
چو طفلانِ مکتب ببازی مباش

درین خانہ نبود قیام و قعود
بشو ہمچو مستان سراپا سجود

(۲۵ب) بود طاعتِ می پرستان نیاز
سرودِ مغنّیش بانگِ نماز

زما و منی کز دوئی زادہ اند
یکی جُرعہ می دور افتادہ اند

تفاوت درین خانہ دستور نیست
درو نیستی نیز منظور نیست

درین کعبہ یکسان بود بیش و کم
ز ہر در کہ آئی روی در حرم

تو چون لقمہ در کامِ آہنگ باش
بمی گرد یک رنگ و بیرنگ باش[1]

اگر رنگ بت را نمی ساخت کم
چرا لعل را کس نکردی صنم

دریغا کہ مست است ہشیار یم
دریغا کہ خوابست بیداریم

دریغا کہ بگذشت روزِ شباب
زمانی بمستی زمانی بخواب

ز بیداری خویش و زین خوابِ مست
دریغا کہ چیزی نیامد بدست

خوش آن بی سر و پا کہ از دست رفت
چو دیوانہ خواب آمد و مست رفت

دگر دوستی دست از جان بشوی
بدل آنچہ داری بساقی بگوی

دلم از مقیمانِ درگاہِ تست
اگر نیک اگر بد ہوا خواہِ تست

چہ مست و چہ ہشیار در صبح و شام
دعای تو گوید دگر والسلام

---

[1] آ: نیرنگ،

Marfat.com

ذکر

مولانا وصلی[1]

مؤلفِ کتاب میخانه و مسوّد این ابیات مستانه شش ماه با وصلی در هندوستان هم سفر بود، پاره از احوال او (۱۲۵۱ ؟) تحقیق نموده درین تالیف بریاض برد، برای مهر انجلای اربابِ دانش پوشیده نماند که آن مجموعهٔ سخنوری از سادات طباطبائی[2] شیراز است و این طباطبا *لقب سلسلهٔ ایشان است و این قبیله را مردم فارس تمام در سیادت صحیح النسب می دانند پدرش در وطن بمیرزا پنبه زن اشتهار دارد، نام وصلی میر نعمت الله است، دران وقت که مولانا مرشد بروجردی به شیراز آمد و درانجا نشو و نما یافت میر نعمت الله شاگردی او اختیار کرد و مدّتی با او بسر برد تا طبیعت را از صحبتِ سخنور بروجرد بمرتبهٔ موزونیّت رسانید مصراع

کمال همنشین در وی اثر کرد

شوق شعر گفتن و ذوقِ درست سخن او را بوادی تتبّع انداخت چنانچه در صغرسن اکثر کتب فارسی را مطالعه کرد و بمرتبهٔ تحقیق لغاتِ عربی و فارسی و پهلوی نمود که درین جز و زمان درین فن عدیل خود ندارد و بحدّی از اصطلاح[3] جزوی و کلّی متقدّمین و متاخرین باخبر گردیده که هر گل و گیاهی که از زمین می روید از نام و نشان و خاصیت و منفعت و مضرّتِ آن بهر زبان اطلاع دارد،

---

[1] ترجمهٔ وصلی جای دیگر یافتنی است اما صاحب ماثر الامرا (۳ : ۳۴۷) افتادگی او را گوشزد کرده است

[2] آ و ت : تباتبای شیراز است و این تباتبا، ۵ آ : اصلاح، تصحیح از روی ت،

Marfat.com

بعضی از اشعار او خالی از رتبهٔ نیست، تا آن وقت که این ضعیف او را دید قریب بچهار هزار بیت از قصیده و غزل و مثنوی (۲۵۱ ب) متفرقه داشت (۱۵۱ الف) فاما دیوان ترتیب نداده بود،

وقتی که استادش از فارس به هند آمد و در خدمت میرزا غازی ترقی کرد و خطاب مرشد خانی یافت او را طلبید، او نیز بدل گرمی طلب استاد خود از مسکن بملک سند آمد، قصیدهٔ در مدح زبدهٔ دودمان ترخانیان میرزا غازی گفته بوسیلهٔ مرشد خان برسبیل ره آورد بران قدردان سخنوران گذرانید، میرزای مذکور التفات بسیار به وصلی کرد او را در جرگهٔ ملازمان خود درآورد[1] و خدمات عمده در ملک سند بدو فرمود، چون مدتی برین برآمد چراغ دودهٔ ترخانیان از صرصر حوادث زمان در قندهار فرومرد و مردم او پراگنده شدند میر نعمت الله نیز از ملک سند به اجمیر هند آمد و دران ایام آن بلده مخیم سرادقات جاه و جلال بادشاه جهانگیر بلند اقبال شده بود پاره از انجا تردد کرد چون نقش او موافق مطلب ننشست بنابران عزم سفر پنجاب جزم کرد، جامع این اوراق پریشان نیز دران وقت با او رفیق شد و از راه نارنول بمرافقت میر مذبور به لاهور آمد چنانچه حقیقت آن سیر و سفر بمقتضی وقت رقم زده کلک بیان خواهد گشت،

القصه بعد از اندک توقفی مخلص را وداع نموده (۲۵۲ ا) ازان بلده برآمد [و] بجانب بنگش روان شد و در انجا به الهداد خان ولد جلال الدین افغان که به پسر جلاله اشتهار دارد برخورد و دران روزها خان مذکور بموجب قول مبارک حضرت خلافت پناهی ترک تمرد و سرکشی نموده روانه درگاه عرش

[1] رجوع کنید به ماثر الامرا بموضع مذکور، تخلص او که انجا «واصلی» طبع شده غالباً تصحیف وصلی ست ۱۲ آ: «واو»

Marfat.com

اشتباه جهانگیری بود وصلی را از روی خواهش تمام تسلّی نموده وشغلِ وکالتِ خود را بدو مفوّض داشته او را همراه خود بپایهٔ سریر سلطنت مصیر آورد، بعد از سعادتِ آستان بوسی آن عتبهٔ عالیه بلطف و مرحمت شاهنشاهی وعنایت بی نهایت جهانگیر بادشاهی سرافراز شده خطاب رشید خانی یافت[۲]، بعد از اندک استقراری حرم جاه انجم سپاه رشید خان را کوکی خان عالی شان مهابت خان ساخته در آخر سنه ستة عشرین و الف از مندو باز بجانب بنگش مرخص فرمود[۳]، میر نعمت الله در خدمتِ مخدوم خود بدان طرف عود نمود، ازان تاریخ تا الغایه که سنه ثمان عشرین و الف است دیگر خبری از احوالِ آن فرهنگ دانش ونکته پروری باین ضعیف نرسیده،

چون ساقی نامه او زیاده از سه بیت بدست این حقیر نیامد بنا بران قصیده که در مدح میرزا غازی برسبیل ره آورد گفته داخلِ جمعِ این اوراق (۲۵۲ ب) پریشان نمود امید که منظورِ نظرِ کیمیا اثرِ اربابِ هنر گردد،

ساقی نامه

صراحی چو بردارد از رخ نقاب — فروشد زمین بر فلک آفتاب
بیا تا دماغی به می تازه کنیم — رگِ شیشه را تازه انشتر کنیم
بده ای دوای دلِ خستگان — شرابی که افتد یقین در گمان

---

۱ آ: سلطنت مسیر، ب: خلافت مسیر ۲ رجوع کنید به توزک جهانگیری صفحه ۱۹۳، و ماثر الامراج ۲ صفحه ۲۴۸، ۳ رجوع کنید به توزک جهانگیری صفحه ۱۹۵ سطر ۸ تا سطر ۱۰ ابتدای ذی قعده سنه ۱۰۲۶ مهابت خان بخدمت صوبه کابل و بنگش نصرت یافت

Marfat.com

قصیدهٔ که وصلی در مدح میرزا غازی ترخان گفته اینست :—

وقت آنست کنون از اثر بادِ شمال
سبز گردد به رُخِ حور وشان دانهٔ خال

قوّتِ نامیهٔ اش بدرکند در ساعت
گر تو بر خاکِ چمن نقش کنی شکلِ هلال

در هوا ریشه زند از مددِ فصلِ ربیع
شیر گر پنجه کند راست پی صیدِ غزال

شود از فیضِ هوا سبز و گل آرد بیرون
قرعه بر تختهٔ خاک ار فگنی از پی فال

در هوا قطرهٔ خون گل شود از فیضِ بهار
گر مریض از پی صحت بکشاید قیفال

نارسیده بزمین لعلِ بدخشان گردد
دانهٔ گر شود امروز جدا از غربال

شود از لطفِ هوا سبز تر از خطِ بتان
باغبانِ گر بمثل تخم فشاند ز زگال

در چنین فصل که عکسِ گهر از سینهٔ کان
شعله در گرد چو شمع ز تانوسِ خیال

سرمستان تو و پای خمی کز خملش
نه بر در راه بکاشانه ز مستی حمّال

من و آن می که نسیم ار برساند بویش
شخص را سایه ز مستی نرود از دنبال

من و آن می که اگر پرتوش افتد بچمن
(۱۲۵۳) لبِ گلبن ز دهد از غنچه سراپا بتخال

خنده بر جامِ جم و ساغرِ خورشید زند
شیشه گر از می گلرنگ بود مالا مال

گوهرِ مدحِ شهنشاه بساحل فگنند
در ز را پی آن رقص کند زال (؟)

شاه غازی که ز بهرِ فرسش هر سرِ ماه
آسمان نعلِ زر اندود فرستد ز هلال

ای جوادی که اگر تربیتِ چرخ کنی
آفتابش نکند تا بابد میلِ زوال

جان ز تیغت شده بر خصم بصد حیله و فن
گر در آیینه گریزد بمثل چون تمثال

جور در عهدِ تو برخاست بنوعی که دگر
ظلم بر ساقِ بتان هم نرود از خلخال

عافیت افتد بر خاکِ مذلّت چونکه
خصمِ جاهت کند از جای بجشمِ اقبال

---

۱ کذا در آ و تہ ۲ کذا در آ و تہ ۳ آ : جمال ۴ روایت این مصرعه مضطرب است در آ و تہ در حاشیه
طور : دارد نه پی آن رقص کند زال و در آ این مصرعه را به نقاط شک آورده است ،

Marfat.com

هر عدوّی که در آید بدیارت بی جنگ — ناوکِ تو کندش تا درِ دل استقبال
بس که در عهدِ تو منسوخ بود چین جبین — روی دریا نشود زین پس و چین بر شال
گر بکاوند نیابند جز از خنجر از کان — شعلهٔ جود تو از بس که زد آتش بجبال
در دِ دل را چه دهد شرح بعزمت وصلی — آن خبیری تو که ناخوانده بدانی احوال
ختم کردم که حدیثم نبود قابلِ آن — که کند طبعِ خداوندِ جهان را خوش حال
مجلسِ شاه جهان بی می و معشوق مباد — تا بود از می و معشوق سخن در اقوال

ذکرِ

والی وادی آزادی مولانا فزونی استرآبادی

(۲۵ب) نکته سنجی سنجیده و آزاد مردی جهان دیده است، بعضی از اشعار او فضلا (۲۵۳ب)
از حالتی و رتبه نیست، منظومات کم دارد فاما تتبع نظم و نثر بسیار کرده و تحقیقی
تواریخ و دران فن مهارت تمام دارد چنانچه در وقتی که این ضعیف بدار العیش
کشمیر رفت فزونی در انجا حاصل اقامت انداخته بود و بتالیف کتابی اشتغال
داشت و دران بلده دلپذیر آن تصنیف بی نظیر را باتمام رسانید و نام آن
نسخه را انجمیره گردانید الحق که آن تاریخ را بسیار خوب نوشته و
انچه لازمهٔ موضوع است و تعلق بسیاق تاریخ دارد بقلم

مولانا را ندارد ——— ترجمهٔ فزونی بجای خود بسیار مختصر
که فقط این قدر گفته است: نیز با نام فزونی استرآبادی یاد است

پروانه صفت دشمنِ بال و پر خویشم — پیوسته طپان بر سر خاکستر خویشم

است، نام آن نکته سنج متین هاشم بیگ است و مولدش از استرآباد است
درانجا بسن رشد و تمیز رسیده و تخلص فزونی کرده در بهار جوانی و ایام نشو و
نمای زندگانی از وطن بعزم تجارت برآمده پارهٔ سیر سفر کرده و آنچه داشته در بساری
صرف مردم اهل نموده بعد ازان در لباس فخر فقر در آمده پاره دران لباس
عالم را گشته، دران ایام که فزونی به کشمیر آمد صاحب صوبه آن ملک
صفدرخان بود[1] او را به تکلیف تمام در خدمت خود نگاه داشت و در
مراعات خاطر او کوشید، چون در ابتدا سنه خمس وعشرین (و) الف حکومت
آن دیار بفرمان قضا جریان جهانگیر بادشاهی از تغییر صفدرخان (۱۰۲۵ ؟) [2]
به احمد بیگ خان کابلی مقرر شد مولانا فزونی همراه خان مذکور از کشمیر
بهندوستان رفت و در لاهور از و جدا شده بجانب دکن روانه شد ساقی نامه
خود را بنی آنکه بشرف پای بوس شاه عالم پناه عباس شاه مشرف شود بنام
آن شهریار گردون اقتدار تمام کرده است،

ساقی نامه مولانا فزونی

درین فصل کز فیض باد شمال — نسیم ارم را دهد گوشمال
جهان بس که سرتا به سر خرمیست — نوگوئی جهان خاطر بی غم است
چرا من بیاد می لاله گون — بیایی کشم آه سرد از درون

[1] میرزا لشکری پسر سید یوسف خان رضوی صفدرخان (که در عهد شاهجهانی بخطاب صف شکن خان مخاطب شد) در اواخر سنه ۱۰۲۱ حاکم کشمیر شد (توزک جهانگیری ص۱۲۵ و ماثر الامراج ۲ ص۷۳۶) اما نسبت به سالهای مابین عبارت نسخهٔ مطبوعهٔ ماثر غالباً مغلوط است [2] در متن لفظ کابلی را ندارد - غالباً بجای ابتدای سنه ۱۰۲۵ اواخر سنه ۱۰۲۴ باید گفت رجوع کنید به توزک جهانگیری ترجمه راجرز جلد ۱ ص۳۰۲
[3] در موزهٔ برطانیه نسخهٔ تاریخی ست فتوحات عادلشاهی نام، که مصنفش فزونی استرابادی است

Marfat.com

بیاساقی آن زادهٔ روح را — زطوفان خلاصی دهِ نوح را
بمن ده که یک لحظه دل خوش کنم — ازین دیده طوفانِ آتش کنم
ازان می که در شیشه چون جا کند — چو من شیشه را پیرِ شیدا کند
ازان می که چون آرمش در خیال — شود مستِ اندیشه چون اهلِ حال
ازان می که عکسش دهد چون ضیا — بظلمت شناسند خورشید را ۵
ازان می که چون بگذرد بر زبان* — زبان شعله ریزد بدامانِ جان
ازان می که بادش وزد چون به تاک — شود مست و بیهوش افتد بخاک
اگر جرعهٔ بر زمین زان چکد* — فلک سالها زین زمین را بچرخ آورد
(۲۵۴ب) اگر بگذرد در جهانِ خیال — در آیینه در سهو افتد مثال (۲۵۴ب)
ازان می که قوت دهد روح را — دهد جان و گفتار بی روح را ۱۰
چو در خلوت از پیشِ مردم شود — فلاطونست گوئی که در خم شود
چو آید برون محض حکمت شود — چو حاتم سراپا مروّت بود
بیا ساقی آن مایهٔ روح را — زطوفان خلاصیِ دهِ نوح را
می کش طرب خانه روبِ دلست — دو صد خرّمی پایِ کوبِ دلست
بمن ده که هر کس سمندر بود — غذایش ازین آتش تر بود* ۱۵
می از جوانی* فرحناک تر — ز چشمِ بتان نیز بی باک تر

(بقیه حاشیه صفحه ۴۴۴) که در سنه ۱۰۵۴ بقید حیات بود، نتوانم گفت که این فرزندی همین صاحب ترجمه است یا شخصی دیگر، احوال شخصیه اش یک قدر مختلف است از انکه در اینجا درج است

(حاشیه صفحه ۴۴۵) ۵۱ آ: در زمان ۵۲ آ: زمین جرعهٔ گر ازان می خورد ۵۳ آ: وز آینه در سهو افتد خیال ۵۴ هکذا در آ، در آ و او را حک کرده است،
۵۵ در آ این بیت را ندارد،
۵۶ آ، (به نقاط شک): نیز از جوانی، تصحیح از روی آ.

Marfat.com

زعکسش اجل زندگانی شود — سُهیا چون سُهیلِ یمانی شود
بہ بحر ارفتد پرتوی زین شراب — شود بحرِ کم آب تر از سراب
اگر[1] نورِ او بر سر آرد گذر — شود پردۂ چشم نورِ بصر
اگر زاہد او را بہ بیند بخواب — سراسر دعایش شود مستجاب
ازان می کہ چون جا کند در بدن — ہمہ کس تواند مسیحا شدن
لبالب زمستی بود ظرفِ او — کند مست گوینده را حرف او
بآتش[2] درم دست ازان خوشتر است — کہ چون پنجۂ بیدلی ساغر است*
(۱۲۵۵) بیا ساقی آن جامِ جمشید را — برقص آورد صد چو ناہید را
بمن ده کہ ناہیدِ من روی تست — دو صد ہمچو ناہید یک موی تست
مگو باده در شیشه ات مدغم است — ز روحست و آبستنِ مریم است
بده کز سرِ پای خود وارهم — قدم در خرابات مستان نهم
خوشا بیخودی خرابانیان — کہ آنجا نداند کسی تن ز جان
ازان می کہ در سینه چون کرد جوش — زمستی نیابد سخن راهِ گوش
ازان می کہ چون گیرم او را بدست — شود شخصِ صحرای اندیشه مست
اگر بگذرد بر صفِ کارزار — نهد در جگر ہیبتِ ذوالفقار
اگر جرعۂ زو خورد شخصِ کور — تواند بشب دید موئی ز دور
اگر بگذرد جانبِ مرغزار[3] — شود چشمِ نرگس ازو نوردار
اگر کاہلی زو دہن تر کند — دگر کاہلی کار صرصر کند
اگر عکسِ او بر فلک اوفتد — بسجّاده بیخود ملک اوفتد

[1] ازین موضع دو بیت را در آ ندارد [2] در آ بیت را ندارد و در آ مصرعِ ثانیه را به نقاط شک آورده است، [3] در آ واو را ندارد [4] آ ز: مرغذار،

Marfat.com

ازان می که چون آرمش در نظر — زتاب نگاهم گداز د حجر
اگر برهمن یابدش در وجود — دگر بت کند برهمن را سجود
ازان می که گر او دهد آبروی — شود سایه با شخص در گفتگوی
(۵۵۲ب) ازان می که گر بیندش کس بخواب — شود مست بیدار با صد شتاب
ازان می که چون ریزیش در گلو — کند هر طرف شادیت جست وجو
ازان می که چون بر زمین ریزیش — بسا مرده کز خاک انگیزیش
ازان می که در رطل چون جا کند — شفق سان فلک را معلّا (؟) کند
بیا ساقی آن آتش و آب را — طرب نامهٔ بزم احباب را
بخویش آور خاطر مرد را — دوا خانهٔ جان پر درد را
بمن ده که چون دیدهٔ گل رخان — شوم مست بر رغم ناکس جهان
بجدّیست ایّام دشمن مرا — که از بهر آزار کشتن مرا
گریزم اگر در بیان همچو ناز — کند دهر بیدام با صد نیاز
نفس سان گریزم ازین تنگنای — چو شادی کنم در دل دوست جای
بگردانم از غم روزگار — گریزم چو عشوه بدامان یار
همان به که بر رغم دهر خراب — چو ساغر لبالب شوم از شراب
بیا ساقی آن جام بیجاده را — طراوت دهِ عارض ساده را
بمن ده که بس کار افتاده ام — خراب همین جام بیجاده را
که در هجر آن خون ازین چشم تر — چو آتش فشاند دمادم شرر
(۵۵۶ا) بتی کز کمین شکر خنده اش — بود مهر هر صبح شرمنده اش
لبش چون پی حرف جنبان شود — سراسر جهان شکرستان شود

ب) ۵ ۱۰ ۱۵

۱۵ آ: اگر، تصحیح از سودی تا ۱۵ مطلا؟

Marfat.com

سخن از لبش چون بگوشم آید
زبس مستی از دل خروشم آید

هر آن می که بی آن گلستان بود
بود زهر اگر آب حیوان بود

گر آن تند خو را بدل بگذرم
دگر سر بگردون فرو ناورم

شوم فکرِ عاشق کشی سربسر
اگر یکدمش در دل آرم گذر

گر او سوی من بنگرد بی نقاب
چو خالش کنم تکیه بر آفتاب

بیا ساقی آن آبِ آتش اثر
که هر قطرهٔ او بود چون شرر

بمن ده که آتش پرستی کنم
چو مردانِ ره ترکِ هستی[1] کنم

که از جورِ این نُه خمِ نیلگون
چنانم که عاقل بدستِ جنون

من آن خرّمی دیده ام از جهان
که پروانه از شمع و دل از سنان

من آن مردمی دیده ام از فلک
که بیند تن از نیش، زخم از نمک

من آن مرحمت دیدم از روزگار
که بیند دلِ عاشق از هجرِ یار

زبس کو نخواهد دلِ شادمان
نخواهد که شادی بود در جهان

(۲۵۶ب) بده ساقی آن جامِ پُرآتشم
که بر یادِ جم جاهِ عادل کشم (۲۵۶)

خداوند شمشیر و جام و سریر
چو آبا و اجداد آفاق گیر

فلک چتر داری کند بر سرش
اجل پاسبانی کند بر درش

زبس قدرِ آن خسروِ تاج ور
فلک چون حباب آیدش در نظر

خدنگش رگِ جانِ خصمان گرفت
بیک حمله تیغش خراسان گرفت

سرافرازِ شاهان شهِ دین پناه
شهِ عالی اندیشه عبّاس شاه

اگر باس او جا کند در جگر
سزد بی جگر طفل زاید دگر

عدو را چو بی[3] تیغ بسمل کند
نهیبش چنان جای در دل کند

[1] آ: مستی، تصحیح زردی آ [2] آ: دریش [3] آ: با

Marfat.com

که گر قهرِ او بنگرد بر رَدِ رَم
اگر بیندش ناگهان شیرِ نر
زند نعرهٔ عدلش ار بر ستم
زبس کوبدلها در افگنده باس
کسی را چو خواند بنزدیکِ خویش
(۱۲۵۷) دمارش اگر بنگرد بر حباب
اگر از نیام او کشد تیغ را
شکاری گریزد اگر از برش
زهی خسروی کز بلندی جاه
زهی بادشاهی که از عدل و داد
چنان برطرف شد بعهدش ستم
چنان تخمِ راحت بعالم فشاند
الهی فلک تا بود چنبری
سرِ خصم در چنبرِ شاه باد!
مبادا جهان بی وجودش دمی!

فرونی دعاگوی این شهریار
مبادش جز این در جهان هیچ کار!

اگر یزد زرِ نقش تا صد قدم
گریزد از و چون ز آتش شرر
کند اسبِ تصویر از بیمِ رم
کند شخص از سایهٔ خود هراس
دَوَد سایه از شخص صد گام بیش
رود از گرانی دگر زیرِ آب
بسوزد زبانش دلِ میغ را
غضب آب گوید که باز آورش (کذا)
زند سایبان بر سرِ مهر و ماه
ستم در زمانش نیاید بیاد
که عاشق ز هجران نیاید الم
که از غیر در دل کدورت نماند
بتان را بود زلف تا عنبری
دلش از بد و نیک آگاه باد!
که خرّم از و شد دلِ عالمی!

Marfat.com

ذکر

مجموعهٔ نکته‌دانی میر غروری کاشانی

اشعار خوب و ابیات مطلوب دارد غالباً اکثر مضامین منظومات او پهلو بر معانی متقدمین و متأخرین می‌زند، این ذرّهٔ بی‌مقدار آن نکته‌دان را ندیده ولیکن بملازمت عزیزانی که با او مدّتها محشور بوده اند رسیده و احوالش تحقیق (۲۵۷ ب) نموده است، تولّد او در کاشان واقع شده، در بهار عمر از وطن بشیراز آمده پارهٔ دران بلده توقّف کرده با مردم خوب صحبت داشته و ازانجا گشته ولایت لار رفته است، و این مقدّمه در عراق اشتهار تمامی دارد که پیش ازانکه ملک لار در تصرّف بندگان شمع شبستان نبوی شاه عبّاس حسینی صفوی در آید مولانا غروری دران دیار رفته و یک قصیده حکیم انوری را بنام خود کرده و به بادشاه آن بلاد[1] بر سبیل ره آورد گذرانده وصله گرفته

---

[1] در نسخهٔ ترجمهٔ ملکی مقدم و ترجمهٔ غروری مؤخر است، ـــ در بعضی تذکره ها که پیش خود دارم میر غروری مذکور است امّا برای نام و نمی توان گفت که همین صاحب ترجمه است یا کسی دیگر، مثلاً در آتشکده (ص ۲۳۵) گفته است که "غروری از اهل آن دیار (کاشان) است" و یک شعر ازو نقل کرده و در مخزن الغرایب آورده که، میر غروری کاشی در عهد شاهجهان بادشاه (!) به هند آمده اشعارش اندیشه پرور است" از بعد این جمله هفت بیت ازو آورده، صاحب مخزن ترجمهٔ غروری کاشی را هم آورده و او را شخصی علی حده از میر غروری کاشی قرار داده است امّا او و مبتلا هر دو من جملهٔ ابیاتش این بیت نقل کرده اند ـ باید که تو برنگردی از من سهل است که روزگار برگشت، و همین بیت را آزاد در خزانه (ص ۲۶۵) در ترجمهٔ غروری شیرازی نقل کرده است که از و متبادر می شود که گویا میر غروری کاشی و شیرازی یکی بوده اند،

---

[2] ن ک : دیار،

Marfat.com

ازان ملک زود بر آمده، مبادا که این ادای ناخوش او گل کند، چون بعراق عود نمود پیش از آمدن مولوی این رانه قبیح انتشار یافته و باطن انوری بی شعری صریح او را بر ملا گردانیده بر زبانِ خلق انداخته بود، غزوری تاب طراوت طریقان و طاقتِ طعنِ حریفان نیاورد بنابران بهندوستان آمد، الحال در گوشه و کنار هند بساحت مشغول است، ساقی نامه که بتخلص او معروف و مشهور گشته خالی از حالتی نیست و بمقتضی معنی این بیت که

شعر

تو سخن را نگر که حالش چیست در گذارنده سخن منگر

درین تالیف مرقوم قلم شکسته رقم گردانید امید که منظور نظر کیمیا اثر صغیر گردد

ساقی نامه میر غزوری کاشی

(۱۲۵۸ ا) تنامی کنم پیر میخانه را تجلی دهد طور پیمانه را
نگارندهٔ موج سطح ایاغ فروزنده گوهر شب چراغ
شناسندهٔ گوهر بیغشی مسیح شفاخانه رحمتی
کریمی که رحمت طلبگار اوست گرامت گیاهی ز گلزار اوست
تواند اگر خواهد آن رهنما که کیفیت از باده سازد جدا
خلافش اگر پرده گیرد ز کار مقدم بمستی نشیند خطا
درش قبلهٔ زبدهٔ کاینات مقیم است در دیر نسیم حیات
بمی آشنا چون شد او را زبان مسیح مسیحاش خواند ازان
به تکرار اسمش چو گردد فصیح صراحی بود مریم اندر مسیح
حریمش بود کعبهٔ اهل راز غبارش بود چشم اهل نیاز
بهشت آن روضهٔ دلکشا که خاکش زند طعنه بر توتیا

Marfat.com

بنیروی اعجاز در آن رواق
(۲۵۸ب) درش از سجودِ نظر سوده اند
گلی کاندران بیتِ معمور بود
چو اشراقیان پیروِ بوی خم
بکو خانهٔ دل که صد چون حرم
بآن محفلم ره چو پروانه بود
کسی کسوتِ خضر در بر کند
ازان می که گر عکسش افتد بر آب
جو پروانه از یادِ آن کام سوخت
شده مهر از پرتوش منفعل
بحدّی فروزش رنور بود
خیالش چو آرد دلم را بتاب
سحاب ار کند جرعه زان می هوس
گر این می بود شخص را رهنما
مغنّی برد گر سوی ساز دست
کند جا چو در شیشه آن لعلِ ناب
(۲۵۹ا) ازان شیشه هر کس که ساغر زند
چو شد جام با نور سازم بنار*
چمن را شگفته گل عبهر ست
طری را بحدی رسیده کمال

دلِ قدسیان گشته قندیلِ طاق
تو گوئی ز ارواحش اندوده اند
تجلّی دهِ لمعهٔ طور بود
نشسته حکیمانه پهلوی خم
بطوفِ درش کرده مژگان قدم
که روحِ ملک فرشِ آن خانه بود
دران خانه گر می لبی تر کند
بران آب بتخاله گردد حباب
تواند بدم شمع را بر فروخت
خیالش بود شمعِ فانوسِ دل
که پروانه اش موسی طور بود
دهانم شود مشرقِ آفتاب
هم آغوشِ آتش شود خار و خس
کند عکس در پشتِ آئینه جا
شود نغمه از بوی آن باده مست
شود شیشه فوّارهٔ آفتاب
گل شعله چون شمع بر سر زند
که باشد گوارا می اندر بهار
زمین و زمان حاملِ عنبر ست
که شد در دهان سبز لفظِ نهال

۱ آ آ: نه ۲ ا: ا چه

Marfat.com

رطوبت چنان کرده بر صفحه راه | که از دانهٔ لفظ روید گیاه
زفیضِ هوا آن چنان شد بهار | که بر صفحه گلبن گل آرد ببار
شده سبز چون خطِ روی بتان | زفیضِ هوا مغز در استخوان
ازان دیده بر گل شبه کم کند | که نورِ بصر بارشبنم کند
زفیضِ هوا نخلِ حرمانِ من | شده سبز چون خارِ مژگانِ من
زبس مهرِمَی در دلم یار بود | زبس ساخته دشت گلزار بود
چو نورِ نظر شاهد و ارکنون (؟) | سر از روزنِ دیده آرد برون*
مگر باده در جلوه[1] افگنده است | که گل غنچه ناگشته در خنده است
چمن آنچنان تاب دارد زمل | که شبنم شود داغ بر روی گل
شگفت آنچنان غنچهٔ از چمن | که در سایه اش شعله سازد وطن
ز شرمِ رخِ ساقیِ گرم خوی | خوی خجلت از شبنم آرد بروی
(۲۵۹ب) زشوخی چنان خنده بر گل زدی | که گل خنده بر حالِ بلبل زدی
شنیدم زمستی بطرفِ چمن | که می گفت با چون خودی این سخن
زمانی طرب را فراموش کن | زمرغِ چمن نکتهٔ گوش کن
مشو خرّم از عارضِ تاب ناک | که گل هم ازین غصه زد جامه چاک
که گر غنچه یک دَم ز راحت زند | ز شبنم نمک بر جراحت زند
هم آغوش قدرِ مسیحا شوی | اگر نیستی هستی آرا شوی
طلب کن زساقی می زندگی | همان جوهرِ فرد پایندگی
بده ساقی آن حاصلِ عشق را | همان مرشدِ کاملِ عشق را

---

[1] این بیت را در سَ ندارد و در آ به نقاط مشکک آورده است سَ آ : جلوه، آ : جدول
* سَ : عابد سَ کذا در آ و سَ

Marfat.com

ازان می که نابود را هستی است — خرد را زوی نشار مستی است
ازان می که اکسیر راز بود — فرح بخش چون خاک شیراز بود
می کز لباس ریا فرد بود — هم آغوش کیفیت[1] درد بود
اگر[2] ذره از وی شود کام خواه — شود رشک فرمای خورشید و ماه*
فتد پرتوش گر بچاک حباب — توان دید عکس[3] . . . . . .
(۱۲۶۰) میی کز ریا بیخش افتاده است[4] — چو خوی بتان سرکش افتاده است
بکام دل ناشکیبای من — شده قاتل من مسیحای من
منم موسی و طور من کوی اوست — تجلی من لمعهٔ روی اوست
بر عارضش شمع کاشانه بود — تجلی دران بزم پروانه بود
چو رخساره از باده گلفام کرد — ثریا صراحی و مه جام کرد
بدستی که سرپنجهٔ مهر بُرد — به پیمانهٔ من تجلی فشرد
بمی لعل ساقی چنان یار بود — که مستی درین بزم هشیار بود
زتاب لب لعل آن نوش خند — جهد نشاء از باده همچون سپند
بیادِ رخش بس که جان سوختم — ز هر موی خورشید افروختم
فنا منعم از لمعهٔ خنجرش — بقاشد لعل جان پرورش
خضر دشمن آب حیوان شود — چو آن ماه پیمانه گردان شود
چه شد آنکه من بیقرارم ازو — همه مست و من در خمارم ازو
بت سرکش مجلس آرای من! — همان برق کشت تمنای من!
بیا جرعهٔ از لبوئی بده — حیات مرا آبروئی بده

[1] درآ و او را ندارد
[2] در ی ندارد [3] بیاض در آ و در ی این بیت را ندارد [4] آ: ز ب ی: نور [5] کذا

Marfat.com

(۲۶۰ب) کزان مادہ کیفیتی دیدہ ام
چہ گویم من از گلشن حُسن یار
خطی بہرِ قتلِ من آن خشمگین
مرا حالِ دل از خطِ دیگر است
سیہ پوش شد نور در دیدہ ام
گروہی کہ از غم بجان آمدند
ندارند این قومِ غیرت ہنر
پی آرزو سوخت جان در تنم
زند آن دم این دیدۂ دادخواہ
بتانِ جفا کارِ پیمان گسل
پس از مرگ آیند گر بر سرم
من آنم کہ با عافیت دشمنم
دلم گریہ بر بختِ وارون کند
دمد شعلہ چون سبزہ از خاکِ من
(۲۶۱ا) گلِ عیشم از روضۂ خرّمی است
چو مرغیست لختِ جگر بی گمان
جہان غنچۂ بختم از خار دید
دلم بس کہ خو کردہ با درد و غم
زبس در دلم شعلہ گردیدہ جمع
منم خضر و مرگست پاینده گیم

که چون شعله بر خویش پیچیده ام
که ضامن شد ایّام را از بہار
رقم کرده بر صفحۂ یاسمین
که آئینۂ حُسن را زیور است
سوادِ خطش بس که در دیده ام
چو مرغِ چمن در فغان آمدند
بجز گلشنِ وصل جای دگر
که تیغت کند دست در گردنم
بدان ماہِ حسنِ تو چنگِ نگاه
زبس سفله[1] خویند با اہلِ دل
چو خاشاک سوزند خاکسترم
خضر را بود رشک بر مُردنم
جرس نوحه بر حالِ مجنون کند
طلبگار برقست خاشاکِ من
که خارش لگد کوبِ هر بی غمی است
که بر شاخِ مژگان کند آشیان
فلک راحتِ من در آزاد دید
اگر راحتی دید گردد دژم
کند ناله در بزمِ من تارِ شمع
شرابست سر چشمۂ زنده گیم

[1] آ، سفله جویند، تصحیح قیاسی ست، ۲ آ: چه

Marfat.com

خموشی بود محرمِ رازِ من — ز ناسازگاری بود سازِ من
ز مجنونم از غصّه بیچاره تر — ز آوارگی هستم آواره تر
چرا شادمانی نگیرد کم — که ماتم نشسته است در ماتم
اگر غنچه گردد چو خونین دلی — سراید اگر بلبلم بر گلی
گل از گلبن و عندلیب از چمن — غم و غصّهٔ جاودانی زمن
نه بیند دگر کلفت از هیچ سوی — ز آسودگی هر که بر تافت روی
بقربانگهِ عشق رو کرده ام — که آسودگی آرزو کرده ام
سیه بختم از لونِ فیروز به — ز بی طالعی روزم از روز به
چه شد مشفقی تا دلیری کند — وزین نسخه ام دستگیری کند
(۲۶۱ب) کشد از برم کسوتِ ماتمی — مگر غصّه ام رو کند در کمی
که جان سوختم در بیابانِ غم — نشد کوته از جور دستِ ستم
بعونِ کسی یابم از غم نجات — که خضر از درش جست آبِ حیات
کند هر که خاک رهش را صفت — زند غوطه در چشمهٔ معرفت
گروهِ ملک راست یک سر مقام — جنابی که شد طور معنیش نام*
کسی را که طبعش پسندیده است — چو نورِ نظر مسکنش دیده است

ذکرِ
میر ملکی قزوینی

بر روشن دلان وادی سخن آفرینی پوشیده نماند که اسم پدر میر ملکی قزوینی میر

---

۱ تا اورش ۲ این بیت را در آ به 'لا' و 'الی' منسوخ کرده است تا: گروهی فلک راس الخ

Marfat.com

ظهیرالدین ابراهیم است ، وی یکی از اکابرزادهای دارالموحّدین قزوین بوده، در اواسط زندگانی توفیق سبحانی هادی راه او گشت تا اسباب واموال خویش، به زن وفرزند باز گذاشته از دارالموحّدین بر آمده روی دل بسوی عتبات عالیات آورد، بعداز طوافِ مزارات فایض البرکات حضرات رفیع الدرجات دران ولایت با اعلم العلما و افضل الفضلا مولانا احمد اردبیلی ملاقات نمود چون از کمال دانش و بزرگواری و وفور بینش و پرهیزگاری آن جامع علوم ظاهری و باطنی باخبر گردید هم صحبتی وی را سعادتِ دارین دانسته دامنش باستفاده مشغول شد و مولوی را با میر ابراهیم عنایت بسیاری هم رسید [حاشیه ۲۶۲ ا]

چه وی در علوم دینی مهارت تمام داشته سخنان مطلوب بیان می کرد و بحثهای مرغوب می نمود، و بتحقیق پیوسته که میر ظهیرالدین اکثر در مقام انتظام نظم می شد، مولانا احمد نظر بر علم او نموده علمی تخلص بدو عنایت فرموده، این سه بیت از علمی است ؎

زرحم تا بدلِ تو هزار فرسنگ است | چه سان برحم در آید دلی که از سنگ است

وله

بگلشن رفتم و در خون نشستم | آکه هرجا غنچهٔ دیدم دلی بود

(بقیه حاشیه صفحه ۴۵۶) ۳ ترجمهٔ میر ملکی را بر حاشیه آو (صفحه ۲۶۱ ب تا ۲۶۶ و) غیر کاتب اصل فزوده است اما در تمام موجود است به ترتیبی که در ابتدای ترجمه سابق نشان دادم و چون از کهنگی و شستگی کاغذ بعضی از الفاظ این ترجمه و ساقی نامهٔ صاحب ترجمه ساقط شده بود از تمام جبر این نقصان کرده ام و این چنین موارد [illegible]

(حاشیه صفحه ۴۵۷) ۱ برای ترجمه مولانا احمد اردبیلی رجوع کنید بهفت اقلیم به ذیل اردبیل حاصلش اینکه مولانای مذکور بعد از کسب فضل و کمال در عتبات عالیات توقف نموده بود تا به تشویقات اخروی پرداخته جمهور خلایق او را مجتهد می دانستند اما او تن به هیچ آغوشی آن مطلب نداده تا آخر حیات با اهل تجرد و تقوی روزگار می گذرانید ۲ در تمام مصراع ثانی مقدم است بر اول ۳ ت: در آرم (بجای در آید) ۴ منقول از تمام

Marfat.com

وله

دیده گریان سینه سوزان دل تپان جان مضطر چشم بد دور از تو عالمی با خویش بسامان بوده

بعد از انقضای مدتی کیفیتِ موزونیّت طبیعت پرسش میر ملکی بدو رسید
شوقِ دیدن فرزند بر او غلبه کرد، بنابران ازان سرزمین عزمِ قزوین نموده
خلفِ خویش را دریافت، بعد اندک زمانی فرزند را همراه خویش برداشته
از قزوین به درگزین رفت و از راه همدان و بیستون باز رو بدرگاهِ عاصیان
پناه، مردم دیدهٔ سید کونین، امام حسین آورده، مرتبهٔ دیگر رخسارهٔ خودرا
از خاکِ آن آستان ملایک آشیان آبرو بخشید و شبی از شبهای جمعه پدر
با پسر دران روضهٔ متبرکه به احیا داشتن مقید گردیدند، هنگامِ سحر شخنهٔ خواب
در نظاره بر روی دیدگان ایشان مسدود گردانید، ظهیرالدین ابراهیم چنان
در واقعه دید که حضرت سالار شهیدان امام متقیان امام حسین علیه السلام بدو
گفت: ای میر ابراهیم! اگر تو مخلص و معتقد باخلاص مائی برو به ایران،
و در خدمت دارای آن ملک که فرزند ماست بگذران، چون از خواب بیدار
شد عازم خدمت فرمان روای آن دیار گشت،

نخست ببغداد آمده با فرزند خویش میر ملکی در شط بکشتی نشست و ببصره
رفت، بعد از سیرِ آن بلده ازان جا بهجرین و از بحرین بهرمز رو نهادند

---

۵۱ منقول از آ ۵۲ آ: پس ۵۳ آ: برفت ۵۴ آ، شاه ۵۵ آ: رفتند،
۵۶ ظاهرا جَرون (یا هرمزِ نو) مراد است که جزیره ایست در دریا قریب به ساحل فارس،
و همچنان بندر ابراهیمی که نامش جای دیگر دیده نشد موضعی بوده باشد بر کنار دریا قریب به هرمز
قدیم، و گمرو که فرنگیه پرتگیز بر ساحل دریا آباد کرده بودند و بعد آنکه به تصرف شاه عباس اول درآمد
(در ۱۰۳۱ رجوع کنید به عالم آرای ص۶۸۹) به بندر عباسی موسوم شده. غالباً مراد نباشد زیرا که از راه منوجان دور
تر بود.

Marfat.com

(حاشیه ۲۶۲ب) بعد از مشاهده شهرهای مذکور به بندر ابراهیمی آمدند و از راه منوجان
وکهان باصفهان آمده شاه عالم پناه، سایه لطف الهٔ، پناه ملّت مصطفوی،
مروّج دین مرتضوی، شاه عباس حسینی صفوی را ملازمت کردند وکمر بندگیش
برمیان جان بستند، آنگاه آن بادشاهِ خورشید کلاه عازمِ خراسان شد*
ایشان نیز در رکابِ سعادت وی روان شدند و بدولت آن خسرو
پاکیزه اعتقاد بسعادت زیارت مرقد منوّر، ومشهد مطهر امام الانس والجن
امام رضا علیه التحیة والثنا مستسعد گردیدند،
و دران ایام خبر سرکشی وتوسنی خان بن خان نورم خان بخسرو بلند
اختر رسید بنابران از مشهد مقدس بهرات روان شد، وقتی که بدان بلده
رسید وسوادِ آن بلده را آرامگاهِ سپاه ساخت اخبار وحشت آمیز از جانب
خصم بسمع* شریفش رسید بعزم رزم نورم خان متوجه مرو شاهجان شد*
میر ظهیر الدین در رکاب شاه انجم سپاه بدانجانب رفت ومیر ملکی بحسب
تقدیر از پدر مفارقت گزیده عازمِ هندوستان گردید،
بعد از طی مراحل وقطع منازل بدار الخلافه آگره آمده داخلِ فهرست
بندگان بادشاهِ جم جاه عالی مقدار، خاقان سلیمان نشان سپهر اقتدار ظل سبحانی
الهی، زبیندهٔ اورنگ سلطنت وبادشاهی، فرمان روای بحر وبر جلال الدین
اکبر گردید، بعد از سعادت ملازمت آنحضرت میر ملکی فراخورِ حالت اصلی
وقابلیّتِ جبلّی خویش نسبت بندگی بهم رسانید، چون بامر قادر
آن بادشاه بلند اقبال ازین دار ملال بعالم بقا انتقال کرد میر ملکی مرتبه انه

له منقول از آنجا، یعنی دیوانخانه بیگ، بعد از ای اصلاح؛ سه آنجا: ظلوتی — نورم خان
یعنی نور محمد خان ازبک سه آ: مرو شاهجان شد آ: مرو شاهجان شده — رجوع کنید به عالم آرای عباسی

Marfat.com

برای صاحب خود منظوم ساخت (حاشیه ۱۲۶۳ ا) الحق که آن مرثیه را بسیار خوب گفته
این چند بیت ازان ابیات است که در تعزیتِ عرش آشیانی جلال الدین محمد اکبر
بادشاهِ غازی گفته است ؎

دارای روزگار و مدارِ زمانه رفت | امروز کز خدای جهان از میانه رفت
آئینه دارِ دیدهٔ اهلِ نظر گذشت | رونق فزای دفترِ این کارخانه رفت
سنگی رسید و شیشهٔ اهلِ وفا شکست | دردا که باعث سخنِ عارفانه رفت
شایستهٔ شهی و سزاوارِ سروری | مسند نشینِ انجمنِ اکبرانه رفت

زد سکّه بر سرِ زرِ خورشید خاوری
بر چرخ بُرد سکّهٔ اللهُ اکبری

ابیات این مرثیه میان خاص و عام اشتهار یافته و همه کس را پسندِ خاطر* افتاده است
چون حضرت آفریدگار بعد از فوتِ آن بادشاه کامگار عنان اختیار دارالامان
هندوستان بحسبِ ارث و استحقاق در قبضهٔ اقتدار شایسته سریرِ کشورستانی
بایستهٔ مسندِ گورگانی، زینت دهندهٔ افسر و دیهیم، شاه سلیم نهاد آن خسروِ
بلند اختر بعد از فوتِ پدر نوبت جهان داری فرو کوفته آغاز جهانگیری نمود،
میر ملکی بسعادت بندگیش مستعد گردید و در رکابِ دولتش بدار السرور لاهور
رفته، بعد از گرفتن سلطان خسرو خبر تمرّد و عصیان خواهرزاده رانا دلپت
پسر رای سنگه بهتیه* بعرض اشرفِ اقدس رسید، جهانگیرِ عادل سیادت
و نقابت پناه میر معزّ الملک را بر سرِ او تعیّن فرمود و جمعی از بندگانِ
درگاه بدو همراه نمود و میر ملکی نیز دران سفر حسب الحکم از کوکبان وی گشت،

بقیه حاشیه صفحه ۴۵۹ (حاشیه ۴۱۲ بعد) بزی تفصیل این واقعه که در ۹ سنه روی داد ۵۴ آ: خلجان آ: خاقان (؟) ۵۵ آ: گرانید، آ: کردید،
(حاشیه صفحه ۴۶۰) ۵۱ منقول از آ ـــ ظاهرا از رانا امرسنگه زمیندار اودیپور مراد است، اما تحقیق نشد که دلپت خواهرزاده

۵۲ و بود ۵۳ آ: رایسنگ تهیه ـــ صاحب [illegible] ظاهرا بهتیه نوشته است بجای بهوریه یا بهورتیه که نام قبیله ایست از راجپوتان

Marfat.com

چون تلاقی عسکرین دست داد از فوجِ سپاهِ کفّار که قریب بده هزار پیاده
(۲۶آ) وسوار بودند فیل قوی هیکل جنگی بجانب لشکر اسلام راندند (ف ۲۶۳ ب) و این
پیل سپلی بود که مکرّر بندگانِ آنحضرت ازان گمراهان طلب فرموده و ایشان نداده
بودند، خلاصهٔ سخن آنکه ازصیت (کذا) وصلابتِ فیل مردم فوج بادشاهی در تزلزل
افتادند، از شجاعت اصلی و غیرتِ جبلّی که سادات را می باشد میر ملکی باجامهٔ
یکتهی جلو انداخته در برابر آن کوه روان می آید و تیری که* در بحر کمان نهاده
برمهاوت شست می بندد بیک تیر او را از* بالای پیل سر از زیر* مینماید،
بمجرد افتادنِ پیل بان پیل روی گردان شده روی بلشکر خود می نهد، باقبال
شاهنشاهی لشکرِ ظفر اثر* از جا در آمده سپاه مخالف را منهزم می نمایند،
این بیت از ابیاتیست که میر مذکور دران رزمگاه گفته است ؎

دران صحرا نمود از موجِ جوشن	تنِ جنگ آوران دریای آهن
سرِ گردن* کشان در نوکِ نیزه	بمهرِ ماه می کردی ستیزه

بعد از اتمام این خدمت بدرگاه جهان پناه آمد،
پس از انقضاء اندک زمانی بندگانِ حضرت خلافت پناهی او را در
خدمتِ خانِ عظیم الشان زمانه بیگ مهابت خان بر سرِ آنا تعیّن فرمودند دران

(بقیه حاشیه صفحه ۴۶۰) که راجگان بکانیر از ایشانند، رجوع کنید به منوچی ج ۱ ص ۴۳۵ و ۴۴۰ مع حاشیه ۱ (و ماثر ۱: ۴۹۰، ۴۹۲، ۵۱۸، ۵۱۹ و بادشاهنامه ج ۱ حصه ۲ ص ۲۹۷ و ۳۰۲) — این ولایت که از دلپت و پدر او به نواحی ناگور واقع شده در وقایع سال اوّل جلوس جهانگیری (ص ۱۲) مذکور است (توزک ص ۳۶ و سطر ۶ ما قبل) در سال سوم جهانگیر از گناه او درگذشت (توزک ص ۹۰ سطر ۲۴) ۵۲ میر معزالملک از سادات باختر بود و در عهد اکبری مشرف کرکرا قی نویس (توزک ص ۱۰۰ سطر ۵) و در عهد جهانگیری اولاً به دیوانی بیوتات و بخشی گری و آخراً به دیوانی کامل فائز بود (ترجمه توزک جلد اوّل با مداد فهرست) این که راجرز (۱: ۴۵) می گوید که میر معصوم بکول بلگرامی (ص ۳۸ مشهدی است نه باخرزی مغلطه ایست ازو، زیرا که معزالملک مشهدی غیر معزالملک باخرزی است، معزالملک مشهدی در اواخر عهد اکبری قریب به اتاوه غرق شده بود. ۵۴ تا : شدت،

(حاشیه ص ۴۶۱) ۵۱ منقول از آ ۵۲ تا شدت ۵۳ تا : در سر پیل سرازیل می نماید،
۵۴ عزت (؟ هیبت) صلابت ؟

Marfat.com

خدمت نیز آنچه قاعدهٔ* تردد و مردانگی و قانونِ شجاعت و فرزانگیست دقیقه فروگذاشت ننمود چنانچه یک مرتبه در جنگ میان[1] سیصد* سوار کفّار گرفتار گردید درجنبِ آن[1] گروه دلاورانه کوشید و چهار سردار را ازان جماعه ازمرکب فرود آورد و خود نیز[1] زخمی* چند برداشت ولیکن از عنایت ایزد بیچون از آسیب آن زخمها نمایان مصون ماند، اکثر ابیاتِ ساقی نامهٔ خود بعد ازان فتح جهانگیری برشتهٔ نظم در آورد،

چون مرتبهٔ دیگر بپایهٔ سریر سلطنت مصیر[2] جهانگیری رسید او را بکومکی خان جهان افغان بدکن برسر (۱۲۶۴ ا) عنبر فرستادند، و این عنبر غلام چنگز خان[3] است* (حاشیه ۱) که یکی از امیرانِ عمدهٔ نظام الملک بحری بود، ازان تاریخ تا حال که مسوّد این اوراق پریشان تالیف باتمام می رساند علم بغی وطغیان افراشته دارد، امّا چون میر ملکی همراه کوکیان به برهانپور رفت و مدّتی درخدمتِ خان مذکور بسر برد بعضی از افاغنه[1] بنا بر بیگانگی جنسیت* با او بد شدند و سخنان حسد آمیز در بارهٔ او به خان جهان گفتند و آن خان عالی شان را با وی بغایت بد ساختند، میر ملکی بنا بر بی لطفی او از دکن* باگره آمد (کذا) غزلی گفت این دو بیت ازان غزل است

ه

برسرِ عشقِ تو ما را سروسامان رفت است | سرِ ما* برسرِ پیمانه و پیمان رفتست
دوش دستی بسرِ سینه نهادم دیدم* | سینه ام نیز به پهلوی گریبان رفتست

درآن[1] ایّام* نقاوهٔ دودمان اعتلا رستم میرزا از عنایتِ بی نهایت جهانگیری حکومت تتّه یافته[1] بود، میر ملکی را داخل کوکیان خود ساخته بدان

[1] منقول از آ [2] آ: مسیر [3] آ: خان، در آ خان را به خانی مبدّل کرده — چنگیز خان

خطاب خواجه میرک دبیر اصفهانی بود که مرتضی نظام شاه دیوانه (۹۷۲-۹۹۶) بمنصب وکالت خود سربلند کرده (فرشته مقاله ۳ روضه ۳ صه ۱۳۵)
[4] یعنی مرتضا نظام شاه دیوانه،

Marfat.com

ملک برد و او در تتّه از میرزا رستم مذکور رخصت گرفته بجاگیر خود رفت،
و[۱] میانهٔ او و رعایا جنگی روی[۲] می داد* دران سرزمین نیز تردّدات نمود، امّا فلک
از رشک جبلّی و خصمی باطنی که با ارباب دانش و اصحاب بینش دارد تو تیه[۳]
بر انگیخت که بادشاهِ روی زمین، خداوندِ تاج و تخت و نگین بتقریبی که تحریر
آن مناسبتی بسیاق این مجموعه ندارد با او بد شده جاگیرش برید، بنابران ۵
میر ملکی بسیر دکن رفت،

بعد از سیرِ بسیار در سنهٔ تسع عشرین و الف ببلدهٔ پتنه آمد و دران
ایّام مؤلّف این تالیف منیف[۴] در بلدهٔ[۵] مذکور میخانه را باتمام رسانیده بود،
(۳) (طایم ۲۶ ب) و دو[۶] سال* بران گذشته، سلطان نامدار کامگار، خسروِ فلک
قدر خورشید اشتهار، شاه دریا دل والاگهر، صاحب جمشید شان فریدون فر ۱۰

لمؤلّفه

فخرِ ملکان و شاهِ شاهان | سلطانِ زمانه شاهِ پرویز

تشریف شریف بصوبه بهار ارزانی داشته بودند، ملکی چند بیت در مدح
شاه پرویز گفته و[۱] داخل ساقی نامهٔ خویش نموده بران سلطان[۲] تخت نشین،
معدلت آئین گذرانید، تمام ابیات* مثنوی او مقبولِ طبع[۳] ایستادگانِ مجلسِ ۱۵
بهشت آئین گشت، دران[۴] روز* مجموعهٔ کمالات انسانی، منتخب دیوانِ نکته
دانی [آ][۵] غا کریمای ساوجی که در نظم و نثر فرید زمان و دُرّ[۶] دانش* وحیدِ
دوران خود است کیفیّت ترتیب دادنِ میخانه را باشمّهٔ احوالِ این شکسته
بال بعزّ عرض رسانید، طبع دشوار پسند آن حضرت شرف قبولی بدین تالیف

[۱] منقول از تہ،
[۲] تہ: واقع شد [۳] لہ: لوته ـ ظاهرا ' توطیه باشد ' تہ: توتیه [۴] آ تہ: حنیف (تصحیح قیاسی است)
[۵] تہ: شهر [۶] تہ: یک سال [۷] در تہ ندارد،

Marfat.com

ارزانی داشت بزبان مبارک خویش باین عبارت بی کم وبیش فرمود که "نامِ خوبی برمجموعهٔ خویش گذاشته است، این ساقی نامه را نیز داخل نماید" کمترین دران ایّام این ساقی نامه را با ترجیع فغفور در میخانه مندرج نمود،

اما ملکی قریب به یک ماه درخدمتِ شاهِ شاهان شاه پرویز بسر برد، فلک بی تمیز از برای خاطر آن عزیز شعبدهٔ بکار برد[1]، دران ولافرمانِ قضاجریان قدر توان[2] جهانگیری بطلب شاهزادهٔ عالم مدار آمد[3]، آن جناب بنابر رضا جوئی پدر درعینِ برسات روانهٔ درگاه عرش اشتباه شد، میر ملکی از برای رفاهیت خاطرخود در رکابِ دولت شاهزادهٔ والانژاد نرفت و بعداز خروج آنحضرت قریب بدو ماه (حاشیه ۲۶۵ ا) در پتنه ماند وپس ازان بقصدِ ملازمت خریدار ناموس وننگ ابراهیم[4] خان فتح جنگ عازمِ بنگاله شد،

ساقی نامه میر ملکی قزوینی

دلا مژده کامروز نوروزِ ماست | می ارغوانی دل افروزِ ماست
شده رشک جنّت گلستانِ ما | بهشتِ برین گشته بستانِ ما
نخواهیم جامی بجز جامِ می | نجوئیم نامی بجز نامِ می
چه می آنکه میخانه اش جان بود | چه می آنکه[5] ..... مستان بود

[1] آ: برانگیخت [2] منقول از آ [3] پرویز در اواخر ربیع الثانی ۱۰۳۰ه رجوع کنید به راجرز ج ۱ صفحه ۲۰۰ حکومت بهار یافت، امّا معلوم نیست که واقعهٔ مذکورهٔ متن دران زمان واقع شد یا پیش ازان، [4] یعنی ابراهیم خان بن اعتماد الدوله غیاث بیگ و برادر نورجهان که حاکم بهار و بنگاله بود (رجوع کنید به بلاکمین صفحه ۵۱۱)، خان مذکور را افواج شاهجهانی در ۱۰۳۳ه در حصار مقبره پسرش محصور کردند و درهمان جنگ کشته شد (توزک جهانگیری صفحه ۳۸۳ ببعد) [5] این لفظ از آ ساقط شده و بدبختانه از آ هم نقل نشد،

Marfat.com

بمن ده که ہمرنگِ مستان شوم
چو آتش سراپا گلستان شوم

بده ساقی آن آتش آلوده را
ہمان دیو در آتش آسوده را

بمن ده که تا شیشه را بشکنم
بیک شیشه اندیشه را بشکنم

برون آرم از پرده امّید را
کشایم سرِ خُمِّ خورشید را

ازان خم شرابی برون آورم
که عقلِ کل اندر جنون آورم

شرابی که در تن چو ما وا کند
جنون در بدن موبمو جا کند

شرابی که چون سر زند آفتاب
نداند کسی آفتاب از شراب

شرابی که باشد قمر نورِ او
بود آتشِ طور انگورِ او

بده ساقی آن نورِ انگور را
ہمان باعثِ حرفِ منصور را[1]

دو کس بر درِ دوستی بار یافت
دو دیده درین راه دیدار یافت

یکی رفت و در آتشِ طور دید
یکی دیگر از آبِ انگور دید

کسانی که این باده نوشیده اند
چو سر در پسِ پرده پوشیده اند

مغنّی درین پرده پنہان مشو
پسِ پرده سر در گریبان مشو

برون آر از پرده داؤد را
بدر برده بود و نابود را

(۲۶۵ب) درون پری (کذا) ہمچو دریای غم
درو ریخته غم ببالای غم

بیا ساقی از غم تباہم بده
می از جامِ پرویز شاہم بده

برغمِ دلِ دشمنِ کینه خواه
بده باده از جامِ پرویز شاه

شہنشاه دانای کشورستان
بکشورستانی چو صاحب قران

سکندر دلِ گورگانی نژاد
چو صاحب قران صاحبِ دل داد

نمایندهٔ نوشیروانی ازو
فروزنده صاحب قرانی ازو

[1] رجوع کنید به ساقی نامهٔ محمد صوفی (حاشیه ص۳۴۴ سطر آخر)، ۲ منقول از آ

Marfat.com

بعدل و بتدبیر نوشیروان
بشمشیر ثانی صاحب قران

چو بیند نظر طاقِ ابروی او
فروزد جهانگیری از روی او

مغنّی بیا تا سرودی زنیم
می آتشین در وجودی زنیم

بیک جامِ می جسم را جان کنیم
وجود و عدم هر دو یکسان کنیم

جهان مَی فروشست و ما مَی کشیم
چو مرغانِ بی پر درین آتشیم[1]

طپیدن نداند دلِ مستِ من
پریدن ندانسته بالستِ من[2]

بمیخانه ام نسبتِ بندگی است
مدامم بپای خُم افگندگی است

بیا ساقیِ آن مجلس افروزِ من
بیارَد آن می کفر و دین سوزِ من

بسوزان بیک جامِ می آن و این
که دلگیرم از رسمِ این کفر و دین

نمایان کن از پرده رسمِ دگر
بزن سکّهٔ نو بر رُخسارِ زر

درم را منوّر کن از نامِ نو
ببزم آر جمشیدِ نو جامِ نو

زرِ کهنه را صرفِ می خانه کن
می کهنه از نو به پیمانه کن

رخِ سکّه را تازه کن همچو ماه
بنامِ جهانگیر پرویز شاه

بده ساقیِ آن جامِ پرویز رنگ
که از جامِ جمشید داریم ننگ

زجمشید و از جامِ او تا بکی
لبالب کن از جامِ پرویز می

می ارغوان رنگ از و یافته
دلِ نغمه آهنگ از و یافته

(حاشیه ۱۲۶۶ا) چنان مستم از جامِ پرویز شاه
که در خاطرم نیست خورشید و ماه

کشود است پرویز امّید من
بود شاهِ پرویز جمشیدِ من

مغنّی دلی دارم از ناله پُر
درونی ز پیکانِ صد ساله پُر

---

[1] بعدش در آ افزوده: بیک جام می بال و پر سوختم بیک جُرعه چون شعله افروختم
[2] از آ این لفظ ساقط شده، ر آ: پایست، تصحیح قیاسی ست [3] منقول از آ،

Marfat.com

درون همچنان پُر ز پیکان شده
که از دیده رویيده مژگان شده

گواهی دهد موی مژگانِ من
که در اندرون هست پیکانِ من

بده ساقی الماسِ پیکان ربا
همان بادهٔ کفر ایمان ربا

که دلگیرم از کفر و ایمانِ خویش
بده تا بدرّم گریبانِ خویش

بده ساقی آن جامِ سوزنده می
چو خورشید تابان فروزنده می

بمن ده که آرام دل سازمش
مسیحای این آب و گل سازمش

شود آبِ من آتشِ موسوی
گلِ من شود معجزِ عیسوی

چو عیسی مریم بگردون شوم
ز گردون چو خورشید بیرون شوم

بدرّانم این پردهٔ سرنگون
چو خورشید زین پرده آیم برون

هویدا کنم سرِّ این پرده را
نمایان کنم پرده پرورده را

چنان پرده بردارم از پیشِ روی
که شرمنده گردی ازین گفتگوی

بده ساقی آن جامِ خوش گفتگو
فروزنده خورشیدِ ناشسته رو

که افروزم این آتشِ خفته را
نمایان کنم عشقِ نهفته را

همان آتشین عشقِ مجنون گداز
همان کوهکن سوز و خسرو نواز

همان عشقِ غم پرور سینه سوز
همان اندرون سوزِ بیرون فروز

بده ساقی آن بادهٔ دلفروز
شرابی جنون پرورِ عقل سوز

چو اخگر دلی دارم افروخته
دلیری کن با دلِ سوخته

بدستِ تو دادم دلِ مستِ خویش
ولی باخبر باش از دستِ خویش

---

۱ منقل از آ

۲ آ: شراب

Marfat.com

ذکر

مولانا کامل جہرمی

سخنوری سنجیده ونکته پروری فهمیده است، بعضی از اشعار او خالی از حالتی نیست، اسم پدرش نظام الدین طباخ ونام خودش قوام الدین است تولدش در جهرم فارس واقع شده، در وطن بسن رشد وتمیز رسیده در بهار زندگانی وغرّهٔ جوانی از مسکن خود بشیراز آمده و دران بلده در خدمت مولانا ملک سعید شیرازی به تحصیل علوم دینی مشغول گشته تا پارهٔ نشو ونما یافته است، ملاقات آن عزیز گرامی در پتنه این ضعیف را میسّر گردید روزی بتقریبی به فقیر نقل کرد که:

استادم گاه گاهی در مقام انتظام نظم می شد وتخلّص خود کامل می نمود چون طبع ونظم من بر وظاهر شد تخلص خود را بمن عنایت کرد (۱۲۶۲) وفرمود که هرچه بگوئی با این تخلّص بر بیاض می برده باش، ازان تاریخ تخلص خود کامل قرار دادم و مدّتی دران دیار توقّف کردم، پس ازانجا بهندوستان آمدم و در دکن چند گاه در ملازمت نواب سپه سالار خانخانان بسر بردم* وقصاید غرّا در مدح آن خان نکته دان گفتم بعد ازان از و مرخّص شده باگره آمدم و دران دار الخلافه

---

* رجوع کنید به حواشی صفحه در آخر این سطور را ندارد،

Marfat.com

بسعادت بساط بوسی شاهزاده معظّم مکرّم شاهزاده سلطان خرّم
مستسعد گردیدم و قریب بدو سال در خدمت آن شاهزاده عالی
مقدار ماندم، هوای گشت گلستان دارالعیش کشمیر در سرم
جلوه گر شد از نور حدیقهٔ جهانبانی، دُرِ صدفِ شرفِ
کشورستانی رخصت گرفته بسیرِ آن بوستانِ دلپذیر رفتم
بعد از اندک استقراری ازان خلدِ برین برآمدم و اکنون
با خود قرار داده ام که باقی اوقات حیات را بسیر و سفر
بگذرانم، الحال عازم بنگاله ام"
وهمدران ایّام بدان طرف روانه شد،

برای انور ارباب هنر پوشیده نماند که مولانا کامل قدم در وادی تصوّف
گذاشته و بجهت راهبری مطلب خود انتخابی بر اشعار قدما زده بیاضی
ترتیب داده و خطبه بران نوشته آن را مرشد کامل نام کرده است،
الحق که ابیاتِ خوب و سخنانِ مرغوب (۲۶۲ ب) فراهم آورده است (۲۶ب)
و ابیاتِ متفرقهٔ قوام الدین* آنچه تا لغایت جمع شده از قصیده وغیره
قریب به پنج هزار بیت باشد و ترجیعی که بروش ساقی نامه به رشتهٔ
نظم درآورده این نحیف درین تالیف بر بیاض برد، امید که مقبول
طبع اهل نظر گردد

ترجیع مولانا کامل که بروش ساقی نامه گفته

ساقی بده آن می که زیانش همه سود است — چون دست و دلِ پیرِ مغان مایهٔ جود است

* ۵ تر: قدیم

Marfat.com

هم جوهری گوهر گنجینهٔ راز است — هم صیقلی آئینهٔ بود و وجود است
سرمایهٔ عیش است زمین را و زمان را — وین طرفه که اصلش نه جواهر نه نقود است
در نثار بلند، ارچه ز افلاک قصیر است — در نور فزون، گرچه ز خورشید فرود است
در کوچه و بازار کند جلوهٔ مستی — چیزی که بگردش نرسد چشم حسود است
در صحبتِ شیرین مَنشان شکّر و شیر است — با طینتِ خونین جگران آتش و عود است
افسردگی من ز خمار است و خموشی — می ده که مرا با تو سرِ گفت و شنود است

ما صاف دلان دُردکشِ بزمِ الستیم
با نغمه و می لب بلب و دست بدستیم

ای مطربِ مستان رهِ خونین جگران زن — وز زمزمه ناخن بدلِ بیخبران زن
ما نغمهٔ شادی نشناسیم و ندانیم — ما نوحه گرانیم رهِ نوحه گران زن
(۱۲۶۳) در پرده نگه دار هواهای مخالف — تو نیز بران نغمه که مائیم بران زن
صد پست و بلند است درین پرده مستان — گاهی زمیان سر کن و گاهی به کران زن
تا زنگ ز آئینهٔ مستان بزدائی — یک پرده سبک تر کن و بر رطلِ گران زن
آسوده دلان را رها ازین پرده برونست — این نغمه برای دلِ شوریده سران زن
چون مست شود سازِ تو یک بیت ازین شعر — صوتی کن و آتش به دلِ بیخبران زن

ما صاف دلان دُردکشِ بزمِ الستیم
با نغمه و می لب به لب و دست بدستیم

خمّار عصیری که ز انگور بر آرد — آبی ست که ریزد بخُم و نور بر آرد
ساقی بده آن باده که در میکده بویش — آتش ز رگ و ریشهٔ مخمور بر آرد
آن می که اگر پرتوش افتد بمزاری — هر مرده سر از گور چو منصور بر آرد
آن باده که چون برفگند پردهٔ اسرار[1] — صد شحنه سر از خانهٔ مستور بر آرد

[1] آ: اشرار،

Marfat.com

آن بادہ کہ چون عام کند تلخی طعمش | مشیرینیِ شہد از دلِ زنبور بر آرد
آن بادہ حلال است بمستان نہ ہر آنکس | کز دیدنِ او عربدہ و شور بر آرد
مارا دو سہ جامی دہ ازان می کہ زصافی | با نغمہ سر از کاسۂ طنبور بر آرد

ماصاف دلان دُردکشِ بزمِ الستیم
با نغمہ و می لب بہ لب و دست بدستیم

(۲۶۳ب) ای مطربِ موزون چو لبت نغمہ سراید | از رشکِ نوا سازِ فلک نوحہ گر آید
آن نغمۂ آہنگ کہ از شوقِ سماعش | پروانہ کند روح چو پرواز گر آید
آن نغمہ کہ چون گرم کند بزمِ حریفان | ساغر فتد از پای و صراحی بسر آید
آن نغمہ کہ از آز روی دیدنِ دستت | سمع از گذرِ گوش براہِ نظر آید
آن نغمہ کہ از گرمی ابریشم سازت | گہ شعلہ فرو ریزد و گاہی شرر آید
آن نغمہ کہ چون زمزمۂ بادہ پرستان | از لب بدرِ گوش سراپا اثر آید
آن نغمہ کہ کیفیتِ او در سرِ مستان | صد رہ بہ ازان بادہ کہ در جامِ زر آید

ماصاف دلان دُردکشِ بزمِ الستیم
با نغمہ و می لب بلب و دست بدستیم

نی دشمنِ دوزخ نہ ہوا خواہِ جنانیم | دیریست کہ مستغنی ازین سود و زیانیم
از ہر دو جہان فارغ و آزاد نشستہ | نی بستۂ اینیم و نہ در ماندۂ آنیم
ماشیفتۂ ساغر و شوریدۂ سازیم | ما بندۂ میخانہ و آزادِ جہانیم
گہ رنجِ خماریست و گہی شورشِ مستی | چون عالمِ آبست بیک حال نمانیم
در مذہبِ ما بادۂ بی نغمہ حرامست | ہر مسئلہ کز پیرِ مغانست برانیم
(۲۶۴ا) یک دم نہ نشینیم بغیر از می و مطرب | چون پیرِ مغان گفت چنین باش چنانیم

لہ آ: پردہ در ، لہ در آ ندارد ،

Marfat.com

ما صاف دلان دُردکشِ بزمِ الستیم
با نغمه و می لب بلب و دست بدستیم

مستان سخن واعظ و منبر نشناسند — غیر از سرِ خم منبر دیگر نه شناسند
با صومعه داران صفتِ صوم و صلوت است — در میکده این وضع مکرّر نه شناسند
راز دلِ ما از ورقِ چهره بخوانند[1] — کسب و عمل و نامه و دفتر نه شناسند
در مجلسِ این قوم شب و روز مساوی ست — جز گردشِ می گردشِ اختر نه شناسند
دارند بکف جامِ جم از بادهٔ رنگین — دارا نه پذیرند و سکندر نه شناسند
صد مرده کند زنده می ناب بیک دم — با عرصهٔ خُم عرصهٔ محشر نه شناسند
زنهار که با صومعه داران نه نشینی — کز تیره دلی باده ز ساغر نه شناسند

ما صاف دلان دُردکشِ بزمِ الستیم
با نغمه و می لب بلب و دست بدستیم

خواهم که ز خود دور کنم نام و نشان را — تا خدمتِ شایسته کنم پیرِ مغان را
لای تهِ خُم صاف کنم انگه و از وی — شویم ز دلِ خون شده غمهای جهان را
آفت همه جاهست مگر در کنفِ خُم — در دیرِ مغان راه نباشد حدثان را
(۲۶۴ب) می نوش و قدح گیر که هم عاقبتِ کار — ره بر سرِ آب است جهانِ گذران را
از نشاءِ خم بهره ندارد دلِ افلاک — آن شیشه ازان باده نیالوده دهان را
خواهم که فراموش کنم محنتِ ایام — یک ره به لبم نِه سبکان رطلِ گران را
ای ساقی سرمست بیاده دو سه جامی — کز شوق می و نغمه کشائیم زبان را

ما صاف دلان دُردکشِ بزمِ الستیم
با نغمه و می لب بلب و دست بدستیم

[1] آ: دلها (بعد حک و اصلاح)، ت: دلها [2] ت: بخوانند، آ: بخوانید متن صحیح قیاسی است [3] ت: دولت،

Marfat.com

عمریست که از نیک و بدِ خود خبرم نیست
از نغمه گزیری و ز ساغر گذرم نیست

گه دامنِ خم گیرم و گاهی لبِ ساقی
در دیر جز این عربده کارِ دگرم نیست

گویند که در دیرِ مغان گنج محالست
زین وسوسه با هیچ به از ترکِ سرم نیست

دل دارم اگر کیسه تهی ماند چه باک است
قلبِ سیهم هست اگر سیم و زرم نیست

دیریست که از دیر نرفتم بگلستان
جز عارضِ ساقی چمنی در نظرم نیست

ای باد ز گلشن خبرم ده که ز مستی
شوقِ چمنم هست ولی بال و پرم نیست

هنگامهٔ میخانه همین است اگر از وی
رمزی بتو گفتم خبر از بیشترم نیست

ما صاف دلان دُردکشِ بزمِ الستیم
با نغمه و می لب بلب و دست بدستیم

(1265) چون پیرِ مغان گفت کز نار به بندیم
از طرّهٔ هر مُغبچه یک تار به بندیم

رفتیم که چون دیرِ مغان خانهٔ دل را
صد صورتِ بت بر در و دیوار به بندیم

آیینِ مغان را نتوان یافتن آسان
یک چند میان از پیِ این کار به بندیم

زین است که ناقوسِ مغان نغمه سراید
بس[1] قول و عمل بر سرِ بازار به بندیم

چون لعلِ بتانست به میخانه چه حاجت
وقتست که رخت از درِ خمّار به بندیم

از بستنِ زنّار برهمن نتوان شد
آن به که زبان زین همه گفتار به بندیم

در بتکده وصومعه نقشی و نگاریست
می ده که بسازِ دگر این تار به بندیم

ما صاف دلان دُردکشِ بزمِ الستیم
با نغمه و می لب بلب و دست بدستیم

از خرقه و پشمینه زیانِ کار
کردیم بیک حیلها[2] بر آن مدبر پندار

از خلوتِ این طایفه بِه صحبتِ مستان
وز حلقهٔ این جمع نکو حلقهٔ زنّار

[1] آ آ: پس، [2] آ: حلها،

Marfat.com

ایشان همه شب خیزولی از پی تزویر[1]
ایشان همه دین دار ولی از پی دینار

صد مکر فروچیده بهر بخیهٔ خرقه
صد حیله فروبسته بهر گوشهٔ دستار

در کارِ شریعت همه بادند پی آب
در راهِ طریقت همه لافند دُل وار

بهرِ غرض خویش همه زرق و فریب اند
نی کافر و نه مومن و نه مست و نه هشیار

(۲۶۵ب) المنت لله که گرفتیم کناری
ازین مردمِ بی باک ریاورزِ ریاخوار

ماصاف دلان دُردکشِ بزمِ الستیم
بانغمه و می لب بلب و دست بدستیم

در مدرسه وصومعه بسیار دویدم
از علم عمل چاشنی عشق ندیدم

تحقیق نمودم چه مسایل چه دلایل
حرفی که دهد بوی ز دردی نه شنیدم

در ظلمتِ اوراق سیه شان همهٔ عمر
صد چشم نظر کردم و آبی نه چشیدم

تقلید و جدل را همه آماده و حاضر
کین حرف که گفتی بفلان حاشیه دیدم

این مسئله دانان همه حمّال کتابند
گردیدم و زین قوم بمردی نه رسیدم

مستغرقِ حرص اند نه دنیا و نه عقبیٰ
با عشق بپیوستم و زیشان به بریدم

دیدم که همین گفت و شنود ست دگر هیچ
باز آمدم و رخت به میخانه کشیدم

ماصاف دلان دُردکشِ بزمِ الستیم
بانغمه و می لب بلب و دست بدستیم

از مالِ جهان گرچه ندارم زر و سیمی
دارم ز دل و دیدهٔ خود ناز و نعیمی

خورسند چو گردد ز جهان هیچ نماید
در کیسهٔ قانع نه جدیدی نه قدیمی

هر عیش که بینی ز پی اش بیم زوالست
در سفرهٔ درویش نه عیش است نه بیمی

(۲۶۶ و) از روح غذا گیر که این آز پرستان
آخر ز پس مزبله دارند جحیمی

[1] آ: «تدویر»

Marfat.com

نانم ز کریمی است که بی گدیه دهد رزق | هرگز نکشم ننگِ سوالی ز لئیمی
با عشرتِ میخانه و عیشِ رُخِ ساقی | جنّت به یکی جو نخرم حور به نیمی
آبادی میخانه بما نادکه از وی | گاهی به نسیمی خوشم و گه به شمیمی

ماصاف دلان دُردکشِ بزمِ الستیم
بانغمه و می لب بلب و دست بدستیم

از حرص و امل هست جهان را اهل زمانه | پُر ولوله و شور چو حمّام زنانه
زنهار که درکش مکشِ دهر نیفتی | کین دامِ فریبست نه آلست و[1] نه دانه
از اهل جهان هیچ تمتّع نه توان یافت | گفتم بتو این حرف که تیرست و نشانه
از دردِ سرِ عربدهٔ خلق برستی | مردانه اگر پای کشیدی ز میانه
این جیفهٔ دنیا بسگان باد مبارک | چون همّتِ شیران کن ازین لاشه کرانه
خود حاتمیی[2] خود باش که کس را غمِ کس نیست | با اهل زمانه است همه عذر و[1] بهانه
دیدم که جهان عاقبتِ کار فریب است | رفتم بدرِ میکده با چنگ و چغانه

ماصاف دلان دُردکشِ بزمِ الستیم
بانغمه و می لب بلب و دست بدستیم

(۲۶۶ب) می نوش که بنیادِ جهان بر سرِ آبست | چیزی که ز خویشت به رهاند می نابست
با اهلِ خرابات خمارست مکافات | در نامهٔ مستان نه ثواب و نه عقابست
بانشاءِ می پاک مداوا ز غمِ پیری | بیمی ز خزان نیست اگر ریشه در آبست
آن به که بمستی و خرابی گذرد عمر | چون کارِ جهان عاقبت کار خرابست
مستست کسی کز خودی خویش برآید | اینجا غرض از می خیالست نه خوابست
ای ساقیِ مستان! بزکات سرِ ساغر | یک باده میان من و مستی شکرآبست

[1] واو در آ فقط در ب ندارد [2] ب : جانی

دامانِ تو از کف نگذاریم درین دیر | تا کوزهٔ ما را نمی از عهدِ شباب است
ما صاف دلان دُردکشِ بزمِ الستیم
با نغمه و می لب بلب و دست بدستیم

رفتیم بخرابات و تماشای خمِ او | کز غم بگریزم به تهِ پای خمِ او
از میکده جون کام دل خود نه زگردون | افلاک حبابیست ز دریای خمِ او
آنجا که خرابات دهد عرض تجمل | پهنای فلک نیست چو پهنای خمِ او
صد مرده کند پیر مغان زنده بیک جلم | سرچشمهٔ خضر است مگر جای خمِ او
در روز جزا هم نبود بیم خمارش | مستی که بمیرد به تمنای خمِ او
از بادهٔ عشرت نشود میکده خالی | امروز خمِ اوست چو فردای خمِ او
(۲۶۷ا) در مدرسه و صومعه هر جا که بمیریم | در حشر برآریم سر از پای خمِ او

ما صاف دلان دُردکشِ بزمِ الستیم
با نغمه و می لب بلب و دست بدستیم

کامل مشرب از باده مبادا که برآید | هشدار که چون باده رود دردسر آید
این بادهٔ عشقست نه خمرست که میش | گه عربده جوگردد و گه فتنه گر آید
بر اهلِ کرامات شود کشف مقامات | از شیشه چو بر جوشد و در جام در آید
عارف صد سال بیک جرعه کند طی | با دوست به پیوندد و از خویش برآید
از ساقی باقی طلب آن می که ز عارف | هر راز که پوشیده بود در نظر آید
در میکده ز آلودگی نفس شدم پاک | از باده بشوئیدم اگر عمر سر آید
تا کهنه سفالی بود و لای ته خم | آن باده نگیریم که در جامِ زر آید

---

۱ در آ این بیت را ندارد و در آ مصراع اول به نقاط شک درج است، ظاهرا 'جوی' بجای 'جون'، با بر خواند ۲ آ: آتش ۳ آ: بشویند ۴ آ: سر،

Marfat.com

ما صاف دلان دُردکشِ بزمِ الستیم
با نغمه و می لب بلب و دست بدستیم

ذکر
عندلیب گلزارِ معانی عسکری کاشانی

از بزرگ زادهای کاشان است، نام پدرش میر حسین و نامِ خودش میر حسن است بمناسبتِ اسم حسن تخلص خود عسکری قرار داده، در اوّلِ جوانی وهنگام نشو و نمای زندگانی از وطن (۲۶۷ب) با سامان بسیاری برآمده بجانب روم بتجارت رفت و مدّتی دران دیار ماند و خرید کرده بکاشان عود نمود، این مرتبه در مسکن چندانی توقّف نکرد از راهِ هرمز بدکن رفت و در اطراف و اکناف آن دیار عزیزانِ خوب مثل میر سنجر و مولانا ملک و مولانا ظهوری و میر حیدر ذهنی و اکثر اعزّهٔ آن ملک صحبت ها داشت، درگلکنده و بیجاپور محمد قلی قطب شاه و ابراهیم عادل شاه* مکرّر او را تکلیف ملازمت خود فرمودند میر حسن بنابر جمعیّتِ سامان و اطمینانِ خاطر نوکری اختیار ننمود،

(۲۶۷ب)

بعد از مدّتِ هشت سال از دکن برآمد و بکشتی نشست تا بمکّه معظّمه رود

---

* رجوع کنید به صفحهٔ ۲۶۰ جمعه، در هفت اقلیم او را به ذیل کاشان ذکر کرده است ۱۲: خادم
مطلع جنات (جناب) ولایت پناه محمد قلی و قطب شاه ابراهیم عادلشاه
ـ محمد قلی قطب شاه از ۹۸۸ھ تا ۱۰۲۰ھ و ابراهیم عادلشاه ثانی از ۹۸۸ھ تا ۱۰۳۷ھ فرمان روائی کرد،

Marfat.com

بادِ مخالف سفینهٔ او را در یکدگر شکست، اکثر سکّانِ آن کشتی غرق شدند میر عسکری با یک خواجه سرای بر تختهٔ پارهٔ چسپیده از دریا جان بسلامت بر آورد و از راه بندر صورت (کذا) بگجرات آمد و چندگاه دران بلده با مولانا محمد صوفی و مولانا نظیری صحبت ها داشت تا از مجالستِ ایشان فایز و بهره ور گردید و هنگام وداع مولانا نظیری فراخور حالِ میر و بقدر وسع خویش با و مردمی فرمود و عسکری از گجرات به اجمیر آمد بسعادتِ زیارت قطب المحققین خواجه معین الدین مستعد گشت و ازانجا باگره روانه شد، (۱۲۶۸ھ) وقتی باگره رسید که خدیو جهانگیر کشورکشا، خسروِ سکندر شکوه دارالوا، شاه نورالدین محمد جهانگیر بادشاه حکومت دارالعیش کشمیر را به هاشم خانِ قاسم خان مرحمت فرموده بود، میر حسن در خدمتِ خان مذکور بکشمیر رفت، دران بلده دلپذیر مدّتی مدید بعیش و عشرت گذرانید، وقتی که هاشم خان بمهم تبّت رفت او نیز همراه روانه شد و دران سفر تردّدات خوب نمود و زخم تفنگی به بازوی چپ خورد، آن خان قدردان دران زخمداری کمال مهربانی باو فرمود،

چون در سنه ثلث عشرین و الف بندگان حضرت خلافت پناهی حکومت دارالعیش کشمیر را به تقریبِ تقصیر خدمتِ تبّت از هاشم خان تغییر نموده به ولد ارشد میرزا یوسف خان صفدر خان مقرر فرمودند عسکری همراه خانِ

---

۱ کذا در آ و ر، ۲ هاشم خان به ۱۴ دی مطابق سلخ شوال سنه ۱۰۲۰ رخصت کشمیر یافته (توزک صـ۹۹ سطر ۷، ماثر ۲: ۹۴۱)، پدرش محمد قاسم در عهد اکبر کشمیر را گرفته بود (توزک صـ۹۷ س ۱۱)، ۳ در توزک صـ۱۲۵ س ۲۰ تاریخ رخصت صفدر خان به حکومت کشمیر ششم دی (وسط ذی قعده) سنه ۱۰۲۲ درج است،

برای ترجمه اش رجوع کنید به ماثر الامرا ۲: ۷۳۶ بذیل "صف شکن خان مرزا لشکری" و به بلاکمین صـ۳۴۷

Marfat.com

معزول ازان عشرت آباد بدر نرفت، وقتی که صفدرخان داخل آن ملک شد او را ملازمت نمود و قریب بدوسال دیگر درانجا ماند، دران آیّام این ضعیف دران بوستانِ همیشه بهار توطّن داشت با عسکری صحبت ها داشت و اکثر چگونگی احوالِ او از قولِ او درین تالیف بر بیاض برد، وقتی که از کشمیر برمی آید یک غزل در مفارقتِ کشمیر با این (۲۶۸ ب) فقیر طرح کرد این دو بیت ازان ابیاتست

میر عسکری کاشی

من زکشمیر سیه چشمان نه آسان می روم | با دلِ صد پاره وچاکِ گریبان می روم
کاروان در کاروان از اشکِ حسرت می روم | چشم بد دور از متاعم خوش بسامان می روم

این ضعیف گوید

میروم از حسرتِ کشمیر بر دل داغها | بوستان ماندم بجا و با گلستان می روم

القصّه آن عزیز در سنه خمس وعشرین والف از کشمیر بر آمد و همراه صفدرخان به لاهور رفت[1] و درانجا از خانِ مذکور جدا شد و خود را در اجمیر بخدمت شاهزاده معظّم مکرّم شاهزاده سلطان خرّم رسانید و درجرگهٔ بساط بوسانِ او در آمد، الحال در خدمت آن شاهزاده بلند اقبال است،

اشعارِ او هنگی قریب به سه هزار بیت می شد فاما تا آن وقت که مؤلّف این تالیف او را دید دیوان بجهت خود ترتیب نداده بود، ساقی نامه که در بحر مثنوی گفته درین تسوید مرقوم قلم شکسته رقم گردانید، امید که منظور نظر

[1] یعنی وقتی که صفدرخان معزول شده از کشمیر واپس شد (رجوع کنید به توزک صد ۱۴۹ س ۱۱) عزلش در ابتدای ۱۰۲۴ھ واقع شده و احمدبیگ خان دران ایّام بصاحب صوبگی کشمیر سرفراز شده بدان صوب رخصت شد، اما قرین قیاس است که واپسی صفدرخان (و عسکری به تبعیت او) در اوایل ۱۰۲۵ھ شده باشد،

Marfat.com

ارباب ہنر گردد

ساقی نامہ میر عسکری کاشی

دلا تا توانی زغم شاد باش
ز اندیشۂ باطل آزاد باش

زبارانِ غم دیدہ پُر دُر مکن
پیالہ بخونِ جگر پُر مکن

اسیرِ محبّت غم آلودہ بہ
گرفتارِ غم ماتم آلودہ بہ

(۱۲۶۹) بغم خوگر از غصّہ یک سو نشین
بمطلوب پہلو بہ پہلو نشین

منہ بر کس انگشتِ رد زینہار
مکن در جہان عیبِ خویش آشکار

بیا پردۂ خویش چندین مدر
ز نیک و بدِ این و آن در گذر

رہِ بیخودی گیر و تسلیم باش
چو جم صاحبِ تخت و دیہیم باش

من از بیخودی یافتم سروری
ندیدم بجز فرِّ اسکندری

ولی بخت روزم تبہ می کند
مرا روزِ روشن سیہ می کند

بمن یکدم این بخت یاری نکرد
چو نورِ سَرَر پایداری نکرد

ندانم کہ با بختِ خود چون کنم
کہ در ظلمتش چہرہ گلگون کنم

بہ پیچم گریبانِ او را بزور
برون آرم از ظلمتش ہمچو نور

رخش را بمی شست و شویی دہم
ز میخانہ اش آبرویی دہم

بمی صرف سازم ہر اندیشہ را
برقص آرم این جام و این شیشہ را

بیا ساقی آن جامِ چون آفتاب
کہ گہ آفتابست و گہ ماہتاب

بمن دہ کہ سررشتہ گم کردہ ام
دل و دیدہ در کارِ خم کردہ ام

بمن دہ کہ خونِ جگر می خورم
دمادم ز چشمانِ تر می خورم

بمن دہ کہ دل را بسوز آورم
شبِ تارِ غم را بروز آورم

Marfat.com

(۲۶۹ ب) شبم تیره روزم ازان تیره تر
شب و روزم از غصّه یکسان شدست
مگر باده باز آورد روزِ من
بده ساقی آن جامِ آتش نشان
بده تا دمی دست بازی کنم
بده تا زمانی بر آرم نفس
بیا ساقی آن آبِ شعله مدار
بیا قوتِ لب کرده همخانگی
بگرد و بیان نخبت بو دهد
می کو صلاحیّت آرد پدید
فروزنده چون پرتو آفتاب
صراحی ز کیفیّتش خنده زن
نه ابر تندح کرده بارندگی
بیا ساقی آن نورِ بخش صبوح
بیا سینه را باده آلوده کن
(۲۷۰ ا) بیا تا ز عشقش بر آرم وفق
بدریای پُرخون شنا در شوم
بگردانم از خویش و آرم برون
برآرم سری از گریبان خود
زمانی دل از بیخودی خوش کنم

ز نورِ چرا غم شرر خیره تر
زمن روزِ روشن هراسان شدست
مبدّل بصحّت[1] شود روزِ من
که خورشید بارست و اخترفشان
ببازیچه خود را نمازی کنم
سمندر برون آورم از نفس
که بر فرقِ دل کرد[2] آتش نثار
بلعلِ جگرداده پروانگی
با فلاکیان ذوق یاهو دهد
بعزمِ طرب نیّت آرد پدید
ربایندهٔ چون جذبهٔ ماهتاب
نسیمش شده غنچه را طعنه زن
بسوزِ نظر داده تابندگی
که تاریک شد خانهٔ بی‌شمع من
جراحانهٔ دل را نمک‌دان کنم
بسوزم ز سوزِ جگر عالمی
دل خویش را راحت آرم بهم
ز قلب خود را به ایمان کنم
دل از زهد از عهد پیمان کنم
زمانی به جوش برآتش نهم

[1] تر: بصحبت [2] تی: کرده

Marfat.com

مغنّی! نوایی بگوشم رسان
بیا نوشدارو بهوشم رسان

بشد هوشم از عقل و عقلم ز سر
بآهنگِ خوش باز گردد مگر

ز نغمه دلِ سنگ را آب کن
مرا همچو سیماب بی تاب کن

مرا از من، از من مرا وا رهان
خلاصم کن از منّتِ این و آن

بیا ساقی امروز جامی بده
بما روزه داران تو شامی بده

بیا تا دمی گشتِ گلشن کنم
به می خانهٔ سینه روشن کنم

بیا تا دمی با تو می کش شویم
باکسیرِ می بوکه بی غش شویم

بیا حرفِ ما و ترا سر زنیم
چو باده ز یکجای سر بر زنیم

بده ساقی آن آبِ انگور را
که روشن کند دیدهٔ کور را

شرابی چو فصلِ بهارِ بهشت
که دهقان همه لعل و یاقوت کشت

دمی همچو آتش، دمی همچو آب
(۲۷ب) می معتدل همچو در دیدهٔ خواب

چکد گر ازو قطره بر زمین،
بگیرد زمین را بزیرِ نگین

بمی گو بخورشید بنشانیش
ستاره بود خالِ پیشانیش

بمی گو صفت آبادی از من کند
دو عالم یک قطره روشن کند

بیا ساقی امروز من بیکسم
جوانی و گنجی و جامی بسم

برون آور آن جامِ زرّین نقاب
چو چشمِ غزالِ ختن پُر شتاب

بیا تا ازین دون به امدادِ دل
بگیریم کامِ دل از سرو و گل

بده ساقی آن جام چون نوش را
که از کاسهٔ سر برد هوش را

بمن ده که بختم زبون ساخت است
متاعِ مرا در جنون باخت است

بمن ده که امروز دیوانه ام
سزاوارِ پیمان و پیمانه ام

---

۱ آ: صرف ۳ ا: شور ۳ گر؛ ۴ و آ: حال، آ: خال ۵ آ: هردو

Marfat.com

میی ده که دل را بهوش آورد — مرا بی زبان در خروش آورد
میی گر بجامِ زجاجی کنی — بسابت پرستی که حاجی کنی
میی گر بلعلش برابر کنی — ز خجلت رخ لعل را زر کنی
میی گر بیاقوتش افتد گذر — کند محو یاقوت را چون شرر
میی گر بآتش کنم همسرش — کند شعله خجلت ز خاکسترش
(۱۲۷ا) بمی آنکه کسوت زگل می کند — پرستاریش عقل کل می کند
کسی برنیاید باو در مصاف — همه دردِ دردند و اوصاف صاف
مغنّی! کجائی نوائی بزن — نوائی باواز نائی بزن
نوائی برانگیز از چنگ و عود — که با بخت داریم گفت و شنود
یکی نغمه از چنگ بیرون فگن — مرا کشتیِ دل بجیحون فگن
اگر با نوا آرم این ساز را — بدزدم ز هم پرده راز را
بیا ساقی آن جامِ جمشید را — که روشن کند با مه خورشید را
بده تا دلم را تسلّی دهد — ازین ظلمت او را تجلّی دهد
بیا تا دمی دیده روشن کنیم — بی سینه را رشکِ گلشن کنیم
بکش برقع از روی می بی درنگ — که ناموس را شیشه آید بسنگ
بمن ده که تیره دل و ابترم — گرفتارِ گردون خصم پرورم
بیا ساقی آن جامِ پُرنور را — که روشن کند دیده کور را
بده ساقی آن آبِ آتش گیاه — که برگشت بختیم و نامه سیاه
گر این بخت با من زبونی کند — وز این کاسه با من دونی کند
به پیچم گریبانِ گردون بکین — کشم آسمان را بهر زین

۱ آ: کنی ۲ آ: پرستاری ۳ آ: دردو، تا: درد ۴ تا: جام،

Marfat.com

(۱۲۷ب) چنان نالهٔ از جگر برکشم — که خورشید از جیب[1] خاور کشم*
بدرّم ز یکدیگر این داه را — بیغمارم رخصتِ آه را
من ار انتقامی ز دشمن کشم — چو سنگی فلک در فلاخن کشم
ندارم سر از[2] فتنهٔ با کسی — وگرنه منم آتش و او خسی
بیا ساقی! امروز مستان شویم — چو افراسیاب و چو دستان شویم
بر[3] آریم از پنجه چون شیر نر — ادیم پلنگ فلک را ز سر*
بیا زهره از غرفه بیرون کشیم — یکی حلقه در گوشِ گردون کشیم
بیا مطرب! آواز را برفراز — چو در چشم محمود قدر ایاز
بیا و دلم را ز غم شاد کن — طرب نامهٔ عشق بنیاد کن
بیا تا دل از غصّه بیغم کنیم[4] — گهی ناله زیر و گهی بم کنیم
بگو تا برقص آرم این زنده را — بجوش آورم مرده[5] و زنده* را
چو سرمست افتم برین خاکدان — یکی نغمه بر گوشِ هوشم رسان
که بی خود درآیم ازین کالبد — بفرقِ سرِ چرخ کوبم لگد
بیا ساقی آن بادهٔ بی بدل — که آرد بعقل و بهوشم خلل
بده تا دمی همچو شاهین شوم — به نخچیر گردون شلاهین شوم
(۱۲۷۱) بیا تا دمی با تو لب تر کنیم[6] — عقیقِ یمن را مکرّر کنیم
بده تا ز خود رخت بیرون کشیم[7] — سراپرده بالای گردون کشیم
بیا تا غم از دل برون افگنیم — ز آتش بدریای خون افگنیم
بده تا مرا وارهانی ز من — که بیزارم از منّتِ جان و تن

---

[1] تر: صلب خاور کنم [2] کذا [3] آ: واکرنه [4] در تر ندارد [5] از روی تر، آ: کنم،
[6] تر: مردهٔ زنده [7] تر: کنم [8] تر: کشم،

Marfat.com

بده ساقی آن بادهٔ بی غرض[1]
که از جوهرِ ما بشوید غرض[2]

من ار مستم و بیخودم عیب نیست
چو گردون مرا دامن و جیب نیست

چو بیخود برین سر زمین آمدم
همان می روم چون همین آمدم

چو من وجد را کارسازی کنم
به نُه چرخ چون طفل بازی کنم

اگر توسنِ فکر را هی کنم
بیک لحظه صد لامکان طی کنم

بیا ساقی آن شیرهٔ نور را
که روشن کنم خانهٔ کور را

بده تا سری در گریبان کشم
سری بر مزارِ غریبان کشم

میی در صفا رشکِ خورشید و ماه
ازو دیده روشن ولی دل سیاه

مغنّی نوائی ز نو ساز کن
درِ مخزن نغمه را باز کن

بیا تا زمانی دلی خوش کنیم[3]
ز دی و ز فردا فراموش کنیم[3]

مگر بخت از نالهٔ زیر و بم
نشیند دمی فارغ از بیش و کم

(۲۷۲ب) غمِ دل به امدادِ ساز و نوا
توان داد بیرون بفتوای ما

دلی کو دمی نغمه پرداز شد
بمعشوقِ خود صاحب راز شد

دلِ من که معمور چون گلشن است
گل از داغ و داغ از گلش روشن است

بده ساقی آن می که بیجان شوم
چو مار فسون کرده پیچان شوم

بده می که آبی بباغ آورم
گل از باغ و از سینه داغ آورم

میی[4] گر بمهرش مساوی کنی
بسا خون که در جام را وی کنی*

نمی[4] بر لبم زان بتک می رسد
که بر زخم تازه نمک می رسد

به تندی چو آتش به نرمی چو آب
گهی از وی آبادم و گه خراب

بیا ساقی از می خبر ده مرا
بکوی خرابات سر ده مرا

[1] تا: غرض [2] تا: عوض [3] از روی تا، آ: کنم [4] در تا ندارد،

Marfat.com

چنان آتشی بر فروزم ز دل — که خُم خانه گردد ز خود منفعل
یکی حلقه در گوشِ مستان کشم — سری گر بآتش پرستان کشم
اگر ناله را سر به بیرون دهم — جهان را بگرداب جیحون دهم
مغنّی دلی دارم از غم دو نیم — یکی پُر ز امّید و یک پُر ز بیم
نوای بگوشِ من مست زن — بلند ار نباشد رهِ پست زن
بهر حالم از نغمه خوشنود کن — دُرِ نغمه در رشتهٔ عود کن
(۱۲۷۳) بآوازی سینه‌ام بر فروز — بگوشم رسان نغمهٔ سینه سوز (۱۲۷۳)
چو بیهوش و سرمست افتم بخاک — برآوازیک* نالهٔ دردناک
که سرزان سوِ جمع بیرون کنم — رُخِ زهره از طعنه گلگون کنم
بیا ساقی از باده یاد آوریم — بدُردی کشان اعتقاد آوریم
بیا تا دل از غصّه بیغم کنیم — غمِ فرقتِ دوش را کم کنیم
بده ساقی آن بادهٔ دلفریب — که از تاک گردید ما را نصیب
بمن ده که امروز مست آمدم — بدیوارِ توبه شکست آمدم
گِل خشت نه بر سر هر چه هست — که پیمانه چون دید پیمان شکست*
بلی عهد و پیمان بمستی نکوست — بآئینِ خودبت پرستی نکوست
گروهی ازین می بمستی شدند — گروهی بآتش پرستی شدند
چرا عهد و پیمان باید شکست — که ما و تو از یک شرابیم مست
مغنّی بیا و دمی شور کن — نوائی بقانونِ منصور کن
که چون بر سرِ دار آرم نشست — ازان محورِ چرخ گیرد شکست
بیا مطرب از سینه آهی بکش — دو عالم بیک برگِ کاهی بکش

*۱ برآوردی ؛ *۲ این بیت را در تر به نقاط شک درج است ،

Marfat.com

بیا[1] تا ز دنیای دون بگذریم — ازین قلزمِ پُر ز خون بگذریم
(۲۷۳ب) بگو تا دمی هوش با او دهیم — دلِ خسته را نوشدارو دهیم
بگو تا بگویم بتو رازِ خود — ز مستی و ز آئین[2]* و اعجازِ خود
من آن رندِ مخمورِ ناله کشم — که چون چشمِ ساقی پیاله کشم
بلی مست پیمانهٔ عشرتم[3] — چراغِ درِ خانهٔ عشرتم[4]
دهم روشنائی بهر ناکسی — نه بینم ز خود بی نوا تر کسی[5]
بیا تا دمی باده نوشی کنم — دمی ترکِ این خود فروشی کنم
سری در گریبانِ ذلّت بریم[6] — نشانی بدین و به ملّت بریم*
بیا تا زمانی دگرگون شویم — گهی لیلی و گاه مجنون شویم
بیا تا چو فرهاد سر بر زنیم — خمِ باده را تیشه بر سر زنیم
بیا تا چو خسرو در ارمن رویم — بشیرین لبان گشتِ گلشن کنیم
برون آور آن یوسفِ شیشه را — جوان کن زلیخای اندیشه را
بمن ده که من بلبلِ این گلم — گهی چون گل و گاه چون بلبلم
زمی نورده شمعِ این خانه را — حیاتی ز نو بخش پروانه را
بیا تا زمانی بصحرا رویم — چو وامق بسر وقت عذرا رویم
(۱۲۷۴) بیا مطربا مروز خوشخوان شویم — برین پرده چون نغمه غلطان شویم (۱۲۷۴)

---

[1] در آ این دو بیت را یک بیت ساخته است این طور: بیا تا ز دنیای دون بگذریم دلِ خسته را نوش... یعنی مصراع ثانی بیت اول و مصراع اول بیت ثانی را حذف کرده [2] آ: ز دین و ز آئین و از ذوق در آئین [3] آ: عزتم، تصحیح از روی آ، [4] بعدش در آ بیتی را مشکوک قرار داده منسوخ کرده است این طور: — بیا ساقی از من حسابی مگیر اگر فرد کم شد کتابی مگیر / در آ این را ندارد، [5] آ: زنم [6] آ: انسانی ..... ریم.

Marfat.com

بیاور زمانی بآهنگ باش — چو مضراب با نغمه در جنگ باش
بیا برکش آوازِ مستانه را — بهوش آور این عقلِ دیوانه را
ندانم کزین سینهٔ چاک چاک — چسان برکشم نالهٔ دردناک
اگر از بلندی برون آورم — نهم چرخ را سرنگون آورم
وگر زین بلندی به پستی زنم — بگاو و بماهی دو دستی زنم
بیا ساقی آن می که عقل آورد — دلِ سنگ خاره بنقل آورد
بیا دانهٔ خویش بر خاک ریز — بدستِ دلم آبی از تاک ریز
بیا تا دمی بیحیائی کنیم — به بزمِ العنب کد خدائی کنیم
بمن ده میی کز شعاعِ نفش — چو نورِ تجلّی شوم در کفش
بمن ده که بسیار خون خورده ام — دغا زین سپهرِ نگون خورده ام
بسی مکر دارد سپهرِ دغا — گهی بر خلا و گهی بر ملا
اگر غافلی مردِ مردانه باش — وگر غافلی گربه خانه باش
مغنّی بحجازی دری باز کن — بقانونِ خود نغمهٔ ساز کن
گهی زیر و گاهی بم و گه خموش — تو با من نظر دار و من با تو گوش
(۲۷۴ب) دمی نغمهٔ باطنی بشنویم — ز خود ترکِ ما و منی بشنویم
بیک نغمه روشن کنی سینه را — بسوزان همه نقدِ گنجینه را
نوائی ز سازِ درونی آور برون — که ناخن زند بر دلی پُر ز خون
گروهی که از خود بدر رفته اند — رهِ دوستی را بسر رفته اند
گروهی که گر نام شان بشنوی — ز دادِ انا الحق نشان بشنوی
بیا ساقی امروز حیرانیم — ازان می پرستانِ دیرانیم

۱ آ: من، تر: دمن، ۲ تر: کن این ۳ تر: بسوز این ۴ تر: دار،

Marfat.com

که صد شعله آتش بدم درکشم
علم چون بمی خوارگی درکشم

کسی با من آتش زبان چون کند
که آهم دل سنگ را خون کند

گر این باده با من گرانی کند
وز این شعله با من دخانی کند

زنم آنچنان بر زمین خشت خم
که خشت زمین گردد از دیده گم

بیا ساقی از من مرا دور کن
مرا عبرت دار منصور کن

میی ده کزان دل مزین شود
همه سر غیبی مبین شود

میی گر بجر آوری قطره اش
چو طوفانیان بترقد زهره اش

چسان کس برابر کند با مهش
که خورشید خشتی است از درگهش

بلی آنکه خورشید خشتش بود
به فرخندگی .....

(۱۲۷۵) میست آنکه عالم ازو روشن است
ستاره چراغست و او روغن است

میست آنکه هم ساز و هم برگ داد
میست آنکه هم جان و هم مرگ داد

میست آنکه این صبح و این شام ازوست
میست آنکه این گردش جام ازوست

میست آنکه یک قطره زو کوثر است
میست آنکه زو چاه زمزم تر است

چه می آنکه ساقیش شیر خداست
ز اوصاف او شمه از فعل اوست

علی صاحب آیه لا فتی
ولی خدا مقتدر انما

علی وارث ملک دنیا و دین
علی آنکه آمد همان و همین

علی آن که پشتش بعنی قوی ست
زرخسیرش شاهد معنوی ست

علی آن کتاب حق چاربین
علی مقتدای گزین و گزین

کتاب صحیح سنه زحک
منزه زحک و منزه زشک

بیا ساقی امروز پیمان دهیم
بیاد آنکه ایمان بشیدان دهیم

سله کذا. ناقص است و در آ و در ب بکلی از قلم انداخته است. سله آ: لافتا

Marfat.com

بیا تا بمیخانه فاخر شویم
که بی باده ناگاه کافر شویم

بیا پشتِ[1] پایی بگردون زنیم
شبیخون باین طشتِ پرخون زنیم

چو مردان ازین بیوه زن بگذریم
ازین پیرِ مردم فگن بگذریم

ازین دون چه خواری که روزی نشد
کرا دید آخر که موزی نشد

(۲۷۵ ب) مغنّی بیا نغمه بنیاد کن
گهی داد کن گاه بیداد کن

معنی زمانی زخود دور باش
زمانی با هنگِ منصور باش

چو بلبل بیا مطرب آواز کن
درِ گلشنِ سینه را باز کن

بیا ساقیِ آن مستِ بی باک را
همان مایهٔ معدنِ خاک را

بمن ده که حیران و آواره ام
ازان بی نصیبانِ بی چاره ام

درین محنت آباد ویران شدم
شکسته تر از پشتِ پیران شدم

دریغا درین مملکت دادنیست
دلِ هیچ کس از غم آزادنیست

ندیدیم از هیچ کس مردمی
مگر اژدها خوئی و کژدمی

بیا تا ازین ناکسان وارهیم
وزین مشت خار و خسان وارهیم

بیا دستِ همّت بدست آوریم
بملکِ دو عالم شکست آوریم

بیا تا بگردون نهیب آوریم
وزین طمطراقش بشیب آوریم

بیا دست بر مهر و انجم زنیم
بگیریم این خشت و بر خم زنیم

بیا تا باین دون دوانیم رخش
چو انجم نمانیمش از حمله بخش

شکستی باین چرخِ پیر آوریم
ز بالای عرشش بزیر آوریم

بیا ساقیِ آن عقلِ فرزانه را
بهوش آور این مستِ دیوانه را

(۲۷۶ ا) که بسیار بالا دَوی می کند
گدا پیشهٔ خسروی می کند

[1] آ: پشت و پایی

Marfat.com

بجامی درِ گفت و گویش به بند
بیک جُرعهٔ می گلویش به بند

بیا عسکری وَ دمی گوش باش
زمانی ز گفتار خاموش باش

مدر بیش ازین پردهٔ راز را
بانجام بسپار آغاز را

به تیغِ زبان بیحیائی مکن
چو دون همّتان خودنمائی مکن

نه در خورِ مجلس مهر و ماه
مزن خیمه بالای این پیشگاه

بخاموشی آور دمی هوش را
بدر ویزهٔ دل نشان گوش را

چو لب بستگی بهتر از گفت و گوست
اگر لب ز گفتن به بندی نکوست

ولا نغز گفتاریت نیست بس
سخن نغز گفتن نه یارست بس

سخن را چو از خامشی گفته ام
گهر را به بید انشی سُفته ام

چو بستم به بیهوده گوئی زبان
از گفتارِ بد الامان! الامان!

ذکرِ
مولانا اوجی کشمیری

دردمندی درویش نهاد نامرادی صوفی مشرب و پاکیزه اعتقاد است، پسر مولانا نامی کشمیری

---

۱ کذا مضطرب الروایت در آ و ت ۲ تا: جاشنی ۳ در واقعات کشمیر (تصنیف ۱۱۳۰ھ) نام او را ظفر بیگ اوجی را در ضمن شعرای عهد جهانگیری درج کرده است، و بر بیان صاحب میخانه این قدر افزوده که او صاحب دیوان است و در ۱۰۳۲ھ وفات یافت، آین رازی گفته است که اطلاعی بر احوالش نه دارد، و بیتی چند که ازکسی شنیده بود درج کرده است، سرخوش (فهرست بادلی نمود ۲۲۳ ره ۳۵۹) او را در زمرهٔ شعرای عهد اکبری شمرده و صاحب مخزن الغرایب فقط این قدر گفته که او شاعر متین بود (دو دو بیت از و درج کرده) ۴ در واقعات کشمیر ذکر کرده که نامی از شعرای حسین خان چک بود،

Marfat.com

است و مولد خودش نیز از کشمیر است در صغرسن در مقام انتظام نظم شده و در وقتی که بسن رشد و تمیز رسید خان نکته دان میرزا جعفر آصف خان حاکم آن ملک گردید (۲۷۶ ب) اوجی بشرف ملازمت خانِ مذکور مشرف شد و از فیض (۶
تربیت او ترقی کرده و هرچه دران ایّام گفته خالی از حالتی و رتبه نیست و
در وطن خود دران زمان پارهٔ نشو و نما نموده بعد از تغیّر آن خان جم نشان ۵
در انجا ماند و هر حاکمی که بدان دیار آمد خدمت او کرد و اوقات گذراند،
بر هنرمندان پوشیده نماند که آن درومند سیر و سفر کم کرده مگر گشت
گرد و نواحی کشمیر، و یک نوبت ازان بلده بلاهور آمده و باز بمسکن عود نموده
است، این ضعیف روزی در اجمیر درخدمت مولانا محمد صوفی حاضر بود که
عزیزی از مردم کشمیر درخدمت مولوی به تقریبی حرفی اوجی درمیان آورد ۱۰
و این بیت از ساقی نامهٔ او خواند بیت

مرا دامنِ خویش زنجیر شد ، مرا دست در آستین پیر شد

آن منصف از استماع این دو مصراع بغایت از جا در آمد و فرمود که اگر
پیش ازانکه من ساقی نامه بگویم این بیت بگوشِ من می رسد ارادهٔ مثنوی
گفتن نمی کردم، ۱۵

بر رای انور ارباب هنر پوشیده نماند که مسوّد این اوراق پریشان
را با مولانا اوجی در دار العیش کشمیر ملاقات واقع شد، دران وقت
سنش به پنجاه و پنج رسیده بود و دران سن افیونی گذرا گردید و بمرتبهٔ از
کار رفته که از سر رشتهٔ نظم افتاده بود، اگر احیانا دو بیتی (۱۲۷۷ ا) (۱۲۰
ازو سر می زد چندانی ناخن بر دل نمی زد، اشعارِ او همگی از قصیده و ۲۰
غزل وغیره سه هزار بیت است، فاما دیوان ترتیب نداده است،

Marfat.com

ساقی نامه که از و درین تالیف بر بیاض رفت در ایّام شباب هنگامی که در خدمت میرزا جعفر آصف خان بود گفته است

ساقی نامه مولانا اوجی کشمیری

چنین تا بکی ترکِ ساغر کنیم ؟ / لبِ دِل ز خونِ جگر تر کنیم
یکی توبه را در شکست آوریم / دلِ می پرستان بدست آوریم
زیارت کنم باز میخانه را / ببوسم سراپای پیمانه را
ازین فرقت آباد تا بوده ام / جز از زهر غم لب نیالوده ام
کنارم پُر از اشک چون اخگر است / ز خون خوردنِ دل دماغم تر است
رهم پر مخوفست من نو سفر / همه زادِ ره پاره های جگر
بجز گریه نکشوده ام دیده را / که ذوقِ نظر نیست غم دیده را
لب از هم بجز ناله نگشاده ام[1] / بماتم مگر توامان زاده ام
مرا از مشک دامن گلستان شد ست / مرا دست خصم گریبان شد ست
مرا دست در آستین پیر شد / مرا دامنِ خویش زنجیر شد
مرا شیشه بر دوش و باران و سنگ / نه یارای رفتن نه پای درنگ
(۲۷ب) بیا ساقی آن خصمِ خمیازه را / کهن دشمن اندوه تازه را
بده تا بدردم دوائی کند / شکست مرا مومیائی کند
بیا ساقی آن شوخِ آتش عذار / همان ترکِ مستِ ساغر[2] سوار
بده تا بستازد بفوجِ الم / شوم ایمن از ترک تازی غم

[1] ابیات این ساقی نامه را که در واقعات کشمیر منقول است به علامت (/) نشان کرده ام [2] واقعات: نهاده
[3] در ح و واقعات ترتیب مصرعین منعکس است، [4] ح: ساغر کنار.

Marfat.com

بیا تا بمی غارتِ هُش کنیم — دمی چند غم را فرامُش کنیم
بیا تا صراحی بدست آوریم — بمینای گردون شکست آوریم
بیا تا بمی چهره گلگون کنیم — ز اشک آسمان را جگرخون کنیم
مغنّی شنیدم من از چنگ راست — که بنیادِ دارِ جهان بر فناست
بیک نغمه پردازی ارغنون — دلم از رهِ گوش آمد برون
بنازم خروشیدنِ چنگ را — که بزداید از روی دل زنگ را
فغان کاندرین لاجوردی رواق — من ونیَ لبالب شدیم از فراق
اگر ضبط ناکرده دم دم زنم — جهان را بیک بار برهم زنم
نسیم سحر خاطر انگیز شد — ز سیمای گل آتشم تیز شد
دگر ساقیا انتظارم مده — بده می بدستِ خمارم بده
(۱۲۷۸) بهارست ساقی دم از مُل زنیم — میی با تو در سایهٔ گُل زنیم
ملوّن ز گل دست وصحرا شداست — صفای چمن خاطر آرا شداست
دلم سرخوشِ نغمهٔ بلبل است — هم آغوشِ گل طرّهٔ سنبل است
بیا ساقی آن راوقِ تاک را — ضیا بخشِ خورشیدِ ادراک را
بده تا بدانم که این نوش لب — چرا می گریزد ز من بی سبب
مرا باده بی او غم انگیز شد — طرب بی رُخش اندُه آمیز شد
چنان در غمش دیده خونبار شد — که شب جای خوابم جگرزار شد
چنان در غمِ هجر خو کرده شد — دل از یاس زان گونه پرورده شد
که گر فی المثل حسن هر نو بهار — بروید ز روی زمین سبزه وار
بجنبد ز پهلو پس از سال وماه — بگهوارهٔ چشم طفلِ نگاه

۵ ۱۰ ۱۵

۵ بیک نغمه پردازی ارغنون: بیک نغمه پرداز ارغنون
(۱۲۷۸) بهارست ساقی دم از مُل زنیم: بهارست ساقی دم از مُل زنیم
۷ نسیم سحر خاطر انگیز شد: گر نسیم سحر خاطر انگیز شد
۱۰ دگر ساقیا انتظارم مده: بده می بدستِ خمارم بده
۱۵ که گر فی المثل حسن هر نو بهار: که گر فی المثل حسن صد

سلب واقعات: آید سلح کذا در آوَرَ، مده؛ سلج واقعات: اگر فی المثل حسن صد،

Marfat.com

شبی آمد از غیب بر من ندا — که برخیز ای زند دَرد آشنا
برافگن ز دِل بارِ دردِ کهن — دگرچین بر ابروی خاطر مزن
که از تاک نوری دمیدن گرفت — ز شادی قدِ غم خمیدن گرفت
ازان نورِ شمعِ دل افروختم — خسک را ز ظلماتِ غم سوختم
ملک مست و سرخوش برقص اندرست — ز کیفیتِ ساقی کوثرست
(۲۷۸ب) ولی خدا شاه مردان علی — لبالب ز مهرش خفی و جلی
زکشت عطایش فلک دانه — ز شمع رخش مهر پروانه
ثناسندهٔ فرّ یزدان علی است — شهنشاه اقلیم احسان علی است
علی مظهر عین فرزانگی است — علی گوهرِ کانِ مردانگی است
ازان پیش کآمیخت جان در گلم — بمهرِ علی شد مجرّد دلم
مرا داغِ او بر جبینِ دلست — مرا مهرِ او از جهان حاصلست
زر افشانی خور ز فرمان اوست — فلک زورق بحرِ احسانِ اوست
بیا ساقی آن بادهٔ صاف را — همان نور خورشیدِ انصاف را
بده تا بدانم که از آسمان — چرائیست اهلِ هنر در امان
مجو عافیت در جهانِ خراب — مجو نیم شب پرتو آفتاب
گلِ عیش در باغِ عالم کمست — کبودیِ گردون گلِ ماتم است
نمی بینم اوجی در آفاق جای — سفر بایدم کرد زین تنگنای
نه تنها همین چرخ بداخترست — زمین نیز خونریز دانش درست
زمین وار تا چند باشم خموش — چو بحر آیم آخر یکی در خروش
بگویم بگردون که ای هرزه گرد! — چرا نیستی راست با اهل درد؟

---

۱ آ: دورق بهر،

Marfat.com

(۲۷۹ا) بگویم با یام کای بی وفا! چرا داشتی اهل دل در جفا؟
بیا تا دمی درد سوز* آوریم شبی با صراحی بر وز آوریم
کنون ساقیا گل سحر خیز شد نسیم چمن عنبر آمیز شد
میی ده که همدم بعنقا شوم ز آلایش تن مبرا شوم
میی ده که بیدار سازد مرا بدیوانگی یار سازد مرا
میی ده که امروز اغیار و یار برندم چو منصور بر پای دار
ازان می که شایستهٔ عام نیست بمنصور هم تاب ته جام نیست
ازان می که چون رو ببالا کند گرههای افلاک را وا کند
ازان می که چون خاطر آراشود زکیفیتش پیر برنا شود
ازان می که در بزم رندان مست به نزد حریفان ساغر پرست
سر از جیب مینا چو بیرون کند زمین و زمان را دگرگون کند
خرد امشب آمد ببالین من که از گردش چرخ پرمکر و فن
گریزان شوای غافل بی خبر! چنین تا کی خفته باشی دگر؟
بگفتم که ای مشفق نیک خوی! ز دستش کجا می گریزم؟ بگوی!
بگفتا که ای مرد اندوهگین! برو در خرابات و فارغ نشین
(۲۷۹ب) ازین مژده خوش شدم سخت شاد بسوی خرابات رفتم چو باد
طواف خرابات را کرده ام مرادات را در کف آورده ام
اگر وصف آن منزل خوش کنم جهان را ز حیرت در آتش کنم
در و خاک کافور و آبش گلاب بدیوار او جای خشت آفتاب
قدح مست ساقی سیمین برش زیارت گه می پرستان درش

* کذا در آ و سه

Marfat.com

دوای دلِ دردمندانِ ریش — مسیحای مرگِ لوندانِ خویش
درو نازنینانِ زمی درخروش — می از شوق در قلزم خُم بجوش
کریما! رحیما! گناهم بَبخش! — سراپا چو دل عذرخواهم بپخش!
بدرگاهِ تو عذرخواه آمدم — بامّیدِ عفوِ گناه آمدم
بیا لشکرِ گریه راهی کنیم — بدنبالِ او عذرخواهی کنیم
بکن کسوتِ فقر در برمرا — ز دنیا پرستان برآورمرا
فروزان زگرمیِ عشق آتشم — کن از بادهٔ معرفت پُرخوشم
نکرد کوبِ دنیا مکن رای من — غمِ خویش گردان سراپای من
مبادا بغیر از تو میلِ دلم — بجز مهرِ تو از جهان حاصلم
سخن از لطفِ توفیق رهبر مرا — ازینجا بایمان برآورمرا

ذکر

مولانا مُحبّ علی سندی

مولدش از تتّه است، در چند نشو و نما یافته و اکثر بلادِ هندوستان را گشته تا بسعادت خدمت خانِ گردون اقتدار خان خانان سپه سالار رسیده و چندی در بندگی آن خانِ عالی شان بسر برده و در جرگهٔ ملازمان ایشان درآمده است، بعد از مدتی هوای وطن در سر او جلوه گر می شود، بضمون بلاغت مشحون حُبّ الوطن من الایمان عمل نموده از خان مذکور مرخص شده

له آ: کش، تصحیح قیاسی است،

Marfat.com

روانهٔ مسکن خود می شود، چون پارهٔ راه می رود حرصِ دنیوی بر و غلبه کرده از مطلبش باز می دارد، باز رو بدرگاه خانِ جم جاه می آورد و قصیدهٔ درمعذرت خود برسبیل ره آورد گفته می گذراند، این بیت از ان قصیده است ؎

خواستم چون صیتِ جودت سر نهم در عالمی کوهِ شوقت سدِّ ره شد چون صدا باز آمدم

این قصیده مرضی طبع دشوار پسندان محفل خان سپه سالار گردید بتخصیص همین بیت، دیگر باره او را در خدمت خود نگاه داشت، الحال در بندگی آن خان عظیم الشان است،

دیوان آن عزیز تا لغایه جمع نشده و بر بیاض نرفته و ساقی نامهٔ که در بحر مثنوی گفته چندانی رنگ و بو ندارد و این قطعه که ازان مثنوی مرضی طبع ارباب دانش گردیده این ضعیف درین (۲۸۰ ب) اوراق پریشان ثبت نمود قطعه

یکی عکسِ خورشید در آب دید روان بر سرش دامِ ماهی کشید
چو از جنبشِ آب درهم شکست بغوّاصی آمد کش آرد بدست
بناگه فرو شد بکامِ نهنگ ترا زوی ما را همین است سنگ

ذکر

مؤلفِ کتاب میخانه عبدالنبی فخرالزمانی

مولدِ این شکسته بال از دار الموحّدین قزوین است، و پدر این ضعیف خلف بیگ هرگز شعر نگفته است ولیکن مردِ درویش نهاد و صوفی صافی اعتقادی بوده اوقاتِ خود در قزوین به تجارت می گذرانده، بعد ازانی که توفیق ایزدی و

Marfat.com

عنایت سرمدی دلیل او شده بسعادتِ زیارتِ مکّه معظّمه اش مستعد می گردانند
دیگر گرد امور دنیوی نمی گردد، و بوطن عود نمی نماید، باقی عمر بدرویشی و
خدا پرستی صرف می فرماید، تا در سنه احدی و الف که طاعون در
قزوین واقع شد عارضهٔ او را دست می دهد، برادران و خویشان را
همه از واهمهٔ طاعون مضطرب می بیند می گوید که: ای عزیزان همگان خاطر ۵
جمع دارید که بغیر از خلف دیگر کسی از میان شما بدر نخواهد رفت و همه درین
طاعون از آفات مصون خواهید بود و من در روز جمعه هنگام نماز پیشین
عالم فانی را وداع خواهم کرد، همان دستوری که مذکور ساخته (۲۸۱ ا)
بود داعی حق را لبّیک اجابت گفته و بعد از و دیگر کسی از عزیزان و خویشان
او دران قضیه ضایع نشدند،

این که این حقیر خود را فخر الزمانی می نویسد سبب آنست که جدّ مادری
فقیر فخر الزمان نام داشته و قضای قزوین متعلق بایشان بوده است، در
فطرت و فطانت و در فضیلت و موزونیت سرآمد عصر خود بوده و نسب
آن عزیز به خواجه عبد الله انصاری می رسد، چون اظهار فضیلت و دانش ۱۵
فخر الزمان درین اوراق پریشان ظاهر نمود ضرور شد که شمّه از فضیلت و
دانش آن معدنِ طریقت بر بیاض برد تا صدق قول خود بر عیب جویان
ظاهر سازد، و این نقل نقلیست که هم فضیلت و هم موزونیت او از ان
ظاهر می شود،

بر رای انور ارباب هنر پوشیده نماند که در ابتدای سلطنت شش دودمان
نبوی چراغ خاندان مرتضوی شاه طهماسب حسینی صفوی فرزند رسول جلیل[1] ۲۰

[1] آ: ملک خلیل،

Marfat.com

شاهزاده بهرام[1] بن شاه اسمٰعیل ثمنی از ثلث ده الوند که در نزدیکی دار الموحدین قزوین واقع است به ولد ارجمند و خلف سعادتمند خود سلطان[2] ابراهیم میرزا بخشید و حکم شد که سند آن عطا را جدّ فقیر عربی بنویسد آن فخر زمانهٔ خود قبالهٔ عربی بجهت این مطلب موشح[3] بطرفین نوشت و جامهٔ مقصد را (۲۸۱ ب) بحروف مقطّعه بطریقی بر قامت آن قباله قطع نمود که یک بیت موزون مطابق مضمون متن آن سند از ان بیت (کذا) بر آمد و آن بیت اینست

بیت

شد منتقل از پدر به فرزند ثمنی ز تمام ثلث الوند

اشعار خوب و ابیات مرغوب ازیشان بسیار بر صفحهٔ روزگار یادگار مانده است و این چند بیت از گفتار آن بزرگوار است

غزل

رفتی و (دور از تو!) هوشم از دل ناشاد رفت — دامن افشاندی و گرد هستیم بر باد رفت
عشق عالم سوز تا بنیاد رسوائی نهاد — شیوهٔ صبر و قرار از عقل بی بنیاد رفت
هر چه غیر عشق بود از صفحهٔ ادراک شست — هر چه جز حرف وفای یار بود از یاد رفت

وله

جان فشانیها بخاک پای یارم آرزوست — وه که یک جان دارم و در دل هزارم آرزوست

اگر این نحیف در اظهار استعداد و کمال جدّ خود به پیچد از مطلب باز می ماند بنابران عنان قلم مشکین رقم بجانب احوال خود منعطف می گرداند،

بر رای عقده کشای ارباب دانش و ضمیر منیر اصحاب بینش پوشیده نماند که مسوّد این اوراق پریشان در دار الموحدین قزوین بسن رشد و تمیز رسید

---

[1] بهرام مرزا در ۹۵۶ھ به مقر جاودانی تحویل نمود (تحفهٔ سامی و نفایس المآثر) [2] وفات سلطان ابراهیم بن ظهیر الدین بهرام مرزا صفوی بقول تقی کاشی در ۹۸۹ھ بود (سپهر نگر ص ۳۱) و بقول هدایت در ۹۸۵ھ (مجمع الفصحاء ص ۱۶۴ ج ۲)

[3] آ: وشا، تصحیح از روی ر،

Marfat.com

و در ابتدای شناختِ خویش مایل بموزونیت گردید بنابران بخدمت اکثر اربابِ
طبع نظم می رسید و ازیشان (۲۸۲ا) مستفید می شد تا طبیعتِ این (۲۸۲ا)
ضعیف استعداد آن بهم رسانید که در مقامِ انتظامِ نظم شود در اوّل تخلص
خود عزّتی قرار داد و گاهی گاهی رطب و یابسی درهم می آورد، و بعضی اوقات
نیز از روی هوس جوانی در پی قصه دانی می شد تا بقوّت جاذبهٔ حافظهٔ تمام
عیار قصهٔ امیر حمزه بن عبد المطّلب را بیک شنیدن بخاطر گرفت و دران ایّام
قوّت حافظهٔ فقیر بمرتبه بود که در مجمعی که صد بیت خوانده می شد قریب
به هفتاد بیت آن در طبیعت چنان جایگیر می شد که بخانه می آمد و همه را
بر بیاض خود می نوشت، الحال که بتالیف میخانه مشغول است اثری
از آثار آن حافظه مانده باشد، چنانچه دو بیت بیک خواندن در خاطر
بماند آن هم بصد هزار جد و جهد، سبحان الله احوال هیچ مخلوقی به یک
حال نمی ماند مگر ذات مقدس ایزد متعال و قادر پرکمال[1] چنانچه می فرماید
قوله تعالیٰ کل من علیها فان ویبقی وجه ربك ذو الجلال و الاکرام،
اما چون سن مسعود این اوراق پریشان بنوزده رسیده بعزم زیارت
امام الانس والجن امام رضا علیه التحیّة والثنا بمشهد مقدّس آمد و بسعادت
آستان بوسی آن روضهٔ متبرکه منوّره مقدّسه مطهّره مستسعد گردید و قریب
(۲۸۲ب) به یک ماه درانجا بسر برد، در ایّام توقّف آن آستانه هر روز (۲۸۲ب)
از یسار و یمین و از تجّار و متردّدین وصف دار الامان هندوستان [دیار

(بقیه حاشیه ص۵۰۰) ۴ آ: وفائی ۵ آ: لبن و رشد تمیز،
(حاشیه ص۵۰۱) ۱ آ: برکمال — در آ بعدش افزوده است و هیچ [فردی؟] از افراد انسانی باقی
نخواهد ماند مگر حضرت واجب الوجود که آفرینندهٔ عالم و آدم است و بغیر از ایزد هیچون کسی پاینده و باقی نخواهد ماند،

Marfat.com

شنید شوق دیدن آن ملک برین نو سفر غلبه کرد، عزم آن بلاد جزم نمود، بعد از طیّ منازل و قطع مراحل از راه قندهار بیمار و نزار خود را بلاهور رسانید و چهار ماه دران بلده توقّف کرد تا کوفت راه بالکلّیه رفع شد، بعد ازان بسیر لاهور مشغول شد، عجب ملکی بنظر این حقیر در آمد، ارزانی و فراوانی، دیگر یکی از خوبیهای هندوستان این که هرکس در هر محل بهر طریقی که زیست کند هیچ کس را قدرتِ آن نیست که نهی آن امر نماید، باخود قرار داد که جای توطّن تو این ملک است،

بعد از فراغ گشتِ لاهور در سنه ثمان عشر و الف بدار الخلافه آگره که مقرّ سلطنتِ نوشیروان سیرت، داد گستر دارا درایت، سکندر فر، کیوان قدر، قمر افاضت، عطارد فطنت، خورشید اضایت، زینت بخشِ تخت گورگانی، چراغ افروز بخت صاحبقرانی، جم جاهِ انجم سپاه، خورشید کلاه، ابو المظفر شاه[1] نورالدین محمد جهانگیر بادشاه بود رسید، ازان تاریخ تا لغایه که سنه تسع[2] عشرین و الف است عالم را از عدل و داد آن خسروِ عادل چون رخسارِ شیرین رنگین ساخته و در ایام (۲۸۳ ل) دولتِ خویش (که تا قیام قیامت باقی مانا د!) بحال بنده و آزاد از روی مهربانی پرداخته شعر

مهربانیش را شماری نیست زندگانیش را شمار مباد!

چون این ضعیف بدار الخلافه رسید خود را بخدمت وزارت پناه، عزّت (و) معالی دستگاه میرزا نظامی[3] که درین ایّام دیوانِ صوبه بهار است و

---

[1] چنانکه معلوم است جلوس جهانگیر در جمادی الثانی سنه ۱۰۱۴ هجری واقع شد [2] آ: ثمان،
[3] آ: نظامی قزوین ــ و او غیر نظام الدین احمد صاحب طبقات اکبری ست،

Marfat.com

دران وقت واقعه نویس درگاه بود رسانید چرا که مؤلّف این تالیف با و نسبتِ خویشی داشت، و آن عزیز را بقصّه امیر حمزه بشنیدن میل تمامی بود چنانچه این نحیف را بران آورد تا در اندک ایّامی دران فن کمال مهارت بهم رسانید ولیکن از سر رشتهٔ موزونیّت باز ماند،

چون رایات جلال جهانگیری[1] به عزّ و اقبال در سنه اثنی عشرین و الف بجانب اجمیر نهضت فرمود کمترین نیز همراه میرزای مذکور بدان طرف روانه شد تا آنکه روزی دران راه به یکی از هم شهریان خود که مسیح بیگ نام داشت بحسب اتفاق برخورد و آن عزیز در خدمت خان عالی شان صاحب فلک قدر گردون توان، زمانه بیگ مهابت خان می بود و خان مذکور مشارٌ الیه را مدار المهامی سرکار فرزند ارجمند و خلف سعادتمند خود میرزا امان الله ساخته بود، مسیح بیگ این ضعیف را همراه خود بسعادت ملازمت

مصراع

چشم زمانه شخص سخا میرزا امان الله

گرانید (۲۸۳ ب) مستعد گردانید چون ساعتی در بندگی ایشان بسر برد حسب الامر فصلی قصّه در خدمت آن نتیجة النجابتین گذرانید، بعد از استماع این سخن آن صاحب سخن بمرتبهٔ خواهان فقیر شد که دیگر نگذاشت که من بمنزل خود روم و هم دران روز بنده را به یکی از عزیزان که نوکران معتمد خان عظیم الشان مهابت خان بودند سپرد، و کمتر پانزده روز نظر آن جناب

[1] جهانگیر بتاریخ دوم ماه شعبان سنه ۱۰۲۰ از دار الخلافه آگره بر آمده "توجه بجانب اجمیر اختیار نموده" (توزک صفحه ۱۲۱ س ۵) و به تیم شوال داخل اجمیر شده (ایضاً صفحه ۱۲۵ س ۵) برای احوال میرزا امان الله رجوع کنید به مآثر الامراج ۱ صفحه ۴۲۰ تا ۴۳۰ ترجمه عالی شان مبارز الدین،

Marfat.com

روز شانزدهم آن قدردانِ اربابِ دانش در اجمیر با دو سه کس از نوکرمصاحبان خود بسیر چشمهٔ نور[1] رفت، چون صحبت ایشان منعقد شد میر بیگ به تقریبی حرف این حقیر را درمیان آورد، حکم شد که بحضور آید چون دران مجمع حاضر شدم بزمی دیدم رنگین و کشت گاهی بغایت شیرین، از قضای آله دران ایام بهار بود و جهان از آرایش مشاطهٔ بهار رشکِ جَنّاتٌ تجرِی مِن تحتِهَا الاَنهَار گشته و اطافِ بساطِ عنبرا از ریاحین درخشنده بمانند قبهٔ خضرا پُرکواکب شده شعر

جهان پیرانه سر گفتی جوان شد | زمین از سبزه گوئی آسمان شد
زمعشوقان چمن پُر رنگ و بو تر | نواها از گلِ نو تازه رو تر
چمن را با سبک روحان سروکار | زمین از بارِ برگِ گل گران بار

چون بمطالعه آن سرزمین که چشمهٔ نور (۱۲۸۴) دران واقع است مشغول شد درهٔ مطبوعی بنظر درآمد که از اطراف جبالش بسیاست بلند سر به فلک کشیده و از جانبین دامنهاش سایه بر سر آفتاب انداخته، سواد مینا رنگش از روضهٔ مینوی دلکشای تر و نسیم غالیه بیزش از نافهٔ مشک تتاری عطرسای تر شعر

صد هزاران گلِ شگفته درو | سبزه بیدار و آب خفته درو

---

[1] این چشمه اولاً بنام حافظ جمال مشهور بود بحکم جهانگیر در نواحی ۱۰۲۴ درین جا حوضی چهل گز در چهل گز ساختند و آب چشمه را بفواره درین حوض جاری کردند و برکنار این حوض نشیمنها عمارت یافته "و همچنین صد مرتبه بالای آن که تالاب و چشمه درانجا واقع است جاهای موزون و ایوان های دلکش و آرامگاهای خاطرپسند بعضی از ان مصور و منقش .... ساخته و پرداخته اند .... تمام آن را چشمهٔ نورنهادم" (توزک ج ۱ ص ۱۲۵ و ص ۱۳۲)، بقول مترجم توزک محل وقوع این چشمه برپشت کوه تاراگڈھ است، و این موضع اکنون به نورچشمه موسوم است، امّا در و دیوارش از دستبرد زمان محفوظ نمانده،

Marfat.com

هر گلی گونه گونه از رنگی | ابوی هر گل رسیده فرسنگی
و درمیانِ حقیقی دره چشمهٔ آبی بود بصفا چون رخسارِ لاله رویان گلعذار
و بحلاوت چون سخن شکر لبانِ شیرین گفتار شعر

منوّر همچو چشمِ پاک بینان | مصفّا چون دلِ خلوت نشینان
بنوعی سرد کز بیمِ فسردن | نیارد عکس در وی غوطه خوردن
گیاهی کاندران نشو و نما کرد | بجای برگ بیرون عینک آورد

درکنار آن چشمه که نورزم ازان نی زد میرزا امان الله را دیدم نشسته و دو سه کس از اهل طبع نزدیک بایشان قرار گرفته، چون چشمش بر تن ضعیف افتاد فرمود که بنشین حسب الحکم بزانوی ادب نشستم آن خلف ارجمندِ زمانه بنفس نفیس متکلم شد و رفته رفته سخن باینجا رسانید که در عالم هیچ یادگار بنی آدم را به از سخن نیست شعر

جهان را یادگاری جز سخن نیست | (۲ب) خردمندا کاری جز سخن نیست

آن قدر که طبعِ من مایل بنظم است هیچ چیز دیگر نیست[1]، ای عزیزان! بیائید تا هر کدام بجهت این چشمه و این دره یک مصراع بگوییم تا ربانی شود که امروز بغایت خوش وقتیم، اقل من بگویم، این مصراع بر زبان آورد ع

چون چشمهٔ نوزیست جای بجنور

این ضعیف این مصراع در بدیهه بعد از مصراع ایشان رسانید

موجش فوجیست گوئی از غنچه حور

آن ممیز عصر خود از استماع این مصراع بغایت از جا در آمد و فرمود

[1] مرزا ابن الله صاحب دیوان است و آمانی تخلص می کرد (مآثر)

Marfat.com

که: ملّا عبدالنبی! مرا گمان این نبود که تو موزون باشی، فقیر معروض داشت که: اگر حکم شود این رُباعی را تمام نمایم، فرمودند: البتّه، این ضعیف بیتِ ثانی را نیز گفت و برایشان خواند خوش وقت شدند، همدران روز بزبان آوردند که امروز این غزلِ امیر خسرو را که یک مصراع آن بخاطرِ منست طرح می نمایم تا فردا شما و یاران را مهلت است که این غزل را تمام کرده بگذرانید، آن مصراع امیر خسرو اینست مصراع

از دل بدست رفت[1] و ز ناخن بتاز ریخت (؟)

القصّه روز دیگر محمّد[2] انور لاهوری و این فقیر غزل پیش از یاران دیگر گفته برمخدومِ خود گذراندیم از هر غزل یک بیت (۱۲۸۵) مرضیِ طبع ایشان شد[3]، از مولانا انور اینست

یارب چه صوتی که ز شرم تو آیینه | گردید آب و از کف آیینه دار ریخت

این ضعیف گوید

یک قطره خونِ دل بدرونم ذخیره بود | آن هم ز راهِ دیده غمِ روزگار ریخت

القصّه آن نتیجة النحوانین این کمترین را بار دیگر بر سرِ بلبل نوائی آورد تا در اندک ایّامی طبیعت خود را از صحبتِ آن مجموعهٔ دانش هزار مرتبه بهتر از کثرت اوّل بدرجهٔ موزونیّت رسانید مصراع

کمالِ صاحبم در من اثر کرد

از غایت توجّهی که باین ضعیف بهم رساند کتابداری سرکار خویش بدین بی مقدار مقرّر فرمود، مسوّد این اوراق پریشان دران خدمت به مطالعهٔ

---

[1] تا: رفت در ناخی سار، آ: و رفت ز ناخن بتار [2] ترجمهٔ اش در مرتبهٔ سوم می آید،
[3] از اینجا در آ یک ورق (تا ابتدای ۲۸۶) بخط غیر کاتب کتاب است،

Marfat.com

کتب معتبر مشغول شد و سخنانِ خوب از مصنّفات و مؤلّفات متقدّمین و
متاخّرین چه نظم و چه نثر انتخاب نمود، روزی بخاطر رسانید که از بی الصافی
روزگار معلوم است که اشعارِ تو در جنبِ واردات شعرا گذشته و آینده
اشتهارِ سرشاری نخواهد یافت هیچ به ازان نیست که دو سه تالیف نظم و نثر
ترتیب بدهی بوسیلهٔ اخبارِ اربابِ (۲۸۵ ب) دولت و بواسطهٔ اذکارِ
اصحابِ طبیعت و سخنانِ ایشان نامِ تو بی نشان برصفحهٔ روزگار ثبت شود

لمؤلّفه

نبی خود را در افگن درمیانه | اگر نامی بر آری در زمانه

بنابران انگارهٔ سه تالیف نمود:

یکی بجهت خواندن قصهٔ حمزه و آدابِ آن تا قصّه خوانان را دستوری
باشد و نام آن دستور الفصحا قرار دهد،
ثانی یا بعضی از حکایات شیرین و نقلهاء رنگین مرتّب سازد و آن را
به نوادر الحکایات یا بحر النوادر موسوم گرداند، و
ثالث مؤلّفاتِ ساقی نامه های متقدّمین و متاخرین را ترتیب[1] داده
با احوالِ ایشان بر بیاض برد و نام آن را میخانه گذارد،
چون طبع هنرمندانِ این جزوِ زمان را بساقی نامه راغب تر دید پخت
بتالیف میخانه مشغول گردید و قریب پانزده ساقی نامه با ذکر قایلان آن

---

[1] نسخهٔ ازین کتاب (که در ۱۰۵۳ در احمد آباد تحریر شد) در موزه بر طانیه [illegible]
صد ۴۰ ب)، از دیباچهٔ آن کتاب که مصنف او را درست نگاشته بود ظاهر می شود که این
کتاب پنج صحیفه داشت و هر صحیفه دوازده باب و هر باب دوازده حکایت، نسخهٔ مذکور فقط صحیفهٔ
اوّل دارد اما فهرست صحیفه دوم نیز درانجا درج است، ۵۲ تر: بحمد الله [ه]

Marfat.com

در عرضِ یک ماه در بلدهٔ اجمیر مرقومِ قلم شکسته رقم گردانید و از روی شوق به تفحّص و تجسّس ساقی نامهای دیگر مقیّد گشت که ناگاه فلک بی مدار ناهنجار با این* بی مقدار ناسازگاری آغاز نهاد، گردشِ بی روش خود بی واسطهٔ حظّ نفسانی و بغیر لذّت مساس جسمانی بیداد باد* فرنگ را چون آتش بجان ناتوان سرداد و پیش* ازانکه بخیهٔ این زخم بر روی کار* افتد و گل آن مرض این محقّر را در نظر امثال و اقران خار گرداند خویش را بیمار و نزار ساخت و از* بیم اینکه مبادا صاحب* براحوال این شکسته بال اطلاع یافته در مقام آزار شود از ارکانِ دولتش* التماس کرد تا بجهت فقیر رخصت رفتن ولایت گرفتند، القصّه* بعد از اجازت در ساعت تالیفهای ناتمام خود را همراه برداشته در لباس فخر فقر از اجمیر برآمدم و از راه نارنول روانهٔ لاهور شدم،

در راه عزیزی باین مکینه برخورده، بنده را (۲۸۶ ا) ازان لباس برآورد و همراهِ او روانهٔ شهر مذکور گردیدم، چنانچه عنقریب شمهٔ از احوال آن دوست در صحیفهٔ سیوم این کتاب درجنب ذکر شاعرانی که تا لغایه ساقی نامه ننگفته اند و بمؤلف این کتاب برخورده اند ذکر کرده خواهد

---

۱ این جا تا القصّه (س ۹) بر حاشیهٔ کتاب مرقوم است وچون بعضی از الفاظ از حاشیه ساقط شده از آ نقل کرده ام و نشان داده ۲ منقول از آ ۳ منقول از آ اما در آ 'دولیس' نوشته است، ۴ آ: اجازت ملازمت، آ: اجازت ۵ یعنی محمود بیک ترکمان رجوع کنید به ۶ آ: مرتبه،

۷ آ: ملاقات کرده اند مرقوم قلم بیان خواهد نمود،

Marfat.com

شد، چرا* که آن عزیز هم یکی از اهل طبع است، چون در سنه خمس عشرین
و الف بلاهور رسیدم طاعون گرم شده بود، از لاهور بدارالعیش کشمیر
روانه گشتم، چون بمطلب رسیدم قریب به دو سال در انجا ماندم، دران
ایام مخدومی مرزا نظامی بخشی و دیوان کشمیر بود، با ایشان بسر بردم،
و کتاب دستور الفصحا را در انجا بر بیاض بردم* و باتمام رسانیدم، دستور
بانجام رسیده* تاریخ اتمام آن کتابست،

در آخر سنه ست عشرین و الف میرزا نظامی را بدرگاه
طلبیدند* همراه ایشان بمندو آمدم، و قریب به یک ماه در انجا ماندم،
بعد ازان میرزای مذکور را دیوان صوبهٔ بهار ساختند این ضعیف همراه
دیوان مذکور بعزم سیر به صوبهٔ بهار آمد چرا که در هند این ملک* بخوبی
و خوّرمی شهرت تمام دارد، چون بمطلب رسید از مساعدت بخت
بلند، و استمداد طالع ارجمند بشرف ملازمت خان فریدون فرجمشید
نشان* شمع دودمان خاتم پیغمبران (۲۸۶ ب) نواب سردارخان مشرّف (۲۸۶ ب)
گردید، آن قدر احسان و اکرام که ازان یگانهٔ زمان به این کمترین رسید

۱ه در آ ندارد ۲ه آ: از بیم وبا بلا توقف ازان بلده بدارالعیش کشمیر روانه شدم وقتی
که بدان سرزمین عشرت آئین رسیدم ۳ه آ: مخدومی ام ۴ه آ: نظام الدین احمد افضل دیوان
ولایت مذکور بودند ۵ه آ: ترتیب دادم ۶ه کذا در آ و آ اما این جمله ۱۰۲۶ه بر می آید حالانکه مصنف
دستور را در ۱۰۲۵ه یا ۱۰۲۶ه بانجام رسانیده است. ۷ه آ: میرزای مذکور را بدرگاه خلافت پناه طلبیدند
۸ه آ: دران بلده رحل اقامت انداختم ۹ه آ: میرزا نظام الدین احمد از غایت بی نهایت جهانداری دیوان صوبهٔ بهار
شد این ضعیف از برای سیر در خدمت ایشان عازم آن دیار گشت چرا که آن ملک، دارالامان هندوستان
۱۰ه آ: اجم نشان نکته دان ۱۱ه برای تذکره احوالش رجوع کنید به ماثر الامراء ۲ ص۴۱۱ سردارخان خواجه یادگار
برادر عبد الله خان فیروز جنگ است ۱۲ه یعنی در ۱۰۲۸ه چنانکه در دیباچهٔ کتاب گفته است،

۵ه رک به ایلیت ج ۶ ص۴۰۵ و ترجمه توزک ۱: ۳۳۰

Marfat.com

برخود لازم دانست که تالیف[1] می خانه را بنام نامی آن خان نکته دان* بانصرام رساند، بنابران از عنایت ایزد سبحان و اقبال[2] آن خان جم نشان* دو صحیفه[3] این اوراق[4] را به اتمام رسانید، امید از کرم الهی[5] چنان دارد که صحیفه[6] ثالث این نسخه که مجملی از احوال بیست[7] نفر شاعران مشهور* ست وکتابت آن اندکیست آن نیز از توجه آن دُرّ صدف شرف سیادت و نقابت و اختر برج کرامت و ولایت* باتمام رسد،

از منظومات[8] فقیر سوای ساقی نامه تا لغایه هزار و پانصد بیت فراهم آمده است، * ساقی نامهٔ خود را بنام[9] نواب مستطاب سردارخان در بلدهٔ پتنه تمام کرده* درین اوراق پریشان بر بیاض برده ام[10]، امید که منظور نظر ارباب هنر گردد، انشاء الله تعالیٰ

ساقی نامه مولّفِ کتاب عبدالنبی فخرالزمانی

بشبی با خرد گفتم ای پیر کار	زمانه جوان شد ز فیض بهار
بیا تا بگلگشت بستان رویم	زمانی بگشت گلستان رویم
که شاید ز شوق تماشای باغ	غم از دل برآید چو دود از چراغ

[1] آ: کتاب میخانه را بنام نامی و القاب گرامی آن خان عظیم الشان [2] آ: و توجه آن خاندان قدردان [3] آ: مرتبه، [4] آ: مجمل، [5] آ: خالق زمین و زمان، [6] آ: هست پنج (بیست و پنج) تن ارباب نظم [7] آ: به همت خان نامدار گردون اقتدار، [8] آ: عدد منظومات فقیر تا لغایه که بهزار و بیست و هشت رسید سوای ساقی نامه بهزار و پانصد می رسد [9] آ: در پتنه بنام آن صاحب مهربان باتمام کرد..... [10] آ: برد

Marfat.com

خرد گفت غم مال و گنج مفخر است
بدل چیزی ارزد رنج مفخر است

(۱۲۸۷) مرا سینه شد مخزنِ دردِ دوست
زشادی این غم نگنجم به پوست

برین گنج از فخر شادی کنم
زشادی بعالم منادی کنم

نه چون گنج قارون بود رنج من
مرا بر فلک می برد گنج من

مغنّی بزن دست بر تار ساز
که بینم چه داری تو در بار ساز

بزن بر دلم ناخنی آنچنان
که تا حشر خون گردد از وی روان

کنون می روم بر درِ می فروش
که شوقِ میم در سر آمد بجوش

مرا شوقِ می برد بر اوجِ چرخ
شکستم بامدادِ او فوجِ چرخ

گرفتم گریبانِ گردونِ دون
چو کاسه شد از دستِ من سرنگون

بیا ساقی آن رشکِ آبِ حیات
که هستم گرفتارِ لات و منات

بمن ده که تا بشکنم لاتِ خویش
بهم بر زنم زرق و طاماتِ خویش

در اجمیر شامی بفصلِ بهار
شدم مست از یادِ لبهای یار

زمستی شدم عازمِ کوی دوست
بدیدم چو مه ناگهان روی دوست

گلِ خود رو آمد به ویرانه ام
گلستان شد از عکسِ او خانه ام

میی داشت همراه آن رشکِ حور
که از دیدنش یافتی دل حضور

بشیشه درون داشت آبی چنان
که از بوی اومست گشتی بهان

(۲۸۷ب) شرابی چو خونِ دلِ عاشقان
زچشمِ صراحی همیشه روان

صراحی ازان می چنان بود مست
که سجده نمودی باغوازدست

شرابی بکیفیتِ عاشقی
بلذت ترا از لذتِ عاشقی

برنگِ خزان و ببوی بهار
زتلخی بصد تندی خوی یار

---

۱ در نسخه درین موضع عنوان "حکایت" درج است

Marfat.com

اگر تلخی او چشیدی مگس
دگر شهد خوردن نکردی هوس

چو پروانه‌اش دیدی اندر ایاغ
نگشتی دگر گردِ شمع چراغ

به میل اریکی قطره در چشمِ کور
کشی آن چنان یابد از نشار نور

که چون دیده بگشاید از هم چو خور
زمین و زمان سازدار نور پُر

وگر بنگرد بر زمین ناگهان
به بیند چو بالا به[1] تهٔ آسمان

چو بوی خوشِ او بر آمد بچرخ
بشد مست چرخ و در آمد بچرخ

مرا دست بگرفت آن دلستان
نشستیم باهم چو چشم و چو جان

دو سه جام خوردیم با یکدگر
مه از حسن می گفت و من از هنر

زمستی وصل و ز مستی مُل
نهادم سرِ خویش در پای گُل

نهادم سرِ خود چو در پای یار
شد از رشکِ فرقم فلک بی قرار

به[2] بین تا چه نیرنگ سازی نمود
که در سجدهٔ شوق خوابم ربود

(۲۸۸ ر) چو برداشتم سر ز خوابِ خمار
نه می بود و نی شیشه نه می گسار

چو گل در برم دل بصد پاره شد
رهِ دیده بگرفت و آواره شد

نشانی ندیدم چو از روی ماه
جهان شد بچشمم چو سرمه سیاه

دلا عبرت خود ازین وصل گیر
اگر هوش داری رهِ اصل گیر

که دنیا ندارد ثبات و بقا
بود عین هستیش محض فنا

مخور بازی از دهر و مفروش دین
مده آسمان در بهای زمین

فریب از زمانه مخور چون بهار
که وقتِ خزانت نیاید بکار

هر آن لولوئی کو[3] بود در جهان
یکی تارِ دلخواه دارد چو جان

ولی این فسونگر بجز[4] گاهِ خویش
کسی را نکرده است دلخواهِ خویش

---

۱ آ: تبه، تہ: بته ۲ در تہ این دو بیت را ندارد ۳ تہ: که ۴ تہ: بجز کاه،

Marfat.com

منه دل برین دلبرِ بی وفا — که هرگز نکرد دست با کس وفا
اگر می شود لحظهٔ با تو رام — بود مطلبش این که افتی مدام
فتادی چو در دام او ناگهان — برهنه برونت کند از جهان
درین دم که نقدست عمرای پسر — باین نقد خود جنس فردا بخر
در امروز تخمی ز خوبی بکار — که فردا تاسّف نیاید بکار
بفضلِ خزان مور سامانِ خویش — کند از برای زمستانِ خویش
(۲۸۸ب) زموری، نه کم تو هم کار خویش — ببین تا که هستی ببازار خویش
نه اسبت بکار آید آنجا نه پیل — نه تیغ و نه جوشن نه خود و نه میل
مخر فیل اسب و مخر گاو و خر — اگر میخری در جهان دل بخر
دلِ دردمندی بخر در جهان — که دستت بگیرد در آخر زمان
مینداز در خانهٔ دل خلل — که گیرد گریبانِ جانت اجل
چو رفتی ازین دیر کهنه خراب — نیائی دگر باز بیت همچو آب
نبی ترکِ این گفت گوئی درا — بگو زانکه تو نیستی اهل راز
گذاری بزندانِ میخانه کن — تماشای مستانِ دیوانه کن
که در چشمِ شان کوه کاهی بود — فلک قبّهٔ بارگاهی بود
چنان گشته از خویشتن بی خبر — که بر جای پا می گذارند سر
چو بینی بدان روز بازارشان — تو هم شو دران کار بسمکارشان
بمیخانه بنشین و می نوش کن — غم هر دو عالم فراموش کن

---

۵ بعد این بیت در آ بیست و هشت بیت و یک مصراع افزوده است

المعنی :—

بیا ساقی آن مایهٔ اشتلم — که سازد خرد تیره چون دُرد خُم
ازان بادهٔ کان نستی افزون کند — زبان و دل از دست بیرون کند

Marfat.com

بیا ساقی آن بادهٔ لعل رنگ	که غم بر دلم جای بنموده تنگ
(بقیه حاشیه صـ۵۱۳) بده تا شوم مردان (میه ان؟) جنگ	زنم راستی بی محابا بسنگ
بمستی گشایم سر رازها	برآرم ازین پرده آوازها
کنم نغمهٔ ساز از ظالمان	که سعدی چنین گفت در بوستان
سه کس را شنیدم که غیبت رواست	ازین چون گذشتی چهارم خطاست
یکی حاکم ظالم بد پسند	کزو بر دل خلق آمد گزند
دلالست ازو نقل کردن خبر	مر خلق باشد ازو پرهیز [برحذر؟]
دوم پرده بر بیحیائی متن	که او می درد پرده بر خویشتن
سوم کج ترازوی نارا ست گوی	ز فعل بدش هرچه خواهی بگوی
کنوم (اکنون؟) می روم بر سر داستان	که تا سازم از ظلم ظالم عیان
بدادار بیچون که بی شک و ریب	بود ملو این ظالم از هر سه عیب
یکی در جهان ظلم بنیاد کرد	جهنم برای خود آباد کرد
نه شرم از خدا دارد و نه رسول	ز نامردمی گشته رد قبول
حسودیست بی عاقبت نام او	که ناکامی خلق شد کام او
چو نامش همه کار او ناتمام	همه حشو شغلش چو تمیس نام (تمام)
(ایا) عدل تو ظلم حجاج خلق	ویا جود تو بیع تاراج خلق
بکن ترک این جود بهر خدا	نه بستان و نی ده مضی تا مضی
اگر نیک خوئی و فرزانه	نماند ز تو غیر افسانه
وگر بد زبانی و ناسازگار	به بین تا چه ماند ز تو یادگار
یکی چشم بکشا و عالم به بین	رخ شادی و چهرهٔ غم به بین
بسنج این بد و نیک نیکو بسنج	بیک پلّه نه مار و یک پلّه گنج
بمیزان دانش بکش این دو چیز	بانصاف بکشای چشم تمیز
اگر به بود نیک بد پیشه کن	وگر نیک نیکست اندیشه کن
بیا ظلم را بیخ برکن ز بن	عزازیل را بیخ در چشم کن
اگر کردهٔ ظلمها پیش ازین	مکن ظلم بر نفس خود بیش ازین
سخن آنچه بد با تو گفتم تمام	تو دانی بد و نیک خود والسلام
نبی ترک این ترکتازی بکن	زبان کوتهی کن دراز ی مکن
میالا زبان از بدی ناکسان	. . . . . (بیاض در ر)

Marfat.com

بمن ده که تا من بمانند آب
کنم خان و مانِ غمِ خود خراب

مغنّی بیا چنگ بر چنگ زن
زمانی چو بلبل بر آهنگ زن

(۲۸۹ا) که تا چشم برهم زنی در جهان
نه بینی اثر از زمین و زمان

بیا ساقی آن آتش تر بیار
بیار آن فروزنده اختر بیار

میی کو چو خورشید روشن بود
با برِ غمِ دهر دشمن بود

بده تا برون سازد از سینه غم
بهم برزند خان و مانِ الم

مغنّی سری در سرِ عود کن
جهان ز آتشِ نغمه پُر دود کن

چنان آه گرمی رسان بر فلک
که بر چرخ سوزند خیلِ ملک

بیا ساقی آن شمعِ رخشان طُلو
بیاور که راهم دراز ست و دور

بمن ده که سامانِ رفتن کنم
سری در سرِ کارِ مردن کنم

ازان پیش کین زالِ مکّار دون
زند آبِ مکری برین کهنه خشت

مغنّی بزن دست بر تارِ عود
که غم بر دلم گشته پیچان چو دود

بناخن بکن رخنه در منزلم
گزان ره رود غم برون از دلم

بیا ساقی آن زادهٔ تاک را
همانِ دشمنِ عقل و ادراک را

میی ده که از شیشه آید بجام
هوا گردد از پرتوش لعل فام

زکیفیّتِ آن می خوشگوار
فلک تا قیامت شود بیقرار

می سربسر مستی و بیخودی
بمن ده که تا وا رهم از خودی

(۲۸۹ب) شرابی بکیفیّت لعلِ یار
که از سر برد عقل و از دل قرار

بمن ده که در عشق بی مایه ام
بلندی ده از نشأتش پایه ام

مغنّی بزن دست بر تارِ ساز
دلِ خویش با دست کن یارِ ساز

---

۱ آ: ویشت ۲ آ: در ۳ آ: بار، تصحیح از روی تا

Marfat.com

که گر دست و دل هر دو گردند یار — ز جانِ غم آرند بیرون دمار
بیا ساقی آن بادهٔ رشکِ ماه — که شد همچو شب خانهٔ دل سیاه
بمن ده که تا من ز نورِ شراب — فروزان کنم همچو روزِ شباب
مغنّی بیا نغمه ساز کن — درِ فیض بر روی دل باز کن
می نغمه ریز در جامِ گوش — باین باده از عقل برپای هوش
که در بیخودی ترکِ دنیا کنم — سری در سرِ کارِ عقبیٰ کنم
بیا ساقی آن جامِ گیتی نما — که شاید برم ره بسوی خدا
نه آن می که مردودِ رحمان شوم — نه آن می که مقبولِ شیطان شوم
میی ده که چون لب ازو تر کنم — دلِ خود ز خورشیدِ انور کنم
ازان می که چون در دلم جا کند — بیک ناله در کارِ فردا کند
مغنّی زمانی به بتخانه آی — تماشای بتخانه و بت نمای
یکی ناله بیرون کن از ارغنون — که افتد بت از تختِ[1] خود سرنگون
(۱۲۹۰ا) بیا ساقی آن آب آتش لباس — بیاور که دارم ز مردن[2] هراس
بمن ده که از مرگ بی غم شوم — نترسم اگر در جهنّم روم
مغنّی ز قزوین نمی یاد کن — دل و جانم از یادِ آن شاد کن
چه[3] قزوین بهشتی پُر از رنگ و بو — جهان در جهان اهلِ معنی درو
نروید ز خاکش بجز خرّمی — چو مردم همه مردش مردمی
چه یاد از عزیزانِ قزوین کنم — دُرِ اشک را عقدِ پروین کنم
یکی گفت با من درین سرزمین — کز ایشان نمانده[4] یکی بر زمین

[1] آ (مصنّفا): بخت [2] آ: مردان، تہ: مردن [3] تہ آ: جو،
[4] آ: مانده، تصحیح از روی تہ،

Marfat.com

عزیزانِ دانش همه رفته اند — بزندانِ مصرِ[1] زمین خفته اند
چو گریم بیادِ بزرگانِ پیش — کنم یاد از آباء و اجدادِ خویش
بنی گرچه بودم پدر بی هنر — ز دُرِ سُفتنِ نظم بس بی خبر
خلف نامش و ناخلف در سخن — نهاده زمانه برو نامِ من
ولی جدّ من بود فخرالزمان — که گفتی سخن همچو آبِ روان
سخنهای نیکو از و مانده است — همه دُرِّ مکنون بر افشانده است
اگر دُرِّ نظمش کنی زیبِ گوش — زند آتشِ عشق در جانِ هوش
چنان مست و بی خود شوی از سخن — که در بیخودی گردی از خویشتن
(۲۹۰ب) پس از وی گمانِ که بُد در جهان — شوم جای او بنده فخرالزمان
کنم تازه افسانهای کهن — شود روشن از من چراغِ سخن
مغنّی بزن ناخنی بر دلم — که افتاد دُور از وطن بلبلم
چنان های و هویی بکن در چمن — که از غربت[2] آیم بسوی وطن
شدم از فراقِ وطن چون هلال — خلالی شدم بس که کردم خیال
بجدّی پریشانم اندر جهان — که چشمم نه بیند زمین و زمان
جهانم بجای رسانید کار — که گشتم پریشان تر از روزگار
گرفتارِ هندم ز جورِ فلک — فتادم درین دامِ نقشِ ملک
چه سازم کزین دام بیرون روم — مگر آنکه زین ورطه مجنون روم
جنونم مگر سوی جانان برد — ز هندوستانم بایران برد
الٰهی با عزاز و اکرامِ تو — بلطف و بقهر و بانعامِ تو
بحقِّ همه انبیای عظام — بحقِّ محمّد علیه السلام

[1] آ: مصری
[2] آ: قربت

بنورِ جبینِ جهان تابِ او
بیاران و اولاد(و) اصحابِ او

بسوزِ فراق و بشوقِ وصال
به نقصِ زوال و بکنهِ کمال[1]

بخطّ و بخالِ پری پیکران
بدلهای بی رحمِ سیمین بران

(۱۲۹۱) بفریادِ بلبل به بیدادِ گل
بخاصیّت و نثارِ جامِ مل[2]

---

[1] آ: بکنه و کمال، تصحیح قیاسی، [2] در آ بعد این بیت سی بیت را افزوده است که ربطی باین مقام ندارد و هرچندتن این ابیات مضطرب و ناقص است بغرض تتمیم فایده این جا نقل کرده می‌شود :—

[بر] ون برده از منظرِ غیب سر
ولی همچو خورشید عین هنر

[ ] وهی(؟) بوار ستگی چون فنا
بصورت چو درد و بمعنی دوا

[د] رد (؟) چشمهٔ جام و مهرِ سپهر
زلالش جهانگیر چون نورِ مهر

بصورت خفی و بمعنی جهان (کذا)
که اندیشه آفرینش بدل (کذا)

اگر بر وی افتد خیالِ سُهیا
ازو نهُ فلک را توان داد جا

درو شیشه آئینهٔ جان شده
تهی از خود و پُر ز جانان شده

بهر راز آگه تر از گوشِ غیب
ولی پنبه در گوش از حرفِ غیب

بهر گوشهٔ او ز اهلِ نیاز
شده مجمعی از پیِ درسِ راز

برو کرده تعلیم شخصِ سبو
چو اشرافیان (اشراقیان) علم بی گفت و گو

دل روشن آواز (اوز) اندیشه پاک
زده دست بر سر چو اندیشه ناک

.... در پای اندیشه همچون حکیم
دمادم کشاید زلالِ نعیم

... هر(؟) خمش عالمی بی گداف
زمین و سپهرش ز دُرد و ز صاف

... ن گوشه دان فراخی جود
وزین مایهٔ اوج چرخ کبود

... فت نمنده ز(؟) چو امکان مثال
پیِ اندیشه زو تنگ میدانِ خیال

[ز یا] قوت قصری درو هر حباب
هیا بهشتی بر اهلِ عذاب

میش چون زساغر شود داد خواه
تو گوئی که یوسف بر آمد ز چاه

می گر خورد جرعه زان شخصِ کور
بدوزد به تیرِ نظر چشمِ مور

وگر دیده شوید ازان روچو آب
شبیخون برد بر سرِ آفتاب

شود پرده گی گر خورد نورِ بصر (کذا)
ز صد پرده یابیش پران اثر

نبرا بود ملقش (ا) ز آب و خاک
شده چون بری خلق ار ار (کذا) پاک

Marfat.com

بداغ دلِ لالهٔ آتشین — برنگِ رخِ عاشقانِ حزین
به بدمستیِ تاک در صحنِ باغ — بسوزِ دلِ شمع و دودِ چراغ
بدستِ کریمانِ مسکین نواز — بپای بیابان نوردانِ راز
بحقِ مقیمانِ بارغِ نعیم — بسوزِ دلِ ساکنانِ جحیم
بقلبی که قابل بالهام تست — بگوشی که در خورِ پیغام تست
بمهری که دارد نبیّ با علیّ — بصدقی که دارد علیّ با نبیّ
که عبد النبی را بایران رسان — بدرگاهِ شاهِ خراسان رسان
کزان آستان تا جدا مانده است — چو گل در تهِ دست و پا مانده است
زبان خواست تا مدحِ شاه رضا — بگوید خرد گفت ای بی حیا
ترا نیست با رای وصفِ امام — نگردد فسونِ تو شرحِ کلام
ترا نیست یارای این گفت گو — نه هر گفت گو هست درخورِ او
اگر میل داری که بهر امام — کنی مدحتی تا شوی نیکنام

(بقیهٔ حاشیهٔ ص۵۱۸) گنه باوجودش چنان خوش نمود — که در برقعِ شعله رخسارِ دُود
به پشتی او سینه در رزمِ غم — بروئین تنی کرده خود را علم
می خوردمی بخش چون دردِ عشق — ز هر نیستی پاک چون مردِ عشق
درونش پُر از راز مانندِ گوش — بهر نیک و بد چون حیا دیده نوش پوش
می سربسر شوق همچون هوش (هوس) — که کونین را نوست یک جُرعه بس
مثل عکس اگرچه ز ان چشمه — چنان جذبِ عشقش گریبان کشد
که از قبضهٔ آهن آید چنان شرار — نهد روی بر پای آئینه دار
ی همچو جان مایهٔ زندگی — گرفته گنه دامنش را بچنگ
زالش (آتش) دلی لطف بو همچو آب — از قلیم غم نیست همچو آب

(حاشیهٔ ص۵۱۹) ۱ آ: خاست ۲ آ: خدمت ۳ تصحیح از دیوی ۴

Marfat.com

بکن وصف درگاه والای او | که افزون زچرخ است پهنای او
به روزی که شد راست آن آستان | زمین کرد صد فخر بر آسمان
ندان آستان گوید از فخر خشت | که خاکم بود به زحور بهشت
(۲۹۱ب) غباری که خیزد ازان بارگاه | شود سرمهٔ چشم خورشید و ماه
غبار از کجا دارد آن آستان | که باشد زمینش به از آسمان
زمینی چو دل روشن و بی غبار | هوایش چو جان با بدن سازگار
بر آن سرزمین هر که یک بار گشت | سر فخرش از آسمانها گذشت
دران روضهٔ پاک از جوش نور | خورد دوش نظاره بر دوش نور
ز رفعت سر گنبدش هر زمان | سر خود نهد بر سر آسمان
فلک گرد آن گنبد زرنگار | بگردد شب و روز دولاب وار
صبا هر دم آید زسوی جنان | کند گدیه عطری ازان آستان
وزانجا رود باز سوی بهشت | کند خاک آن باغ عنبر سرشت
بر آن آستان روز و شب ماه و مهر | غلامانه مالند بر خاک چهر
بگویند کین آسمان وفاست | نه چون آسمان حامله از جفاست
نیابم ازین آستان جز وفاق | نه بینیم از آسمان جز نفاق
خوشا حال آن کس که زامداد بخت | بگیتی بر آن آستان برد رخت
سرت گردم ای ساقی دلستان! | برغم فلک شو بمن مهربان
میی ده که شوقم بجوش آورد | چو مجنون مرا در خروش آورد
(۲۹۲ا) نترسم ازین راه دور و دراز | بریزم به تیغ غنا خون آز
مرا شوق گیرد گریبان بچنگ | کشاند بدان آستان بی درنگ

۵۱ آ: در آسمان ۵۲ آ: کوبد، تصحیح قیاسی ست ۵۳ آ: خون، تصحیح قیاسی ست ۵۴ آ: ودر،

Marfat.com

مغنّی نوای نوی ساز کن
نوای که آن اشک و آه آورد
چو سررشتهٔ نظم این جا رسید
که ای آرزومندِ ایران زمین
ترا هست اگر میلِ گشتِ وطن
که جوشش ترا غرقِ احسان کند
ز احسانِ آن خانِ عالی مقام
سحابِ کرم، خانِ جمشید شان
کریمی[۳] بطبعی که از ابرِ کف
نه چون ابرِ نیسان که فصلِ بهار
بعهدش همیشه بهاران بود
چنان از کفش دهرِ پُر دُر شده
شنیدم که حاتم درین کهنه دیر
(۲۹۲ب) شدی میزبان بر سرِ خانِ خویش
ولی این کریمِ جبلّی سخا
اگر گویمش رشکِ حاتم رواست
بخُلق رسول و بجودِ علی است
بوقتی که او عزمِ میدان کند
یکی کوه بر کوه بینی سوار

دست با نیِ خویش دمساز کن
ازان پرده رویم براه آورد
هر وشی مرا در دل آمد پدید
ز هجرِ وطن چند باشی حزین
برو بر درِ خانِ لشکر شکن
وجودت سراپا گلستان کند
با یران روی خوشدل و دوست کام
بلند اخترِ دهر، سردار خان
جهان را پُر از دُر کند نی صدف
شود بر دهانِ صدف قطره باره
ز ابرِ کفش جودِ باران بود
کزان دامنِ آرزو پُر شده
نشستی بخرگاه از بهرِ خیر
بمهمان نمودی بس احسانِ خویش
فرستد عطا بر درِ خانها
تفاوت به بین از کجا تا کجاست
بلی یادگارِ نبی و ولی است
بهنگامهٔ رزم جولان کند
زهی مرد و مرکب زهی کارزار

[۱] در آ بعدش این عنوان است: گفتار در مدح خان قدردان خواجه بارگاه د کاردیادگار سردار خان
[۲] آ: امداد آن قطب قدسی [۳] آ: کریم [۴] آ: خهی،

Marfat.com

چه مرکب؟ سپهری پُر از رنگ و بو
ولی روزِ کین مو بمو جنگ جوی

سپهری چو تیر کمان راست رو
ز تیرِ قضا تند تر وقتِ دو

قضا گر کند تیرِ خود همعنان
بآن اسپ تا سازدش امتحان

چو بیرون کند تیر از شصت[1] خویش
ازان تیر صد تیر افتد به پیش

چنان نرم رو باشد اندر شتاب
که بر پشتِ او خوش توان کرد خواب

تواند ز هشیاری آن تیز تک
کند رقص بر نقطهٔ مردمک

ز هوشِ خود از گوش مثلِ قلم
کند پیکرِ خویش بر گل رقم

محمد نژادا! علی خصلتا!
سکندر شکوها! ولی نسبتا!

توئی روزکین شاهِ مردانگی
دلیلش بگویم ز فرزانگی

(۱۲۹۳ ل) بود مر ترا روزِ کین آوری
سپر تاج و شمشیر انگشتری

سمندت بود تخت و زین رختِ تخت
نشینی بران رهِ باقبال و بخت

جهان را ازین تاج و انگشتری
زمردی بزیرِ نگین آوری

ز تابِ تفِ تیغت ای آفتاب
زمین خشک گردیده بر روی آب*

کند روزِ کین تیغت ای نیک بخت
شگوفه ز مغزِ سران چون درخت

کمندت چو آرد کمین بر فلک
بدام آورد از سما تا سمک

ز بیمِ عمود تو در روزِ کین
کند نعرهٔ شیر[2] گاو* زمین

ببازی اگر افگنی بر فلک
پراگنده گردند خیلِ ملک

فلک قدرتا! اندرین خاک دان
تو سرور نژادی و من قصه‌خوان

مرا شعر در خوردِ وصفِ تو نیست
زبان و دلم بی خوش آمدی ست

درین داستان هفت بیتِ متین
ز اشعارِ فردوسی پاک دین

[1] آ: شست [2] در آ ندارد، [3] آ: کاوشیر،

Marfat.com

مناسب بحالِ تو تضمین[1] کنم | اگر ان گفتهٔ خویش رنگین کنم
کز امداد آن قطب قدسی کلام[2] | شود نظم من ختم و یابد نظام
بتن زنده پیل و بجان جبرئیل | بکف ابرِ بهمن بدل رودِ نیل
جهان را چو باران ببایستگی | روان را چو دانش بشایستگی
(۲۹۳ب) گهِ بزم دُرّیات[3] خواند سپهر | برزم اندرون شیرِ خورشید چهر
خرد[4] داری و نیکنامی و داد | جهان بی سر و افسرِ تو مباد*
که آرایشِ چرخِ گردنده | ببزم اندرون ابر بارنده
همی[5] تا بجایست* گردان سپهر | ازین تخمه هرگز مبّراد مهر

پدر بر پدر بر پدر بر پدر
پسر بر پسر بر پسر بر پسر*

---

[1] آ: تزیین
[2] شاهنامه طبع بمبئی ۱۲۵۲ھ ج ۹ ص ۲۱
[3] بیا ... ص ۲۱ ... دریاش بجای ...
[4] ایضاً ... ص ۲۰ ... او مباد
[5] ایضاً ... ص ۳۰ ... چنین تا بجایست
[6] ایضاً ... ص ۳۰ : پسر بر پسر همه تا بجایست و پیر دگر

Marfat.com

مرتبهٔ سیوم

در ذکر فصحای که مولف کتاب بایشان برخورده باایشان صحبت داشته

تحریر این مرتبه مشتمل است بر ذکر بیست[1] [و پنج] تن از فصحای برگزیده که مولف کتاب بایشان برخورده و با ایشان صحبت داشته وتحقیق نموده که تا غایه ملاقات [این ضعیف] سالی نامه نگفته اند ولیکن اکثر سخنان ایشان برتبه واقع شده است، درین مرتبه این ضعیف تا جهد دارد یک بیت یا دو بیت ازیشان که مناسبت بسیاق این کلام داشته باشد بر بیاض می برد، اگر احیاناً بیت مناسبی بهم نرسد چنان بیتی برجسته ازان جماعه بنویسد که ارباب دانش از مطالعهٔ آن مست سخن شوند و آفرین بر قایل آن کنند

[نظری]

کمال دانش و خردمندی وی از حدّ حصر بیرون است، علوّ بینش و هنرمندیش

---

[1] ۱: بیست، آ: بیست و پنج، — چون ترجمهٔ آنی را بر حاشیه ۱ افزوده است تعداد تراجم مرتبهٔ ثالث در آ حقیقةً بیست و یک است، [2] ج: ممکن باشد [3] آ: بیاض اوراق ۵۴ آ: اشعار نمایند،

عه اما ترک به ص ۵۲۲ و ص ۵۲۳

Marfat.com

از سر آمد مستعد (ان) این عصر افزون، چون ساقی نامهٔ ازان مطلع قصیده سخنوری بر صفحهٔ روزگار یاد نمانده بنابران ابتدار مرتبهٔ ثالث میخانه را بنام نامی آن گزین دانشمند انجمن فصحا مزیّن سازد و الّا مقام ذکر آن زبدة الشعرار در مرتبهٔ نخستین این کتاب قبل از احوال مولانا شکیبی[1] بود،

بر رای عقده کشای ارباب بصیرت پوشیده نماند که اسم مولانا نظیری محمد حسین و مولدش از بلدهٔ نیشاپور[2] است و در وطن خویش بسن رشد و تمیز رسیده، بعد از فوت پدر در احوال جوانی و آغاز بهار زندگانی میراث به برادران باز گذاشته و از وطن خروج نمود، بعد از گشت عراق[3] و خراسان بدارالامان هندوستان آمده داخل فهرست مدّاحان خان فلک قدر، خورشید اشتهار، میرزا عبدالرحیم خان خانان شد و مدّتها در خدمت آن خان سپه سالار [زیست کرد] و قصیده بار غرّا در مدح آن ممدوح باستحقاق گفت (و) صله های لایق گرفت،

بعد از امتداد ایّامی که در ملازمت آن خان قدردان جهان جهان فیض کسب نمود و از خرمن همتش دامان دامان جواهر و نقود اخذ فرمود ارادهٔ سفر حجاز کرد و از عنایت بی غایت ایزدی همتا

(بقیه حاشیه صفحه ۵۲۴) ۵ در آ ترجمه نظیری ندارد از آنجا نقل شد، در آنجا آغاز مرتبهٔ سیوم بعد از تمهید دو بیاض است،

[1] حاشیه صفحه ۵۲۵) ۱ رجوع کنید به صفحه ۲۳۲ ۲ آنکه در ۱۳۱ یعنی در اصل چنین نوشته اند [2] چون مشهور به نیشاپوریست لهذا در اینجا یعنی به ذیل نیشاپوری نوشته می شود ۳ بقول خودش نظیری چندی در کاشان مقیم بود (فهرست کتابخانه بادلی عکس ۲۲۹ نمره ۱۰۰۰) ۴ صاحب آنکده (۱۳۱) می گوید که نظیری در اوایل جوانی بعنوان تجارت از خراسان در آذربایجان آمده مقبول خاص و عام شده بعد ازان به هندوستان

شده، صاحب مخزن گوید که از راه دریا بهند آمد،

Marfat.com

در [بتکدهٔ هند] احرام و آدی امّ القری بست، قصیدهٔ مشتمل بر عرض رخصت زیارتِ بیت الله در مدحِ خان نکته دان گفته بر و گذرانید این سه بیت از ابتدار آن قصیده است که اشاره باجازت کرده است

زهی بجود نگنجم چو به خُم می معانی | بدر دلباس برتن چو بجو شدم [معانی]
من اگر ز شوخ طبعی سر لنگری ندارم | علم است همت من بهوای بادبانی

تکلّف بر طرف که این قصیده سراپا خوب گفته و اکثر اشعار دیوانش که قریب شش هزار بیت است همه رنگین و متین واقع شده ساختگی بیجا و استعارهٔ بد نما در کلامش نیست

سخنانش همه رنگین و متین است نبی | نظم او یکسره چون در ثمین است نبی

در اکثر بلاد هند معروف و مشهور و در اغلب السنه و افواه مذکور است که یک مرتبه این خان عظیم الشان مکتوبی از برهان پور به نادرالعصری مولانا شکیبی می نویسد و بر حاشیهٔ آن عنایت نامه مولانا نظیری را بدو کلمه یاد آوری می نماید آن بلبل دار السرور نیشاپور را از علوّ فطرت و غلبهٔ غیرت این ادای آن خان مهربان بر طبیعت بغایت گران می آید، قصیدهٔ درین باب گفته اظهار کلمهٔ ازین مقدّمه نموده

---

۵۱ بدایونی ص ۲۵۵ می گوید که این قصیده را در تتبع قصیده شیخ نظامی گنجوی گفته است که مطلعش اینست :- ملک الملوک فضلم بفضیلت معانی زمی و زمان گرفته بمثال آسمانی —
هر چند که مؤلف گفته است که سه بیت می آید در تر فقط دو بیت دارد،
۵۲ کلیات نظیری (طبع لکهنو ۱۲۹۱ھ) ص ۲۲۳ ۵۳ کلیات : تن،
۵۴ ما : پاسبانی، تصحیح از روی کلیات ۵۵ در آخر ترجمه تعداد ابیات دیوان را هفت هزار قرار داده است،

Marfat.com

رخصت توطّن گجرات می طلبد[1] خان دانشمند دانش پناه بعد از مبالغهٔ بسیار وی را مرخّص می سازد ، این چند بیت از ان قصیده است که درین ابواب گفته

راضی[2] شده ام بی تو باکسیر قناعت | نشناخته ام قیمت آن خاکِ قدم را
غوّاص کِه دید است به بیچا[3] [رگی من] ؟ | از دست گهر داده و در باخته دم را
عشقِ من و حسن تو قدیمند ولیکن | در خدمتِ تو نام و نشان نیست قدم را
مدّ دو سه مخصوص دلِ ما نکشا[4] [ید] | مخدوم چنین یاد نمود ست خدم را
ما نام خو(د) ازحاشیه نشستیم کزین بیش | مهمان طفیلی نتوان بود قلم را

به تحقیق پیوسته که آن عندلیب گلشن معنی بعد از سعادت زیارت[5] خانه ایزد سبحانه و اجازت از خان سپه سالار میرزا عبدالرحیم خان خانان در احمد آباد گجرات متوطّن شده عمارات عالی از برای خود می سازد و غلامان و ملازمان خود را بسفر زیرآباد و دکن میفرستند ، از هر طرف متردّدین او در شهور و سنین منافع و مد[اخل] کلّی بدو می رسانده اند ، آن فرید زمان و منتخب دوران خویش دران مکان اکثر اوقات خود بصحبت سخن سنجان متین و نکته پردازان معنی گزین می گذرانند همیشه فصحا و شعرای مسافر بانه و هند را رعایتهای بزرگانه کرده و زبان این طایفه

---

[1] آ: طلبید [2] کلیات ص۳۰۲ [3] کلیات ص۳۷۱ [4] کلیات: نکشیدی ... (بقیه ناخوانا)
[5] بقول خوشگو نظیری در سنه ۱۰۱۲ سعادت حج یافته [6] از عبارت تزک کبیر ... ص۵۲۱ منقول است
هم تصدیق این قول می شود که معاش نظیری از ممر تجارت بود ، صاحب مآثر رحیمی و مرات آفتاب نما گوید که او در فن زرگری سرآمد روزگار بود (بلاکمن حاشیه ص۵۸۰) [7] صاحب مرآت آفتاب نما می گوید : فراغت معاش بمرتبهٔ رسانیده که شعرا و فضلا و مساکین و احبا ازو بهره ور بودند ،

[8] رک به حاشیه ص۴۲۲

Marfat.com

بمدح و ثنا (ی) سخنوری و مرتبهٔ موزون گری خود گویا ساخته خوشا عمر سعادتمندی که با این طایفه روز بگذراند! زهی لذّت حیات خردمندی که بدین گونه زندگانی کند!

مکرّر از گجرات بدار الخلافه آگره آمده بسعادت آستان بوسی خدیو جهانگیر کشورگشا، پادشاه فلک قدر خورشید لقا، مخرّب بنای ظلم و ستم، معمور نمای فضای[1] وسعت نمای عالم

آنکه از عدلش همه سال جهان باشد بهار سر بسر روی زمین از ظلم باشد بی غبار

خسرو سکندر شکوه دارا لوا، نور الدین جهانگیر بادشاه مستعد[2] گردیده بگجرات عود نموده است،

و بصحّت رسیده که مرتبهٔ اوّل بموجب فرمان قضا جریان بادشاه جهانگیر جوان بخت بدرگاه عرش اشتباه آمده قصیده بر سبیل ره آورد گذرانید[3] و در همان قصیده بتقریبی که بغایت مستحسن افتاده صفت شراب کرده و پس از شمّهٔ از حقیقت کاردانی و برخی از کیفیّت ملک ستانی خان عالی شان میرزا عبد الرحیم خان خانان اظهار می نماید، چون ابیات آن قصیده هنگام ملازمت نظیری بالتّمام

---

[1] آ: قضای [2] آ: مستعد [3] رجوع کنید به توزک ص۹۱ (به ذیل احوال ماه ذی قعده سنه ۱۰۱۹): نظیری نیشاپوری که در فن شعر و شاعری از مردم قرار داده بود و در گجرات بعنوان تجارت بسر می برد قبل ازین طلبیده بودم درین ولا آمده ملازمت کرد قصیدهٔ انوری را کرع باز این چه جوانی و جالست جهان را تتبّع نموده قصیده بجهت من گفته بود گذرانید، هزار روپیه و اسپ و خلعت بصلهٔ این قصیده بدو مرحمت نمودم،

Marfat.com

بسمع اشرف اقدس رسید بی نهایت شگفته شده تحسین بسیار بمولوی
نمودند و فرمود که در هیچ عهدی هیچکس از شعرا ممدوح خود را غایبانه
بدین خوبی ستایش نکرده پس ازان از مولوی پرسیدند که این ابیات
را به خانخانان خوانده اید، او گفت بلی حضرت! فرمودند که صله
[این] بشما چه داد؟ آن نکته دان سخن آفرین بعرض رسانید که
[بر من؟] اعتراض نمود و فرمود که ترک ادب نموده در قصیده
[که از] برای بادشاه روی زمین و خداوند تاج و نگین چه
(کذا) غلا[م] کمین را دران ابیات یاد نمودهٔ، جهان پناه ازین
جواب نیز خوشوقت (شده) نظیری (را) بانواع الطاف شاهنشاهی
مفتخر و سرافراز گردانید،

این ضعیف چند بیت متفرقه ازان قصیده باصفت شرا[ب]
که مناسبت تمام باین کتاب دارد درین مقام مندرج نمود، امید[وار]
که پسند خاطر ارباب فهم و اصحاب ذکا گردد، این سه بیت از ابتدا[ی]
آن قصیده است

ترتیبِ کهن تازه شد آئین جهان [را] — نو داد نسق رشاد جهانگیر جهان را
از قاعده دانی سپه و ملک نسق [کرد] — آرای نسق کار شود قاعده دان را
خاک از اثر تربیتش عکس سپهرست — حق پرده بر انداخته جنات نهان را
ناگاه بر آمد ز درم بانگ که گویند — فرمانِ طلب آمده از شاه فلان آ[ن]

---

۵ آ: ای ۵ متن این جا مضطرب است کلمه که فعل ... شده
۵ کلیات (ص۳۶۱): ترکیب ... نهان را ۵ ایضاً: نسق
۵ آ: تمیش عکس، کلیات: تربیتش عین ۵ آ: حجاب
۵ کلیات ص۳۶۲: در آمد

Marfat.com

در صفت سیادت مآب و عرض جان (خان؟) کردون جناب گوید همین قصیده در باب طلاب [خود گوید]*

از چهره بیارای رخ مشک و مسکن | در کاسهٔ زر ریز ز خم آب رزان را
آن شیرهٔ انگور که تا او نشود صاف | از درد نصیبی نرسد دردکشان را
آن بکر پری چهره که بی صحبت سوزش | بازار چه برچیده شود شیشه گران را
بنت العنب آن بکر که در لیل زفافش | دستار چه دستار شود قیصر و خان را
آن باده که (در) آخر پنجشنبهٔ شعبان | سازد شب عید اول ماه رمضان را
آن باده که سازد بدمی گونهٔ احمر | در چهره صفرا زده رنگ یرقان را
آن باده که گر در طپش دل نظر افتد | از قهقهه شیشه کشاید خفقان را
در وقت عطا پایه فرازنده کرم را | در حال عنا شعله فروزنده روان را
در طبع جوانی نهد آرامش پیری | درک خرد پیر دهد طبع جوان را
زین باده صافی که فروزنده هوشست | بستان و دهش نور یقین بخش گمان را
بر عقل هویداست که رجحان عظیم است | بر چاکر جاگیرستان ملک ستان را
در تقویت ملک و سپه دست قوی به | سالار نکت یاب و وزیر همه دان را
در عون سپه دار و سپه کوش نگه کن | نام از پسر زال بلندست کیان را
تکمیل بود پیشهٔ پیران نه جوانان | صعب آدمی خرد کند کار کلان را

---

* متن در این موضع خیلی مضطرب است ۱ کلیات ص۳۶۳، رخ: ۲ کلیات: سوزش، ۳ کلیات: وفاتش ۴ کلیات: آدینه ۵ ایضاً: شام ۶ ایضاً: بدم ۷ ایضاً: این ۸ تر: پیش ۹ کلیات: حاکم ۱۰ از روی کلیات، در تر واو ندارد ۱۱ کلیات: شیوهٔ ۱۲ کلیات این بیت با بیت سابق تقدیم و تاخیر دارد، ۱۳ تر: خورد

Marfat.com

نشریف قبولی ز سرِ لطف که اقبال | از دیر پی بندگیت بسته میان را
بر ارباب دانش و اصحاب بینش پوشیده نماند که این ضعیف[1] در ابتدای
سنه اثنی عشرین و الف در خدمت میرزای دانش پناه میرزا امان الله
که فرزند دلبند و خلف سعادتمند بازوی دولت جهانگیرِ جهان بان گزین
امینِ جانشینِ صاحبقران، مبارز الدین مهابت خان است بشغل
کتاب داری اشتغال داشت هم دران سال مولانا نظیری مکتوبی از
گجرات بدهلی نزد شکیبی بدین مضمون ارسال داشته بود که:

"برای معنی آرای استادی او، خدا[2] شکیبی
محتجب و مستتر نماند که امثال فتوحات دنیوی بیش از
پیش او باین درویش عافیت اندیش گذاشته با عدم
تعلقی که این شکسته بال را با مالِ دنیا بوده خویش را
بدان متعلق می باید از صفحهٔ ادراک چنان مطالعه می
شود که شاید مرگ را بدین آلودگی و روسیاهی درکمال
غفلت و بی عاقبتی درین زودیکی در آغوش خواهد کشید"

وه ماه بعد از رسیدن این مکتوب، شکیبی نظیری در احمد آباد
ازین دار ملال به عالم مثال انتقال کرد و سه ماه بعد از فوت وی
شکیبی در دهلی ازین عالم سفلی بعالم علوی خرامید. مدفن وی در
مذکور است. منزل آویست (یکی) از قصبات این ایام این قصبه

[1] رجوع کنید به صفحه ۵۰۳ [2] خدا بیامرزد [3] [illegible]

اما بقول صاحب مآثر رحیمی وی در سنه ۱۰۳۱ وفات یافت (حاشیه صفحه) [illegible]
که ملازم نظیری و بمزار قبرش بوده در ۱۰۳۱ وفات یافت (حاشیه صفحه) [illegible]

(نظیری) رباعی که منزیدهٔ او بود مدفون گردید [illegible] است: قبرش در تاج پور کدا [illegible]
گنبدی تعمیر کرده اند،

Marfat.com

تاریخ فوت او پیدا کرده که مصراع
علّم بکوی ابد زد پیمبرِ شعرا

۱ ۲ ۱

دیوان آن نکته پرور بی نظیر از اوّل تا بآخر بنظر این حقیر رسیده هشت هزار بیت است و ثانی نامه ندارد نه بروش ترجیع (نه) بطرز مثنوی، بنابران چند[۲] بیت متفرّقه ازان فرید زمان مرقوم قلم شکسته رقم گردانید، امید که در نظر اهل هنر بد نما نباشد بیت

تو گر بر هزلی سودای دل نازی زیان داری ؛ مرا سرمایهٔ دنیا و دین نابود می گردد

ز فرق تا قدمش هر کجا نظر فگنی کرشمه دامن دل می کشد که جا اینجاست

بغیر[۳] دل همه نقش و نگار بی معنی است، همین ورق که سیه گشت مدعا اینجاست

ما بید بوستا[نیم] ما را ثمر نباشد مردود دوستانیم از ما[۴] بتر* نباشد

باین[۵] شومی که می میرم من امروز بمرگ من نگرید مادر من

---

[۱] از بیان مولف ظاهر است که نظیری در ۱۰۲۲ و یمکن که در ۱۰۲۳ فوت کرد، امّا ازین مصراع ۱۰۲۱ برمی آید، چنان که از "ز دنیا رفت حسّان العجم آه" که در مخزن الغرایب و منتخب الاشعار منقول است و از "مرکز دایرهٔ بزم کجا است" که داغستانی نقل کرده است، بقول خوشگو وفات نظیری در ۱۰۲۳ واقع شد، نیز رجوع کنید به حواشی ۲ تر: چند چند ۳ دیوان ص۹۵ ۴ تر: ایست، تصحیح از روی کلیات ص۴۴ ۵ کلیات درهمان موضع، ۶ تر: ما را ار، تصحیح از روی کلیات ص۸۶ ۷ در کلیات مطبوعه ندارد،

Marfat.com

این بیت کنایه آمیز نسبت بمولانا محمد صوفی گفته
آرایش برون[1] چه کنی پشم* گوسفند گرگی که در درونست ترا گوسفند کن

ذکر

عندلیب گلزارِ معانی مولانا شراری[2] همدانی

یکی از نیکان این روزگار ست و در فن سخنوری (۱۲۹۴ ا) فریدزمان (۱۲۹۴)
و نادرهٔ[3] دوران خود است، اشعار او همه خوش لفظ و معنی واقع شده،
تکلف برطرف که در این ایام وجود او غنیمت است، مؤلف کتاب قریب
به چهار ماه با مولوی هم سفر بود آنقدر صلاحیت و مردمی از و دیده
که از کم کسی دیده باشد، و یک شیوهٔ دیگر[4] از خوبی های مولوی[5]
هرگز خبث کسی نمی کرد و نمی شنود، صاحب این خصلت در شعرای[6]

---

[1] آ: بیرون چه کنی ش[...] تصحیح از روی کلیات ص۲۴۹ [2] آ: سروری - در مخزن الغرایب (فهرست بالای نمبر ۳۴۰ نمره
۱۱۷۹ عبدی بیک شراری مذکورست که بظاهر همین صاحب ترجمه است [3] آ: وحید [4] در آ ندارد [5] آ: شراری
[6] آ: از شعرای متاخرین هیچکس نبوده

Marfat.com

این ایام کم بهم می رسد*

مولدِ آن عندلیب گلستانِ نکته دانی از بهمدان است و هفت نوبت از وطن بهند آمده[1]، و دکن ثلثه را گشت کرده و قصیده ها در مدح خان سپه سالار خان خانان ولد بیرم خان* گفته و صله خوب[2] ازیشان* یافته باز بوطن عود نموده و آن نقود را بمصرف رسانده است،

عدد ابیات آن نادرهٔ عصر به سه هزار بیت رسیده باشد[3]،

بتحقیق پیوسته که آن سعادت مند بسعادت زیارت مکه معظمه مستسعد گردیده است،

درسنه خمس عشرین والف مسوده این اوراقِ پریشان را بآن عزیز[4] ملاقات واقع شد، تا آن وقت سن شریفش بشصت ویک رسیده بود، این دو بیت ازیشانست شعر

خوش آن مستی که چون می از عمت خاموش بنشینم
بجوش آرم حریفان را دمی کز جوش بنشینم
نگردد خاطر شوریده جمع از بس پریشانی
(۲۹۴ب) اگر چون حلقهٔ گیسوش در آغوش بنشینم (۲۹۴ب)

---

[1] این احمد به ذیل بهمدان نوشته است: شراری خواهرزادهٔ هلاکی ست (که ملازم سلطان حسین میرزا بن بهرام میرزا ابوطالب بهمین سال بهند آمده (این احمد در دیباچه هفت اقلیم گفته است که این کتاب را در شش سال جمع ساخته و در سنه تمام کرده آنرا. فصول ابتدائی بذیل دکن نوشته است که سال هجری در آنوقت سنه بوده) ملازمت یکی از ملازمان این درگاه (یعنی درگاه اکبری) را لازم گرفته روزی چند بسر برد، آخر از خواهش خود دامن درچیده در زیّ درویشان برعصای ساحت متکی (گردید)،

[2] طاهر امراد از گلکنده و احمد نگر و بیجاپور ۵۳ در آن ندارد ۵۴ آ: لایق ۵۵ اما صاحب هفت اقلیم فقط دو بیت از دو نقل کرده و گفته که آنچه بنظر آمده همین دو بیت است ۵۶ بعدش در آ افزوده: در اجمیر هند ۵۷ ابهشت،

Marfat.com

این قطعه هم ازان معنی گزین است که بجهت جاروب خانهٔ کعبه گفته است

یا رب! این گلدسته کاندر دستِ فرّاشانِ تست
از کدامین مرز و بوم است از کدامین جویبار
کز نگاهش آب می گردد بچشم[1] آرزو
می[2] ندانم پنجهٔ مهر است یا مژگان یار

حیاتی گیلانی

تولد آن منتخب امثال و اقران خویش در رشت[3] گیلان واقع شده، در صغرسن بوادی موزونیت افتاده و در مسکن لبن رشد و تمیز رسیده است در ابتدای جوانی سیر عراق و خراسان کرده[4] بعد ازان بدار الامان هندوستان که نشو و نما دهندهٔ خردمندانست آمد و به نسبت هموطنی حکیم ابو الفتح گیلانی که یکی از اعیان سلطنت[5] نشان فرمان روای بحر و بر جلال الدین اکبر بادشاه غازی بود مربای[6] تربیت مولوی شد تا در هند نشو و نما یافت و بخدمت اکثر خوانین عظیم الشان دار الامان مثل خان سپه سالار میرزا عبد الرحیم

---

[1] ت: بچشم [2] آ: میدانم [3] تقی کاشی (سپهر، ص۳۳۵ مرد ۲۱۲) هم او را رشتی نوشته است
[4] ظاهرا به تقریب تجارت سیر آن دیار کرده بود رجوع کنید به خزانه (ص۱۹۹) و تقی کاشی [5] آ: [illegible]
[6] آ: مربی ـــ در هفت اقلیم می گوید: ابتدا شیخ الدین حکیم ابو الفتح بگرد لجوی
و ملاطفت او بر آمده در استرضای خاطر کوشید و پس از [illegible] پادشاه پسندیده صفات بر
وبنات احوالش تافته تا خلعت احوالش مطرز بطراز ترقی می باشد و در خدمت شاهزاده های جهانبان

Marfat.com

خان خانان و امثال و اقران ایشان* رسید و اکثر اعیان[1] در مراعات خاطر او کوشیدند بعد ازان بسعادت بندگی شهریار بحر و بر جلال الدین اکبر بادشاه مستعد گردید[2]، چون آن شهریار کامگار ودیعت حیات را بامانت داران کارخانهٔ قضا و قدر سپرد (۱۰۱۴ ه) از عنایتِ حضرتِ باری نوبتِ جهانداری بجهانگیر بادشاه که در این ایام خجسته فرجام جهانیان از عدل و داد او مرفّه الحال اند رسید حیاتی را داخلِ مدّاحانِ خود ساخت[3] و مولوی مثنوی در بحر خسرو شیرین مبنی بر قصّهٔ سلیمان و بلقیس بنام این بادشاهِ ستاره سپاه برشتهٔ نظم در آورد[4] چون بسمع اشرف اقدس جهان پناه رسید حیاتی را بصلهٔ آن بازر کشید* تا حیاتی درحیات بود از بندگی این بادشاهِ انجم سپاه محروم نگشت، همه جا در سفر و حضر در خدمتِ آن حضرت بسر می برد تا در سنهٔ ..... در دار الخلافه وفات یافت مدفنش در شهر مذکور است، مؤلّف این تالیف بخدمت

(بقیه حاشیه صفحه ۵۳۵) امرا عالیشان معزز و مرتجی بوده روزگار مهنی و عیشی گوارا دارد در خزانه می گوید که حکیم ابو الفتح پر نوا التفات بحال او افشاند و هم بطفیل حکیم دربارگاه اکبر بادشاه و شاهزاده اعتباری بهم رساند و سرمایهٔ جمعیّتی اندوخت، و در پایان زندگی دامنِ دولت خانخانان گرفت *

(حاشیه صفحه ۵۳۶) ۱ـه آ: اکابر ۲ـه بدایونی (۳ : ۲۱۹) می گوید: بتعریف حکیم ابو الفتح در ملازمتِ پادشاهی بوده نشو و نما یافت ۳ـه در ۱۰۲۵ه بقول خوشگو (فهرست بادلی عمود ۲۲۹ نمره ۵۶۲)

۴ـه ذکر این مثنوی جائی دیگر دیده نه شد امّا بقول خوشگو (محل مذکور) حیاتی گیلانی مثنوی تفلقنامه امیر خسرو را که ناتمام مانده بود به اتمام رسانید ۵ـه آ: بازکشیدند ـ در مخزن الغرایب نوشته است که اکبر بادشاه او را بزر سنجیده بود (لفظ اکبر بادشاه را بعد محو کردن لفظی دیگر نوشته است) در خزانه این قصّه را ندارد امّا بحواله ذخیرة الخوانین گوید خانخانان حیاتی را در خزانه برد هر قدر اشرفی توانست برداشت ۶ـه آ: بندگان حضرت خلافت

Marfat.com

او رسیده ولیکن[۱] دیوان او را ندیده است ازعزیزی هنگام تحریر چنان مسموع شد که دیوان ایشان را دیده ام* هفت هزار بیت است والعهدة علی الراوی، دو مطلع ازان مرحوم که مناسبتی بسیاق این تسوید[۲] داشت بر[۳] بیاض برد*

مطلع اوّل

این[۴] سبزه واین صحرا بوئی زجنون دارد دیوانگی ومستی امروز شگون دارد*

مطلع ثانی

بیاکه کارِ طرب خوش بساز وسامانست پیاله چشمهٔ خضر ومی آب حیوانست

ذکر
موزون[۵] الملک

آن زبده امثال و اقران خویش یکی از اشراف (۲۹۵ ب) زادهای آذربایجان است، تولّد او در تبریز واقع شده، و درانجا بسن رشد وتمیز رسیده، دراوّل جوانی وبهار زندگانی سیر وسفر بسیاری کرده است،

(بقیه حاشیه صـ۵۳۶) پناه ۵۷ بیاض در آ و تر — درخزانه می گوید که وفاتش در ۱۰۱۵ واقع شد، وبتول خوشگو در ۱۰۲۹ نمره ۵۸ از روی تر وخوشگو بیاض در آ، (حاشیه صـ۵۳۷) ۵۱ تر: دیوانش را دیده قریب — بدایونی (۳: ۲۱۹) گفته است که او صاحب دیوان است ۵۲ تر: اوراق ۵۳ تر: ثبت نمود ۵۴ منقول در آئین و مخزن الغرایب ۵۵ غالبا صاحب این ترجمه است که در مخزن الغرایب بذیل ملا لطفی مذکور است رجوع کنید به فهرست کتب خانه بادلی نمود ۳۰۷۰ نمره ۲۲۳۲ ؛

Marfat.com

مسوّد این اوراق را در سنه سبع عشر و الف وقتی که تازه از ایران بدارالامان[1]
آمده بود با آن منتخب زمان خویش در لاهور ملاقات واقع شد، دران ایام
مولوی[2] از عنایت حضرت خلافت پناهی ظلّ اللّهی و الطافِ بی نهایت جهانگیر
بادشاهی خطاب موزون الملکی یافته بود و این بادشاه جهانگیر جهان بخش حکومتِ
بندرلهری که در نواحی تتّه واقع است بدو مرحمت فرموده* دران ایام آن عزیز
بدان بندر متوجه شد،

بعد از انقضای سه سال دیگر باره در نواحی ندارا باری که متعلّق باگره است
بپایهٔ سریر سلطنت مصیر جهانگیری رسید و مدّتی در درگاه عرش اشتباه ماند تا حساب
خدمتِ خویش با دیوانیان عظام مفروغ ساخت،

دیگر[3] باره این بادشاه انجم سپاه موزون الملک را به گجرات بخدمت
اهتمام دارالضرب مفتخر گردانید آن عزیز* مدتی مدید دران ملک بود تا در سنه
عشرین[4] و الف* داعی حق را لبّیک اجابت گفت،

دیوان آن موزونِ زمان تا لغایه بنظرِ فقیر[5] در نیامد*، نمی داند که وارداتِ خویش
را (۱۲۹۶ل) بر بیاض برده است یا توفیق به ترتیب دادن اشعار خود نیافته است[6]

---

[1] آ: بدارالامان هندوستان [2] آ: مولانا لطفی موزون الملک خطاب یافته بود و از عنایتِ
بی غایت حضرت خلافت پناهی ظل الٰهی و الطافِ بی نهایت جهانگیر بادشاهی بحکومت بندرلهری که در حواشی
تتّه واقع است سرافراز شده [3] آ: بار دیگر بادشاه دادگستر جهانگیر بنده پرور موزون الملک
را بخدمت داروغگی دارالضرب گجرات فرستاد لطفی [4] آ: احدی عشرین و الف،
[5] آ: این محقر در نیامده ؛
[6] آ درآ ندارد ؛

Marfat.com

دو بیت ازیشان که مناسبتی بسیاق این تسوید داشت مرقوم قلم شکسته رقم گردانید

رُباعی

هنوز جام شرابی بنوگلی نزدیم ، نوائی قه قهه بر صوت بلبلی نزدیم
هزار فصل گل آمد برسید و گذشت هنوز بر سر یک آرزو گلی نزدیم

قُدسی[1]

مولدِ این بلبل بوستان خیال از مشهد مقدّس است در وطن خود بسن رشد و تمیز رسیده و بین جزو زمان کسی از شعرای آن بلده طیّبه بفصاحت بیان و بلاغت زبان او نیست شعر را بغایت پخته و بلی نهایت بمزه می گوید نام او محمد جان و تخلّصش قدسی است بتحقیق پیوسته که آن گرامی سخنور صاحب امتیاز از روی تشوّق و نیاز عازم سفر حجاز شده بعد از سعادت دریافت زیارات حرمین و پس از طواف مقامات شرفین بوطن خود عود نمود الحال در سمنان خود بآسایش می گذارد از اکثر مسافران فهمیده و سیاحان سنجیده که درین ولا از خراسان بدارالامان آمد و رفت دارند چنان مسموع

---

[1] ترجمه قدسی اورا ندارد از سر نفس شد [2] ک : حواشی [3] در مذاق الخیال [4] عنفوان شباب بزیارت حرمین استعداد یافت و از انجا بهندوستان رسیده و صاحب اوطان نظر بیمار فتاست که بهند آمده باتفاق حاجیان بشرف ملازمت بادشاه مستعد گشته ، اما از کلام صاحب مینا ظاهر است که ورودش در هند از ایران بوده نه از حجاز ۱۲

Marfat.com

بقیہ ص ۹ می شود کہ وجہ معیشت قدسی از ممرّ بقّالی می گذرد و ازان پیہ (؟) کار ثروت و جمعیّت بسیار بہم رسانیدہ امّا اکثر اوقات با حکّام مشہد ہم نشین می باشد و اغلب ساعات در مجالس ایشان باعزّت و آبرو قرین، دیوان آن یگانۂ زمانہ بنظر این کمترین در نیامد تا تعداد اشعارش نماید این دو بیت ازان فرید زمان کہ مناسبتی لیاق

۵

---

۵۱ در مرآۃ آفتاب نما (نسخہ کتاب خانہ پنجاب یونیورسٹی) می گوید: تقی اوحدی کہ خدای بقالان کہ عبارت از عطاران است در مشہد نوشتہ و دیگر (کذا) خزانہ دار روضہ امام علی موسیٰ رضا نوشتہ ۵۲ قدسی در سال پنجم جلوس شاہجہانی مطابق $\frac{۴۲}{۳۲}$ $\frac{۱۰۴۱ - ۴۲}{۱۶۳۱ - ۳۲}$ ھ بہ ہند آمد (فہرست بادلی عمود ۶۸۶) و بتوسّط عبداللہ خان فیروز جنگ بملازمت شاہجہان بادشاہ رسید و بہ جوائز کثیرہ بمواقع عدیدہ فایز گردید (رک بہ خزانہ عامرہ ص۳۷۷، سرو آزاد ص۹۱ و مرآۃ الخیال)، ظفر نامہ شاہجہانی منظوم نمودۂ اوست بقول صاحب مخزن ہنوز تمام نکردہ بود کہ عمرش باتمام رسید، باقی کہ ماندہ بود ابو طالب کلیم کہ یکی از تلمیذانِ اوست برشتہ نظم کشید امّا مآخذ بہ ریو ج ۲ ص۶۸۶ (صاحب فہرست بانکی پور ج ۳ ص۷۶ گفتہ است کہ صاحب مخزن قدسی را تلمیذ طالب کلیم قرار دادہ امّا نسخۂ مخزن کہ پیشِ من است عکس این مطلب را دارد)، وفاتش بقول مستندین در $\frac{۱۰۵۶}{۱۶۴۶}$ ھ $\frac{}{}$ ع در لاہور واقع شد، می گویند کہ استخوانش را بہ مشہد مقدّس رسانیدند (طاہر نصرآبادی منقول در ہفت آسمان ص۱۴۴ و سرو آزاد ص۶۳) امّا از ابیات غنی کشمیری متبادر می شود کہ گویا در کشمیر دفن شد (سرو آزاد ص۶۳ و تلخیص سفینۂ خوشگو در فہرست بادلی عمود ۲۳۷ نمرہ ۴۷۷)، برای تفصیل منظومات او رجوع کنید بہ فہرست بادلی عمود ۶۸۶ ببعد و ریو ۶۸۵ و فہرست بانکی پور ج ۳ ص۷۶ ببعد وغیرہا،

Marfat.com

این اوراق پریشان دارد ثبت نمود بیت
هر که امشب نمی نوشد او بما منسوب نیست ٭ پارسا در حلقهٔ مستان نشستن خوب نیست

در چنین فصلی که بلبل مست و گلشن پر گلست ٭ گر همه پیمانهٔ عمر است خالی خوب نیست

این رباعی نیز از واردات طبیعت عالی اوست :-

گویند که دستش ز حنا گلگون شد ٭ نی نی ز حنا نیست بگویم چون شد
چون شانه بزلف خویش دستی می زد ٭ ناخن بدلم زد و کفش پر خون شد

رونقی همدانی

جوان مستعدّ لیست و بغایت خوش خُلق واقع شده است و شعر را بر روش مولانا شرارتی می گوید و یکی از شاگردان ارشد اوست در فن خود باستاد رسیده و مثنوی را از و گذرانیده است ' در همان سال که مسوّد این اوراق را با مولانا شرارتی ملاقات واقع شد با رونقی نیز آشنائی بهم رسید

---

۵۱ آ : نشین ' تصحیح از روی نسخهٔ دیوان قدسی که در کتبخانهٔ رامپور محفوظ است ۵۲ سر و آزاد ص ۶۳ و مخزن الغرایب و تذکرهٔ سرخوش ۵۳ این مصرعه را در آ ندارد ' از دیوان نقل شد و مخزن الغرایب هم این رباعی را آورده است ۵۴ مخزن : کرد ۵۵ در آ و او را ندارد

۵۶ آ : شیرازی ۵۷ یعنی در ۱۰۲۵ ه آ ک : ۵۲۵ ۵۸ آ : سراری

۵۹ مشهور [تصحیف مشور] گردید ' ۶۰ در آ این ناظم است بر ترجمهٔ رونقی

Marfat.com

جوانی ملاحظه نمود درسن بیست وهفت که دران ایّام تازه از ایران بدار الامان
هندوستان آمده بود و در* فهرست ملازمانِ بخشی الملکی خواجه ابو الحسن ثبت
شده دران سن آن قدر فطرت و متانت با او بود که با پیرانِ سال خورده نباشد
عددِ ابیاتِ آن عزیز تا آن وقت بسه هزار و پانصد بیت رسیده بود تا حال دیگر
چه گفته باشد، این بیت از وست بیت

نیستم محتاج درمستی چو میخواران بابر
من بچشمِ خویش دارم دل خوش و یاران بابر
[بمستی ابر اگر خواهند میخواران شود پیدا مرا در گریه یاد آرند تا باران شود پیدا*]

---

۱ در آ ندارد ۲ در آ ندارد ۳ آ : داخل
۴ در آ ندارد ۵ آ : وی ۶ در آ ندارد ۷ ملا رونقی همدانی بقول
نصر آبادی (سپهر نگر ص۹۲) در هند مرد، سراج وفاتش را در ۱۰۳۱ھ در ج کرده است
(سپهر نگر ص۱۵۰)، صاحب مخزن الغرایب می گوید که رونقی همدانی شاعر خوش محاوره
شیرین بیانست، در علم موسیقی کمال مهارت داشت، در عهدِ شاهجهان بادشاه
به هند آمده بوساطتِ مقرّب خان ملازمت بادشاه اختیار نمود، ظاهراً این رونقی
دیگر است و یا این که صاحب مخزن را اطّلاع صحیح بر تاریخ ورود رونقی به هند
حاصل نشده، آذر در آتشکده (ص۲۴۶) می گوید که "رونقی از اهل آن دیار (یعنی همدان)
است، سوای این از حال او آگاهی حاصل نشده" وبیتی از و نقل کرده که صاحب مخزن هم
در ترجمهٔ رونقی آورده است ۸ آ : دو بیت ۹ در آ ندارد، منقول از آ ؛

Marfat.com

[ذکرِ شاہ نظر بیگ قمشہ][1]

جوانی ست بانواعِ سپاہگری آراستہ و شیر مردیست بجوہرِ شمشیرِ شجاعت پیراستہ، در کمانداری و پشتہ سواری یکی از دلیرانِ کاری و شیرانِ شکاری روزگار است، با این مایہ مردانگی فرزانگی را جمع کردہ و آئینۂ ضمیر خویش را [۱] از صیقلِ صحبتِ اربابِ معانی بمرتبہ منجلی ساختہ کہ در فن شعر فہمی و نظم گستری بوعلی وقت خود است،

تولد آن مجموعہ ہنر در قمشہ کہ موضعیست از اعمال صفاہان واقع شد، درسنِ بیست سالگی از انجا بسیر فارس رفتہ، بعد از در [یا] فت صحبت فصحای دیارِ فارس از راہ ہرمز بہند دکن می آ [ید] و از انجا خود را بخدمتِ خانِ فلک قدر

---

[1] این ترجمہ را در آنندراو از آزر منقول است، و آنجا مقدم است بر ترجمۂ رونقی۔ صاحبِ ترجمہ بظاہر ہمان نظر بیگ است کہ بر صفحہ ۲۱۷ در وصیت نامۂ غیاثای منصف مذکور است۔ نصر آبادی (سپہر نگر ص۹۲) می گوید کہ شیخ شاہ نظر اصفہانی بہ ہند آمدہ بود، اما بقول صاحب مخزن الغرایب تحقیق نیست کہ شیخ شاہ نظر قمشہ ہمین شاہ نظر بیگ قمشہ است یا غیر، فہرست بادلی عمود ۳۴۱ نمرہ ۱۱۹۹) صاحب مخزن این ہم گفتہ است کہ شاہ نظر بیگ قمشہ بعہد شاہجہان بہ ہند آمد اما غالباً قرین صواب نیست (در آتشکدہ ص۱۶۹) می گوید کہ "شاہ نظر متولی مزار شاہ رضا واقع در حوالی قمشہ من توابع اصفہان بہ ہندوستان رفتہ بعد از مراجعت بخوش نقش نام فاحشہ مایل و بعد از تصرف از بدنقشی بمرض فقر مبتلا و دران فقر و فنا بدار البقا انتقال یافت" اما قطعی نیست کہ صاحبِ ترجمۂ میخانہ در آتشکدہ مذکور ست یا غیر، نیز رک بہ فہرست اودھ (ص۵۱۴) نمبر

Marfat.com

خورشید اشتهار] میرزا عبدالرحیم خانخانان سپه سالار می رساند و در جرگهٔ مدّاحان او در می آید، قصاید غرّا در مدحِ آن ممدوح باستحقاق گفته؟] مدّتها در خدمت بسر می برد تا آنکه در ثمان عشر و الف خان مذکور بفرمان قضاجریان جهانگیری فرزندِ دلبند وخلف سعادتمند خود میرزا ایرج را بر سر ملک عنبر می فرستد، شاه نظر نیز حسب الامرِ خانِ عالی شان همراهِ صاحب زادهٔ خود بدان ملک می رود،

چون تلاقی عسکرین دست می دهد از طرفین لشکر بسیاری کشته می شوند آخرالامر نسیمِ فتح و نصرت بر پرچم علمهاء دولتِ دولتخواهان جهانگیری می وزد، خصم از ضرب تیغِ فدویان شاهنشاهی روی گردان می شود با معدودی چند جان ازان ورطه بسلامت (می برد؟) چون لشکرِ ظفر اثر خورشید فلک بختیاری مشتری آسمان کامگاری بخدمتِ خان سپه سالار بفتح و فیروزی بر می گردند آن خانِ هوشمندان سیاههٔ کشتگانِ خود طلبیده مطالعه می نماید درحینِ خواندن اسمِ شاه نظر بنظرش در می آید، میفرماید که جثّه[1] او را بحضور می آورند، می بیند که زخمی کاری بسیار خورده و شعوری در و نمانده باوجود این از فرطِ فراست و دانش امر می نماید که آئینه پیشِ نفسِ او می دارند تا تشخیصِ حیات و ممات گردد، جوهرِ زجاج فی الجمله غباری می گیرد[2]، زخمی را مرهم می گذارند و معالجه می فرمایند تا بحالِ خود می آید و بقربِ دو ماه دران زخمداری پرستاریِ وی می کنند،

چون قوّت جبلّی معدنِ فضل و هنر شاه نظر بحالتِ اصلی خود عود نمود از خانِ قدردان رخصتِ زیارت اما[م] الانس و الجنّ امام رضا علیه السّلام گرفت،

---

[1] آجش، تصحیح قیاسی ست [2] آکرد ؛

Marfat.com

آن خانِ ممدوح مدّاح پرور بسامان و سرانجام هرچه تمامتر شاه نظر را از برهانپور رخصت فرمود، از عزیزی محمد زمان نام که خالی از اهلیّتی نیست و بر صدقِ قولِ او اعتماد تمام است چنان استماع افتاد که من در آن سفر رفیق او بودم، اسپان عراقی سواری خود را همراه از دکن بر آورد (و) تا آستانهٔ متبرّکه حضرت امام رضا علیه التحیّة و الثنا پیاده رفت در هر منز[لی] از مراحلِ آن سیر و سفر طعامهای لذیذ و شربتهای عطر آمیز] بر طبق اخلاص و جاههاء اختصاص نهاده با مردم اهل بکار می برد، و درین سفر کمال زهد و تقید بجامی آورد و در خلا و ملا یک آن از یاد ایزد سبحان غافل نبود تا بمطلب رسید، بعد از سعادت دریافتن زیارت حضرت از مشهدِ مقدّس بعراق روان گشت،

اشعارِ خوب بیشمار و ابیاتِ مرغوب بسیار دارد این سه رباعی از واردات طبیعت اوست

رُباعی

از فیض جان درین . . . . ه سنگ نے سته قبضه کدام نه در دامنِ تنگ
خضر مکه درین قافله پیر کرو گنگ نام انبان تخواهد و آبم سنگ (؟)

[رُباعی]

گر هند بکعبه روم روی کنشت دوزخ طلبم اگرچه هندست بهشت
خواهم ز خلط کرده نمود بر گردم مانند نگاهِ غافل از صورت زشت

رباعی ثالث را در وقتی که از آسیب آن زخمها بخانت یافته بود گفته

[illegible]

Marfat.com

شکوه آمیز را در بدیهه انشا کرده بدان صاحب سخن سنج سخندان خواند:

زین دائره دستی با صولم نزدند　　آبی برخ طبع ملولم نزدند
من قلب بدم صیرفیان نقدگزین　　بر لوح جبین نقش قبولم نزدند]

ذکر
مولانا دم گیلانی[1]

نام آن عزیز شهسوار بیگ است (۲۹۶ ب) یکی[2] از آدمی زادهای گیلان* است؛ تولدش در سید اشرف لاهجان واقع شده و در انجا بسن رشد و تمیز رسیده در اوّل جوانی و بهار زندگانی در مقام انتظام نظم شده و از وطن خروج نموده بسیاحت مشغول گردیده است؛ تمام دار الامان هندوستان را سیر کرده و سامان بقدری بهم رسانده چاکری کسی اختیار ننموده است[3]، مسوّد این اوراق

---

[1] در آ عنوانش فقط مولانا نادم، است [2] ر: ویکی از آدمی زادهای مشهور دار المرز گیلان
[3] بقول خوشگو (فهرست بادلی عمود ۲۳۴ نمره ۶۸۲) نادم در اوایل عهد جهانگیری به هند آمد و بقول سندیلوی در عهد اکبری (مخزن الغرایب)، در مرآة آفتاب نامی نویسد که در زمان شاه عباس به هندوستان رسید و این قول احتمال موافقت به هر دو قول بالا دارد بهر حال چون در ۱۰۲۶ سی ساله بود بوقت جلوس جهانگیر عمرش از هژده متجاوز نه بود - آزاد می گوید که از دیار خود به ممالک دکن افتاد و با مولانا نظیری نیشاپوری صحبت معتقدانه داشت بعد چندی بصوب بنگاله خرامید و ازانجا به عظیم آباد پتنه حرکت کرد آخر به اصفهان معاودت نمود، و همانجا مرحلهٔ آخرت پیمود (سرو آزاد ص۵۶) صاحب

Marfat.com

را در سنه ست[1] عشرین و الف باو در دار العیش کشمیر ملاقات واقع شد، دران ایام سنش به سی سال رسیده بود و اکثر اوقاتِ او به نژادی می گذشت[2] و دران فن[3] بمرتبه نقش او موافق نشسته بود که وجه معیشت خود ازان می گذرانید چون ساعتی ازان[4] امر فارغ می شد بقیه اوقات صرف می کشی و بی پروائی می نمود،

سخنانش اکثر بمزه واقع شده وخامی در اشعار او کم است[5] و عددِ ابیاتش در ایامِ ملاقات فقیر به چهار هزار می[6] کشید*، این مطلع و این بیت از وست،

مطلع

بس که زدستی و رسوائی گره در کارِ ما ‌ ‌ ‌ هر قدم زنجیر پای ما شود دستارِ ما

بیت

شراب خوردم و رنگی بروی آوردم ‌ ‌ ‌ چرا که خامی عاشق زخامی رنگ است

(بقیه حاشیه صـ۵۴۶) مرآة آفتاب نما می گوید: به هندوستان رسیده در گجرات به ملا نظیری ملاقات کرده اعتراف به شاگردی نمود - هنگام شاهزادگی شاهجهان ملازم آن گردیده در زمان شاه صفی (۱۰۳۸ تا ۱۰۵۲) بایران مراجعت کرد، آذر می گوید: بهندوستان رفته بیشتر از اوقات در خدمت مولانا نظیری نیشاپوری و تمتع صحبت و تربیت (؟) ازو یافته (آتشکده ۱۵۴) وفاتش بقول سراج در ۱۰۲۳ واقع شد، خوشگو فقط این قدر گفته که در عهد شاه صفی وفات یافت او همین است قول صاحب مرآة آفتاب نما،

(حاشیه صـ۵۴۷) ۱ مآ: ست ۲ مآ: کار ۳ مآ: ازین ۴ سرخوش می گوید: ندیم بسیار خوش گو و صاحب تلاش بوده - حاجی محمد جان قدسی هر بیتش را بیک اشرفی می خرید عجب دوری و عجب خریداری بود، آزاد هم او را ستوده است، [illegible] ۵ مآ: رسیده بود — نصر آبادی قریباً هزار بیت او را دیده [illegible] ۶ مآ: کم ؛

Marfat.com

[این[1] رباعی نیز از واردات طبیعت اوست که در مدح حکیم رکنا گفته است

عالم که کنون طنطنهٔ ماست در و وز شورشِ ما هزار غوغاست در و
گر دیدهٔ انصاف دو بینی نکند یک عالم و یک حکیم رکناست در و]

آقا[2] صفی صفاهانی*

ایکی از آدمی زادهای صفاهان است، آن قدر فضل که او دارد در سلسلهٔ ایشان کسی نداشته است، (۱۲۹۷ ل) در اوّل جوانی و نوبهارِ زندگانی در مقامِ انتظام نظم شده و بسیاحت مشغول گردیده است و در عین سیّاری به دار الامانِ هندوستان آمده[3] بخدمت میرزا جعفر آصف خان رسیده و مدّتی نوکری آن خان عالی شان کرده و همراه ایشان بدار العیش کشمیر رفته و سیر آن ملک نموده است، بعد ازچندی در لباسِ قلندران در آمده تمام بلاد هند و سند را دران لباس دیده است، چون دران کسوت بدار الخلافه آگره رسید خان[4] عالی شان* مهابت خان او را ازان کسوت بر آورده معزّز و مقرّب خود ساخت و فوجداری

---

[1] این عبارت را در ر آ افزوده است، در آ ندارد [2] در ر بیاض در موضع عنوان: — ظاهرا نام او صفی الدین و تخلّص صفی بود ر ک آ به همیشه بهار (سپرنگر ص۱۲۵) [3] بقول صاحب مخزن الغرایب صفی در عهد اکبر بادشاه بهند آمده بود و در عهد جهانگیر بادشاه ترقی نمایان کرده، صاحب هفت اقلیم او را بدین الفاظ ستوده است: صفیا بلطف طبع و حدّت ذهن موصوف بود، طبیعتِ او بسیار گرم خون است و در یاری پا برجا تر از بیستون، سندیلوی در حقِ او می گوید: در سخاوت و فتوّت یگانهٔ زمانهٔ خود بوده و

Marfat.com

اکثر پرگنات خود را بدو مفوّض گردانید، آن صاحبِ فطرت در سپاهی گری آن قدر دست
و پا زد و تردّد نمود که خداوندش بر سرِ انصاف آمده سالیانه اش را به سی و پنجهزار
روپیه مقرّر فرمود* وحلّ و عقدِ معاملاتِ خود بدو واگذاشت، الحال در خدمتِ
آن خانِ عالی شان* در صوبهٔ کابل است، مسوّد این اوراق در سنه ستهٔ عشرین
و الف در ماند و بخدمتِ آن عزیز رسید، دران ایّام سنّش نزدیک بشصت*
رسیده بود، اشعارِ خوب و ابیات مرغوب دارد و مثنوی قریب به* هزار بیت
در بحر خسرو شیرین منظوم گردانیده* است [و این بیت از اوّل مثنوی اوست

بیت

خداوندا به عشقم رهبری کن خدائی کردهٔ پیغمبری کن

و عددِ ابیاتش همگی (۲۹۷ ب) دران وقت از قصیده وغیره به دوهزار بیت رسیده
بود، * ساقی نامه ناتمامی قریب به چهل بیت داشت* باین ضعیف داد
آن اشعار در بلده پتنه* با خانهٔ مولف سوخت این دو بیت ازان ابیات است*

(بقیه حاشیه صـ۵۴۸) باوجود دولت ومکنت نشست و برخاست با درویشان کردی وخود هم نهایت گداز
بوده، گاهی بصفای ذهن بگفتن شعر مبادرت نمودی، غالباً همین صفیا اصفهانی ست که بقول طاهر نصرآبادی
(سپرنگر صـ۹۵) باحکیم شفائی مراسم دوستی داشت، نیز سرک به فهرست بادلی عمود ۳۳۵ نمره ۷۸۰ کـ آ: خان جهان قدر علی شان
(حاشیه صـ۵۴۹) ـ۱ آ: رسانید ـ۲ ر: الحال که سن شان عشرین و الف است ـ۳ آ: آن
خداوند قدردانِ خویش ـ۴ ر: مند و ـ۵ ر: سرآمد مستعدان این جنوزمان ـ۶ [illegible]
عمرش بشصت و یک ـ۷ با اسلوب دارد ازان جمله مثنوی به قریب ـ۸ [illegible]
ـ۹ آ: ساقی نامه خود را بچهل بیت بود و باتمام نرسیده هنگام ملاقات .
ـ۱۰ آ: داده ـ۱۱ آ: ابیات در پتنه ـ۱۲ آ: سوخت ـ۱۳ آ: از ساقی نامه آن موجود .

Marfat.com

نظم

شہی کو بخشد بگیتی خراج　　بساقی کشاید کفِ احتیاج
مرا نالۂ نی بہ از صد چلہ　　درائی بمنزل برد قافلہ

این قطعہ نیز از ایشان* است　　قطعہ

خارد ار پشت مرا انگشتِ من　　خم شود از بارِ منّت پشتِ من
ہمّتی کو تا نخارم پشتِ خویش*　　وا رہم از منّت انگشتِ خویش

ذکر

والی وادی فارغ البالی مولانا حیدر خصالی*

یکی از شعرای بنامِ این ایّام خجستہ فرجام است و خط نستعلیق را بغایت خوب می نویسد و در شعر فہمی و انشا مہارت تمام دارد، مولدِ آن بلبلِ گلستانِ خیال از موضع کارتہ است و نام پدرش مولانا حاجی کارتہ ایست و این کارتہ متصل بہرات واقع شدہ است، مولانا خصالی در صغر سن از خراسان

---

۱ آ: از وارداتِ طبیعتِ او　۲ منقول در ہفت اقلیم　۳ آ: نخوارم پشتِ خویش، ہفت اقلیم: نخارد پشت خود (ہم چنان 'خود' در مصراع ثانی)　۴ بیاض در آ —— بقول خوشگو نامش محمد حیدر و تخلّص او خصالی ست، پدرش در عہد اکبر شاہ بہ ہند آمد و او خود از شعرای عہد جہانگیری ست (فہرست بادلی عمود ۲۳۴ نمرہ ۶۹۰، نیز رک بہ سپرنگر ص ۱۲۱) صاحب مخزن الغرایب او را تونی گفتہ است و بعدش افزودہ کہ "بعضی او را ہروی دانستہ اند" بقولش او در عہد جہانگیری بہ ہند آمد و در رفاقت نواب مہابت خان بسر برد، شاعر نیکو بیان بود"

Marfat.com

بدارالامان ہندوستان آمده وتعلیم شعر و آداب شاعری از برادر بزرگ خود
مولانا وجہی[۱] که الحال به وجہی هروی اشتہار یافته ودر خدمتِ ظفرخان[۲] زین خان
می باشد فرا گرفته است، و در دارالامان ہندوستان درخدمت سلالهٔ دودمان
(۱۲۹۸ا) مصطفی[۳] و خلاصهٔ خاندان مرتضی، شمع دودمانِ نبوی مظفرحسین[۴] میرزای
بن سلطان حسین میرزا[۵] صفوی نشو ونما نموده، و مدتی[۶] فرزند ارجمند و خلفِ ۵
سعادتمند او میرزا اسمٰعیل را تعلیم فرموده است، بعد از فوت مظفرحسین[۷] میرزا
پارهٔ در ہند بسیاحت مشغول گردید و درسنه ثلث عشرین و الف بسعادتِ خدمتِ
خان جمشیدشان[۸] * زمانه بیگ مہابت خان مستعد[۹] شد و ازان تاریخ تا حال
که مسوّد اوراق[۱۰] به تسوید این تالیف[۱۱] مشغول است و سال ہجرت به ہزار وبیست
وہشت رسیده در خدمتِ آن خان عالی شان[۱۲] * و در[۱۳] ملازمت صاحبِ خود کمال عزت ۱۰
واعتبار بہم رسانده است * ، عدد ابیات آن[۱۴] عزیز تا غایتی که این ضعیف را در
سنه ۲۴ با او ملاقات * واقع شد از اقسام اشعار بچہار ہزار بیت رسیده بود
این دو بیت از غزلیات ازیشان[۱۵] است ؎

---

۱ وجہی هروی بقول صاحب مخزن الغرایب درزمان اکبر بادشاه به ہند آمده بود (فہرست بادلی
محمود ۳۹۰ نمره ۲۹۴۵) ۲ برای احوال شکرالله ظفرخان بن زین خان کوکه (متوفی ۱۰۳۱) رک به
ترجمه آئین اکبری از بلاکمین ص۵۲۲ نمره ۳۷۳ ۳ آ: اعتلا ۴ برای احوال مرزا مظفرحسین رک
به بلاکمین ص۳۱۳ نمره ۸۰ ۵ آ: میرزا بن بہرام میرزای ۶ آ: معلم خلف ارجمند [illegible]
میرزای اسمٰعیل بوده ۷ آ: میرزای مذکور ـ وفات میرزا مظفرحسین در سنهٔ [illegible] واقع شد (بلاکمین)
۸ آ: جمشید شان امیر فریدون فرسکندر نشان مبارزالدین ۹ آ: گشته ۱۰ آ: این اوراق ۱۱ آ: تالیف
۱۲ آ: عظیم الشان ۱۳ آ: پیش صاحب خویش عزت واعتبار

Marfat.com

بیار باده که با آنکه پنجه داشت رسید
بگوشِ شیشه صدای شکستِ توبهٔ ما

ولہ

گل بیک جرم شکر خند بر آتش بنشست
شیشه ها کرد پُر از اشک زیک خندیدن

درمیانِ اشعار او دو مثنوی در بحر خسرو شیرین شیخ نامی گرامی شیخ نظامی است یکی حکایتی علیحدہ[۵۰] برشتهٔ نظم در آورده دیگری پارہ[۵۱] (۲۹۸ ب) خسرو شیرین منظوم ساخته، این دو بیت از خسرو شیرین اوست مثنوی

چو خسرو را نظر بر دلبر افتاد — چنان افتاد کش دل از بر افتاد
چنان نالیده کاتش در فغان زد — ازان نالش زمین بر آسمان زد

ذکر
عطائی[۵۲] جونپوری

جوان فاضل و عزیز قابل است، در انشا و شعر مهارت تمام دارد و تخلص معنوی

(بقیه حاشیه صد ۵۵۱) بیش بیش بهم رسانیده [۵۴] ترا: آن گرامی سخنور تا غایت که این محقر را بدو ملاقات [۵۵] ترا: او،
(حاشیه صد ۵۵۲) [۵۱] در ترا ندارد [۵۲] ترا: پارہ از [۵۳] خوشگو می گوید که ملا عطائی جونپوری در عهد جهانگیر بوده و مثنوی دارد از فهرست بادلی عمود ۲۳۴ نمره ۶۹۲، سبحان دیلوی در مخزن الغرایب می گوید که: شیخ عبدالکریم جونپوری عطائی تخلص در زمان اکبر بادشاه بوده، مولانا تقی الدین اوحدی ذکری نموده است الخ، (در انتخاب اشعارش همان رباعی را درج کرده که صاحب میخانه آورده است) تناقض قولین در خصوص تخلص شاعر ظاهر است، اما چون عبدالنبی خان او را دیده است قولش راجح است ٭

Marfat.com

می نماید، پدرش مولانا فخر الدین یکی از اکابر دارالسرور جونپور راست و تولد معنوی[1] درشهر مذکور واقع شده و درانجا بسن رشد و تمیز رسیده، مسوّد این اوراقِ پریشان را دربلده دلپذیز اجمیر درسنه ۱۰۲۴ با آن معنی آرا ملاقات واقع شد، هنوز دیوان جمع نکرده بود دران ایّام بوسیله یکی از اعیانِ[2] درگاهِ عرش اشتباه جهانگیر بادشاه بشرفِ کورنش و تسلیمِ آستانِ ملایک آشیانِ آن بادشاهِ فلک بارگاه، آسمان خرگاهِ خورشید کلاه مشرّف شد، آن شهریار گردون اقتدار فراخور حالِ مولوی پارهٔ زمین بجهت وجه معیشت از جونپور[4] بدو مرحمت فرمود، الحال در وطنِ خود بدولتِ این پادشاهِ مسکین نواز کمال رفاهیت دارد،

این رباعی و این دو بیت از منظوماتِ اوست رُباعی

سودا بسرم همچو پلنگ اندر کوه — غم بر سرِ غم بدل چو سنگ اندر کوه
دور از وطنِ خویش بخواری[5] گردم — چون شیر بدریا و نهنگ اندر کوه

مطلع

چو برق خندهٔ ما جمله گریه آلوداست — شگفته روئی ما چون مسِ زر اندوداست

بیت

مرگ آمد و بی هیچ برون رفت ز کاخم
چون غارتی از خانهٔ ارباب توکّل

---

[1] آ: عطائی [2] آ: دست داد [3] آ: ایستادگان
[4] آ: او از وطنش [5] آ و مخزن الغرایب: بخاری،

Marfat.com

ذکر

اسد بیگ قزوینی

یکی از آدمی زادهای دارالموحّدین قزوین است، نام پدرش خواجه مراد است[1] و خود در قزوین[2] بسن رشد و تمیز رسیده، در اوّل جوانی و ابتدای[3] زندگانی از وطن بهرات آمده و دوات دار خواجه افضل وزیر شده، و[4] در انجا* با مردم اهل صحبت داشته و از اثرِ صحبتِ یاران[5] در مقام انتظام نظم شده، بعد از اندک ایّامی بحسب تقدیر از خراسان بدارالامان هندوستان آمده[6] خود را داخلِ ملازمانِ شیخ ابوالفضل که یکی از امرای عظام فرمان روای بحر و بر جلال الدین اکبر بود ساخت، و در خدمتِ مخدومِ خود کمال عزّت و اعتبار بهم رسانید و در هند بآسد شیخ ابوالفضلی اشتهار یافت، بعد از کشته شدنِ شیخ مذکور داخل بساط بوسانِ شهریار نامدار، کامگار، فرمان روای بحر و بر جلال الدین اکبر پادشاه غازی گردید و آن حضرت

---

[1] آ: بوده — بقول خوشگو (فهرست بادلی عمود ۲۳۴ نمره ۶۸۵) اسد بیگ از آل تیمور بود [2] آ: وطن [3] ر: آغاز بهار [4] آ: و دران ملک با اکثر — امین رازی و آذر هم صاحب ترجمه را خوش صحبتی بسیار بسته اند - در هفت اقلیم است: اسد بیگ بلطف طبع و شگفتگی خاطر و گرمی هنگامه موصوف بوده، همواره خیالِ مجالست اهل طبع و اصحاب فهم بر لوح خاطرش نگارد و روزگار بشادمانی و ابتهاج می گذراند، مدام مراد دلش آنکه با یاری بصحبت نشیند و پیوسته فکر خاطرش اینکه با دوستی الفت گزیند، در آتشکده (ص۲۱۱) می گوید: گویند بسیار مایل صحبت فصحا و باعث جمعیت احبّا بوده، [5] آ: آن طایفه [6] مبتلا: اسد بیگ به هند رسیده از ملازمان اکبر شاه گردید و این که در مخزن الغرایب گفته است که "مرزا اسد بیگ قزوینی در عهد جهانگیر بهند آمده" اعتماد را نشاید نیز ماک به سفینه خوشگو و همیشه بهار (سپرنگر ص۱۱۹) — ورود اسد بیگ بهند در سنه ۱۰۰۱ بود (ریو ص۹۷۹) [7] آ: ابوالفضل — ماک به احوال اسد بیگ که خودش نگاشته (الیلیٹ ج ۶ ص۱۵۰ ببعد) ترجمهٔ اسد که ریو بحواله مرآة جهان نما نوشته است خیلی مطابقت به متن میخانه دارد، امّا من جمله آنچه بر میخانه افزوده است این که تا هفده سال ملازم ابوالفضل

بود و در ۱۰۳۰ فوت شد (بروایت دیگر و خاتمش در ۱۰۴۱ واقع شد (ریو) نیز ماک به میخانه ص۵۵۶ ح ۹)

Marfat.com

بعد[1] از مدتی او را *به حجابت دکن مرخص[2] فرمود، اسد بیگ حسب الحکم آن خدمت را بانصرام رسانیده بپایه سریر خلافت معاودت نمود، چون شاهبازِ روحِ اکبری (۲۹۹ ب) پرواز بآشیان سدره نمود فرزندِ دلبند، خلفِ سعادتمند شاه نورالدین محمد جهانگیر بادشاه نوبت جهانداری فرو کوفت اسد را داخل بندگانِ خود ساخت[3]،

مسوده اوراق را با او درمند و در سنه ست عشرین والف ملاقات واقع شده دیوانش را ملاحظه[4] نموده، قریب به هشت هزار بیت باشد، پارهٔ مثنوی در بحرِ مخزن[5] و خسرو شیرین گفته ولیکن چندانی دران منظومات کاری نه ساخته است[6]،

همدران سال ببندگانِ حضرت او را در خدمتِ خانِ جم‌نشان مهابت‌خان پیشکش رخصت فرمودند،

این یک مطلع و یک بیت از آنکه مناسبتی باین تالیف داشت بر بیاض برد،

مطلع

ز صبحدم نفسی بیخبر شدم بیدار لبِ پیاله گرفتم سبو چو لبِ یار

بیت

خوانِ مرا عریض که ترسم خجل شوی چون مائدی که ریخته باشد شراب را

---

[1] ک: او را بعد از مدتی

[2] ۱۶۲ : مرخص

[3] ک: ساخت و

[4] ک: نظم شعرای تذکره نویسان دکن نسبت به شعرای

[5] ک: این احمد را تذکره نویسان دکن

[6] ک: از رطب و یابس نیست آنچه قبال

ذکر

مولانا محوی[1] اردبیلی

یکی از آدمی زادهای دارالارشاد اردبیل است، و مولدش در شهر مذکور واقع شده ولیکن در شیراز نشو و نما کرده و سخن او رتبهٔ بهم رسانیده* است، بعد از سیر شیراز از انجا بصفاهان آمده و اندک ایامی دران بلده بسر برده،[3] در انجا هوای سیر دارالامان هندوستان در سر او جلوه گر شده از راه هرمز به تته آمده[4] (۱۰۰۰ ل) خود را داخل ملازمان سلالهٔ دودمان اعتلا رستم میرزای صفوی گردانید[5] و چندگاه درخدمت میرزای مذکور دران بلده بسر برد و در آخر سنه اربع عشرین والف

(بقیه حاشیه صـ۵۵۵) از لفظا محبوبان در وقت مضایقه، مبتلا: کلامش سراپا درد و سوز است سندیلوی: شاعر خوش بیان بوده[8] آ: سپهر قدرت رفیع مکان امیر عالی جاه عالیشان زمانه بیک[9] بقول خوشگو اسد بیگ در اوایل عهد شاهجهان بادشاه در توران فوت شد نیز ہاک به صـ۵۴۴ ح ۷ [10] این بیت در هفت اقلیم و مخزن الغرایب هم نقل شده،

(حاشیه صـ۵۵۶) [11] آ: نحوی (امّا در دیگر جاها محوی نوشته است) — در ریاض الشعرا (ریو صـ۳۹۰) و مخزن الغرایب (فهرست بادلی عمود ۳۷۴ نمره ۲۳۳۹) و آتشکده (صـ۲۵) نام محوی عبدالعلی است [12] آ: و دران دارالفضل رتبه بهم رسانیده — مبتلا می گوید: محوی اردبیلی از شعرای مسلم زمان شاه عباس ماضی بود [13] آ: دران شهر[14] آذری گوید که محوی در [10]۲۰ به هندوستان رفت، و این که سندیلوی گفته که محوی در عهد اکبری بهند آمده غالباً درست نیست، سندیلوی می گوید که محوی اولاً ملازمت میرزا غازی کرده بود بعد چندی همراه رستم میرزا صفوی به هند آمد، رستم میرزا در [10]۲۱ به حکومت تته

Marfat.com

همراه مخدومِ خود به اجمیر آمد، مسوّدِ این اوراق را دران ایّام درشهر مذکور با او ملاقات واقع شد، جوانی ملاحظه نمود در کمال خوش خلقی و شگفتگی و سالِ عمرش به بیست (و) هفت رسیده، دران ایّام این بیت را گفته بود و خیلی ازین بیت حظ داشت بیت

رہی درپیش دارم کآخر عمر است انجامش
بہر جا مرگم آسایش دہد منزل کنم نامش

ومی گفت که این بیت البته امسال مرا خواهد برد، همدران روزها از اجمیر به برہان پور رفت و از قضای آله بعد از اندک ایّامی درشهر مذکور داعیِ حق را لبّیکِ اجابت گفت، سبحان الله نتیجهٔ آن بیت بدو عاید شد،

این سه بیت ازوکه مناسبتی بسیاق این تسوید دارد، بر بیاض برد،

شعر

ساقی بہر آسوده دلی جامِ جمی بخش — مارا که بصد شعله کباب نمی بخش
وارستگی از سلسلهٔ زلف روا نیست — دل از شکنی گر بستانی بخمی بخش
گر پیرو ارباب دلی بخلِ ادب چیست — ہر نقشِ جبینی به نشانِ قدمی بخش

این بیت نیز ازوست بیت

(۳۰۰ب) سر شکافگنده در دامانِ مژگانم (ز) دل گرمی — که گر بر دیده سایم آستین چون شمع درگیرد

۲۲۹

(بقیه حاشیه صفحه ۵۵۶) یافت و در اوایل ۱۰۲۳ھ معزول شده باجمیر رسید، بقول صاحب [illegible] میرزا غازی در ۱۰۲۰ھ وفات یافت ۵۵ آ: گردانیده و در خدمت پیرزادی عالی جاه چند [illegible] دران دیار بوده،

(حاشیه صفحه ۵۵۷) ۱ آشکده: نهم (بجای کنم) ۵۲ آ: شبی آ: بمن ۵۳ در آ ندارد،

Marfat.com

چون میانِ مرشد بروجردی و محوی[1] کمال یاری و برادری بود تاریخِ فوتِ اورا بدین طریق در سلکِ نظم کشیده است قطعه

برادرِ محوی آن دیرینه همدم — زپیشم رفت وچون بادِ صبا رفت
همین دانم که رفت ازپیشِ چشمم — نمی دانم کجا رفت و چرا رفت
اگر دل رفت آن خود همرهِ اوست — نمی دانم که صبر از دل کجا رفت
علاجِ دردِ خود خود کرد و بر وی — نرفت از درد آنها کز دوا رفت
چو گلشن دید کز تاثیرِ دوران — بحسرت بلبلِ دستان سرا رفت
چنان از رنگ و بوی افشاند دامن — که تا بوی از گل و رنگ از حنا رفت
زمن پرسید دل تاریخِ فوتش — بدو گفتم عجب[2] یاری زما رفت

۱۰۲۴

ذکر

[باقیا[3] مصنف]

نامِ آن عزیز باقی است و مولدش از نایین است در اشعارِ خود هم باقی و هم باقیا جایجا بمقتضای وزنِ سخن تخلص می کند، درعراق با سرِ غزلِ دیوانِ نکته سرائی حکیم شفائی پاره بوده و از صحبت آن [نا] درهٔ زمان چاشنی در سخنوری بهم رسانیده بعد ازان بگشت خراسان آمده با ملک الشعرای آن ملک میرزا فصیحی

[1] آ: محوی اردبیلی [2] بقول والهٔ داغستانی محوی در ۱۰۲۵ وفات یافت (ریو ص ۱۷۳۹)،
[3] ترجمهٔ باقیا را ورق ندارد، از آ نقل شد،

Marfat.com

و اکثر ارباب تخلّصِ مشهدِ مقدس و هرات ابیاتِ مرغوب گفته،
درسنهٔ ثلث عشرین و الف این ضعیف را باو در اجمیر ملاقات واقع شد،
دران سال بهند تازه آمده بود، جوانی دید درسن بیست سالگی علم موسیقی را بغایت
خوب می دانست و بمانند برادرِ خود فتحی مصنّفِ قرار دادهٔ بود، دران بلده دلپذیر
با اکثر اربابِ معانی صحبتهای داشت، بوسیلهٔ نادرهٔ زمان ملک الشعرای دارالامان
هندوستان طالب آملی شرفِ مجالست وسعادتِ ملازمتِ نوّاب نامدارِ مملکت
مدار، وزیرِ اعظمِ بادشاهِ فلک قد [رت] خورشید اشتهار، میرزا غیاث بیگ
اعتماد الدوله را دریافت، وقصیده در مدحِ آن مبارک وزیرِ همایون مشیر گفته
بدو گذرانید، صلهٔ فراخورِ مدّاحی خویش یافت، بعد ازان از اجمیر بدکن رفته
داخلِ بساط بوسانِ شاهزادهٔ معظّم مکرّم سلطان خرّم گرد [ید] و بقربِ دوسال
درخدمتِ آن شاهزادهٔ بلند اقبال ماند [ه] ترکِ جاگیر کرده بسیاری وتجارت
مشغول گشت،
این ضعیف [۱ه .....] درسنه تسع عشرین و الف باوی دربلده
طیبه پتنه واقع شد، درسخنوری بغایت پیش آمده و درموسیقی دانی بی نهایت
خوب شده و دانستن راگِ هندی را بمرتبهٔ نیکو تتبّع کرده [که] کم کسی از نغمه
سنجان که زبان و بیان ایشانست۲ می فهمد، برآوشن] هند تصنیفاتِ دلپذیر
ترتیب داده و بطرزِ عراق نیز نقشهای] بی نظیر وارد، دراندک ایامی درین

۱ه پارهٔ عبارت ازین موضع ساقط شده، [این ضعیف] "را مکرّر اتفاق ملاقات" یا
الفاظ دیگر معنی بوده باشد ۲ه آ: آ سانست، تصحیح قیاسی ست،

Marfat.com

جزوِ زمان مصنّفاتِ او شہرت یافت[1]، رسالہ[2] درعلمِ موسیقی ترتیب دادہ کہ "تا لغایہ کسی باین روش* مرتّب نساختہ"

درہمیں سال از پٹنہ بہ بنارس رفتہ متوطّن شد وہمیشہ دران سرزمین اوقاتِ او بہ[3] بی پروائی می گذرد[4]، این چند بیتِ متفرّقہ ازوست

ابیات اینست

۵

توبہ کردیم کہ تا [با]دہ نباشد نخوریم — تاکہ ساقی پسرِ سادہ نباشد نخوریم
بادہ تا میکدہ معمور نباشد نکشیم — روزہ تا روزی آمادہ نباشد نخوریم

ولہ

نالہ مرغِ چمنی را چو سخن می فہمم — باقیا نغمہ زبانیست کہ من می فہمم

ذکرِ کیفی[5] نومسلمان

اکثر اشعارِ او برتبہ است و مثنوی در بحرِ مثنوی مولوی معنوی گفتہ و آن

---

[1] ملا عبدالحمید لاہوری در پادشاہ نامہ می گوید: باقیا نائینی را در شعر طبیعت روان و تصانیف فارسی او از آمیزش نغمات ہندوستانی تاثیر فراوان دارد [2] آ: رسالہ کہ در علمِ موسیقی ترتیب دادہ کہ "تا لغایہ کسی باین روش کسی [3] از خزانہ عامرہ (صفحہ ۱۵۰) معلوم می شود کہ بعد جلوس شاہجہان باقیا خود را بہ عتبۂ خلافت رسانید و موردِ عنایاتِ خسروانی گردید، و در ۱۰۴۶ھ قصیدۂ تہنیتِ نوروز گفت و بزر کشیدہ شد ومبلغ پنجہزار روپیہ مساوی وزن حاصل کرد، در آخر عمر حج کردہ بایران برگشت و دران جا زندگانی بانجام

Marfat.com

را آگاه نامه نام کرده، این دو بیت از ان کتابست مثنوی

آن گُلِ رو چون شدی از خوی بتاب　　در دلِ گُل بو شدی از شرم آب
لب چنان شیرین که گاهِ نوشخند　　بر سرِ هم حرف بستی همچو قند

مولّفِ این تالیف را در سنه خمس عشرین و الف در لاهور باکیفی ملاقات
واقع شد تا آن وقت دیوان ترتیب نه داده بود، (۱۳۰ا)

مولدِ آن معنی آرا از سبزوار است و اباً عن جدٍّ از جهودانِ دیارِ خود بوده ولیکن توفیقِ ایزدی و عنایت سرمدی در اوّل جوانی او را ازان کفرِ جبلّی برآورده بشرفِ اسلام مشرّف گردانیده است، و آن جدید الاسلام قریب به بیست سال درلباسِ فقر و خوش نشینی سیاحت کرده و تمام هند را سیر نموده است، الحال در بندگیِ دُرِ دُرجِ سلطنت و شهریاری و اختر برجِ عظمت و کامگاری، شاهزادهٔ عالم و عالمیان شاهزاده شاه جهان* است،

این دو بیتِ او اگرچه مناسبت بسیاقِ این تسوید ندارد امّا از اشعارِ برجستهٔ آن فریدِ زمانِ خود است بیت

(بقیه حاشیه صفحه ۵۶۰) رسانید (خانه ۱۵۱ و سرو آزاد صفحه ۱۰۱ نیز رک به طاهر نصرآبادی در فهرست پیوست رک ص ۹۵)

* صاحب مخزن الغرایب می گوید: کیفی نومسلمان: اصلش یهودی بوده از سجستان به سبزوار آمده بشرف اسلام مشرّف گردید در ایام عهد (یعنی عهد جهانگیر) به هند آمده صاحبِ اعتبار گردید اشعارش پر حلاوت واقع شده، مبتلا می گوید: کیفی سیستانی در زمانِ جهانگیر بادشاه به هند آمد، مبتلا فقط یک بیت ازو آورده است و همین بیت را (یعنی انتخابی که صاحب مخزن درج کرده است آمده است،

(حاشیه صفحه ۵۶۱) ۱ ه ی: شاهزادهٔ جوان بخت پناه شاهزاده خرم را در شوال ۱۰۲۶ به شاهجهان مخاطب کردند ترجمه توزک جهانگیری ۱: ۲۹۰ نیز رک به میخانه صفحه ۵۰۹

Marfat.com

چون نگریم کز عدم با نامرادیهای بخت غافلم آورده اند و باز غافل می برند

بیت

بدستم گوهر دل داد مادر از پی بازی زبس کودک مزاجم می شود هر جا فراموشم*

ذکر

مولانا انور[۲]

ایشان از آدمی زادهای لاهور است و شعر را بغایت خوب می گوید و بقدر طالب علمی دارد و در اوّل جوانی پاره در خدمت میرزا انور ولد خان عظیم الشان اعظم خان بسر برده، بعد از فوت میرزای مذکور در جلیسر ملازمت آقا صفی قلندر[۵] که از جانب خان جم نشان (۳۰۱ پ) مهابت خان حاکم آن جا بود اختیار کرده همراه آقای مذکور به اجمیر آمده خود را داخل ملازمان خلف ارجمند خان مذبور میرزا امان الله ساخت، این ضعیف دران ایام مدتی با او محشور شد و بر

---

* این بیت را در مخزن الغرایب هم آورده است — در آ مصحفاً 'هر دم فراموش' بجای 'هر جا فراموشم' نوشته است، ۲ آ: انوری — ظاهراً شیخ انور لاهوری که در مخزن الغرایب (فهرست بادلی عمود ۳۱۹ نمره ۲۲۱) مذکور است همین است، امّا بدبختانه نسخهٔ مخزن که پیش من است ازین موضع ناقص است، همین طور نتوانم گفت که مولانا انور نور محمد که در همیشه بهار (سپرنگر صد ۱۱۸) مذکور است همین انور است یا غیر او ۳ آ: چو در ۴ برای احوال میرزا انور پسر خان اعظم میرزا عزیز کوکه رک به بلاکمین صد ۴۷۵ نمره ۲۰۶ ۵ یعنی صفی صفاهانی رک ص ۵۴۸

احوالش مطلع گردید، شعرِ خوب بسیار داشت ولیکن دیوان ترتیب نداده بود و
می گفت که این بیت را در اوایل سخنوری گفته ام: بیت

درین حدیقه بهار و خزان هم آغوش است زمانه جام بدست و جنازه بردوش است

و این بیت را در حضورِ فقیر گفته است

یا رب! چه صورتی که ز شرم تو آیمت
گر چیده آب و از کف آئینه دار ریخت

محمد بیگ ترکمان

آن عزیزِ نیکو نهاد یکی از آزادی زادهای ترکمان ایران و از اولاد حکمرانان [illegible] در اوّل جوانی و نو بهارِ زندگانی چندی در ایران [illegible] مست تهمتن خان قاجار که یکی[1] از امرای جم جاه انجم سپاه عباس شاه [illegible] بود به تقریبی که تحریرِ آن باعث طول کلام می شود باتفاقِ برادرِ حقیقی خود [illegible] آمد و در ایامِ خانِ عظیم الشان شاه [illegible] خان و در ایامِ [illegible] انجم سپاه شاه [illegible] جهانگیر بادشاه که ایزد [illegible] حفظ و امانِ خود دارد حاکم بود (۱۰۳۰ ل) و لشکر قزلباش [illegible]

---

[1] ن: ترکمان [2] آویک [3] یعنی شاه عباس اوّل که از ۹۹۵ تا ۱۰۳۸ فرمان روای ایران بود [4] شاه بیگ ارغون را اکبر در سال سی و نهم جلوس به حکومتِ قندهار فرستاد و در ۱۰۱۶

Marfat.com

کرده بودند، محمود بیگ دران واقعه داخل مردم خانِ عالی شان شده دران قضیه باسپاهِ تزلباش تردّد مردانه نمود، برادرش بدرجهٔ شهادت رسید، خان مذکور را آن خدمت بغایت خوش آمد، او را بقلعه طلبیده داخلِ نوکرانِ خود ساخت و در اندک ایّامی باحوالِ او پرداخت و دیوانی سرکار خویش بدو مفوّض داشت، امّا چون خانِ دوران حسب الحکم جهان پناه بدرگاهِ عرش اشتباه آمده تسلیم صاحب صوبگی کابل نمود او نیز همراهِ مخدومِ خویش بدان طرف رفت،

خان مذکور دران سرحد دوازده سال حکومت باستقلال کرد و اکثر مهام سرکار او هنگام استقرار آن دیار بوقوف محمود بیگ بانصرام می رسید، چنانچه در سنه اربع وعشرین والف الهداد خان ولد جلال الدین مشهور به پسرِ جلاله که اباً عن جدٍ همیشه دم از تمرّد وعصیان می زد عریضهٔ به خانِ عالی شان خانِ دوران بدین مضمون ارسال داشت که اگر محمود بیگ[1] را بفرستید* تا بنده ازو بعضی سخنان استفسار نموده خاطرِ خود را مطمئن ساخته بملازمت رسد عین صواب خواهد بود، خانِ مذکور بنابران دیوان خود را به حجابت به پیش الهداد فرستاد، آن عزیز بفرمودهٔ مخدوم خود عمل نموده به پیش (۳۰۲ ب) ابن جلال الدین رفت و با او از جانبِ خان عالی شان عهد و پیمان بست و صاحب داد نام پسری ازو که در سنّ هفت سالگی بود همراهِ خود بخدمت صاحبِ خویش

(بقیه حاشیه صـ۵۶۳) جهانگیر او را صاحب صوبهٔ کابل و قندهار مقرر کرد و خطاب خان دوران بدو بخشید، تا آخر ۱۰۲۷ صوبه دار کابل بود (رک به بلاکمین صـ۳۷۷ نمره ۵۷)، بعد از فوتِ اکبر شاه شاه حسین خان شاملو حاکم هرات قندهار را محاصره نموده،

(حاشیه صـ۵۶۴) *ـه آ: محمود را بفرستند،

Marfat.com

از برای استحکام بیعت آورد، آن خان جم نشان محمود بیگ را با همان طفل که همراه آورده بود بدرگاهِ عرش اشتباه روان کرد و از حضرتِ خلافت پناهی ظلّ آلهی بجهت الهداد استدعای قول و عهد و نقشِ پنجهٔ مبارک نمود تا او دل در عهد و پیمانِ بادشاهِ عالمیان بسته بشرفِ بساطِ بوسی درگاهِ جهان پناه مشرف گردد، چون این عریضه بمصحوب محمود بیگ بعرض ایستادگانِ آستانِ ملایک آشیان رسید استدعای استدعا کننده را قبول نمودند و به صاحب ادفیلی با نقد و جنس بسیاری مرحمت فرمودند و بجهت[1] الهداد خان کمر شمشیر و سر و پا و فرمان دو هزاری منصب ذات و دو هزار سوار بدست محمود بیگ ارسال داشتند،

این بادشاهِ بلند همت و این جم جاهِ خورشید منزلت عاقبتِ کار محمود بیگ را محمود نموده داخلِ بندگانِ خویشتن گردانید و منصبی فراخورِ حال او بدو عنایت فرمود و فرمانِ قضا جریانِ جهانگیری چنان شرفِ نفاذ یافت که درهمان روز جاگیر الهداد را دیوانیانِ عظام (۱۲۰۳ ا) از پرگنهٔ تپّه[2] سندوان که از اعمالِ لاهور است تنخواه دهند، ارباب دخل درگاهِ والا بموجبِ حکمِ جهان مطاع در ساعت پرگنهٔ مذکور را تنخواه دادند،

اما چون محمود بیگ دوست کام و مقضیّ[3] المرام در بلدهٔ اجمیر از درگاهِ جهان پناه به بنگش معاودت کرد در منزل دوم آن بلدهٔ دلپذیر که موسوم بسامبر

---

[1] در توزک فقط یک کهپوهٔ مرصّع مذکور است که برای الهداد فرستاده شده (نگرید به شرح حال خان دوران ساک به ترجمهٔ توزک ج ۱: ص۲۹۵ (واقعه ۹ تیر ۱۰۲۴ھ) الهداد در سال آینده حاضر دربار شد و انعام و منصب یافت و خانِ دوران را هم به صلهٔ حسن خدمت انعام حکم شد (همان کتاب ص۳۲۱، ص۳۲۴)، [2] ر: سندوان که تپّه [3] ر: مقتضی،

Marfat.com

است مسوّد این اوراقِ پریشان عبدالنبی فخرالزمانی را با آن عزیزِ اهلِ دوست ملاقات واقع شد، آن قدر مردمی و احسان که باین ضعیف نمود درین جزوِ زمان کم کسی درحقِ کسی می نماید، ایزد تعالیٰ نیکان را خیر دهاد!

القصّه دران سفر از راه نارنول روانهٔ پنجاب شد و منزل بمنزل درخدمتِ آن قدردانِ هنرمندان بشگفتگی و خرّمی گذرانید و آن عزیز بهر سرزمین بفیضی که می رسید غزلی طرح می فرمود، میر نعمت الله وصلی نیز دران سفر همسفر بود چون به سرهند رسیدیم محمود بیگ در باغ حافظ رحمه این مطلع در بدیهه گفت و طرح ساخت مطلع این است مطلع

کسی زحالِ منِ خسته گر خبر گیرد شمارِ سوزِ درونم زچشمِ تر گیرد

وصلی درهمان روز این غزل را گفت مقطعش این است بیت

کنون که نوبتِ وصلت به وصلی افتاد (ب ۳۰۳) بچرخ گوی که ایّام را ز سر گیرد

این بیت را این ضعیف دران روز گفت ؎

دلم براهِ وفا راست می رود زان سان که نیم گام اگر کج نهد ز سر گیرد

چون مسوّد این اوراق باتفاق آن قدردانِ بی نفاق به لاهور رسید محمود بیگ وصلی را همراه خود بجهت وکالت الهداد خان به بنگش برد، این ضعیف ازیشان وداع شده بدارالعیشِ کشمیر رفت ازان تاریخ که آخر سنه خمس عشر و الف بود تا لغایه که سالِ هجرت به هزار و بیست وهشت رسیده دیگر ازیشان خبری ندارد[۲]،

---

[۱] ر ک به صفحه ۴۴۰ ببعد [۲] اگر ازیشان محمود و وصلی هر دو مراد اند این عبارت خالی از تسامح گونه نیست ازانکه بر صفحه ۴۴۱ احوال وصلی را تا آخر سنه ۱۰۲۶ درج کرده است،

Marfat.com

بر رای اربابِ هنر پوشیده نماند که آن عزیز پارهٔ شعر گفته و تخلّص محمود کرده ولیکن بنابر کثرتِ شغلِ دنیوی دیوانی ترتیب نه داده است، اکثر ابیاتِ آن منصفِ قدردان نزد فقیر بود در هنگامی که آتش بخانهٔ این ضعیف افتاد آنها سوخت، چنانچه شمّهٔ ازین واقعه در مرتبهٔ ثانی[1] رقم زدهٔ کلکِ بیان گشته است، بنابران شعر مناسبی ازان نور دیدهٔ مردمِ اهل بر بیاض نرفت، این دو بیت بضرورت ثبت افتاد رُباعی

چندانکه سرکشی ز تو نورس غنیمت است — افتادگی هم از منِ بیکس غنیمت است
دُور از تو شامِ هجر که دور از تو کس مباد — دارم غمی که صحبتِ او بس غنیمت است

(۱۳۴) ذکرِ مولانا شرمی[2] قزوینی[3]

شاعری رنگین و سخنوری متین است و بزبان قزوینی نیز شعر را خوب می گوید و آنچنان

---

[1] در آ 'ثالث' راحک کرده مبدّل به 'ثانی' کرده است، وصحیح 'ثالث' است که ذکر سوختن خانه اش در مرتبهٔ ثالث بذیل ترجمهٔ آقا صفی صفاهانی (ص ۵۴۹) کرده است [2] در منتخب الاشعار مبتلا ست:
مولانا شرمی: نامش نظام الدین احمد است، در زمان شاه عبّاس بخیاطی کسبِ معیشت می کرد، او راست:
دم مرگست ازمن یک نفس درد دلی بشنو — که ترسم لحظهٔ دیگر زبانم به زبان پیچد (ترجمه اش که در مخزن الغرایب مسلک به فهرست بادلی عمود ۳۴۲ نمره ۱۲۲۲ درج است حاصل آن نیز همین است) ظاهرا مراد مبتلا آنهیں شرمی قزوینی است، در عالم آرای عباسی (ص ۵۸۰) گفته است که بوقت جلوس شاه صفی در سنه ۱۰۳۸ مولانا شرمی قزوینی مدرج ذیل را تاریخ یافت ع صفی پا بر اورنگِ شاهی نهاد، نیز در مسلک به عالم آرای ص ۱۳۵ سطر ۳ آخر: قزوینی (و آن تصحیف است)

Marfat.com

سیاه زبان واقع شده که هر که را بهر زبان هجو کرده یا تاریخ فوتِ او در حیاتِ او گفته بلای عظیم بر سرِ او آمده یا سال بسر نبرده، مولدش از دارالموحّدین قزوین[1] است و فرزند مولانا مشقی قزوینی است، پاره در ایران سیاحت کرده و بسعادتِ بندگیِ پادشاهِ ستاره سپاه، شمعِ دودمانِ نبوی، شاه عباس حسینی صفوی مستسعد گردیده و انعامات ازیشان یافته است، الحال نیز در عراق در خدمتِ آن شهریارِ گردون اقتدار است،

این دو سه بیت از وست ؎

بسی فارغ دلم کُو عشق تا در دم بجان پیچد
صدائی ناله زارم چو نیَ در استخوان پیچد
نهادم عمرها بر بستر آسودگی پهلو
بهل تا یک دو روزم غم بدستِ امتحان پیچد

؎

من آن شیرین شمایل را بنازم — من آن غارت گرِ دل را بنازم
ز زهرِ غمزه هر سو عالمی کُشت — بنازم زهرِ قاتل را بنازم
کمالِ عقل در دیوانگی هاست — بنازم عقلِ کامل را بنازم

ذکرِ
صفائی

مولدش از تبریز است، در وطن خویش بین رشد و تمیز رسیده و در مقام

[1] کذا فی النسخة

Marfat.com

انتظامِ نظم شده است، چون ولایت آذربایجان (۳۰۴ب) به تصرّفِ ومیان درآمد[1] بنابر ضرورت دل از حبِّ وطن برداشته، وقتی که جمیع تبریزیان فرار نموده بدارالموحّدین قزوین آمدند او نیز آمد، و در شهر مذکور رحلِ اقامت انداخت و درانجا نشو و نما نمود،

مسوّدِ این اوراق را در وطن باصفائی ملاقات واقع شده، در علمِ فقه مهارت تمام و در عملِ آن جد و جهد بسیار داشت، در قرأت قرآن مجید و فرقان حمید قاری بود و خطِ نسخ را بغایت خوب می نوشت، طرفه تر این که با این همه هنر وجهِ معیشتِ خود از کسب دلّالی می گذرانید، اکثر فضلا و فقها و فصحا و شعرا بدکّانِ او می رفتند، خدمتِ آن جماعت را بی طمع و توقّع می نمود و شب ها به کتابتِ کلامِ ملکِ علّام مشغول می بود، وقتی که مصحفی بمرورِ ایام باتمام می رسانید آن را بقاریان و حافظانی که استعداد هدیه کردنِ قرآن نداشتند و استحقاقِ آن داشتند تکلّف می فرمود،

پیمانهٔ عمرش در سنه ست عشر و الف در دارالموحّدین قزوین پُر شد، در مزار شهر مذبورش دفن ساختند،

اشعارِ خوب و ابیاتِ مرغوب ازان فریدِ زمانِ خویش بسیار مانده ولیکن بربیاض نرفته و دیوانش ترتیب نیافته است، این پنج بیت از وست،

مقطع

بادهٔ وحدت صفائی درخورِ هر کام نیست
(۳۰۵) وحشی باید که بر لب گیرد این پیمانه را

رُباعی

تاچند دلا بنفس مزدور شوی خواهم زلباس عاریت عور شوی

[1] مقصود: سنه ۹۹۳ ہجری به عالم آرای عباسی صـ ۲۲۳،

Marfat.com

خود را بہ شرارِ آتشِ عشق بسوز تا شعلہ مثال سر بسر نور شوی

ے

شب در تنِ من دوش ز حرمان می سوخت چون شمع مرا ز سوزِ دل جان می سوخت
من بی خبر و محبتِ دوست بہ جان آتش زدہ آشکار و پنہان می سوخت

ذکرِ
حریفی مصنّف[1]

مولدش از دار الموحّدین قزوین است، در وطنِ خویش بسنّ رشد و تمیز رسیده ونشو و نما نموده است، این ضعیف را با او کمال آشنائی بود، در علمِ موسیقی مہارت تمام داشت، در فنّ اصول عدیل خود نداشت، چنانچہ اکثر غزلہای خود را بزیورِ نغمہ رنگین گردانیده نقش و صوت ساختہ است، الحال اکثر مصنّفات او در عراق و خراسان بر زبانِ اکثر بلبل نوایانِ گلشنِ نغمہ سرائی بسیار است، نامِ حریفی یزدان است، وجہِ معیشت از گیوہ کشی و جورب دوزی بہم می رساند و ہر چہ دران کسب پیدا می نمود صرفِ دردمندان می فرمود،

در سنہ ست عشر و الف بعزمِ سیرِ طہران از قزوین بر آمد، در راہ اوّل بہ سیرِ کوہہ کہ در نواحی شہر مذکور واقع است مقیّد شد، ہنوز آب آن موضع را سیر (۳۰۵ ب) نیاشامیده بود کہ بیمار گردید و در ہمان ضعف در انجا سفرِ آخرت اختیار کرده، چون کوہہ بہ طہران نزدیک تر از قزوین بود بنابران رفیقانش در انجا

[1] در متن لفظ مصنّف ندارد،

Marfat.com

بردہ مدفونش ساختند،

آن زبدۂ نغمہ سنجان شعر متفرقہ بسیار گفتہ ولیکن بر بیاض نہ بردہ است،
این غزل ازوست

غزل

از سر نتوان کردن سودای محبّت را — آسان نتوان گفتن غوغای محبّت را
آتش زدہ در دلہا بر گردِ سرت گردم — آتشکدۂ کردی[1] دلہای محبّت را
جز عشق نمی خوانم، جز یار نمی دانم، — بی او نزنم برہم لبہای محبّت را
گو شمع شب افروزی، گو برق جہانسوزی — تا پاک بسوزاند شیدای محبّت را
پرکالۂ دل را بین بر گوشۂ دستارم — بر سر زدہ ام اکنون گلہای محبّت را

زنہار حریفی را آزردہ مکن ای گل
زین بیش مکن خوارش سودای محبّت را

ذکر

میر عبداللہ مژہ

آن عزیز را میر عبداللہ مژہ بجہت این می گویند کہ در وقتِ حرف زدن چشم بسیار برہم می زند، تخلّصِ او فریبی است، و شعر را ہموار می گوید و ابیاتِ متفرقہ بسیار دارد ولیکن دیوان ترتیب نداده است،

مسوّدہ این اوراق را با آن دردمند در دار العیش کشمیر ملاقات واقع شد

مولدش از شہر مذکور است، در انجا بسن رشد و تمیز رسیده و نشو و نما (۱۳۰۶ ا) (۱۳۰۶)

[1] آ: کرده [2] آ: آ، فارسی،

Marfat.com

نموده است و هرگز از برای سیر محنتِ سفر اختیار نفرموده، این بیت از ابیات برجستهٔ اوست بیت

تاری از زلفِ تو باشانه نیاید بیرون
که بآن صد دلِ دیوانه نیاید بیرون

ذکرِ
ذهنیِ کشمیری
مثنوی

شرابی که مست است ازو جزو و کُل چه اصل و چه فرع و چه خار و چه گُل

---

۱ آرا نیامد ۲ محمد اعظم در واقعات کشمیر ترجمهٔ او نوشته است که از میخانه مفصل تر است می گوید: ملا ذهنی شاعر از شعرای برجستهٔ کشمیر است، با وصف کمال این فن از علوم دینی بهره وربود و راهی بتقوی هم داشت و در عهد خود در فن سخندانی در کشمیر بی نظیر بود، هر وقت بزم آرائی و محفل پیرائی با ارباب سخن می نمود و منقبت حضرات خلفای اربعه بسیار بمحبت گفته است، چهار قصیدهٔ طولانی برای هر چهار خلیفه موزون کرده، (بعدش بیست و یک بیت انتخابی ذهنی را درج کرده است) ۳ صاحب مخزن الغرایب می گوید: دیوانِ او را

سراسر دیدم ۴ امّا بر صفحهٔ ۵۲۴ مولف گفته بود که شعرای مرتبهٔ سوم تا غایت ملاقاتش ساقی نامه نگفته بودند!

Marfat.com

شرابی کہ گل بر دماند ز سنگ — کشد آبِ حیوان ز کامِ نہنگ
شرابی کزو شد دلِ غم زدہ — چو وادی ایمن تجلّی کدہ
دماغ از شمیمش بہاری شود — بیادش درون لالہ زاری شود

ذکرِ
ضیائی موشّحی

آن عزیز یکی از دردمندانِ این روزگار است، تولّدش در دار السرور جونپور واقع شدہ و در انجا بسنّ رشد و تمیز رسیدہ و اباً عن جدٍّ موزون بودہ، اکثر ابیاتِ خود را ہم چو پدرِ خود موشّح می نمایدؔ، در اوّل جوانی در ملازمت میرزا شمس الدین (۳۰۶ ب) جہانگیر قلی خان* کہ خلفِ ارشدِ ارجمند، و ولدِ عزیزِ سعادت مندِ خانِ عظیم الشان اعظم خان است، بسر بردہ، و در خدمتِ ایشان پارۂ در گجرات بودہ، درین ایّام در پٹنہ ساکن است، عددِ ابیاتِ او بچہار ہزار و کسری می کشد، این دو سہ بیت از ساقی نامۂ اش مناسب لسیاق این تسوید دانستہ بر بیاض برد

مثنوی

بیا ساقی آن زینتِ جام را — می زعفران طبعِ گلفام را

---

۱ آ: سازد ۲ آ: جہانگیر قلیج خان (کہ تصحیف جہانگیر قلی خان است) — شمس الدین را جہانگیر در ۱۰۱۶ھ بہ جہانگیر قلی خان مخاطب کرد و در ہمان سال بہ نیابت پدر خود بہ حکومت گجرات رفت، برای تذکرہ احوالش رک بہ بلاکمین صد ۴۵ نمرہ ۱۶۳، ۳ آ رک بہ ج ۴ صد ۵۷۲،

Marfat.com

بمن ده که عیشم جوانی کند　　غمم در غمت زندگانی کند
بده مَی کزین دورِ نا معتدل　　رسد روزگاری که در زیرِ گل
در انگشتِ مردم کند زیوری　　دهنهای باران چو انگشتری

ذکر
مولانا رامی

یکی از شیخ زادهای دارالامان هندوستان است] نام او شیخ خضر است در ایامی که ..... در قبضهٔ اقتدار افاغنه بوده ببلده پتنه آمده سا[کن شد] گویند که در تمام عمرِ خویش تاهّل اختیار ننموده و درین جهان فانی هفتاد و نه سال زندگانی کرده در سنه سبع عشرین والف وقتی که مسوّد این اوراق پریشان عبدالنبی خان فخرالزمانی بشهر مذکور داخل شد مولانا [.....] حیات بود هم دران سال ازین دار ملال بعالم مثال انتقال کرد،

دیوانش بنظرِ این محقّر در آمد، از قصیده و غزل مجموع شش هزار بیت

ترجمهٔ رامی را در آ بر حاشیه افزوده است، در تر عنوانش این است: ذکر شیخ خضر رامی ست، تر: آدمی زادهای در تر بعدش افزوده: وتخلصش رامی ست یک و لفظ درین موضع ازحاشیهٔ آ و تر ساقط شده، به ظاهر، صوبه بهار، باید خواند از حاشیهٔ آ ساقط شده، از تر نقل شد، تر: شده است در تر ندارد، در آ و تر ندارد، غالباً، رامی بقید، باید خواند،

Marfat.com

است ازین[1] بهتر* بیتی که مناسبت بسیاق این مجموعه[2] دارد* از [واردات[3]
او] بنظر درنیامد بیت

یک حرف ازان دو لب خردم را زبون کند
آری می دو آتشه مستی فزون کند]

ذکر[4]

درویش جاوید

آن فرید زمان و وحیدِ دوران مردِ درویش دوست درویش نهاد وصوفی صافی طویت پاکیزه اعتقادیست، و بمرتبهٔ درکورهٔ فقر سوز وگداز دارد که همیشه آتشِ عشق درکانونِ سینه اش فروزان و اشکِ ندامت از بحرِ دیدهٔ او درجریان است، مولدِ آن عندلیبِ گلستانِ اهلِ عرفان از دارالموحّدین قزوین است و در صغرسن به وادی موزونیت و تصوّف افتاده واکثر اوقات باصوفیانِ باصفا وعارفانِ معنی آرا صحبت های مستوفی داشته تا طبیعت را ازصیقل (۱۳۰۱) صحبتِ آن طایفه به عشق آشنا گردانیده است وهمیشه همه جا درسفروحضر هرجا که بوده دم از تصوّف زده واشعارِ صوفیانه گفته،

مسوّد این اوراقِ پریشان را درسنه ثمان عشر والف وقتی که تازه [1]

---

۱ آ: بهترازین ۲ آ: اوراق داشت ۳ ازحاشیه اوساقط شده، از آ نقل شد
۴ در آ عنوان ندارد ۵ آ: مستوفا ؛

Marfat.com

ایرآن بدارالامان هندوستان آمده بود با او ملاقات واقع شد، دران ایّام سالِ عمرِ جاوید به سی می کشید* و دران سن قریب به پانزده هزار بیت در برابر مثنوی مولوی معنوی به رشتهٔ نظم در آورده بود، این بیت از اوّلِ مثنوی آن عزیز است بیت

مشنو ازنی بشنو از صاحب نفس کز جمادی ناله نشنیدست کس

این مقطع نیز که مناسبتی به سیاقِ این تسوید دارد ازوست مقطع

در محفلی که نوش کنند اهلِ دل شراب از ساغرِ امید به جاوید خون دهند

آن صوفی صافی نهاد طوفِ مکّهٔ معظّمه نموده و اکثر بلاد ربعِ مسکون را گشت کرده است، چون در سنه سبع عشرین و الف که رایاتِ جلالِ جهانگیری در بلدهٔ[2] گجرات به عزّ و اقبال نزولِ اجلال فرموده بود عرصهٔ آن سرزمین مخیّمِ عسکرِ فیروزی اثرِ این پادشاهِ رعیّت پرور مرحمت گستر گردیده دران ایّامِ خجسته فرجام درویش جاوید در احمد آباد بود، به وسیلهٔ نوّاب مستطاب جملة الملکی مختار الدولة (۳۰۷ب) العلیة العالیه اعتماد الدولة که طبعِ وقّادش صیرفی جواهرِ معانی و ضمیرِ منیرش ممیّزِ گوهرهای کانی ست به سعادت کورنش و تسلیم بادشاهِ آسمان جاه، خورشید کلاه، فلک بارگاه، دارا درایت، سکندر شوکت، آفتاب جبهت، یوسف طلعت، خدیوِ جهانگیرِ کشور کشا، شاه نور الدین محمد جهانگیر بادشاه مستسعد گردید، آن جم جاه انجم سپاه درویش دوست جزوی نقد به جهتِ وجه معیشتِ جاوید از

---

[1] آ: عمرش به سی رسیده [2] در آ بعدش افزوده: جلال الدین محمد رومی،

[3] ۲۵ دی ماه ۱۰۲۵ھ (جنوری ۱۶۱۹ء) جهانگیر داخل احمد آباد شد و بعد قیام یک ماه و شش روز به یکم اسفندارمذ جانب مالوه روانه شد (ترجمه توزک ص۴۲۳ و ص۴۳۵)،

Marfat.com

دارالضرب احمد آباد مقرر فرمود، الحال آن درویش خیراندیش دران شهر متوطّن است و بدولت این بادشاه عالمیان پناه در همان بلده ساکن،

الٰهی بقبولِ مستانِ کوی نیاز و به عزّت آب روی محرمانِ نهان خانهٔ راز که تا رشحاتِ سحابِ فیضِ حضرتِ تو از آسمان ریزان و قطراتِ غمامِ فضلِ رحمتِ تو از چرخ باران است همیشه ابوابِ فیوضات و فتوحاتِ غیبی بر روی دولت این بادشاهِ درویش دوست مسکین نواز کشاده گردانی! و ذاتِ ملکی صفات این خسروِ عادلِ ظلم سوز ظالم گداز را همواره از جمیعِ آفات و بلیّات در حفظ و امان خویشتن داری!

لمؤلفه

خداوندا! به نورِ اهلِ ایمان — بمسّاحانِ کوه و دشتِ عرفان
که این شه را چو گل فرخندگی ده! — چو خضرش تا قیامت زندگی ده!

خاتمهٔ کتاب

منّت خدای را عزّ شانه، و شکر ایزد را اعظم[2] سبحانه، که کذا که زمانه ناسازگار یاری و عمر بیوفا وفاداری بمؤلّف تالیف عبدالنبی فخرالزمانی نمود تا این می خانهٔ رندانه و این کتاب دردمندانه را بنام نامی و القاب گرامی خدایگان عالمیان فریدون فرجمشید شان سکندر شکوه دارا نشان

---

[1] از اینجا تا شعر آخر کتاب در تمام نسخه ها بقدر یک ورق ازان نسخه ها افتاده است.
[2] ب: عظم،

Marfat.com

بیت

معدنِ حلم و مروّت، آبروی بحرِ جود یادگارِ خواجۂ هر دو سرا سردارخان

باتمام رسانید، خانِ نکته دانی که بانواع حلیۂ ادب متحلّی و اصنافِ زیورِ دانش مستجلّی است، دولتمندی که همگی همّتِ والا نهمتش رعایتِ خاطرِ اربابِ فضیلت واجب می داند، سعادتمندی که دستِ سخاوت طبیعی او زبان . . . [1] طبیعت به مدح و ثنای خود گویا می گرداند، آفتاب مکرمتی که لمعاتِ شوارقِ عنایت بی غایتش عرصۂ عالم را منوّر ساخته و نفحاتِ نسیم عاطفت و مرحمتش دماغِ جهانیان را معطّر گردانیده، سحاب مکرمتی که رشحات جویبارِ جود و احسانش نزهت بخش آمالِ انام است و قطراتِ غمامِ انعامش محضرِ ریاضِ امید خاص و عام،

ذرّه پرورا! از پردۂ خیال این ضعیف چه بر روی کار آید که آن مدح و ثنای تو خورشید منزلت را شاید؟ همان بهتر که به عجز (۳۰۸ ب) و انکسار اقرار نموده زبانِ دل به دعای ازدیادِ عمر و دولت حضرتت گشاید مصراع

شد وقت آن که ختم کنم بر دعای تو

بیت

دعاهای که برلب تا رسیده نویدِ فاستجبنا ها شنیده

الٰهی! بستانِ شرابِ شوقِ ازلی و باده پیمایان صهبای بی خمارِ لم یزلی که همواره گلشن دلکشای اقبال این نهالِ برومندِ بوستانِ سیادت را از فیضانِ زلالِ فیوضاتِ غیبی سیراب داری! و روضۂ خوش هوای جاه و جلالش را

---

[1] در آ لفظی ازین جا محو شده،

Marfat.com

پیوسته از رشحاتِ سحابِ رحمت بی نهایت خویشتن همیشه با طراوت و شاداب داری!

بیت

یارب این آفتابِ تابان را ابرِ جود و سحابِ احسان را
بر سرِ اهلِ فضل تابان دار! دست جودش چو خور زرافشان دار!

تاریخِ اتمامِ کتاب

در جهان از جمعِ ساقی نامه ها ساختم میخانهٔ رندانه
کز سوادِ خطِّ آن آید بچشم بی تکلّف معنی مستانه
بس که جوشِ بادهٔ معنی در وست بیت بیتِ او بود میخانه
شیرگیری گر ازو آید برون بشکند بتهای هر بت خانه

عقل آورد از پی تاریخ آن
بادهٔ در میخانهٔ رندانه[1]

بادہ / ۱۲ + ۱۰۱۶ = ۱۰۲۸

تمام شد

---

[1] در آخر بعدش افزوده:

میخانهٔ من که حاصل عمر منست | مجموعهٔ اخبار و بیاضِ سخنست
نقشش همه بزمه چو نو عروس بکریست | نظمش همه بانشاهٔ آب کهن است

بتاریخ هفدهم محرم ۱۰۲۹ تحریر یافت تم

Marfat.com

Marfat.com

فهارس

فهرستِ اوّل

اسمای رجال وقبایل و امم وغیرها

(حوالہ صفحہ شامل است حواشی را که بذیل آن صفحہ مرقوم است، و از حرف (ح) حاشیہ مراد است لفظ ابو آل ملا وغیرہ را بوقت ترتیب عموماً از نظر انداختہ شد)

آدم ۱۹۲، ۲۱۰، ۲۱۳
پروفیسر آذر ۹۶ ح
شیخ آذری ۶۲، ۶۳
آصف خان = (۱) میرزا جعفر
(۲) میرزا ابوالحسن
ملا آصفی ۱۰۴
آل بویہ ۱۰
آل عبا ۱۲۶، ۱۳۲، ۱۶۳
ابراہیم (۱) = عراقی (۲) = خلیل ۴
میر ابراہیم ملک بہ میر ظہیر الدین ابراہیم
ابراہیم (ثانی) عادلشاہ بیجاپوری — وسنجر ۲۵۱، ۲۵۲ ح، مخدوم ملک قمی
۲۵۹ - ۲۶۰، فرمایش جواب خزان
بہ ملک قمی کند و صلۂ بد و بخشد
۲۶۰ م ۲۶۸، — وسیر حیدر ذہنی ۲۶۰
— وعسکری کاشانی ۴۷۷، ۵۵۵ ح
ابراہیم خان فتح جنگ — ومیر ملکی ۴۶۴
سلطان ابراہیم میرزا ولد شاہزادہ بہرام ...
ثنائی ساقی نامہ برای او گفتہ ۱۶۳
انیس خاص می سازد ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶ ح ...
ابوالفیض ملک بہ فیضی
اتابک قزل ارسلان ملک بہ قزل ارسلان

Marfat.com

اتابکیه ۸۰
اثیر اخسیکتی ۱۱
سید احمد پدر غفور ۳۳۲
مولانا احمد اردبیلی و میر ظهیر الدین ابراهیم، ۴۵
احمد بیگ کابلی بجای صفدر خان به صاحب
صوبگی کشمیر فایز شد ۴۴۴، ۴۷۹ ح
احمد جام ۱۰۵
احمد حسام الدین برادر خسرو ۶۱
احمد علی بن محمد حاجی هاشمی سندیلوی خادم
مؤلف انیس العشاق ۳۴۷ ح
مولوی احمد علی ۱۷ ح
خان احمد گیلان ۳۳۲
ارجاسپ = (۱) آقا شاپور رازی
(۲) امیدی رازی
قاضی اسحاق ۹۳
شاه ابو اسحاق انجو مخدوم حافظ ۸۳
اسد بیگ قزوینی ۸، ترجمه اش ۵۵۴-۵۵۵
اصل او و نام پدرش ۵۵۴، دوات دار خواجه
افضل در هرات ایضاً، ملازم ابوالفضل
و موسوم به اسد شیخ ابوالفضلی ایضاً،
داخل ملازمان اکبر شود ایضاً، اکبر او را به
دکن فرستد ۵۵۵، ملازم جهانگیر شود ایضاً،
ملاقات او با مؤلف در ماند و ایضاً،
مصنفات او ایضاً، جهانگیر او را در خدمت
مهابت خان می فرستد ایضاً، نمونهٔ
کلام او ایضاً،
اسد قصه (یا اسد قصه خوان) ملازم
میرزا غازی ترخان ۲۲۹، معاصران او
در خدمت خان ایضاً، قصه اش با مرشد
و غفور و میرزا غازی ۳۳۳ ببعد، میرزا
غازی به تحریک او مرشد را طلب کند و
مکتوب ترغیبی بدو نویسد ۴۱۱، در شعر
مرشد ۴۱۲،
اسکندر = سکندر
اسکندر منشی ۳۷۶ ح (نیز رک به
عالم آرای عباسی در فهرست سوم)
شاه اسمٰعیل ثانی — و خواجه حسین ثنائی
۱۶۴، ۱۶۵ ح،
شاه اسمٰعیل حسینی صفوی — و هاتفی
۱۰۴ ببعد
میرزا اسمٰعیل (بن مظفر حسین میرزا)
شاگرد خصالی ۵۵۱،

Marfat.com

اسیر (اثیر) الدین حسن برادر عارف ایگی ۴۲۲، ناسازگاری او به عارف ایضاً

اشراقیان ۱۶۷، ۴۵۲، ۵۱۸ ح،

اصحاب رسول الله ۳۹۰، ۵۱۸

اصحاب کهف ۲۱۴، ۳۸۱

اعتماد الدوله = (۱) غیاث بیگ

(۲) حاتم بیگ

اعز الدین = علی شاه

افاغنه ۴۶۲، ۵۷۴

افراسیاب ۲، ۹۱، ۲۰۷، ۲۸۸، ۴۸۴،

افضل الدین ۷۱، ۷۳ = خواجوی کرمانی

افضل نامی (طهرانی) ۱۲۸

خواجه افضل وزیر — و اسدبیگ ۵۵۴

شیخ ابوالفضل ۱۹۱، — و اسدبیگ قزوینی ۵۵۴

اقدسی مشهدی ۸، ترجمه اش ۱۸۵-۱۸۷، مولد او و سیاحت او به کربلا و نجف و قصاید او در مدح ائمه ۱۸۶، — و شاه عباس ۱۸۷، حکیم رکنا در مدح او ۱۸۷ ببعد، عمر و مزار او ایضاً،

تاریخ فوتش ۱۸۹، ساقی نامه او ۱۸۶

۱۸۹

جلال الدین اکبر بادشاه ۱۳۴، مخدوم شائی ۱۶۵، ۱۶۶ ح، ۱۷۶، — و عرفی ۱۷۸، ۱۹۴، — و فیضی ۱۹۶، ۲۰۰ ح، ۲۴۲، — و سنجر کاشی ۲۵۰، ممدوح سنجر ۲۵۲ ح، و مسیح کاشی ۳۶۶، در قصیدهٔ شاپور ۳۸۳، ۴۰۹ ح، — و عارف ایگی ۴۲۴، — و میر ملکی ۴۵۹، مرثیهٔ ملکی از برای او ۴۶۰، ۴۷۸ ح، — و حیاتی گیلانی ۵۳۶، ۵۴۸ ح، ۵۵۰ ح تا ۵۵۲ ح، ۵۵۴، اسد بیگ را بدکن فرستد ایضاً ۵۶۴ ح،

اله داد خان ولد جلال الدین مشهور به پسر جلاله، بدرگاه جهانگیری آید و وصلی را همراه آرد ۴۴۱ ببعد، به رشید خان مخاطب شود ایضاً، کوکی مهابت خان رشید را بجانب بنگش عود کند و وصلی را همراه برد ایضاً، عریضه او به خان دوران، و آمدن محمود سولش برای عهد و پیمان

Marfat.com

۵۶۴ ' پسر خود را به جهانگیر فرستد ایضاً
عنایات جهانگیری بدو ۵۶۵ ' ـــــ و
وصلی ۵۶۶ '
میرزا الغ بیگ ۹۴
الیاس ۳۵۰
میرزا امان الله ولد مهابت خان ۳۶۷ح
مسیح دیوان خود را بفرمایش او بخط خود
نوشته و به کتاب خانهٔ او سپرده ۳۶۸ '
۴۱۳ح ' مسیح بیگ مدار المهام سرکار
اوست ۵۰۳ ' مؤلف قصه در خدمت
او گذارد و در چشمهٔ نور بحضورش شعر
گوید ۵۰۴ ببعد ' کتاب داری خود به مؤلف
مقرر فرماید ۵۰۶ ' مولف کتاب دار
اوست در سنه ۱۰۲۲ ۵۳۱ ' و در
سنه ۱۰۲۳ ۳۶۷ ' ـــ و مولانا انور ۵۶۲ '
مولانا امیدی رازی (خواجه ارجاسپ) ۷ '
ترجمه اش ۱۲۶ — ۱۲۸ : نام و تخلص او ۱۲۶ '
وطن و تعلیم او ایضاً ' شاعری دون مرتبه
خود می دانست ۱۲۷ ' معاصرین او ایضاً
ـــ و سلمان ساوجی ایضاً ' مصنفات
او ایضاً ' نزاع او با شاه قوام الدین
ایضاً ' قصیده اش در مدح میر عبد الباقی
و کنایه اش نسبت به شاه قوام الدین دران
ایضاً ' قتل او بدست نوربخشان ۱۲۸ '
تاریخ فوت او ایضاً ' ساقی نامه ۱۲۷ ،
۱۲۸ ، ۱۳۱ ' ـــ و شاپور رازی ۳۸۰ح '
امیر سید جد قاسم گونابادی ۱۴۲
امین الدین = (۱) حاجی ملا ۴۰
(۲) خسرو ۵۸ ح
امین رازی ۳۸۰ح ' (نیز ر ک به هفت
اقلیم در فهرست سوم ،
انصاریه ۳۸۹ ح '
میرزا انور پسر خان اعظم (میرزا عزیز
کوکه) — و مولانا انور ۵۶۲ '
شیخ انور لاهوری ر ک به مولانا انور
لاهوری
مولانا انور لاهوری ۸ ' غزل گوی او
با مؤلف در حضور میرزا امان الله ۵۰۶
ترجمه اش ۵۶۲ — ۵۶۳ : ملازم میرزا
انور ۵۶۲ ' در ملازمت صفی قلندر آمده
بواسطهٔ او ملازم میرزا امان الله شود ایضاً '
خواجه تاش مؤلف ایضاً ' نمونهٔ کلامش ۵۶۳ '

Marfat.com

بینی کہ در حضور مؤلّف گفتہ ایضاً ۵۴۵-
مولانا انور نور محمد ؒ ک بہ مولانا انور ایّوبؑ ۴۹
لاہوری
حکیم انوری ۴ ، میرغردی قصیدۂ او
بنامِ خود کند ۴۵۰ ببعد ، ۵۲۸ ح ،
مولانا اوجی کشمیری ۸ ، ترجمہ اش ب
۴۹۱ - ۴۹۳ : صوفی پاکیزہ اعتقاد
۴۹۱ ، ملازمت او آصف خان و دیگر بابا کوہی — و حافظ ۸۱
حکام کشمیر را ۴۹۲ ، سیر و سفر کم کردہ بادلی ۳۸۱ ح
ایضاً ، مولانا محمد صوفی معرفت کمال او باربد ۹۱ ، ۲۱۳ ،
بودہ ایضاً ، ملاقاتش با مؤلّف و عمر باقرِ خوردہ کاشی تاریخ فوت سنجر کہ او
و حالت او در آن وقت ایضاً ، تعداد گفتہ ۲۵۲ ، ترجمہ اش ۲۵۲ ح ،
ابیات او ایضاً ، ۴۹۵ باقیا زیبا باقی ، مصنّف لبابِ نی ، ۸ ، ترجمہ
اوحدالدین کرمانی ۴۷ ح اش ۵۵۸ - ۵۶۰ : نام و تخلص
اہل بیت نبیؐ ۱۲۵ او و صحبت او با شفائی و نصیبی و غیرہما
اہلی شیرازی معاصر حکیم پہلوی ۱۱۱ ، ۵۵۸ ، ملاقات او با مؤلّف و عمرش
وصیتش ۲۶۱ دران وقت ایضاً ، تعداد ابیات او ایضاً ، ۵۶۰
ائمہ معصومین ۲۰۹ بواسطۂ خانہ آتش ایضاً ، ملازمت
ایاز ۴۸۴ سلطان ملزم ایضاً ، شغل او با سپاہی
میرزا ایرج ابن میرزا عبدالرحیم خان و تجارت ایضاً ، با مؤلّف در پتیالہ
خانان ، — و شاہ نظر بیگ ۴۴۳ ، ۵۴۴ ، کمانش در موسیقی و رسالہ اش
فن ایضاً ، تاریخ
فہرست کتب ایضاً
سلطان بایزید پادشاہ عثم — و جہانی

Marfat.com

۹۵ ،
میرزا بدیع الزمان ہاتفی حسب الحکم او
تمرنامہ را نظم نمودہ ۱۰۴ ،
براؤن (پروفیسر مرحوم) ۲۷ ح
برہان ثانی نظام شاہ (= برہان شاہ)
۲۵۹ ح ،
بزمی کوز معاصران او در خدمت مرزا
غازی ۲۲۹ ،
بقراط ۳۰۱
بکتش خان ۳۸۴ح ، ۳۸۶ ح ،
خواجہ بلوی شیرازی پدر عرفی ۱۷۶ ،
بوذرجمہر ۷۵ ،
بویہ رک بہ آل بویہ
خواجہ بہاء الدین والد حافظ ۸۰ ،
بہاء الدین زکریا ۲۸ (س ۱۹ بہ تصحیح)
— وعراقی ۳۰ تا ۳۲ ، —
وعمادالدین ۳۳ ، ۴۶ ،
شاہزادہ بہرام بن شاہ اسمٰعیل —
وچند مادری مؤلف ۵۰۰ ،
بہرام ۴۲۸ ببعد
بہرام چوبین ۱۰۶
بہرام شاہ ۱۰
بہمن ۷۷ ، ۲۱۰
بھوتیہ (یا بھورتیہ) ۴۶۰ ح
بیژن ۷۷ ، ۲۱۰ ، ۲۸۷

پ

پرتوی اسفراین معاصر حکیم پرتوی ۱۱۱
پرتوی (حکیم) ۷ ، ترجمہ اش ۱۱۰-۱۱۲ :
صاحب ساقی نامہ غیر پرتوی اسفراینی
ست ۱۱۱ ، تغلیط قول آنان کہ می گویند
او فردوسی ست ایضاً ، مولد ومعاصران او
وتعلیمش ایضاً ، مصنفاتش ایضاً ، مدفن
او ۱۱۲ ، ساقی نامۂ او ایضاً ، ۱۲۵ ،
۳۵۹ ح ،
پرناک ۴۱۱ ح
پرویز ۹۱ ، ۱۴۱ رک بہ خسرو
شاہ پرویز بن جہانگیر — و فغفور ۳۳۵ ،
بہ الہ آباد ایضاً ، ۳۳۶ ح ، میر ملکی ہنگام
قیام شاہزادہ در بہار ساقی نامہ بہ حضور
او گذرانید ۴۶۳ ، مخدوم کریمای ساوجی
ایضاً ، ذکر مؤلف ومیخانہ بہ حضور او

Marfat.com

وفرمایش او دربارهٔ ساقی نامهٔ ملکی ایضاً، ملکی در ملازمت او ۴۶۴، رو بدرگاه جهانگیری آرد ایضاً مدحش در ساقی نامه ملکی ۴۶۵ ببعد،
پسر جلاله ۴۴۰ = اله داد خان ولد جلال الدین،

ت

تاج الدین حسین عم و استاد مغفور ۳۳۱ ح،
تبریزیان ۵۶۹
بو تراب = علی رضی
میرزا ابو تراب بیگ فرقتی ۸، ترجمه اش ۳۲۲ - ۳۲۴: تخلص او و خصوصیت او در شعر ۳۲۲، ترجمه پدرش ۳۲۳، مولد و احوال جوانی او ایضاً، صحبتش با مرزا فصیحی در خراسان ایضاً، سن وفاتش ۳۲۴، ترجیع بند او ایضاً،
تراکمه ۴۱۱ ح
ترخانان (یا ترخانیان) ۳۳۳، ۳۸۶،
۴۱۱، ۴۴۰
ترک (یا ترکان) ۲۶، ۶۴، ۸۶، ۳۹۲،
ترک الله ۶۴ = خسرو
ترکمان ایران ۵۶۳
تقی الدین اوحدی (فقط در حاشیه صفحات) ۳۴۶، ۴۱۰، ۴۲۰، ۵۴۰، ۵۵۲
امیر تقی الدین محمد شیرازی ۲۳۶ ح
تکلو ۱۶۴
تور ۹۱
تهمتن ۳۴۰ = رستم
امیر تیمور (یا تمر) — و حافظ ۸۳، ۱۰۷، صاحب قران ۴۶۵ ببعد،
آل تیمور ۵۵۴ ح

ث

ثنائی (خواجه حسین) ۸، ترجمه اش ۱۶۲ - ۱۶۶: مولد او و والدش [illegible] ابتدای شعر گفتن او ایضاً — و ابراهیم میرزا حاکم مشهد ۱۶۳، ساقی نامه اش بنام ابراهیم میرزا است ایضاً، غزلی

Marfat.com

خاص میرزا ی مذکور ۱۶۴، —— و
شاه اسمٰعیل ثانی ایضاً قرار او به هند
و ملازمت اکبرشاه ۱۶۵، وفاتِ او
به لاهور و نقل استخوانش به مشهد ایضاً،
مصنفاتش ۱۶۶، ساقی نامهٔ او ۱۶۶،
۱۷۴، ۲۴۴

ج

جامی (حضرت نور الدین عبد الرحمٰن)، ۷،
۱۱، ۲۹، رائیش دربارهٔ کلام خسرو
۵۹، ۶۴، ترجمه اش ۹۳-۹۶:
اجداد او ۹۳، مولد وطفولیت وتعلیم
او ۹۴، درسمرقند ایضاً، مصاحبت
او با میرزا الغ بیگ ایضاً، مراجعت
او به هرات و مصاحبت با حسین میرزا
و امیر علی شیر ۹۵، مصنفات او
ایضاً، حج و سلوک امرای راه با او
۹۵ ببعد، مراجعت او از حج به هرات
۹۶، وفات و مدفن او ایضاً، ساقی نامه
او ۹۶، خال هاتفی ۱۰۲
مرزا جانی بیگ ممدوح سنجر ۲۵۲ح
جاوید (درویش)، ۸، ترجمه اش ۵۷۵
-۵۷۶: سوز و گداز او ۵۷۵، مولد
او و صوفی منشی او ایضاً، ملاقاتش با
مؤلف و عمرش دران وقت ایضاً، مثنوی
او ۵۷۶، طوف او ببلاد ایضاً، استعار
او به کورنش جهانگیر بادشاه و سلوک
شاه با او ایضاً، توطن او به احمدآباد ایضاً،
جبریل (روح الامین ۳۵۴) ۱۹۰، ۱۹۹،
۲۰۶، ۲۱۱، ۲۶۶، ۲۸۵، ۳۵۲ح،
۳۵۴، ۵۲۲،
میرزا جعفر (یا جعفر بیگ) آصف خان
(ثالث)، قصهٔ تتبع او دیوان شرف را
۱۳۴، معاصر میرزا حسابی وضمیری
اصفهانی ایضاً، ترجمه اش ۱۳۴،
مصنفات او ایضاً، اقتباس از نورنامه
او ۱۴۱، ۲۴۹ح، حسن سلوک او
با میرحیدر معمائی ۲۵۰، مسیح بتوسط
او سعادت تعلیم اکبرشاه یابد ۳۶۶،
مصاحبت شاپور با او و سلوک او با شاپور
۳۸۰ ببعد، قصهٔ شالی که او به شاپور
داد ۳۸۱، ۳۸۲ح، اوجی کشمیری

Marfat.com

در ملازمت او ۴۹۲، ۴۹۳، ـــ
وصفی صفاہانی ۵۴۸، نیز بہ بنید آقاجعفر
آقاجعفر ۲۱۷ بظاہر = میرزا جعفر بیگ
آصف خان ثالث
جلال الدین = اکبر
ابن جلال الدین = الہداد خان بن
جلال الدین
جلال الدین محمد دوانی استاد حکیم پرتوی
۱۱۱، ـــ و امیدی رازی ۱۲۶
جلال الدین محمد رومی (مولوی معنوی)
۱۷۹، ۱۸۰ح، ۵۶۰، ۵۷۶
جم (یا جمشید) ۲، ۷۶ ببعد، ۸۶،
۸۷، ۸۹، ۹۰، ۱۱۰، ۱۲۹،
۱۴۸، ۱۶۵، ۲۱۰، ۲۱۲، ۲۲۴،
۲۴۹، ۲۵۵، ۲۵۷ح، ۲۵۸،
۲۷۳ ببعد، ۲۸۷، ۳۱۷، ۳۳۰،
۳۳۷، ۳۴۰ح، ۳۷۰، ۴۴۲،
۴۴۷، ۴۶۶، ۴۷۲، ۴۸۰،
۴۸۳، وغیرہا من المواضع
جمال الدین عبدالرزاق ۱۱
جمال موصلی ۱۰
جمالی (فقط در حاشیہ صفحات) ۲۷، ۲۹،
۳۳، ۳۶، ۴۷
مولانا جنید اصولی استاد جامی ۹۴
جوجی ۳۱۷
جہانگیر (شاہ نورالدین محمد، سلطان سلیم)
در اجمیر ۱ ـــ و شکیبی صفاہانی ۲۳۷،
۳۳۴، قیامش در اجمیر ۳۴۶ ـــ
و مسیح کاشی ۳۶۷، حسب فرمان او
مسیح را از تتہ بہ درگاہ فرستند،
و او را بہ مہابت خان مرحمت کند
ایضاً، بازگرفتنش حکیم را ۳۶۹، ۳۸۶،
۳۸۷ح، ـــ و طالب آملی ۳۱۸،
۴۰۹ح، ۴۱۳، ـــ و عارف ایگی
۴۲۳، ۴۲۶، ۴۴۰، پسر جلالہ
بدرگاہش رسیدہ بہ رشید خان
مخاطب شود ۴۴۱، رشید خان را
بہ کومک مہابت خان فرستد ایضاً،
میر ملکی در رکابش بہ لاہور
۴۶۰، گرفتاری خسرو بہ پیش ایضاً،
میر معزالملک را بر سر دلپت تعین فرماید
و میر ملکی را از کومکیان او کند ایضاً،

Marfat.com

۴۶۱ ح ، پرویز را از بهار طلب
کند ۴۶۴ ، ۴۷۸ ، ۵۰۲ ، ۵۰۳ ح ،
۵۰۴ ح ـــ و نظیری ۵۲۸-۵۲۹ ،
مکالمهٔ او با نظیری دربارهٔ خانخانان ایضاً ،
ـــ و حیاتی گیلانی ۵۳۶ ، ـــ و
موزون الملک ۵۳۸ ، ۵۴۶ ح ،
۵۴۸ ح ، ۵۵۲ ح ـــ و عطائی
جونپوری ۵۵۳ ، ۵۵۴ ، اسد بیگ
را داخل بندگان خود سازد ۵۵۵ ،
اسد را در خدمت مهابت خان فرستد
ایضاً ، ۵۶۱ ح ، ۵۶۳ ح ، ـــ
و خان دوران ۵۶۴ ح ، ـــ و
الهداد خان و پسرش صاحبداد خان
و انعامات بدین ها ۵۶۵ ، ـــ و
محمود بیگ ایضاً ، ـــ و درویش
جاوید ۵۷۶ ،
جهانگیر قلی خان (= میرزا شمس الدین ۵۷۳)
ولد اعظم خان ـــ و ضیائی موشحی
۵۷۳
بوجهل ۲۱۴
جهودانِ (سبزوار) ۵۶۱

جیپال ۲۵۶

چ

چکنیان ۵۶۳
چنگز خان امیر نظام الملک ـــ و عنبر
۴۶۲
چنگیز خان ۶۱
چین ۸۶

ح

حاتم ۱۴۰ ، ۲۲۴ ، ۲۸۴ ، ۳۱۷ ،
۴۴۵ ، ۵۲۱ ،
حاتم بیگ اعتماد الدوله وزیر اعظم
ایران ۴۰۲ ، مدح مشرقی او را و
صله گرفتن ازو ایضاً ، مشرقی را بدرگاه
شاه عباس برد ایضاً
مولانا حاجی کارته والد حیدر خصالی ۵۵۰ ،
حاجی ملّه (امین الدین) معاصر
جوینی ۴۰ ـــ و عراقی ۴۱ ،
حافظ (خواجه شمس الدین محمد) ۷ ، ترجمه اش
۷۹ - ۸۴ ؛ ملقب به لسان الغیب

Marfat.com

۸۰، احوال جدش و والدین وبرادران او ایضاً، طفولیت او و حفظ قرآن ایضاً، قصهٔ باباکوهی و علیؓ ۸۱ ببعد، وجه متخلص شدن او به حافظ و مدّت ترتیب دیوان او ۸۳، خدمت سه پادشاه کرده ایضاً ــ وزن شاه شجاع ایضاً، سیاحت او ۸۴، وفات او ایضاً، ۹۳، وصیّت اهلی شیرازی که او را در پهلوی قبر حافظ دفن کنند ۲۶۱، ۲۶۸،

خواجه حبیب الله ساوجی اتحادش با امیدی ۱۲۷ (نیز رک به خواجه حبیب الله وزیر)

خواجه حبیب الله وزیر ممدوح قاسمی ۱۴۲ (ظاهراً = خواجه حبیب الله ساوجی)

حجّاج ۲۱۷، ۵۱۴ ح،

حریفی مصنّف ۸، ترجمهٔ اش ۵۷۰ ــ ۵۷۱: مولد او و آشنائی او با مؤلف ۵۷۰، عهدنامهٔ او در موسیقی و نام و وجه تخلص او ایضاً، وفات او و مدفن او ایضاً، غزلی از او ۵۷۱،

میرزا احسابی معاصر ضمیری اصفهانی و میرزا جعفر ۱۳۳،

حسام الدین رک به احمد حسام الدین

ابوالحسن ۶۱ = خسرو

میرحسن ۴۷ = عسکری کاشی

باباحسن ابدال ۲۲۶

میرزا ابوالحسن آصف خان (چهارم ولد میرزا غیاث بیگ اعتمادالدوله) مرشد به وسیلهٔ او به ملازمت شاهزاده شاهجهان رسد ۴۱۳،

خواجه ابوالحسن بخشی الملک ــ و وقفی همدانی ۵۴۲،

حسن بصری ۱۶۳

حسن خان شاملو ۳۹۳ ح، ۴۰۲ ح،

ملاحسن علی یزدی معاصر محمد صوفی ۳۴۶ ح،

حسن قوال و معین الدین و عراقی ــ ۴۰ بعد،

امام حسینؑ ــ و میرظهیرالدین ۴۵۸،

میرحسین بیگ ترکمان پادشاه ــ و عاقبت او

Marfat.com

آذر بایجان ۹۶
خواجہ حسین ثنائی ← ثنائی
حسین خان چک ۴۹۱ ح،
حسین خان شاملو بیگلربیگی خراسان
۳۹۲، فصیحی را رسوا کردہ محبوس کند
و بعد ایامی تلافی این بی اعتدالی کند
۳۹۲ ببعد، ترکیب بند فصیحی بنامش
۳۹۵، ۴۰۲ ح، ۵۶۴ ح،
حسین خان قاچار (؟) — ومحمود بیگ
ترکمان ۵۶۳،
حسین مرزا بایقرا — وجامی ۹۴ تا ۹۶، ۱۰۴،
سلطان حسین مرزا بن بہرام مرزا محتشم
ہلاکی ۵۲۴ ح،
میر حسینی پدر عسکری کاشی
امیر حمزہ بن عبد المطلب صاحب قصہ
۵۰۱، ۵۰۳، ۵۰۷،
حیاتی گیلانی ۸، ترجمہ اش ۵۳۵-
۵۳۷: مولد او وسیاحت او
۵۳۵ ورود ش بہ ہند و تربیت حکیم
ابو الفتح گیلانی او را ایضاً — و
خانخانان ایضاً — و اکبر و جہانگیر
۵۳۶، مثنوی او وصلہ کہ از جہانگیر
یافت ایضاً، وفات و مدفن او ایضاً
ابو حیان طبیب معاصر محمد صوفی ۲۴۶ ح
حیدر خصالی ← خصالی
میر حیدر ذہنی صفاہانی = میر حیدر ذہنی
کاشی ۲۶۰ ح
میر حیدر ذہنی کاشی — وعادلشاہ ۲۶۰،
۲۶۱ ح، معاصر ملک قمی و ظہوری
۲۶۷، — وعسکری کاشانی ۴۷۷،
میر حیدر معمائی = میر رفیع الدین حیدر
طباطبائی

خ

خاتم پیغمبران = محمد
خادم = احمد علی بن محمد حاجی ہاشمی سندیلوی
خاقان کبیر = (شاہ) منوچہر
خاقانی ۱۱، ۵۹،
خان آرزو ۲۶۰ ح
خان جہان افغان بہ سرعنبر رود ۱۶۲،
میر ملکی از کوکیان او ایضاً، بی لطفی او
با میر ایضاً

Marfat.com

خان‌خانان (نواب سپه سالار، عبدالرحیم خان، خان سپه سالار، میرزا خان، ۲۴۱ ح) اتحادش به حکیم ابوالفتح ۱۷۷، — وعرفی ایضاً، ۱۷۸ ح، — و نوعی ۲۰۲، — وشکیبی ۲۳۶، ۲۴۰ ببعد، ۳۳۵ ح، ۴۱۳ ح، — و کامل جهرمی ۴۶۸، — ومحب علی سندی ۴۹۷ ببعد، — ونظیری ۵۲۵ تا ۵۳۰، ابیات نظیری در مدح او ومکالمه جهانگیر با نظیری نسبت او ۵۲۸ تا ۵۳۰، — وشراری همدانی ۵۳۴، — وحیاتی گیلانی ۵۳۵، ۵۳۶ ح، — ونظر بیگ قمشه ۵۴۴ تا ۵۴۵،

خان دوران رک به شاهی بیگ خان دوران،

سلطان خرم رک به شاهجهان،

خسرو (امیر)، ۷، ترجمه اش ۵۸-۶۵: رای جامی نسبت به شعراو ۵۹، ماهر موسیقی ایضاً، مصنفاتش در زمان مؤلف در هند مروج بود ایضاً، قصه مطرب ۶۰، ترجمهٔ والدش ومولد ونام ولقب او ایضاً، تخلص اول او ایضاً، تربیت عمادالملک او را ایضاً، — ومحمدجون ۶۱ ببعد، — وسعدی ۶۲، — و شیخ نظام الدین اولیا ۶۳ ببعد، ملقب ترک الله ۶۴، قصه متعلق بدو ایضاً، مصنفات او ۶۵، موسوم به محمد کاسه لیس شود ایضاً مدفن او ایضاً، مؤلف زیارت قبرش کرده ایضاً ساقی نامهٔ او ۶۶، ۷۱، ۸۴، ۵۰۶، ۵۳۶ ح،

خسرو (= پرویز) ۹۱، ۱۴۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۴۶۷، ۴۸۷، ۵۵۲

سلطان خسرو گرفتاری او ۴۶۰،

خصالی (حیدر) ۸، ترجمه اش ۵۵۰-۵۵۲: هنرهای او ۵۵۰، مولد او و نام پدرش ایضاً ورودش به هند وتعلیم شعراز برادرش وجهی ۵۵۱، — و مظفرحسین مرزا ایضاً، وعنایت خان ایضاً، عدد ابیاتش ایضاً، [illegible] ۵۵۲، مصنفاتش ایضاً

خضر ۵۱، ۶۴، ۶۷، ۷۳، ۷۸، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۴۶ تا ۱۴۸، ۱۵۱،

Marfat.com

۱۵۶ ، ۱۶۱ ، ۱۶۲ ، ۱۸۸ ، ۱۸۹ ،
۱۹۸ ، ۲۰۰ ، ۲۱۱ ، ۲۵۴ ، ۲۶۴ ،
۲۷۷ ببعد ، ۳۳۸ ، ۳۴۱ ببعد ،
۳۵۰ ، ۳۷۸ ، ۴۳۴ ، ۴۵۲ ،
۴۵۴ تا ۴۵۶ ، ۴۷۶ ، ۵۳۷ ،
۵۷۷ ،
شیخ خضر = مولانا رآمی ۵۷۴
خلف بیگ پدر مولف ۴۹۸ ، ترجمه او
۴۹۸ ببعد ، ۵۱۷
خلفای اربعه ۵۷۲ ح
خلیل ۱۲۹ ، ۱۵۰ ، ۱۷۱ ، ۳۰۳ ،
۳۵۰ ، ۳۵۲ ح ، ۴۰۰ ، ۴۳۳ ببعد
مولانا خلیل قاری ۱۳۳
خواجه خواجگی پدر شاپور ۳۸۰ ح ،
خواجو کرمانی (افضل الدین) ۷ ، ترجمه
اش ۱۷ — ۴۷ ؛ ملقب به نخلبند
شعرا ۱۷ ، احوال شخصی او و وجه
تسمیه اش به خواجو ایضاً مصنفات
او ۲۷ ، رباعی او در مدح پیر
خود علاء الدوله سمنانی ۳۷ ، —
و علی ؓ ایضاً ، خانقاهش در کرمان

ایضاً وفات او ایضاً ، ساقی نامهٔ
او ۷۲ ، ۷۴ ، ۸۴ ح ، ۷۹ ،
خوارزمشاهیه ۹۳
خوش نقش ۵۴۳ ح

د

دارا ۷۸ ، ۴۷۲ ،
داغستانی ۵۳۲ ح ، مک به واله ،
اویماق دالموء استاجلو ۳۸۴ ح ،
دانشاه (= شاهزاده دانیال) — ونوعی
۲۰۱ ، ۲۰۲ ، — وعارف ایکی
۴۲۳ ،
داود ۲۰۳ ، ۳۳۷ ،
دبران ۳۷۷ ،
دبیر فلک ۲۴۷ مک به عطارد ،
درویش ۱۷۹ ح
درویش جاوید مک به جاوید
دستان ۴۸۴
دقیانوس ۳۸۱
دلپت پسر رای سنگه بهتیه عصیان
او و تعین میر معز الملک بر سر او ۴۶۰ ،

Marfat.com

خواهرزادهٔ رانا دہ)، ایضاً، ۴۶۱ح،
دلدل ۱۲۳،
دوستی سمرقندی ۸، ترجمہ اش ۴۳۱
— ۴۳۲؛ عالم و فاضل ۴۳۱، ماخذ
ترجمہ اش ایضاً؛ اصل او ایضاً، در ہند
آمدہ ملازمت فیروز جنگ اختیار کند
ایضاً، بدکن رفتہ بملازمت شاہزادہ
خرم رسد ۴۳۲، دیوان او کہ بہ
کشمیر فرستادہ بنظر مولف رسد
ایضاً، دیوانش ۴۳۲، ساقی نامہ
او ایضاً ۴۳۸،
دولت شاہ میرزا تنقید قولش از مولف ۱۱
دیانت خان خواجہ قاسم سفارش
طالب آملی بہ عبداللہ خان کند ۳۸۶،
۳۸۷ح،
دیانت خان محمد حسین نشت بیاضی ۳۶۰ح،

ذ

ذوذر ۲۱۴
ذکی ہمدانی ۸، ترجمہ اش ۳۹۶ —
۳۹۷؛ مولد او ۳۹۶، ملازمت او
محمد قلی خان پرناک را در شیراز ۳۹۷،
توطن او بہ وطن خود ایضاً، دیوان او
ایضاً، ساقی نامہ او ۳۹۶، ۳۹۷،
ذوالفقار ۴۴۶
ذوالقدر ۲۴۵
مولانا ذوقی رباعی شقائی در ہجو او ۳۷۶،
ذہنی = (۱) میر حیدر ذہنی ۲۶۱ح
= (۲) کاشمیری ۸، ترجمہ
اش ۵۷۲ — ۵۷۳؛ مولد او و
ملاقاتش با مولف ۵۷۲، صاحب
ساقی نامہ ایضاً، ابیاتش ایضاً،

ر

راجپوتان ۴۶۰ح
مولانا رامی ۸، ۵۲۴ح، ترجمہ اش
۵۷۴ — ۵۷۵؛ اصلش و نامش
۵۷۴، سکونت او در پٹنہ ایضاً، تجرد
او و عمر و سن وفات او ایضاً،
۵۷۴، بنی از او ۵۷۴،
رانا ۴۶۰، ۴۶۱،
رانا امرسنگھ زمیندار اودیپور ۴۶۰ح،

Marfat.com

رخش به رانا

رستم ۲۲۰، ۲۶۵، تهمتن ۳۴۰،
پسر زال ۵۳۰،

رستم میرزا صفوی = میرزا رستم قندهاری ۵۵۶ح،

میرزا رستم قندهاری - وغیاثای منصف ۲۱۶، میر ملکی در کوکمیان او به تته رود ۴۶۲ ببعد، رستم میرزا صفوی ۵۵۶ح،

رسمی = (۱) یزدی ۳۳۱ح، ۳۳۲ح،
= (۲) غفور گیلانی ۳۳۱،

رسول رب جلیل = محمد

رشید خان = اله داد خان پسر جلالهٔ ۴۴۱،

امام رضاؑ (امام الجنّ والانس) ۱۵۴، ۱۶۵، ۳۷۶، ۴۵۹، ۵۱۹، ۵۴۴،

میر رفیع الدین حیدر طبا طبائی (معمّائی) المتخلّص به رفیعی کاشانی ۲۴۹ح، — وفیضی ۱۹۷، ترجمه اش ۲۴۹ ببعد، حسن سلوک آصف خان با او ۲۵۰،

رفیعی کاشانی = میر رفیع الدین حیدر ۲۴۹ح،

رکنا (حکیم رکن الدین مسعود کاشانی، مسیح ثانی ۳۶۰، ۳۶۲) ۸، ۱۸۷، ترجمه اش ۳۶۰ - ۳۷۵؛ علم وفضل او و شاعری او ۳۶۰، تخلص او ونامش ونام پدرش ۳۶۱، اشعار او در مدح پدرش ایضاً، مولد او ایضاً — و شاه عباس ایضاً، تتبع او دیوان فغانی را ۳۶۲، می کشی وبی پروائی او ایضاً، مثنوی او و اقتباسات ازان ایضاً، گرانی خاطر شاه عباس ازو و ورودش به هند ۳۶۶، سخنش درباره خروج او ازایران وشعرهای معاصران او درین باب ایضاً، روگردانی او از اکبر و رجوع او به شاه سلیم ۳۶۷، فرار او بدکن وسیاحی او ایضاً، حاضر شدن او بدرگاه جهانگیر از تته و مرحمت شدن او به مهابت خان ایضاً، مردن مهابت خان بدو وهم صحبتی او با مولف ۳۶۸، تعداد ابیاتی که در تته بر بیاض برده ایضاً دیوانش را خود نوشته و با مداد مؤلف مقابله کرده به کتابخانه میرزا امان الله سپرده ایضاً،

Marfat.com

اقتباسات ازین دیوان ایضاً، اشعار دیگر از و ۳۶۹، بار دیگر داخل بساط بوسانِ جهانگیری شود، ایضاً ساقی نامهٔ او ۳۶۹، ۳۸۵ح، شاه عباس ملک مشرقی را بجایش تربیت فرموده ۴۰۲، رباعی نادم گیلانی در مدحش ۵۴۸،
رکن الدین مسعود کاشی = رکنا
روح الامین = جبریل ۱۹۰، ۳۵۴
روم (رومی، رومیان) ۲۰، ۸۶، ۵۶۹،
رونقی همدانی ۸، ترجمهاش ۵۴۱-۵۴۲: موازنهاش با شرآری که استاد اوست ۵۴۱، آشنائی او با مؤلف ایضاً، ملازم خواجه ابوالحسن ۵۴۲، خوبی های او ایضاً، تعداد ابیاتش ایضاً،
رهام ۷۵.

ز

زردشت (یا زردهشت) ۹۰، ۳۲۰، ۴۳۰،
زکی همدانی ← ذکی همدانی
زلیخا ۲۱۳،
زمانه بیگ = مهابت خان
زنگ (یا زنگی) ۲۰، ۸۶ (؟)
زهره ۴۸۴، ۴۸۶

س

ساوات طباطبائی شیراز صحت نسب شان ۴۳۹،
سادات هرات ۳۸۶ ح
ساقی کوثر = علی
شاهزاده سام بن شاه اسمٰعیل ۱۴۳
سامری ۲۶۴
سپرنگر ۱۶۵ح، ۲۶۰ح (نیز رک به فهرست سوم اعنی اسمار کتب بذیل فهرست سپرنگر)
ستی النساء همشیرهٔ طالب ۳۸۸ ح
سراج الدین حسن = عارف آملی ۴۲۱
سرخوش ۴۰۳ ح (نیز رک به فهرست سوم بذیل تذکرهٔ سرخوش)
سردار خان (= خواجه یادگار ۵۰۶ ح)

Marfat.com

۴، ۷، — و مؤلف ۳ ببعد، ۳۴۳، ۵۷۷، وصفش ۴ ببعد، ۵۷۸، مؤلف در ملازمت او ۵۰۹، تعنون میخانه به نامش ۵۱۰، مؤلف ساقی نامهٔ خود را بنامش تمام کرده ایضاً، مدح او در شعر مولف ۵۲۱،
سعدی (شیخ مصلح الدین) — وخسرو ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۱۴۰، ۵۱۴ح،
مولانا ملک سعید شیرازی استاد کامل جهرمی ۴۶۸، تخلص او ایضاً،
سکندر (یا اسکندر) ۸۶، ۱۳۱، ۱۳۵، ۱۴۸، ۱۵۷، ۱۶۵، ۲۰۰، ۲۰۵، ۲۴۰، ۲۴۲، ۲۴۹، ۲۸۷ح، ۳۷۴، ۴۷۲،
سلطان علی مشهدی ۸۴ح
سلطان المشایخ ۶۴ = شیخ نظام الدین اولیا
سلطانی ۶۱ = امیر خسرو
سلم ۹۱،
سلمان ساوجی — و امیدی رازی ۱۲۷، ۱۳۱، ۱۴۸، ۱۷۳، ۱۹۰، ۱۹۸، ۲۲۲، ۲۸۰، ۳۵۰،
میر سنجر ۸، ترجمهٔ اش ۲۴۹-۲۵۳: وصف کلاش و مولد و نامش ۲۴۹، ورودش به هند و ملازمت او اکبرشاه را ۲۵۰، مردود درگاه اکبری شده براه گجرات به بیجاپور رود ایضاً، بوسیلهٔ شاه نواز خان به ملازمت عادل شاه رسد ایضاً، مصاهرتش به ملک قمی ۲۵۱، ورود فرمان عباس شاه به طلب او و وفاتش ایضاً، تاریخ فوتش از باقرخورده ۲۵۲، مصنفات او ایضاً، ساقی نامهٔ او ۲۵۳، وصیت ملک که او را در پهلوی سنجر بخاک سپارند ۲۶۱، دفنش ایضاً، — وعسکری کاشانی ۴۷۷،
سندیان ۴۱۱،
سها ۳۰۲، ۳۱۰، ۴۴۵، ۵۱۸ح،
سهیل یمانی ۳۰۲، ۳۸۳، ۴۴۵،
سوادی گجراتی ملازم نظیری ۵۳۱ح،
سوزنی ۳۷۵،

Marfat.com

سیامک ۷۷،
سیاوش ۲۰، سیاوخش ۲۸۷ ببعد
ابن سیرین — وحسن بصری ۱۶۳،
سیف الدین ۶۱،

ش

شاپور ۲۱۳،
آقا شاپور (فرنبی و شاپور) ۸، ترجمه اش ۳۷۹ - ۳۸۲؛ نازک گوئی وبی تعینی او ۳۷۹، ذکر مولد او اجداد ش ۳۸۰، تخلص اول او و مصاحبت او با آصف خان ایضاً، مثنوی او ایضاً، سلوک آصف خان با او ۳۸۱، رباعی او در باب شالی که آصف خان بدو داده ایضاً، ملاقاتش با مؤلف ایضاً، تخلص دوم او و روانگی او بایران ۳۸۲، سفرش برای حج و توطن او در وطن ایضاً، قصیدهٔ او ایضاً،
شاه بیگ ارغون = شاهی بیگ خان دوران
شاهجهان (شهاب الدین شهزاده خرم) ۲۵۰ ح، ۳۶۹ ح، ۳۸۸ ح، عطای خطاب شاهجهانی بدو ۴۱۳، بدکن برسر ملک عنبر رود و فیروزجنگ را همراه برد ۴۳۲، — و میر دوستی ایضاً، ۴۵۰ ح، ۴۶۴ ح، — و کامل جهرمی ۴۶۹، — و عسکری کاشانی ۴۷۹، ۵۴۰ ح، ۵۴۲ ح، ۵۴۳ ح، — ونادم ۵۴۷ ح، ۵۵۶ ح، — و باقیا ۵۵۹، ۵۶۰ ح، — وکیفی نومسلمان ۵۶۱،
میرزا شاهرخ ۹۴
شاه شجاع مظفری مخدوم حافظ ۸۳،
قصه حافظ و زن شاه ۸۳ ببعد،
شاه شهیدان ۱۸۶ ک به امام حسین
شاه نظر (و شاه نظر بیگ) ک به نظر بیگ قمشه،
شیخ شاه نظر اصفهانی (یا قمشه) ۵۴۲ ح ک به نظر بیگ قمشه
شاه نواز خان صفجر به وصیل [illegible]
ابراهیم عادلشاه می شود ۱۵۲
شاهی بیگ خان دوران والی قندهار ۵۶۳، — و محمود بیگ زکمان ایضاً،

Marfat.com

صوبه دار کابل ۵۶۴، انصرام مهماتش
به سعی محمود بیگ ایضاً، محمود را
حسب الطلب الهداد باو فرستد ایضاً،
استدعای قول وعهد و نقش پنجهٔ جهانگیری
بجهت الهداد ایضاً، صله خدماتِ او
۵۶۵ ح،
شبانکاره ۴۲۱ ببعد،
شداد و عاد ۱۷، ۲۸۸،
مولانا شراری همدانی ۸، ترجمه اش
۵۳۳ - ۵۳۵ : نظر به کلامش
۵۳۳، مؤلف کتاب هم سفر او شود
ایضاً، خوبی های او ایضاً، مولد او و
سفرهای او به هند ۵۳۴، — و
خان خانان ایضاً، عدد ابیاتش ایضاً،
او حاجی بوده ایضاً، انتخاب کلامش
ایضاً، موازنه اش با رونقی همدانی
که شاگرد اوست ۵۴۱،
شرف الدین حسن بن حکیم ملا (یا مولانا)
۳۷۵ ح = شفائی
شرف الدین شاپور = آقا شاپور رازی
۳۷۹ ح،
مرزا شرف جهان قزوینی ۷، ترجمه اش
۱۳۲ - ۱۳۴ : ترجمه والدش ۱۳۲،
تسنن شرف و تاریخ وفات او ۱۳۲
ببعد، ملاحظات بر دیوان شرف ۱۳۳،
ساقی نامهٔ او ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۹ ح،
قصهٔ میرزا جعفر و تتبع او دیوان شرف
را ۱۳۳، ۱۳۷، ۱۴۰،
مولانا شرمی قزوینی ۸، ترجمه اش ۵۶۷-
۵۶۸، شاعری او ۵۶۷، شعرش
بزبان قزوینی ایضاً، سیاه زبانی او
۵۶۸، مولدش و نام والدش ایضاً،
استعدادش به بندگی شاه عباس
ایضاً، نمونهٔ کلامش ایضاً،
میر سید شریف علامه ۹۴
شفائی (حکیم ملک الشعرا، ممتاز ایران
۳۷۶ ح) ۸، تاریخ فوت صحیفی که
او گفته ۲۴۵، ملاقاتش با غفور
۳۳۲، ترجمه اش ۳۷۵-۳۷۶:
شاعری و حکمت و حذاقت او ۳۷۵،
نام او ۳۷۵ ح، مصنفات او ۳۷۵،
هزالی او و نمونه کلام هزلش ۳۷۵ ببعد،

Marfat.com

زایر مشهد ۳۷۶ ، — وصیحی ایضاً ، مولد و معیشت او ایضاً ، — و شاه عباس ایضاً ، ترکیب بند او ۳۷۶ ، — و صفیا اصفهانی ۵۴۹ ح ، — و باقیا ۵۵۸ ، شکرالله ظفرخان = ظفرخان زین خان شکیبی (مولانا محمد رضا صفاهانی) ۸ ، ترجمه اش ۲۳۴ - ۲۳۸ : وصف او ۲۳۴ ، مجالست مؤلف با او ایضاً ، رتبهٔ شاعری او و مصنفات او ۲۳۴ ببعد ، اقتباسات از کلامش ۲۳۵ ، نام و لقب و مولد او ایضاً ، ملازمت او خانخانان را ۲۳۶ ، غارت اسباب او در عدن هنگام مراجعت از حج و رجوع او بخان خانان ایضاً ، بتوسط مهابت خان بخدمت جهانگیر رسید ۲۳۷ ، — و جهانگیر ایضاً ، صدر دهلی ۲۳۸ ، تاریخ فوت او ایضاً ، نیز رک به صفحه ۵۳۱) ، ساقی نامهٔ او (موسوم به عشرت آباد ۲۳۳) ۲۳۸ ، ۲۴۴ ،

۵۲۵ ، مکتوب نظیری بد و ۵۳۱ ،
شمس الانام شیرازی خالوی عرفی ۱۷۶ ،
میرزا شمس الدین = جهانگیرقلی خان ۵۷۳ ،
شمس الدین صاحب دیوان الجوینی ۴۰ ، — و عراقی ۴۱ ،
شمس الدین محمد (۱) حافظ (۲) وحشی یزدی
شیخ شهاب الدین سهروردی ۲۷ ح ، — و عراقی ۲۸ ، سنت شیخ ۳۲ ،
شهباز خان مقرب مرزا غازی ترخان ۲۲۷ ،
شهوار بیگ = نادم گیلانی
شهیدی قمی معاصر حکیم پرتوی ۱۱۱ ،
شیبک خان ازبک ۱۰۴
شیرانی (پروفیسر محمود) ۴ ح ، ۲۷ ح ، ۳۴۷ ح ،
شیرین ۱۴۱ ، ۲۱۳ ، ۳۰۷ ،

ص

میر صابر اصفهانی استخوان ، فی رابه مشهد ، سنه ۱۸۱

Marfat.com

صاحب داد بن الهداد خان آمدنش به
کابل و از انجا سوی جهانگیر و انعام یافتن ۴۶۴ ببعد
صاحب قرآن = تیمور
صادقی بیک نقاش اصفهانی معاصر
ابو تراب بیگ قزقی ۳۲۲ ح ،
میرزا صالح تبریزی تفنگ ساز که
ملازم شهزاده پرویز بود ۳۳۵ ، تاریخ
فوت غفور که او گفته ایضاً ،
صحیفی ۸ ، ۲۴۲ ح ، ترجمه اش
۲۴۴ - ۲۴۵ : مولد و نسب او
۲۴۵ ، کلامش ایضاً ، خوش نویسی
او ایضاً ، مدفنش و تاریخ فوت
او که شفائی گفته ایضاً ، ساقی نامهٔ
او ایضاً ، ۲۴۶ ، ۲۴۸ ، ۲۴۹ ،
صدرالدین (بن شیخ بهاء الدین) ۳۳ ح ،
صدرالدین قونیوی — و عراقی ۳۶ ،
صدرالشریعه گیلانی ۳۳۱ ح ،
صفائی ۸ ، ترجمه اش ۵۶۸ —
۵۷۰ : مولد او و فرارش به قزوین
۵۶۸ ، ملاقاتش با مؤلف ۵۶۹ ،
دسترس او در علوم و فنون و کسب

او ایضاً ، تاریخ فوتش و مدفن او ایضاً
انتخاب کلامش ایضاً
صفدر خان (ولد میرزا یوسف خان ۴۷۸
صاحب صوبه کشمیر فزونی را در خدمت
خود نگاه دارد ۴۴۴ ، فزونی در لاهور
از و جدا میشود ایضاً ، احمد بیگ کابلی
صوبه داری کشمیر جانشین او بود ایضاً ، عسکری
به ملازمت او رسد ۴۷۸ ببعد ، و بلاهور
آمده از و جدا شود ۴۷۹ ،
صف شکن خان مرزا لشکری =
صفدر خان
آقا صفی صفاهانی (آقا صفی قلندر؟
۸ ، ترجمه اش ۵۴۸ - ۵۵۰ : اصلش
و سفرش به هند و نوکری آصف خان
۵۴۸ ، در لباس قلندران سیاحت
هند کند ایضاً ، نوکری مهابت خان
ایضاً ملاقاتش با مولف و عمرش در این
وقت ۵۴۹ ، مثنوی او و عدد ابیات
ایضاً ، ساقی نامهٔ او در خانهٔ مؤلف
تلف شده ایضاً ، نمونهٔ کلامش ۵۵۰
— و مولانا انور ۵۶۲ ، ۵۶۷ ح

Marfat.com

شاه صفی (فقط در حواشی صفحات) ۳۶۹،
۴۰۲ ببعد، ۵۴۷، ۵۶۷،
صفی الدین (یا صفیا اصفهانی) ← ک
به آقا صفی صفاهانی
صوفی خلیل جد صحیفی که از اکابر ذوالقدر
بود ۲۴۴،
مولانا صیدی = عرفی ۱۷۶

ض

ضحاک ۲۱۰، ۳۶۴
ضمیری اصفهانی معاصر میرزا حسابی و
میرزا جعفر ۱۳۳،
ضیائی موشّحی ۸، ترجمه اش ۵۷۳-
۵۷۴: مولد او و موزونیت او
اباً عن جدٍ ۵۷۳، ملازمت جهانگیر
قلی خان و سکونت او در پتنه ایضاً،
عدد ابیات او ایضاً، ساقی نامهٔ او
ایضاً،

ط

طالب آملی (مازندرانی ۳۸۴، ملک الشعرا
۵۵۹) ۸، ملازم میرزا غازی
ترخان ۲۲۹، معاصران او در خدمت
خان ایضاً، ترجمه اش ۳۸۴-۳۸۸:
قرابت او به حکیم نظام الدین علی کاشی
۳۸۴ ح، مولد و توطّن و تاهل او به
کاشان ۳۸۴، در مرو بملازمت ملکش
خان ایضاً، استجازت از خان برای
رجوع به وطن و سفر هند ایضاً، اقتباسی
ازان مثنوی ایضاً، در قندهار بملازمت
میرزا غازی خان رسد ۳۸۶، ورودش
به آگره و ملاقاتش با مؤلف ایضاً، وصف
او ایضاً، رباعیات او ۳۸۷، بعد ملازمت
فیروز جنگ و اعتماد الدوله داخل بساط
بوسان جهانگیری شود ۳۸۸ ببعد، عطای
خطاب ملک الشعرائی بدو ۳۸۸، ۳۸۹،
—— و باقیا ۵۵۹،
ابوطالب کلیم ← ک به کلیم،
شاه طغرل بن ارسلان سلجوقی ۱۰، ۱۱۲،
طوس ۵،
شاه طهماسب صفوی ۱۱۱، —— و
قاضی جهان ۱۳۲، ۱۳۹ ح، ۱۴۲ تا ۱۴۴،

Marfat.com

طهماس شاه ۱۴۸، ۱۶۲، ۴۹۹،

ظ

ظفرخان زین خان ۵۵۱

ظهوری طهرانی (نورالدین محمد) ۸، ستایش او میر ذهنی را ۲۶۰ ح، وفاتش ۲۶۱ ح ـــ وجواب مخزن وقصهٔ رباعی ذهنی دربارهٔ ملک قمی ایضاً، ترجمهاش ۲۶۷ - ۲۶۹: قبول سخنوری او ۲۶۷، معاصر ملک قمی وحیدر ذهنی کاشی در بیجاپور ایضاً، جواب مخزن گوید وصله یابد ۲۶۸، نام ومولد او ونشو ونمایافتنش در دکن وسفر حج ۲۶۸، مصنفاتش ۲۶۹، وفاتش ایضاً، ساقی نامهٔ او ۲۶۹، ۲۹۸، ۳۱۵، ۳۲۰، ـــ وعسکری کاشانی ۴۷۷،

میر ظهیرالدین ابراهیم علمی والد ملکی قزوینی ۴۵۶، ترجمهاش ۴۵۶ - ۴۵۹: وطن وعیال را ترک کرده از مولانا احمد اردبیلی استفاده کند ۴۵۷، نمونهٔ کلامش ایضاً، با پسرش بروضهٔ امام حسینؑ رود و ازانجا به ملازمت شاه عباس رسد ایضاً، پدر و پسر همراه شاه بمشهد و هرات رسند و علمی متوجه مرو شود ۴۵۹،

ظهیرالدین عبدالله امامی اصفهانی پدر شکیبی ۲۳۶ ح،

ظهیر فاریابی ۱۱، ۱۲۷، ۱۸۳

ع

عادلشاه بیجاپوری = ابراهیم عادلشاه

حکیم عارف ایگی ۸، ترجمهاش ۴۲۰ - ۴۲۷: طرز شعر او ونمونهٔ کلامش ۴۲۰ ببعد، ملاقاتش با مؤلف ۴۲۱، احوال شخصیهٔ او که خودش بیان نموده ایضاً، عدد ابیاتش واقتباس از مثنوی او ایضاً، ترک وطن وسیاحت در ایران وهند وشهرت او به سخنوری ۴۲۲ ببعد، ملازمت سلطان سلیم وقصاید در مدح او ۴۲۳، در قید سلیم شاه ۴۲۴، فرار از شاهزاده

Marfat.com

و ملازمت اکبر شاه ایضاً ملازمت محمد قلی قطب شاه در دکن ۴۲۴ ببعد، رجوع او بایران و سیاحت در آن دیار وعود او بهند ۴۲۵، بحضور جهانگیر رسد در آگره و ماند و ۴۲۵ ببعد، اقتباس از قصیده او که در مدح اعتماد الدوله گفته ۴۲۶، عطیه زمین که از بادشاه یافت و قیامش در بهار ۴۲۶ ببعد، ساقی نامه او ۴۲۷،

شاه عباس (ماضی) — و اقدسی ۱۸۷، ۱۸۸ح، ۱۹۳، ۲۲۲، مدح صحیفی او را ۲۴۸، ۲۴۹، فرمان طلب به سنجر فرستد ۲۵۱، ۳۲۳ح، ۳۲۴ح، — وفغفور ۳۳۳، ۳۶۱، ابیات مسیح در مدح او ۳۶۴، ۳۶۵، خاطر گرانی او با مسیح ۳۶۶، ذکر او در ساقی نامه مسیح ۳۷۲، — وشفائی ۳۷۶، ۳۸۰ح، ۳۸۴، — وفصیحی بعد فتح خراسان ۳۹۱، ۳۹۲، عنایات او بر فصیحی ۳۹۳، ۳۹۶، ملک مشرقی را منشی رکاب سازد ۴۰۲ ببعد، فزونی ساقی نامه خود را بنامش تمام کند ۴۴۴، مدحش درین ساقی نامه ۴۴۸، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۸ح، ملازمت میر ظهیر الدین ابراهیم و پسرش میر ملکی او را و همراه او بمشهد رفتن ایشان ۴۵۹ متوجه شدن او بمرو برای رزم نورم خان ایضاً ۵۴۶ح، ۵۵۶ح، ۵۶۳ح، ۵۶۷ح، ۵۶۸،

عبد المؤمن خان ۳۹۰ح، والی توران ۳۹۱، بعد فتح خراسان ابو المکارم پدر فصیحی را واعظ هرات ساخته ایضاً

خواجه عبد الله انصاری ابو اسمعیل هروی ۳۸۹، مولف از جهت مادر از اولاد اوست ۴۹۹،

عبد الله خان فیروز جنگ طالب علی بسفارش دیانت خان بخدمتش رسد ۳۸۷، — ومیر در [illegible] همرکاب شاهزاده خرم به دکن رود و ومیر را همراه برد ۴۳۲، مدایح او در دیوان دوستی ایضاً، ساقی نامه

Marfat.com

دوستی ۴۳۶ ، ۵۰۹ ح ، ۵۴۰ ح ،
میر عبدالله مژه ۸ ، ترجمه اش ۵۷۱ -
۵۷۲ : وجه تسمیه اش به مژه و تخلص
او ۵۷۱ ، شعر او و ملاقاتش با مؤلف
ایضاً ، مولد او ایضاً ، بیتی از و ایضا
عبدالباقی نهاوندی ۲۴۹ ح ، ۲۵۲ ح ،
نیز رک به فهرست ۳ ذیل ماثر رحیمی
میر عبدالباقی یزدی (صدر) اتحادش با میدی
و قصیدهٔ امیدی در مدحش ۱۲۷ ،
مولانا عبدالرحمن جامی رک به جامی
عبدالرحیم خانخانان رک به خان خانان
عبدالرزاق رک به جمال الدین عبدالرزاق
نواب محمد عبدالسلام خان رامپوری
۵۹ ح ، ۸۴ ح ،
عبدالعلی = محوی
شیخ عبدالکریم جونپوری رک به عطائی
جونپوری
عبدالنبی (نبی) بن خلف فخرالزمانی
(یا عبدالنبی فخرالزمانی ، یا مولف ،
یا مسود این اوراق وغیرها) قصهٔ
تالیف میخانه ۳ ، ۴ ح ، ۶ ، ۸ ،
۹ ، ۱۲ ، ۲۹ ، ۶۳ ، زیارت قبر خسرو
کرده ۶۵ ، ۱۰۶ ، ۱۳۲ ح ، ۱۴۴ ،
۱۶۵ ح ، ۱۷۶ ، ۱۷۷ ، ۱۷۹ ، ۱۸۷ ،
۲۲۶ ، ۲۵۲ ح ، ۳۴۳ ، ۳۸۹ ببعد ،
۴۱۰ ح ، ۴۱۱ ، ۴۳۱ ، ۴۴۱ ، ۵۲۶ ،
۵۵۲ ح ، ۵۶۳ ، به کشمیر رود و
بعد مدتی به مندو رسد ۴۱۳ ، دیوان
دوستی را در کشمیر دیده ۴۳۲ ، ۴۴۱ ،
— و غروری کاشی ۴۵۰ ، ۴۶۲ ،
ترجمه اش ۴۹۸ - ۵۱۰ : مولد او
۴۹۸ ، ترجمه والد مولف ۴۹۸ ببعد ،
نسبت او به جداو فخرالزمان ۴۹۹ ، ترجمهٔ
جدش و نمونهٔ کلام جدش ۴۹۹ ببعد ،
مشق نظم و تخلص اول مولف ایضاً ،
قصه دانی و قوت حافظه او ۵۰۱ ، راه
مشهد و قندهار به لاهور رسد ۵۰۱
ببعد ، در آگره قصه خوان میرزا نظامی
شود ۵۰۲ ، به ملازمت میرزا امان الله
رسیده به کتابداری او مقرر شود ۵۰۳
(نیز به بینید ص ۵۰۶ ص ۳۶۷ ببعد و
ص ۵۳۱) — و محمد انور لاهوری بحضور

Marfat.com

مرزا امان الله شعرگوئی کنند ۵۰۵
ببعد، مولفات او ۵۰۷، به کشمیر رسیده
با میرزا نظامی بسر برد ۵۰۹ (=۳)،
تالیف دستور الفصحا ایضاً، تمام
میخانه در پتنه ۴۶۳، تالیف میخانه
و فرار او بلاهور در لباس فقر ۵۰۸،
(نیز ببینید ص۳)، در ۱۰۲۶ به مندو
و ازانجا به بهار رسد ۵۰۹ (=۳)،
ملازمت نواب سردارخان و تعنون
میخانه بنامش ۵۱۰ (=۴)، ۵۷۷ (=۵)،
صحیفه سوم کتاب میخانه بوقت تحریر ترجمه
خودش ناتمام است ۵۱۰، ۵۱۴ح،
۵۱۸، فصحا که مولف یا ایشان برخورده
۵۲۴ ببعد، تاریخ تالیف میخانه ۵۵۲،
تاریخ اتمام کتاب ۵۷۹، خانه اش
در پتنه سوخته ۵۴۹، وکلام محمود
بیگ درین حادثه ضایع شده ۵۶۷،
غزل گوئی او با محمود بیگ و وصلی
۵۶۶، وداعش از اینها و رفتن او
به کشمیر ایضاً، تاریخ داخل شدن
او در پتنه ۵۷۴، وصفش سردارخان
را ۵۷۸ (=۴) آشنائی او با رونقی
همدانی ۵۴۱، و با حریفی ۵۷۰، مجالست
او با شکیبی ۲۳۴، بزمان کتابداری
میرزا امان الله هم صحبتی او به حکیم رکنا
۳۶۷ ببعد، مقابلهٔ دیوان رکنا برای
کتاب خانه میرزا ۳۶۸، مصاحبت او
با عسکری کاشانی و غزل گوئی با وی
۴۷۹، تحقیق احوال وصلی و عسکری از
ایشان ۴۳۹، ۴۷۹، مصاحبت او
با مولانا انور ۵۶۲، ملاقاتش به ملا محمد صوفی
۳۴۵، و شاپور رازی ۳۸۱، و طالب
آملی ۳۸۶، و مرشد خان ۴۱۳، و
عارف ایگی ۴۲۱، و کامل جهرمی ۴۶۸،
و اوجی کشمیری ۴۹۲، و حیاتی گیلانی
۵۲۶، و موزون الملک ۵۳۸،
و نادم گیلانی ۵۴۶، و صفی صفاهانی
۵۴۹، و عطائی جونپوری ۵۵۳،
و محوی اردبیلی ۵۵۷، و باقی [illegible]
آبیر و پتنه) ۵۵۹، و کیفی ۵۶۱،
و محمود بیگ (که احسانها بر مولف
کرد) ۵۶۶ (=۵۰۸) و صفائی

Marfat.com

۵۶۹ ، و عبدالله مژه ۵۷۱ ، و
ذهنی کشمیری ۵۷۲ ، و درویش جاوید
۵۷۵ ، تاریخ این واقعه ۵۳۴ ، هم
سفر با وصلی ۴۳۹ ، و باشراری همدانی
۵۳۳ ، تاریخ این واقعه ۵۳۴ ، و با
حریفی ۵۷۰ ، تعداد ابیاتش ۵۱۰ ،
ساقی نامه بنام سردار خان تمام کرده
ایضاً ، ابیات او ۲ ، ۳۸۸ ، ۴۶۳ ،
۴۷۹ ، ۵۰۶ ، ۵۰۷ ، ساقی نامه ۵۱۰ ،
۵۱۶ ، ۵۲۶ ، ۵۷۷ تا ۵۷۹ ،
عبدی بیگ شراری ۵۳۳ ، ۵۴۳ ، رک
به شراری ،
عبید خان (عبیدالله خان ازبک ۳۹۰)
فرمان روای توران مولانا میرجان را
به بخارا برد ۳۹۰ ،
عبیدی (شمس الملة والدین) معاصر
جوینی ۴۰ ،
غزالی ۴۸۸ ،
غزنین ۱۹۸ ،
غزنی (شیخ) مولد او ۲۷ ، خواب پیش
ایضاً ، تحصیلش ۲۷ - ۲۹ ،
مرید شیخ شهاب الدین سهروردی ۲۸ ،
قصد سفر او به هند ۲۹ ، و بهاء الدین
زکریا ۳۰ ببعد ، — و سلطان عدن
۳۵ ، برای حج رود ایضاً ، — و شیخ
صدرالدین قونیوی ۳۶ ، و معین الدین
پروانه ۳۷ ، — قصد او با معین الدین
و حسن قوال ۳۷ ببعد ، ملاقات وداعی
با معین ۴۰ ، — و امین الدین ۴۱ ،
— و جوینی ۴۱ ببعد ، فرار به مصر
۴۲ ، شیخ الشیوخ مصر ۴۳ ، حکایات
۴۴ ، با ملک الامرا در دمشق ۴۶ ،
وفاتش و قبرش ۴۷ ، مصنفاتش
ایضاً ، مثنوی او ۴۸ ، ترجیع بندی
از او ۴۹ ، ۵۳ ، ۵۷ ببعد ،
عرب (عربان) ۲۰۳ (؟) ، ۵۰۳ ،
عرفی (محمد حسین) ۸ ، ترجمه اش ۱۷۵ -
۱۸۱ ، نظر به کلامش ۱۷۵ ، دیوانش
و ترتیب آن ایضاً ، مولد عرفی و ترجمه
پدرش ۱۷۶ ، نام و لقب او و باعث
خروج او از وطن ایضاً ، — و ابوالفتح
ایضاً ، — و خان خانان ۱۷۷ ، اقتباسات

Marfat.com

از کلام او ایضاً، بی ادبی او خصوصاً
در حق نظامی ۱۷۸، وفاتش و احوالش
در دم آخر ایضاً، قصه درویشی ۱۷۹،
رجوع او از روش بی ادبی ۱۸۰،
نقل استخوانش به مشهد ۱۸۱،
قصیده اش در مدح ساقی کوثر ۱۸۱،
۱۸۱، ۱۸۳، ساقی نامهٔ او ۱۷۵،
۱۸۳، ۲۴۴، ۲۴۹،
عزازیل ۱۷۹،
عزالدین محمد حاجی ۳۶ ح،
عزتی تخلص اول مولف میخانه ۵۰۱
عسکری کاشی ۸، ترجمه اش ۴۷۷-
۴۷۹: نام و نسبش و تخلص او
۴۷۷، سفر او به روم بشغل تجارت
و رجوع او بکاشان ایضاً، سفر او
به دکن و صحبت او به سنجر و ملک
و ظهوری و ذهنی و غیرهم ایضاً،
احتراز او از ملازمت سلاطین دکن
ایضاً، غرق شدن کشتی او براه مکه
و رسیدن او به گجرات به صحبت محمد
صوفی و نظیری ۴۷۸، سلوک نظیری
با او ایضاً، زیارت درگاه خواجه اجمیر
و سفر او به کشمیر در ملازمت هاشم خان
صوبه دار آنجا ۴۷۸، تردد ات
او در مهم تبت ایضاً، و صفدر خان
۴۷۹، مصاحبت او با مولف و نزل
گوئی با وی ایضاً، تحقیق احوالش
از و ایضاً، همراه صفدر خان بلاهور
رسد و از و جدا گشته ملازم شهزاده
خرم شود ایضاً، تعداد ابیاتش ایضاً،
ساقی نامهٔ او ۴۷۹ ببعد، ۴۹۱،
شیخ عطار نقل حکایتی از الهی نامهٔ
او ۱۲
عطارد ۲۴۲ ح، دبیر فلک ۲۴۷،
عطائی جونپوری ۸، ترجمه اش
۵۵۲ - ۵۵۳: تخلص و مولد
او و نام پدرش ۵۵۲ ببعد،
ملاقاتش با مولف ۵۵۳، عطیه
پارهٔ زمین از درگاه جهانگیری
و قیامش به جونپور ایضاً، نمونه
کلامش ایضاً،
علاء الدوله سمنانی مرشد خواجو کرمانی
صوفی و نظیری ۴۷۸، سلوک نظیری

Marfat.com

۷۳، رباعی خواجو در مدحش ایضاً
علمی = میر ظهیر الدین ابراهیم ۴۵۷ ببعد،
خواجه علی والہ ابو تراب بیگ ۳۲۳،
ترجمہ اش ایضاً
شیخ علی بابا کوہی ہمک بہ بابا کوہی
میرزا علی خان انجدانی = خواجه علی
۳۲۲ح،
مولانا علی سمرقندی ۹۴،
علی شاہ اعزالدین (برادر امیر خسرو،
۶۱
امیر علی شیر — و جامی ۹۵ ببعد، —
و ہاتفی ۱۰۴،
علیؓ بن ابی طالب (حضرت امیر، ساقی کوثر
ابو تراب)، ۲۷، ۲۸، — و خواجو
۷۳، ۸۲، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۳۸،
۱۷۰، ۱۸۰ ح، قصیدۂ عرفی در مدحش
۱۷۵، ۱۸۱ ببعد، قصیدہ اقدسی
در مدح او ۱۸۶، ۱۸۹، ۲۱۰،
۲۱۸، ۲۲۲، ۳۳۱، ۳۵۰،
۳۵۶، ۳۵۷، مدحش در ابیات
مسیح ۳۶۴، و عسکری ۴۸۹، و اوجی

۴۹۵، ۳۶۵، ۳۷۴، ۳۸۸ح،
۵۱۹، ۵۲۱
علی عمرانی ۷۳
سید علی کاتب لکھنوی ۹۶ح
حکیم علی گیلانی — و غفور ۳۳۴،
شیخ عماد الدین مقرب مولانا بہاء الدین
زکریا ۳۰
عماد الملک جد مادری امیر خسرو —
و خسرو ۶۱،
ملک عنبر ۴۳۲، غلام چنگز خانی
۴۶۲، خان جہان بر سر او فرستادہ
شود ایضاً، ۵۴۴،
عیسی (مسیحا، مسیح، عیسی مریم)
۷۷ ببعد، ۱۰۹، ۱۴۵ ح، ۱۸۴،
۱۸۹، ۲۶۴، ۲۷۸، ۲۸۰ح،
۳۳۸، ۳۴۲، ۳۴۸، ۳۶۲،
۳۹۴، ۴۱۰، ۴۳۳، ۴۴۶،
۴۵۲، ۴۶۷،

غ

میرزا غازی ترخان (و تغاری) میرزای

Marfat.com

ترخان) ۸، ترجمهٔ اش ۲۲۵-۲۲۹: اوصاف حسن او و حکایتی بدین معنی ۲۲۵، رتبهٔ شعرش و اقتباسات از کلامش ۲۲۷، نغمه شناسی و طنبورنوازی او و رباعیات مرشد درین باب ۲۲۸، دیوان او ۲۲۸، قصه خرید تخلص ۲۲۹، اسمای بعضی از ارباب هنر که درخدمت او بودند ایضاً، وفات او ایضاً، ساقی نامهٔ او ۲۳۰، ممدوح سنجر ۲۵۲ح، — و قفقور و مرشد و اسد ۳۴۳ ببعد، ۳۸۵ح، — و طالب آملی ۳۸۶، به تحریک اسد مرشد را از شیراز طلبید ۴۱۱، قصیده رد آورد مرشد در مدح او ایضاً، عطای خطا خانی به مرشد ۴۱۲، ۴۴۰، ۴۱۳ح، قصیده وصلی در مدح او ۴۴۲ ببعد، ۴۴۲، برسند قندهار ایضاً ۴۵۶ح ببعد،

غروری شیرازی ۴۵۰ح،

میر غروری کاشانی ۸، ترجمهٔ او ۴۵۰ — ۴۵۱: مولد او و توطن او به شیراز ۴۵۰، در لفظ قصیدهٔ غروری بنام خود کرده صله گیرد ۴۵۱، مباحث

او به هند و ساقی نامهٔ او ایضاً،

غنی کشمیری ۵۴۰ح

غیاث بیگ اعتماد الدوله — و طالب آملی ۳۸۸، — و عارف ایگی ۴۲۶، — و باقیا مصنف ۵۵۹، و درویش جاوید ۵۷۶،

غیاث الدین علی (۱) = والد خواجه حسین ثنائی ۱۶۲،

(۲) = ۲۱۶ که به غیاثای منصف

(۳) = پدر عارف ایگی ۴۲۱،

انداز او به پیرشش ۴۲۲،

غیاث الدین محمد بلبن (۱)

مولانا غیاثای منصف ۸، ترجمهٔ اش ۲۱۶ - ۲۱۸: اوصاف او ۲۱۶، تخلص و نام و مولد و موطن او ایضاً، — به ملازمت میرزا رستم قندهاری، و میرزا رستم قندهاری، — و محمد قلی قلیچ خان ۲۱۸: به ثنائی ملازم میرزا رستم مشهور ایضاً،

Marfat.com

وفات او و وصیتش
۲۱۷ ـ و نظر بیگ ایضاً (و ص۵۴۳)،
دیوانش ایضاً، ساقی نامهٔ او ۲۱۸،
۲۲۵،

ف

شهزاده فاضیل (فاضل) برادر امام رضا ۱۵۴
مولانا فتح الله تبریزی استاد میرزا
الغ بیگ ۹۴،
امیر ابوالفتح برادر قاسم گونابادی
ترجمه اش ۱۴۲،
ابوالفتح گیلانی ـــ و عرفی ۱۷۶، اتحادش
به خان خانان ایضاً، ۱۷۷ ح، ـــ
و حیاتی گیلانی ۵۳۵، مسیح الدین
۵۳۵ ح، ۵۳۶ ح،
فتحی مصنّف برادر باقیا ۵۵۹،
فخر جرجانی (یا فخر یا فخر گرگان) ۱۱ تا ۱۶،
فخر الدین ابراهیم همدانی ۲۷، ملک به
عراق،
فخر الزمان (قاضی) جدّ مادری مولف
۴۹۹، ترجمه اش ایضاً، ـــ و
شاهزاده بهرام بن شاه اسمعیل ۵۰۰،
۵۱۷،
بوفراس ۱۸۳،
فردوسی ۱۱۱، ۵۲۳
فرعون ۱۱۰، ۲۱۰،
فرقتی = میرزا ابو تراب بیگ
فرنگ ۶۸، ۱۸۶ (؟)، ۱۲۵،
۴۵۸ ح،
فرهاد (کوهکن) ۳۰۷، ۳۱۷، ۴۶۷، ۴۸۷،
فریبی = (۱) میر عبدالله مژه
(۲) آقا شاپور رازی
شیخ فرید شکرگنج ۶۴
فریدون ۲، ۷۷ ح، ۸۶ ح، ۹۷،
۱۱۰، ۲۲۲، وغیرها من المواضع،
فزونی استرآبادی ۸، ترجمه اش
۴۴۳ ـ ۴۴۴: وصف او ۴۴۳،
مولف بحیره در فن تاریخ ایضاً، نام
و مولد و تخلص او ۴۴۴، سیاری
او اول به شغل تجارت بعدش در لباس
فقر ایضاً، بعد ملازمت صفدرخان در
کشمیر همراهش به هند آید ایضاً، در دکن

Marfat.com

ایضاً ، ساقی نامهٔ او که بنام عباس شاه تمام کرده ۴۴۴ ، ۴۴۵ ،
میرزا فصیحی انصاری ملک الشعراء خراسان ۸ ، فرستادن او شخصی را برای آوردن استخوان عرفی از هند ۱۸۰ ببعد ، مصاحبت او با ابوتراب بیگ فرقتی ۳۲۳ ، — و شفائی ۳۷۶ ، ترجمه اش ۳۸۹ - ۳۹۳ : افصح شعرای خراسان ۳۸۹ ، ترجمه جد و والد او ۳۹۰ ببعد ، شهرت او در شعرگوئی بزمان طفولیت ۳۹۱ ، همراه شاه عباس به قزوین رود و بعد چندی به هرات عود کند ایضاً ، صاحب مشربی او و اشعارش درین باب ۳۹۱ ببعد ، فرارش به هند و گرفتاری و رسوائی او و رباعی او درین باب ۳۹۲ ببعد ، دیگر باره منظور نظر شاه عباس شود ایضاً ، تعداد ابیات او ایضاً ، ترکیب بندی از او ۳۹۳ ببعد ، — و باقیا ۵۵۸ ،
شیخ ابوالفضل ۱۹۸ سماک به ابوالفضل

بابا فغانی مسیح کاشی متبع دیوان او کرده ۳۶۲ ،
حکیم فغفور گیلانی ۸ ، ترجمه اش ۳۳۱ - ۳۳۶ : ملاحظات متعلق بدو ۳۳۱ ، هنرهای او ایضاً ، مولد او و نام پدرش ۳۳۲ ، تخلص اول او و سیاحتش و قیامش در گرجستان ایضاً ، رجوع او به عراق و ملاقاتش به حکیم شفائی ایضاً ، — و شاه عباس ۳۳۳ ، قصه اش با میرزا غازی و شعرای دربار او ایضاً ، — و حکیم علی گیلانی ۳۳۴ ، بملازمت شاهزاده پرویز در برهانپور ۳۳۵ ، وفات و مدفن او ایضاً ، تاریخ فوتش از صالح تبریزی ایضاً ، مصنفات او ۳۳۶ ، ترجیع بند او ایضاً ۳۴۲ ، ترجیعش بعد ختم کتاب درج شده ۴۶۴ ،
فلاطون ۲۲۴ ، ۴۴۵ ،
فیاضی سماک به فیضی
فیروز ،،
فیروز جنگ سماک به عبدالله خان فیروز جنگ

Marfat.com

شیخ فیضی (ابوالفیض) ۸، ترجمه ۱۹۴ - ۱۹۸: ملک الشعرا ۱۹۴؛ ۱۹۶، مصنفات او ۱۹۵، اقتباس از دیباچهٔ دیوانش ایضاً، نام و تخلص او ۱۹۷، تاریخ اتمام تفسیرش از حیدر معمائی ایضاً، مولد و وفات و مدفن او ۱۹۸، نمونه کلامش ایضاً، ۱۹۹، ۲۰۰

ق

قارون ۱۷، ۸۹، ۹۷، ۱۳۱، ۲۲۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۸۸، ۵۱۱،

میرزا قاسم محمد قاسم گونابادی قاسمی، ۷، ترجمه اش ۱۴۱ - ۱۴۴: احوال شخصیه او ۱۴۱، مولد و نسب او ۱۴۲، احوال برادر او امیر ابوالفتح ایضاً، مصنفات قاسمی ۱۴۲ تا ۱۴۴، یکی از دو ساقی نامهٔ او ۱۴۴، ۱۵۲؛

خواجه قاسم = دیانت خان

خواجه ابوالقاسم سیرمی - با نوعی و پدرش شیخ محمود ۲۰۱،

قاسمی - ۱۴۱ ببعد ملک به میرزا قاسم

قاضی جهان ۱۳۲ = میر نورالهدی

قاضی زادهٔ روم معاصر جامی ۹۴،

قایتبای چرکس پادشاه مصر و شام - و جامی ۹۶،

قدسی مشهدی (حاجی محمد خان) ۸، ترجمه اش ۵۳۹ - ۵۴۱: مولد و نام و تخلص او ۵۳۹، سفر حج و عود او به وطن ایضاً، معیشت او و مجالست او با حکام ۵۴۰، نمونه کلامش ۵۴۱، — و نادم گیلانی ۵۴۷ ج،

قربی (یا قربی) ۳۸۰ ج ملک به آقاشاپور رازی

قزاق خان ۱۶۴،

قزل ارسلان (اتابک) ۱۰،

قزلباش ۵۶۳ ببعد،

ملا قطب شدّه بافق تاریخ وفات وحشی ازو ۱۵۴،

قنبر ۱۲۳،

قوام الدین ۴۶۸ ببعد = کامل جهرمی

Marfat.com

شاه قوام الدین نوربخشی دشمنی او با امیدی ۱۲۷، ۱۲۸،
قوام الدین حسن جد جامی ۹۳،
قیصر ۲۱۸

ک

کامل = مولانا ملک سعید شیرازی
مولانا کامل جهرمی ۸، ترجمه اش ۴۶۸ - ۴۶۹: نام و نسب و مولد او ۴۶۸، تحصیل علم بخدمت مولانا ملک سعید ایضاً، ملاقات او با مولف ایضاً، جبر اختیار این تخلص ایضاً، ملازمت خانخانان و سلطان خرم ایضاً، مصنفات او ایضاً، ترجیعی از او ۴۶۹، ۴۷۶،
کامی = میرزا ابو تراب بیگ قرقنی
کاؤس ۲۰، ۷۶، ۹۰، ۹۷، ۱۱۰،
سلسله کبرویه ۱۰۴
کبیرالدین ولد عراقی ۳۳، در دمشق ۴۶، قرشی ۴۷،
کروبیان ۴۸۱
کریمای ساوجی ناظم و ناثر ۴۶۳، میخانه و حال مولف میخانه را به عرض شاهزاده پرویز رساند ایضاً،
کلارک (سی - سٹینلی) ۲۲۵ ح،
کلیم ابوطالب تاریخ فوت ملک از او ۲۶۱ ح، - و قدسی ۵۴۰ ح،
کمال [اصفهانی ؟] ۱۷۷
کوهی ← بابا کوهی
کی ۲۰، ۷۶، ۸۸، ۱۵۰، ۲۸۷،
کی خسرو ۲، ۲۱، ۹۰، ۲۸۸،
کیفی (سیستانی، نومسلمان) ۸، ترجمه اش ۵۶۰ - ۵۶۲: مصنفاتش ۵۶۰، ملاقاتش با مولف ۵۶۱، مولد و اصل او ایضاً، سیاحت او در هند و ملازمت شاهزاده شاهجهان ایضاً، نمونه کلامش ایضاً
کیقباد ۸۷،
کیوان ۴۳۴،
کیومرث ۱۸۶،
میرزا کیبک ۱۰۴،

Marfat.com

گ

گشتاسپ ۱۲۶ح،
گیو ۲۸۷،

ل

لات ۵۱۱
لاچین ۶۰، ۶۱
لسان الغیب ۸۰ = حافظ
میرزا لشکری صفدرخان ۴۴۴ح، ← صفدرخان
ملا لطفی ۵۳۷ح، ← موزون الملک
لهراسپ ۱۲۶ح،
لیلاج ۲۸۹
لیلی ۲۴۰، ۴۸۷

م

مولانا مایلی ← ملک قمی ۲۶۱ح،
مانی ۱۴۲، ۲۷۸،
مبارز الدین ۵۰۳ح ← مهابت خان،
مبارک شاه خلجی ۶۳،
متین کشمیری ۴۰۸ح،
مجنون ۲۴۰، ۳۱۷، ۴۵۵ ببعد، ۴۶۷، ۴۸۷،
محب علی سندی ۸، ترجمه اش ۴۹۷ - ۴۹۸؛ مولد او و سیاحت او بهند ۴۹۷، ← و خانخانان ۴۹۷ ببعد، ساقی نامهٔ او ۴۹۸،
محتشم کاشی ۲۵۲ح،
مولانا محمد (یا ملا محمد صوفی) مازندرانی ۸، ترجمه اش ۳۴۵ - ۳۴۷؛ متبع طرز قدما ۳۴۵، وجه تسمیه اش به صوفی و مولد و منشای او ایضاً، ملاقاتش با مولف ۳۴۵، سوانح حیاتش از خود او و احوال قیام او باجمیر ۳۴۶، مولفات او ۳۴۷، ساقی نامهٔ او ۳۴۷، ۳۶۰ح، ۴۶۵ح، ۴۹۲، ۴۵۸، ← و عسکری کاشانی ۴۷۸، معرف کمال اوجی کشمیری بود

Marfat.com

۴۹۲، بیت کنایہ آمیز نظیری نسبت
باو ۵۳۳،
محمد (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) ۳، ۴،
۱۲، ۱۳۲، ۱۴۳، ۱۵۰، ۱۸۱،
۱۹۳، ۲۰۴، ۲۲۲، ۲۵۷، ۲۶۶،
۳۴۴، ابیات مسیح در مدح او
۳۶۳، ۳۶۵، ۳۷۴، ۴۰۹،
۴۳۲، ۴۳۶، ۵۱۷، ۵۱۸ ببعد،
۵۱۴ ح، ۵۲۱، وغیرہا من المواضع
محمد بن سلطان غیاث الدین محمد بلبن =
محمد جون ۶۲،
محمد تغلق شاہ ۶۱، ۶۲،
محمد جان = قدسی
محمد جون ـ و خسرو ۶۱ ببعد
محمد حسین (۱) = عرفی ۱۷۶،
(۲) = غفور گیلانی ۳۳۱ ح،
(۳) = نظیری ۵۲۵،
محمد حیدر ہاگ بہ خصالی
محمد خان موصلو (ترکمان) ۳۲۳ ح،
محمد خدا بندہ [الیخانی] ۴۷ ح،
محمد دوّانی = جلال الدین محمد دوّانی
محمد رضا (۱) = نوعی خبوشانی ۲۰۰،
(۲) = شکیبی صفاہانی ۲۳۶،
محمد زمان معاصر شاہ نظر بیگ ۵۴۵،
محمد سلطان حاکم کاشان معاصر وحشی
بافقی ۱۵۳،
محمد شریف ہجری، پدر اعتماد الدولہ منہج
صراط المستقیم در حقوق زخدا بندہ ۳۲۳،
محمد طاہر سبزہ آملی ہاگ بہ طالب آملی
۲۴۷ ح،
محمد علی خان متین (کشمیری) ۴۰۸ ح،
۴۰۹ ح،
محمد قاسم ۴۷۸ ح،
محمد قاسم گنابادی ہاگ بہ قاسم
محمد قلی خان بہ ہاگ حاکم فارس ـ و
ذکی ہمدانی ۳۹۷، ـ و مرشد ۴۱۰،
مرشد سالی نامہ خود بنامش تمام کردہ
۴۱۰، ۴۱۹،
محمد قلی قطب شاہ ـ و غیاثا،
شاہ گلکندہ و عارف ایلی ۴۲۵، ـ
و عسکری کاشانی ۴۷۸،
محمد کاسہ لیس = خسرو ۶۵،

Marfat.com

محمد هاشم = سنجر بن حیدر معمائی
شیخ محمود پدر نوعی مع پسر خود به گجرات
رود، ۲۰۱ ـــ و ابوالقاسم سیری
ایضاً
امیر محمود (سیف الدین والدخسرو)
۶۰ ببعد،
محمود [غزنوی] ۴۸۴
محمود بیگ ترکمان [محمود] ۵۰۸ ح، ترجمه
اش ۵۶۳ - ۵۶۷: اصل او
۵۶۳، ملازمت حسین خان قاچار
را ترک کرده به قندهار رسد ایضاً،
بملازمت خان دوران در قندهار و
کابل ۵۶۴، مهام سرکار خان بوقوف
او سرانجام یابد ایضاً، ـــ و
پسر جلال ایضاً، صاحب داد را با
عریضهٔ خان دوران به جهانگیر برد و
کامیاب باز آید ۵۶۵، منصب
یافتن او ایضاً، ملاقاتش با مؤلف
و سایر واحوالش به مؤلف ۵۶۶،
غزلگوئی او با وصلی و مولف ایضاً،
به بنگش رود ایضاً، تخلص او ۵۶۷،
نمونهٔ کلامش ایضاً، ابیاتش تلف
شود ایضاً،
محوی اردبیلی ۸، ترجمه اش ۵۵۶ -
۵۵۸: اصل و مولد و منشای او
و ورودش بهند ۵۵۶، بملازمت
میرزا رستم صفوی ایضاً، ورودش
باجمیر و ملاقاتش با مولف وعمرش
دران وقت ۵۵۷، وفات او به
برهانپور ایضاً، نمونهٔ کلامش ایضاً،
تاریخ فوت او از مرشد ۵۵۸،
شیخ محی الدین عربی ۲۷، ۳۶ ح، قبر او
۴۷، ۹۵،
میر مختار مولف مخزن الاخبار ۱۱۲،
خواجه مراد والد اسد بیگ قزوینی ۵۵۴،
مرتضی نظام شاه = نظام شاه دیوانه
ملا مرشد (بروجردی) ۸، ۲۱۹ ح،
رباعیات او در مدح میرزا غازی
۲۲۸، معاصران او در خدمت میرزا
غازی ۲۲۹، ـــ و وصلی ایضاً قصه
او با اسد و فغفور و میرزا ۳۳۳
ببعد، یاری او با محوی و تاریخ فوت

Marfat.com

محوی ازو ۵۵۸، ترجمه اشس ۴۰۸
— ۴۱۳ : طرز شعر او ۴۰۸، نام
وتخلّص او ۴۰۹، عاشق پیشگی او و
رباعیات او درین باب ایضاً، قصاید
او در نعت ومنقبت وابیات او در
وصف بروجرد ایضاً، سیاحت او
وقیامش به شیراز ۴۱۰، ساقی نامه
را بنام محمد قلی خان تمام کرده ایضاً —
و میرزا غازی ۴۱۱، اقتباس از
قصیده که در مدح میرزا گفته ۴۱۱
ببعد، خطاب مرشد خانی ایضاً ۴۴۰،
در قندهار ایضاً، ملازمت او مهابت
خان را، مصاحبت با مولّف ۴۱۳،
در دکن ایضاً، بوسیلهٔ آصف خان
ملازم شاهجهان شود ایضاً، ساقی نامه
۴۱۰ ج، ۴۱۴، ۴۱۶، ۴۱۸ —
استاد وصلی ۴۳۹، وصلی را بسنه
طلبید ۴۴۰،
مریم ۱۸۷، ۴۴۶،
مسعود سعد : امیدی رازی
مسیح (۱) عیسیٰ
(۲) یا مسیح ثانی، یا مسیحا
یا مسیحی ۳۶۱ ج = حکیم رکنا
مسیح بیگ همشهری مولف که مدار المهام
سرکار میرزا امان الله بود ۵۰۳، مولف
را به میرزا رساند ایضاً
میرزا ملک مشرقی ۸، ترجمه اشس ۴۰۱
— ۴۰۳ : ناظم و ناثر ۴۰۱، مولد و
نام وتخلّص او ۴۰۲، قصیده اشس در
مدح حاتم بیگ اعتماد الدوله وعلمه یافتن
ازو ایضاً، به وسیلهٔ حاتم بیگ ببارگاه
شاه عبّاس رسید وتربیت یافتن ایضاً،
تعداد ابیاتش ایضاً، نشی رکاب شاه
ایضاً، ساقی نامه او ۴۵۰، ۴۵۳ ج،
مشفقی قزوینی والد شرری ۵۶۸،
مصلح الدین سعدی ۶۲ رک به سعدی
مظفر حسین میرزا ۱۰۴، نسب او ۵۵۱،
— و سید خصالی ایضاً
میر معزالدین کاشی ۲۵۱ ج
معزّ الملک (یا شرری یا باخزری) الیین
او به [illegible] دلیت پسر رای سنگه
۴۶۰ — و میر ملکی ایضاً، ۴۶۱،

Marfat.com

معزّ الملک مشهدی ۴۶۱ ح،
معصوم بیگ ۱۶۴
میر معمّائی = میر رفیع الدین حیدر طباطبائی
معمّائی
معنوی = عطائی جونپوری
امیر معین الدین (پروانه) - و عراقی
۳۷ - ۳۹، — و حسن قوّال و
عراقی ایضاً، گرفتاری او و علاقات
آتریش به عراقی ۴۰، ۴۲، ۴۳،
خواجه معین الدین چشتی ۶۴، ۴۷۸،
مقرّب خان — و رونقی همدانی
۵۴۲ ح،
مقصود بیگ ناظر بیوتات ۳۲۴ ح،
مقصود خورده فروشنده ۲۵۲ ح،
مقنّع ۳۸۳،
ابوالمکارم والد فصیحی ۳۹۰، ترجمهٔ
او ایضاً، عبدالله خان اوزبک او
را واعظ هرات سازد ۳۹۱،
مولانا ملک سعید شیرازی هاک به ذیل
س،
ملک (محمد قمی) ۸، مصاهرتش با سنجر
۲۵۱، ترجمه‌اش ۲۵۹ - ۲۶۱:
مرتبه شعرش و نمونه کلامش ۲۵۹،
مولد و نام و تخلّص او ۲۶۰، به ملازمت
نظام شاه بحری و ابراهیم عادلشاه رسد
ایضاً، مصنّفات او ایضاً، تتبّع مخزن
کند و صله گیرد ۲۶۰، ۲۶۸ — و
میر حیدر ذهنی ایضاً، عمر او و تاریخ
وفاتش ایضاً، مدفن او ایضاً، غزل او
در وصیت ایضاً، ساقی نامهٔ او ۲۵۹،
۲۶۲، معاصر ظهوری و مخلص او
۲۶۸، — و عسکری کاشی ۴۷۷،
ملکش خان حاکم مرو مخدوم طالب آملی
که مثنوی نامش تمام کرده ۳۸۴،
اقتباسی از آن مثنوی ۳۸۵، ۳۸۶،
(نیز به بینید ملکش سلطان)
ملکش سلطان بن یکتش خان ۳۸۴ ح،
نیز هاک به ملکش خان
میر ملکی قزوینی ۸، ۴۵۰ ح، ترجمه‌اش
۴۵۶ - ۴۶۴: اصل ایشان و
ترجمه پدرش ۴۵۷ ببعد، همراه پدر
به کربلا رود و از آنجا بخدمت شاه عباس

Marfat.com

رسد ۴۵۸ بعد، بهرکاب شاه بمشهد
و هرات رود ۴۵۹، و رویش به هند
و ملازمت شاه اکبر ایضاً، مرثیهٔ اکبر
از او ۴۵۹ بعد، بملازمت جهانگیر رسد
۴۶۰ ـــ و میر معز الملک ایضاً،
شجاعت او ۴۶۱ ـــ ظهور مردانگی
او در خدمت مهابت خان ۴۶۲ ـــ
و خان جهان ایضاً، رجوعش به اگره
و غزلی از او ایضاً ـــ و رسیدن میرزا
ایضاً، جاگیرش بریده شود ۴۶۳،
سیر دکن و رجوعش به پتنه ایضاً ـــ
و سلطان پرویز ایضاً، به عزم ملازمت
ابراهیم خان فتح جنگ به بنگاله رود
۴۶۴، ساقی نامهٔ خود را بابیات مدحیه
پرویز مزین کند و مؤلف بایای پرویز
اورا درج میخانه کند ۴۶۴، ۱۰۳۵ح
۴۶۳ (نیز ر.ک بمنیر ۳۴۷ح)،
منات ۵۱۱،
منصف ساکن به غیاثا
منصور ۱۵۶، ۱۵۹، ۳۳۶، ۳۳۹،
۳۴۷ح، ۳۷۱، ۳۹۴، ۴۳۶،
۴۶۵، ۴۷۰، ۴۸۶، ۴۸۹ ببعد،
۴۹۶،
شاه منصور مخدوم حافظ ۸۳، ۸۶،
منکر ۳۰۴،
منوچهر ۸۶،
شاه منوچهر مشهور به خاقان کبیر ۱۰
موزون الملک (مثلاً لطفی) اصل او
۵۳۷، مولد او و ملاقاتش با مؤلف
۵۳۱ه، حاکم بندر لهری ایضاً بعد
رجوع به اگره مهتمم دار الضرب گجرات
شود ایضاً، سن وفات او ۵۳۹،
رباعیی از او ایضاً،
موسیٰ ع (یا کلیم) ۱۲۴، ۱۲۹، ۱۵۰،
۱۵۶، ۱۶۸، ۱۸۶، ۱۹۳، ۱۹۸،
۲۳۲، ۳۳۶، ۳۳۹، ۳۵۰،
۴۰۰، ۴۱۴، ۴۳۴، ۴۵۲،
مولوی معنوی ۱۷۹، ۱۰۱۰ح = جلال
الدین محمد رومی،
مهابت خان از خانزمان ۴۶۱، ۵۵۱
و غیرهما من المواضع، مبارز الدین ۵۰۲ح
۵۳۱، ۱۰۵۱ح) تنکیبی را بخدمت

Marfat.com

جهانگیر رساند ۲۳۷، مرحمت کردن جهانگیر رکنا را بدو و مرتبتش به رکنا ۳۶۷، باز گرفتن جهانگیر رکنا را ازو ۳۶۹، به دکن رود ایضاً، ۴۱۲ح ـــ و مرشد خان ۴۱۳، رشید خان از کوکیان او مقرر شود ـــ و میر ملکی ایضاً ۴۶۱، مسیح بیگ قزوینی را مدار المهام سرکار پسرش امان الله ساخته ۵۰۳، جمعی از عربان را نوکر داشت ایضاً ـــ وصفی صفاهانی ۵۴۸، ۵۶۲، ۵۵۰ح ـ وخصالی ۵۵۱، ـــ و اسد بیگ قزوینی ۵۵۵، ۵۶۲،

میر = غفور گیلانی ۳۳۲ح

میرپنبه زن والد وصلی ۴۳۹،

مولانا میرجان جد فصیحی ۳۹، ترجمهٔ او ایضاً

میرزا خان = خانخانان ۲۴۱ح

میرزای ترخان = میرزا غازی ترخان

خواجه میرک دبیر اصفهانی ۴۶۲ح، رک به چنگز خان

ن

نادم گیلانی (= شهسوار بیگ) ۸، ترجمه ۵۴۶ - ۵۴۸، نام و مولد او و سیاحت او در هند ۵۴۶، ملاقاتش با مولف و عمر او دران ایام ۵۴۷ ببعد، نرآدی او و وصف شعر او ایضاً، رباعی او در مدح رکنا ۵۴۸،

ناصر خسرو ۶۴

ناظم تبریزی ۳۸۲ح، ۳۸۷ح،

نامی = افضل

مولانا نامی کشمیری والد اوجی کشمیری ۴۹۱،

ناهید ۲۱۳، ۲۱۵، ۲۴۷، ۳۱۲، ۳۱۳، ۴۴۶،

نبی = عبد النبی خان مولف میخانه

نجم ثانی دوست امیدی ۱۲۷،

نخلبند شعرا = خواجوی کرمانی

راجه نرندر ناتھ لاهوری ۴۰۹ح، حکیم نظام الدین (نظام الدین علی ۳۶۱ح، ۳۸۴ح) پدر حکیم رکنا ۳۶۱، اشعاً رکنا در مدح او ایضاً، قرابت او به طالب

Marfat.com

آملی ۳۸۴ ح ،

نظام الدین احمد (۱) مولانا نثری قزوینی

(۲) صاحب طبقات اکبری

۵۰۲ ح ،

(۳) [قزوینی] ۵۰۹ ح ،ک

به میرزا نظامی قزوینی

شیخ نظام الدین اولیا — و خسرو

۶۳ ببعد، ترجمه ۶۴ ،

نظام الدین طباخ پدر کامی جهرمی ۴۶۸،

نظام الدین دیوانه مرتضی والی احمد نگر

(= نظام شاه بحری ۲۵۹) مخدوم ملک

قمی ۲۵۹ ، ۴۶۲ ،

میرزا نظام قزوینی (یا میرزا نظامی ۵۰۲

وغیره من المواضع) به بالین عرفی

هنگام مرگش ۱۷۸ ، خویش مؤلف

۵۰۲ ، اولاً واقعه نویس درگاه جهانگیر

و بعد چند سال دیوان بهار ۵۰۲ ببعد

۵۰۹ ، مولف را قصه خوان خود مقرر

کرده ایضاً مولف با وی در کشمیر

بسر برد ۵۰۹ ، بخشی و دیوان کشمیر

ایضاً ۱۷۸ ، همه و آمده بدرگاه جهانگیری

حاضر شود ۵۰۹ ،

نظام الملک بحری ۴۶۲ ،ک به نظام شاه

دیوانه ،

نظامی (شیخ نامی گرامی، شیخ، حضرت شیخ)

۷ ، ۹ - ۱۲ : مولد او ۹ ، احوال

والدین او و نامش ایضاً ، ولایت

او و فهرست مصنفاتش ایضاً ،

تاریخ وفاتش و ذکر معاصران او

۱۱ ، بحث متعلق به مصنف و پس

و رایین ایضاً ، ساقی نامه او ۱۶ ،

۱۷ ، ۲۶ ، ۵۹ ح ، ۶۵ ، ۷۲ ،

۸۴ ، ۸۶ ، ۱۵۴ ، ۱۵۵ ، ۱۷۴ ،

— و عرفی ۱۷۸ ، ۱۷۹ ، ۱۸۰ ح ،

۲۰۲ ، ۲۶۰ ، ۲۶۸ ، ۳۶۲ ،

۵۲۵ ح ، ۵۵۲ ،

نظامی عروضی سمرقندی ۱۱ ،

شاه نظر بیگ قمشه — و غیاثای مصنف

۲۱۷ ، ترجمه او ۵۴۳ - ۴۶ ،

شیرودی و شاعری او ۵۴۲ ، مولد

و سیاحت او ایضاً ، به ملازمت خانخانان

رسیده همراه میرزا ایرج بدکن رود

Marfat.com

۵۲۴، زخمی شدن او و زیارت
مشهد مقدس ایضاً، شکایت سلوک
ایرج به خانخانان کند ۵۲۵،
نظیری نیشاپوری ۸، مصاحبت سلوک
او با عسکری کاشانی ۴۷۸، ترجمه
اش ۵۲۴ - ۵۳۲: وجه ذکر او
در مرتبهٔ ثالث ۵۲۵، نام و مولد او
و آمدنش به ملازمت خان خانان
۵۲۶، استجازت از خان برای حج
ایضاً دیوانش ۵۲۶، ۵۳۲، توطن
گجرات اختیار نموده بشغل تجارت
مرفه الحال گردد ۵۲۷ — وجهانگیر
۵۲۸، قصهٔ رسیدنش بخدمت شاه
مرتبهٔ اول و ذکر خان خانان ۵۲۹،
انتخاب از کلامش ۵۲۹، ۵۳۲،
مکتوبش به شکیبی و تاریخ فوت او
۵۳۱ ببعد، بیتش نسبت به مولانا
صوفی ۵۳۳، ۵۴۶ح، ۵۴۷ح،
نکیر ۳۰۴
نکیسا ۲۱۳
نمرود ۲۸۸
نوح ۸۹، ۱۱۷، ۱۶۱، ۱۸۴، ۲۲۲،
۲۳۲، ۲۶۴، ۲۷۹ ببعد، ۳۴۱،
۳۵۰، ۳۶۴، ۳۹۴، ۴۳۴، ۴۳۶،
۴۴۵ ببعد
نوربخشیان (نوربخشیه) ۱۲۸
نورجهان بیگم ۴۸۰ج، ۴۲۶ ح، ۴۶۴ح
نورالدین محمد (۱) جهانگیر (۲) ظهوری
نورم خان [= نورمحمد خان اوزبک] شاه
عباس بعزم رزم او به مرو رود
۴۵۹،
میر نورالهدی قاضی جهان ترجمه اش
۱۴۲، و شاه طهماسب ایضاً
نوشیروان ۷۵، ۱۳۹، ۱۵۰، ۲۸۰
نوعی خبوشانی (محمد رضا) ۸، ترجمه اش
۲۰۰ - ۲۰۲: نام و مولد او ۲۰۰،
با پدر خود سیر گجرات کرده به مشهد
رجوع کند ۲۰۱ — و میرزا یوسف
خان صوبه دار کشمیر ایضاً، تخلص او و
بیان اوصافش ایضاً — و دان شاه
ایضاً، مصنفات او ۲۰۲ — و
خان خانان ایضاً، وفات او ایضاً،

Marfat.com

ساقی نامهٔ او ۲۰۲، ۲۰۶، ۲۱۲،

و

والہ ۲۵۲ح، واغستانی ۵۳۲ح،
درویش والہ ۳۹۲ح،
وامق ۴۸۷،
وجہی ہروی ملازم ظفرخان ۵۱،
وحشی (برادر شمس الدین محمد یزدی) ۱۵۲،
وحشی یزدی (شمس الدین محمد) ۷،
ترجمہ اش ۱۵۲ - ۱۵۴: مولد او
و مکتب داری او در کاشان ۱۵۳، نام و
تخلص او ایضاً ـــ و محمد سلطان حاکم
کاشان ایضاً، مصنفات او ۱۵۴،
کتبہ لوح مزار او ایضاً، مدفن و تاریخ
فوت او ایضاً، ساقی نامہ او ۱۵۵،
۱۶۱،
وصلی شیرازی (میر نعمت اللہ) ۸،
پسرخواندهٔ مرشد و ملازم غازی ترخان
۲۲۹، معاصران او در خدمت خان
ایضاً، ہم سفر محمود بیگ و مولف و
غزل گوئی او با این ہا ۵۶۶، ہمراہ
محمود بہ بنگش رود ایضاً، ترجمہ اش
۴۳۴ - ۴۴۱: ـــ و مولف
[illegible] نام و نسب او و شاگردی
او مرشد را ایضاً، محقق لغات عربی
و فارسی و پہلوی ایضاً، تعداد ابیات
او ۴۴۰ ـــ و مرزا غازی ایضاً،
سفر اجمیر و ناکامی او ایضاً، ہمراہ مولف
بلاہور رسید و بنگش رود ۴۴۱، ہمراہ
الہ داد بدرگاہ جہانگیری رسید ایضاً،
ساقی نامہ و قصیدهٔ او در مدح میرزا
غازی ۴۴۱ ببعد، ۴۴۳،
وقاری = میرزا غازی ترخان
ولی جان ولد محمد خان ترکمان حاکم
کاشان ۳۲۳،

ہ

ہاتفی (مولانا عبداللہ) ۷، ترجمہ اش
۱۰۳ - ۱۰۶: نسب و [illegible]
او و دیگر احوال شخصیہ او ایضاً ـــ
و جامی ایضاً ـــ و امرای ہرات
ایضاً، نظم تمر نامہ ایضاً ـــ و شاہ

Marfat.com

اسمٰعیل ۱۰۴ — ۱۰۵، اقتباس مثنوی
او ایضاً، مزار او ۱۰۶، مصنفات او
۱۰۶، ساقی نامہ آتش ایضاً، ۱۰۷،
ہاروت ۱۸۵، ۲۹۳
ہاشم بیگ = فزونی استرآبادی ۴۴۴
ہاشم خان قاسم خان صوبہ دار کشمیر ۴۷۸،
— و میر عسکری ایضاً، عزل او از
صوبہ داری کشمیر و تقرر صفدر خان
بجایش ایضاً
میرزا ہاشم فزونی استرآبادی ۴۴۳ ح،
رک بہ فزونی استرآبادی
ہزارہ لاچین ۶۰
ہلاکی ۵۳۴ ح،
مولانا ہمام الدین معاصر جوینی ۴۰
میر ہمایون تبریزی — و ہاتفی ۱۰۳،
ہند ۸۶
ہند و ۱۳

ی

یاجوج ۲۴۹،
خواجہ یادگار رک بہ سردار خان
یزدان = حریفی مصنف ۵۷۰
یعقوب ۴۹
یمین الدین = خسرو ۵۸، ۶۰، ۶۱، ۶۵،
یہود ۱۳۰
یوسف ۱۲، ۱۶۵، ۱۶۸، ۲۱۳،
۳۲۷، ۴۳۳، ۴۳۵،
میرزا یوسف خان — و نوعی ۲۰۱،
یوسف بن موید ۱۰ رک بہ نظامی
کرنل یول ۴۲۲ ح
یحییٰ بن معاذ ۳

Marfat.com

فهرست دوم

اسمای مواضع

آذربایجان ۹۶، ۱۰۳، ۳۳۲، ۵۲۵ ح، ۵۳۷، ۵۶۸

آستانهٔ بابا کوهی ۸۱

آمل مازندران ۳۴۵، ۳۸۴، ۴۶۱ ح

اجمیر ۱، ۳۴۵ ببعد، ۳۶۷، ۳۶۹، ۴۱۲، ببعد، اجمیر هند ۴۴۰، ۴۷۸ ببعد، ۴۹۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۸، ۵۱۱، ۵۳۴ ح، ۵۵۳، ۵۵۷، ۵۵۹، ۵۶۲،

احمدآباد ۲۵۰ ح، ۳۴۶ ح، ۵۰۷ ح، ۵۲۷، ۵۳۲، ۵۷۰، ۵۷۷، احمدنگر ۲۵۹ ح، ۵۱۴ ح

اران ۱۰

اردبیل ۴۵۷ ح، ۵۵۶ ح

ارزروم ۱۰

ارمن ۱۹۱، ۲۳۱، ۴۴۴، ارمن (یا ارمینیه) ۳۳۲ ح، ۴۸۷،

ارومیه ۴۰۲ ح،

استرآباد ۴۴۴،

اسفراین خراسان ۱۱۱

اسفرعابد ۲۹۰

اشرف لاهیجان ۵۴۶

اصفهان ۳۰، ۹۳، ۲۱۶، ۲۳۵، ۲۳۶ ح، ۲۴۵، ۳۲۳ ح، ۳۲۴، ۳۶۹ ح، ۳۷۶، ۴۰۳ ح، ۴۱۰ ح، ۴۲۹، ۴۵۹، ۵۴۳ ح، ۵۴۶، ۵۵۶، ۵۴۸

البرز کوه ۲۸۰، ۳۴۳،

الوند دهی در نزدیکی قزوین

Marfat.com

۵۰۰،
الہ آباد ۳۳۵، ۳۶۶،
۳۶۷، ۳۸۶ ببعد،
۴۲۲ ح (سرکار)، ۴۲۳
- ۴۲۵، ۵۳۶، ۵۳۸،
انجدان و انگوان ۳۲۳
اودیپور ۴۶۰ ح،
ایران ۱۳۲، ۱۳۴، ۱۶۲،
۱۶۵، ۱۹۵، ۲۰۱،
۲۱۶، ۲۱۷، ۲۲۶،
۲۳۷، ۲۵۱، ۲۵۶،
۲۵۷، ۳۲۳ ح، ۳۳۲،
۳۶۲، ۳۶۵ ببعد، ۳۶۷
ببعد، ۳۷۵، ۳۸۰ ح،
۳۸۲، ۳۸۵ ح، ۳۹۷،
۴۰۲، ۴۱۰، ۴۵۸،
۵۱۸ ببعد، ۵۲۱، ۵۳۸،
۵۳۹ ح، ۵۴۲،
۵۴۷ ح، ۵۶۰ ح،
۵۶۳، ۵۶۸، [illegible]
(نیز ← بمبئی ولایت)

ایگ ۴۲۱، ایگ شبانکارہ
۴۲۲، ۴۲۵،

ب

باختر ۴۶۱ ح،
باغ امید (طہران) ۱۲۸،
باغ حافظ رخنہ (سرہند)
۵۶۶
باغ زاغان ۲۰۷
بافق ۱۵۲
قلعہ باندو ۴۲۲
باورد ۲۰۰
بحرین ۴۵۸
بخارا ۳۹۰
بدخشان ۱۰۸، ۱۱۶، ۳۲۴،
۴۴۲
برطانیہ ۳۲۲ ح، ۳۶۸ ح،
۳۸۰ ح، ۴۰۳ ح، ۴۴۴ ح،
۵۰۷ ح،
برہ جرد ہمدان ابیات مرشد
در تعریف این موضع ۴۰۹

بعد، ۴۱۱، ۴۳۹،
برہانپور ۲۰۲، ۲۱۷، ۲۳۶،
۳۳۵، ۴۱۳، ۴۲۵،
۴۳۲، ۴۶۲، ۵۲۶،
۵۴۵، ۵۵۷،
بصرہ ۴۵۸
بغداد ۲۸، ۳۲، ۷۲،
۱۱۲، ۳۳۷ - ۳۴۲،
۴۵۸،
بلخ ۶۰
بمبئی ۵۲۳ ح
بنارس ۵۶۰
بندر ابراہیمی ۴۵۸ ح،
۴۵۹،
— چیول ۲۳۶ ح،
— سورت ۲۳۶ ح بندر
صورت ۴۷۸،
— عباسی ۴۵۸ ح،
— لہری ۵۳۸
بنگال ۲۵۲ ح، ۲۵۳ ح،
۴۲۰ ح، ۴۲۲ ح،

Marfat.com

۴۲۷ح، ۴۶۴، ۴۶۹،
۵۴۶ح،
بنگش ۴۴۰، ۴۴۱، ۵۵۵،
۵۶۶،
صوبہ بہار ۳، ۵، ۴۲۲ح،
۴۲۶، ۴۶۳، ۴۶۴ح،
۵۰۹، ۵۷۴ح،
بیابان کرک ۴۲۳
بیت اللہ (یا بیت الحرام)
= کعبہ
بیجاپور ۲۵۰ح، ۲۵۱،
۲۵۲ح، ۲۵۳، ۲۶۰ح،
۲۶۱، ۲۶۸، ۲۶۹،
۴۷۷، ۵۲۴ح،
بیستون ۴۵۸
بیکانیر ۴۶۱ ج

پ

پٹنہ ۳، ۴۶۳ بعد، ۴۶۸،
۵۱۰، عظیم آباد ۵۴۶ح
۵۴۹، ۵۵۹، ۵۷۳،

۵۷۴،
پنجاب ۴۴۰، ۵۶۶،

ت

تاج پورۂ احمد آباد ۵۳۱ح
تال شاپور (بیجاپور)
تبت ۴۷۸
تبریز ۵۳۷، ۵۶۸
تپۂ سندوان ۵۶۵
تتار ۴۱۷
تتہ ۲۲۶، ۲۵۲، ۳۶۷،
بعد، ۴۱۱، ۴۶۲ بعد،
۴۹۷، ۵۳۸، ۵۵۶،
ترشیز ۲۶۸ح
ترکستان ۱۰۴
توران ۳۹۰ بعد، ۵۶۵ح
توقات ۳۷، ۴۱
تیمور نی ۲۱۷

ج

جام ۱۰۳ تا ۱۰۶، ۳۹۰
جبل صالحیہ (دمشق)
۴۷۱،
جرون (ہرمز نو) ۴۵۸ح،
جلیسر ۵۶۲
جنابد (گون آباد) ۱۴۲
جوشقان ۳۲۳ ح،
جونپور (دارالسرور) ۵۵۳،
۵۷۳،
جوین ۵۲۵ ح،
جہرم فارس ۴۶۸
جیحون ۶۷، ۴۸۳، ۴۸۶

چ

چشمۂ نور (حافظ جمال،
نورچشمہ) ۵۰۴ بعد،
چگل ۱۵۱، ۲۱۲، ۲۵۴،
چین ۱۳، ۱۴۲، ۱۵۱،
۱۹۱، ۳۱۰، ۷۳۷،
چیول رک بہ بند چیول

Marfat.com

ح

حافظ جمال ۵۰۴ ح برگ
بہ چشمۂ نور
حجاز ۳۲، ۱۱۲، ۳۱۲،
۵۲۵، ۵۲۷، ۵۳۹،
حرم ۱۸۴، ۲۰۳، ۲۷۰،
۲۸۷، ۳۲۷، ۳۳۰،
۳۳۸، ۳۴۲،
حرمین ۲۳۶ ح، ۳۶۹ ح،
۵۲۹،
حطیم کعبہ ۶۳
حیدرآباد دکن ۱۲ ح

خ

خانقاہ شیخ بہاءالدین زکریا ۳۰
〃 سلطان عدن ۳۴
〃 شیخ شہاب الدین ۳۲
〃 صالحیہ ۴۲
خبوشان ۲۰۰
ختن ۲۱۳، ۲۹۳، ۴۸۲،
خجند (نواح ترشیز) ۲۶۸ ح
خراسان ۳۰ ح، ۹۳ بعد،
۱۰۴، ۱۴۲، ۱۸۰، ۱۸۷،
۲۰۰، ۲۰۱، ۲۲۶، ۲۶۸ ح،
۳۲۳، ۳۷۶، ۳۸۹،
تا ۳۹۲، ۳۹۳ ح،
۳۹۴ بعد، ۴۰۲ ح،
۴۴۸، ۴۵۹، ۵۱۹،
۵۲۵، ۵۳۵، ۵۳۹،
۵۵۰، ۵۵۴، ۵۵۸،
۵۷۱،
خرجرد جام ۹۳، خرگرد
۱۰۳،
خطا ۳۳۰،
خورنق ۱۷۹ ح،
خیبر ۲۱۱، ۴۸۹،

د

دارالامان = ہند
دارالخلافہ = اگرہ
دارالضرب احمد آباد ۵۷۷

درگاہ امام حسینؑ ۴۵۸
درگزین ۴۵۸
دروازۂ گازرون (شیراز
۸۰
دکن ۱۷۷، ۲۱۶، ۲۱۷،
۲۳۶ (ہند دکن)،
۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۹،
(دکن و ہند دکن)،
۲۶۰ ح، ۲۶۱، ۲۶۷،
۲۶۸ (دکن و ہند دکن)
۲۶۹ ح، ۳۶۶ ح،
۳۶۷ (ہند دکن)،
۴۱۳، ۴۲۵، ۴۳۲،
۴۴۴، ۴۶۲، ۴۶۳،
۴۶۸، ۴۷۷، ۵۲۷،
۵۴۳ (ہند
دکن)، ۵۴۵، ۵۴۶ ح،
۵۵۵، ۵۵۹
دکن ثلاثہ ۵۳۴
دمشق ۴۵ بعد
دہلی ۳۱، ۶۱، ۶۵، ۳۲۶ ح،

Marfat.com

۲۳۸، ۵۳۱،
دیوارچین ۴۳۷

ر

رامپور (فقط درحواشی صفحات)
۱۳۵، ۱۳۸، ۳۸۲،
۳۸۵، ۳۸۸، ۳۹۴،
۴۰۳، ۵۴۱
رشت گیلان ۵۳۵
روم ۳۶ ببعد، ۴۰، ۸۶،
۴۷۷،
روضہ علی بن موسیٰ رضا رض یا
مرقد امام رضا، مزار شاہ
رضا) ۳۲۳، ۴۵۹،
۵۰۱، درگاہ شاہ خراسان
۵۱۹، مدح نبی ایضاً
۵۴۰ ح، ۵۴۳ ح،
۵۴۵،
روضہ (نبیؐ) ۳۶
ری ۱۲۷
——

ز

زمزم ۳۳۸، ۴۸۹،
زندرود ۴۲۹
زنگ (زنگبار) ۸۶ (؟)
۲۸۳
زیارت باباحسن ابدال (بہ
قندہار) ۲۲۶
زیارت شہزادہ فاضیل (فاضل)
۱۵۴
زیرباد ۴۲۲، ۵۲۷

س

سان چارک ۶۰
سبزوار ۱۸۶، ۵۶۱
سد اسکندری ۲۸۳
سربرج (سلہ یزد) ۱۵۴
سرہند ۵۶۶
سلسبیل ۲۸۵، ۴۰۰
سمائرہ ۴۲۲ ح
سمرقند ۹۴، ۱۰۷ ح،
۲۵۷، ۴۳۱ ببعد،
سند ۴۱۱، ۴۴۰، ۵۴۸
سندوان ۵۶۵
سورت سگ بہ بندر سورت
سومنات ۱۸۳، ۱۸۴، ۴۳۷،
سہ تنان مسجد جامع صفاہان
۲۴۵
سید اشرف. لاہجان
۵۴۶
سیستان (یا سجستان) ۴۲۳،
۵۶۱ ح،

ش

شام ۹۵، ۹۶، ۳۹۵،
شطوات (یا شط) ۳۴۱،
۴۵۸،
شیراز ۶۲، ۸۰، ۸۴،
۱۱۱، ۱۲۶، ۱۷۶،
۱۷۷، ۲۱۶، [illegible]
دارالفضل ۲۴۴، ۲۶۸ ح،
۳۴۵، ۳۶۹ ح، ۳۹۰،
۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۷، ۴۳۹،

Marfat.com

۴۵۰، ۴۵۴، ۴۶۸،
۵۵۶،
شیروان ۱۰

ص

صالحیہ دمشق ۴۷
صراط ۳۱۴
صفاہان = اصفہان
صورت ۴۷۸ تک بہ بندر
سورت

ط

طہران ۱۲۶، ۱۲۸، ۲۶۸،
۳۸۰، ۳۸۲، ۵۷۰
طور ۱۵۶، ۱۹۳، ۲۲۰،
۲۴۱، ۲۸۵، ۳۲۵،
۳۲۸، ۳۲۹، ۳۴۷،
۳۹۴، ۴۰۱، ۴۳۴،
۴۵۲، ۴۶۵،
طوس ۱۱۱، ۳۸۱
———

ع

عتبات عالیات ۴۵۷
عدن ۳۴، ۲۳۶
عراق ۹۵، ۱۰۳، ۱۰۴،
۱۳۱، ۲۴۶، ۲۴۸،
۲۵۱، ۲۵۹، ۲۶۸،
۳۲۳ ببعد، ۳۳۲،
۳۶۶، ۳۷۶، ۳۸۰ح،
۳۸۲، ۳۹۲ح، ۳۹۳،
۳۹۶، ۴۰۳، ۴۱۰،
۴۲۵، ۴۵۰ ببعد، ۵۲۵،
۵۳۵، ۵۴۵، ۵۵۸،
۵۵۹، ۵۶۸، ۵۷۱،
عراق عجم ۳۰
عراق عرب ۳۰، ۲۴۸،
عراقین ۹۶، ۳۳۸،
عرب ۲۰۳ (؟)، ۲۹۴،
۳۳۸،
عربستان ۱۱۲
عرفات ۳۴۱
عظیم آباد = پٹنہ
علی گڈھ ۶۶ح

غ

غدیر ۱۴۰
غوربند ۶۰

ف

فارس ۲۶۸، ۴۱۰،
۴۳۹، ۴۵۸ح،
۴۶۸، ۵۴۳،
فراہان قم ۹
فرنگ ۸۶ (؟)

ق

قرشی ۶۰
قزوین (دار الموحّدین ۳۹۱
وغیرہ من المواضع) ۱۳۲،
۱۳۳، ۱۸۶، دار السلطنۃ
۱۸۷، ۲۵۹ح، ۳۲۳،
۳۸۰ح، ۳۹۱، ۴۰۲،

Marfat.com

۴۵۷، ۴۵۸، ۴۹۸،
وقوع طاعون درو در
سنه ۴۹۹، ۵۰۰،
۵۱۶، ۵۵۴، ۵۶۸-
۵۷۰، ۵۷۵،
قلعه باندو ۴۲۳
قم ۲۵۹، ۲۶۰، ۳۲۳،
۴۱۲، ۴۲۵، ۴۳۰،
۵۰۲، ۵۶۴ح،
قشه ۵۴۳
قندهار ۲۲۶، ۲۲۹، ۳۳۳
بیعد، ۳۸۶، ۳۹۲،
۴۱۳ح، ۴۷۷،
۵۶۳،

ک

کابل ۶۰، ۶۱، ۳۴۱ح،
۳۶۱ح، ۵۴۹، ۵۶۴
کارته ۵۵۰
کاشان ۱۵۲، ۱۵۳،
دارالمؤمنین ۲۴۹، ۳۲۳،
۳۸۴، ۳۶۱ بیعد،
۳۶۹ ح، ۴۵۰،
۴۷۷، ۵۲۵ح،
کالپی ۶۱
کربلا ۱۸۶، ۲۹۸
بیابان کرک ۴۲۳،
کرمان ۷۱، ۷۳، ۴۲۳،
۴۵۹،
کش ۶۰
کشمیر (دارالعیش) ۱۷۸،
۲۰۱، ۳۴۶، ۳۸۰،
۳۸۱، ۴۱۳، ۴۳۲،
۴۴۳ بیعد، ۴۴۴ح،
۴۶۹، ۴۷۸، ۴۷۹،
۴۹۲، ۵۰۹، ۵۴۰ح،
۵۴۶، ۵۴۸، ۵۶۶،
۵۷۱، ۵۷۲،
کعبه (بیت الله) ۴۵،
۹۵، ۱۱۳، ۱۲۴،
۱۸۴، ۱۹۲، ۲۱۸،
۲۳۶، ۲۴۲، ۲۴۴،
۲۹۴، ۳۳۰، ۳۴۲،
۳۴۶، ۳۸۲،
۴۰۵ بیعد، ۵۲۷،
۵۳۴،
کلکته ۱۲ح، ۱۷ح،
کمجان (یا کونجان از نواحی
همدان) ۲۷
کوپای اصفهان ۸۰
کوهه (نواح قزوین) ۵۷۰
کهستان ۹ح
کوه تارا گڑھ ۵۰۴ح،

گ

گجرات ۲۰۱، ۲۵۱،
۳۴۶، ۳۸۷ح،
۴۷۸، ۵۲۷ بیعد،
۵۳۱، ۵۳۸، ۵۴۷ح،
۵۷۳، ۵۰۶،
گرجستان ۳۴۲
گرگان ۱۲، ۱۴،
گلکنده ۲۱۷، ۴۲۵،

Marfat.com

۴۷۷، ۵۳۴ح،
گرو ۴۵۸ح،
گنجه ۹-۱۱،
گون آباد = جنابد
گیلان ۳۳۲، ۵۴۶ح،

ل

لار ۲۳۶ح، ۴۵۰
لاهجان (گیلان) ۱۱۱، ۳۳۲،
لاهور ۳، ۲۷ح، ۹۶ح،
۱۶۵، ۱۷۸، ۱۸۱،
۱۹۸، ۲۰۱، ۳۲۳،
۳۳۴، ۳۸۰ح، ۳۸۱،
۴۴۰، ۴۶۰، ۴۷۹،
۴۹۲، ۵۰۲، ۵۰۸،
وقوع طاعون در سنه ۱۰۲۵ در و
۵۰۹، ۵۳۸، ۵۴۰ح،
۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۴،
۵۶۶،
لکهنؤ (فقط در حواشی صفحات)
۱۱، ۱۶، ۲۹، ۷۴، ۸۴،

۲۶۹، ۵۲۶،
لندن ۱۱ح، ۲۲۵ح،
لوهارو ۴۷ح،
لهری بندر ← بندرلهری
لیدن ۱۱ح

م

ماچین ۸۶
مازندران ۳۳۲ح، ۳۴۵،
۳۸۵،
مالوه ۵۷۶ح،
ماندو (یا مندو) ۴۱۳،
۴۲۵، ۴۲۶ح، ۴۴۱،
۵۴۹، ۵۵۵،
ماوراءالنهر ۹۵، ۳۹۰ح،
مدرسه میرزا شاهرخ (هرات)
۹۴
— شهرستان (به همدان)
۲۹
— عراقی (به همدان) ۲۹ح
— نظامیه (به هرات) ۹۴

مدینه رسول الله ۳۵، ۹۵،
۳۴۶،
مرو ۳۸۴
مرو شاهجان ۳۸۴ ببعد
۴۵۹،
مشهد مقدس ۱۶۲، ۱۶۳،
۱۸۱، ۱۸۶، ۲۰۱،
۳۶۹ح، ۴۰۲ح،
۴۵۹، ۵۰۱، ۵۳۹،
ببعد، ۵۴۵، ۵۵۸،
مصر ۴۰، ۴۲، ۴۳، ۹۵، ۹۶،
مصلی ۸۴
مقبره شیخ ابوالفضل (در
اگره) ۱۹۸
مکه معظمه ۹۵، ۲۳۶، ۲۵۰،
۲۶۸، ۳۴۶، ۳۸۲،
۴۷۸، ۴۹۹، ۵۳۴،
۵۷۶
ملایا ۴۲۲ح
منوجان ۴۵۸ح، ۴۵۹،
موتی محل (لکهنؤ) ۲۵۲ح

Marfat.com

۲۶۰ح، ۳۳۶ح،
۳۴۰ح،
مولتان ۲۸، ۳۰، ۳۱،
۶۲

ن

نارنول ۳، ۴۴۰، ۵۰۸،
۵۶۶
ناگور ۴۶۱ح،
نائین ۵۵۸
نجف اشرف ۱۸۱، ۱۸۶،
۲۱۰
ندارا باری (؟) ۵۳۸
نسا ۲۰۰
نورچشمہ ۵۰۴ رک بہ چشمۂ نور
نیشاپور ۱۶۳، ۵۲۵ بعد،
نیل ۲۱۰، ۳۵۰، ۴۳۳،
۵۲۳،

و

وادی ام القریٰ ۵۲۶،
وادی ایمن ۱۲۹، ۴۳۴،
واسط ۲۸۵،
ولایت ۲۱۷ رک بہ ایران

ہ

ہرات (یا ہری) ۹۳،
۹۴، ۹۶، ۱۰۴، ۱۸۱،
۳۲۳، ۳۷۶، ۳۹۱
بعد، ۳۸۹ح، ۳۹۱
بعد، ۳۹۲ح، ۳۹۵
بعد، ۴۰۹ بعد، ۴۵۹،
۵۵۰، ۵۵۴، ۵۵۸،
۵۶۴ ح
ہرمز ۲۳۶ح، ۴۱۱،
۴۲۵، ۴۵۸، ۴۷۷،
۵۴۳، ۵۵۶،
ہفت رود (؟) ۲۳
ہمدان ۲۷، ۲۹، ۲۹۶،
۴۵۸، ۵۳۴، ۵۴۲ح
ہند (دارالامان، ہندوستان)
۲، ۳، ۲۸، ۳۰، ۵۹،
۹۱، ۶۲، ۶۴، ۱۳۴،
۱۶۲، ۱۶۵، ۱۷۶، ۱۸۱،
۱۹۷، ۲۰۱، ۲۱۶، ۲۲۶،
۲۳۶، ۲۴۰، ۲۴۲،
۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۳،
۲۵۶، ۲۵۹، ۲۶۸ح،
۲۸۵، ۳۰۶، ۳۲۲ح،
۳۲۳، ۳۳۴، ۳۴۶ح،
۳۶۰، ۳۶۶، ۳۶۹،
۳۷۵، ۳۸۰، ۳۸۲،
۳۸۴ - ۳۸۸، ۳۹۲،
۳۹۳، ۳۹۷، ۴۰۳،
۴۱۳ح، ۴۲۱،
۴۲۳ — ۴۲۵، ۴۳۰،
۴۳۱، ۴۳۹، ۴۴۰،
۴۴۴، ۴۵۱، ۴۵۹،
۴۶۰، ۴۶۸، ۴۷۰،
وصف ہند ۵۰۳،
۵۰۹، ۵۱۰ح،
۵۱۸، ۵۲۵، ۵۲۷،
۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۸،

Marfat.com

٥٣٩ ح ، ٥٤٠ ح ،
٥٤٢ ، ٥٤٣ ح ،
٥٤٥ ، ٥٤٦ ، ٥٤٧ ح ،
٥٤٨ ، ٥٥٠ ح ، ٥٥١ ،
٥٥٤ ، ٥٥٦ ، ٥٥٩ ،
٥٦١ ، ٥٧٤ ، ٥٧٦ ،

ی

یثرب (؟) ٤٢
یزد ٨٤ ، ١٥٢ ، ١٥٤ ،
٢٦٨ ح ، ٤٢٣ ،
یمن ١٣٠ ، ١٣١ ، ٤٨٤ ،
یونان ٦٩

Marfat.com

فہرستِ سوم

اسماءِ کتب

(۱) اسماءِ کتب را کہ بواسطۂ فہارس مخطوطات بر مضامین ایشان اطلاعی بہم رسید بذیل آن فہارس درج کردہ شد نہ بذیل اسماءِ آن کتب۔

(۲) گاہی در حواشیٔ این کتاب اسم مصنف مذکور است و کتابش مقصود، آن مواضع را بذیلِ اسمِ کتاب نشان دادہ شد نہ بذیلِ اسمِ مصنّف،

آتشکدہ (فقط در حواشی صفحات) ۱۲۸، ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۳۶، ۲۵۰، ۲۶۹، ۲۹۱ ببعد، ۲۹۴، ۲۹۸، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۲۳، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۶۲، ۳۶۶ ببعد، ۳۸۰، ۳۸۷، ۳۹۲، ۴۰۲ ببعد، ۴۰۸، ۴۱۰، ۴۱۵، ۴۵۰، ۵۲۵، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۷، ۵۵۴، ۵۵۶، ۵۵۷،

آگاہ نامہ [مثنوی کیفی] ۵۶۱،

آئین اکبری (فقط در حواشی صفحات) ۱۹۷، ۱۹۸، ۲۳۵، ۲۳۶، ۵۳۷،

ایضاً ترجمہ آئین بانگلیسی از بلاکمین (فقط در حواشی صفحات) ۲۲۵، ۲۲۹، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۹، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۲، ۳۲۶، ۳۴۵، ۳۴۶، ۴۲۲، ۴۶۱، ۴۶۴، ۴۷۸، ۵۲۷، ۵۳۱،

۵۵۱، ۵۶۲، ۵۶۴، ۵۷۳،

آئینۂ سکندری (سکندرنامۂ خسرو) ۶۶

الٰہی نامہ ۱۲

انجیل ۲۱۴

اندرزنامہ ۴۲۱

انڈین ڈرائنگز (Indian Drawings) ۲۲۵ ج

انیس العشاق (فقط در حواشی صفحات) ۱۱۳، ببعد، ۳۴۷ - ۳۵۹،

Marfat.com

اورینٹل کالج میگزین ۳۸۸ح، ایلیٹ [تواریخ ہند] ۵۰۹ح، ۵۵۴ح ببعد، ——— بادشاہنامہ ۴۶۱ح، ۵۶۰ح، بتخانہ (محمد صوفی) ۳۴۷، بحر النوادر (نوادر الحکایات) ۵۰۷ بحیرہ ۴۴۳ برہان قاطع ۲۲۹ح، ۳۴۰ح بقیہ نقیہ ۶۵ بوستان ۳۶۸ح، ۵۱۴ح بہارستان (جامی) ۱۱، ۵۹، بہار عجم ۲۶۲ح، ۳۲۳ح، ۳۲۶ح، ۳۳۷ح، بیاض جہانگیر ۲۳۷ ——— پنج گنج ۱۰ مرکب بہ خمسۂ نظامی ——— تاریخ فرشتہ ۴۶۲ح،	تحفہ [جامی] ۹۵ تحفہ سامی (فقط در حواشی صفحات) ۱۲۶، ۱۲۸، ۱۳۲، ۱۴۱، ۱۴۲، ۵۰۰، تحفہ الصغر ۶۵ تذکرہ الشعراء (دولت شاہ) فقط در حواشی صفحات ۱۱، ۲۷، ۴۷، ۶۰، ۶۲، ۶۴، ۷۳، تذکرہ سرخوش [کلمات الشعرا] ۵۴۱ح، ۵۴۷ح، تفسیر فیضی ۱۹۵ تغلقنامۂ امیر خسرو ۵۲۶ح تمرنامۂ (ہاتفی) ۱۰۴، ۱۰۶ ببعد، تورات ۲۱۴ توزک جہانگیری (فقط در حواشی صفحات) ۲۲۵، ۲۲۹، ۳۲۳، ۳۳۶،	۴۴۱، ۴۴۴، ۴۶۱، ۴۶۴، ۴۷۸، ۴۷۹، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۲۷، ۵۲۸، ایضاً ترجمہ توزک بانگلسی از راجرز و بیورج (فقط در حواشی صفحات) ۳۴۶، ۳۸۸، ۴۲۶، ۴۶۱، ۴۶۴، ۵۰۹، ۵۶۱، ۵۶۵، ۵۷۶، تیمور نامہ ساک بہ تمرنامۂ ہاتفی ——— جغتدر نامہ ۱۲۶ح جواہر الاسرار (آذری) ۶۲ ——— حدیقۂ (سنائی) ۱۱۱ حیات الشعراء ۴۰۹ح، ——— خردنامۂ اسکندری ۹۶ح، ۹۷ح، ساک بہ سکندر

Marfat.com

نامۂ بحری
خزانۂ عامرہ (فقط درحواشی صفحات) ۱۹۷، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۸، ۲۴۰ ببعد، ۲۵۲، ۲۶۰ ببعد، ۲۹۰ — ۲۹۲، ۳۰۲، ۳۱۴، ۳۲۱، ۳۶۲، ۳۶۶، ببعد، ۳۶۹، ۳۷۶، ۳۸۰، ۳۸۶ ببعد، ۴۰۹، ۴۵۰، ۵۳۱، ۵۳۵ — ۵۳۷، ۵۴۰، ۵۶۱،
خسرو شیرین حمید خصالی ۵۵۲
خسرو شیرین قاسمی ۱۴۳
خسرو شیرین مشرقی ۴۰۳ح
خسرو شیرین نظامی ۱۰، ۱۳۴، ۱۵۴، ۲۰۲، ۲۳۵، ۲۶۲، ۳۸۱، ۳۸۴، ۵۲۶، ۵۴۹، ۵۵۲، ۵۵۵،

خسرو شیرین هاتفی ۱۰۶
خلد برین (وحشی) ۱۵۴
خمسۂ نظامی ۱۰، ۱۱، ۵۹، ۷۲،
—
داستان مغول (منوچی) ۴۶۱ح،
دستور الفصحا ۵۰۷، ۵۰۹،
دیوان اسد ۵۵۵
— اهلی شیرازی ۲۶۱،
— حکیم پرتوی ۱۱۲،
— ″ ثنائی ۱۶۶
— حافظ ۷۴ح، ۸۲ح
— ۹۲ح، ۸۳
— حیاتی گیلانی ۵۳۷
— خسرو ۶۲
— خواجو ۷۳
— دوستی سمرقندی ۴۳۲
— ذکی همدانی ۳۹۶
— رامی ۵۷۴
— سنجر ۲۵۲ ببعد

دیوان شاپور ۳۸۱ح، ۳۸۴ح
— شرف ۱۳۳، ۱۳۴ح، ۱۳۵ح،
— شفائی ۳۷۵
— شکیبی ۲۳۴
— طالب آملی مازندرانی ۳۸۵ح - ۳۸۷ح
— عرفی ۱۷۵
— عراقی (دیباچه) ۲۹
— غیاثا ۲۱۷
— فصیحی ۳۹۳، ۳۹۴ح، — ۳۹۶ح،
— فغانی ۳۶۲، ۳۸۰ح،
— فغفور ۳۳۶
— فیضی ۱۹۵ نیز رک به کلیات فیضی
— قدسی
— محمد صوفی ۳۴۷
— مرشد ۲۲۸ ح ۴۰۸ح تا ۴۱۰ح،

Marfat.com

دیوان رشانی، مسیح کاشی
۳۶۸
— مشرقی ۴۰۲ تا
۴۰۶
— ملک قمی ۲۶۰
— نظامی ۱۱ ح
— نظیری ۵۲۶، ۵۳۳
— نوعی ۲۰۲
— وحشی ۱۵۲، ۱۵۴
وقاری ۲۲۸
—
رسالہ نافع در حساب اصابع
۳۳۲ ح،
روضۃ الاصحاب ۳۹۰
روضۃ الانوار ۷۲
—
سبحہ (جامی) ۹۵
سرو آزاد (فقط در حواشی
صفحات) ۱۹۷، ۲۲۹،
۲۵۰، ۲۵۲، ۲۵۹،
۲۶۱، ۲۶۸، ۳۲۲-
۳۲۴، ۳۳۲، ۳۳۶،
۳۶۱، ۳۶۲، ۳۷۶،
۳۸۱، ۳۸۶، ۳۸۸
ببعد، ۳۹۲ ببعد،
۴۰۲ ببعد، ۴۰۸،
۴۱۰ تا ۴۱۴، ۵۳۱،
۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۶،
۵۶۱،
سکندرنامہ بحری (خردنامۂ
اسکندری) ۱۶ ح،
۹۶ ح، ۹۷ ح،
سکندرنامہ (نظامی) ۱۶۶
سکندرنامہ (خسرو) ۶۶
= آئینہ سکندری
سکندرنامہ (نظامی) ۹، ۱۰،
۱۲، ۱۶ ح،
سلسلۃ الذہب ۹۵
سلیمان و بلقیس (حیاتی گیلانی)
۵۳۶
سوز و گداز نوعی ۲۰۲
سیر العارفین ۲۷ ح،
۲۹ ح،
—
شاہنامہ ۱۴۲، ۴۲۱،
۵۲۲ ح،
شرح فصوص (جامی) ۹۵،
شرح قافیہ (مشہور بہ
شرح ملا) ۹۵
شہنشاہ نامہ قاسمی ۱۴۲،
۱۴۴،
—
ظفرنامہ شاہجہانی ۵۴۰ ح،
—
عالم آرای عباسی (فقط
در حواشی صفحات) ۲۴۹،
۲۶۸، ۳۲۳، ۳۷۶،
۳۸۴، ۳۸۹، ۳۹۳،
۴۵۸، ۴۵۹، ۵۶۷،
عشرت آباد (= ساقی نامۂ
ثنکیبی) ۲۴۳
—
غرۃ الکمال ۶۱، ۶۵،

Marfat.com

غیاث اللغات ۲۲۴ح،

فتوحات شاہی (ہاتفی) ۱۰۵

فتوحات عادلشاہی ۴۴۴ح

فتوحات مکّی ۳۶، ۳۵۸

فرہاد و شیرین (چشتی) ۱۵۴

فصوص ۳۶ ببعد

فہرست (مخطوطات فارسی در کتابخانہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال) ۲۶۰ح،

فہرست (مخطوطات فارسی در کتابخانہ) بادلی یا فہرست اینہ (فقط در حواشی صفحات)

۲۰۲، ۲۲۵، ۲۵۲،
۲۶۱، ۲۶۸، ۲۶۹،
۳۲۲، ۳۳۱، ۳۳۲،
۳۸۲، ۳۸۹، ۴۰۲،
۴۱۳، ۴۲۰، ۴۲۷،
۴۹۱، ۵۲۵، ۵۲۷،
۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۶،
۵۳۷، ۵۴۰، ۵۴۳،

۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۹-
۵۵۲، ۵۵۴، ۵۵۶،
۵۶۲، ۵۶۷،

فہرست (مخطوطات فارسی در کتابخانہ) بانکی پور (فقط در حواشی صفحات) ۴۷،
۱۶۴ - ۱۶۶، ۲۶۷،
۲۶۹، ۳۴۵، ۳۴۶،
۳۵۹، ۳۶۸ ببعد، ۳۷۵،
۳۸۰ - ۳۸۲، ۳۸۴،
۳۸۸ ببعد، ۳۹۲ ببعد،
۵۴۰،

فہرست پرش ۴۰۸ح

فہرست (مخطوطات فارسی در کتابخانہ) دیوان ہند
۲۶۰ح، ۳۲۲ح،
۳۶۸ح،

فہرست ریو (فقط در حواشی صفحات) ۹، ۲۲۹،
۲۵۲، ۲۶۱، ۳۲۲ -
۳۲۴۰، ۳۳۶، ۳۹۱،

بیعد، ۳۶۸ ببعد، ۳۷۹،
۳۸۲ —، ۳۸۴، ۳۸۸،
۴۰۲ ببعد، ۵۰۷، ۵۴۰،
۵۵۴ - ۵۵۶، ۵۵۸،

فہرست سپرنگر (فقط در حواشی صفحات) ۱۶۴، ۱۶۵،
۱۸۹، ۲۳۸، ۲۴۵،
۲۵۲، ۲۵۹، ۲۶۹،
۳۳۱ - ۳۳۳، ۳۳۵،
۳۳۶، ۳۴۵، ۳۴۷،
۳۸۸، ۵۳۴، ۵۳۵،
۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۷ -
۵۵۰، ۵۵۴، ۵۶۱،
۵۶۲،

قرآن مجید ۴۲ح، ۴۳ح
۴۷ح، ۱۶۴ح،

قصیدۂ نان و خیار عرفی ۱۸۰ح،

کارنامۂ قاسمی ۱۴۳

کلمات الشعراء رک بہ تذکرہ

Marfat.com

سرخوش
کلیات انوری ۴ح
—— شاپور ۳۸۱ ح
—— شفائی ۳۷۵ح
—— فیضی ۱۹۵ ح ـ
۲۰۰ح،
—— ملک قمی ۲۶۰ح
—— نظیری ۵۲۶ح،
۵۲۷ح، ۵۲۹ ح
ببعد، ۵۳۲ح ببعد
—— وحشی ۱۵۴
——
[تاریخ] گزیدہ ۲۷ ح
——
لمعات ۲۷، ۳۶، ۳۷،
لوائح جامی ۹۵
لیلا رسمی ۱۴۳
۱۰
/

۲۲۵، ۲۲۸، ۲۲۹،
۳۳۳، ۳۸۶ ببعد،
۴۰۸، ۴۳۹ — ۴۴۱،
۴۴۴، ۴۶۱، ۴۷۸،
۵۰۳، ۵۰۵، ۵۰۹،
۵۳۱،
ماثر رحیمی ۲۴۹ح، ۲۵۰ح،
۲۵۲ح،
مثنوی شکیبی ۲۳۴
مثنوی مولوی معنوی ۱۷۹،
۵۶۰، ۵۷۶،
مثنویات شفائی ۳۷۵ح
—— ملک قمی ۲۶۰
مجمع الفصحا (فقط در حواشی
صفحات) ۱۶۵، ۲۲۵،
۲۲۸، ۳۴۵، ۳۴۶،
۳۵۱، ۳۶۷، ۳۷۵ ببعد،
۳۷۹، ۳۸۰ — ۳۸۲،
۳۹۲ ببعد، ۴۱۰، ۴۱۳،
۵۰۰،
مجلّہ نورس (اورنگ آباد)

راگ بہ نورس
مجموعۂ خیال مسیح ثانی ۱۸۷،
۱۸۸ح، ۳۶۲
مخزن اخبار ۱۰، ۲۸، ۶۰،
۶۲، ۶۳، ۷۳، ۱۰۳،
۱۱۱، ۱۲۷، ۲۶۸،
مخزن اسرار نظامی ۱۰، ۱۱ح،
۷۲، ۱۵۴، ۲۶۰، ۵۵۵،
مخزن الغرایب (فقط در حواشی
صفحات) ۱۵۴، ۲۵۰،
۲۵۲، ۲۶۰، ۳۲۲ —
۳۲۵، ۳۳۵، ۳۳۶،
۳۷۶، ۳۸۱، ۳۸۷،
۳۹۲، ۴۰۸، ۴۱۲، ۴۲۰،
۴۴۳، ۴۵۰، ۴۹۱،
۵۲۵، ۵۳۱، ۵۳۷،
۵۳۹ — ۵۴۳، ۵۴۶،
۵۴۸، ۵۵۰، ۵۵۲ —
۵۵۴، ۵۵۶، ۵۶۱،
۵۶۲، ۵۷۲،
مرآۃ آفتاب نما (فقط در حواشی

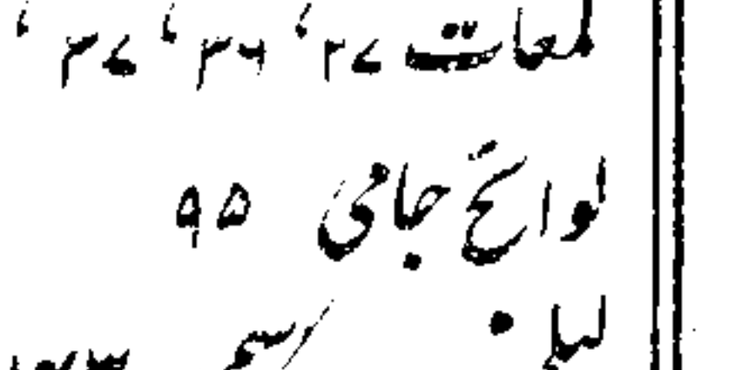

Marfat.com

صفحات) ۳۸۹، ۳۹۲،
۵۲۷، ۵۴۰، ۵۴۶،
۵۴۷،

مرآۃ الخیال (فقط در حواشی
صفحات) ۲۷، ۳۲، ۴۷،
۳۳۱، ۵۳۹، ۵۴۰،

مرشد کامل ۴۶۹
مناظرہ ترک و گیلک ۱۲۶ح،
منبع الانہار نورس نامہ ۲۶۰ح
(= ۲۶۸ح)
منتخب الاشعار مبتلا (فقط در
حواشی صفحات) ۳۲۲ ببعد،
۳۴۶، ۳۶۱ ببعد، ۳۷۶،
۳۷۹، ۴۰۲ ببعد، ۴۰۸،
۴۱۵، ۴۵۰، ۵۳۲،
۵۵۴، ۵۵۶، ۵۶۱،
۵۶۷،

منتخب التواریخ بدایونی (فقط
در حواشی صفحات) ۱۶۶،
۱۶۸، ۱۶۹، ۲۳۵، ۲۴۹،
۲۶۱، ۵۲۵، ۵۳۶،

۵۳۷،
میخانہ ۱، ۵، ۶، ۱۲،
۶۳، ۷۴ح، ۸۴ح،
۹۶، ۱۰۶، ۱۱۱، ۱۴۱ح،
۱۴۴، ۱۵۴، ۱۷۹،
۱۸۷، ۲۰۲ح، ۲۳۴،
۲۵۲ح، ۳۴۴،
۳۴۷، ۳۵۹ح،
۳۶۷ح، ۳۸۰ح،
۳۸۵ح، ۳۹۳،
۴۰۲ح ببعد، ۴۴۱،
۴۳۹، ۴۴۵ح،
۴۶۰ح، ۴۶۳ ببعد،
۴۹۱ح، ۴۹۸، ۵۰۱،
۵۰۸، ۵۱۰، ۵۲۵،
۵۳۹ح، ۵۴۳ح،
۵۵۲ح، ۵۵۴ح،
۵۵۷ح، ۵۷۲ح،
۵۷۹،

ناظر و منظور وحشی ۱۵۴ح،
نفائس المآثر (فقط در حواشی
صفحات) ۱۲۹، ۱۲۸،
۱۳۴ - ۱۳۹، ۱۶۶،
۱۶۸، ۱۶۹، ۵۰۰،
نفحات (فقط در حواشی صفحات)
۲۹، ۳۲، ۳۷، ۴۳، ۴۵،
۶۳، ۶۴، ۶۵،
نقد نصوص (جامی) ۹۵
نگارنامہ ۴۳ (= تتمہ بکارنامہ)
نوادر الحکایات (= بحر النوادر)
۵۰۷
نورس (۱) کتاب ۲۶۰ح،
(۲) مجملہ اوزبکنامہ
۲۶۸ح،
نورس نامہ ۲۶۸
نور نامہ ۱۳۴

واسطۃ الحیات ۶۵
واقعات کشمیر ۴۹۱ح،
۵۴۲، ۵۴۳ح،

Marfat.com

ویس و رامین ۱۱ ببعد، ۱۶

—

هفت آسمان (فقط در حواشی صفحات) ۲۵۲، ۲۶۰، ۲۶۱، ۳۷۶، ۵۴۰

هفت اقلیم (فقط در حواشی صفحات) ۱۹۰، ۲۳۵

ببعد، ۲۳۸ - ۲۴۵، ۲۶۲، ۳۳۱، ۳۷۶، ۳۸۰ ببعد، ۳۸۹، ۴۲۰، ۴۵۷، ۴۷۷، ۴۹۱، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۴۸، ۵۵۰، ۵۵۴-۵۵۶،

هفت پیکر ۱۰، ۱۰۶

هفت منظر (هاتفی) ۱۰۶

همای و همایون ۲، ۴، ۷ ببعد

—

یوسف زلیخا (جامی)، ۹۵

—

ختم شد

M.A.L.

Marfat.com

حواشی

صفحہ ۳ س ۱۱ : یحیی معاذ معاذ انکے والد کا نام ہے۔ ہفت اقلیم میں یحیی کا ترجمہ بذیل ری دیا ہے۔ یہ حدیث میں یگانۂ روزگار تھے۔ چنانچہ رَوسآرَی و ہمدان و خراسان نے ان سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ ۲۵۸ھ میں فوت ہوئے۔ صاحب کشف المحجوب نے کہا ہے: من کلام او را سخت دوست میدارم کہ اندر طبع رقیق و اندر اصل دقیق و اندر سمع لذیذ و اندر عبارت مفید است'

صفحہ ۴ س ۶ : ہاک بہ صہ ۵۷۵ س ۱۶ ' ——— س ۱۷ : کلیات نظم انوری (لکھنؤ ۱۸۸۰ء) صہ ۴۰۱ : گفتش (مثل متن) ——— س ۱۷ : کلیات : لبہ (بجای لبہم) ——— بین ساغری کن (بجای ہان ساغری ہان)

صفحہ ۹

۱۔ نظامی

س ۱۵ : **فراہان** ہفت اقلیم میں ہے : فراہان ولایتی آبادانست و در زمان سابق از منسوبات قم بود ——— س ۱۸ : ہفت اقلیم میں (بذیل شیخ نظامی ہے) : والد وی از قم بودہ چنانچہ در اقبال نامہ اظہاری بدان کردہ می آورد قطعہ

نظامی ز گنجینہ گنجشای بند ——— گرفتاری گنجہ تا چند چند

چو در گرچہ در بحر گنجہ گم ——— ولی از قفستان شہر قسم

(نیز دیکھو آتشکدہ صہ ۲۲۷) ' پہلا شعر خردنامۂ اسکندری (کلکتہ ۱۸۶۹ء) صہ ۳ میں ہے۔ دوسرا شعر مطبوعہ نسخوں میں نہیں ملا۔ گو ولو حقہ سکندر نامہ کے دیکھے گئے نیز دیکھو ہفت اقلیم حاشیہ صہ ۲۶۰

صفحہ ۱۰

س ۱ : در ایام سلطنت آل بویہ . . . در آمد ' مؤلف نے نظامی کے بارے میں

Marfat.com

غیر معمولی غلطیاں کی ہیں - ریو نے نظامی کی لیلیٰ و مجنون کے ایک شعر سے استدلال کرتے ہوئے نظامی کی تاریخ پیدائش ۵۳۵ھ قرار دی ہے - (دیکھو فہرست ریو صفحہ ۵۶۴) اس حساب سے ناممکن ہے کہ شیخ کا والد ۴۰۰ھ میں گنجہ میں آبسا ہو کیونکہ وہ اسوقت تک ابھی وجود میں بھی نہ آیا ہوگا - اسی طرح غالباً یہ بھی درست نہیں کہ شیخ کا والد آل بویہ کے زمانے میں گنجہ میں منتقل ہوا اسلئے کہ اس خاندان کی حکومت ۴۴۸ھ کے بعد ایران میں نہ رہی - (دیکھو لین پول صفحہ ۱۴۱) ——— س ۴ : اسمہ **شیخ یوسف** الخ شیخ کا لقب اکثر اصحاب تذکرہ نے نظام الدین اور کنیت ابو محمد دی ہے - مگر میرے علم میں صرف حاجی خلیفہ نے لقب جمال الدین اور صرف ابو طالب تبریزی نے کنیت ابو احمد دی ہے (فہرست بادلی عمود ۳۱۱ نمبر ۲۷۶) شیخ کے نام میں بھی اختلاف ہے - حاجی خلیفہ نے میخانہ کی طرح انکا نام یوسف بن مؤید بتایا ہے (ہفت آسمان صفحہ ۲۵) آذر (آتشکدہ صفحہ ۲۲۷) نے الیاس یوسف بن مؤید صاحب خلاصۃ الکلام (فہرست بادلی عمود ۳۰۱) نے احمد بن یوسف بن مؤید، ریو نے لیلیٰ مجنوں کے ایک شعر کی بنا پر ان کا نام الیاس اختیار کیا ہے ——— س ۶ : **باستعداد صحبت حضرت** شیخ جمال موصلی الخ مگر ہفت آسمان میں بحوالہ دولت شاہی و آتشکدہ لکھا ہے : و شیخ از مریدان اخی فرج زنجانی ..... بوده ——— س ۱۵ : **بہرام شاہ** فخر الدین بہرام شاہ بن داؤد شاہ جسے بادشاہ ارمن و روم کہا گیا ہے - مشہور سلجوقی امیر منگوچک غازی کا پوتا تھا - ارزنجان کی حکومت ابا عن جدٍ ان کے سپرد تھی - قلیچ ارسلان ثانی روم کے سلجوقی سلطان کا یہ داماد اور محکوم تھا (دیکھو ریو صفحہ ۵۶۵ اور لین پول صفحہ ۱۵۵) ——— س ۱۶ : لیلیٰ - مجنوں جس شروانشاہ کے نام لکھی گئی اسکا پورا نام ریو (صفحہ ۵۶۷) نے یوں دیا ہے :- جلال دولت و دین ابو المظفر اخستان بن منوچہر - اور کہا ہے کہ بظاہر اسکا اصلی نام اخستان تھا ——— س ۱۷ : **خسرو شیرین** ریو (صفحہ ۵۶۶) کہتا ہے کہ یہ مثنوی قزل ارسلان کے بڑے بھائی جہان پہلوان اتابک شمس الدین ابو جعفر محمد بن اتابک ایلدگز

Marfat.com

کے نام لکھی گئی۔ گو ان دونو کی تعریف (مع تعریف سلطان طغرل حاکم وقت) کتاب کے شروع میں ہے اور خاتمہ میں اتابک محمد کے فوت ہونے اور قزل ارسلان کے دربار میں جانے کا ذکر نظامی نے کیا ہے ——— ہفت پیکر، ریو (صفحہ ۵۶۷) نے اس خیال کی تردید کی ہے کہ ہفت پیکر (جو ۵۹۳ھ) کی تصنیف ہے۔ قزل ارسلان کے نام پر لکھی گئی جو ۵۸۷ میں فوت ہوا۔ وہ کہتا ہے کہ یہ کتاب علاء الدین کرپ ارسلان کے نام لکھی گئی جو آقسنقر کی اولاد سے تھا اور جسکی مدح شروع کتاب میں کی گئی ہے۔ گو اس نام کے بادشاہ کا کہیں پتہ نہیں چلتا ——— سکندر نامہ ... باسم شاہ طغرل الخ یہ نسبت بھی صحیح معلوم نہیں ہوتی۔ ...

بعد ——— س ۱۹: آنچہ در لطائف الخ ظاہراً مؤلف ...

لطائف الخ ... ما قائلیم کہ در هیچ گنج نظامی ... است کسی را ... مخدوم لوح بشریت ——— س ۴۰: و هرگه بعد ازان بزرگ دین ... ملا وحشی فضلہ برین میں کہتا ہے:

بانی مخزن کہ نہاد این اساس — مایہ او بود برون از قیاس ...
ہر کہ بہ همایگی او شتافت — غیرت شاہی جگرش را شگافت
شہریاری بود نیست کہ پہلوی شاہ — غیرت شاہان بر او آرد گناہ
من کہ در گنج طلب می زنم — گام در ... ادب می زنم

صفحہ ۱۱

س ۵: چوں سن شریفش ... خرامیدہ ... ہیں جو بظاہر نظامی کا معاصر تھا۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ نظامی ۶۱۳ برس کی عمر میں فوت ہوا۔ یعنی اگر حسب تصریح بالا شیخ کی پیدائش ۵۳۵ھ میں تھی تو وفات

Marfat.com

کی تاریخ ۵۹۸ھ یا ۵۹۹ھ ہوگی - تذکرہ نویسوں میں شیخ کی تاریخ وفات کے متعلق بہت اختلاف ہے اور ۵۷۶ھ سے ۶۰۶ھ تک مختلف تاریخیں تجویز ہوئی ہیں - لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ ۵۰۲ھ جو میخانہ میں دیا ہے قطعاً غلط ہے - البتہ ۶۰۲ھ ہوتا تو بعض اقوال کے مطابق تھا - (اس بارے میں مفصل بحث کے لئے دیکھو مفت آسمان صہ ۲۸ ببعد اور ریو صہ ۵۶۴ ببعد) ——— س ۶ : مدفن ایشان الخ آتشکدہ صہ ۲۲۷ پر ہے: وشیخ در گنجہ مدفون است و مزار کثیر الانوارش حال نیز محل زیارت اکابر و اعاظم می باشد ——— خاقانی وظہیری الخ خاقانی غالباً ۵۹۵ میں فوت ہوا (ریو صہ ۵۵۹) ظہیر ۵۹۸ میں (ریو صہ ۵۶۳) اثیر بقول تقی کاشی ۶۰۸ میں (ریو ۵۶۳) اور جمال الدین عبد الرزاق بقول تقی کاشی ۵۸۸ میں (سپرنگر صہ ۴۴۶) ان وفیات سے ظاہر ہے کہ صاحب میخانہ کا قول صحیح ہے کہ یہ سب نظامی کے معاصر تھے ——— س ۹ : میرزا دولت شاہ الخ ویس و رامین کے متعلق دولتشاہ کے تتبع میں (؟) آذر کو بھی مغالطہ ہوا (دیکھو آتشکدہ صہ ۲۲۷)

صفحہ ۱۲

س ۱۴ : یہ شعر باوجود تلاش کے سکندرنامہ میں نہیں ملا -

صفحہ ۱۴

س ۳ : بفخر اندر دو مستی شد پدیدار ماخوذ ہے مشہور عربی شعر سے : ؎

لی سکرتان و للندمان واحدۃ شئ خصصت بہ من بینہم وحدی

(رسالہ قشیریہ طبع مصر ۱۳۱۹ھ صہ ۱۷۱)

صفحہ ۲۷

۲- عراقی

س ۲ : بتخانہ میں عراقی کا نام فخر الدین بن شہریار ہے (فہرست بادلی عمود ۱۹۹) اور یہی نام ریو

Marfat.com

(ص۵۹۳) نے اختیار کیا ہے ——— س ۵ : شیخ محی الدین عربی خلاصۃ الاشعار تقی کاشی کا جو نسخہ میرے سامنے ہے اسمیں بھی (ص۲۴۱ پر) شیخ محی الدین اعرابی لکھا ہے وکذا ایضاً در مجالس العشاق نسخہ موزۂ برطانیہ (ریو ص۳۵۲) ۔ س ۶ : لمعات یہ رسالہ بظاہر ابتک طبع نہیں ہوا ۔ جامی نے ۸۸۶ھ میں 'اشعۃ اللمعات' کے نام سے اسکی شرح لکھی ہے ۔

ص ۲۸ ۔ س ۱۹ : شہاب الدین زکریا آ میں اسی طرح لکھا ہے مگر یہ غلط ہے ۔ "بہاء الدین زکریا" پڑھو ۔

ص ۳۰ ۔ س ۱۴ : ریو (ص۵۹۴) نے لکھا ہے کہ عراقی نے ۱۸ برس کی عمر میں ہمدان چھوڑا یہ بیان میخانہ سے فی الجملہ مطابقت رکھتا ہے ۔

ص ۳۲ ۔ س ۱۶ : و چون شیخ را وقت الخ شیخ بہاء الدین کا سن وفات ۶۶۶ یا ۶۶۱ ہے (ریو ص۵۹۴)

ص ۳۶ ۔ س ۳ : شیخ صدر الدین قونیوی ۶۷۲ھ میں فوت ہوئے (ریو ص۵۹۴)

صفحہ ۴۰

س ۱۵ : برفت و باز نیامد معین الدین پروانہ کی تاریخ وفات ریو نے ۶۷۷ھ / ۱۲۷۸ء دی ہے ——— س ۱۷ : خواجہ شمس الدین ' ہلاکو [۶۵۴ تا ۶۶۳] کے زمانہ سے ارغون کی تخت نشینی (یعنی ۶۹۳ھ) تک ایلخانیوں کے دیوانی معاملات خواجہ کے سپرد تھے ——— س ۱۹ : شمس الدین عبیدی غالباً انہی کو تاریخ گزیدہ (ص۸۰۶) پر شمس الدین عبدی تبریزی لکھا ہے ۔ اور کہا ہے : "تا عہد غازان خان [از ۶۹۴ تا ۷۰۳] در جیوۃ بود" شرح مطالع و متن اقلیدس و رسالۂ [illegible] از تصانیف اوست ' مگر حبیب السیر ج ۳ جزو ۱ ص۱۰۹ پر انکا نام شمس الدین عبیدی ہی لکھا ہے ——— مولانا ہمام الدین سے بظاہر ہمام الدین تبریزی المتوفی ۷۱۳ مراد ہے ۔ دیکھو دولت شاہ ص۲۱۸ ——— س ۲۰ ۔ امین الدین حاجی ملّہ کا حال

Marfat.com

معلوم نہیں ہو سکا۔ ممکن ہے کہ یہ وہی شخص ہوں جنکا نام حاجی خلیفہ نے (ص۳۵۳ و ص۵۲۱ پر) مولانا امین عیسی بن اسمٰعیل اقسرائی بن خسرو شاہ (المتوفی ۷۲۷) دیا ہے۔ اور جو نحو کی ایک کتاب اور منار کے شارح ہیں۔

ص ۴۱ س ۱۲: مولانا معین الدین بجائے اسکے مولانا امین الدین پڑھو۔

ص ۴۶ س ۲۰: ماشرا یہ سریانی لفظ ہے اور اس سے مراد وہ ورم دموی ہے جسکو انگریزی میں (Facial Erysipelas) کہتے ہیں۔ تفصیل اس کی مخزن الجواہر ص۴۷۹ پر دیکھو۔

صفحہ ۴۷

س ۱: وششصد وہشتاد وہشت سال الخ یہی سال نفحات میں دیا ہے اور اکثر تذکرہ نویسوں نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ البتہ تاریخ گزیدہ میں جو ۷۳۰ھ/۱۳۳۰ء کی تصنیف ہے۔ عراقی کا سن وفات ۶۸۶ دیا ہے۔ دولت شاہ نے اگرچہ ان کا سن وفات ۷۰۹ دیا ہے۔ مگر پرش نے لکھا ہے کہ دولت شاہ کی کتاب پر بجز ترجمہ کی تذکرہ مبنی ہے۔ اس میں وہی سن دیا ہے جو نفحات میں ہے۔ (دیکھو فہرست پرش بذیل سفینہ)

س ۹: در جبل صالحیہ دمشق پروفیسر براؤن نے گزیدہ کے جس حصے کا ترجمہ انگریزی میں کیا ہے۔ اسمیں (ص۴۰ پر) جبل صالحین لکھا ہے۔ لیکن بظاہر صحیح جبل صالحیہ ہی ہے۔ صالحیہ نواح دمشق کی ایک بستی کا نام ہے جو جبل قاسیون کے دامن میں ۶ھ سے پہلے آباد ہو چکی تھی[1]، یاقوت نے معجم البلدان (ج ۳ ص۳۶۳) میں لکھا ہے:

والصالحیۃ ایضاً قریۃ کبیرۃ ذات اسواق وجامع فی لحف جبل قاسیون من غوطۃ دمشق وفیہا قبور جماعۃ من الصالحین ویسکنہا ایضاً جماعۃ من الصلحین لآنکاد تخلو منہم واکثر اہلہا ناقلۃ البیت المقدس علی مذہب احمد بن حنبل، ڈاکٹر نکلسن نے تاریخ آداب عربیہ میں (ص۳۹۹ پر) بحوالہ فان کریمر لکھا ہے کہ شیخ ابن عربی کی قبر کو قطعہ من ریاض الجنۃ سمجھا اور اسے الکبریت الاحمر

[1] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ۱ ص۹۰۰ سطر سابق آخر و مجلہ ایسویہ فرانس سلسلہ ۹ ج ۴ ص۴۷۳ ببعد،

Marfat.com

کا نام دیا جاتا تھا - اب یہ قبر ایک مسجد میں ہے جسے محی الدین کہتے ہیں - قبر پر قبہ بھی ہے

صـ۵۳ س ۱۳ : **کی خانۂ من الخ** گویا اسی بیت کا مطلب اسیری نے یوں واضح کیا ہے :-

گرچہ این خور بر ہمہ یکساں بتافت — لیک ہر یک در خورِ خود نور یافت
در درونِ خانہ نور آفتاب — ہم بقدر روزنہ افگند تاب
روزن از ہر سو کشا این خانہ را — تا شود این خانۂ پر نور و ضیا
سقف و دیوارش اگر سازی خراب — پُر شود خانہ ز نورِ آفتاب
چون حجاب نورِ حق دیوار ماست — نیست کن خود را کہ این ہستی خطاست
گر تو ذوقِ نیستی دریافتی — در فنا دو اسپہ خوش بشتافتی

(اسرار الشہود طبع لاہور ۱۸۹۴ء)

۳- خسرو

صـ۵۹ س ۸ : **و خمسہ حضرت شیخ را الخ** میرزا علاء الدولہ نے حضرت ملا جامی کی یہ عبارت نقل کر کے لکھا ہے : نزد عقل چنین می نماید الخ (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۹ پر)

س ۱۰ : **صرافان کانی** : جواہر کے پرکھنے والا بھی صراف یا صیرفی کہلاتا ہے - لیلیٰ مجنون فضولی (ترکی) میں ہے :

دہقان حدیقۂ حکایت — صراف جواہر روایت (ضمیمہ فہرست ریو صفحہ ۱۰۱) نیز دیکھو میخانہ صفحہ ۵۶ س ۱۰

س ۱۲ : **چنانچہ در یکی از رسائل الخ** نفائس میں ہے : در بعض مصنفات خود نوشتہ کہ اشعار من از پانصد ہزار کمتر است و از چہار صد ہزار زیادہ است ' یہی مضمون ہفت اقلیم میں ہے : آذر نے کہا ہے کہ اُس نے تقریباً ایک لاکھ شعر انکا دیکھا ہے (آتشکدہ صفحہ ۲۳۶)

صـ۶۰ س ۱۴ : **از مردم ہزارہ لاچین الخ** اسی طرح صاحب نفائس الماثر نے لاچین کو قبیلہ کا نام بتایا ہے - مگر ہفت اقلیم میں امیر لاچین خسرو کے والد کا نام بتایا ہے - اور اسی کا تتبع ریو نے کیا ہے (دیکھو صفحہ ۱۴۲) ——— س ۲۰ : **تولد خسرو الخ** یہ قول اصحاب تذکرہ کے عام قول کے مخالف ہے - مثلاً نفائس الماثر

Marfat.com

یں ہے: وتولدش در ہند بودہ است' ہفت اقلیم میں ہے: و پدرش ..... بہند وارد شدہ و در پٹیالی متاہل گردیدہ' امیر خسرو با دو پسر دیگر در انجا بوجوہ آمدہ (خزانہ ۲۰۹ پر بھی پٹیالی کو امیر کا مولد بتایا ہے۔ اور سپرنگر نے صہ ۴۶۴ پر اسی قول کو اختیار کیا ہے[1]) امیر خسرو ۶۵۱ھ میں پیدا ہوئے (ریو صہ ۲۴۱)

صفحہ ۶۱

س ۵: بشرف خدمت سلطان محمد تغلق شاہ الخ یہ وہ غلطی ہے جسمیں دولت شاہ نے اپنے متبعین کو ڈالا ہے (مثلاً دیکھو آتشکدہ صہ ۳۳۶) میرزا علاء الدولہ[2] نے خسرو کے متعلق اسکے متعدد غلط بیانات نقل کرکے کہا ہے: مجموع تحقیق ناکردہ قلمی فرمودہ مطابق واقع نمی نماید بر آنکہ در سالیکہ میر خسرو از عالم رفتہ سلطان محمد بادشاہ شدہ است بعد از بیست سال در سنہ خمس و اربعین وسبعمائہ رحلت نمودہ پس اعتبار پدرش .... در ایام سلطنت او خلاف باشد چنانچہ از تاریخ فیروز شاہی کہ مصنف آن مصاحب میر خسرو بودہ و احوال میر را در تاریخ مذکور نوشتہ معلوم می شود (لیکن میرزا کو سلطان محمد تغلق کا سن وفات ۷۵۲ دینا چاہیئے تھا نہ کہ ۷۲۵' دیکھو لین پول صہ ۲۹۹) ——— س ۸: بعد از مدتی الخ سپرنگر (صہ ۴۶۵) نے لکھا ہے کہ خسرو کی عمر ۹ برس کی تھی جب امیر سیف الدین فوت ہوا ——— س ۱۲: در اول جوانی الخ تحفۃ الصغر کے دیباچہ میں خسرو نے خود بیان کیا ہے کہ خواجہ عزالدین نے بچپن میں اسکو سلطانی تخلص عنایت کیا ——— س ۱۴: اعزالدین' سپرنگر نے (صہ ۴۶۵ پر) انکا نام عزالدین علی شاہ دیا ہے۔ ——— س ۲۰: محمد جون نصرت الدین سلطان محمد قاآن جسے عموماً خان شہید کہتے ہیں مراد ہے جو سلطان غیاث الدین بلبن کا بڑا بیٹا تھا مگر مؤلف نے بظاہر اس کے نام کو ملک فخرالدین محمد جونہ الغ خان کے نام کے ساتھ ملتبس کر دیا۔ جو بعد میں سلطان محمد بن تغلق شاہ کے نام سے تخت نشین ہوا (دیکھو حاشیہ س ۵ پر) سلطان محمد بن بلبن ۶۷۰

[1] مگر جگہ کا نام 'پٹیالہ (مومن آباد)' دیا ہے۔ [2] صاحب نفایس المآثر

Marfat.com

سے ۶۸۳ تک حاکم ملتان رہا اور ۶۸۳ میں مغلوں کے ساتھ لڑتا ہوا شہید ہوا خسرو پانچ برس[1] تک اس کے دربار میں رہا بقول سپرنگر (صفحہ ۴۶۶) وہ سلطان محمد کا مصنف دار اور خواجہ حسن دہلوی اسکا دوات دار تھا۔ خان کی شہادت کے بعد خسرو مغلوں کی قید میں رہا اور بقول امین رازی دو برس کے بعد خلاصی پاکر خراسان سے سلطان بلبن کی خدمت میں حاضر ہوا۔

صفحہ ۶۲

س ۱۵ : و درانجا اظہار این معنی نمود الخ یہ بیان مطابق ہے ضیاء برنی کے قول کے۔ دیکھو تاریخ فیروز شاہی صفحہ ۶۸ ——— س ۱۸ : شیخ آذری انکا حال تقی کاشی نے خلاصۃ الاشعار میں مفصل دیا ہے اسکا خلاصہ درج ذیل ہے:

شیخ برہان الدین حمزہ بن علی [بن] ملک الطوسی البیہقی مشاہیر عرفا و اجلہ محققین سے ہیں۔ اور انواع سخنوری میں ماہر، قناعت اور شیوۂ تجرد کے ساتھ مخصوص تھے اور علوم ظاہر و باطن کے حاصل کرنے میں بہت محنت کش، اکثر اکابر و مشائخ کی خدمت میں پہنچے اور اپنے زمانہ میں علم اور زہد و ورع اور ہمت میں بے نظیر تھے۔ محققین انکو شیخ سعدی ثانی کہتے ہیں۔ انکا والد سربداران سبزوار سے تھا اور نسب انکا صاحب الدعوۃ احمد بن محمد الزمجی الہاشمی المروزی تک پہنچتا ہے۔ انکے آبا و اجداد اسفزار میں بزرگ اور صاحب اختیار تھے[2]۔ اوایل جوانی میں شیخ آذری کی رسائی سلطان شاہرخ کی مجلس میں ہوئی۔ اور اسکی مدح میں کئی پسندیدہ قصیدے انھوں نے کہے۔ پادشاہ نے انکو ملک الشعرائی کا منصب دیا[3]۔ اسکی وفات کے بعد انھوں نے شیوۂ فقر و [illegible]

---

[1] دیکھو ریو صفحہ ۴۴۱ مگر نفائس میں ہے: و در اوایل حال در ملتان سہ سال در ملازمت سلطان محمد بوده

[2] ریو (صفحہ ۴۴۳) نے لکھا ہے کہ آذری مرو میں پیدا ہوئے تھے اور انکا والد حاکم اسفزار تھا

[3] مگر بقول ریو منصب دینے کا وعدہ کیا

Marfat.com

اختیار کیا اور شیخ محی الدین حسین رافعی کے مرید ہوئے اور پانچ سال تک کتب احادیث و تفسیر ان کے سامنے پڑھیں اور ان کے ساتھ حج کیا - جب ان کے مرشد نے حلب میں وفات پائی تو ان کے اشارے سے شیخ آذری سید نعمت اللہ کی خدمت میں پہنچکر مشغول مجاہدہ ہوئے اور ان سے اجازت ارشاد اور سند خرقہ لی ' اور دوبارہ حجاز کو پیادہ پا متوجہ ہوئے اور کہتے ہیں کہ رجال اللہ سے ملے اور دو سال بیت الحرام میں مجاور رہے اور وہیں کتاب سعی الصفا مناسک حج میں لکھی - پھر ہندوستان گئے اور مدتوں وہاں کی سیر کی اور بہت سے مشائخ سے ملے - بہت سے سلاطین ہند ان کے معتقد ہوئے - ہندوستان سے واپس ہوئے تو اسفراین میں گوشہ نشین ہو کر تینتیس برس تک مشغول طاعت رہے اور قناعت سے وقت گذارا -

کلیات آذری کہ حقایق و معارف سے لبریز ہے - قریباً تیس ہزار بیت پر مشتمل ہے اور غزلیاتِ عاشقانہ عارفانہ اور قصاید توحید و نعت و منقبت و مدح سلاطین سے پُر ہے - ایک مثنوی عجائب الدنیا[1] بھی انہوں نے لکھی ہے اور چند رسالے نظم و نثر کے مثلاً جواہر الاسرار - طغرای ہمایون وغیرہ - آخر[2] ۸۸ سال کی عمر پاکر ۸۶۶ میں اسفراین میں فوت ہوئے - انکی قبر جس بقعہ میں ہے وہ انہوں نے اپنی زندگی میں بنایا اور بہت سا مال و اسباب اسپر وقف کیا - تقی کاشی لکھتا ہے :-

قبل ازین بر سر روضہ شیخ رونق درس و افادہ و فرش و روشنائی مرتب بودہ و سلاطین و حکام را بمرقد وی التجا و اعتقادی عظیم بودہ و حکام شفقت و احسان دربارۂ مجاوران بقعہ بتقدیم می رسانیدہ اند و الیوم چندان رونقی ندارد ' خواجہ افضل الدین اوحد مستوفی سنے ان کی تاریخ وفات لفظ خسرو سے نکالی '

[1] پطرسبرگ کی فہرست میں اسکا نام غرایب الدنیا دیا ہے (ریو) [2] ریو کہتا ہے کہ انہوں نے ۸۲ سال کی عمر پائی ٭

Marfat.com

صفحہ ۶۳

س ۹ : در اوّل جوانی الخ بظاہر قریباً محال معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ بوستان میں جو ۶۵۵ھ میں تصنیف ہوئی ۔ سعدیؒ نے اپنی نسبت کہا ہے ؎

بیا اے کہ عمرت بہ ہفتاد رفت مگر خفتہ بودی کہ بر باد رفت

اور خسرو ۶۵۱ میں پیدا ہوئے ——— س ۱۰ : **فوت مبارک شاہ الخ** مبارک شاہ ۷۲۰ھ میں فوت ہوا ۔ (لین پول صـ۲۹۹) جن سلاطین کی خدمت میں امیر خسرو کو رہنے کا اتفاق ہوا ان کی فہرست دیکھو خزانہ صـ۲۱۰ اور ریو صـ۲۴۱ پر ہفت اقلیم میں ہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق لکھنوتی کی طرف گیا تو امیر خسرو کو ساتھ لے گیا ۔ واپسی پر امیر نے سنا کہ شیخ نے عالم بقا کی راہ لی ۔ اور منہ سیاہ اور پیراہن چاک کر کے مزار شیخ پر نوحہ اور زاری کی اور ۶ ماہ بعد وفات پائی ——— س ۲۰ : کہ در روز حشر ..... نرنجم ' بظاہر یہ تمام مضمون نفائس سے خفیف تغیرات کے ساتھ لیا گیا ہے ' امین رازی لکھتا ہے : و ہر شفقتی کہ شیخ با میر خسرو نمودہ میر آن را جمع کردہ کتابی ساختہ و این عبارت دران نسخہ درج گردانیدہ کہ : روزی بمن عنایت نمودہ فرمودند کہ از ہمہ تنگ آمدہ ام و از تو تنگ نیستم ' و ہم دران کتاب آوردہ کہ : روزی آنجناب بر زبان گذرانید کہ امشب از عالم غیب ندا آمد کہ خسرو نام درویشان نیست کہ محمد کاسہ لیس او را خواہند می باید کہ ازین نام امیدی داری کہ در ضمن این خطاب نعمت ہاست ' و نیز آوردہ کہ : آنحضرت بندہ را ترک اللہ خطاب دادہ اند ' و این رباعی شیخ راست در حق میر خسرو رُباعی خسرو کہ بنظم الخ (مثل متن میخانہ) ——— نیست حاجت الخ کی بجائے ہفت آسمان میں (صـ۶۷ پر) ہے : شیخ من بس مہربان

صفحہ ۶۴

س ۱۳ : و او بچند واسطہ الخ میرزا علاء الدولہ کے نظم کردہ شجرے سے جو اسنے امیر خسرو کے ترجمہ میں دیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ فرید اور خواجہ معین الدین

Marfat.com

کے درمیان فقط ایک واسطہ ہے یعنی قطب عالم بختیار کاکی رح کا ـــــ س ۱۵: افضل الفضلا . . . ظاہر است ' بظاہر یہ قصہ نہ سپہر کے ایک شعر پر مبنی ہے یعنی ؎

من از وی لعاب[1] مان یافتم کزین گونہ آب دہان یافتم (ہفت اقلیم)

صفحہ ۶۵

س ۴ : تحفۃ الصغر . . . . . واوہ است ' ریو (ص ۶۰۹ بعد) نے ان دیوانوں کے دیباچوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ تحفۃ الصغر میں خسرو کا وہ کلام ہے جو ۱۵ سے ۱۹ سال کی عمر تک انہوں نے لکھا ' وسط الحیوۃ میں ۲۰ سے ۳۴ سال (یا ایک اور نسخے کے بموجب ۲۴ سے ۳۲ سال) تک کا اور غرۃ الکمال میں ۳۴ سے ۴۲ سال (یعنی ۶۸۵ سے ۶۹۳) تک کا کلام ہے ۔ بقیہ نقیہ (نہ کہ بقیۃ النقیہ جیسا کہ میخانہ میں ہے) میں تاریخ تصنیف درج نہیں ہے مگر ۷۱۵ کے ایک مرثیہ سے ظاہر ہے کہ خسرو کی وفات سے چند سال پہلے کا کلام اسمیں ہے ۔ برٹش میوزیم میں انکا ایک اور دیوان نہایت الکمال ہے جو انکے آخری سالوں کا کلام ہے ۔ مشہور ہے کہ امیر خسرو نے ۹۹ کتابیں تصنیف کیں ۔ اسکے متعلق دیکھو اقتباس سفینۂ خوشگو کا سپرنگر ص ۴۶۷ پر ' ـــــ س ۸ : خسرو را روزی الخ دیکھو حاشیہ ص ۶۳ س ۲۰ ' ـــــ س ۱۷ : تخت اقدام . . . . . یافتہ اند ' ہفت اقلیم میں ہے : و تاریخ او را خواجہ حسن چنین یافتہ نظم

میر خسرو خسروِ ملک سخن آن محیط فضل و دریای کمال
نظم او دلکش تر از مار معین نثر او صافی تر از آب زلال

---

[1] کذا ایضاً در ہفت اقلیم سپرنگر ص ۴۶۷ میں اس دیوان کا نام فرح وسط الحیوۃ دیا ہے

Marfat.com

از برای جستن تاریخ او چون نہادم سر بزانوی خیال
شد عدیم المثل یک تاریخ او دیگری شد طوطی شکر مقال

مگر نفایس المآثر میں ہے : در وقتی کہ مہدی خواجہ کہ از معتبرانِ زمان حضرت فردوس مکانی [بابر] بود و تعمیر مقبرۂ میر خسرو می نمود ملا شہاب معمائی تاریخ مذکور را گفتہ بر لوحِ مزارِ میر نوشتہ اند،

صفحہ ۱۷

۴۔ خواجوی کرمانی

س ۱۳ : نخلبند شعرا "در تزیین الفاظ و تحسین عبارات جہد بلیغ دارد لہذا وی را نخلبند شعرا می گویند" (بہارستان جامی) "او در اشعار خود ہمہ جا تلاش الفاظ غیر متعارف کردہ چنانچہ او را نخلبند شعرا گفتہ اند" (ہفت اقلیم) ——— س ۱۵ : پدرِ او الخ ہفت اقلیم میں ہے : خواجو از اکابر آن دیار بود، ——— س ۱۶ : و نام فرزند خود الخ مگر تقی کاشی (خلاصۃ الاشعار ص۱۸) نے اسکو کمال الدین ابو العطا محمد بن علی بن محمود مرشدی لکھا ہے۔ اور اسی طرح ہفت اقلیم میں ہے۔ سپرنگر نے (ص۴۷۱) محمود بجائے محمد لکھا ہے (نیز دیکھو ص۴۲۰) ——— خواجو، مصغر خواجہ (ہفت آسمان ص۷۶)

صفحہ ۱۷

س ۴ : و سخنوری صاحب رتبہ شد حیدر شیرازی خواجو کا معاصر تھا۔

لہ یہی قول بداؤنی کا ہے (ہفت آسمان ص۶۵) ۵۲ و کذا ایضاً در خلاصۃ الاشعار (فہرست بادلی عمو ۲۹۷ فرہ ۲۴)، میخانہ کے سوا اور کہیں خواجو کا نام (یا لقب) افضل الدین نہیں دیکھا۔ البتہ ہفت اقلیم میں ایک اور افضل الدین کرمانی شاعر مشہور کا ذکر ہے، شاید مولف میخانہ نے اسکے ساتھ خواجو کو ملتبس کر دیا ہے۔

Marfat.com

دیوان (مونس الارواح) کا ایک نسخہ برٹش میوزیم میں ہے (دیکھو ریو صـ۶۲۳) اسمیں خواجو کی دو ہجویں ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ خواجو نے سعدی کی شان میں کوئی نامناسب کلمات کہے اسپر حیدر نے کہا ؎

مبر در پیش شاعر نام خواجو — کہ او دزدیست از دیوان سعدی
چو نتواند کہ با من شعر گوید — چرا گوید سخن در شانِ سعدی

دوسری ہجو کا مطلع ہے ؎

خواجو ر دزد کابلی از شہر کرمان می رسد — موریست او در شاعری نزد سلیمان میرسد

س ۶ : **درانجا منظوم ساخت** ہمای و ہمایون ۷۳۲ھ میں مکمل ہوئی جیسا کہ خود خواجو نے اس مثنوی میں کہا ہے (ریو صـ۶۲۰) ——— س ۹ : **خمسہ** . . . . . کردہ ' دیکھو خزانہ عامرہ صـ۲۱۵ ' موتی محل میں سپرنگر نے مثنویات خواجو کا ایک نسخہ دیکھا جسمیں یہ مثنویاں شامل تھیں (۱) روضۃ الانوار (۲) ہما و ہمایون (۳) کمال نامہ (۴) گوہر نامہ بہائی (۵) مفاتیح القلوب ومصابیح الغیوب (۶) گل و نوروز ' برٹش میوزیم میں خمسہ خواجو کا ایک نسخہ ہے جو دسویں صدی میں لکھا گیا اسمیں مفاتیح القلوب کے سوائے باقی مثنویاں ہیں۔ لیکن اس سے نفیس تر ایک اور نسخہ وہیں ہے جسکو ۷۹۸ھ میں میر علی تبریزی نے لکھا اسمیں فہرست بالا کی صرف پہلی تین مثنویاں ہیں '

صفحہ ۳ ۷

س ۳ : **دیوانش الخ** سپرنگر نے کلیات خواجو کا ایک نہایت نفیس نسخہ موتی محل میں دیکھا جو بقول اسکے غالباً ۹۴۵ کی تحریر تھا اور اسمیں قصاید اور غزلیات شامل تھے۔

(بقیہ حاشیہ صـ۱۱) س ۳ خلاصۃ الافکار (فہرست بادلی عمود ۳۰۵ نمبر ۹۰) میں بھی اسکو کمال الدین محمود لکھا ہے ؛

Marfat.com

تعداد ابیات دیوان مؤلف میخانہ نے دولت شاہ کی تقلید میں ۲۰ ہزار بتائی ہے۔ اور آزاد بلگرامی نے اس قول کی تائید کی ہے مگر ہفت اقلیم میں دیوان قصاید و غزل و رباعی کو قریباً دس ہزار بیت پر مشتمل بتایا ہے (نیز دیکھو قول خوشگو سپرنگر صـ۴۷۲ پر) اور تقی کاشی نے تو مثنویات اور دیوان دونو میں ۲۰ ہزار بیت سے زیادہ نہ پائے ـــــ س ۶ : **شیخ علاء الدولہ** رکن الدین یعنی احمد بن محمد بیابانگی عبدالرزاق کاشی کے معاصر تھے۔ ان کا انتقال ۷۳۶ھ میں ہوا۔ (سپرنگر صـ۸۱) ـــــ س ۸ : **و واردات شیخ خود را الخ** مخزن الغرایب میں ہے : اشعار و ملفوظ حضرت شیخ را جمع نمودہ' دیوان علاء الدولہ کے لئے دیکھو فہرست بادلی عمود نمبر ۷۸۴ ـــــ س ۷ : **مدتی در بندگی الخ** سپرنگر کہتا ہے کہ خواجو ۶ سال تک صوفی آباد سمنان میں رہا' خزانہ میں ہے : مدتی بصوفی آباد شیخ پا بدامن اعتکاف کشیدہ' ـــــ س ۹ : **رباعی** ہفت اقلیم اور مخزن الغرایب میں بھی یہ رباعی منقول ہے۔ ہفت اقلیم میں دوسرے شعر کا متن سام کے مطابق ہے۔ مخزن الغرایب میں 'برہ علم چو عمرانی' شعر اول میں اور 'وسوسہ و غارت' اور علاء الدولہ' شعر ثانی میں' ـــــ س ۱۴ : **بقیہ عمر الخ** بقول سپرنگر خواجو سمنان سے کرمان واپس آیا تو تنگی معاش کی وجہ سے دوبارہ وطن چھوڑنے پر مجبور ہوا۔ پہلے اصفہان گیا پھر شاہ ابو اسحٰق والی شیراز (۷۴۲ھ تا ۷۵۴ھ) کے پاس جاکر مشمول عواطف ہوا۔ خزانہ (صـ۲۱۵) میں ہے کہ خواجو مادح محمد مظفر تھا۔ آخر اس سے ناراض ہوکر شاہ ابو اسحٰق کے پاس چلا گیا ـــــ س ۲۰ : **و در کرمان درسنہ الخ** خواجو کے شاہی مرگ ہونے کا حال دیکھو خزانہ صـ۲۱۵ پر۔ آزاد نے کی تاریخ وفات ۷۵۳ھ دی ہے اور لکھا ہے کہ : مضجع او در تل اللہ اکبر شیراز است مؤلف میخانہ نے الٰہی اور والہ اور آذر کی طرح دولت شاہ کی تقلید میں ۷۵۳ھ تاریخ دی ہے۔ مگر خواجو نے کمال نامہ کی تاریخ تالیف خود ۷۵۳ھ بتائی ہے اور ایک اور شعر میں

Marfat.com

سنہ ۷۴۶ھ کا ایک واقعہ بیان کیا ہے (ریو صہ ۶۲۱)، خواجو نے گل و نوروز میں کہا ہے کہ اسکی تاریخ پیدائش ۵ شوال سنہ ۶۷۹ھ ہے - مؤلفِ میخانہ نے ۷۴۲ کو تاریخ وفات مان کر اسکی عمر ۶۲ لکھی ہے - مگر اوپر کے بیان سے ظاہر ہے کہ خواجو ۶۲ سے زیادہ عمر پاکر مرا،

صفحہ ۷۴

س ۱: بعدازاں کہ الخ پیر اور مرید کی وفات میں کئی سالوں کا فرق تھا - دیکھو حاشیہ صہ ۷۳ سطر ۶ کا،

۵ - حافظ شیرازی

ص ۸۰ س ۱: واورا لسان الغیب خواندہ اند مولانا جامی کہتے ہیں: چون در سخن او تکلّف ظاہر نیست او را لسان الغیب لقب کردہ اند (خزانہ صہ ۱۸۱) لیکن تقی کاشی نے لکھا ہے: و دیوان خواجہ را وارداتِ غیبی و لسان الغیب و ترجمان الاسرار می گویند (خلاصۃ الاشعار - ترجمۂ حافظ) اور آتشکدہ (صہ ۲۵۵) میں ہے: و ہمانا واردات غیبی است باین جہت از بزرگان لسان الغیب لقب یافتہ' ——— س ۲: ایّام سلطنت اتابکیہ اتابکان فارس کی حکومت سنہ ۵۴۳ھ سے سنہ ۶۸۶ھ تک رہی - دیکھو لین پول صہ ۱۷۲،

صفحہ ۸۱

س ۱۳: باباکوہی شیخ علی بابا متخلص بہ کوہی شیخ ابو عبداللہ محمد خفیف شیرازی الملقب بہ شیخ کبیر المتوفی سنہ ۳۷۱ھ) کے مرید تھے اور سنہ ۴۴۲ھ میں فوت اور شیراز میں دفن ہوئے انکا دیوان برٹش میوزیم میں ہے - (دیکھو ریو ضمیمۂ فہرست فارسی صہ ۱۷۹)،

صفحہ ۸۲: س ۴: فرقان خوانی ہفت اقلیم میں ہے: در علم قرأت کلام ملک علام

Marfat.com

مہارت تمام بکار می برد ـــــ س ۵ : **دیوان ایشان الخ** تقی کاشی نے لکھا ہے:
بعد از وفات خواجہ مستعدان ومعتقدان اشعار اورا جمع ساختہ قریب بہ شش ہزار
بیت ترتیب دادہ اند' محمد کل اندام نے جو خود کو خواجہ کا پرانا دوست بتاتا ہے۔ دیباچۂ
دیوان حافظ میں لکھا ہے کہ خواجہ کو دیوان کے جمع کرنے کی فرصت نہ ملی۔ انکی وفات کے
بعد میں لے ان کا دیوان ترتیب دیا۔ ایک ایڈیشن دیوان کا شہزادہ ابوالفتح بن سلطان حسین
بایقرا نے مرتب کیا جسکا دیباچہ خواجہ عبد اللہ مروارید نے لکھا (آغاز مأۃ دہم) دیکھو
ضمیمہ فہرست فارسی موزۂ برطانیہ صـ۱۷۷' علی ایناقی نے مخمسات غزلہائے حافظ کے
دیباچہ میں ذکر کیا ہے کہ اسکے کسی بزرگ نے دیوان حافظ کی جمع و ترتیب کی (مخمسات
کے لئے دیکھو سپرنگر ۴۱۵' دیباچہ اسوقت میرے سامنے نہیں) دیوان کے دو برس میں
تیار ہونے کے متعلق دیکھو شعر العجم ج ۲ صـ۲۳۳ ـــــ س ۷ : **اوّل شاہ ابو اسحٰق**
..... برادر زادۂ او' ان بادشاہوں کے سنین حکومت حسب ذیل ہیں:-
شاہ ابو اسحٰق انجو ۷۴۲ھ تا ۷۵۴ھ' شاہ شجاع مظفری ۷۵۹ھ تا ۷۸۶ھ' اور
شاہ منصور ۷۹۰ھ تا ۷۹۵ھ۔ شاہ منصور پر آل مظفر کا خاتمہ ہوا (دیکھو لین پول صـ۲۴۵
و صـ۲۴۹ و ریو صـ۶۲۷ ببعد)'

صفحہ ۸۴

س ۴ : **چون حافظ را الخ** مرآۃ آفتاب نما میں بحوالہ لب التواریخ لکھا ہے کہ آن
جناب مرید شیخ محمود عطار و خلیفہ شیخ روزبہان است' مگر ہفت اقلیم میں ہے: اگرچہ
صوفی مشرب بود امّا در ہیچ کتب مشاہدہ نیفتادہ کہ دست ارادت بہ پیری داشتہ (کذا)

لہ اس بیان کی صحت میں تامل ہے۔ ابو محمد روزبہان بن ابی نصر کا انتقال بقول صاحب روضۃ
الصفا ۹۲۸ھ میں ہوا (ریو صـ۲۱۵) اسلئے محال ہے کہ خواجہ انکا خلیفہ ہو۔ بلکہ یہ بھی بعید ہے
کہ خواجہ کا معاصر انکا خلیفہ ہو۔ افسوس ہے کہ لب التواریخ اسوقت میری دسترس سے باہر ہے؛

Marfat.com

باشد ' ـــــ س ۷ : **از شیراز کم بر آمده اند** ' تاریخ فرشتہ میں خواجہ کے ہرمز تک آنے ' کشتی میں بیٹھنے اور پھر گھبرا کر واپس شیراز چلے جانے کا قصہ دیا ہے (ریو ص۶۲۸)

ـــــ س ۱۰ : **خاک مصلی** الخ خواجہ کی تاریخ وفات دیباچۂ محمد گل اندام میں ۹۱ دی ہے ۔ اور بعض نسخوں میں ' خاک مصلی ' کا مادۂ تاریخ بھی ہے[1] ۔ مگر اسی دیباچہ میں ایک اور قطعہ ۹۲۷ کا بھی دیا ہے ! چنانچہ آزاد نے بھی خزانہ (ص۱۸۱) میں لکھا ہے : خاک مصلی ' بحمی یک عدد تاریخ است ' نفحات ' حبیب السیر ' مجالس المومنین اور حاجی خلیفہ نے بھی ۹۲۷ کو اختیار کیا ہے ۔ مگر لب التواریخ اور خلاصۃ الاشعار[1] میں ۹۱۷ ہے اور ریو نے ۹۱۷ ہی کو ترجیح دی ہے ۔

صفحہ ۸۵

س ۱ : خواجہ کے ساقی نامہ کے اشعار کی ترتیب نواب عبدالسلام خاں کے نسخے میں بہ شرح ذیل ہے (جو شعر میخانہ میں نہیں یا متن ان کا بہت مختلف ہے انکے پہلے پہلے مصرعے درج کرتا ہوں) : —

ص۸۸ س ۱۸ و ۱۹ ' ص۸۹ س ۶ ' ص۹۰ س ۱۸ ' ص۸۹ س ۵ ' ص۹۰ س ۱۰ '

ع بیا ساقی آن می کہ از جام جم ' ص۹۱ س ۱ ' ص۹۰ س ۹ ، ۸ ' ص۹۱ س ۲ ، ۳

ع نہ تنہا شد ایوان قصرش بباد ' ص۹۰ س ۷ ، ۲ ' میم دہ مکر کردم از عیب پاک

ص۹۰ س ۱ ' ص۸۹ س ۱۴ ، ۱۰ ، ۹ ، ۱۲ ' ص۹۰ س ۱۴ ' ص۸۹ س ۱۱ ، ۱۳

ع بمن دہ مکر کردم از عیب پاک ' ص۹۰ س ۱۷ ، ۱۴ (مکرر ؟) ، ۱۵ ، ۱۶ '

ص۹۳ س ۲ ' ع مغنی کجائی بکلبانگ رود (ص۹۱ س ۷ ؟) ' ص۹۳ س ۱ ' ع

بمستی توان دُرِّ اسرار سُفت ' ص۸۵ س ۸ تا ۱۰ ، ۱ ، ۱۲ ' ص۸۶ س ۸ ، ۱۴ '

---

[1] (ریو ص۶۲۷) یہی مادہ خواجہ کے لوح مزار پر کندہ ہے ! ؛ [2] دیکھو سپرنگر ص۱۹ ' مگر خلاصۃ الاشعار کا جو نسخہ میں نے دیکھا ہے ۔ اسمیں خواجہ کی تاریخ وفات ۹۴۷ دی ہے ۔ یعنی مطابق قول دولت شاہ '

Marfat.com

صـ۹۱ س ۱۲ تا ۱۴، ع یکی تیغ داند زدن روزگار، (صـ۹۱ ع مکرر؟)، ع
روانِ بزرگان زخود شاد کن، ع معنی ازان پرده نقشی بیار ع چنان برکش آهنگ این داوری
ع مغنّی دف و چنگ را ساز ده، ع رہی زن که صوفی بحالت رود،
ع مغنّی ملولم دو تائی بزن، ع بمیدان نوید سرودی فرست،
ع مغنّی بساز این نوآئین سرود، ع که بار غم در زمین دوخت پای،
ع چه خوش گفت جمشید با تاج و گنج،

صفحہ ۹۲

۶ - جامی

س ۱۲ : در ایّام سلطنت خوارزمشاهیه الخ اس بیان کی صحت میں تامّل ہے۔ اسلئے کہ خوارزمشاہیہ کی سلطنت ۶۲۸ھ میں ختم ہوگئی تھی (دیکھو لین پول صـ۱۷۶)،
س ۱۳ : خرجردِ جام، یکی از قصبات جام (آتشکدہ صـ۶۶)، ——
س ۱۴ : قاضی اسحاق.... بوجود آمد ملا عبد الغفور لاری شاگرد مولانا جامی نے لکھا ہے: والد حضرت ایشان احمد بن محمد الدشتی ست کہ از دشتِ اصفہانست (محلّہ ایست از وی) و خدمت مولانا محمد یکی از فرزندان امام محمد شیبانی را رحمۃ اللہ علیہ در عقد نکاح خود درآوردہ بودند و مولانا احمد کہ والد حضرت ایشان است از ولیتہ[1] نفائس میں بھی ان کے باپ کا نام و نسب اسی طرح احمد[2] بن محمد الدشتی الاصفہانی لکھا ہے۔ ..... اور ہفت اقلیم میں رشحات کے حوالہ سے ان کے جد کا نام مولانا شمس ....

---

[1] ہفت آسمان صـ۸۴ [2] مرآۃ الخیال میں ان کو نظام الدین احمد لکھا ہے

Marfat.com

دیا ہے - معلوم نہیں مؤلّف میخانہ نے کس سند کی بنا پر مولانا جامی کے جدّ کا نام قوام الدین حسن لکھا ہے ——— س ۱۸ : **تولد مولوی** لاری نے مولانا کی تاریخ پیدائش وقت عشا ۲۳ شعبان ۸۲۷ھ دی ہے اور مولد خرجرد بتایا ہے - **اسم او را نورالدین کردہ** اند یہ درست نہیں - مولانا کا نام عبدالرحمٰن ' لقب اصلی عماد الدین اور لقب مشہور نورالدین ہے[1] (لاری)

صفحہ ۹۴

س ۱ تا ۱۶ : نفایس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نے طفولیت میں باپ سے تحصیل[2] کی اور پھر بچپن ہی میں باپ کے ہمراہ ہرات میں آئے اور مدرسہ نظامیہ میں اقامت کی اور مولانا جنید اصولی سے کہ ماہر علم عربیت تھے تعلیم پائی اور پھر خواجہ علی سمرقندی کے درس میں گئے - جو اعاظم مدققان روزگار سے تھے اور میر سید شریف علامہ کے شاگرد تھے - نیز مولانا محمد جاجرمی سے بھی تعلیم پائی پھر سمرقند میں قاضی زادہ[3] رومی کی صحبت میں کہ وہ

---

[1] ہفت آسمان موضع مذکور [2] تکملہ نفحات میں یوں ہے : فرمودند کہ بالحقیقت شاگرد پدر خودیم کہ زبان از وی آموختیم - چنین معلوم شد کہ صرف و نحو پیش پدر گذرانیدہ بودند و بعد ازان در علوم عقلی و معارف یقینی حضرت ایشان را چندی احتیاج بغیر نمی شدہ و چون بہرات آمدہ اند مولانا جنید نامی مردی بودہ است کہ در علم عربیت ماہر بودہ است و دران شہر شہرتی تمام داشتہ حضرت ایشان را دغدغہ مطالعہ مختصر تلخیص شدہ است چون بدرس وی حاضر گشتہ اند جمعی بقرأت شرح مفتاح و مطول مشغول بودہ اند حضرت ایشان درخود استعداد فہم آن یافتہ اند و بمطالعہ مطول و حاشیہ پرداختہ و بعد ازان بدرس مولانا خواجہ علی سمرقندی کہ از اعاظم مدققان روزگار بودہ در آمدہ اند می فرمودہ اند کہ در طریق مطالعہ بی مثل بودہ امّا قریب بچہل روز از وی مستغنی توانستی شد' بعد ازان بدرس مولانا محمد جاجرمی کہ از افاضل مباحثان زمان (بودہ ؟) می رسیدہ اند' می فرمودہ اند کہ مدّتی بدرس وی رفتم از وی دو سخن شنیدیم' و بعد ازان در سمرقند بصحبت (قاضی

Marfat.com

محققان عصر سے تھے رہے ، مولانا فتح اللہ تبریزی کہ دانشمند متبحر اور میرزا الغ بیگ کے صدر تھے - بیان کرتے ہیں کہ میرزا الغ بیگ نے سمرقند میں اپنے مدرسہ میں اجلاس کیا اور اکابر و افاضل کی موجودگی میں قاضی روم نے اس مجلس میں دوسرے مستعدوں کی تقریب کرائی " و در صفت حضرت ایشان چنین فرمود کہ "تا بنای سمرقند ست ہرگز بجودت طبع و قوّت تصرف این جوان جامی کسی از آب آمو بدین جانب عبور نہ کردہ " غرض مولانا نے علوم کو کما ینبغی تحصیل کر لیا - ابھی کسب علم میں تھے کہ مولانا سعد الدین کاشغری (المتوفی ۸۶۰ھ) سے خواب میں سنا : رو دامن یاری گیر تا گزیر تو بود ' اس سے بہت متاثر ہوئے اور خراسان جاکر ان کے مرید ہوئے اور بقول دولت شاہ مدت تک ان کی خدمت میں رہے'

میرزا الغ بیگ شاہرخ کا سب سے بڑا لڑکا ۷۹۶ھ میں پیدا ہوا اور ۸۱۲ھ سے والی ماوراء النہر کی حیثیت سے سمرقند میں مقیم ہوا - ۸۵۲ھ میں وہ باپ کی جگہ ہرات میں تخت سلطنت پر بیٹھا۔ لیکن دوسرے ہی سال اسکے بیٹے عبد اللطیف نے اسکو قتل کر دیا ——— س ۱۹ : در ایام سلطنت حسین مرزا بایقرا الخ سلطان حسین ۸۷۳ھ میں ہرات میں تخت نشین ہوا - اور ۹۱۱ھ میں فوت ہوا ——— س ۴ : شیخ محی الدین عربی

(بقیہ حاشیہ صـ۱۰) زادہ روم) کہ از محققان عصر بودن رفتہ اند و در مباحثات اول مباحثہ واقع شدہ است و بتطویل انجامید بالآخر قاضی بہ سخن ایشان آمدہ حضرت ایشان را در اثنای تفرقہ دل و تعلق بصورت آب و گل انحراف خاطری دست دادہ است و بنان عزیمت از جانب ہرات بصوب سمرقند تافتہ اند ' چندی ساکن آنجا بودہ اند و در آنجا کسب فضیلت می کردہ اند تا آنکہ شبی نہ شب بلکہ صبح سعادت الخ (اس کے بعد شیخ سعد الدین کو خواب میں دیکھنے کا ذکر ہے) ۵۳ھ مولانا صلاح الدین موسیٰ مشہور بہ قاضی زادہ روم جو ۸۲۳ اور ۸۴۱ کے درمیان کسی تاریخ کو فوت ہوئے میرزا الغ بیگ کے استاد تھے - ترکی سلطانی کیلئے کچھ مواد انہوں نے جمع کیا انکا حال دیکھو فہرست ریو صـ۲۵۶ ب'

Marfat.com

دیکھو حاشیہ صـ۲۷ س ۵ کا ——— **س ۶: تصنیفات** انکی فہرست کے لئے دیکھو تکملہ نفحات جہاں ۴۵ کتابیں شمار ہوتی ہیں - کتاب خانہ بادلی عـ۸۹۴ میں اور فہرست بانکی پور ج ۲ نمر ۱۸۰ میں ۳۷ - ۳۷ کتابیں اور رسالے شامل ہیں ——— **س ۹: نقد فصوص** کی جگہ نقد النصوص پڑھنا چاہیئے جیسا کہ لاری نے لکھا ہے - فصوص الحکم کے ایک اقتباس کا نام نقش الفصوص ہے - یہ اسکی شرح ہے (دیکھو فہرست بادلی عمود ۶۱۰ نمر ۹) ——— **س ۱۶: بنام سلطان بایزید الخ** ریو (صـ۶۴۴) نے لکھا ہے کہ سلسلۃ الذہب سلطان حسین کے نام پر معنون ہے - نفائس میں ہے کہ مولانا ۸۸۰ھ کے قریب حج کو گئے - خود مؤلف نے س ۱۸ میں کہا ہے کہ مولانا کی عمر اسوقت ۶۴ سال کی تھی - لاری نے انکی تاریخ ولادت ۸۱۷ھ دی ہے اس حساب سے یہ عمر تخمینی طور پر درست ہے - مگر سلسلۃ الذہب کی تاریخ تصنیف خود جامی نے ۸۹۰ بتائی ہے[1] - (ـــ چون حروفش بصاد و ضاد رسید ؛ خامہ را حکم ایستاد رسید دفتر دوم) اسلئے مؤلف میخانہ کا یہ قول بھی کہ یہ مثنوی راہ مکہ معظمہ میں لکھی گئی قابل تسلیم معلوم نہیں ہوتا ———

س ۲۰: از راہ شام و مصر الخ نفائس میں ہے : درحدود سنہ ثمانین وثمانمائہ از طریق عراق عرب بمکہ معظمہ رفتہ اند و از راہ شام بآذربایجان آمدہ و بخراسان مراجعت کردہ اند ——— **سلطان بایزید ثانی** ۸۸۶ سے ۹۱۸ تک حکمران رہا (لین پول صـ۱۹۵) سنہ ۸۸۰ھ میں وہ ابھی تخت نشین نہ ہوا تھا ——— **س ۲۱: در مدرسہ میرزا شاہرخ الخ** افسوس ہے کہ جو ماخذ اسوقت میرے سامنے ہیں - انمیں اس مدرسہ کا حال نہیں ملا - لاری نے لکھا ہے کہ مولانا نے خود بھی شہر ہرات کے اندر ایک مدرسہ بنایا تھا اور ایک

---

[1] فہرست بانکی پور ج ۲ صـ۳۵ و فہرست بادلی عـ۸۹۴ نمبر ۱ سلسلہ کے شروع میں ابو الغازی کی تعریف میں یہ شعر آتے ہیں ؎ گوہر افسر سر افرازی قید مقبلال ابو الغازی
شاہ سلطان حسین آنکہ بہ بست چرخ را عدلش از تعدی دست

Marfat.com

مدرسہ اور خانقاہ شہر سے باہر خیابان میں کہ در جوار حضرت ایشان (یعنی جامی) ست"
اور اکثر املاک اس مدرسۂ خیابان پر وقف کیں، ایک جامع مسجد انہوں نے ولایت جام
میں بھی بنوائی تھی۔

صفحہ ۹۶

س ۱ : قایتبای چرکس ملک الاشرف سیف الدین قایتبای (۸۷۳ھ - ۹۰۱ھ)
برجی مملوکوں میں سے تھا - اور مصر و شام پہ اسکی حکومت تھی (لین پول ص۸۱) ——
س ۳ : امیر حسین بیگ ترکمان کاتب نے حسین کے نقطے چھیل دئے ہیں یعنی
حسن بیگ بنایا ہے اور یہی درست ہے - اوزون حسن آق قویونلوم ترکمانوں میں
سے تھا اور ۸۷۱ھ سے ۸۸۳ھ تک آذربائیجان وغیرہ پہ حکمران رہا (لین پول ص۲۵۴)
—— **س ۶ : مسرور و مبتہج گردیدند** میر علی شیر نے انکے واپس آنے پہ
یہ رباعی کہی ؎ انصاف بدہ ای فلک مینا فام زین ہر دو کدام خوب تر کرد خرام
خورشید جہانگیر تو از مطلع صبح یا ماہ جہانتاب من از جانب شام
—— **چون سن شریفش الخ** مؤلف نے سال وفات ٹھیک دیا ہے مگر عمر
غلط درج کی ہے - نفائس[1] میں ہے: وفات ایشان در روز جمعہ ۱۴ محرم الحرام بودہ است
در زمانی کہ موذن بانگ سنّت نماز جمعہ دادا لسنہ ثمان و تسعین وثمانمائہ - مدّت عمر
ایشان ہشتاد سال وچہار ماہ و بیست و پنج روز بودہ، لاری نے انکی عمر لفظ کاس (۸۱)
سے ظاہر کی ہے - اور لکھا ہے کہ سلطان حسین مرزا باوجود مرض وضعف کے مولانا
جامی کے فوت ہونے پہ انکے مکان پہ آیا - شاہزادوں اور امرا و وزرا اور بزرگان [illegible]
اور صغار و کبار نے جنازے کو کندھا دیا - "وحضرت بادشاہ را بسبب درد پا آرزوی شرف

[1] تکملہ نفحات کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ نفائس میں یہ تفصیل وہاں سے لی گئی ہے ،

Marfat.com

پایہ جنازہ حضرت ایشان در دل ماند و این بر زبان می آوردند و تحسّر و تاسّف می بُردند،

صفحہ ۱۰۳

۷- ہاتفی

س ۱۲: **بعد از مولوی** الخ ہفت اقلیم میں ہے: در نظم مثنوی از سایر شعرای عصر گوی تفوّق می ربودہ و تمام خمسہ را تتبع کردہ، ـــــ **س ۱۶: میر ہمایون تبریزی** غالباً امیر ہمایون اسفرایینی مراد ہے جو سادات اسفراین میں سے تھا اور اوایل شباب میں تبریز جا کر وہیں زیادہ تر مقیم رہا۔ وہ سلطان یعقوب آق قونیلو ترکمان بادشاہ (۸۸۳-۸۹۶) کے حاضرین مجلس خاص میں سے تھا۔ آخر ۹۰۲ھ میں قم کے ایک گاؤں میں فوت ہوا۔ اسکے دیوان کا انتخاب برٹش میوزیم اور کتاب خانہ بادلی کے ایک قلمی مجموعہ میں ہے (دیکھو ریو ص۷۳۵ و فہرست بادلی ص۹۷۸ نیز دیکھو ہفت اقلیم (بذیل اسفراین) و آتشکدہ ص۶۶ و سپرنگر ص۴۳۲

صفحہ ۱۰۴

س ۳: **مظفر حسین میرزا و میرزا کیبک** فرزندان سلطان حسین میرزا بایقرا میں سے تھے۔ (عالم آرای ص۲۷) ـــــ **ملا آصفی** (بن خواجہ نعمت اللہ قہستانی وزیر سلطان ابوسعید) شاگرد ملا جامی۔ سلطان حسین مرزا کے دربار کے مشہور شعرا میں سے تھا باپ کے عہدۂ وزارت کی بنا پر اسنے آصفی تخلّص کیا اور بیشتر میر علی شیر اور مرزا بدیع الزمان ولد سلطان حسین مرزا کے پاس رہا۔ ۹۲۳ھ میں ستّر برس کی عمر میں فوت ہوا (ریو ص۶۵۱ و مراۃ الخیال) ـــــ **س ۵: میرزا بدیع الزمان** بن سلطان حسین میرزا (المتوفی ۹۲۱)۔ مظفر حسین میرزا اور کیبک مرزا کی طرح اسنے بھی باپ کے بعد دعوی استقلال کیا۔ لیکن بھائیوں کی بے اتفاقی سلطنت کی بربادی کا باعث ہوئی اور اوزبکوں نے ۹۱۳ھ میں حملہ کر کے خراسان پر قبضہ کر لیا۔ اور بقول اسکندر منشی "دو دو از دودمان بایقرائی

Marfat.com

برآوردہ" ـــــ س ۱۰ : ہر سال مبلغہای کلی الخ مگر تیمور نامہ میں ہاتفی شکایت کرتا ہے : زفکر معاشم سراسیمہ وار ـــ سراسیمہ دارد مرا روزگار

ـــــ س ۱۵ : چون سنّ آن الخ یعنی در سنہ ۹۱۷[1] (ریو بحوالہ تحفۂ سامی صـ۶۵۲) فتح خراسان اور قتل شیبانی خان سنہ ۹۱۶ھ کے واقعات ہیں۔ (دیکھو عالم آرا۔ صـ۲۳ بعد پر) اسکندر منشی نے فتح خراسان کی تاریخ فتح شاہ دین پناہ (= ۹۱۶) دی ہے ـــــ

س ۲۰ : چون عبور ایشان الخ آتشکدہ (صـ۶۶) میں ہے : بہ قصبۂ مذکورہ (یعنی خرجرد) بجہت زیارت مزار شاہ قاسم انوار قدس سرّہٗ العزیز وارد شدہ،

صفحہ ۱۰۵

س ۴ : بعد از دو سہ روز دیگر الخ شاہ نے ہاتفی کے چار باغ کا دروازہ بند پایا تو دیوار پھاند کر اندر گیا (ریو بحوالہ تحفۂ سامی) ۔ آتشکدہ[1] (صـ۶۶) میں ہے : از شاخ درختی کہ ازان باغ سر برآوردہ بود داخل باغ گردیدہ ـــــ س ۶ : بُغرا بقول صاحب آئین ایک کھانے کا نام ہے جسکے اجزا میں گوشت ۔ میدہ ۔ گھی ۔ چنے ۔ سرکہ اور شکر شامل ہیں۔ (دیکھو بلاکمین صـ۶۰) ـــــ س ۱۳ : فتوحات شاہی اس کتاب کا ایک نسخہ پطرسبرگ کے کتاب خانہ میں ہے (ریو صـ۶۵۲) ـــــ س ۱۷ : مثنوی ان اشعار میں سے پہلا تیسرا اور چھٹا ہفت اقلیم میں اور پہلے چار شعر آتشکدہ میں بھی ہیں

ـــــ س ۱۸ : آتشکدہ : آیت سروری (بجای منصب سروری) ـــــ

س ۱۹ : آتشکدہ : بہ مروی (بجای زمردی)

صفحہ ۱۰۶

س ۴ : در سنہ الخ یہ تاریخ محال ہے ۔ دیکھو حاشیہ س ۱۵ صـ۱۰۴ پر ہفت اقلیم

[1] سپرنگر صـ۴۲۱ پر اسکو سنہ ۹۱۴ کا واقعہ بتایا ہے ۔ مگر یہ درست نہیں ۔

Marfat.com

میں ہے : تاریخش را عزیزی چنین یافتہ ؎

تاریخ فوت او طلبیدم زعقل گفت از شاعر شہان وشہ شاعران طلب .

و دیگر جامی ثانی چہ شد یافتہ ' اور یہی تاریخ وفات (۹۲۷) اور تذکرہ نویسوں نے لکھی ہے۔ البتہ خوشگو نے ۹۲۷ یا ۹۲۸ تاریخ بتائی ہے (فہرست بادلی عمود ۲۱۳ نمبر ۴۵ ـــــ س ۵ : مزارش الخ آتشکدہ : درہمان باغ (یعنی چہار باغی کہ خودش ساختہ بود) مدفون است ـــــ س ۸ : ہفت منظر ہفت پیکر کی طرح بہرام گور کے حالات میں ہے۔ اسکے نسخے یورپ اور ہندوستان کے بڑے بڑے کتابخانوں میں موجود ہیں ـــــ س ۹ : تمر نامہ۔ بقول ریو (صفحہ ۶۵۴) ہاتفی نے چالیس سال اس کتاب کی تصنیف وتہذیب پر صرف کئے۔ کتاب کے آخر میں وہ لکھتا ہے کہ اگرچہ اسکی عمر مدح آل تیمور میں صرف ہوئی مگر بجز شہرت عام کے اسے اور کچھ حاصل نہ ہوا۔

ـــــ س ۱۰ : خسرو شیریں۔ ہفت منظر میں ہاتفی نے لکھا ہے کہ اس نے اولاً لیلی مجنوں نظم کی پھر شیرین خسرو پھر ہفت منظر ' یہ تینوں کتابیں ۷۹۸ھ (یعنی سال وفات جامی) سے پہلے لکھی گئیں ' تیمور نامہ کی تکمیل بظاہر انکے بعد ہوئی۔ آتشکدہ میں ہے: وچہار کتاب در جواب خمسۂ نظامی برشتۂ نظم کشیدہ ' لیکن ظاہر ہے کہ پانچویں مثنوی فتوحات شاہی تھی جو نا تمام رہی۔ کتاب خانہ موتی محل میں سپرنگر نے لیلی مجنوں تیمور نامہ اور شیرین خسرو کے نسخے دیکھے جو ۹۰۸ھ میں مصنف کے نسخہ سے نقل ہوئے تھے۔

۸۔ حکیم پرتوی

صفحہ ۱۱ س ۱۶ : پرتوی ' کسی تذکرہ میں اس شاعر کا نام نظر سے نہیں گزرا۔

۱؎ ریو نے بحوالہ حبیب السیر یہی تاریخ دی ہے ۲؎ نیز دیکھو سپرنگر صفحہ ۴۲۱ ،

Marfat.com

صفحہ ۱۱۱

س ۲ : شاہ طہماسب نے ۹۳۰ سے ۹۸۴ تک فرمانروائی کی ——— س ۶ : آتشکدہ (صـ۲۵۴) میں فقط اتنا لکھا ہے : ساقی نامۂ دارد خوب گفتہ ' ——— س ۱۲ : شہیدی قمی : سلطان یعقوب (۸۸۳ تا ۸۹۶) آق قونیلو خاندان کے بادشاہ کا ملک الشعراء تھا۔ بہت خودپسند تھا اور کسی کو خاطر میں نہ لاتا تھا ۔ اسلئے سلطان کے مرنے کے بعد فرار کو قرار پر ترجیح دے کر ہندوستان میں آیا اور گجرات میں مقیم ہوا اور وہیں سو سال کی عمر پاکر ۹۳۵ھ میں فوت ہوا ۔ ابن رازی کے زمانے میں اسکا دیوان جسمیں تقریباً ۴ ہزار بیت تھے متداول اور مشہور تھا ۔ اسکے دیوان کا انتخاب برٹش میوزیم کے ایک مجموعہ میں ہی (ہفت اقلیم بذیل قم و ریو صـ۷۳۵) ——— اہلی شیرازی صاحب سحر حلال ملا دوانی کا دوست اور شیراز کا رہنے والا تھا ۔ ایک مرتبہ تبریز میں دو برس ٹھہرا پھر حج کو گیا۔ باقی تمام مدت وطن میں مقیم رہا اور بڑھاپے تک پہنچکر ۹۴۲ میں فوت اور مصلای شیراز میں خواجہ حافظ کے پہلو میں دفن ہوا ۔ تاریخ وفات اسکی مشہور ہے یعنی بادشاہ شعرا بود اہلی (سپرنگر ۳۲۰) ——— س ۱۳ : ملا جلال الدین دوانی دوان (علاقہ گازرون) میں ۸۳۰ھ میں پیدا ہوئے ۔ مگر زندگی کا اکثر حصہ شیراز میں گذارا ۔ علاوہ درس تدریس کے قضائے صوبہ فارس بھی انہی سے متعلق تھی ۔ ۹۰۱ھ میں گازرون کے قریب فوت اور دوان میں دفن ہوئے ۔ معقول و منقول میں تبحر کی وجہ سے فضلائے معاصر پہ ترجیح رکھتے تھے ۔ شرح ہیاکل ' رسالہ اثبات واجب ' اخلاق جلالی اور حواشی شمسیہ و مطالع وغیرہ انکی تصنیف سے ہیں ۔ (ریو صـ۴۴۲ و ہفت اقلیم بذیل گازرون ؛ آتشکدہ (صـ۲۵۴) میں ہے کہ [illegible] نے پرتوی کے حق میں کہا : ما رایتُ اتمّ فقراً منہ و عنفوان الذلّ من السائلین ——— س ۱۷ : اوقاتش الخ دیکھو آتشکدہ صفحہ مذکورہ بالا ——— س ۲۱ : الحال در میان مردم الخ پرتوی کے کلام کا عام طور پہ یہی حال ہے ۔ اکثر تذکرہ نویسوں نے اسکا ذکر سرسری

Marfat.com

طور پر کیا ہے مثلاً ہفت اقلیم میں (بذیل شیراز) ہے: اشعار دلفریب بسیار دارد
این بیت ازان ابیات است ؎

آتشی افگند عشقم در دل از ہر آرزو　　آرزو سوزست عشق و من سراسر آرزو

(صرف یہی ایک شعر تحفۂ سامی اور نفایس المآثر اور مخزن الغرایب میں بھی دیا ہے)'
تحفۂ سامی میں ہے: پرتوِ انوار کلام بلاغت انجامش ہمہ جا تافتہ و قبول سخنان مقبول او در دل ارباب وفا راہ یافتہ از جملہ این مطلع از وست ؎ آتشی افگند الخ نفایس میں ہے: شاعری خوش گوی است او راست ؎ آتشی افگند الخ مخزن الغرایب اور سفینۂ خوشگو میں بھی اسکا برائے نام ذکر ہے'

صفحہ ۱۱۲

س ۳: درشت[1] . . . . ہمانجاست[2]' بخلاف اسکے آتشکدہ میں ہے کہ پرتوی ۹۲۸ھ میں فوت ہوا۔ (فہرست بادلی عمود ۲۸۴ نمرہ ۶۴۷)' یہی تاریخ تقی کاشی نے دی ہے (اسپرنگر صفحہ ۲۰) آتشکدہ میں یہ بھی ہے کہ پرتوی شیخ سعدی کے جوار میں مدفون ہے۔

صفحہ ۱۲۶

۹-امیدی رازی

س ۹: خواجہ ارجاسپ کذا در منتخب الاشعار مبتلا و آتشکدہ صفحہ[2] ——
س ۱۰: در بہار عمر . . . . گردید ہفت اقلیم (بذیل طہران) میں ہے: بتلاش خود و رضای والدین متوجہ دار الاعزاز شیراز گشتہ فنون فضایل از فحول افاضل اخذ نمود . . . . .

---

[1] آتشکدہ کے ایک دوسرے نسخہ میں ۹۲۷ دیا ہے [2] صف ابراہیم میں پرتوی مذکور ہے (دیکھو فہرست پرشن)، مگر یہ کتاب راقم کی دسترس سے باہر ہے۔

Marfat.com

تادر فنون فضایل وکمالات منتہی گردید' آتشکدہ میں ہے کہ علامہ دمانی کا شاگرد تھا' ـــــ
س ۱۶ : نام او مسعود نہاد' دیوان امیدی کے دیباچہ نگار مسعود الحسنی نے امیدی کا لقب اور نام رکن الدین مسعود لکھا ہے ۔ (ضمیمہ فہرست ٹیو ص۲۶۹) ـــــ س ۱۸ : وہمیشہ فصحا الخ' ہفت اقلیم میں بھی ہے کہ وہ مرجع شعرا ء زمان تھا'

صفحہ ۱۲۷

س ۳ : اتحاد تمامی . . . . . داشتہ' امیر نجم ثانی اصفہانی شاہ اسمٰعیل صفوی کا وکیل دیوان اعلےٰ تھا' درگاہ معلّےٰ میں اسکو بہت اعتبار و اقتدار حاصل تہا ۔ بادشاہ نے اسکو اوزبکوں کے خلاف خراسان میں بھیجا ۔ اسنے آمو کو عبور کرکے ماوراالنہر کو فتح کرنا شروع کیا ۔ مگر ۹۱۸ھ میں جنگ غجدوان میں مارا گیا ۔ اس لڑائی میں بابر بھی شامل تھا ۔ اور در اصل قزلباش اسی کی کمک کے لئے آئے تھے ۔ (عالم آرائی صفحہ ۳۰ و صفحہ ۲۹۵)

امین رازی نے (بذیل امیدی) لکھا ہے : بسبب وفور میلان خاطر . . . . امیر نجم الثانی پایۂ قدر و منزلتش (یعنی امیدی) از اقران درگذشتہ صاحب مکنت و ثروت گردید اسی ترجمہ میں امین نے امیدی کا قصیدہ امیر موصوف کی تعریف میں نقل کیا ہے جو سلمان ساوجی کے جواب میں لکھا گیا تھا ۔ اور جسکا مطلع ہے ؎

زہی طلعت برفراز رکابت ۔۔۔ فروزان چو بر آسمان نجم ثاقب

میر عبد الباقی یزدی یعنی امیر نظام الدین عبد الباقی بن شاہ صفی الدین بن امیر غیاث الدین بن شاہ نعمت اللہ ولی شاہ اسمٰعیل ماضی کا صدر تھا ۔ امیر نجم الدین کو جب میر عبد الباقی کے گھرانے کے ساتھ بہت عقیدت تھی ماوراالنہر کیطرف جاتے وقت [illegible] اور واقعہ غجدوان کے بعد میر عبد الباقی وکیل مستقل ہوگیا اور [illegible] چالدران (۹۲۰ھ) میں مارا گیا' امیر کا بیٹا سید نجم الدین شاہ طہماسپ کا بہنوئی جب فوت ہوا تو اسکے متروکات کی قیمت ہندوستان کے سکہ میں چالیس لاکھ روپیہ تھی ۔ امیر غیاث الدین میر میران جو امین رازی کے زمانے میں ایران کے [illegible]

Marfat.com

اسی سید نعیم الدین کا بیٹا تھا) میر عبد الباقی نثر میں بھی ممتازِ زمانہ تھا اور گاہی گاہی شعر بھی کہتا تھا - باقی اسکا تخلص تھا (ہفت اقلیم بذیل یزد ' عالم آرای صد۳۲ و آتشکدہ صد۱۰۹) مگر شاہ عباس کے عہد ہی میں یہ گھرانا برباد ہوگیا اور میر میران کا لڑکا خلیل اللہ خستہ حال ہوکر ۱۰۱۵ھ میں جہانگیر کے پاس

خواجہ حبیب اللہ ساوجی (یعنی کریم الدین) درمش خان کا وزیر تھا - شاہ اسمٰعیل نے ۹۲۷ میں سام مرزا کو (جو اسوقت ۴ سال کا تھا) باتالیقی درمش خان اسماً والی خراسان مقرر کیا تو خان نے خواجہ حبیب اللہ کو اسی سال اپنا وزیر بناکر دیوانی امور اسکے سپرد کئے خواجہ صاحب علم وفضل اور مرجع فضلا تھا - حبیب السیر کو خواند میر نے اسی کی تحریک سے ختم کیا اور کتاب کا نام اسی کے نام پر رکھا - فخری نے بھی تحفۃ الحبیب کو اسی کے نام پر معنون کیا اور مجالس النفایس کا ترجمۂ فارسی اسی کی خدمت میں پیش کیا - اسی طرح عبد العلی بن محمد برجندی نے ہیئت کا ایک رسالہ اسکے نام پر لکھا وغیرہ وغیرہ ' (دیکھو فہرست رئیو بذریعہ فہرست اعلام در عالم آرای صد۳۳) نیز دیکھو میخانہ صد۱۴۴ س ۱۲ جہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ ۹۵۰ میں ابھی زندہ تھا '

آین رازی لکھتا ہے کہ امیدی ۹۲۸ میں درمش خان کے ساتھ دار الملک خراسان میں گیا اور اصحاب علم وکمال کا مصاحب رہا - دو سال کے بعد بحصول رخصت ری کو واپس آیا ——— س ۸ : واز ان زبدۃ المتاخرین الخ ہفت اقلیم میں ہے کہ اسکا کلام جو اب متداول ہے یہ ہے : ۱۷[1] قصیدے - ۳ غزلیں ' ساقی نامہ ' چند قطعے اور رباعیاں ' مبتلا نے لکھا ہے : اشعارش بعد از وفات او از میان رفتہ سوای ہفدہ قصیدہ وچند رباعی وہفت غزل چیزی یافت نمی شود ' برٹش میوزیم میں اسکے دیوان کا نسخہ ہے اسمیں صرف ۳۴ صفحہ ہیں اور بجز قصاید کے اور کچھ نہیں - نثر میں ایک دیباچہ اسکے ساتھ ملحق ہے اور دیباچہ نگار (مسعود الحسنی) نے لکھا ہے کہ شاہ صفی (۱۰۳۸ تا ۱۰۵۲) کے

[1] میرے سامنے جو نسخہ ہے اسمیں ' ہفتصد ' لکھا ہے مگر ظاہر ہے کہ یہ ہفدہ کی تصحیف ہے ؛

Marfat.com

حکم سے اسنے امیدی کی پراگندہ نظموں کو جمع کیں (ضمیمہ فہرست ریو صـ۲۶۹) ایک قصیدہ اسکا کتاب خانہ بادلی میں بھی ہے (فہرست بادلی صـ۱۰۱۷) آتشکدہ میں ہے: بیشتر اوقات صرف قصیدہ گوئی کردہ .... بہ غزل سرائی چندان مایل نہ بود ـــــ س ۱۰: شاہ قوام الدین محمد کا نسب یہ ہے: شاہ قوام الدین محمد بن شاہ شمس الدین ہے شاہ قاسم بن سید محمد نوربخش (ہفت اقلیم و خوشگو فہرست بادلی عمود ۲۱۳ نمر ۴۷) ـــــ س ۱۵: اسی قصیدے کے نو شعر آتشکدہ میں ہیں - جن میں سے تین میخانہ میں نقل ہوئے ہیں ـــــ س ۱۶: آتشکدہ: ویرانہ کہ (بجای ویرانہ ایست) ـــــ س ۱۷: آتشکدہ نکرد (بجای نکردہ) اور نکردہ (بجای نساخت) ـــــ س ۲۰: دفع صایل عالم آرای عباسی (صـ۲۲۴ س ۲۷) میں ہے: مردم شہر را بہ .... دفع صایل ترغیب نمودہ

صفحہ ۱۲۸

س ۲: باغ امید کذا در ہفت اقلیم ـــــ س ۳: شاہ قوام الدین .... رسانیدند ہفت اقلیم میں شاہ قوام الدین کے حال میں[1] اس واقعہ کی تفصیل دی ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ قوام الدین نے یہ باغ امیدی سے مانگا اسنے انکار کیا اسپر شاہ صاحب نے چند درخت وہاں کے اپنے آدمیوں سے کٹوا دئے - امیدی کو خبر لگی تو کہا: این نوع اعمال از خروگا و صادر می شود عجب کہ خدام شاہ بدین شیوہ عمل نمودہ باشند، شاہ نے یہ بات دل میں رکھی اور کچھ عرصہ کے بعد چند آدمیوں کو آمادہ کیا جنہوں نے ایک رات امیدی کو قتل کر دیا، چونکہ شاہ اسمٰعیل[2] انہی دنوں میں فوت ہوا تھا کسی نے شاہ صاحب سے باز پرس نہ کی - طہماسپ تخت نشین ہوا - تو یہ سنکر کہ قوام الدین نے بہت لوگوں کو مرید کر لیا ہے اور ایک قلعہ نہایت مضبوط

[1] بنیل طہران [2] شاہ اسمٰعیل ۹۳۰ میں فوت ہوا

Marfat.com

بنایا ہے - اسکی بیخ کنی کی فکر میں ہوا اور خراسان سے واپسی ہوتے وقت قوام الدین کو گرفتار کرواکر اسکو خویشانِ مولانا امیدی کے ساتھ قزوین میں حاضر کرایا۔ اور خون مولانا کے بدلے اسکے ڈاڑھی اور سر کے بال مشعل سے جلوا دئے - (" فرمود تا مشعل بر سر و روی او داشتند") اسکے بعد اسکو ایک قلعہ میں قید کر دیا اور وہیں وہ مرا' شاہ قوام الدین کی تاریخ گرفتاری کسی نے "درشتم" نکالی یعنی ۹۴۴ ـــــ س ۶ :

افضل تامی : ہفت اقلیم میں ہے : از عنفوان جوانی تا ہنگام پیری در خدمت مولانا امیدی بسر بردہ ـــــ س ۱۲ : سال **تاریخ الخ** افضل نے امیدی کی تاریخ وفات ۹۲۵ بتائی ہے۔ اور تحفۂ سامی میں بھی یہی ہے - مگر حبیب السیر اور لب التواریخ میں ۹۳۰ ہے (دیکھو ریو ص ۱۰۱۹) ' لب التواریخ میں لکھا ہے کہ امیدی ربیع الاول ۹۳۰ھ میں قتل ہوا اور یہ بیان صاحب ہفت اقلیم کے اس قول کے مطابق ہے کہ شاہ اسمٰعیل کی وفات کے باعث محرک قتل سے باز پرس نہ ہو سکی - کیونکہ شاہ اسمٰعیل ۱۹ رجب ۹۳۰ھ سے (جو اسکے جانشین کی تاریخ جلوس ہے)

---

[1] عالم آرای ص ۴۹ پر ہے کہ ۹۴۴ میں طہماسب خراسان سے عراق کو روانہ ہوا ـــ خلاصۃ الاخبار (فہرست بادلی عمود ۳۰۳ نمبر ۳۱) میں محرک قتل امیدی کا نام شاہ نعمت اللہ والد شاہ قاسم نوربخش دیا ہے مگر یہ درست معلوم نہیں ہوتا [2] سام مرزا نے تحفۂ سامی حدود ۹۵۷ میں لکھی [3] یہ کتاب ۹۳۰ میں ختم ہوئی - اسمیں لکھا ہے کہ امیدی ۹۲۷ میں درمش خان کے ساتھ ہرات گیا اور دو سال کے بعد وطن لوٹا اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد قتل ہوا - (امین رازی نے لکھا کہ امیدی ۹۲۸ میں ہرات گیا الی آخر القصہ) خوشگو (فہرست بادلی عمود ۲۱۳ نمبر ۴۷) کہتا ہے کہ وہ ۹۲۳ میں ہرات گیا اور ۹۲۵ میں واپس آیا اور مارا گیا [4] ۹۴۸ھ میں لکھی گئی ' [5] حیرانی یہ ہے کہ امین احمد نے تامی کا مصرعہ (= ۹۲۵) بھی دیا ہے کہ یہ اس واقع کی تاریخ ہے اور یہ بھی لکھا کہ شاہ اسمٰعیل انہی دنوں میں فوت ہو چکا تھا (جو ۹۳۰ کا واقعہ ہے) ! [6] عالم آرای ص ۳۲ '

Marfat.com

کچھ پہلے فوت ہوا -

صفحہ ۱۳۲

۱۰- شرف جہان قزوینی

س ۴ : و این قاضی جہان الخ میرزا علاء الدولہ نے نفائس المآثر میں جو ۹۷۳ اور ۹۷۶ کے درمیان تصنیف ہوئی قاضی جہان کی نسبت لکھا ہے کہ وہ سنہ ۹۳۰ میں شاہ طہماسپ کا (جو اسی سال ۱۱ برس کی عمر میں تخت نشین ہوا) وکیل مقرر ہوا اور ڈیڑھ سال تک سارے ملک ایران پر کامل اختیارات سے حکومت کرنے کے بعد (بقول اسکندر منشی منازعہ تکلو و استاجلو سے کنارہ کش ہونے کے خیال سے) مستعفی ہوگیا - سنہ ۹۴۲ میں دوبارہ وکیل بنا اور ۱۴ سال تک وکیل مطلق العنان رہا، سنہ ۹۵۰ میں ہمایوں عراق گیا تو یہ خدمات پسندیدہ بجا لایا، سنہ ۹۶۰ میں فوت ہوا - صاحب نفائس نے تاریخ کہی[1] : ع خرد گفتا کہ قاضی نیک بودہ نیز دیکھو عالم آرای ص۱۱۰ ببعد جہان بعض اور تفصیلات بھی دی ہیں ——— س ۱۵ : امّا چون قرة العیون ۹۶۰ .... سپرد، صاحب میخانہ نے حالات کچھ بھی نہیں دیے - نفائس میں جو کچھ لکھا ہے اسکا ماحصل یہ ہے کہ میرزا شرف جہان شروع میں مولانا نظام الدین احمد قزوینی کے پاس پڑھتا رہا - پھر شیراز جاکر میر غیاث الدین منصور (۹۰۰-۹۴۸) سے علوم معقولہ پڑھے یہانتک کہ استاد سے مستغنی ہوا - بعد ازاں قوت طبع اور مطالعہ سے حواشی تجرید [illegible] اسطرح یاد کیے کہ اسکی مجلس میں کوئی بول نہ سکتا تھا - خطا [illegible]

---

[1] میرزا علاء الدولہ نے عربی لفظوں میں لکھا ہے کہ قاضی جہان ۹۷۱ میں فوت ہوا مگر تاریخ فوت جو درج کی ہے اس سے ۹۶۰ نکلتا ہے اور یہی ۹۶۰ عالم آرا میں دیا ہے،

Marfat.com

فصاحت اور حسن ادا میں ضرب المثل اور پابند شریعت، متابع سنّت تھا۔ چارشنبہ کے دن صبح کے وقت ۱۸ ربیع الآخر ۹۱۲ھ کو پیدا ہوا اور اتوار کے دن ضحوۂ صغرا کے وقت ۷ ذیقعدہ ۹۶۸ھ کو قزوین کے ایک گاؤں میں فوت ہوا۔ مولانا مجازی نے تاریخ کہی: آہ آہ شرف از جہان شدہ (ہفت اقلیم میں اسکی ولادت ۹۰۲ میں اور وفات ۹۶۳ میں دی ہے مگر مادۂ تاریخ وفات وہی دیا ہے جو نفائس میں ہے اور جس سے ۹۶۰ حاصل ہوتا ہے۔ سپرنگر (صفحہ ۵) نے نفائس کے ایک نسخہ سے تاریخ وفات شرف کی ۹۷۱ دی ہے۔ مگر جو نسخہ میرے سامنے ہے اسمیں صاف طور پر عربی الفاظ میں ۹۶۸ دئے ہیں۔ اور یہی تاریخ درست معلوم ہوتی ہے ـــــ س ۱۹: واز نظر الخ عالم آرای (صفحہ ۱۲۹) میں ہے کہ ایک زمانہ میں شرف طہماسپ کا ہم صحبت تھا مگر آخر میں نہ جانے کیا خیال ہوا شاہ نے شعرا سے توجہ ہٹالی صفحہ ۱۳۳ س ۵: دیوان:۔ اسکے نسخوں کے لئے دیکھو فہرست بانکی پور ... ج ۲ صفحہ ۱۶۰ ـــــ س ۹: عدد آن الخ مگر تقی کاشی نے تعداد ابیات شرف ۳ ہزار بتائی ہے (فہرست بانکی پور ۲: ۱۵۷) ـــــ س ۱۳: میرزا حسابی نفائس میں اسکے ترجمہ میں لکھا ہے:۔ جوانی ست در نہایت حسن و محبوبی و باعشاق در مقام لطف و خوبی، طبعی

---

۱ نفائس میں الفاظ میں 'اثنا عشر و تسعمائہ' لکھا ہے ۲ سپرنگر نے بظاہر قاضی جہان کی تاریخ وفات کو غلطی سے شرف کی تاریخ وفات سمجھ لیا ہے ۳ تقی کاشی (سپرنگر صفحہ ۲۲) اور صحف ابراہیم (فہرست بانکی پور ۲: ۱۵۸) وغیرہما نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ میرزا علاء الدولہ قزوینی نے جس تفصیل سے اپنے ہموطن اور معاصر شرف جہان کی تاریخ پیدائش و وفات بیان کی ہے۔ اسی سے اور اس امر سے کہ اسنے شرف کے ماتم میں اشعار بھی کہے ہیں جو اس کے ترجمہ میں درج کئے ہیں یہ ظاہر ہے کہ وہ اسکو بخوبی جانتا تھا۔ میری رائے میں تاریخ پیدائش و وفات شرف جو اسنے دی ہے قابل اعتماد ہیں ۴ شرف کی شاعری کی ایک بڑی خصوصیت معاملہ بندی ہے مثلاً اسکی نسبت کہتا ہے: اوابداست، نیز دیکھو شعر العجم ۲: ۲۰۱، و خزانہ بدریجہ فہرست مطالب

Marfat.com

مستقیم و ذہنی قویم دارد ، در موسیقی صاحب وقوف است وکارہا وصوتہا بستہ ،
امین رازی نے لکھا ہے کہ حسابی اعیان نطنز سے تہا ، اور ہر ہنر اور علم میں دخل
رکھتا تھا مگر کسی کو کمال تک نہیں پہنچایا اسلئے ظرفا اسے وکانِ پس کوچہ کہتے تھے۔
البتہ موسیقی و ادوار میں ماہر کامل تہا ، تقی کاشی نے خلاصۃ الاشعار میں مفصّل
ترجمہ اس کا دیا ہے۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ آقا سلمان معروف بہ مرزا حسابی
خواجہ قاسم مستوفی کا بھتیجا اصلاً نطنزی ہے مگر نشو ونما اسنے کاشان میں پایا۔
جوان خوش مشرب ۔ نیک خلق ، اور لطیف طبع ہے ۔ جامعیّت جو اس کو
حاصل ہے دنیا (!) میں کسی کو نہ ہوگی خصوصاً طب ، تصوّف اور موسیقی میں
باکمال ہے ۔ موسیقی میں اسکے عمل ہائے خوب شہرہ آفاق ہیں ۔ دیباچہ گلستاں
کی شرح اسنے تین ہزار بیت اسطرہیں لکھی ہے ۔ بقول بعض ثقات ملّا علی قوشچی کے
رسالہ ہیئت پر اسنے عربی میں شرح لکھی ۔ ایک جغرافیائی کتاب اوصاف البلاد کی
تالیف میں عرصہ سے مصروف ہے ۔ شاعری میں طبع شگفتہ رکھتا ہے[1] ——
ضمیری اصفہانی : نفایس المآثر میں اسکی نسبت لکھا ہے ، قوت طبع و زور شعر
دارد ، دیوانی زیادہ از دہ ہزار بیت ترتیب کردہ از قصاید و غزلیات وغیرہ ، در علوم
ریاضی شاگرد استاد البشر میر غیاث الدین منصور است و در احکام رمل ماہر است ،
وسلیقہ اش بآن موافقت دارد و در علم فلاحت و رعایت باغات و بساتین و مساحت
بی نظیر است ، تقی کاشی نے اسکا نام کمال الدین حسین بتایا ہے ۔ اور لکھا ہے کہ دم
تحریر تک اسنے لاکھ شعر کہے ہیں (تقی نے اسکی ۶ مثنویاں اور دو دیوان گنے
آزر کہتا ہے کہ اسکا کلام سب ضائع ہوگیا مگر صاحب مخزن الغرائب [illegible]

---

[1] نیز دیکھو عالم آرای صفحہ ۱۳۳ و آتشکدہ صفحہ ۱۶۵ (بذیل اصفہان)

Marfat.com

کلیات مولانا را فقیر در جہان آباد دیدہ ' آذر نے یہ بھی کہا ہے کہ اسکے خیال میں تمامی عمر مولانا لیلا و نہارا سرّا و جہرا وقا بخواندن کتب مرقومہ (یعنی مصنفاتش) نمی کند تا بگفتن چہ رسد' خلاصہ چون غرابت داشت نوشتم" ہفت اقلیم میں اسکا ترجمہ دیا ہے ماحصل اسکا یہ ہے کہ ضمیری کا باپ باغ نقش جہاں کا معمار تھا اسلئے ابتدا میں باغبان تخلص کرتا تہا۔ وہ میرزا شرف کا معاصر تہا۔ رمل دانی کی وجہ سے طہماسپ صفوی نے اسکو ضمیری تخلص بخشا۔ اکثر متاخرین کے دیوانوں کے جواب اسنے لکھے ہیں (ان دیوانوں کی تفصیل بھی دی ہے)۔ ضمیری سلطان محمد صفوی (۹۸۵-۹۹۴) کے عہد کے شروع میں فوت ہوا (ریو بحوالہ دآلہ)

صفحہ ۱۳۴

س ۱: ہفت اقلیم میں یہ شعر دیا ہے —— س ۲: جعفر بیگ یعنی مرزا قوام الدین بن میرزا بدیع الزمان قزوینی عنفوان شباب میں ہندوستان آیا اور ۹۸۵ھ میں پہلی دفعہ اکبر کے سامنے پیش ہوا۔ ۹۹۲ھ میں اسکو آصف خان کا خطاب ملا۔ ۱۰۲۱ھ میں فوت ہوا (دیکھو بلاکمین ص۴۱۱) جعفر اور جعفری تخلص کرتا تہا۔ اس کی مثنوی خسرو شیرین ہمیشہ بہار (سپرنگر ص۱۲) میں مذکور ہے۔ اسکے نسخوں کیلئے دیکھو فہرست بادلی ۱۰۶۱ھ بعد' جہانگیر نے لکھا ہے کہ یہ مثنوی اسکے نام پر لکھی گئی (ترجمہ تزک ۱: ۲۲۲)

صفحہ ۱۴۱

۱۱ - قاسم گونابادی

س ۱۵: بمزید علم و ادب الخ نفائس المآثر میں ہے: در ریاضیات بی بدل زمان

لہ عالم آرای (ص۱۲۹) سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۹۸۴ میں زندہ تہا ۲ خلاصۃ الکلام (فہرست بادلی ۲۹۶ نمبر ۱۷ ۳ منقول عنہ میں ریاضات ہے ؛

Marfat.com

خود است، استفادہ علوم درخدمت علّامۂ دہر استاد البشر میر غیاث[1] الدین منصور شیرازی نمودہ، ریاض الشعرا میں ہے: در ریاضی ریاضت نام کشیدہ، و درین علم سرآمد سروران گردیدہ، درمجلس میرزا الغ بیگ با مولانا علی قوشچی مباحثات نمودہ است (ہفت آسمان ۱۳۶)

صفحہ ۱۴۲

س ۳: برادر میرزا الخ تحفہ سامی کے اقتباس مندرجہ حاشیہ ۲ کی تائید ہفت اقلیم سے بھی ہوتی ہے، امین رازی لکھتا ہے: میرزا قاسم از معارف سادات آن دیار بودہ اگرچہ ہموارہ کلانتری آن ولایت بدان سلسلہ تعلق می داشت امّا میرزای مذبور ازان شغل استعفا خواستہ آن شغل را بہ برادر حوالت فرمود ازین سبب باختلاط فضلا و شعرا بخدمت او اتفاق بسیار افتادی و حضرتش مجمع فصحا و ظرفا بودی ——

س ۷: و ہر قسم شعر گفتہ الخ سام مرزا نے تحفہ سامی میں یہی چار کتابیں قاسمی کی شمار کی ہیں جو میخانہ میں درج ہیں یعنی (۱) شاہنامہ "کہ فتوحات زمان حضرت صاحب قران معفور [شاہ اسمٰعیل اوّل صفوی] را نظم کردہ" (۲) لیلی و مجنون (۳) کارنامہ (۴) خسرو شیرین - مگر میرزا علاء الدولہ نے نفائس میں جو (۹۷۳ سے ۹۷۹ تک زیر تصنیف تھی)، قاسمی کا ایک عریضہ[2] جو اسنے اکبر کو لکھا تھا درج کیا ہے جسمیں کچھ اور کتابیں بھی مذکور ہیں - اس عریضہ میں اپنی تصنیفات کا شمار قاسمی نے یوں کیا ہے:

"کتاب [۱] شاہ نامہ ماضی کہ بہار ہزار و پانصد بیت است

---

[1] ان کی تاریخ پیدائش ۹۰۰ اور تاریخ وفات ۹۴۸ ہے [2] ۱۲ ۱۷ کے قریب تھا جبکہ اس نے یہ عریضہ لکھا

[3] میرزا علاء الدولہ ہندوستان کو جاتا ہوا کاشان سے گذرا تو قاسمی نے ایک نظم بعنوان معراج حضرت نبوی ایک عریضہ کے ساتھ اکبر کو بھیجی اور عریضہ میں اپنی تصنیفات کی تفصیل دی (دیکھو ہفت آسمان ص ۱۳۶)

Marfat.com

و[۲] شاہ نامہ نواب اعلیٰ کہ آن نیز این قدر است
و[۳] شاہرخ نامہ کہ پنجہزار بیت است
و[۴] لیلی مجنون کہ سہ ہزار بیت است
و[۵] خسرو شیرین کہ آن نیز سہ ہزار بیت است
و[۶] زبدۃ الاشعار کہ چہار ہزار و پانصد بیت است
و[۷] مخزن اسرار و گوی چوگاں کہ دو ہزار و پانصد بیت است"

ہفت آسمان میں نمبر ۶ و نمبر ۷ کی عبارت کو یوں بدلا ہے: زبدۃ الاشعار کہ چہار ہزار و پانصد بیت است بجر مخزن الاسرار و گوی و چوگان' اس تبدیلی کی تائید تقی کاشی (اسپرنگر صـ۴۴) کے اس قول سے بھی ہوتی ہے۔ کہ قاسمی نے مخزن کے بحر میں ایک مثنوی لکھی ہے۔ گو زبدۃ کے کسی نسخہ کا پتہ مجھے کہیں نہیں چلا۔ قاسمی کی ایک مثنوی عاشق و معشوق بھی ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے کتاب خانہ میں ہے[۱] ——— س ۹؛ شہنشاہ[۲] نامۂ قاسمی کے عریضہ سے ظاہر ہے کہ اس کتاب کے تین حصے ہیں مگر میخانہ میں دو مذکور ہیں۔ میخانہ کے اقتباسات کا مقابلہ ریو (صـ۶۶۱) کے اقتباسات سے کرنے پر معلوم ہوا کہ شاہ نامۂ نواب اعلیٰ میخانہ میں (ظاہراً بہ تقلید تحفۂ سامی) مذکور نہیں ہوا ص ۱۴۳ س ۶: عدد ابیات الخ پر تعداد عریضۂ قاسمی سے مختلف ہے۔

---

[۱] ہفت آسمان صـ۱۳۸ [۲] یہی نام خلاصۃ الاشعار اور خزینۂ گنج الٰہی میں ہے (اسپرنگر صـ۴۴ و صـ۸۳) ——— اس کتاب کے تینوں حصوں کا تفصیلی حال دیکھو ریو صـ۶۶۱ پر' مختصر یہ کہ شاہ نامۂ ماضی میں سلطان حیدر صفوی سے لیکر ۹۱۷ھ تک کے واقعات منظوم ہیں۔ شاہنامۂ نواب اعلیٰ عہد شاہ طہماسپ کی تاریخ ہے اور ۹۶۷ھ کے قریب تک کے واقعات اسمیں درج ہیں اور شاہرخ نامہ میں شاہرخ کے حالات ہیں۔ کتابخانۂ بادلی میں اس کتاب کے پانچ نسخے ہیں (فہرست صـ۵۱۳ ببعد اسمیں سے نمبر ۵۱۴ (تحریر ۱۱۰۵) میں کتاب کا نام شہنشاہ نامہ دیا ہے۔

Marfat.com

سپرنگر نے ایک نسخہ ۹۸۲ کا تحریر شدہ دیکھا جسمیں ۲۷۴۰ بیت تھے۔ (دیکھو فہرست اودھ صفحہ ۵۳۴) ——— س ۱۲: کارنامہ اسکو گوی وچوگان بھی کہتے ہیں (دیکھو ریو صفحہ ۶۶۰) تعداد ابیات کے لئے دیکھو اقتباس عریضۂ قاسمی ——— قاسمی کی مثنویوں کو مجموعی طور پر خمسۂ قاسمی کہتے ہیں۔

صفحہ ۱۴۴

س ۱۰: دو ساقی نامہ نفائس میں ۳۰ بیت ساقی نامۂ گونا بادی کے دئے ہیں۔ جو معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ نامہ کے دفتر دوم سے لئے گئے ہیں ——— س ۱۲: خواجہ حبیب اللہ دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۲۷ س ۳ پر ——— س ۱۴: مولف میخانہ نے قاسمی کی تاریخ وفات نہیں دی۔ ریو (صفحہ ۶۶۰) نے لکھا ہے کہ صحیح تاریخ وفات اسکی معلوم نہیں۔ نفائس کا جو نسخہ میرے سامنے ہے اسمیں قاسمی کے ترجمہ کے حاشیے پر لکھا ہے:۔ وفات میرزا قاسم گونا بادی در افضل التواریخ در سنہ اثنین و ثمانین و تسعمائۃ مضبط نمود، مرنے سے پہلے قاسمی نے اپنی جایداد امام علی رضاؑ کے روضہ پر وقف کر دی، یہ جایداد بقول امین احمد قریباً دس ہزار تومان کی مالیت کی تھی۔

۱۲۔ وحشی یزدی

ص ۱۵۲ س ۱۳: شاعری متین الخ ہفت اقلیم میں ہے: لآلی آبدار مثنویش زینت قلادۂ فصاحت است و فرائد شاہوار غزلش خاتم بازوی بلاغت "عالم آرای

---

[1] بہ حکومت صفویہ کی ایک تاریخ ہے جو عباس اول (۹۸۵-۱۰۳۸) کے زمانہ میں لکھی گئی برٹش میوزیم میں صرف جلد اول کا دفتر اول ہے۔ جسمیں شاہ طہماسپ (۹۳۰-۹۸۴) کے عہد کے واقعات درج ہیں (دیکھو ضمیمہ فہرست ریو صفحہ ۳۷)

Marfat.com

میں (صـ۱۳۲ پر) ہے کہ (مولانا وحشی) در غزل و مثنوی یگانۂ دہر است، مخزن الغرایب میں ہے: وی طرز بابا فغانی شیرازی اختیار نمودہ و شوخی و طراحی و ادا بندی بران افزودہ، بر انواع سخن قادر است، پیروی او بسیار مشکل .... از زبان عشق آگاہ است، لہذا کلام او مقبول خاص و عام است، ـــــ س ۱۴: مولدش از بافق الخ سماک بہ آتشکدہ (صـ۱۱۱): اصل آنجناب از بافق من اعمال کرمان است امّا چون اکثر اوقات مولانای مذبور در دار العباد یزد بسر می بردہ مشہور بہ یزدی شدہ، ـــــ س ۱۷: بہ کاشان آمدہ الخ تقی کاشی نے لکھا ہے کہ جن دنوں نواب خان میرزا ولد اعتماد الدولہ العلیہ امیر معصوم بیگ صفوی حاکم کاشان تھا۔ غضنفر اور وحشی میں جھگڑا ہوا کہ دونوں میں سے اشعر کون ہے۔ نواب کے سامنے انہیں مشاعرہ ہوا تو اسنے غضنفر کو ترجیح دی اور خلعت بھی عنایت کی (یہ قریباً سنہ ۹۶۰ھ کا واقعہ ہوگا) یہی غضنفر کہتا ہے رُباعی

وحشی و برادرش کہ خلوت کردند ، در ملک سخن رفع خصومت کردند
ہر شعر کہ در کہنہ کتابی دیدند ، بردند و برادرانہ قسمت کردند

(خلاصۃ الاشعار۔ ترجمہ میر ضیاء الدین غضنفر کاشی)

تقی نے ملا فہمی کاشی کا ترکیب بند بھی دیا ہے جو وحشی کی ہجو میں ہے اور جسمیں اسکو (اور اسکے مرحوم بھائی کو) چوری کا الزام دیتا ہے اور وحشی کو ملحد اور شافعی بتاتا ہے۔

(خلاصۃ الاشعار ترجمہ ملا فہمی)

مخزن الاشعار میں ہے: اورا با ملا محتشم کاشی مشاعرہ واقع شدہ ہمدگر را ہجوہای رکیک کردہ اند، [سفینۂ خوشگو میں ہے کہ مولانا وحشی ابتدای عہد اکبری میں سندھ آیا۔ یہ بات اور کسی تذکرہ میں نظر نہیں آئی۔ معلوم نہیں کہانتک صحیح ہے دیکھو فہرست بادلی محمود ۲۱۷ نمبر ۱۹۸]

Marfat.com

صفحہ ۱۵۳ س ۱۰ : **فاما برادرم الخ** فہرست بانکی پور میں (ج ۲ صفحہ ۱۷۴ پر) ہے کہ بعض تذکرہ نویسوں نے وحشی اور اسکے چھوٹے بھائی مرادی بافقی کو مولانا شرف الدین علی بافقی کا شاگرد بتایا ہے جو ظفرنامہ کا مشہور مصنف ہے - پھر صاحب فہرست نے اس بیان کی تغلیط کی ہے - اس بنا پر کہ مولانا شرف الدین ۸۵۸ میں فوت ہوئے یعنی وحشی کی پیدائش سے پہلے، مرآت آفتاب نما اسوقت میرے سامنے ہے اس میں بھی لکھا ہے کہ وحشی شرف الدین علی یزدی کا شاگرد تھا - لیکن ان تذکرہ نویسوں کو دھوکا ہوا ہے - کیونکہ تقی کاشی نے (فہرست سپرنگر صفحہ ۳۵) وحشی کو جس "شرف الدین بافقی" کا شاگرد بتایا ہے - اور صاحب ہفت اقلیم اور صاحب خزینۂ گنج الٰہی نے (فہرست سپرنگر صفحہ ۷۹) اسی کا نام شرف الدین علی بافقی لکھا ہے وہ علی یزدی صاحب ظفرنامہ سے الگ شخص ہے - وحشی کا استاد بہامپ صفوی کے زمانہ کا ایک قاضی تھا - اسکے ترجمہ کے لئے دیکھو ہفت اقلیم بہ ذیل یزد ——

س ۸ : **اسم من شمس الدین محمد الخ** فہرست بانکی پور (ج ۲ صفحہ ۱۷۴) میں وحشی کا نام کمال الدین دیا ہے - مگر معلوم نہیں یہ نام صاحب فہرست نے کس ماخذ سے لیا ہے -

صفحہ ۱۵۴

س ۱ : **کلیات وحشی الخ** صاحب خیخانہ کے حساب سے کلیات میں قریباً ۶ ½ ہزار بیت تھے - مگر تقی اوحدی نے اسکا ایک کلیات جمع کیا تھا - جس میں ۹ ہزار بیت تھے - (فہرست بانکی پور صفحہ مذکورہ بالا) اس میں تین مثنویاں تھیں، ناظر و منظور، خلد برین اور فرہاد و شیرین (اس ناتمام مثنوی میں ۱۱۵۰ بیت تھے) خلد برین ۱۲۸۸ میں کلکتہ میں طبع ہوئی - اور فرہاد و شیرین کلکتہ میں مطبع [illegible] بجز خسرو شیرین نظامی) کی نسبت سندیلوی کتاب [illegible]

۱؎ سندیلوی نے مخزن الغرایب میں ناظر و منظور سے ۸۰ شعر انتخاب کرکے لکھے ہیں -

Marfat.com

بسیار بدگفتہ، فرہاد وشیرین کی سب نے تعریف کی ہے۔ اس ناتمام مثنوی کو وصال شیرازی نے تمام کیا (مجمع الفصحا ۲: ۵۲۸)، کلیات کے قلمی نسخوں کی تفصیل کے لئے دیکھو فہرست بانکی پور، ـــــ س ۷: مخزن الغرایب میں اس غزل کا پہلا اور آخری شعر دیا ہے اور تین شعر اور دئے ہیں جو میخانہ میں نہیں یعنی

یک وعدہ خواہم از تو کہ باشم در انتظار — حاکم توئی در آمدن دیر و زود خویش
از چشم من بہ خود نگر و منع کن مرا — بی اختیار اگر نشوی در سجود خویش
بزم نشاط یار کجا وین فغانِ زار — وحشی نوای مجلس غم کن سرود خویش

س ۱۲: حیات را بموکلان قضا الخ آتشکدہ میں ہے: گویند در مجلس بادہ پا بہ عالم بقا نہادہ ـــــ س ۱۹: تقی کاشی نے جو وحشی کا معاصر تھا۔ اس کا سن وفات ۹۹۱ یا ۹۹۲ بتایا ہے (سپرنگر ص۳۵)

صفحہ ۱۶۲

۱۳۔ حسین ثنائی

س ۷: فصیحی نادرہ گوی ..... یافتہ، ہفت اقلیم میں (بذیل نیشاپور) ہے: در فراہم آوردن الفاظ غریب و معانی دقیق نظیر و عدیل نداشت ..... بقصیدہ کہ شگرف ترین انواع سخن است او زیادہ رغبت فرمودہ و بنای آن را نوعی نہادہ کہ از رگِ اندیشہ خون چکانیدہ بدایونی (۳: ۲۰۸) کہتا ہے کہ ہندوستان آنے سے پہلے سب اسکو استاد مانتے تھے مگر یہاں آیا تو وہ شوق بسبب حد افسردگی سے مبدل ہو گیا اور اسپر اعتراضوں کی بوچھاڑ ہونے لگی[1]

[1] بتلا کہتا ہے: مرزا مغرالیہ یعنی جاہی نہایت احسان در باب آن یگانہ دوراں مرعی می داشت بالآخر ہندوستان آمدہ با مولانا ولی دشت بیاضی و غزالی و شیخ فیضی و مولانا عرفی علیہم الرحمۃ مشاعرات و مباحثات نمودہ دگر ولی ہند میں نہیں آیا دیکھو سرو آزاد ص۱۸، اس سے ایران میں مہاجات ہوئی تھی)

Marfat.com

پھر لکھتا ہے : دیوان او مشہور است و مثنوی خوب دارد اگرچہ عامی بیمادہ است و عبارتش وفا بآن قصیدہ ہائی بلند او نمی کند امّا بہرحال شاعر طبیعت است و در ہمہ اقسام سخن غیر از توحید و موعظت و نصایح و حِکَم دستگاہی طرفہ دارد ' اور صفحہ ۲۸۵ پر ہے : او (یعنی عرفی) و حسین ثنائی از شعر عجب طالعی دارند کہ ہیچ کوچہ و بازاری نیست کہ کتاب فروشان دیوان این دو کس را گرفتہ در سر راہ نہ ایستند و عراقیان و ہندوستانیان نیز بہ تبرک می خرند' عالم آرائی (صفحہ ۱۳۱) میں ہے : شاعر قصیدہ گوی است ' معانی بلند دارد امّا در شعر قصیدہ ہا پیچیدہ می کند (کذا) کہ طبع اکثر سخن سنجان روزگار را از ادراک معنی آن قاصر است ' آتشکدہ (صفحہ ۷۵) میں ہے : بزعم فقیر یا کسی فہم معنی کلام ایشان ندارد یا کلام ایشان معنی ندارد' مخزن الغرائب میں ہے : معانی بلند و دقیق دارد کہ طبع اکثر سخن سنجان از ادراک معنی آن قاصر است' در عہد ..... اکبر بادشاہ بہند آمدہ دران زمان قریب صد نفر شاعر مکمل و محکم گو مثل عرفی و نظیری بپایہ سریر ..... مجتمع بودند ہیچکدام دعوی مقاومت و ہمسری با او نداشتند

——— **س ۱۰ : غیاث الدین علی** آتشکدہ میں ثنائی کے باپ کا نام عنایت مرزا دیا مگر وہ درست نہیں ' بقول بلاکمین (صفحہ ۵۶۳ حاشیہ ۲) کہتے ہیں کہ اسنے دیوان میں اپنے والد کا نام غیاث الدین محمد مشہدی بتایا ہے **صفحہ ۱۶۳ س ۱۴ :** سلطان ابراہیم (جاہی تخلص) مرزا بہرام کا دوسرا لڑکا اور شاہ اسمٰعیل اول صفوی کا پوتا تھا ۔ شاہ طہماسپ نے اسکو اپنا داماد بنایا ۔ شاہ کے فوت ہونے کے وقت وہ درگاہ معلّٰی میں لیشیک آقاسی کے عہدے پر فایز تہا ۔ اور بسبب اپنی قابلیت اور استعداد اور عقلمندی کے شاہ طہماسپ کے نزدیک معزز و محترم اور [illegible] مشورت تھا ۔ یہ شہزادہ انواع فضل و کمال سے آراستہ تھا ۔ [illegible] تعلیق خوب لکھتا تھا ۔ مصوری میں نازک قلم ' علم موسیقی اور علم ادوار میں سرآمد روزگار اور درودگری ۔ سازتراشی اور خاتم بندی میں ماہر کامل تہا ۔ خراسان میں وہ اکثر شعرا ——

Marfat.com

ساتھ ہم صحبت رہتا اور خود بھی شعر کہتا تھا - کتب خانہ اسکا نہایت عمدہ تھا - پرانے استادوں کے خطوط اور بیمثل مصوروں کی تصویریں اور اس قسم کے اور نوادر اس کی سرکار میں بہت تھے - اسی طرح اسکا چینی خانہ رشک نگارخانۂ چین تھا - ۱۵ صفر ۹۸۴ھ کو شاہ طہماسپ فوت ہوا[1] تو اسکے جانشین شاہ اسمٰعیل ثانی نے اسکا عہدہ بدل کر اسکو مہردار مقرر کیا اور چند ماہ بعد اس سے مکدّر ہو کر اسکو قتل کرا دیا (دیکھو عالم آرای عباسی صـ۱۰۳ و صـ۱۴۸ ببعد) اسکندر منشی نے صاف طور پر تاریخ اس واقعہ کی بیان نہیں کی - مگر چونکہ شاہ اسمٰعیل ثانی کی تاریخ جلوس ۲۷ جمادی الاولیٰ ۹۸۴ھ ہے اور تاریخ وفات ۱۴ رمضان ۹۸۵ھ ہے[2] - یہ واقعہ انہی حدود کے درمیان ہوا - باقی تاریخیں جو صفحہ ۱۶۴ کے حاشیہ ۴ میں دی ہیں محال ہیں ——— س ۲۰ : در سنہ : غالباً ۹۷۲ ہونا چاہیے - عالم آرای صـ۹۶ پر مجملاً ہے کہ : بعد از واقعہ قزاق تکلو کہ معصوم بیگ صفوی با فوجی از امراء عساکر بدفع شر او مامور گشتہ بود چنانچہ در طی تحریر آن احوال سمت گذارش یافتند فصیل پذیر گردید (کذا) نواب شاہزادگی حسب الامر ..... بپایہ سریر اعلی آمدہ ' لیکن باوجود تلاش کے عالم آرای کے پہلے صفحوں میں یہ تفصیل نہیں ملی - بلاکمین (صـ۴۲۶) نے لکھا ہے کہ قزاق خان محمد خان شرف الدین اغلی حاکم ہرات کا لڑکا تھا - باپ کے مرنے کے بعد اسکا جانشین ہوا مگر شاہ طہماسپ نے اسکے بغی و عناد کی وجہ سے ۹۷۲ھ میں معصوم بیگ صفوی کو اسکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا - قزاق ان دنوں میں بیمار پڑا اور شاہی فوج کے ہرات پہنچنے پر مرگیا - معصوم نے اسکی تمام جائداد ضبط کر لی - اسکا بیٹا جعفر ہندوستان کو بھاگ آیا - اور اکبر نے اسکے ساتھ اچھا سلوک کیا جعفر کی جاگیر پنجاب میں تھی -

[1] عالم آرای صـ۹۴ [2] ایضاً صـ۱۴۸ و صـ۱۵۶

Marfat.com

صفحہ ۱۶۴

س ۴ : معصوم بیگ صفوی شاہ طہماسپ کے عہد میں پہلے امیر دیوان تھا - پھر وکیل السلطنت ہوا اور اس عہدے کو ایالت اور سپہداری کے ساتھ جمع کرکے چند سال تک انتظام دولت میں مشغول رہا - طہماسپ اسے 'عمو اغلی' یعنی عم زادہ کہا کرتا تھا جس زمانے میں مہم قزاق خان اسکو سپرد ہوئی - وہ وکیل السلطنت (وزیر اعظم) تھا - ۹۷۶ میں وہ اپنے لڑکے کے ساتھ حج کو گیا مگر راستہ میں بدوؤں نے دونوں کو مار ڈالا - (اسکندر منشی کہتا ہے کہ رومیوں نے بدعہدی کرکے اعراب بادیہ کے لباس میں اسکو قتل کیا[1]) —— س ۱۶ : شربت مرگ چشیدہ دیکھو صد ۱۶۳ حاشیہ س ۱۴'

صفحہ ۱۶۶

س ۱ : دیوان کے قلمی نسخے عام طور پر ملتے ہیں (دیکھو فہرست بانکی پور ۲ : ۱۸۵أ ——

س ۲ : سکندر نامہ اس مثنوی کا حال فہرست بادلی نمبر ۱۰۴۸ میں دیکھو - جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے - یہ مثنوی سکندر کے حالات میں ہے اور اکبر کے نام پر لکھی گئی ہے - اسکو سد سکندر اور باغ ارم بھی کہتے ہیں -

صفحہ ۱۶۹

س ۱۶ : بدایونی[1] نے ساقی نامہ کا اقتباس اس شعر پر ختم کرکے لکھا ہے : مخفی نماند کہ علامت عامی گری ہا درین ساقی نامہ ظاہر است چہ ہمہ جا 'بیا' را 'بمعنی 'بیار' داشتہ و عبارات اساتذہ را نیز خیال کردہ کہ بر ہمیں معنی بودہ باشد و ازین غافل کہ عبارت ایشان قطعہ واقع است و بیت اول موقوف برثانی ست

---

[1] دیکھو عالم آرای صد ۷۸ ، صد ۸۹ نیز دیکھو صد ۸۸ و صد ۱۰۱ و صد ۹۶ ' سنہ ۹۶۱ میں معصوم بیگ ابھی امیر دیوان تھا - مگر سنہ ۹۶۵ میں وہ وکیل السلطنت بن چکا تھا [2] ۱۳-۲۱۰ '

Marfat.com

صفحہ ۱۷۵

۱۴- عرفی

س ۳ : اشعار او . . . . . نمی تواند زد دیکھو شعرالعجم ج ۳ ص۹۸ ببعد، جہاں عرفی کے کلام کی خصوصیات نہایت تفصیل سے دی گئی ہیں، ہفت اقلیم میں ہے: نظمش عذوبت سلسبیل دارد و نثرش خاصیت فرات و نیل، جزالت باسلاست آمیختہ ولطافت بامتانت جمع آمدہ، مبتلا: شاعریش در مغرب و مشرق و برشیرین زبانیش دانشوران جہان متفق، واغستانی: عرفی شیرازی پختگی و شستگی الفاظ و عذوبت کلام و نازکی مضمون را باہم جمع نمودہ است، الحق از شعرا کم کسی باین جلالت شان گذشتہ[1]، خزانہ عامرہ[2] میں ہے: در قصیدہ گوئی صاحب یدطولیٰ ست با وصف آن مخالص او چنان خوب واقع نشدہ . . . . غزل و مثنوی او مرتبہ مساوی دارد، امّا باعتقاد حکیم حاذق پسر حکیم ہمام برادر حکیم ابوالفتح پایۂ مثنوی او کم است، آتشکدہ میں ہے[3]: الحق در مراتب کمالات گوی سبقت از معاصرین ربودہ . . . . در قصیدہ ہرچند طریقہ تازہ کہ خارج از طریق شعرای سابق بود، اختیار کردہ امّا واقعاً بسیار خیالات خوب و عبارات مطلوب دارد، در باب استعارہ اصرار بسیار دارد بحدّیکہ مستمع از معنی مقصود غافل می شود، اسکے بعد مثنوی مخزن اسرار عرفی کی مذمت ہے کہ "بسیار بدگفتہ" اور خسرو شیرین کی نسبت کہا ہے: اگر عیب استعارہ خنک را بسیار نداشت بد نہ گفتہ بود" مجمع الفصحا (۳۰۲) میں ہے: سیاق اشعارش پسندیدہ اہالی این عہد نیست ——— س ۱۰: در ایام حیات . . . . . افتادہ ۹۶۶ھ میں ایک دیوان عرفی نے خود ترتیب دیا تھا۔ پھر مرتے وقت اسنے اپنے دیوان کا مسودہ خانخانان کو بھجوایا اور سرلج اصفہانی نے اسکے حکم سے یہ دیوان ۱۰۲۶ھ

---

[1] ہفت آسمان ص۱۱۱ [2] ص۳۱۹ مگر مرآۃ آفتاب نما میں ہے: تمہید و گریز قصیدہ را طرز نوی ایجاد کردہ [3] ص۲۷۶

Marfat.com

میں ترتیب دیا ان اشعار کی تعداد ۱۴ ہزار بتائی جاتی ہے (شعرالعجم ج ۳ ص ۹۵ ببعد، بلاکمین ص ۵۶۹)
۶ ہزار بیت جو غرق ہوئے ان کے متعلق دیکھو شعرالعجم ص ۹۸

صفحہ ۱۷۶

س ۴: نام پدر عرفی ..... محمد حسین بود مرآت آفتاب نما میں ہے: نامش جمال الدین بن زین الدین بلوی بن جمال الدین سیدی المشہور بہ خواجہ چادرباف، ہمیشہ بہار (سپرنگر ص ۱۲۶) میں ہے کہ اسکا نام خواجہ صیدی تھا۔ لیکن میخانہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ صیدی تخلص اول تھا نہ کہ نام ' —— **س ۸: یاران اہل النخ!** ماثر رحیمی میں ہے کہ باپ کے عہدے کی مناسبت سے عرفی تخلص رکھا (شعرالعجم ۳: ۸۲) —— **س ۱۵: از وطن خروج کردہ النخ** تقی کاشی (سپرنگر ص ۳۷) نے لکھا ہے کہ عرفی ۹۹۴ میں براہ دریا ہندوستان میں آیا۔ اور پہلے احمدنگر میں ٹھہرا[1]، ہفت اقلیم میں (بذیل عرفی) ہے: و او ابتدا از بندر جرون بدکن وارد شد دران ولایت اورا چنانکہ باید دست نداد (کذا) لاجرم متوجہ ہندگردید ' —— **س ۱۶: بسعادت خدمت النخ** ۹۹۷ھ میں جب ابوالفتح کا انتقال ہوگیا تو عرفی نے خانخانان کی ملازمت اختیار کی '

صفحہ ۱۷۷

س ۱۵: قبول شاہد نظم کمال النخ بظاہر کمال الدین اسمٰعیل اصفہانی خلاق المعانی مراد ہے۔ جو ۶۳۵ میں فوت ہوا[2]۔ کمال خجندی (المتوفی ۷۹۳ھ) غزل میں اور کمال اصفہانی قصیدہ میں نامور تھا۔ کمال خجندی کا قطعہ ہے ؎

دو کمال اند در جہان مشہور — یکی از اصفہان دگر ز عجم
این یکی در غزل عدیم المثل — وان یکی در قصیدہ بی مانند

[1] کذا ایضاً در ہمیشہ بہار (سپرنگر ص ۱۲۶) [2] مگر بعض اصحاب تذکرہ نے اسکی وفات ۶۳۵ بعض نے ۶۲۸ میں بتائی ہے '

Marfat.com

نی المثل درمیان این دو کمال نیست فرقی مگر بموئی چند

(خلاصۃ الاشعار کاشی)

صفحہ ۱۷۸

س ۵ : مولانا عرفی ہیچ عیبی الخ آئین میں مجملاً ہے : از کوتاہ بینی درخود نگریست و در پاستانیان زبان طعن کشود، غنچۂ استعداد او نشگفتہ پژمرد، بداؤنی نے لکھا ہے : ازبس عجب و نخوت کہ پیدا کرد از دلہا افتاد و بہ پیری نرسید ——— س ۱۱ : درسنہ اثنی و الف الخ یہ تاریخ تقی کاشی (سپرنگر ص۳۷) نے دی ہے مگر درست نہیں ۔ ابوالفضل نے اکبرنامہ میں ۹۹۹ھ کے واقعات میں اسکی وفات درج کی ہے ہفت اقلیم میں ہے کہ مرض اسہال سے مرا مگر متملا کہتا ہے : با شاہزادہ سلیم . . . خصومیت و محبت مفرط داشت حسادش در عین جوانی مسموم کردند، خزانہ میں ہے کہ عمر اسکی ۳۶ برس کی تھی ہمیشہ بیمار میں ۳۵ یا ۳۶ ——— س ۱۳ : مرزا نظام قزوین الخ یہ صاحب طبقات اکبری نہیں ہے جیسا کہ بعض نے گمان کیا ہے

صفحہ ۱۸۰ س ۱۱ : درسنہ ہزار و بیست و ہفت الخ خزانہ میں رونقی ہمدانی کا ایک قطعہ تاریخ دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہڈیوں کے بجھ پہنچنے کی تاریخ ۱۰۲۷ ہے ۔

صفحہ ۱۸۱

س ۲ : میر صابر صفاہانی خزانہ (ص۳۱۹) سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جہانگیر اور شاہجہان کے عہد میں ہندوستان میں تھا ۔ پہلے صوبہ گجرات میں واقعہ نویس دیوانی تھا ۔

۱؎ ہفت آسمان ص۱۱۲ ۲؎ منتخب التواریخ ج ۳ ص۲۸۵ ۳؎ شعر العجم ۳ : ۹۱، بدایونی (۲ : ۲۸۵) نے "عرفی جوانہ مرگ شدی" تاریخ دی ہے کہ اس سے بھی ۹۹۹ برآمد ہوتا ہے،
۴؎ خزانہ ص۳۵ و سپرنگر ص۱۲۶ ۵؎ مرآت آفتاب نما میں ہے : حسادش بعشق شاہزادہ متہم کردہ در سن ۳۵ سالگی مسموم نمودند

Marfat.com

پھر کل دکن کا واقعہ نویس ہوا۔ میر نے عمر بھر تاہل اختیار نہ کیا اور تجرد میں نیک نامی سے زندگی بسر کی ۱۱۹۱ھ تک وہ واقعہ نویس دکن تھا۔ معلوم نہیں اسکے بعد کبتک جیا۔

صفحہ ۱۸۵

۱۵- اقدسی مشہدی

س ۱۵: مبتلا اور سندیلوی نے اسکا نام محمد اقدس دیا ہے ——— س ۱۶: شاعری رنگین الخ ہفت اقلیم میں ہے: بلطف طبع و دقت سخن ممتاز از ہمگنان است و در طیبت و ہجو مستثنیٰ از اقران' مبتلا کہتا ہے: ذات قدسی آمایش مستجمع فنون کمالات بودہ مفصلاً در تذکرۂ کعبہ عرفان تحریر یافتہ ——— مخزن الغرایب میں ہے: نہایت خوش طبع و ہزّال بودہ' اقدسی حکیم شفائی کا معاصر تھا' شفائی کے دیوان میں اسکی ہجو میں یہ قطعہ موجود ہے:

اقدسی آن کلاغ شوم آواز — کہ بود خانہ زاد قوم یزید

..... خورد ... بغض من چہ عجب؟ — نیست ..... خوردن از کلاغ بعید

نشتر عشق میں ہے کہ وہ شاہ عباس کے منشیوں میں داخل تھا'

۱۶- فیضی

ص ۱۹۵ س ۱: تفسیر بی نقط الخ یعنی سواطع الالہام جو ۱۰۰۲ھ میں تمام ہوئی۔ ایک اور بی نقط کتاب مہار دالکلم کے نام سے فیضی نے لکھی۔ یہ دونوں کتابیں چھپ چکی ہیں۔

——— س ۴: ابیات بی شمار دارد' ابوالفضل نے ان کی تعداد [illegible] ہے۔ مگر بدایونی نے لکھا ہے" دیوان و مثنوی او از بیست ہزار بیت زیادہ است[1]' اور ہفت اقلیم

---

[1] ہفت آسمان ص ۱۲۰ بدایونی (۳: ۳۰۱) فہرست بانکی پور ۲: ۲۰۵ شعر العجم ۳: ۶۹' مخزن الغرایب میں ہے: دیوان و مثنوی او قریب بہ بیست و پنجہزار بیت رسیدہ'

Marfat.com

ہیں ہے " دیوان شعرش پانزدہ ہزار بیت است کہ امروز متداول است" دیوان میں ایک قطعہ تاریخ شیخ مبارک کی وفات پر ہے - جو ۱۰۰۱ھ میں واقع ہوئی - اسلئے ظاہر ہے کہ فیضی نے دیوان مرنے سے دو تین سال پہلے مرتب کیا - فیضی کی تصنیفات اور اسکے کلام پر رائے شعرالعجم ج ۳ صـ۶۲ ببعد پر دیکھو' نیز فہرست بانکی پور ۳ : ۲۰۷ (خصوصاً دیوان کے لئے) ـــــ س ۱۰: ولی نعمت من الخ فیضی نے تعلیم باپ ہی سے تعلیم پائی - (فیضی کے والد اور اس کے خاندان کا حال دیکھو بلاکمین صـ۴۹ اور فہرست بانکی پور ۳ : ۲۰۲ پر) امین رازی نے لکھا ہے: با وجود آنکہ از ہمہ علوم بخشی دارد امّا عربیت و حکمت را بیشتر تتبع نمودہ و در انشا و مکارم اخلاق و انبساط طبع خود بی ہمتاست' نیز دیکھو بدائونی ۳ : ۲۹۹ ـــــ س ۱۴ : ناگاہ منشور التفات الخ یہ جلوس اکبری کے بارھویں سال (۹۷۵) کا واقعہ بتایا جاتا ہے - جب کہ اکبر چتوڑ کی مہم پر گیا ہوا تھا - اسکی تفصیل کے لئے دیکھو وہی ماخذ جو اوپر مذکور ہوئے اور جنمیں حالات ابوالفضل کے بیانات پر مبنی کرکے لکھے گئے ہیں -

صفحہ ۱۹۶

س ۱۱ : نقش سعادت استادی الخ یہ واقعات بہت اختصار سے بیان ہوئے ہیں - اکبر کے دونو توام لڑکے جو ۹۷۲ھ میں پیدا ہوئے ایک مہینے کے بعد مر گئے تھے انکے بعد سلیم ربیع الاول ۹۷۷ھ میں پیدا ہوا - باقی لڑکے لڑکیاں اسکے بعد پیدا ہوئے - پس ظاہر ہے کہ اگر دربار میں آنے کے متصل بعد کا ذکر فیضی نے کیا ہے تو جن بچوں کی تعلیم اسکو سپرد ہوئی وہ اکبر کے اپنے نہ تھے - مگر ممکن ہے کہ وہ چند سال بعد کا ذکر کر رہا ہو - چنانچہ شعرالعجم میں ہے - کہ ۲۴ جلوس میں دانیال کی تعلیم . . . . . اسکے سپرد ہوئی[1] ـــــ س ۱۷ : ہم در حساب امرا . . . گرفتم

[1] بلاکمین صـ۳۸ ببعد' شعرالعجم ۳ : ۴۲' دانیال جمادی الاولی ۹۷۹ھ میں پیدا ہوا'

Marfat.com

فیضی ۴ صدی امرا میں سے تھا، ملک الشعرائی اسکو ۳۳ جلوس اکبری میں ملی[1]۔

صفحہ ۱۹۷

س ۱۴: و در آخر فیاضی تخلص کردہ، فیضی نے قریباً چالیس برس فیضی تخلص رکھا مرنے سے چند ماہ پہلے فیاضی تخلص اختیار کیا۔ ملّا عبدالقادر نے لکھا ہے: در اواخر بہ تقریب خطاب برادر خرد کہ اورا علّامی می نویسند بجہت علوّ شان دران وزن تخلص فیّاضی اختیار نمود و سازگار نیامد و بعد از یک دو ماہ رخت حیات از عالم برلبستہ[2] سے جو اشعار حاشیہ میں نقل ہوئے ہیں وہ نلدمن کے ہیں جو فیضی نے ۱۰۰۳ھ میں ختم کی۔ تھوڑی ہی مدت بعد یعنی ۱۰ صفر ۱۰۰۴ھ کو اسکا انتقال ہوگیا۔

صفحہ ۱۹۸: س ۲: مولد آن عندلیب الخ یہ مقام جمنا کے بائیں کنارے آگرہ کے مقابل میں بابر کے چار باغ کے متصل تھا[3] ——— س ۱۳: پُرس کی بجائے 'بہ رس' پڑھو،

۱۷۔ نوعی خبوشانی

صفحہ ۲۰۰

س ۱۲: شاعری مرغوب الخ ہفت اقلیم میں ہے: بلطف طبع و حدّت فہم اتّصاف داشتہ، ہموارہ چہرۂ معانی را بہ گلگونۂ عبارات تازہ سرخ روئی دست دادہ اشعار دلآویز بمنصّۂ ظہور می رساند، آئین (بلاکمین صفحہ ۶۰۶) میں بھی اسکی شاعرانہ قابلیت کی تعریف موجود ہے۔ سرخوش کہتا ہے: شاعر غرّای اکبر شاہی بود، مثنوی سوز و گداز

---

[1] بلاکمین صفحہ ۴۹۱ بحوالہ اکبر نامہ [2] بلاکمین صفحہ ۵۴۸، بدایونی ۲: ۳۹۹،

[3] فہرست بانکی پور ۲: ۲۰۲،

Marfat.com

گفتہ' مبتلا لکھتا ہے : از فصحای زمان بود' مثنوی سوز و گداز و ساقی نامۂ او مشہور است' مخزن الغرائب میں ہے : سوز و گداز نہایت بلطافت گفتہ ..... اشعارش خوش قماش و نازک واقع شدہ خالی از لطافت و شیرینی نیست' ـــــ س ۱۲ : خبوشان مشہد کے قریب ایک شہر ہے - ہفت اقلیم میں ہے : از جاہای نیک خراسان است'

صفحہ ۲۰۱

س ۱ تا ۱۵ : ہمراہ پدر خود الخ اس سفر کا ذکر اور کہیں نہیں ملا - البتہ فہرست بانکی پور (۳ : ۱۰) میں اس سے مختلف حال نوعی کی سیاحت کا ہے جو بظاہر تقی اوحدی سے لیا گیا ہے ماحصل اسکا یہ ہے کہ نوعی ابتدای زندگی میں باپ کے ہمراہ کاشان گیا اور محتشم کی شاگردی میں ذوق شعر پیدا کیا اور عروض سیکھا - پھر خراسان کا سفر کیا اور نیشاپور اور ابیورد میں چندے ٹھہرا - بعد ازاں مرو پہنچا اور نور محمد خان کی رفاقت میں رہا (دونو کی عمر اس وقت قریباً ۲۰ برس کی تھی - تا آنکہ عبداللہ خان والی توران نے مرو پر حملہ کیا اور نور محمد بھاگ کر شاہ عباس کے پاس پناہ گزین ہوا - اور نوعی خراسان سے ہندوستان آگیا - ان بیانات کو میخانہ کے بیانات کے ساتھ بہت ہی مشکل سے تطابق دے سکتے ہیں - کیونکہ نور محمد خان بن ابوالمحمد خان بن دین محمد خان شیبانی والی ورگنج و مرو و نسا و ابیورد وغیرہ نے عبداللہ خان ثانی اوزبک کو ۱۰۰۰ھ میں مرو اس شرط پر حوالہ کر دیا کہ حاجی محمد خان شیبانی پادشاہ خوارزم سے نسا اور درون وغیرہ کا علاقہ واپس لے دے - جو نام بردہ نے اس سے ۱۰۰۰ھ میں چھین لیا تھا - مگر ۱۰۰۲ھ میں نور محمد خان مایوس ہوکر ایران کو بھاگ گیا اور شاہ عباس کے پاس پناہ لی - پس بیان بالا کے مطابق نوعی ۱۰۰۲ھ میں ہندوستان آیا - ادہر یوسف[۲] خان بن میر احمد رضوی جو سادات مشہد سے تھا اور امرای اکبری

---

[۱] عالم آرای ص ۳۰۱ و ص ۳۰۴ و ص ۳۰۷ [۲] اسکا مفصل حال بلاکمین ص ۳۴۶ ببعد پر دیکھو اسکے لئے صفدر خان کا جو جہانگیر کے چھٹے سال میں صوبہ دار کشمیر مقرر ہوا تھا - میخانہ میں جابجا ذکر آیا ہے -

Marfat.com

میں شامل تھا ۳۲ جلوس اکبری (۹۹۵ھ) میں حاکم کشمیر ہوکر گیا ۳۶ اکبری میں اسنے بعض وجوہات سے استعفا دے دیا۔ مگر کچھ عرصہ بعد دوبارہ اپنے عہدے پر بحال کر دیا گیا۔ ۳۸ اکبری (۱۰۰۲ھ) میں اسکو داروغۂ توپخانہ مقرر کیا گیا۔ اس تفصیل کے مطابق نوعی کو کشمیر میں بمشکل چند ماہ کا قیام میسر آسکتا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ یوسف خان کے پاس اسکا تمام عرصہ قیام بہت مختصر رہ جاتا ہے۔ (دیکھو ذیل میں حاشیہ ص ۲۰ پر) بداؤنی (۳ : ۳۶۱) نے لکھا ہے:- نوعی خود را از نبایرہ حضرت شیخ حاجی محمد خبوشانی ..... می گوید امّا عملش تکذیب آن دعوی می نماید" یہ شیخ بقول امین احمد" از نیکان زمان خود بودہ و نسبت ارادتش بہ چہار واسطہ بمیر سید علی ہمدانی می پیوندد وسی و ہفت خلیفہ صاحب اثر داشت" (ہفت اقلیم بذیل خبوشان) ـــــ س ۲۰ : داخل بساط بوسان الخ ہفت اقلیم میں جو ۱۰۰۲ھ میں ختم ہوئی لکھا ہے: امروز در سلک ملازمان خاص شاہزادہ دانیال انتظام دارد۔

صفحہ ۲۰۲

س ۶ : دیوانش ..... باشد ۔ کلیات نوعی کا نسخہ جو برٹش میوزیم میں ہے اسمیں تعداد ابیات تقریباً اسی قدر معلوم ہوتی ہے جتنی کہ میخانہ میں درج ہے۔ دیوان کے نسخوں کے لئے دیکھو فہرست بانکی پور (۳ : ۱۱) ساقی نامہ نوعی نے خانخانان کے نام اور مثنوی سوز و گداز شہزادہ دانیال کی فرمایش سے لکھی[1] ـــــ **س ۱۱ : بعد انہ حیات شاہزادہ الخ** دانیال ۱۰۱۳ھ میں فوت ہوا۔ سرخوش نے خانخانان کے حال میں لکھا ہے کہ خان نے نوعی کو مکرر صلات و انعامات دئے۔ ایک مرتبہ ۱۴ ہزار روپیہ نقد اور جنس اور خلعت خاصہ اور ایک ہاتھی اور عراقی گھوڑا دیا۔ مگر دیکھو خزانہ ص ۲۳۵ فہرست بانکی پور ج ۳ ص ۱۰) ـــــ **س ۱۲ : در سنہ ثمان عشر و الف**

[1] خزانہ ص ۴۳۵ و ریو ص ۶۷۴ و سرو آزاد ص ۲۳

Marfat.com

خوشگو اور والہ داغستانی نے نوعی کا سن وفات ۱۰۱۹ھ دیا ہے اور صاحب خزانہ (ص ۴۳۶) وصاحب مخزن الغرایب نے بظاہر انہی کی تقلید کی ہے مگر صاحب میخانہ نوعی سے قریب العہد ہے لہذا اسکا قول قابل ترجیح ہے،

صفحہ ۲۱۰ س ۳ و ۹ : آزاد نے اشعار کو اولاً سرو آزاد (ص ۲۳۳) میں نقل کیا ہے۔ پھر خزانہ میں درج کر کے کہا ہے کہ یہ بہت خوب ہیں۔

۱۸- غیاثای منصف

صفحہ ۲۱۶ س ۶ : خردمندی منصف الخ منصف کا حال بہت کم تذکروں میں ہے - ہفت اقلیم (بذیل اصفہان) میں فقط یہ ہے : پارۂ از متداولات را مطالعہ کردہ بدقت سخن و قماش شعر نیک می رسد و منصف تخلص می کند (اسکے بعد اسکے ۶ شعر دئے ہیں) خوشگو (فہرست بادلی عمود ۲۲۲ نمبر ۳۳۶) نے اس کا ذکر کیا ہے مگر کوئی حال نہیں دیا، مخزن الغرایب میں ہفت اقلیم کے حوالہ سے اسکا ذکر کیا گیا ہے۔

——— س ۱۴ : میرزا جعفر الخ دیکھو ص ۱۳۳ ببعد مع حواشی متعلقہ ———

س ۱۷ : میرزا رستم قندہاری میرزا رستم بن سلطان حسین مرزا بن شاہ اسمٰعیل صفوی ۱۰۰۰ھ میں بھاگ کر ہندوستان آیا[1] - اکبر نے اسے پنجہزاری بنایا، ۱۰۵۱ھ میں ۷۲ برس کی عمر میں فوت ہوا (اس کے تفصیلی حال کے لئے دیکھو بادشاہ نامہ ص ۳۱۴ و ترجمہ توزک جلد ۱ ص ۲۶۲، ۱۰۰۶ھ کے قریب اکبر نے اسے خانخانان کے ساتھ دکن بھیجا - جہانگیر نے اسے دکن سے بلوایا جہاں سے وہ ۱۰۲۱ھ میں آیا - اسلئے واقعہ مذکورۂ متن ۱۰۲۱ھ سے پہلے کا ہے

[1] فہرست بادلی عمود ۲۲۴ نمبر ۳۹۱ اور سپہر نگر ص ۵۱۶، سپہر نگر اور ریو نے یہی تاریخ اختیار کی ہے -
[2] اس واقعہ کی تفصیل دیکھو عالم آرای ص ۳۲۶ ببعد پہ،

Marfat.com

صفحہ ۲۱۷

س ۹ : دیوان' بظاہر ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کی فہرست میں صفحہ ۱۲۲ پر اسی شاعر کا کلیات مذکور ہے ـــــ س ۶: تیمورنی' ظاہرا یہ وہی جگہ ہے جسکو اورنگ آباد کے گزیٹیر[1] (صفحہ ۸۴۸) میں (Temburni) لکھا ہے اور جو تیمورنی جاگیر کی ایک بڑی بستی ہے۔ جعفر آباد سے وہ پانچ میل جنوب کی طرف واقع اور ایک مضبوط فصیل سے محیط ہے ـــــ س ۱۷: آقا جعفر ظاہرا آصف خان مراد ہے ـــــ س ۱۸: نظر بیگ دیکھو صفحہ ۵۱۳

۱۹- میرزا غازی ترخان

صفحہ ۲۲۶ س ۵: باد فروش یا بادخوان بھاٹ کو کہتے ہیں' ـــــ

س ۱۲: باباحسن ابدال میرزا شاہرخ بن تیمور کے زمانہ میں ایک ولی[2] تھے غالباً انہی کے نام پر پنجاب کا ایک شہر بھی موسوم ہے۔ میر معصوم بھکّری متخلّص بہ نامی (بن سیّد صفائی ترمذی) شاعر و مورّخ مشہور (مصنّف تاریخ سندھ) ایک کتبے میں لکھتا ہے کہ وہ باباحسن ابدال کے لڑکے سید شیر قلندر کی اولاد سے ہے (بلاکمین صفحہ ۵۱۵' باباحسن سبزوار میں پیدا ہوئے مگر قندہار میں آ بسے (بلاکمین صفحہ ۵۱۵' نیز دیکھو بیل کی ڈکشنری اور جیرٹ کا ترجمہ آئین ج ۲ حاشیہ صفحہ ۳۲۴) اور وہیں دفن ہوئے (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام)

صفحہ ۲۲۸ س ۱۷: دیوان' وقاری کے دیوان کا پتہ ان فہرستوں میں جو میرے سامنے ہیں۔ نہیں ملا'

صفحہ ۲۲۹ س ۱: وقاری خوشگو نے لکھا ہے کہ میرزا کے دو تخلص تھے۔ غزالی

---

[1] طبع بمبئی ۱۸۸۴ء [2] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں ہے کہ باباحسن شاہرخ کے ساتھ ہندوستان آیا'

Marfat.com

اور وقاری (فہرست بادلی عمود ۲۲۷ نمبر ۴۷۲) توزک جہانگیری میں بھی میرزا کی شعرگوئی اور تخلص (وقاری) کا ذکر ہے (ترجمہ توزک ۱: ۳۱۳)، میرزا کا باپ جانی بیگ ترخان بھی شاعر تھا اور حلیمی اسکا تخلص تھا[1] ——— س ۴: اکثر اعزّہ الخ مخزن الغرایب میں ہے، مرد نیکو نہاد و باذل بودہ، فضلا و شعرا را مکرّم داشتی و او طبع روانی داشت، ——— س ۵: ملا اسد اس کا کچھ حال میخانہ ص۴۱۱ بعد پر موجود ہے۔ دیوان مرشد بروجردی سے معلوم ہوتا ہے کہ اسد کو محظوظ خان کا خطاب ملا ہوا تھا[2]۔ اور وہ ۱۰۲۶ھ میں فوت ہوا۔ جیسا کہ ذیل کے قطعۂ تاریخ سے ظاہر ہے۔

قطعہ

دریغا دریغا کہ محظوظ خان رفت — اسد آن جہان ہنر از جہان رفت
زبان کو؟ سخن چیست؟ کز رفتن او — سخن از زبان و زبان از دہان رفت
بماندیم چندان کہ دیدیم مرگش — ازین سود بر ما زیان بر زیان رفت
اسد رفت و تاریخ فوتش ز مرشد — طلب کردو دل گفت: اسد رایگان رفت ۱۰۲۶

طالب آملی رک بہ ص۳۸۶، ——— میر نعمت اللہ وصلی: رک بہ صفحات میخانہ بامداد فہرست اول، خصوصاً بہ ص۲۲۹، ——— بزمی کوز: متعدد بزمی تذکروں میں مذکور ہیں۔ لیکن ممکن ہے کہ یہاں بزمی کرجی مراد ہو۔ جو کچھ عرصہ تک شیراز میں ٹھہرا رہا اور پھر ہندوستان آکر گجرات میں مقیم ہوا۔ اسنے ۱۰۲۸ھ میں بداوت نظم کی[3] جبکہ اسکی عمر ابھی ۲۷ برس کی تھی[4] البتہ اسکا میرزا غازی کے پاس ہونا کسی کتاب میں نظر نہیں آیا ——— س ۷: با وجودیکہ در قندہار الخ میرزا غازی کو رمضان ۱۰۳۵ھ میں حکومت قندہار ملی (ترجمہ توزک ۱: ۳۳۲)

---

[1] بلاکمین ص۳۶۳ [2] بظاہر یہ خطاب میرزا غازی کی طرف سے ملا تھا [3] سپرنگر ص۳۷۶، و فہرست بادلی نمبر ۱۱۲۵،

Marfat.com

پس وہ قریباً پانچ برس وہاں کا حاکم رہا ——— س ۱۲ : در سنہ الخ میرزا غازی کا یہ سن وفات اور کہیں نہیں ملا - البتہ ریو صـ۶۷۹ پر ہے کہ میرزا ۱۰۱۵ھ سے ۱۰۲۱ھ تک حاکم سندھ رہا - اور یہ معلوم ہے کہ وہ مرنے تک حاکم تتہ و قندہار تھا - مگر صـ۱۰۸۴ پر ریو نے اسکی تاریخ وفات صاف طور پر ۱۰۲۱ لکھی ہے جیسا کہ حاشیہ صـ۲۲۹ پر لکھا جا چکا ہے - جہانگیر کو قندہار سے آگرہ میں اسکی وفات کی اطلاع ۱۰ ربیع الاول ۱۰۲۱ھ کے قریب ملی - بیگلار نامہ میں ہے کہ غازی بیگ ۱۱ صفر ۱۰۲۱ھ کو مرا (ریو صـ۹۵) اغلب ہے کہ یہی تاریخ صحیح ہو،

۲۰ - شکیبی اصفہانی

صفحہ ۲۲۴ س ۱۵ : شعراء ہیچ پکی الخ ہفت اقلیم میں ہے : بجودت طبع سلیم و ذہن مستقیم قرار داوۂ اعیان و مسلّم ہمگنان است ' طبع پاکش از اقسام کمالات بہرہ ور و ذہن درّاکش نقاد بسیاری از فنون علم و ہنر ' سرو آزاد (صـ۳۰۳) میں ہے کہ شکیبی خوش فکر شاعر تھا ' - دیوان اسکا کسی فہرست میں نظر نہیں پڑا -

صفحہ ۲۲۵ س ۱۶ : مولدش الخ مخزن الغرایب میں ہے کہ شکیبی مولانا ضمیری کا بھتیجا (یا بھانجا ؟) تھا - سرو آزاد (صـ۱۰۹) میں ہے کہ وہ عبداللہ اماقی کی اولاد سے ہے جسکا ذکر نفحات الانس میں ہے - حاشیہ ۴ کو اسطرح پڑھو : ولادتش در ہمدان

——— حاشیہ ۵ کی ابتدا کی عبارت صـ۲۲۷ پر

صفحہ ۲۲۶ س ۱۰ : ہندکن الخ ہندکن (یا دکن) مرکب جو فارسی میں عام طور پر مستعمل ہے اسکے متعلق دیکھو عالم آرای (آبادی) ... نفحات میں ... دکن ...

توزک جہانگیری میں - اقدات ۳۰ کی ذیل میں ... خانخانان کو ... الدولہ ... گجرات ...

صـ ایلیٹ ۶ : ۳۸۶ صـ ... سلسلہ ... کی ... ذکر ...

Marfat.com

صفحہ ۲۳۷ س ۲۰ : بر بیاض خویش الخ ایلیٹ ج ۶ ص۲۷۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ توزک جہانگیری کا ایک نام بیاض جہانگیری بھی ہے ۔ مگر توزک کو دیکھا گیا۔ اس میں کوئی حوالہ شکیبی کا نہیں ملا ۔

صفحہ ۲۳۸ س ۸ : تاریخ فوت اوست دیکھو حاشیہ ص ۵۳۱ س ۱۶ پر ۔

۲۱ ۔ صحیفی

صفحہ ۲۴۴ س ۱۵ : مولانا صحیفی ہفت اقلیم اور تذکرہ نصرآبادی میں اسکے بیٹے اسیری کا بھی ذکر ہے ۔ جو شاعر تھا ۔ مخزن الغرایب سے معلوم ہوتا ہے کہ تقی اوحدی نے بھی صحیفی کا ذکر کیا ہے[1] ۔

صفحہ ۲۴۵ س ۵ : **مسجد جامع صفاہان** : عالم آرای (ص۵۸۷) میں ہے کہ اصفہان میں ایک عالیشان مسجد میدان نقش جہان کے شمال مشرق میں پہلے سے تھی مگر شاہ عباس نے ۱۰۲۰ھ میں ایک نہایت شاندار جامع کبیر میدان نقش جہان کے جنوب میں بنوائی ۔ بظاہر یہ دوسری مسجد ہی بطور جامع کے ان سالوں میں مستعمل تھی ۔

۲۲ ۔ سنجر

صفحہ ۲۴۹ س ۱۰ : سنجر : دیوان[2] سنجر میں یہی تخلص عموماً استعمال ہوا ہے مگر دو قصیدے ہیں (جو اکبر کی تعریف میں ہیں) اور ایک قطعہ اور ایک غزل میں اسنے فراغی بھی تخلص کیا ہے ۔ اس قطعہ میں وہ کہتا ہے کہ یہ تخلص بادشاہ نے اسکو دیا تھا ۔ مثلاً دیکھو یہ شعر جسمیں بظاہر اکبر کو مخاطب کرکے کہتا ہے :

---

[1] نیز دیکھو فہرست بادلی عمود ۲۲۶ نمرہ ۴۳۵ ، [2] نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال دیکھو حاشیہ ص۲۵۲ [3] نیز دیکھو فہرست بادلی عمود ۲۲۳ نمر ۳۶۶ ،

Marfat.com

خسروا در دیار ہمت تو — شخص امّید تو امان زاید .....
صلہ دادی تخلّصم دادی — ہیچ اکنون مرا نمی باید
ہان فراغی خمش خمش کاینجا — نطق سحبان بصرفہ بگشاید

س ۱۳ : وسخنان خوب الخ آثر رحیمی[1] میں ہے کہ ناقدان شعر میں سنجر کی شاعری کے متعلق بہت اختلاف ہے ' امین احمد کہتا ہے : اگرچہ بسنّت پدر عمل کردہ گاہی ہمّت بر رسوم تاریخ و قواعد منظامی گمارد امّا درحلاوت گفتار و بلاغت اشعار ترجیح بر والد خود دارد' صاحب مخزن الغرایب نے بھی اسکو شاعری میں باپ سے کامل تر بتایا ہے اور کہا ہے کہ غزل میں وہ بے بدل ہے اور عاشقانہ شعر صاف اور رواں اُسنے بہت کہے ہیں' اسی طرح آتشکدہ (صہ ۲۳۴) میں ہے کہ : خالی از سلاستی نیست - آزادنے لکھا ہے کہ غزل اور قصیدہ اسکا ایک پایہ کے ہیں (سرو آزاد صہ ۲۶) ——— س ۱۴: نام او الخ ہفت اقلیم میں بھی اسکا نام محمد ہاشم دیا ہے - ایک قصیدے کے اشعار سے جو اسنے اکبر کی مدح میں لکھا ہے - اسکے بعض ذاتی حالات معلوم ہوتے ہیں' اپنی ماں کا ذکر کرکے کہتا ہے :

ما چار دُر ازان صدف سیم و بمن ولی — نسبت بآن سہ دُرّ دگر بیش مہربان
دہ سال شد کنونکہ ندارد زمن خبر — دہ سال شد کنون کہ نیابد زمن نشان
خواہم بدولت تو میسّر شود مرا — توفیق پای بوس وی امّا درین مکان
ایران طلاق دادۂ دیرینۂ من است — پیوندہا مراست باین خاکِ آستان

——— س ۱۵ : درسن بیست و سہ سالگی اس بیان کو صہ ۲۵۲ س ۱ کے ساتھ ملائیں تو یہ واقعہ قریباً ۱۰۰۰ھ کا اور کل عرصہ سنجر کے قیام ہندوستان کا قریباً ۱۸ سال ہوا - مگر ظاہرا صاحب میخانہ نے باقر کی تاریخ مندرجہ صہ ۲۵۲ سے دو منقی [illegible]

[1] بلاکین صفحہ ۵۹۵ ح ۲ '

Marfat.com

لئے ۱۰۲۳ کو اسکا سن وفات قرار دیا ہے - غالباً ۱۰۲۱ صحیح تاریخ وفات ہے، پس اگر وہ ۲۳ برس کی عمر میں ہندوستان آیا تو اس حساب سے ۱۰۰۳ھ میں آیا۔ اسکے دیوان سے معلوم ہوتا ہے کہ سنجر نصف قرن ہندوستان میں مقیم رہا چنانچہ وہ کہتا ہے ؎

ہمی ندانی کز بعد نیم قرن خطاست زہند و سند بایران شدن ندیدہ دکن

مآثر رحیمی اور سفینۂ خوشگو میں ہے[1] کہ وہ ۱۰۰۰ھ کے قریب ہندوستان میں آیا، پس غالباً نصف قرن سے سنجر کی مراد بیس سال کی ہے[2]۔ حاصل یہ کہ ہندوستان آنے کے وقت ۲۳ سے چند سال کم تھی

صفحہ ۲۵۰ س ۱۰ : بمکہ معظمہ اش الخ : عالم آرای (ص ۱۳۱)

میں ہے کہ حیدر حج کرنے کے بعد دو سال تک مکہ معظمہ میں ٹھہر کر کاشان آیا'

صفحہ ۲۵۱ س ۲ : شاہ نواز خان دیوان میں دو قصیدے اس دکنی خان کی تعریف میں موجود ہیں - ایک کا مطلع ہے ؎

از دل و دست تا نشان باشد دست از شہنواز خان باشد

اسی قصیدے میں ہے ؎

حارث ملک و وارث دکن است کز بنیات در امان باشد

دوسرے قصیدے میں ہے ؎

چیزے کہ نشان دہد ز گرمی ہنگامۂ شہنواز خان است
خانی کہ بالتفات بسیور شایستہ ملاذ انس و جان است

—— س ۶ : بتقریبی در مجلس الخ مگر دیوان سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ نے سنجر کو دکن جانے سے پہلے طلب کیا تھا - ایک طویل قصیدے میں جو بظاہر سنجر نے بطور آورد

[1] دیکھو بلاکین ص ۵۹۵ ج ۳، فہرست بادلی عمود ۲۲۳ نمبر ۳۶۶ [2] دیکھو لسان العرب ج ۷، ص ۲۱۱ سطر آخر و ص ۲۱۳ س ۵ (و مؤید الفضلا و منتہی الارب بذیل قرن)

Marfat.com

عادلشاہ کے لئے بہت جوش سے لکھا ہے کہتا ہے:

زہند شاہِ عراقم چو زد صلای وطن — درود خارزرا ہم سپہر وکشت سمن
زبان تہنیہ برمن کشود ہر شجری — ہمہ فصیح تر از نخلِ وادی ایمن.....
خرد چو بحر بجوشید کین چہ بوالعجبی ست — شنیدہ بودم دریا نورد را کودن
ہمی ندانی کز بعد نیم قرن خطاست — زہندوستد بایران شدن ندیدہ دکن....
نسیم وش زسبکروحی خود آمدہ ام — نخواندہ ہمچو بہاران بطرفِ این گلشن

——— **س ۱۸: گونۂ زردم الخ** پوری غزل دیوان میں ہے۔ یہ دوسرا شعر ہے۔ ذیل کے چند شعر بھی اسی غزل میں سے ہیں ؎

زین ہمہ عالم بآن ہوس کہ گرفتم — بس بودم گوشۂ قفس کہ گرفتم
دستِ ستم وا نشد ز چاک گریبان — دامنِ بسیار داد رس کہ گرفتم
چاکِ گریبانِ آن گلم ننمودند — دامنِ بسیار خار و خس کہ گرفتم
آئینۂ دل گرفت زنگِ دو سالہ — جابرِ خورشید یک نفس کہ گرفتم
حشمتِ سنجر اگر نباشد سہل است — این ہمہ ملکِ سخن زبسکہ گرفتم

صفحہ ۲۵۲ حاشیہ ۳ - س ۳. شاہزادہا وامرای دولت اکبری یعنی دانیال سلیم خسرو (خوشگو کہتا ہے کہ سنجر کچھ مدت خسرو کا ملازم رہا) نیروز جنگ کوکا اعظم چین قلیچ خاں غیاث الدین وزیر انکے علاوہ شہنواز خان دکنی کی تعریف میں بھی دو قصید سے ہیں۔

۲۳- ملک قمی

صفحہ ۲۵۹ س ۳: اکثر اشعار او برتبہ است، امین احمد نے لکھا ہے: شعرش عموماً در جودت، بدایونی (۳: ۳۳۳) کہتا ہے۔ کہ فیضی اس کا کلیات دکن سے لایا۔ سرسری دیکھا گیا۔ "ہمہ اشعار او برنگ شعرای زمانہ، ازین طرز قدم بیرون ننہادہ واز عشق و درد مندی

Marfat.com

و مضمون تازہ بوئی بآنہا نرسیدہ" سرو آزاد (۲۳) میں بھی ہے کہ ملک خوش لفظ شاعر ہے مگر معانی تازہ کم اور تشبیہ بہت ہی کم لاتا ہے۔ فیضی کی رائے کے لئے دیکھو دربار اکبری (ص۴۱۳)، نیز دیکھو عام آرائی ص۱۳۰

صفحہ ۲۶۰ س ۲: **دیوانش الخ** رامپور کے سرکاری کتابخانے میں بھی دیوان کا ایک نسخہ ہے جو ۹ انچ × ۴ ½ کے ۱۱۶۲ صفحوں پر ختم ہوا ہے[۱] ـــــ حاشیہ ۴: مخزن الغرایب کے سوا میرے علم میں اور کسی نے ذہنی کو صفاہانی نہیں کہا[۲]۔ ظہوری کی جس نثر کا ذکر ہوا ہے۔ وہ دیباچۂ خوان خلیل ہے (خوشگو)، تقی کاشی نے ذہنی کے حال میں لکھا ہے: در سلک اعاظم شعرا و ظرفا و اجلّہ مستعدان و خوش طبعان کاشان منتظم بود و در طرز غزل و ہزلیات خصوصاً بزبان اہل کاشان منفرد می نمود": طاہر نصرآبادی نے بھی لکھا ہے کہ ذہنی مصوّری میں طاق تھا۔

۲۴۔ ظہوری

صفحہ ۲۶۷ س ۱۶: **شاعری رنگین الخ** بدایونی (۳: ۲۶۹) نے اسکو صاحب طرز بتایا ہے اور شیر خان لودھی نے کہا ہے کہ آج سب خیال بند اسکے معتقد ہیں۔ چنانچہ ناصر علی سرہندی کہتا ہے کہ " بر روی زمین بہتر از ظہوری نیامدہ " آزاد نے ساقی نامہ کی صفائی تمکینی اور نازک ادائی کی تعریف کی ہے اور لکھا ہے کہ نثر میں بھی ظہوری صاحب طرز خاص ہے۔ مگر اسکی غزل کا رتبہ چندان نہیں (سرو آزاد ص۳۴)۔ عام رائے کے خلاف

---

[۱] دیکھو اورینٹل کالج میگزین ج ۲ نمبر ۲ ص۱۶ [۲] تقی کاشی اور امین رازی خود صاحب میخانہ (ص۶۷) اور نصرآبادی (سپرنگر ص۹۴) اور خوشگو (فہرست بادلی عمود ۲۲۳ نمبر ۳۵۷) نے اسکو کاشا لکھا ہے اور سنجر نے بھی جو اسکا معاصر ہے۔ یہی کہا ہے۔ دیکھو حواشی ص۶۳ س ۱۲

Marfat.com

آذر کہتا ہے کہ : مثنوی ..... مشہور بہ ساقی نامہ گفتہ کہ در نظر فقیر حسن زیادہ ندارد امّا بفصاحت مشہور شدہ" (آتشکدہ ص۶۸)، سندیلوی کہتا ہے : امّا در فضل ظہوری شکی نیست طرز تازہ دارد و اغراقات و ضد بندی چہ در نظم و چہ در نثر بکار بردہ کہ ہیچ کس یارای آن ندارد کہ در جوالش جرأت نماید ..... اشعارش بسرحد کمال رسیدہ کلامش تامل طلب است ——

س ۱۷ : با ملک قمی ..... اعتقاد بودہ : سنجر نے شاہنواز خان کی تعریف میں ایک قصیدہ لکھا ہے اسمیں کنایۃً ملک ظہوری اور ذہنی کا ذکر یوں کیا ہے ؎

من کجا وین بلند پروازی — سدرہ کی بلبل آشیان باشد
ملکین المقرّبین ترا — گر اندار آن مکان باشد
آن دو تن آن دو گوشوارۂ عرش — کہ بہم الف شان چنان باشد
کہ دو شان نشمرد مگر احول — گرچہ این پیر و آن جوان باشد
چون دو را ثالثی بود نا چار — ثالثِ آن دوم گمان باشد
کہ نباشد مگر سمیّ اُلَم[1] — آنکہ کاشان از و نشان باشد

ص ۲۶۸ س ۱۴ : سیر عراق و فارس کردہ ..... نشو و نما یافتہ : خوشگو[2] نے لکھا ہے کہ ظہوری پہلے میر میران یزدی کا ملازم تھا پھر شیراز میں درویش حسین والہ کے پاس سات برس ٹھہرا رہا - اسکے بعد ہندوستان گیا اور وہاں سے جاکر حج کیا اور واپسی پر احمدنگر میں مقیم ہوگیا - سرخوش نے لکھا ہے : یک چند از وجہ کتابت قوت بہم می رسید. کتاب روضۃ الصفا را الیٰ آخرہ صدارت نوشتہ (؟) فروختہ[3] " - شیر خان نے ظہور

---

[1] یعنی حمید۔ [2] فہرست بادلی عمود ۲۲۹ نمبر ۵۵۹ [3] قلمی نسخہ اس مبالغہ آمیز بیان کی ابتدا ماثر رحیمی کی کسی عبارت سے ہوئی (دیکھو فہرست بانکی پور ۳ : ۳۲۳) سفینہ اور مجمع النفائس کا بیان بھی سرخوش کے مطابق ہے '

Marfat.com

کا ایک قصیدہ درج کیا ہے جو حکیم محمد یوسف بیجاپوری کی تعریف میں ہے اور کہا ہے: گویند حکیم محمد یوسف بوسیلہ ہمین قصیدہ ظہوری را بمجلس سلطان ابراہیم رسانیدہ از قید افلاس رہائی بخشید" مرآۃ آفتاب نما میں ہے کہ ظہوری ۹۸۸ "نہصد وہشتاد وہیت (غالباً تصحیف ہشت) میں بیجاپور پہنچا

ص ۳۱۳ ح ۷ : سنجر عادلشاہ کو کہتا ہے ؎

بہ محفلت کہ ازو دم کشی بود بلبل — بہ مجلست کہ ازان غنچہ بود گلشن
تمام شب بکتی لعبتان بہ تی تی تی — تمام روز کنیجن بتان بہ تن تن تن

۲۵- فرقتی

ص ۳۲۲ س ۳ : و اکثر آن اشعار الخ سرو آزاد (ص ۳۷) میں ہے: گوی سخن از ہمداستانان می ربود' مخزن الغرایب میں ہے : از شعرا متوسط است' اشعارش ہموار و نازک است' ـــــ س ۴ : **فلونیا** اسکو لاطینی میں *Philonium Romanum* کہتے ہیں (شمس) ' ڈوزی نے لکھا ہے کہ اس معجون کا نام اسکے یونانی موجد حکیم فلون طرسوسی کے نام پر ہے جو پہلی صدی قبل مسیح یا اس سے کچھ پہلے گذرا ہے اور جس کا حوالہ جالینوس وغیرہ کی کتابوں میں آیا ہے[۲]۔ جہانگیر نے لکھا ہے کہ اسنے شراب کم کی تو فلونیا استعمال کرنا شروع کی" وبعد از چند گاہ فلونیا را بافیون مبدل ساختم" (توزک ص ۱۵۲ س ۱) ـــــ ح ۱ س ۲ : **صادقی بیگ** برای احوالش ہاک بہ عالم آرای ص ۱۲۷

ص ۳۱۳ س ۴ : **ولی جان** حسرتی کاشی نے ایک قصیدہ اسکی تعریف میں لکھا ہے[۳]۔ جسمیں اسکا نام ولی سلطان دیا ہے ؎

---

[۱] Terminologie ۲ ترجمہ توزک ج ۱ ص ۳۰۰ ۳ خلاصۃ الاشعار تقی کاشی

Marfat.com

درة التاج خواقین اشرف دہر　　زبدۂ ترکان عالم افتخار ترکمان
سرو بستان محمد خان ولی سلطان کہ کشد　　باد عدلش طایر ظلم وستم را آشیان

ص ۳۲۴ س ۲: درسنہ الخ کذا در نشتر عشق،

ص ۳۲۶ س ۹: برزبرخویش یعنی بالای خویش، بہتر از خویشتن (نیز ملاحظہ ہو صفحہ ۳۲۷ س ۷)، سنجر کاشی اپنے والد کی تعریف میں کہتا ہے ؎

برزبرِ ہمگنان بمایۂ معنی ست　　آری بالانشینِ آب بود شیر

عالم آرای (صـ۲۹ سطر آخر) میں ہے: درسیہ آبی برزبرِ یکدیگر افتادند

۲۶ ۔ فغفور

صفحہ ۳۳۱ س ۱۱: یگانۂ سخن سرایان الخ مخزن الغرایب میں ہے کہ "حکیم در غزل بی بدلست و در دیوانش معنی ہای بکر بسیار است" آتشکدہ (صـ۱۵۳) میں ہے از سادات موزونان لاہجان است وخوب می نوشتہ،

صفحہ ۳۳۲ س ۳: خان احمد گیلان ہفت اقلیم میں ہے کہ کارکیا خان احمد سلاطین گیلان میں سے تھا۔ جب اکتیس سال اسکی حکومت کو ہو گئے تو شاہ طہماسپ نے جو ہمیشہ ولایت گیلان کی تسخیر کے فکر میں تھا۔ ۹۷۴ھ میں اس پر قصد کیا اسکو خلد

ف خواجگی کاشی نے اس واقعہ کی تاریخ ۹۷۵ دی ہے اسکا قطعہ ہے:

حریفان عالم حسبان گیلان　　کہ از شمشیر وکشتی می زدی دم
ہمیشہ تابع بیدولتان بود　　کشیدہ سر زفرمانش
بکشتی مایل وشمشیر بازی　　نہ بازی دیدہ و نہ
قضا فتحی چنان بر گردنش زد　　کہ تاج و تخت وبختش گشت درہم
شبی تاریخ آن جستم خرد گفت　　یکی از تابعان بی دولتان کم
۹۷۵ = ۱ - ۹۰۶　　(خلاصۃ الاشعار تقی کاشی)

ع ترکوں کی طرف اشارہ ہے

Marfat.com

قہقہہ میں قید کر دیا - بارہ برس کے بعد شاہ سلطان محمد کے ایّام حکومت میں اسکو دوبارہ حکومت گیلان عطا کی گئی - شاہ عباس تخت نشین ہوا - تو اسکو طلب کیا مگر اسنے نہ صرف آنے سے انکار کیا بلکہ شاہ روم [مراد ثالث] سے اظہار خلوص و عبودیت شروع کی - شاہ عباس نے غضبناک ہو کر گیلان پر چڑھائی کر دی تو خان کشتی میں بیٹھ کر شروان کو بھاگ گیا - شروع میں شاہ روم نے اسکے ساتھ عزّت کا سلوک کیا مگر رفتہ رفتہ اس سے توجہ ہٹا لی - اس لئے خان احمد ایران میں واپس آگیا - ہفت اقلیم کی تصنیف کے وقت (قریب بہ ۱۰۰۲ھ) وہ نجف اور کربلا میں مقیم تھا (نیز دیکھو آتشکدہ صہ ۸) خان شاعر بھی تھا اسکے اشعار ہفت اقلیم، آتشکدہ، منتخب الاشعار وغیرہ میں دئے ہیں ـــــ **در بہار زندگانی رسمی الخ** مخزن الغرایب میں وجہ دی ہے کہ کیوں اس شاعر نے فغفور تخلص کیا، وہ شاہزادہ پرویز کے ہاں طبیبوں میں ملازم تھا - ایک دن کسی کاسہ نواز نے اپنی تردستی سے مجلس کو تو محظوظ کر رکھا تھا مگر شہزادہ چندان خوش نہ ہوا کیونکہ وہ شخص دراصل چینی نوازی میں ناقص تھا - اسپر شہزادہ نے حکیم کو کہا : شنیدہ ام در ایران چینی نواز خوب بہم می رسد، گفت : بلی اگر ادب مانع نباشد بندہ درین کار ہم دستی دارد، فرمود : بسم اللہ ازین چہ بہتر، حکیم بطریقی کاسہ نواخت کہ شاہزادہ فتنۂ او گشتہ و او را فغفور خطاب بخشیدند و بدان جہت وی تخلّص فغفور قرار دادہ،

صفحہ ۳۳۴ س ۱۸ : حکیم علی گیلانی حکیم کا مفصل حال بلاکمین صہ ۴۶۶ پر دیکھو - وہ محرّم ۱۰۱۹ھ میں فوت ہوا -

صفحہ ۳۳۵ س ۱۳ : صالح تبریزی، سفینۂ خوشگو (فہرست بادلی عمود ۲۳۸ نمبر ۸۰۴) میں بھی میرزا صالح تبریزی متخلص بہ صالح مذکور ہے، نیز بتلا نے لکھا ہے : میرزا صالح تبریزی سخن سنج خوش تقریر بودہ است، او راست ؎

کسی نیست واقف بکمن ہر چہ خواہی ـــــ شکست دل است این صدای ندارد

Marfat.com

مگر یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا ہے کہ یہی شخص متن میں مذکور ہے ؛
ص ۳۳۶ ح ۱ : نشتر عشق میں بھی غفور کا سن وفات ۱۰۲۸ اور تعداد ابیات قریباً ۴ ہزار ہے ۔

مرتبۂ ثانی

صفحہ ۳۴۳ س ۹ : بیست و دو ہر دو نسخۂ موجودہ میں مرتبۂ اول میں ۲۶ ترجمہ ہیں ۔ انمیں سے فیضی اور صحیفی کا حال نسخۂ ا کے حاشیہ پر بعد میں درج ہوا ہے ۔ اور غفور کا حال خود مصنّف کے قول کے مطابق اسنے کتاب ختم ہونے کے بعد ضمیمہ کیا ہے ۔ (دیکھو میخانہ صـ ۴۶۴) ۔

معلوم نہیں چوتھا ترجمہ کونسا تھا جو بعد میں بڑھایا گیا ۔

۱۔ محمد مازندرانی

صفحہ ۳۴۵ س ۱۱ : در لباس فخر فقرا الخ محمد صوفی کے ترجمہ میں امین رازی نے لکھا ہے : اکثر ایام بہ اکتساب فضایل علمی صرف نموده و تتبع بسیاری از کلمات صوفیہ نیز کرده الحال قطع تعلق از ہمہ جہتی کرده بہ زیّ اہل تجرّد روزگار می گذراند و در جمع کردن اشعار و سخنان سلف ولوع تمام دارد و شعر در غایت جودت و ہمواری دارد ، آئین : ۱ : ۲۵۴ میں ہے : در گلزار تقیّد فرو رفته و از نیک سگالی کم آلایش ، تجرّد را با سفر پیوندی دید ... مولانا محمد صوفی مازندرانی ہنرمند زمان و یگانۂ دوران بود ، شرح فضایل و کمالاتش چون آفتاب جہانتاب عالم گیر ، ہندوستان آمده و کشمیر در ایام سلطنت شاہ جہانگیر بسر می برد ، صاحب مجمع الفصحا نے بھی اسکو مرد " حکیم متجرّد موحّد " لکھا ہے ۔

Marfat.com

صفحہ ۳۴۶ س ۴ : و درین ایام گجرات الخ گجرات میں ملا محمد اور نظیری میں ملاقات ہوئی اور بالآخر نوبت مہاجرت تک پہنچی' سید جلال بخاری سے بھی جسکو ملا محمد کا شاگرد اور دوست بتاتے ہیں وہ گجرات ہی میں ملا[1] ——— س ۱۴ : باز بگجرات عود نمود مولانا محمد کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے۔ بعض اصحاب تذکرہ نے تاریخ وفات ۱۰۳۵ھ اور مادۂ تاریخ مجردانہ یکی شد بحق محمد صوفی دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ انکو جہانگیر نے بلوایا تھا۔ مگر راستہ میں سرہند کے مقام پر انکا انتقال ہو گیا[2]۔ مگر صحف ابراہیم میں ہے کہ ۱۰۳۱ھ میں مولانا محمد احمد آباد ہی میں مقیم تھے[3]' خوشگو نے انکی وفات ۱۰۳۲ھ میں بتائی ہے۔ اور کہا ہے کہ وہ احمد آباد سے لاہور آتے ہوئے رستہ میں فوت ہوئے[4]

صفحہ ۳۴۷ س ۲ : بتخانہ تذکرۂ نصر آبادی (سپرنگر صد ۸۸) میں اس کتاب کو میخانہ و بتخانہ کہا ہے کہتے ہیں کہ اسمیں پچاس ساٹھ ہزار شعر تھے' فہرست بادلی (عمود ۱۹۶) میں اتیقے نے بیان کیا ہے کہ انتخاب اشعار مولانا محمد صوفی اور مرزا حسن خاکی نے ۱۰۱۰ھ میں کیا اور ۱۰۱۲ھ میں عبداللطیف بن عبداللہ عباسی ساکن گجرات نے دیباچہ اور شعرا کے حالات درج کئے۔ اس کتاب کا قدرے ناقص آلاخر نسخہ دو جلد میں کتابخانۂ بادلی میں ہے۔ اور بکیفیت مذکورہ انتخاب و تراجم پر مشتمل ہے۔ دیباچہ میں ہے کہ اسمیں ۴۸ ہزار بیت انتخاب ہوئے ہیں۔ مجمع النفائس میں ہے کہ تقی اوحدی کی عرفات بتخانہ کا انتخاب ہے[5] ——— س ۳ : ساقی نامہ میخانہ میں ساقی نامہ صوفی کے ۲۱۸ بیت ہیں۔ مگر موتی محل کا نسخہ جو ۲۸ صفحہ (فی صفحہ ۱۱ بیت) پر ختم ہوتا تھا نیز بانکی پور

---

[1] دیکھو تفصیل کے لئے فہرست بانکی پور ۳ : ۶۱ و بلاکمین صد ۵۹۰ ح ۱' [2] دیکھو فہرست بانکی پور صفحہ مذکور [3] جرنل رایل ایشیاٹک سوسائٹی ج ۹ صد ۱۶۵ [4] فہرست بادلی عمود ۳۳۰ نمبر ۵۸۳ [5] فہرست بانکی پور صفحہ مذکور'

Marfat.com

والانسخہ اس سے زیادہ اشعار پر مشتمل ہے' بعض اشعار اس ساقی نامہ کے مراۃ العالم میں نقل ہوئے ہیں۔ مگر جو نسخہ مرآۃ کا میرے سامنے ہے وہ سوء اتفاق سے ناقص الآخر ہے اور اسمیں شعرا کا حال نہیں ہے ـــــ س ۵ : دیوانی کہ ازیشان الخ دیوان کا نسخہ جو بانکی پور میں ہے ۵۳ ورق پر ختم ہوا ہے (سطور ۱۴ تا ۱۵) اور قصاید - غزلیات - رباعیات اور ساقی نامہ پر مشتمل ہے۔ صاحب مجمع الفصحا نے بھی دیوان دیکھا تھا اور تعداد ابیات ظاہراً دو ہزار بتائی ہے۔

۲- مسیح کاشی

صفحہ ۳۶۰ س ۱۲ : اشعار دلپذیرش الخ سرخوش کہتا ہے : در معنی یابی بدیعا داشت' بسیار خوش فکر است' منہ ..... ؎

تمام عمر باشاہد دوسالہ گذشت حباب وار مرا عمر در پیالہ گذشت

بتلا کہتا ہے : از شعرای معتبر و از فصحای مقرر است'

صفحہ ۳۶۱ س ۲ : اسم پدرش حکیم نظام الدین الخ تقی کاشی[1] نے بھی حکیم رکنا کے باپ کا نام نظام الدین علی لکھا ہے اور کہا ہے کہ تحریر ترجمہ کے وقت (یعنی ۹۹۱ ہیں) وہ قزوین میں مسند معالجہ پر متمکن تھا۔ رکن الدین کا تخلص اسنے مسیحی دیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ علم معقول و منقول کا ماہر ہے۔ خصوصاً طب کا۔ اس فن میں "باوجود بدایت سن شباب" اسنے عربی میں کتاب ضابطۃ العلاج تصنیف و تالیف کی ہے جو نہایت واضح اور مفصل ہے اسکے علاوہ نستعلیق ایسا اچھا لکھتا ہے کہ خوشنویسوں میں شامل ہے اور شاعر بھی ہے۔ میں باپ کے ملنے کے لئے قزوین آیا (تقی نے انتخاب کلام حکیم رکنا جو درج تذکرہ کیا ہے وہ

[1] مرآۃ آفتاب نما میں بھی نظام الدین علی ہے' وہیں یہ بھی لکھا ہے کہ حکیم اصلاً شیرازی تھا اور توطن کے لحاظ سے کاشانی'

Marfat.com

حکیم نے خود کیا تھا)

صفحہ ۳۶۲ س ۲ : **بابا فغانی** کا تتبع اس زمانہ کا عام فیشن تھا ' دیکھو اسکے بعض متبعین کا ذکر جو والہ شیرازی نے کیا ہے شعرالعجم (۳ : ۲۸) میں '

صفحہ ۳۶۲ س ۱۹ : **مجموعۂ خیال** اسکا نسخہ برٹش میوزیم میں ہے (ریو ص۶۸۸) ' ضخامت ۵۵ ورق ' تقطیع ۱۸½ انچ × ۴¾ انچ '

صفحہ ۳۶۶ س ۱۴ : **از ایران بہندوستان آمد** مرآۃ آفتاب نما میں ہے :شاہ عباس ماضی اکثر بخانہ اش می رسید بعد چندی بنابر بعض وجوہ از شاہ آزردہ شد ہنگامی کہ شاہ بمازندران و خراسان رفتہ بسرعت تمام خود را بہندوستان (رسانید) عالم آرای سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ سنہ ۱۰۰۱ھ میں خراسان گیا اور سنہ ۱۰۱۱ھ میں واپس آیا ۔ مگر مازندران کی طرف وہ سنہ ۱۰۰۱ھ میں گیا تھا ' بظاہر اسی لئے ریو (ص۶۸۸) نے مسیح کا ایران چھوڑنا سنہ ۱۰۰۶ھ کا واقعہ قرار دیا ہے ' گو یہ بھی کہا ہے کہ وہ اکبر کے دربار میں سنہ ۱۰۱۱ھ میں پہنچا '

صفحہ ۳۶۹ س ۶ : **در بندگی این بادشاہ** الخ ' معلوم ہوتا ہے کہ رکنا جہانگیر کے طبیبوں میں داخل تھا ۔ توزک (دیکھو ترجمہ ج ۲) میں تین دفعہ اسکا ذکر جہانگیر نے کیا ہے مگر ہر دفعہ اسکی طبی ناکامیوں کی شکایت کی ہے ۔ ص۲۱۱ پر (بذیل واقعات سنہ ۱۰۳۰ھ) لکھا ہے کہ اس کی بدمزاجی اور کمی علم کی وجہ سے میں نے اسکو الگ کر دیا اور کہا کہ جہاں تمہارا جی چاہے جاؤ

—— س ۱۰ : برٹش میوزیم میں اس ساقی نامہ کا ایک نسخہ ہے جو ریو (ص۶۸۹) کے قیاس میں سولہویں صدی عیسوی کی تحریر ہے ۔ اس کا عکس ابھی پہنچا ہے ۔ اس نسخہ میں ساقی نامہ کے ابیات کی تعداد ۲۱۵ ہے ۔ صاحب میخانہ نے آخری ۹۵ شعر جن میں زیادہ تر بزم عباس شاہ کی تعریف (بسلسلہ مضمون ص۳۷۵) اور معاصرین کی شکایت ہے درج نہیں کئے باقی ۱۲۰ ابیات میں سے ۱۷ شعر متفرق مقامات سے حذف کر کے ۱۰۳ درج کئے ہیں (مع اس شعر کے جو میخانہ میں سہواً مدرج ہونے سے رہ گیا ہے ۔ دیکھو ذیل میں حاشیہ ص۲۷۴ س ۹ پر

Marfat.com

دونوں متنوں کا مقابلہ کیا گیا ہے - اہم تصحیحات اور اختلافات متن مع دیگر حواشی درج ذیل ہیں ـــــ س ۱۳ : درین خاک (بجای دران خاک) ـــــ س ۱۴ : برف (بجای چو ابر) ـــــ درین خاک پا (بجای زمین خاک پا)

صفحہ ۳۷۰ : س ۱ : چرا کیدم از در (دہر) دون (بجای اگر یکدم از الخ) ـــــ کر (کز ؟) قماط (بجای از قماط) ـــــ س ۳ : آور (بجای آر) ـــــ س ۶ : مطلع آفتاب (بجای پرتو الخ) یہ بیت کہیں بہ نقاط شک درج ہوا ہے ـــــ س ۷ : افسرش خشتی (بجای فرش او خشت و) خشتیش گنجد (بجای خشتش نگنجد) ـــــ س ۸ : مثل متن ـــــ س ۱۰ : خم از دردی گشتہ آن (بجای خمی اندروگشتہ می) اسکے بعد دو شعر میخانہ سے زاید ہیں ـــــ س ۱۵ : خداجوی (بجای خدای خوان) ـــــ س ۱۶ : کنیم (بجای کنم) ببر دو جا ـــــ س ۱۷ : اسکے بعد ایک بیت ہے جو میخانہ میں نہیں ـــــ س ۱۸ : بیا ساقی آن می بدہ (بجای بیا ساقیا آن) ـــــ صافی از درد و صاف (بجای صاف از درد صاف) ـــــ س ۱۹ : کہ از نوع دانا و (بجای کہ در طبع الخ)

صفحہ ۳۷۱ : س ۱ و ۲ : نثر (بجای نشار) ـــــ س ۴ : پیر کامل (بجای رند کامل) ـــــ س ۵ : میخانہ بر (بجای میخانہ) ـــــ س ۶ : مثل متن ـــــ س ۷ : اسکے بعد تین شعریں جو میخانہ میں نہیں ہیں ـــــ س ۸ : نہ چون خویشتن بین (بجای نہ چون خویش بین است) ـــــ س ۱۰ : مثل متن ـــــ چہ شد کو (گو) بامخت تر (بجای چو شد دورما پیشتر) ـــــ جسم گاہ) حاشیہ میں اسخہ 'چو شمع' (بجای بہ دیباچہ) ـــــ س ۱۵ : اسکے بعد تین بیت ہیں جو میخانہ میں نہیں ـــــ س ۱۸ : چو خط (بجای خط) ـــــ س ۲۰ : زو (بجای ازان)

Marfat.com

صفحہ ۳۷۲ س ۱ : مثل متن ——— س ۲ : موی خشکت چو ریحان تر (بجای موی زنگی الخ) ——— س ۳ : بکر (بجای نقد) ——— س ۴ : کنیم (بجای کنم بہر دو جا)، نفس (بجای لبش) ——— س ۵ : کنون درسرم (بجای مگو در لبم بادہ) ——— س ۹ : درد (بجای ہمچو) ——— س ۱۰ : ماند از صدا (بجای ماند جدا) ——— در درا (بجای بر درا) ——— س ۱۱ : آن ترک مست (بجای آن) ——— آید از (بجای آیدم) ——— س ۱۲ : از سبحہ آرم در (بجای در سبحہ الخ) ——— س ۱۳ : میخانہ میں یہ شعر مسخ ہوگیا ہے، بجای اسکے یوں پڑھئے :

کہ آرم بزّنار دستی درست گرہ برکشایم ز ہر سبحہ چست

——— س ۱۴ : اسکے بعد ایک بیت ہی جو میخانہ میں نہیں ——— س ۱۵ : شوخ (بجای سوز جو غلط ہے) ——— س ۱۹ : بہ نیروی حشمت کمند (بجای زنیروی ہمت بلند)

صفحہ ۳۷۳ س ۱ و ۲ : اُنکی ترتیب منعکس ہے۔ ہمتاش نارد (بجای عقلش نیارد) ——— س ۵ : اسکے بعد یہ بیت ہے جو میخانہ میں نہیں ؎

سیاہ ابرش باد پایش نخست بہ بختم مگر کردہ نسبت درست

——— س ۶ : شام (بجای شاہ)، آئیں شام کو کاٹ کر شاہ بنایا ہے، ——— س ۷ : بہ سر (بجای ز سر) ——— س ۸ : شیرۂ جان (بجای شیرہ از جان) ——— س ۹ : کند مغز اندیشہ سرد (بجای کند .....) ——— س ۱۰ : بیم کی اضافت کاٹ دو ——— س ۱۱ : کہ دیدست پولاد آہن ربای (بجای بود تیغ اوسنگ) ——— س ۱۳ : بران گرز زرین زبازو و (بجای بر آورد ژوپین زبازوی) دوسرا مصراع مثل متن ——— س ۱۴ : توقیع (بجای توفیق)، دران (بجای درو بہرہ دوجا)، انگشت کی اضافت کاٹ دو ——— س ۱۵ : بدین پایہ (بجای بدی سایہ)

Marfat.com

—— تیغ شہ (بجای تیغ او) حاشیہ ۴ میں یہ بھی لکھنا چاہیئے تھا کہ اصل میں دونوقطرے نقاط شک کے ساتھ درج ہیں —— س ۱۷ : و بریشم زیک کرم (بجای بابریشم ز یک ملک) —— س ۱۹: ہمین (بجای ہمی)

صفحہ ۳۷۴ س ۱ : زحق ولی نیستی زو جدا . . . . . خدا (بجای بحق . . . . ہدای) —— س ۲ : دلت جملہ (بجای دلت حملہ)، —— شبت جملہ (بجای شب حملہ)، —— س ۳ : خواندلبس (بجای خواندش) —— توان بردہ سوی کس (بجای بعالم عنان راندش)، اس نسخہ میں س ۳ پہلے اور س ۲ پیچھے ہے —— س ۵ : بہ عالم (بجای ز عالم) —— تار زلفیش (بجای زہ و زلفینت)، اس کے بعد ایک شعر ہے جو میخانہ میں نہیں —— س ۶ : دام و دد (بجای دیو و دد) —— س ۷ و ۸ : یہ شعریوں ہیں ؎

کند (بود؟) تیغت آن شعلۂ پوست پوش
چو پشمینہ پوشان صوفی خروش (اسکے بعد چار بیت جو میخانہ میں نہیں)

؎ بسوزد غلاف از پی انتقام
کہ آتش نہ خس پوش ماند مدام

—— س ۹ : زخم بغیر اضافت چاہیئے - اسکے بعد آ میں ذیل کا شعر ہے - جو درج ہونے سے رہ گیا ہے ؎ مرو مشتری بر تو دارد حسد
خدایت نگہدار از چشم بد

—— س ۱۱ : یہ شعریوں ہے ؎

کن چشم بدبخت سبز تو کور چو افعی کہ بیند [illegible]

—— س ۱۲ : شاہ گیتی (بجای شاہ یک ؎) —— س ۱۳ : صاف او) —— بدو نور چون آب ہر سو روان (بجای بود نور الخ) —— راز دل نقش

Marfat.com

بر (بجای راز زلفش شدہ) اسکے بعد ایک شعر ہے جو میخانہ میں نہیں،
صفحہ ۳۷۵ س ۱ : جان و سر (بجای جان رہبر) ——— س ۳ : بہرموی (بجای زہر موی) ——— س ۴ : شب زلف (بجای سر زلف)،

۴ ـ شفائی

صفحہ ۳۷۵ س ۱۰ : اشعار و ابیات امثال الخ شعرش در غایت عذوبت است (ہفت اقلیم)، اشعار آبدار و معانی بلند حکیم شفائی بسیار است (عالم آرای طبعی خوشی داشتہ ..... امّا اشعارش بالنسبۃ بہم تفاوت بسیاری دارد (والہ در ہفت آسمان صـ ۱۳۴) ——— س ۱۰ : سوزنی ابوالفضل شمس الدین محمد[1] سمرقندی المتوفی ۵۶۹ھ، دیکھو دولت شاہ ۲ : ۱۰ ——— س ۱۲ : و اکثر شعرہای ہزل آمیز الخ عالم آرای (صـ ۷۶۱) میں ہے کہ شفائی تنگ حوصلگی کی وجہ سے ذرا سی ناملایم بات سے برا منانا تھا اور ظریفی اور شوخی طبیعت کی وجہ سے ہمیشہ زبان ہجو سے آلودہ کرتا رہتا تھا لیکن اگرچہ ہجا مذموم ہے شفائی "درین طرز بدایع معانی رنگین و ظرایف شیرین را بنازک ترین روشی ادا نمودہ داد سخنوری می داد" بادشاہ گاہی اس روش سے منع فرماتا - آخر ایام حیات میں ہجو سے توبہ کی اور قطعہ معذرت میں لکھا اسمیں کہتا ہے ؎

رسم ہجا چو لازم ماہیت منست — چون کہ با کزو تنوان شست جذب کاہ
امّا پسند صاحب ایران نمی شوم — تا با من است این ہنر اعتبار کاہ
بار دگر نہ از لبم بس از صمیم قلب — تجدید توبہ می کنم امّا بدست شاہ

صفحہ ۳۷۶ س ۱ : ببتلا کہتا ہے کہ مولانا علی شاہ اردستانی ذوقی تخلص حکیم شفائی کا معاصر تھا - اوایل عمر میں گیوہ کشی اسکا پیشہ تھا - آخر میں اسکو ترک کیا اور اصفہان میں بزمرۂ شعرا زندگی بسر کرنے لگا - حکیم شفائی نے سوسے زیادہ رباعیاں اسکی ناک کی ہجو

[1] مرات آفتاب نما میں نام ابوبکر ہے اور لکھا ہے کہ ایک خیاط پسر کی وجہ سے سوزنی تخلص رکھا اور ۴ ہزار بیت ہجو معاصرین میں کہے۔

Marfat.com

میں لکھی ہیں -

صفحہ ۳۷۶ : س ۹ : با ملک الشعرای خراسان الخ سپرنگر (صفحہ ۳۹) نے لکھا ہے کہ شفائی حسین خان شاملو کو ملنے کے لئے ہرات میں آیا تو فصیحی اور اسکے درمیان مہاجات واقع ہوئی (نیز دیکھو مرآۃ آفتاب نما اور سرو آزاد صفحہ ۵) ' دیوان شفائی میں ایک قطعہ الشعر کا ہے جو فصیحی کی ہجو میں ہے - اسکے بعض شعر یہ ہیں ؎

زمہریہ کرۂ ارض فصیحی کہ بود — خنک و بیمزہ چون بوسۂ بعد.....

آفتابم دو سہ روزی کہ سہری مشرق بود — طبع خفّاش توجستی بدعا وصل لیال

کرد چون حبّ وطن شیر مرا بیشہ طلب — خوش زسوراخ برون آمدۂ همچو شغال

مگر سرو آزاد میں ہے کہ فصیحی نے بلند حوصلگی کی اور ملتفت نہ ہوا - حاشیہ - س ۳ میں ممتاز ایران پڑھو اور س ۴ میں ' نزد شاہ عباس '

۵ - شاپور

صفحہ ۳۷۹ س ۱۵ : در فن سخنوری الخ طالب آملی نے ایک غزل میں اسکی تعریف کی ہے - دیکھو شعر العجم ۳ : ۱۷۴

صفحہ ۳۸۰ س ۳ : تخلص خود فرمی الخ آئین میں اسکا ذکر فرمی رازی کے عنوان سے شعرا کی ذیل میں ہوا ہے - ابوالفضل کہتا ہے کہ وہ اچھا آدمی ہے - مگر تنگ دست ہے اگر محنت کرے تو اچھا شاعر ہو جائے - نشتر سخن میں ہے کہ وہ گاہی ارجاسپ بھی تخلص کرتا تھا -

صفحہ ۳۸۲ س ۲ : روانۂ ایران شد دیوان شفائی میں شاپور کی ہجو کا ایک قطعہ موجود ہے جو معلوم ہوتا ہے کہ شفائی نے اسکی واپسی ایران کے بعد کہا - اس میں کہتا ہے ؎

شاپور کہ چون لقمہ بحلق سخن افتد — یارب کہ ز شریان بگلویش رسن افتد

Marfat.com

ہر جا کہ بافسانہ بجنبد دُم ریشش — از ہر طرفش صد اخ وتف بر دہن افتد .....
گند بغلت گور کند لالہ و گل را — ہر جا کہ گذار تو بطرف چمن افتد.....
با آن ہمہ کر پاس کہ آوردہ ز لاہور — شرطست کہ بر خاکِ فنا بی کفن افتد

۶۔ طالب آملی

صفحہ ۳۸۴ س ۲ : آن قدر اہلیت الخ جن علوم و فنون میں طالب کو مہارت تھی انکا ذکر اسنے ایک قصیدہ میں کیا ہے ۔ اسکا اقتباس دیکھو شعرالعجم ۳ : ۱۶۶ پر، اسکی شاعری کے متعلق بھی شعرالعجم کی اسی جلد کا صـ۱۸۶ ببعد دیکھو ۔ سرخوش نے اسکی نسبت کہا ہے : طالب آملی صاحب طبع و صاحب کمال خوش فکر و خوش خیال بود، اشعار عالمگیر دارد و مزا صائب و غیرہ سخن سنجان او را باستادی قبول دارند، مخزن الغرایب میں ہے : جودت طبع و استقامت سلیقہ اش بکمال و در طرز شاعری زبدۂ امثال و سخنش در سخنوران قدر و قیمتی دارد، خزانہ عامرہ میں اسکو شاعر خوش تخیل، اور جویای معانی بلند و غوّاص لآلی دل پسند کہا ہے ، آتشکدہ میں ہے : در شاعری طرز خاص کہ مطلوب شعرای فصیح نیست دارد، مرآت آفتاب نما میں ہے : ازبس خوشگوئی بہ بلبل آمل اشتہار دارد در

صفحہ ۳۸۴ ح ۴ ، تاریخ وفات بکتش خان ۱۰۱۷ یا ۱۰۱۸ ہے ۔ عالم آرای میں اسکی وفات بذیل واقعات سنہ ۲۳ جلوس عباسی درج کی ہے ۔ یہ سن ۱۴ ذی الحجہ سنہ ۱۰۱۷ کو شروع ہوا ۔ اور ۲۴ ذی الحجہ سنہ ۱۰۱۸ کو ختم ،

صفحہ ۳۸۶ س ۱ : شعرالعجم ۳ : ۳۸۶ پر دوسرا مصرعہ یوں ہے : صدف را بر گہر الخ ، ــــ س ۵ : اول بار بقندہار آمد، دیکھو شعرالعجم ۳ : ۶۸ ــــ س ۹ : اگرہ یہاں اور دیگر مقامات میں موجودہ تلفظ کے لحاظ سے آگرہ لکھا گیا مگر

Marfat.com

نسخہ آ میں ہر جگہ اگرہ بغیر مد لکھا ہے - اور یہی اسوقت کا تلفظ معلوم ہوتا ہے چنانچہ طالب کہتا ہے ؎

ز اگرہ تا بخیابان گلشن لاہور رفیق بودم با ابرہای بارانی

اور ؎

آمد اینک بہ اگرہ وز شوقش دل طپان چون کبوتر است مرا

صفحہ ۳۸۶ ح ۴ : شعرالعجم ۳ : ۱۶۸ پر اس رباعی میں "پریشان" بجای پشیمان ہے اور "نبرد بہ تحفہ کس" بجای "نبرد تحفہ کسی"

۷۔ فصیحی

صفحہ ۳۸۹ : سرآمد مستعدان الخ صاحب مرآۃ العالم نے لکھا ہے کہ میرزا فصیحی در زمان شاہ عباس ماضی خطاب ملک الشعرائی داشت[1] مگر عالم آرای میں اس خطاب کا ذکر کہیں نظر نہیں آیا - سرو آزاد (صفحہ ۵۱) میں ہے : دیوان فصیحی بنظر درآمد - خوش محاورہ است امّا مضمون تازہ بندرت دارد ، مخزن الغرایب میں ہے : کلامش نہایت بہ عذوبت و شیرینی و روانی واقع شدہ ، سپہر نگر (صفحہ ۳۹) نے ناظم ہروی ، میرزا جلال اسیر اور درویش والہ کو شاگردان فصیحی میں شمار کیا ہے ،

آتشکدہ (صفحہ ۱۴) میں ہے کہ : در خدمت مرتضی قلی خان شاملو بسر می بردہ و خط شکستہ را خوب می نوشتہ ، نیز دیکھو حواشی صفحہ ۷۵ س ۲

صفحہ ۳۹۰ س ۱۱ : در وقتی کہ خان بن خان الخ عبید خان نے ۹۳۰ھ اور

---

[1] ہفت آسمان صفحہ ۱۵۴

Marfat.com

۹۴۱ھ کے درمیان چھ دفعہ خراسان پر حملہ کیا - مگر یہ معلوم نہ ہوسکا علما کو کس دفعہ ساتھ لے گیا ؛

صفحہ ۳۹۱ س ۱۱ : چون ملک خراسان الخ یعنی ۹۴۱ھ میں (عالم آرای ص۳۸۷) صفحہ ۳۹۳ س ۷ : در سنہ سبع وعشرین الخ مولف میخانہ نے فصیحی کے حسن خان کی خدمت میں پہنچنے کا ذکر نہیں کیا ' مگر خوشگو نے لکھا ہے کہ اوجی نطنزی اور ملک مشرقی اور فصیحی یہ سب حسن بیگ والی خراسان کے ہم صحبت اور ملازم تھے (فہرست بادلی آخر عمود ۲۳۳)

---

۸ - ذکی ہمدانی

صفحہ ۳۹۶ س ۱۲ : ذکی ہمدانی میں نے نسخہ آ کے تتبع میں اس شاعر کا نام ذکی (بالذال) لکھا ہے مگر تذکرۂ سرخوش - منتخب الاشعار ' سرو آزاد (ص۳۶) مخزن الغرایب ' خلاصۃ الافکار[1] نشتر عشق اور فہرست اودھ (ص۵۹۲) میں سب جگہ اسکا نام اور تخلص زکی (بالزا) لکھا ہے - عبدالنبی خان کو اس شاعر کا حال بہت کم ملا ہے اس لئے بعض اور تذکروں میں جو دو چار متفرق باتیں دی ہیں - درج کی جاتی ہیں '

تقی[2] کاشی کے بیان سے تو معلوم ہوتا ہے کہ " آقا ملا زکی " دربار قزوین کا ملازم تھا مگر آتشکدہ (ص۲۴۶) پر یوں لکھا ہے : زکی[3] جوانی نامراد و از تعلیمچی گری مدار می گذرانیدہ (کذا) ..... و اکثر در اردوی شاہ طہماسپ در خدمت اتراک می بودہ " - خوشگو اور آزاد نے لکھا ہے کہ ملا شکوہی[4] اور زکی دونو نے میرزا ابراہیم ہمدانی کے درس

---

[1] فہرست بادلی عمود ۳۰۶ نمبر ۱۱۹ [2] خلاصۃ الاشعار (سپرنگر ص۳۹)
[3] ممکن یہ کوئی اور زکی ہمدانی ہو - [4] دیکھو سپرنگر ص۳۹

Marfat.com

میں تعلیم پائی[1] - تقی کاشی نے لکھا ہے کہ زکی ۱۰۰۰ھ میں کاشان گیا تھا، مثلاً اسکو شیرین کلامان ہمدان میں سے شمار کرتا ہے - اور آزاد نے اسکی تعریف یوں کی ہے : زکی الخلق ذکی الطبع بود و گوی غزل از اقران می ربود، قوت مدرکہ بلند داشت، مخزن الغرایب میں ہے : زکی ہمدانی شاعر شیرین زبان خوش صحبت فصیح البیان بودہ، غزلہای رنگین و اشعار عاشقانہ بسیار دارد، نشتر عشق میں ہے: بادابندی و معنی یابی سخن می گفت اور یہ بھی کہ "در اکثر علوم رسائی داشت"

نصر آبادی کہتا ہے کہ وہ ۱۰۳۰ھ میں فوت ہوا - اور یہی قول صاحب خلاصۃ الافکار کا ہے[2] - مگر سراج نے اسکی تاریخ وفات ۱۰۲۴ھ یا ۱۰۲۱ھ دی ہے (سپرنگر صفحہ ۱۵) اور ناظم تبریزی نے ۱۰۲۵ھ (سرو آزاد صفحہ ۳۶) لیکن صاحب میخانہ کا 'الحال' بظاہر ۱۰۲۸ھ کے قریب کو ظاہر کرتا ہے - اور سراج اور ناظم کے قول کی اس سے تردید ہوتی ہے غالباً نصر آبادی نے صحیح تاریخ دی ہے - نشتر عشق میں ہے: در ۱۰۳۰ھ بقول بعضی در ۳۵ فوت شد،

صفحہ ۳۹۷ س ۵ : دیوانی الخ یہ دیوان آذر نے دیکھا تھا، سپرنگر نے ہوتی محل میں اسکے دیوان کا ایک نفیس نسخہ پایا جو ۱۰۴۴ھ میں تحریر ہوا تھا اور جسمیں قصاید اور غزلیات اور ایک قطعہ تاریخ تھا جس سے ۱۰۱۵ مستخرج ہوتے تھے (فہرست اودھ صفحہ ۵۹۲)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۸) نمبر ۵۲۹، علامۃ العلماء میرزا ابراہیم ہمدانی (المتوفی ۱۰۲۵ھ یا ۱۰۲۶ھ) سادات طباطبای حسینی میں سے تھے اور ہمدان میں قضا اور درس تدریس کے شغل میں صرف اوقات کرتے تھے - انہوں نے معقولات اور حکمیات میں متعدد کتابوں پر حاشیہ لکھا مثلاً تجرید شفای بوعلی سینا و حاشیہ شرح اشارات وغیرہ، انکا مفصل حال عالم آرا [illegible]

پر دیکھو -

(حاشیہ صفحہ ۷۹) [1] فہرست بادلی عمود ۲۳۰ نمبر ۵۰۳، سرو آزاد صفحہ ۳۶،

[2] فہرست بادلی عمود ۳۰۶ نمبر ۱۱۹

Marfat.com

۹-میرزا ملک مشرقی

صفحہ ۴۰۱ س ۱ : جوانی است الخ نشتر عشق میں بذیل مشرقی مشہدی لکھا ہے: زبدۂ نکتہ سرایان معنی رس بود بکمال پاکیزگی ونفاست اوقات می کردہ واز اقمشہ لطیفہ پوشش می نمود و جای نشست خود را بزیب و زینت می داشت و غلامان گلرخسار و ندیمان خوش افکار بصحبت خود می گذاشت و از علم موسیقی ماہر و باخبر بود قدری در خراسان برفاقت حسن خان شاملو بود و ازانجا باصفہان رفتہ بخدمت دارالانشا مقرر گشت

صفحہ ۴۰۲ س ۱۳ : بجای ارسطوی ثانی مسیح الخ دیکھو حواشی صفحہ ۷۰، مسیح ۱۰۱۶ھ میں ہندوستان گیا۔

صفحہ ۴۰۳ س ۱ : قریب بہ چہار ہزار بیت الخ "کلامش را یازدہ ہزار بیت شمردہ اند" (نشتر عشق) —— س ۵ : منشی رکاب ظفر انتساب الخ عالم آرای (ص۶۸۸) میں ۱۰۳۱ھ کے واقعات کی ذیل میں لکھا ہے کہ شہزادہ شاہ جہان کا ایلچی آیا۔ اور جواب میں جو خط لکھا گیا "در آن صحیفۂ لطیفہ این بیت از واردات طبع میرزا ملک مشرقی نگاشتہ کلک عطوفت سلک گردید بیت

زخرمی شد ازان بخت روزگار جوان — کہ نور دیدۂ خورشید گشت شاہ جہان

—— سطر آخر حاشیہ : ۱۰۵۰ پڑھنا چاہیے۔

۱۰-مرشد بروجردی

صفحہ ۴۱۱ س ۹ : از ہرمز بہ تتہ آمد مرشد غالباً ۱۰۲۱ھ میں ایران سے ہندوستان آیا۔ دلیل اسکی یہ ہے کہ دیوان مرشد میں دو قطعہ ہیں جن سے یہی سن برآمد ہوتا ہے

Marfat.com

اور ان میں سے ایک میں تو شیراز کا ایک واقعہ بیان ہوا ہے اور دوسرے میں سندھ کا۔ شیراز والے قطعہ میں وہ کہتا ہے کہ شاہ عادل شیراز میں آیا اور مصلّی میں باغ اور محل اور خیابان بنوایا اور تیس میل سے پانی لاکر خیابان کو سیراب کیا تاریخ ہوئی ع

دَوَد اندر خیابان آب حیوان اور دوسرے قطعہ میں کہتا ہے کہ غازی ترخان نے گوشۂ قصر میں حجرہ بنوایا۔ اس میں ننگی تصویریں بھی نقش تھیں۔ اسکی تاریخ ہوئی ع

شد روزنی از بہشت جاوید۔ اس سے گمان گذرتا ہے کہ پہلے موقعہ پر وہ شیراز میں تھا۔ اور دوسرے موقعہ پر میرزا غازی کے پاس۔ (غالباً سندھ ہی میں اس نے جہانگیر کے جلوس کی تاریخ کہی۔ جو دیوان میں ہے یعنی ع نز نور محمد جہان شد منوّر)

صفحہ ۴۱۳ س ۶: دران ایام نجستہ فرجام الخ خرّم ۱۱ شوال ۱۰۳۶ھ کو قلعہ ماندو میں داخل ہوا۔ اور انہی ایام میں اسکو شاہ جہان کا خطاب ملا۔ نیز دیکھو میخانہ صفحہ ۵۰۹ جہاں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولف ۱۰۳۶ میں ماندو میں تھا ——— س ۱۲: داخل بساط بوسان الخ دیوان مرشد میں بعض غزلیں اور قطعات موجود ہیں جو شاہجہان کے لئے لکھے گئے۔ مثلاً عالمگیر کی تاریخ ولادت یوں دی ہے:

این سرو کہ رست از چمن دولت جاوید — در سایۂ او یافت جوانی فلک پیر
از دین او شاہ جہان خرّم و خوشدل — گردید چو از شاہ جہان شاہ جہانگیر
گرفت جہان پرتو رخسارش و تاریخ — این شد کہ جہانیر شد نسل جہانگیر

دیکھو تزک توزک ۲: ۴۰۷ [illegible]

[illegible] شعر ہے [illegible] — [illegible]

[illegible] تزک توزک ۱: ۳۴۱ ببعد

Marfat.com

حضرتِ شاہِ جہان کاقبال او — چرخ پیداشد بکام خرّمی (کذا)
ساخت شربت خانۂ کز دیدنش — تازہ شد در دہر نام خرّمی
ساقی تصویر در وی می دھد — بادۂ عشرت زجامِ خرّمی

این مقام دلنشین چون شد تمام — گفت تاریخش مقامِ خرّمی
۱ ۳ ۱۰

صفحہ ۴۱۳ س ۱۳ : الحال در بندگی الخ معلوم ہوتا ہے کہ مرشد ہندوستان ہی میں فوت ہوا - (دیکھو سپہر نگر صد۹۲، آتشکدہ ۲۴۸) ' اور اوپر کے قطعہ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اسکی موت ۱۰۳۱ھ سے پہلے واقع نہیں ہوئی - ایک رباعی میں وہ شیراز نہ پہنچ سکنے کی حسرت کو یوں بیان کرتا ہے - رُباعی

مرشد کہ زشیراز نمی کرد سفر — درہندوستان فتاد زان سان کہ دگر
دستش نہ رسد بہ دامنت گرشیراز — بیرون آرد زجیب ہندوستان گر

—— ح ۳ ' نشتر عشق میں بھی تاریخ وفات مرشد ۱۰۳۰ بتائی ہے '

۱۰ - عارف ایگی

صفحہ ۴۲۱ س ۱۴ : واسم من سراج الدین الخ پس صاحب ہمیشہ بہار (سیر نگر ۱۲۶) نے درست نہیں لکھا کہ اسکا نام حکیم محمد حسن تھا -

۱۱ - دوستی

صفحہ ۴۳۲ س ۴ : دیکھو حاشیہ صد۵۴۴ س ۴ پر '

۱۲ - وصلی

صفحہ ۴۴۰ س ۱۵ : بمقتضی وقت الخ دیکھو صفحہ ۵۶۶ '

Marfat.com

۱۳- فزونی

صفحہ ۴۴۴ س ۱ : فزونی کے باپ کا نام ملّا جلال نقاش تھا (نشتر عشق)،

——— س ۷ : چون در ابتدا الخ (مع حاشیہ ۲) : جہانگیر نے ۵ آذر (= ۲۳ شوال) ۱۰۲۴ھ کو لکھا ہے کہ صفدر خان کی بجای احمد بیگ کو حاکم کشمیر مقرر کیا گیا۔ اسلئے بظاہر مینجانہ میں حکم تغیّر کا نہیں بلکہ اس حکم کی تعمیل میں خان کے لاہور جانے کا ذکر ہے جو قیاساً ابتدا ر ۱۰۲۵ھ کا واقع ہوگا،

۱۴- غروری

صفحہ ۴۵۰ س ۹ : پیش ازانکہ ملک لار - لار ۱۰۱۱ھ میں فتح ہوا - دیکھو عالم آرای ص ۴۲۳ ببعد،

۱۵- میر ملکی قزوینی

صفحہ ۴۵۹ س ۸ : **نورم خان** بجای نور محمد خان، بظاہر اوزبکوں میں اس طرح کے نام عام تھے - عالم آرای (ص ۱۴۵) میں حاجم خان، بجای حاجی محمد خان ضبی آیا ہے،

صفحہ ۴۶۱ س ۷ : سرازیر اسکا عکس سرابالا عالم آرای ص ۵۷۹ س ۹ پر آیا ہے،

۱۶- کامل جہرمی

صفحہ ۴۶۸ س ۲ : **کامل جہرمی** مخزن الغرایب میں قوام الدین عبد اللہ کامل شیرازی

Marfat.com

کا نقی اوحدی کے حوالہ سے ذکر آیا ہے اور صحف ابراہیم میں بھی قوام الدین عبداللہ کامل مذکور ہے۔ مگر عرفات اور صحف موجود نہیں کہ معلوم ہو کہ صاحب ترجمہ ہی مراد ہے یا کوئی اور' ـــــ س ۷ : ملک سعید شیرازی ہفت اقلیم میں بذیل خلخال لکھا ہے : در طالب علمی با تمام بودہ خصوص در معقولات کہ نصاب کمال حاصل داشت" بڑھاپے میں قناعت اختیار کر کے شیراز کے ایک متنزہ مقام میں مقیم ہوگیا مگر" در آخر خبطی بر مزاجش مستولی شد و حرکات ناخوش از وی سرمی زد کہ باعث خفت ونقص او گردید' مخزن الغرایب میں ہے کہ یہ فاضل نحریر اور دانشمند خوش تقریر اہل طریقت میں سے تھا۔ خلخال سے شیراز میں آ کر گوشۂ انزوا میں مقیم ہوا۔ اور مطالعۂ تفاسیر وکتب تصوف میں مصروف رہنے لگا۔ گاہے گاہے رباعیاں کہنے کی طرف متوجہ ہوتا۔ پھر لکھتا ہے" در اکثر کتب ذکر این بزرگوار مفصّل مرقوم است' جہت اقتصار بہمین قدر اکتفا کردہ شد'

صفحہ ۴۷۲ س ۱۲ ل وصفحہ ۴۷۳ س ۱۰) : گویا ابو تراب بیگ کا ترجیع بند کامل کے سامنے ہے دیکھو صہ ۳۲۴ س ۱۶ اور صہ ۳۲۹ س ۲۰ '

۱۸-اوجی کشمیری

صفحہ ۴۹۱ س ۱۳ : نامی کشمیری نشتر عشق میں ہے : مرد طالب علم بود' صفحہ ۴۹۲ س ۲ : خان نکتہ داں میرزا جعفر الخ ۱۰۴۲ھ جلوس اکبری میں میرزا جعفر آصف خان کو حاکم کشمیر بنایا گیا اور بظاہر وہ ۱۰۴۴ھ (یعنی آغاز ۱۰۴۸ھ) تک وہاں کا حاکم رہا (بلاکمین صہ ۴۱۱) ـــــ س ۱۷ : دران وقت الخ مولف ۱۰۲۵ھ میں کشمیر گیا اور قریباً دو سال وہاں ٹھہر کر ۱۰۲۶ھ کے آخر میں وہاں سے

Marfat.com

لوٹا (میخانہ صـ۵۰۹)

۱۹۔ محب علی سندی

صفحہ ۴۹۷ س ۱۲ : خوشگو (فہرست بادلی عمود ۲۳۰ نمبر ۵۷۴) نے محب علی کے باپ کا نام حیدر علی لکھا ہے اور کہا ہے کہ محب علی اپنے لڑکے نواب شاہ نواز کے مرجانے کی وجہ سے ۱۰۱۹ میں تارک الدنیا ہو گیا ۔ مخزن الغرایب (فہرست بادلی عمود ۳۷۸ نمبر ۲۴۷۷) میں بھی محب علی کا ذکر ہے مگر سوء اتفاق سے جو نسخہ مخزن کا میرے سامنے ہے وہ اس مقام سے ناقص ہے ، مآثر رحیمی میں بھی وہ مذکور ہے ،

خزانہ عامرہ (صـ۲۶۷) میں شکیبی کے ترجمہ میں سرسری ذکر ملا محب علی کا آیا ہے ۔ کہ وہ آغاز ۱۰۴۸ھ میں مولانا نظیری اور دیگر اہل سخن کے ساتھ مندو سے گذرا ۔

صفحہ ۴۹۸ س ۸ : دیوان آن عزیز الخ : خوشگو نے لکھا ہے کہ محب علی نے ایک دیوان ایک مثنوی اور ساقی نامہ یادگار چھوڑا ،

۲۰۔ عبدالنبی خان

صفحہ ۴۹۸ س ۱۶ : تاریخ محمد شاہی عرف نادرالزمانی مولفہ خوشحالچند میں لکھا ہے: عبدالنبی فخرالزمانی از قزوین است ، در آغاز بہار جوانی ہوای گلگشت ہندوستان جنت نشان در سرش افتاد از وطن بر آمد ، نوادر الحکایات از تالیفات او است بسبب قرابتی کہ با نظام الدین احمد مولف طبقات اکبری داشت بخدمتی با او بود ، در قصہ خوانی و نکتہ دانی عدیل نداشت ، ابیات من ساقی نامۂ او[1] (اسکے بعد صـ۵۱۱ کا

---

[1] منقول از عکس نسخہ برلین جو فہرست پرشن صـ۴۷۶ پر مذکور ہے ۔

Marfat.com

سترھواں شعر اور صـ۵۱۲ کا دوسرا شعر دئے ہیں۔

طبقات اکبری کا مؤلف ۲۲ صفر ۱۰۰۳ھ کو فوت ہوگیا تھا[1] ۔ اور عبدالنبی اس تاریخ سے کئی سال بعد ہندوستان میں آیا ۔ اس سے ظاہر ہے کہ خوشحال چند کو میرزا نظامی کے متعلق مغالطہ ہوا ۔ اور مؤلف کا رشتہ دار صاحب طبقات اکبری نہیں۔ بلکہ کوئی اور شخص ہے ۔

صفحہ ۵۰۵ س ۱۳ : آن قدر کہ طبع من الخ میرزا امان اللہ کا دیوان کتابخانہ بادلی میں ہے ۔ دیکھو فہرست نمبر ۱۰۹۵ ، سرخوش لکھتا ہے : امانی خلف مہابت خان خان خانان طبع رسائی داشتہ ، دیوانی رنگین گذاشتہ ، در علم طبابت نیز وقوف را کار می فرمود ،

صفحہ ۵۱۳ س ۲ : تاریخ محمد شاہی : بینی (بجای دیدی) ، شمع و چراغ (بجای شمع چراغ)

مرتبہ سیوم

۱ - نظیری

صفحہ ۵۲۴ س ۱۲ : متفرق تذکروں سے بعض باتیں نظیری کے متعلق نظر آئیں جو درج ذیل ہیں : -

آئین (صـ۲۵) میں اسکی بابت لکھا ہے : درسخن سرائی دستمایۂ دارد و دریچۂ از

---

[1] اکبرنامہ فیضی سرہندی (ایلیٹ ۶ : ۱۳۰)

Marfat.com

نزہت گاہ معنی بروکشادہ ' و با ظاہر آبادی عمارت باطن می سگالد '

امینِ رازی لکھتا ہے : بین الاقران از بی نظیران زمان است ..... وپس از دریافت آن دولت (یعنی طواف بیت اللہ) ..... احوال خود را از غبار منہیات بزلال طاعات و عبادات فروشستہ از ملازمت استعفا خواست الحال بغیر از اذخار مثوبات اخروی ہوسی درسر و مطلبی درخاطر ندارد ..... و اشعارش بحکم لطافت مدوّن گشتہ متداول '

مبتلا کہتا ہے : اشعار جواہر عیارش بر زبانہا مذکور و دُرر آبدارش آویزۂ گوش ہوش نکتہ پردازان مسلّم جمہور ' کلامش مستمعان را بی اختیار از خویش می برد و بر جراحت دل دردمندان نمک اضطراب می ریزد ' میرزا صایب با وجود این ہمہ کمالات ظاہر و باطن درستایش او گفتہ والحق گوہر انصاف سفتہ ؎

صایب چہ مجال است شوی ہمچو نظیری　　عرفی بہ نظیری نہ رسانید سخن را

(مگر دیکھو خزانہ صد ۴۳۶)

مخزن الغرایب میں ہے : وی طرز با فغانی را اختیار نمودہ و آن رویہ را بحد کمال رسانیدہ ' کلامش نہایت رقیق بہ پختگی و برشتگی واقع شدہ ' ہرچہ از عذوبت و نزاکت و لطافت و روانی گوئید دارد '

خوشگو نے اسکو محشری خوانساری کا شاگرد بتایا ہے[1] ' سرو آزاد (صد ۲۴) میں

---

[1] سرخوش اور سندیلوی نے لکھا ہے کہ اسی زمانے میں ایک اور شخص [illegible] تخلص کیا تو اسنے دس ہزار روپیہ اسکو دیا اور قرار پایا کہ وہ [illegible] سرودش کے لفظ یہ ہیں : آخر قرار یرین افتاد کہ نظیری نیشاپوری ہر سال [illegible] روپیہ موافق عدد یا بابن نظیری مفلس ' ہر کہ بارا دور کردہ نظیر برای خود نگاہ دارد '

Marfat.com

بحوالہ گلزار ابرار لکھا ہے کہ نظیری حاجی - درویش طبیعت صوفی صورت، مہذب الاخلاق تھا - آخری عمر میں صوفیوں کی طرز میں شعر کہے - مصنف گلزار ابرار (شیخ غوثی مندوی) سے عربی پڑھی اور عمر کے آخری بارہ سال احمد آباد میں گذارے - علوم دینی تحصیل کئے - اور تفسیر و حدیث کی تصحیح مولانا حسین جوہری وارہ سے کی اور ۱۰۲۳ھ میں فوت ہوا - خزانہ (صد ۴۳۷) اور سرو آزاد میں یہ بھی ہے کہ جہانگیر نے ایک عمارت کا کتبہ اس سے لکھوایا اور تین ہزار بیگہ زمین انعام میں دی - نظیری کا بھائی مولانا شرف نیشاپوری جو موسیقی کا ماہر اور خانخانان کا ملازم تھا - نظیری کا بیٹا قیدی بھی باپ کے ساتھ ہندوستان میں آیا - مگر کچھ عرصہ کے بعد وطن کو واپس گیا - اور جب دوبارہ ہندوستان کو آیا تو راستے میں جہاز پر مرگیا - نظیری کے کلام کی خصوصیات شعرالعجم ج ۳ ص ۱۴۵ پر دیکھو -

صفحہ ۵۲۵ س ۱۰ : بدارالامان ہندوستان آمدہ الخ پروفیسر براؤن نے لکھا ہے کہ نظیری نے اپنی عمر کے آخری تیس برس ہندوستان میں گذارے - نیز دیکھو شعرالعجم ۳ : ۱۳۷ جہاں سے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ وہ ۹۹۲ کے قریب ہندوستان میں آیا -

صفحہ ۵۲۷ س ۹ : بعد از سعادت زیارت الخ ماثر رحیمی میں ہے کہ نظیری نے ۱۰۱۲ھ میں حج کیا - مگر دیکھو شعرالعجم ۳ : ۱۳۶ جہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اکبر کے بیٹے مراد کی وفات سے پہلے کا واقعہ ہے - (شاہ مراد بقول بلاکمین ص ۳۹ ۱۰۰۶ھ میں مرا)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۷) ۵۲ فہرست بادلی عمود ۲۲۳ نمبر ۳۶۲ '

(حاشیہ صفحہ ۸۸) ۵۱ بلاکمین ص ۶۱۳ نوٹ ۳) ۵۲ تاریخ ادبیات ایران ۴ : ۲۵۲ '

نیز دیکھو شعرالعجم ۳ : ۱۳۵ '۵۳ ایلیٹ ج ۶ ص ۹۰ پر ہے کہ مراد ۲۲ اردی بہشت ۴۴ اکبری کو فوت ہوا '

Marfat.com

صفحہ ۵۳۲ س ۲: علم بکوی ابد الخ عبدالنبی خان نے صـ۵۳۱ س ۳ پر لکھا ہے کہ ۱۰۲۲ھ میں نظیری نے شکیبی کو خط لکھا اور وصول خط سے دس ماہ بعد فوت ہوا - اسلئے اغلب ہے کہ اس مادۂ تاریخ میں جس سے ۱۰۲۱ھ برآمد ہوتا ہے ایک کی کمی ہے - اور یہ بھی ممکن ہے کہ دو کی کمی ہو اور سن وفات اس کا دراصل ۱۰۲۳ھ ہو جیسا مآثر رحیمی میں ہے[1] - اور اسکی دلیل یہ ہے :

مؤلف نے (صـ۵۰۳ س ۵ پر) کہا ہے کہ "چون رایات جہانگیری ..... در ۱۰۲۲ھ بجانب اجمیر نہضت فرمود کمترین نیز ..... بدان طرف روانہ شد" اور راستہ میں میرزا امان اللہ سے ملا اور پھر چند دن میں اجمیر پہنچ کر کچھ عرصہ کے بعد اسکا کتابدار مقرر ہوا[2] - جہانگیر نے توزک (صـ۱۲۲ س ۵) میں لکھا ہے کہ وہ شعبان ۱۰۲۲ھ میں آگرہ سے چلا - اور شوال میں داخل اجمیر ہوا - اس حساب سے مولف کی کتاب داری "ابتدای ۱۰۲۲ھ" کا واقعہ نہیں ہوسکتی جیسا صـ۵۳ سطر ۲ میں لکھا ہے - بجز اسکے کہ وہ جہانگیر کے روانہ ہونے سے مہینوں پہلے چلا ہو - لیکن اگر وہ شروع محرم ۱۰۲۲ھ میں بھی کتاب دار ہو گیا ہو تب بھی شکیبی کی موت نظیری سے تین ماہ بعد اسی سن میں واقع نہیں ہوسکتی (دیکھو صـ۵۳۱ س ۱۶) جبکہ شکیبی کے خط وصول ہونے سے دس ماہ بعد نظیری فوت ہوا ہو[3]، پس اگر عبدالنبی خان کی ملازمت شعبان ۱۰۲۲ھ کے بعد واقع ہوئی تو نظیری اور شکیبی دونوں ۱۰۲۳ھ میں فوت ہوئے (اس صورت میں ممکن ہے س ۱۵ کا 'دہ ماہ' 'دو ماہ' کی تصحیف ہو)

---

[1] دیکھو شعرالعجم ۳ : ۱۴۱، رپو نے تاریخ وفات نظیری ۱۰۲۲ یا ۱۰۲۳ بتائی ہے -

[2] میخانہ صـ۵۰۴ س ۱ و صـ۵۰۶ س ۱۸ [3] دیکھو میخانہ صـ۲۳۸ جہاں شکیبی کی تاریخ وفات ۱۰۲۲ھ دی ہے گو اور لوگوں نے یہ واقعہ ۱۰۲۳ کا بتایا ہے ؛

Marfat.com

۲۔ شراری ہمدانی

صفحہ ۵۳۳ س ۱۶ : ہرگز خبث کسی نمی کرد ظاہرا مراد یہ کہ کسی کی غیبت نہ کرتا تھا۔ مخزن الغرایب میں نظام دست غیب کی ایک رباعی دی ہے ؎

آن خواجہ کہ خبث مردمش پیشہ بود ہجوش نہ کنم کہ تنگ اندیشہ بود
پیداست زچشم سبز او عکس سبل مانندۂ عقربی کہ در شیشہ بود

صفحہ ۵۳۴ س ۳ : دکن ثلثہ احوال اسد بیگ میں دکن کے یہ چار صوبہ شمار ہوئے ہیں : بیجاپور ، گولکنڈہ ، بیدر اور کرناٹک (ایلیٹ ۶ : ۱۶۷)

۳۔ حیاتی گیلانی

صفحہ ۵۳۵ س ۶ : نشتر عشق میں ہے : اکثر کسب تجارت می کرد در اقامت گیلان میلی اصفہانی کہ از شعرای خوش کلام است درمستی شمشیری بدو حوالت کرد و مولانا (کذا) مجروح شد بعد صحت بمواخذہ نہ پرداخت بعد چندی بوطن آمدہ بسیاحت ہند پرداخت ،

——— س ۷ : آن منتخب امثال و اقران الخ : ابوالفضل[1] نے حیاتی کو یوں سراہا ہے :- از دریا بار معنی جوئی بہ بنگاہ او گذرد ، دستی و راستی از پیشانی او پیدا وسعات باحقیقت ہمدوش دارد ، ولختی از خوی شاعران برکنارہ ، بدایونی (۳ : ۲۱۹) نے بھی اسکی تعریف کی ہے اور لکھا ہے : از یاران دردمند و در اقسام شعر مستثنیٰ ..... اگرچہ از مادۂ علمی عاری ست امّا جد و جہد و فہمی درست دارد و منصف است ،

---

[1] آئین ج ۱ ، ص ۲۴۷ ،

Marfat.com

ہفت اقلیم میں ہے : بلطف طبع وشگفتگی خاطر و وسعت مشرب و گرمی ہنگامہ موصوف بودہ، از نیکو طبعان آن شہر و مکان است، منتخب الاشعار میں ہے : از شعرای صاحب طرز بودہ ، مخزن الغرایب میں ہے : شاعر شیرین زبان خوش صحبت فصیح البیان بود،

صفحہ ۵۳۶ س ۸ : بازر کشید خزانہ میں ترجمۂ حیاتی گیلانی کے متصل بعد حیاتی کاشی کا ترجمہ دیا ہے اور اس میں لکھا ہے کہ ۱۰۱۹ھ میں حیاتی کاشی نے تغلق نامہ مکمل کیا جو جہانگیر کو پسند آیا - حکم ہوا کہ اسکو "زر سرخ و سپید" کے ساتھ تولا جائے - سعیدای گیلانی نے تاریخ کہی - اسکے بعد لکھا ہے کہ خان آرزو کو حیاتی گیلانی اور حیاتی کاشی میں مغالطہ ہوا ہے - مگر صاحب میخانہ چونکہ حیاتی گیلانی کا معاصر ہے اور اس سے ملا ہے اسکا یہ بیان کہ حیاتی گیلانی کو سونے کے ساتھ تولا گیا - قابل تسلیم ہے - خصوصاً جب کہ صاحب خزانہ نے اپنا ماخذ نہیں بتایا -

خزانہ کا ملخص فہرست بادلی میں دیا ہے - اس سے ممکن تھا کہ مطبوعہ نسخہ کے اندراج سن وفات حیاتی کی تائید یا تردید ہو سکتی، مگر سوء اتفاق سے ایتھے نے ترجمۂ حیاتی گیلانی (عمود ۲۵۷ نمبر ۳۳) میں تاریخ وفات اسکی ۱۰۳۶ درج کی ہے اور لکھا ہے کہ وہ دہلی میں مرا مگر یہ در اصل خانخانان کی تاریخ وفات ہے اور وہ دہلی میں مرا تھا نہ کہ حیاتی - خزانہ میں ترجمۂ حیاتی کے آخر میں خانخانان کی نسبت یہ باتیں مذکور ہیں لیکن ایتھے نے غلطی سے ان باتوں کو حیاتی سے متعلق سمجھ کر درج کر دیا ہے -

جہانگیر نے لکھا ہے کہ ذی قعدہ ۱۰۱۳ھ میں ملا حیاتی خانخانان کو میر [illegible] کر واپس آیا اور کچھ جواہرات لایا (ترجمۂ توزک ج ۱ صفحہ ۱۶۰ [illegible] حیاتی گیلانی ہی مراد ہو مگر خزانہ نے شک میں ڈال دیا ہے ۔

Marfat.com

۴-موزون الملک

صفحہ ۵۲۷ س ۹ : ملا لطفی کا حال ہفت اقلیم میں بذیل تبریز دیا ہے - ماحصل اسکا یہ ہے کہ اسکے باپ کا نام مولانا عرفی کمانگر تھا اور لطفی " با لطف طبع ہموار نکات شیرین و حکایت (کذا) رنگین و کلمات ہزل آمیز و سخنان فرح انگیز بر لوح بیان می نگارد، و زنگ کدورت و غبار کلفت از خاطرہا می زداید" - پھر لکھا ہے کہ وہ مدتوں سے ہندوستان میں ہے اور آجکل زین خان کوکلتاش کے پاس ہے -

---

۵-قدسی

صفحہ ۵۲۹ س ۵ : نشتر عشق میں ہے کہ قدسی شاہجہان کے عہد میں دہلی آکر" باریاب ملازمت سلطانی گردیدہ بزمرۂ منشیان در آمد" —— س ۷ : درین جزو زمان کسی از شعرای آن بلدہ الخ مورخوں اور اصحاب تذکرہ نے قدسی کے کلام کے متعلق جو رائے دی ہے اسکا اندازہ ذیل کی عبارتوں سے ہوگا -

شاہجہان نامہ عنایت خان آشنا میں بذیل وقایع ربیع الثانی ۱۰۴۲ھ لکھا ہے : حاجی محمد مشہدی قدسی تخلص کہ در سخنوران عراق و خراسان بجودت فطرت و رسائی طبیعت و سلاست کلام و یافتن مضامین بکر امتیاز تمام دارد از مشہد مقدس روی امید باین آستان دولت نشان آوردہ بملازمت مستعد گشت و قصیدۂ رہ آوردی کہ گفتہ بود بعرض رسانید و بعنایت خلعت و انعام دو ہزار روپیہ کامیاب گشتہ در سلک مداحان انتظام یافت ،

مرآۃ الخیال میں ہے : بدرستی طبع و رسائی فکرت در سخن سرائی بی نظیر وقت و

Marfat.com

در معنی آفرینی ممتاز روزگار خود بود'

تذکرۂ سرخوش میں ہے : سخنور صاحب قدرت بودہ در قصیدہ گوئی وغزل پردازی گوی بلاغت از اقران ربودہ ' ظفرنامہ شاہجہان باحسن وجوہ و طرز دلخواہ بہ فصاحت وبلاغت تمام ادا کردہ'

صاحب مرآۃ آفتاب نما نے بھی یہی مضمون ذیل کے لفظوں میں ادا کیا ہے : قصیدہ و مثنوی و غزلیات دلیل قدرت سخن ویست ' مگر صاحب خزانۂ عامرہ کو اس سے اتفاق نہیں وہ کہتا ہے : قصیدہ ومثنوی او بمعراج بلاغت صعود نمودہ ' غزل بآن مرتبہ نیست ' پھر لکھتا ہے " قدسی تشبیب قصیدہ را مثل غزل اکثر پریشان می گوید این خود مضایقہ ندارد لکن گاہی ..... دفعتہ" از تشبیب بر سر مدح می آید ..... بر طبیعت بسیار ناگوار است'

مبتلا کہتا ہے : در سخنوری یگانۂ آفاق و در معنی گستری در عالم طاق ' اور صاحب مخزن الغرایب کہتا ہے: علم خوشخیالی ولوای شیرین مقالی بر افراختہ ' از اقران او کسی ہمسری و ہمسنگی با وی نداشتہ'

طاہر نصرآبادی (منقول در ہفت آسمان صـ۱۴۳) نے اسکو " قدسی خلقت مردم طینت لکھا ہے اور صاحب آتشکدہ (۸۲) نے بھی کم وبیش انہی الفاظ کو دہرایا ہے

۶۔ رونقی ہمدانی

صفحہ ۱۴۵ س ۷ : رونقی ہمدانی الخ نشتر عشق میں ہے [illegible]
یزدی و ابو طالب کلیم است بہ ہندوستان آمد و در ۱۰۲۶ بایران مراجعت کرد در مولفین صاحب کمال است ' بار دیگر در ہندوستان آمد و بعد از مدتی ہا بنجا در گذشت ' اوپر مذکور ہوا ہے کہ عرفی کی ہڈیاں صابر اصفہانی نے ۱۰۲۶ھ میں لاہور سے نجف پہنچائیں

Marfat.com

اسوقت ملا رونقی نے تاریخ کہی :-

رقم زد از پی تاریخ رونقی کلکم بکاوش مژہ از ہند تا نجف آمد

(خزانہ: صـ۳۰۹)

۷۔ شاہ نظر بیگ

صفحہ ۵۴۳ س ۸ : تولّد آن مجموعۂ ہنر الخ نشتر عشق میں ہے : از مشایخ قمشہ من اعمال اصفہان بودہ است با ابو طالب کلیم بسیار رابطہ و اتحاد داشت ' در ہنگام سلطنت شاہ جہان پادشاہ بہند افتاد - وضع این دیار ناخوش شدہ پیادہ باصفہان مراجعت کرد '

صفحہ ۵۴۴ س ۳ : **میرزا ایرج** ' اسکا مفصل حال دیکھو بلاکمین صـ۴۹۱ و صـ۳۳۹ پر ' وہ ۱۰۲۸ھ میں فوت ہوا ' ـــ س۴: **ملک عنبر** اس حبشی غلام کا جو قابلیت میں بے مثل تھا مفصل حال دیکھو اقبال نامۂ جہانگیری (ایلیٹ ۶ : ۴۲۸) میں ' وہ اپنی عمر کے اسّیویں سال میں ۱۰۳۵ھ میں فوت ہوا -

۸۔ نادم گیلانی

صفحہ ۵۴۶ س ۷ : **سید اشرف** ' عالم آرای صـ۶۰۵ میں اس قصبہ کا نام اشرف دیا ہے اور اسکا ذکر یوں کیا " قصبۂ شریفۂ اشرف از قصبات مازندران کہ بولایت پنجہزار موسوم و بدارالمؤمنین استرآباد اقرب و فی الحقیقت بنزاہت و خرّمی اشرف امکنۂ آن ولایت است " ۱۰۲۱ھ میں شاہ عباس نے اپنے رہنے کے لئے اسمیں عمارات عالی اور حمام و بیوتات و تالار بنوانے شروع کئے - پھر کہتا ہے :

Marfat.com

"چون آن مکان شریف را از جمیع جهات مسمای آسمش سمت ظهور دارد و قابل تربیت بود رفته رفته بتوجهات خاطر اشرف شرافتش افزود و باغات و بساتین جنت آئین مشتمل بر عمارات و حوضخانها در کمال زیبائی و دلکشائی تربیت یافته آبهای خوشگوار از کوه بلند بحیاض کوثر آئین و ریاض ارم تزئین آورده فوارها بفنون غریبه وصنایع بدیعه از میان هر حوض .... در فوران است' وچون اکثر اوقات زمان اقامت مازندران آن قصبهٔ لطیفه مسکن شهریار کامگار است مقربان و ملازمان رکاب اقدس نیز منازل مرغوب عمارت نموده اند و اکنون آن قصبه نیز شهری بزرگ و بمیامن تربیت آن حضرت از بلاد مشهوره است'

۱۰۔ حیدر خصالی

صفحہ ۵۵۰ س ۸ : نشتر عشق میں اس کا نام میرزا حیدر اور کتابخانہ بادلی کے ایک جُنگ (نمبر ۱۲۱۱) میں جہاں اسکے کچھ اشعار بھی ہیں حیدر محمد خصالی (دیکھو عمود ۷۳۹ نمبر ۸۸) اور ہمیشہ بہار میں (سپرنگر ص۱۲۱ پر) محمد حیدر ہروی خصالی دیا ہے' نشتر عشق میں یہ بھی ہے کہ آخر حال میں وہ شاہجہان کا ملازم ہو کر دیوان کشمیر بن گیا۔

۱۱۔ عطائی

صفحہ ۵۵۲ س ۱۲ : تذکرۂ نشتر عشق میں بذیل عطائی ہے : عبدالکریم نام برادر شیخ عبدالعزیز عزت است کہ از جونپور بود وی تخلص خود گاہی معنوی ہم می کرد از مشاہیر شعراست حتیٰ کہ مرزا صایب کلام اورا بہ سفینۂ انتخابی خود داخل نمودہ' دیوان ضخیمی

Marfat.com

یادگار خود گذاشت ' پس جس تناقض کا ذکر حاشیہ میں ہے وہ رفع ہوا '

۱۲-اسد بیگ

صفحہ ۵۵۴ س ۲: **اسد بیگ** نشتر عشق میں ہے : تا مدت معرکہ آرای سخنوری بودہ آخر بہ پیشرو خان مخاطب شد '

صفحہ ۵۵۵ س ۱: **بہ حجابت دکن** الخ یعنی سفارت پر بھیجا ' بداؤنی (۳:۲۰۳) لکھتا ہے : زمانیکہ (فیضی) بہ حجابت دکن رفتہ بود ..... درعریضۂ کہ بدرگاہ نوشتہ بود سفارش مرا نوشت '

۱۳-محوی اردبیلی

صفحہ ۵۵۶ س ۲: نشتر عشق میں بدیل محوی اردبیلی ہے : عبدالغنی نام تحصیل علوم وکسب فضایل در اصفہان نمودہ روی توجہ بہندوستان آوردہ بدکن رسید وبہ ہمان نزدیکی درسنہ یک ہزار وبیست وپنج باطراف برہانپور فوت شد '

۱۵-کیفی

صفحہ ۵۶۰ س ۱۱: **کیفی** : نشتر عشق میں بھی اسے سیستانی لکھا ہے اور کہا ہے: اصلش از یہودان سیستان است ' بشیراز رفتہ سعادت شرف اسلام دریافت '

Marfat.com

۱۶- انور لاہوری

صفحہ ۵۶۲ س ۵ : خوشگو نے لکھا ہے : خالی از معنی نبودہ از درویشی او خوشگی بہرہ تمام داشتہ شاہجہان بادشاہ را اعتقادی با وی بودہ در ۱۰۴۷ھ درگذشت دیوان مختصری دارد' نشتر عشق میں بدیل انوری ہے : ملا نور محمد از موزمان مستعد دارالسلطنت لاہور بود و در شاعری مسلم الثبوت است ' از شعرای عہد جہانگیری وشاہجہانی ست ' ملا تقی اوحدی در تذکرۂ عرفات مولفہ خود او را بسیار ستودہ و بلند پروازی او بیان نمودہ '

۱۷- محمود بیگ

صفحہ ۵۶۵ س ۱۶ : در منزل دوم الخ نقشہ پر اجمیر سے جھیل سامبر کا کنارہ ۴۰ میل معلوم ہوتا ہے اور شہر سامبر ۵۰ میل - سرکار نے انڈیا آف اورنگ زیب میں اجمیر اور شہر سامبر کا فاصلہ ۳۴½ میل دیا ہے (دیکھو صفحہ ۱۱۱ × c) ' غرض متن کے لفظ 'دوم' کی صحت میں تامل ہے -

۱۸- شرمی قزوینی

خوشگو نے لکھا ہے : باوجود این تخلص نہایت شوخی داشتہ و با وصف شوخی در نہایت تقوی بودہ ' آوردہ اند او خیاط پسری بود در بازار قزوین بحرفہ خیاطی پرداختی بعد ازان در عباس آباد اصفہان نیز بہمین امر اشتغال داشتہ و وی بسیار قصیر القامت بودہ ..... صاحب سخن مسلم است ' اشعار بزبان رامندی نمکین دارد ' اواخر در شیوۂ غزل ترقی کرد '

۲۰- حریفی مصنّف

صفحہ ۵۷۰ س ۷ : در علم موسیقی الخ امین رازی نے بدیل قزوینی کا ذکر [illegible] مردمش در روش مصاحبت و گرمی ہنگامہ بی انباز نبودہ و اکثر اوقات [illegible] و بی تمزج آہنگ و حسن صوت نشینند چنانچہ شاعر گوید قطعہ

شاہ را باید کہ باشد چار صنف از چار شہ — تا بود ممتاز دایم بہ [illegible]
از خراسان مطرب از قزوین انیس ہمزبان — از صفاہان عامل از [illegible]

Marfat.com

تتمۂ حواشی

صفحہ ۱۱ س ۵ : دیکھو حواشی ص ۳ ، خمسہ کے ایک نسخہ میں جو ۹۶۸ کی تحریر ہے - اور برٹش میوزیم میں موجود ہے (دیکھو ریو ص۵۷۱) نظامی کی عمر والا مصراع یوں ہے - ع فزون بود شش ماہ زشت و دو سال یعنی بجای ۶۳½ کے ۶۲½ ،

صفحہ ۱۴ س ۴ : دیکھو حواشی ص ۴ س ۱۷ ، یہ شعر ابونواس کا ہے (دیوان ابی نواس طبع مصر ۱۸۹۸ ص ۲۶۶ س ۲)

صفحہ ۳۲ س ۴ : وچون الخ کذا در ہفت اقلیم — ح ۵ ، مرآۃ الخیال سے پہلے "ہفت اقلیم" پڑھو ،

صفحہ ۳۳ س ۱۳ : بیست و پنج سال کذا در ہفت اقلیم ، — س ۱۹ : بحضرت سلطان ہفت اقلیم یعنی بحاکم آن شہر ہے -

صفحہ ۴۳ س ۱۹ و ص ۴۶ س ۱۲ : کذا در ہفت اقلیم

صفحہ ۴۷ س ۱ : ۶۸۸ ہفت اقلیم میں ہے : ۶۸۸ یا ۷۰۷ — ح ۴ : صاحب ہفت اقلیم کا بیان بھی نفحات کے مطابق ہے -

صفحہ ۴۸ ح ۲ و ۳ و ص ۴۹ ح ۳ : افزودہ (بجای ایزاد کردہ پڑھو)

صفحہ ۵۹ س ۱۶ : استماع پڑھو -

صفحہ ۶۰ س ۴ : تولد خسرو الخ دیکھو حواشی صدے سطر آخر نشتر عشق میں ہے: بعضی می گویند کہ امیر خسرو در سن طفولیت ہمراہ والد ماجد خویش در ہند آمد و بعضی گویند در سفر ہند بشکم مادر بود و نزد علی قلی خان والہ داغستانی قول اول راجح است ، پھر لکھا ہے کہ بقول صاحب اخبار الاخیار خسرو پتیالی میں کہ توابع آگرہ سے ہے متولد ہوا -

Marfat.com

صفحہ ۶۱ س ۸ : بعد از مدتی الخ اکثر کے نزدیک خسرو کی عمر اسوقت ۷ برس کی تھی ۔ اور بقول فرشتہ ۹ برس کی (نشتر عشق) ——— س ۲۰ : محمد جون دیکھو حواشی صفحہ ۹ س ۴ : نشتر عشق میں غرۃ الکمال کی عبارت ذیل نقل کی ہے : دران کانون بلا مرا نیز رشتۂ کفار گلو گیر شد ' اما چون خدای تعالیٰ رشتۂ عمرم دراز کردہ بود ' خلاصی یافتم و از شاہراہ ہرات بدار الاسلام آمدہ زیر قدم مادر بہشتی شدم ' ' وچندگاہ بہ بیدار عزیز مادر ، عزیزان دیگر در قلعہ مومن پور عرف ہٹیالی برلب آب گنگ روزگاری خنک می کردم

صفحہ ۶۲ س ۱۶ : آذری دیکھو حواشی صفحہ ۱۰ س ۱۲ ' آذری کی کتاب کا نام فہرست بادلی (نمبر ۴۰۲) میں بھی غرائب الدنیا ہے ۔ قزوینی کی کتاب المخلوقات اور اسی قسم کے اور مواد کو آذری نے اسمیں نظم کر دیا ہے ۔

صفحہ ۶۵ س ۱۴ : ودیعت حیات الخ نشتر عشق میں ہے کہ امیر خسرو کا لڑکا ملک احمد فیروز شاہ کے دربار میں مقرب تھا ۔ " طبع موزون داشتہ و کمتر تلاش نظم ہم می ساخت الا کلام او شہرت ندارد ' اکثر بہ کلام متقدمین ایراد می نمود و دخل بجا (کذا) می کرد '

صفحہ ۶۷ ح ۱ : آ کی بجای آ ہی پڑھو '

صفحہ ۸۳ س ۷ : ابوالحق کی بجای ابو اسحٰق پڑھو ——— س ۱۲ : شاہ شجاع کی نسبت لب التواریخ قزوینی میں ہے : بلطف طبع وحسن خلق و وفور فضل و ادب و حلیہ تواضع وکمال مکرمت و فرط جود و شیوۂ شجاعت موصوف بود [illegible] (ور) حفظ کلام اللہ (و) بعد ازاں بکسب دیگر فضایل و کمالات کوشیدہ [illegible] کتاب مواقف است تمتع کردہ در علم و دانش بدرجہ [illegible] بمجلس او راہ می یافتند از لطایف خاطرش مستفید و بہرہ [illegible] بمثابہ بود کہ ہفت بہشت بیت عربی یک شعر فارسی و ہر [illegible]

Marfat.com

ص ۸۴ س ۴ : دیکھو حاشیہ ص۱۵ 'میر یحییٰ قزوینی کی لب التواریخ کی ورق گردانی کے باوجود کوئی ذکر خواجہ حافظ کے مرشد کا نظر نہیں آیا
صفحہ ۹۰ خ ۱ : بجای ایضاً بروک ہاؤس نمبر ۶۸۶ پڑھو،
صفحہ ۹۳ س ۴ : العلما پڑھو
صفحہ ۹۵ س ۱۶ : (و) تحفہ پڑھو
صفحہ ۱۰۴ س ۱۰ : زراعت پڑھو ـــــ س ۱۳ : سلسلۂ کبرویہ یعنی وہ سلسلہ جو شیخ نجم الدین کبری (المتوفی ۶۱۸) کی طرف منسوب ہے دیکھو خزینۃ الاصفیا (لاہور ۱۲۸۳ھ) ص ۹۱ س ۴ ،
صفحہ ۱۲۵ س ۹ : بود الخ کیا یہ 'برد ..... آبرو' کی تصحیف ہے ؟
صفحہ ۱۲۸ بقیہ حاشیہ ص ۱۲۷ کے بعد ۱ کو ۲ پڑھو اور ۲ کو ۳ ،
صفحہ ۱۴۱ س ۱۴ : مرآۃ آفتاب نما میں ہے : فاضل و مورخ و ریاضی دان بود، در خدمت مرزا الغ بیگ مختار بود
صفحہ ۱۴۴ س ۱۵ : گونا بادی پڑھو
صفحہ ۱۵۰ س ۱۵ : مصراع ثانی شاید یوں ہے : کہ در ملّت شیخ باشد حرام ـــ س ۱۶ : آن سرور الخ شاہ طہماسب صفوی مراد ہے جس کے نام پر یہ ساقی نامہ لکھا گیا۔
صفحہ ۱۵۲ س ۱ : ۴ کی بجای ۱ پڑھو ـــ س ۱۳ : مرآۃ آفتاب نما میں ہے۔ کہ وہ شرف الدین علی یزدی کا شاگرد ہے ۔ (یہ غلط ہے) پھر کہتا ہے : موجد طرز بود ـــ س ۱۷ : لبی کی بجای لبیؔ بناؤ ـــ حاشیہ یوں چاہیے :
۱ در آ ندارد ۲ آ : لب
صفحہ ۱۵۳ س ۸ : نشتر عشق میں وحشی کا نام کمال الدین دیا ہے۔ اور اسکو غلط طور پر شرف الدین علی یزدی کا شاگرد بتایا ہے۔ اسکی شاعری کی نسبت کہا ہے : در اقسام شاعری صاحب طرز جدید است ، روش سہل ممتنع اختیار کردہ بود ، دیگران

Marfat.com

تتبع او کردند در اقسام شاعری استاد مسلّم الثبوت گفته اند و در وادی غزل گوئی و مثنوی
نویسی کسی را با او مجال همزبانی نبود'

صفحه ۱۵۶ س ۱۴: از راه پڑھو (بجای ز راه) ——— س ۱۶: رگذر
پڑھو (بجای رگذر)

صفحه ۱۵۸ س ۴: "هم این را وهم آن را' پڑھو'

صفحه ۱۶۰ س ۲: تا غیر (بجای با غیر) پڑھو'

صفحه ۱۶۱ س ۵: 'کوخضر' پڑھو (بجای گوخضر)

صفحه ۱۶۲ س ۷: فصیحی الخ دیکھو حواشی کا صـ۴۲، خوشگو لکھتا ہے: به علو
شان و رفعت مکان و طلاقت بیان در عراق و خراسان بی نظیر بود و با این همه از اوصاف
حمیده و اخلاق پسندیده نصیبه وافی داشت ..... اگرچه اکثر معاصران مثل میرزا
قلی میلی و ولی دشت بیاضی با وی می پیچیدند و او را بخامی طبیعت و نقصان فطرت
منسوب ساختند ..... آما امیر تقی الدین محمد تذکره نویس کاشی در احوال وی و هر
دو بزرگ تمیز و تفرقه کرده که خواجه ثنائی در مثنوی و قصیده بر ایشان چربیده است'
بلک مناسبت گنجایش ندارد و آنها در غزل مسابقت دارند' ——— س ۱۰:
پدرش الخ دیکھو حواشی کا صـ۴۳ خوشگو کہتا ہے:- خود (ثنائی) از آغاز احوال در
دیباچهٔ دیوان مرقوم ساخته چنین گوید: - حسین بن غیاث الدین محمد مشهدی الشتهر به ثنائی
الخ ——— س ۱۲: به تحقیق پیوسته ..... تا صـ۱۶۳ س ۱۰ 'سفینه نے
اصل عبارت دیباچهٔ دیوان ثنائی سے نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے
عبد النبی خان نے یہ تمام مضمون باندک تغیّر عبارت اس دیباچہ سے لیا ہے
صفحه ۱۶۳ س ۱۵: مسند (بجای سمند) پڑھو
صفحه ۱۶۵ س ۸: بسعادت بندگی الخ خوشگو نے لکھا ہے کہ ثنائی

Marfat.com

منصبداران اکبر شاہی میں داخل تو ہوا مگر یہ منصب اسکے حسب دلخواہ نہ تھا آخر حکیم ابوالفتح گیلانی کی مصاحبت اختیار کی - مدح کہی اور صلے اور شہرت پائی - پھر خان خانان کی مدح کہی اور مطلب پایا - یہاں تک کہ دوسروں کی صحبت اور مدح سے بے نیاز ہوگیا ۹۹۶ میں فوت ہوا اور لاہور ہی میں دفن ہوا - میرزا باقر ولد میر عرب شاہ مشہدی نے کہ اسکا خانوادہ بھائی تھا - اسکی لاش کو لیجا کر مشہد میں دفن کیا ——

حاشیہ کی س ۲ : صاحب نفایس المآثر پڑھو (بجای صاحب فہرست بانکی پور)

صفحہ ۱۷۵ س ۱۰ : بتحقیق پیوستہ الخ دیکھو حواشی کا صفحہ سطر آخر۔ خوشگو کہتا ہے کہ دیوان اوّل کو عرفی نے ۹۹۶ میں مرتب کیا پھر" دیوانی دیگر در تتبع خواجہ حافظ شیرازی می گفت کہ عازم ملک فنا گردید ..... و در ہنگام نزع مسودات اشعار خود را بہ کتابخانہ نواب خانخانان فرستاد کہ مرتب و مدون سازند تا بموجب فرمودہ سپہ سالاری بحسن سعی سراجا اصفہانی ..... ۱۴ ہزار بیت و بقول صاحب طبقات شاہجہانی ہزار بیت فراہم شد و کلمہ ترتیب[داده] تاریخ ترتیب کلیات او یافتند' مگر نشتر عشق میں ایک اوہی قصہ دیا ہے - اور وہ اسکے لفظوں میں اسطرح سے ہے : ناظم تبریزی آوردہ کہ عرفی وقت مفارقت خود از دنیا کلام نظم خود را کہ تا آن وقت بی ترتیب بود بہ خان خانان سپرد و آن مسودات بکتب خانۂ آن امیر تا دیر از نظر مردم مستور بود این دیوان اول است کہ اشتہار تمام دارد در سنہ[1] یک ہزار و سی و سہ خان خانان آن کان جواہر را بمحرّری سپرد کہ دیوانی منتظم سازد و آن کس از نواب مرحوم در آن ایام رنجشے داشت مسوّدات مذکور را باخود بردہ راہی شد و ہم او گوید کہ فقیر در بندر مخا او را دیدہ مسوّدات عرفی را بہر قسمی کہ شد از وی گرفتہ ترتیب دادم تمامی ابیاتش پانزدہ ہزار

[1] خان خانان ۱۰۳۶ھ میں فوت ہوا ۔

Marfat.com

بیت بودہ باشد ہمہ یا مزہ بود'

صفحہ ۱۷۷ س ۵ : صلۂ لایقی الخ نشترِ عشق میں ہے کہ خانخانان نے عرفی کے ساتھ نادیدہ اس قدر سلوک کیا کہ دوسرے کا محتاج نہ رہا" و پس ازاں بزمرۂ منشیان سلطانی در آمد'

صفحہ ۱۸۱ س ۲ : دیکھو حواشی کا صـ۴۸ سفینۂ خوشگو میں ہے کہ عرفی لاہور میں مرا اور میر حبیب اللہ کے مقبرے میں امانت کے طور پر دفن ہوا۔ میر صابر اصفہانی نے کہ مستعد موزون تھا اور نواب غیاث بیگ طہرانی عرف اعتماد الدولہ کا وزیر تھا۔ تیس سالوں کے بعد ایک قافلہ کو عرفی کی ہڈیاں دیں اور کچھ روپیہ عنایت کیا کہ ان ہڈیوں کو نجف پہنچاوے۔ اسنے اپنے کندھے پر لاد کر پیادہ پیلے مشہد میں لیجا کر دو ماہ کیلئے دفن کر دیں پھر اکھاڑ کر نجف میں پہنچا دیں' رشیدای کاشی جو اسوقت سید حسین نقیب النقبای نجف کی خدمت میں تھا کہتا ہے کہ عرفی کی وفات سے تیس لالی سال گذر چکے تھے۔ کہ میں نے حصار نجف کے باہر اس زمین میں جسے بحیرہ کہتے ہیں اور اکثر علمائے امامیہ کے قول کے مطابق صحرائے محشر وہیں ہوگا۔ دیوار حصار نجف اور مقام صاحب الزمان مہدی کے درمیان وہ ہڈیاں دفن کر دیں۔ سید حسین نے جشن کیا اور خیرات تقسیم کی۔ اور اسکی قبر پر عمارت بنانے کا ارادہ کیا۔ ملا رفیقی ہمدانی نے اسی موقعہ پر قطعہ کہا خوشگو نے عرفی کی شاعری کے متعلق کہا ہے : ہرچند او قصیدہ گوئی استاد است اما باعتقاد ناقص فقیر مولف غزلش بر قصیدہ چرب است پھر خان آرزو کی رائے دی ہے کہ : وی شاعر خوش مقطع است در غزل

خوب تر می گوید تا بر زبانہا آید'

صفحہ ۱۸۳ س ۹ : ساقی نامہ دیوان اشرف کے ایک قلمی نسخہ کے آخر میں جو

لہ یہ نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ہے

Marfat.com

اواخر ۱۲۹۳ھ میں نقل ہوا (اور جسکا نام ہم س رکھتے ہیں) ساقی نامۂ عرفی بھی موجود ہے۔ ساقی نامہ کے اشعار کی تعداد وہاں ۱۰۷ ہے بظاہر صاحب میخانہ نے ۱۷ شعر شروع سے اور ۳۶ شعر آخر سے حذف کر دئے ہیں۔ درمیان میں بھی بعض بعض جگہ سے کچھ اشعار چھوڑ دیے ہیں۔ اور اسکے ہاں ترتیب بھی کچھ مختلف ہے۔ یعنی ص۱۸۴ س ۱۱ کے بعد دو شعر چھوڑے گئے ہیں س میں سطر ۱۲ اور ۱۵ ہے، پھر آمیں دو شعر چھوڑے ہیں۔ اسکے بعد س میں ۱۶ ہے۔ آمیں س ۳ و ۱۴ کو آخر میں منتقل کیا گیا ہے اور ص۱۸۵ س ۸ کے بعد ایک شعر چھوڑ دیا گیا ہے س ۱۱ کے س میں بعد وہ شعر ہے جو آ میں بھی ہے پھر ایک شعر چھوڑ کر ص۱۸۶ کا شعر ۱ و ۱۴ ہے،

اختلافات متن بھی درج ذیل ہیں :-

س ۱۲: جام سوز (بجای خام سوز) —— **س ۱۳**: برقص از پی (بجای نرقص زبی) —— خمیازۂ گیر دہ (بجای خمیازہ گیر دہ رہ) —— **س ۱۵**: خوشامن (بجای خوشامی) —— **س ۱۷**: بمن درنمان ای پیکر سیم ناب —— **س ۱۸**: مگیر (بجای مگیر) —— **س ۱۹**: کوثر (بجای گوہر)

صفحہ ۱۸۴ س ۲: بوی (بجای جگر) —— **س ۱۰**: پیخودی (بجای سجدہ) —— **س ۱۳**: بیندیش (بجای میندیش) —— **س ۱۷**: روشن بر آرند (بجای روشن ترشن کرد) —— **س ۱۸**: باوی کنم (بجای تامن گم) —— کعبہ و دیر (بجای کعبۂ دیر)

صفحہ ۱۸۵ س ۳: بدوش و (بجای بدورت) —— **س ۴**: ہر موی من (بجای ہر تو بہ ام) —— **س ۶**: بخوشد (بجای بجوشد) —— **س ۱۱**: حاشیہ ۲ کے شعر کا مصراع ثانی یوں ہے:- کزو سامری گشتہ تلخا بہ نوش —— **س ۱۲**: عشق (بجای دل)، در ہر دو مصراع —— **س ۱۳**: پروانہ نیم سوزیم مست (بجای

Marfat.com

پروانہ الخ)'

صفحہ ۱۸۶ س ۱۷ : بدار المومنین قزوین الخ قزوین کو شاہ طہماسپ صفوی نے اپنی حکومت کے آخری حصّے میں دارالخلافہ بنا کر بیس سال مسلسل وہاں قیام رکھا۔ اور یہی حیثیت اس شہر کو ۱۰۰۶ھ تک حاصل رہی۔ اس سن میں شاہ عباس نے اصفہان کو دارالخلافہ بنا لیا (عالم آرای صفحہ ۸۸ و صفحہ ۳۶۲)

صفحہ ۱۹۴ س ۱۴ : ناگاہ الخ نشتر عشق میں ہے کہ فیضی اسوقت بیس سال کا تھا'

صفحہ ۱۹۵ س ۱ : جملہ پڑھو (بجای جملہ) ——— س ۱۰ : دیکھو حواشی کا صفحہ ۵' خوشگو نے ذیل کا قطعہ فیضی کا دیا ہے قطعہ

ده سال و پنج پیش پدر (کآفرین برد!) تحصیل کرده ام ز علوم متفرقی

دود چراغ خورده شب آورده ام بروز معذورم ار نماند دماغ مرا تری

صفحہ ۱۹۷ س ۸ : نشتر عشق میں ہے کہ مروّجہ دیوان میں قریباً ہزار بیت ہیں۔

صفحہ ۲۰۱ س ۱۲ : بدارالعیش کشمیر الخ دیکھو حواشی کا صفحہ ۵۲ ' خوشگو نے صرف یہ لکھا ہے کہ میر حسین کفری کے ساتھ نوعی ہندوستان آکر" در لاہور بخدمت شیخ ضیاء الدین مرزا یوسف خان مشہدی پیوست ' مدتی از نخست و رنج راه برآسود و میر حسین کفری در لاہور بعین بی قبدی ولا ابالی گری بسر برد" فیضی ہی ہیں صاحب آثار الامرا نے دیا ہے۔ چونوشی کا معاصر اور ہم نشین تھا کہ: وی دانندۂ لو زبان ... مستثنی است اگرچہ بعضی از مستعدان سخنان او را اشتر گربہ ... وتر در اشعارش بسیار واقع است اما باعتقاد راقم کہ میر صاحب ابالی باشد در زمان بی نظیر و بی مثال است والحق استاد فن (دو) صاحب طرز خاص خود است ... دیوان قصاید و غزل ترتیب نداده بود کہ بتاریخ ۱۰۱۹ھ در برہانپور وفات یافت ...

Marfat.com

وہمانجا مدفون گردید، نوعی کے ساقی نامہ کے بہت سے اشعار بھی خوشگو نے نقل کئے ہیں - مقابلہ کرنے سے بعض اختلافات متن معلوم ہوئے جو درج ذیل ہیں :-
صفحہ ۲۰۲ س ۱۶ : الا (بجای توئی)،
صفحہ ۲۰۳ س ۴ : افشاگر ـــ صفحہ ۲۰۴ س ۶ : برم (بجای سرم)
صفحہ ۲۰۵ س ۱۳ : باوگرد ـــ صفحہ ۲۰۶ س ۲ : ستانم ـــ
س ۵ : نادیدہ (بجای نابردہ)،
صفحہ ۲۰۶ س ۱۶ : ای جانشین (بجای آن الخ) ـــ ز راحت خسی (بجای ز راہش بسی) ـــ س ۱۸ : کف دست چون غنچہ از آستین ـــ
س ۱۹ : بآن دست و ساغر الخ،
صفحہ ۲۰۷ س ۳ : پروانۂ باغ ادست ـــ س ۱۰ : سینہ (بجای شیشہ)
صفحہ ۲۰۸ س ۹ : در دل فسردہ (بجای در گل الخ) ـــ چو زر زاد از خاک الخ
ـــ س ۱۵ : بشب (بجای شدہ) ـــ س ۱۷ : بادل (بجای تادل)،
صفحہ ۲۱۰ س ۹ : بگردان زرہ الخ،
صفحہ ۲۱۷ س ۹ : دیکھو حواشی صفحہ ۵۵ س ۲، ایشیاٹک سوسائٹی کا نسخہ منگوا کر دیکھا گیا، وہ کلیات خیالؔ کا نہیں بلکہ کسی اور مصنف کا ہے جو بارھویں صدی کا شاعر ہے۔ اور حنفی المذہب ہے اور نواب عبدالصمد خان دلیر جنگ کا مداح۔ اس نسخہ میں جو ۱۱۳۳ کی تحریر ہے - ایک قطعہ اور ایک قصیدہ میں شاعر نے نواب موصوف کے ہاتھوں سکھوں کے ۱۱۲۷ میں شکست کھانے کا ذکر کیا ہے،
صفحہ ۲۳۶ س ۲ : خوشگو کہتا ہے : صدارت سرکار (یعنی خانخانان) نیز باو متعلق بود و عہدۂ صوبہ داری خاص عنایت آن قدر و منزلتے کہ او در جناب نواب داشتہ اند مداحان پیشش ممدوح کم کسی یافتہ باشد ـــ س ۱۰ : بہند دکن الخ مگر سفینہ

Marfat.com

ہیں ہے کہ عدن سے "ناسر و غایبہا بہ بند۔ مبارک سورت کہ زر قبول نواب بود خود
را انداخت"
صفحہ ۲۴۸ س ۸ : حواشی کے صفحہ ۵۸ میں ہم نے [illegible] دیکھیے حاشیہ صفحہ ۵۳۲ س ۱ تا ۲ پڑھیے
(بجای ص ۲۴۸ س ۱۹ پڑھ)
صفحہ ۲۴۵ س ۳ : ور خوش نویسی الخ خوشگو کہتا ہے کہ صحیفی خط نسخ
خوب لکھتا تھا' اسکا لڑکا میر غازی اسیری اکبر بادشاہ کی توجہ میں ملازم تھا
صفحہ ۲۴۹ س ۱۰ : دیکھو حواشی کے صفحہ ۵۸، خوشگو نے لکھا ہے کہ اکبر نے اس کو
فراغی تخلص دیا مگر : چون بر رای جہان آرای ظاہر شد کہ تخلص شجر را بہتر از فراغی
می داند و بنابر پاس حکم فراغی می آرد و ما ہم بہ طرز ساختن فراغی و مقرر نمودن
شجر مختار ساختہ بمقتضای خواہش خود شجر اختیار نمود
صفحہ ۲۵۰ س ۱۰ : لوبند کہ در راہ الخ خوشگو کہتا ہے کہ سفر حجاز میں دو
لاکھ روپیہ کی اجناس نفیس ہندوستان کی لیکے جہاز تھیں۔ بیچ دریا میں سخت
میں کشتی ڈوب گئی اور سب مال قزاقان سواحل عرب کے ہاتھ آیا۔ اور [illegible]
جان ہو کر ہندوستان پہنچا۔ اور دوبارہ حج کو گیا تو [illegible]
حاشیہ صفحہ ۲۵۳ : خوشگو کہتا ہے [illegible]
پسر راجہ مالدیو کے سپرد کیا جو [illegible]
سنجرا کے پاس قید رہا۔ پھر [illegible]
اسکے بیٹے اور مال کو [illegible]
عرصہ میں مر گیا اور [illegible]
صفحہ ۲۵۱ س ۲ : شاہ نواز خان [illegible]
عادلشاہ کا وکیل السلطنت [illegible]

Marfat.com

ذکر کیا ہے (خوشگو بذیل سنجر)۔

صفحہ ۲۵۲ س ۷: **منظومات سنجر الخ** دیکھو حواشی کا صفحہ ۵۹، خوشگو کہتا ہے کہ اکثر معاصرین سنجر اسکے کلام کو رطب و یابس کا مجموعہ سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ سب مزہ استعارات اور ناپسندیدہ عبارات استعمال کرتا ہے مگر بعض یہ بھی کہتے تھے کہ تازہ گو اور خوش فکر ہے،

صفحہ ۲۵۹ س ۲: **ملک قمی** خوشگو کہتا ہے: با وصف فضل و کمال از تصوف و توحید چاشنی تمام داشتہ و در علم دینی و مسایل یقینی بغایت کوشیدہ و قامت قابلیتش بطراز زہد و ورع مطرز بودہ، پھر لکھتا ہے کہ بقول میر عبد الباقی قم و عراق میں محتشم کاشی اور ضمیری اسکو حضوری قمی میر رشکی، میر والہی و غضنفر پر ترجیح دیتے تھے، وہ دکن میں آکر مقیم ہوا پھر جب احمد نگر فتح ہوا۔ تو خانخانان کی خدمت میں پہنچا کچھ عرصہ کے بعد سفر حجاز کی رخصت حاصل کرکے بیجاپور گیا۔ اور ابراہیم عادل شاہ کی خدمت میں پہنچکر ملازم ہوا۔ وہیں ملا ظہوری سے خویشی پیدا کی۔ اور دونو نے ملکر ہزار بیت کی کتاب نظم کی۔ جسکا نام گلزار ابراہیم رکھا اور اسپر ۹۰ ہزار لاری (= ۴۰ ہزار روپیہ) انعام پایا۔ شاہنواز خان شیرازی اور عادلشاہ دونو کی طرف سے اسکو وظیفہ ملتا تھا،

صفحہ ۲۶۸ س ۶: نگذاشت پڑھو،

صفحہ ۲۹۰ حاشیہ ۵: نہندت پڑھو،

صفحہ ۳۲۲ س ۲: **فرقتی** نشتر عشق میں ہے کہ وہ پہلے کامی پھر فرقتی تخلص کرتا رہا۔ مگر گاہی گاہی مقطع میں اپنا نام بھی لے آتا تھا۔ اسلئے بعض تذکرہ نویسوں نے اسکو باب الف میں داخل کیا ہے۔ جمال ظاہری سے بھی با نصیب تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ملا وحشی کا مصاحب رہا، سفینہ خوشگو میں ہے: دیوانش بقدر سہ ہزار بیت متداول است و ہمہ قسم شعر دارد، بسیار اشعار خوب در و یافتہ می شود،

Marfat.com

صفحہ ۳۲۴ س ۳ : داشت پڑھو'

صفحہ ۳۳۲ س ۵ : در خدمت دارای آن ملک الخ سفینۂ خوشگو میں ہے:- بسبب تکلیف حکمای و اطبای بادشاہان گرجستان مدتی در گرجستان ماندہ الکسندر خان والی آنجا با آنکہ بہرہ از فارسی نداشت مقدم حکیم را بغایت گرامی داشتہ میل تمام بصحبت وی پیدا کردہ بود، بعضی از مستعدّان ایران کہ در آن دیار بودند از صحبتش حظّ وافر برداشتند

صفحہ ۳۳۲ حاشیہ ۱ : تعلیق کی بجای نسخ تعلیق (یعنی نستعلیق) پڑھو'

صفحہ ۳۴۶ س ۱۴ : دیکھو حواشی کا صفحہ ۶۸ س ۸ 'رستہ' کی بجای سرہند پڑھو - خوشگو نے یہ بھی لکھا ہے : آوردہ اند کہ او مذہب خلیل (؟) داشتہ و دہری بودہ ..... بمنزل سرہند درگزشت و ہمانجا مدفون شد' استاد است و شعرش در غایت عذوبت واقع'

صفحہ ۳۶۶ س ۳ : بتقریبی کہ الخ نشتر عشق میں ہے : روزی (مسیح) بحضور شاہ بر مسئلہ کہ یکی از فضلا مباحثہ می کرد و شاہ جانب داری آن کس می نمود حکیم ازین ممر سخت رنجیدہ شدہ ترک دربار داری نمودہ منزوی شدہ و قصیدہ مشتمل بر رخصت سفر انشا کردہ ارسال داشت کہ این مطلع از وست ؎ گر فلک یک صبحدم الخ و از عدم اجازت و بیم گرفتاری کہ مبادا در راہ گرفتار شود ہزاران تعب و تعب در خانۂ خود گوشہ نشین بود تا رایت ظفر آیت آن شاہ بطرف ماژندران برآمد وغیرہ وغیرہ

صفحہ ۳۷۶ حاشیہ سطر آخر : "در حواشی" پڑھو

صفحہ ۳۷۷ س ۵ : گر صاف کنی پڑھو'

صفحہ ۳۸۴ س ۲ : طالب کے متعلق خوشگو نے خان آرزو کا ایک حاشیہ نقل کیا ہے - اور وہ یہ ہے : راستی آنکہ طرز ملا ظہوری را ..... رنگ دیگر دادہ است' شادابی کہ در شعر طالب است در کلام استاد ظہوری نیست و مضبوطی کہ در شعر ظہوری است

Marfat.com

در ابیات طالب نیست،

صفحہ ۳۸۸ حاشیہ س ۲ : حشرش الخ کے نیچے ۱۰۳۵ پڑھو

صفحہ ۴۰۱ س ۱ : دیکھو حاشی صفحہ ۸۰ نشتر عشق میں یہ مضمون بہ تغیر الفاظ سفینۂ خوشگو سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے،

صفحہ ۴۰۸ س ۱۵ : مرشد بروجردی خوشگو نے مرشد خان کے ترجمہ میں بعض مفید باتیں لکھی ہیں جو درج ذیل ہیں :- "تتبع اشعار متقدمین و متاخرین نیکو کردہ و کتب سیر و تواریخ بسیار مطالعہ آوردہ و بمذاق تصوف آشنائی تمام داشتہ، اوّل در صحبت میر انیسی بروجردی کہ دران وقت بفصاحت و بلاغت اتّصاف و اشتہار داشت مشق سخن گذرانید باتّفاق مستعدّان بر اکثر موزونان مثل میر شاہ کرم مجازی و کرمی و گرامی و حمدی ترجیح یافت بعدہ از ..... میرزا ابراہیم ہمدانی فیض با اندوخت مرتی بعیش و کامرانی و سخن سنجی و غزل خوانی بسر برد و فضل و قدرت خود بر جمیع قافیہ پیمایان ہمدان کہ رشکی و ہلاکی و بزنی و فضالی و زکی و شکیبی و ہمیشی و اوجی و محوی و حزینی و مدرکی و نصیرا باشند ظاہر ساخت و ازین جملہ بزرگان سند اعتبار گرفت" پھر لکھتا ہے کہ وہ ہمدان سے گاہی بروجرد میں اور گاہی خرم آباد میں آتا جاتا تھا - آخر شیراز میں جا کر مقیم ہوا اور شعر میں شہرت پائی - محمد قلی خان قزلباش اندنوں حاکم فارس تھا - اسنے اپنی وکالت اسکے سپرد کی - اور یہ رزم و بزم میں اسکا رفیق رہا - خان مذکور کے واقعہ کے بعد مرشد مصیبت زدگی میں فارس میں مقیم رہا - حتی کہ میرزا غازی نے اسے شیراز سے بلوایا اور مرشد خانی کا خطاب دے کر اسکو رائق و فائق مہمات بنایا " و امر فرمود کہ مہر و وکالت خود بر پشت فرامین می کردہ باشد" قندہار میں بھی مرشد اسکے ہمراہ رہا - اور شعرائے ایران مثلاً طالب آملی - محوی اردبیلی - سروری - شمسای زرّین قلم - ملا اسد میرآلی اسد آبادی نے مرشد کے وسیلہ سے خان سے انعامات پائے اور مستعدّان

Marfat.com

عراق وخراسان مثلاً ملا شانی تکلو اور میرزا فصیحی انصاری کو حکم طلبی پہنچا اور گو وہ خود نہ آسکے انہوں نے قصاید بھیجے۔ ۱۰۲۱ھ میں میرزا غازی ۲۲ برس کی عمر میں فوت ہوا تو جہانگیر کا حکم طلب مرشد کو ملا جسمیں سہ صدی منصب بھی عنایت ہوا تھا۔ مرشد دربار میں آیا۔ مگر تھوڑے عرصہ کے بعد حاسدوں کی سخن سازی سے کورنش سے محروم ہوا۔ اور مہابت خان نے بادشاہ کے پاس درخواست کرکے مرشد کو لے لیا۔ اور میرزا امان اللہ نے اسکی شاگردی کی۔ اور اپنی مشق اسکو دکھانا شروع کی، امانی کا شعر ہے:

اے امانی سوختی تا پختہ کردی فکر خود — مرشد ما این غزل را خام می گیرد بتو

غرض ۱۰۲۳ سے ۱۰۲۶ تک چار برس مرشد مہابت خان کی صحبت میں رہا۔ اور ۱۰۲۶ میں اسکے ہمراہ برہانپور گیا مگر برہانپور سے واپس ہونے کے وقت خفا ہوکر الگ ہوگیا اور خانخانان کو استدعای صحبت کا خط بھیجا۔ خانخانان نے اپنے قلم سے رقعہ کا جواب لکھا مگر اس سے پہلے مرشد شاہجہان کے پاس نوکر ہوکر دوسو ذات ستر سوار کا منصب پاچکا تھا۔ اسلئے خانخانان کو عذر میں قصیدہ بھیجا جو ۱۰۲۷ میں میر عبدالباقی صاحب آثر کے ذریعہ رنتھنپور میں خان کی خدمت میں پیش ہوا۔

صفحہ ۴۱۵ س ۹ تا س ۱۴: شعر سفینۂ خوشگو میں بھی نقل ہوئے ہیں نقل کرنے سے پہلے خوشگو لکھتا ہے: ساقی نامہ موافق مسرت حقہ یا بیان صوفیہ بسیار خوب گفتہ در اینجا لطیفہ آوردہ کہ بے اختیار دل از دست نمی

صفحہ ۴۲۰ حاشیہ ۱ س ۴۔ میں خوشگو کے بعد پڑھو نسخہ ہدایت بادلی عمود ۲۲۹ نمبر ۵۶۷)

صفحہ ۴۲۰ س ۱۰: حکیم مخزن سفینۂ خوشگو میں ہے: محمد حسن عارف تخلص

Marfat.com

شیرازی است در عہد جہانگیری از اطبّای پای تخت بود ' شوریدگی در مزاج داشت ' طبعی سلیم بہم رسانیدہ بود ' صاحب دیوان مختصر است '

صفحہ ۴۹۱ حاشیہ س ۲ : این قدر پڑھو '

صفحہ ۴۹۱ س ۱۲ : اوجی کشمیری خوشگو کہتا ہے : از سخنوران مسلّم است و صاحب دیوان مختصر ' اوجی کے باپ نامی کی نسبت لکھتا ہے : مردی گمنام و فقیر بودہ صرف و نحو نیک دانستہ از شعرای عہد ہمایون و اکبری ست باوجود پیری بشرب دوام اشتغال داشتہ وشعر نیکو می گفتہ '

صفحہ ۴۹۷ س ۱۲ : محب علی سندی دیکھو حواشی ص۸۵ س ۴ ' سفینۂ خوشگو کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اسے نواب شاہ نواز خان ولد مرزا عبدالرحیم خان خانان کا ذکر کیا ہے - جسکو آپکے نے غلطی سے محب علی کا لڑکا سمجھ لیا ہے - سفینہ سے بعض مفید باتیں نقل کی جاتی ہیں : -

محب علی کے آبا و اجداد سمرقند سے تھے - اسکا باپ حیدر علی اوایل عمر میں سیستان میں آکر مقیم ہوا - اور محب علی سند میں پیدا ہوا - اسلئے سندی کہلانے لگا - تتہ میں اسنے کسب کمال کیا - حتی کہ ماثر رحیمی میں ہے : درین زمانہ مثل او کسی نیست و نواب خانخانان سپہ سالار بصحبتش مباہات می نماید و از مغتنمات می شمارد تتہ کے فتح ہونے کے بعد ملاشکیبی کے وسیلہ سے وہ خانخانان کا ملازم ہوا اور ۹۹۹ سے آخر تک اسی کا ملازم رہا - ۱۰۲۵ میں جب خان اپنے لڑکے نواب شاہنواز خان کو ہمراہ لیکر دکن گیا تو محب علی کو اس لڑکے کا اتالیق مقرر کیا ' شکیبی سفر حجاز کو گیا تو یہ بھی ہمراہ ہوا - واپسی پر پھر ملازمت اختیار کی - دایم الصوم اور قایم اللیل تھا - لوگ اسے انسان کامل میں سے شمار کرتے تھے - ۱۰۲۹[1] میں جب شاہنواز خان

[1] ۱۰۲۸ چاہیے دیکھو ترجمہ توزک ۲ : ۸۷ جہاں لکھا ہے کہ شاہنواز خان کثرت می نوشی کی وجہ سے اس سال میں مرگیا '

Marfat.com

مرگیا - تو یہ بھی برہانپور میں گوشہ گیر ہوگیا - اور انہی دنوں میں مرگیا (ساقی نامہ کے سولہ شعر سفینہ میں ہیں - ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ساقی نامہ خانخانان کے نام اسنے لکھا)

صفحہ ۵۰۳ س ۱۷ : جمعی از عربان الخ سفینہ خوشگو میں ہے کہ : از ہر قسم مردم در سرکار او نوکر بودند و با ہر یکی از انہا با محبط (مختلط ؟) بود نیم شبان صحبت خاص او با... ملنگان .... بودہ و خود ہم دران وقت بہمان لباس برمی آمد'

صفحہ ۵۲۴ س ۱۲ : نظیری خوشگو نے بحوالہ مآثر رحیمی لکھا ہے کہ نظیری پہلا ایرانی شاعر ہے جو خانخانان کے پاس پہنچا -

صفحہ ۵۲۶ س ۱۳ : بہ شکیبی الخ مگر سفینہ میں بحوالہ مآثر رحیمی ہے کہ خانخانان نے انیسی کو خط لکھا الی آخر القصّہ

صفحہ ۵۳۲ س ۴ : ہشت ہزار الخ مگر سفینہ میں ہے : دیوان وی قریب دہ ہزار بیت است '

صفحہ ۵۳۵ س ۶ : حیاتی گیلانی خوشگو نے لکھا ہے کہ خانخانان تسخیر دکن کے لئے گیا تو حیاتی کو مکیوں میں داخل ہو کر اسکے ہمراہ گیا ' اور نواب کی سفارش سے منصب ہزاری پر سرافراز ہوا - نواب اسکے ساتھ دوستانہ پیش آتا تھا اور حیاتی کے گھر میں بارہا دن گذارتا تھا - پھر حیاتی نے برہانپور میں رہائش اختیار کر لی اور ایک دلکشا مسجد اور عمدہ مکان بنوایا کہ بقول خوشگو " الیوم قائم است " اور شہر کے باہر ہندوستان کی سڑک پر باغ بھی بنوایا - غرض چند سال وہاں رہ کر ۱۰۲۵ھ میں جہانگیر بادشاہ کی خدمت میں پہنچا - اسکے بعد خوشگو نے اتفاق نامہ کی تکمیل اور حیاتی کے [illegible] تلنے کا قصہ دیا ہے ' ۱۰۲۸ میں جب خانخانان احمد آباد سے آگرہ آیا تو جہانگیر کشمیر تھا ' حیاتی نے بادشاہ سے رخصت لی اور ارادہ کیا کہ خانخانان کی خدمت میں باقی عمر گذار دے - مگر انہی دنوں میں مرگیا - حیات باقی یافتہ ۱۰۲۸ تاریخ اس واقعہ کی صاحب مآثر رحیمی

Marfat.com

نے پائی - میر عبدالباقی نے لکھا ہے کہ حیاتی بہت خوش صحبت عالی ہمت اور پاکیزہ روزگار تھا ' لوگ اسکی مصاحبت کی طرف بہت مایل تھے - ساری عمر اسکو شراب کی لت رہی مگر خوش معاشی اور پرہیزگاری (!) سے اسنے زندگی بسر کی -

صفحہ ۵۳۷ س ۹ : نشتر عشق میں بذیل لطفی ولد عرفی کمانگر لکھا ہے : تبریزی است مرد تاریخدان وخوش تقریر بود و بہ شیوۂ مصاحبت بی نظیر ' و در شاعری چون پدر خود بی عدیل از وطن خود بہندوستان آمدہ بملازمتِ جہانگیری کامگار گشتہ بخطاب موزون الملکی افتخار اندوختہ -

صفحہ ۵۴۹ حاشیہ ۳ مرآۃ الخیال پڑھو '

صفحہ ۵۴۰ حاشیہ ۱ مرآۃ پڑھو '

صفحہ ۵۴۲ حاشیہ ۴ س ۴ : عہد پڑھو (بجای عہد)

صفحہ ۵۵۰ س ۸ : حمید خصالی خوشگو کہتا ہے : پدرش بعہد اکبری بہند آمدہ بود و وی در عہد جہانگیری ظہور یافتہ ' حمیدہ خصال بودہ طبعی سلیم و ذہنی مستقیم داشتہ ..... و دیوان کلامی دارد '

صفحہ ۵۵۳ س ۱ : از اکابر الخ مگر خوشگو کہتا ہے : از اواسط الناس آنجاست ' اما عطای الٰہی او را بمعنی آشنا کرد '

صفحہ ۵۶۴ حاشیہ ۱ (از آں نبود الخ) اینجا کو مغالطہ ہوا ہے ' اصل کی عبارت یہ ہے : تورانی الاصل و از قبیلہ سلسلۂ علیہ تیموریہ بودہ ——— حاشیہ سطر آخر : سفینہ خوشگو میں ہے : در اوایل عہد شاہجہانی در گذشت '

صفحہ ۵۶۶ س ۷ : باغ حافظ رحمت دیکھو ترجمہ آئین از جیرٹ ' ج ۲ صہ ۲۸۱ '

صفحہ ۵۶۹ س ۱۶ : آخر سنہ خمس و عشرین و الف ' آیں پہلے سنہ اربع

Marfat.com

الخ لکھا ہے پھر حاشیہ پر خمس لکھکر تصحیح کی ہے۔ ص۵۰۹ پر بھی مؤلف نے کہا ہے کہ وہ ۱۰۲۵ھ میں لاہور پہنچا۔ مگر لاہور پہنچنے کے بعد وہ جلدی ہی کشمیر کو روانہ ہوگیا اور دو سال وہاں رہکر آخر ۱۰۲۶ھ میں واپس آگیا۔ اسلئے آخر سنہ خمس الخ کی بجای ابتدای سنہ الخ چاہیئے۔ ورنہ دو سال پورے نہیں ہوتے اسکی تائید توزک (ترجمہ ۱: ص۲۹۵) سے بھی ہوتی ہے محمود بیگ تحائف لیکر جمادی الاولی ۱۰۲۴ھ میں اجمیر سے چلا ہے۔ قرین قیاس یہی ہے کہ آخر ۱۰۲۴ یا شروع ۱۰۲۵ میں وہ لاہور پہنچ گیا ہو۔ چنانچہ خود مؤلف نے اس سفر کی میعاد چھ مہینے لکھی ہے (دیکھو ص۴۳۱ س ۳)

فہارس و حواشی میں بعض غلطیاں کتابت کی رہ گئی ہیں۔ انہیں بہ تفصیل ذیل درست کر لیا جائے۔

فہارس۔ صفحہ ۶۱۳ عمود ۲ بذیل حکیم فغفور س ۴ 'نام پدرش' پڑھو

صفحہ ۶۴۰ عمود ۳ ؛ 'شرح کافیہ' پڑھو (بجای شرح قافیہ)

حواشی۔ صفحہ ۴ س ۱۶ : ماخوذ پڑھو (بجای ماخوز)

صفحہ ۵ س ۴ : 'اشعہ' پڑھو (بجای الشعہ)

صفحہ ۸ س ۲ : 'بوجود آمد' پڑھو (بجای بوجود آمد)

صفحہ ۲۱ س ۱۳ : 'صفحہ ۹۵ س ۴' پڑھو (بجای س ۴)

صفحہ ۴۸ س ۱۱ : 'قزوینی' پڑھو (بجای قزوین)

صفحہ ۵۵ س آخر : غزالی پڑھو (بجای غزالی)

صفحہ ۵۷ حاشیہ ۵ : '۱۰۲۱ھ میں' پڑھو (بجای [illegible] بیز [illegible]

مآثر لامرا ۳ : ۳۴۷ ۔

صفحہ ۵۸ س ۴ : (ص ۵۳۲ س ۲ پڑھو (بجای س ۲۱ ص ۱۶) — حاشیہ

Marfat.com

لہ میں 'بلاکمین' سے پہلے 'مآثر الامراج ۲ صفحہ ۲۵۰' پڑھو'

صفحہ ۶۸ س ۸ : سرہند پڑھو (بجای رستہ)'

صفحہ ۷۶ س ۱۳ : مرآۃ پڑھو (بجای مرأۃ)'

جملہ حقوق محفوظ ٭

Marfat.com